



ڈاکٹر زکیر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA

JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the books before  
taking it out. You will be responsible  
for damages to the book disco-  
vered while returning it.

\_\_\_\_\_

LF

**R2.00** per day after 15 days of the due date.

--	--	--	--





# سیر حیات

پندرہ روزہ

21/11/15

## اسلام کا پیغام اکبروری انسانی برادری کے لئے ہے

اسلام ایک پیغام الہی، اور اس پیغام کی حامل امت مسلمہ ہے، یہ وہ حقیقت ہے جس کی طرف سے  
 ذمہ دار تمام مسلمان بلکہ مسلمان علماء اور مشائخِ نمک نے اُس سے اعراض اور تغافل برتا اور اس حقیقت کو بالکل بھلا دیا  
 ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ مسلمان اپنے کو انھیں مغزوں میں تو سمجھنے لگے، جن مغزوں میں دنیا کی قومیں اپنے کو قوم سمجھتی ہیں، ان میں سے  
 کوئی تو وطنیت کے سہارے اپنی قومیت کی دیوار کھڑی کرتا ہے کسی نے نسل کو قومیت کا میاں سمجھا اور ان میں سے تو کچھ رکھتے ہیں وہ زیادہ  
 سے زیادہ یہ کہتے ہیں کہ مسلمان قوم قومیت اور نسل سے نہیں بلکہ مذہب کی بنیاد پر قوم ہے حالانکہ حقیقت اس سے بھی آگے ہے اور وہ یہ  
 کہ مسلمان وہ جماعت ہے جو اللہ کی طرف سے ایک خاص پیغام لیکر دنیا میں آئی ہے اس پیغام کو قائم رکھنا اور اس کو پھیلانا اور اس کی طرف  
 لوگوں کو دعوت دینا اس کی زندگی کا نہایت فریضہ ہے۔ اس پیغام کے ماننے والوں کی ایک برادری ہے، جس کے حقوق ہیں اور یہی ان کی  
 قومیت ہے۔

اس حقیقت کے ظاہر ہونے کے بعد مسلمان قوم کا سب سے بڑا فرسوس اس پیغام الہی کی معرفت اس کی  
 بجا آوری، اس کی تسلیم، اس کی دعوت اور اس کی اشاعت اور اس کے حلقہ بگوشوں کی ایک  
 مہموری برادری کا قیام اور اُس کے حقوق کو بجا لانا ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

سالارِ چغتو منظور ہے

”وَلَا تَمْنُنْ فِيْ عِبَادِنَا غَمًّا مُّنْعَانًا بِلِهْ اَرْوَكِنَا  
مُنْعُ زَهْرٍ اَلْحَيَاةُ الْمُنَا لِيَقْتَبِعَهُمْ فِيْهِ  
كُوْرُوْا رِيْفٌ حَيَوِيًّا اَبْقَى لَ

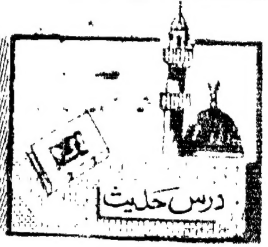
اور اسی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں  
آرائش کی ہے وہاں سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ اس الٰہی خوش  
نویس، امن، نگاہ نہ کرنا اور تعارض پروردگار کی (معا)  
دہائی ہوئی۔ روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

**حدیث کا نقشہ پہلو :-** بے یمن کے لوگ حج کو  
آتے تو داروہ کا اہتمام نہ کرتے بلکہ چلتے تھے کہ کس میں تو  
اللہ تعالیٰ بد توکل و بھروسہ کرتے ہیں اور جب مکہ  
پہنچتے تو بھروسہ پر توکل و بھروسہ کرتے مانگتے اور سوال کرتے  
اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :  
وَسَبِّحْ وَذُنِّ اَنَّا حَيُّ الْقِيَامَاتِ وَنُورُ الْقِيَامَاتِ  
اور ارادہ الٰہی راستے کا خروج ساتھ ساتھ جائزوں کو  
بہت اذکار و نذرانہ والا ہے نہ کہ بے۔

یہ حالت، مجاہد، مکروہ، نعمیٰ اور دیگر بہت  
سے سلف نے فرمائی ہے۔ یہ حضرات اسباب اختیار کرنے  
کو بالکل ہی جھوٹ دینے کی اجازت نہیں دیتے، مولائے  
اللہ کے ان خاص انخاص بندوں کو جو رجوع و انابت  
اور محبت خداوندی کے اس مرتبہ کو پہنچ گئے ہوں کہ  
مخلوق سے کوئی امید و لالچ طلب میں باقی نہ رہی ہو اور دل  
اشتراف سے بالکل پاک ہو چکا ہو اور جس حال میں  
بھی ہوں اس پر راضی و صابر ہوں کسی قسم کا کوئی شکوہ  
و شکایت زبان پر نہ آتا ہو بلکہ ہرچیز از دوست کی رسم  
نیکو ست، محبوب کی طرف سے جو کچھ بھی پیش آئے  
وہ بہتر و پسندیدہ ہے۔ ہر ادا محبوب کی محبوب ہے  
یہ ان کی طبیعتِ ثنائیہ پر چکی ہو۔ بہت سے لوگ ان  
خواص کو دیکھ کر دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی تغل  
میں دینی زندگی کی غلط تصویر پیش کرتے ہیں، توکل  
کے نام پر دوسروں کے دست بٹگے رہتے ہیں، یہ اہل  
قیلم کے سرسرخلاف ہے جبکہ توکل کی اصل معانی کیا  
(دینی معنی) ہے۔

طے ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۷ء

## رزق کے معاملہ میں اللہ پر توکل



اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى اٰلِہٖٖ وَسَلَّمَ  
(۲)

### شمس الحق مندری

فرمایا کہ یہ اس پر راضی رہے اور جو صلاحیت اور توفیق  
دے رکھی ہے اس پر قناعت کرے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے  
اس کے لئے اپنے لطف سے مقدّر فرمایا ہے اس پر کرا کر  
رہے۔ اس لئے بندہ کو یمن کا یہ ایمان و عقیدہ ہے کہ  
اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جو رزق اور صلاحیت عطا فرمایا  
ہے اس میں عداوت حکمت سے کام لیا ہے، آپسلی اللہ علیہ  
لے جس توکل پر ابھارا اور آمادہ کیا ہے اس توکل کے یہی  
معنی ہیں۔

انسان اپنی ساخت و مزاج کے اعتبار سے بڑا  
لاجبی واقع ہوا ہے۔ اس کے دل میں دنیا کی ایسی حرص  
و گھرن کی ہے کہ کسی حد پر جا کر اس کا دل بھرتا ہی نہیں  
اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کے ذریعہ حصول مال و  
شغل کے مسئلہ میں اعتدال دیا نہ روی اختیار کرنے کی  
رہنمائی فرمائی ہے اور حصول رزق کے لئے محنت و کد کاوش  
کا حکم دیا ہے اور اس رہنمائی کے ذریعہ اس کے نفس و زندگی  
میں توازن قائم فرماتا ہے اور اس کو غلو و گرفتاری سے دور  
رکھتا ہے جس کی وجہ سے انسان کا دل اور بدن دونوں ہی  
شغل و پیرشائی کا شکار ہوتے ہیں۔

اگر انسان کو اس کی حرص و لالچ کی حالت پر چھوڑ دیا  
جائے اور اس کو اس کے حال پر رہنے دیا جائے تو وہ  
خود اپنے اور اپنی جماعت کے لئے مصیبت بن جائے،  
لہذا ضروری تھا کہ اس کی چاہت و خواہش کو بلند انداز  
و گرفتاری پر موزاں کر دیا جائے اور اس کی رہنمائی کی جائے  
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ابن قیم کی رائے :- ابن قیمؒ توکل کے بارے میں  
فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ توکل کی باتوں سے طبیعت  
کی کیفیت بہ ان باتوں سے بغیر حقیقت توکل نہیں حاصل  
ہو سکتی، اور یہی بزرگوں نے ان میں سے ایک دوسرے زائد  
باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

یہی چیز اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کی صفات کی معرفت  
یعنی اس کا قادر و مطلق ہونا، ہر چیز میں اس کا حاکم و کھیل ہونا  
کسی کا کسی حال میں محتاج نہ ہونا یا تو سے لغام عالم کو ٹھیک  
ٹھیک چلانے کی قدرت یعنی قیوم ہونا، ساری باتوں کا  
اس کو علم ہونا، ان کا اس کی قدرت و ارادہ سے پیش آنا  
ان چیزوں کی معرفت ہی وہ پہلا چیز ہے کہ جس سے توکل  
کی راہ کھلتی ہے۔

اس وسیع مفہوم میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل و  
بھروسہ و معادت و خوش قسمتی ہے، جس سے بندہ یمن  
زندگی میں سکون نفس کی دولت سے بہرہ یاب ہوتا ہے  
اس کو شرح صدر اور اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے جس  
کے نتیجہ میں بلا تشدد آمدنی اور کمائی پر اچھا اثر پڑتا ہے  
جو آدمی پریشان اور گویا کھو یا سار جتا ہے، بے یمن  
و اویس کا شکار ہوتا ہے وہ اس کام کو جو اس کے حوالہ  
کیا جاتا ہے کہ ہر صحیح طریقہ پر انجام دے پاتا ہے، اپنے  
مقدمہ امتحان کا سامنا حاصل کر پائے کہ میں سے وہ مطمئن  
ہو سکے تاہن سا ہوتا ہے توکل کی ایک علامت اور لوگوں  
پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جو اوجہ یعنی روزی عطا  
لے خارج اس اکلین۔



Subscription Number:

173222

23-5-02

کھیت و نماز

# تعلیم و حیات

پندرہ روزہ

مجلس صحافت و نشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لاہور

۱۶

۱۹۹۶

جلد نمبر ۳۳ | ۱۰ نومبر ۱۹۹۵ء | مطابق ۱۶ جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ | شمارہ نمبر ۱

## ذکر تعاون

سالانہ ..... ۱۰۰ روپے  
فی شمارہ ..... پانچ روپے  
- بیرونی ممالک فضائی ڈاک -  
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک  
۲۵ ڈالر  
- بیرونی ممالک بحری ڈاک -  
بحری ڈاک جملہ ..... ۱۰ ڈالر

## خط لاریں

خط و کتابت ادومنی آرڈر کے تحت وقت  
کو پناہ دینا سب پر خریداری نمبر کیساتھ  
مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر  
ہر پتہ کی سب پر لکھا ہوتا ہے اگر آپ  
جدید خریداری ہیں تو اس کی مرمت ضرور  
کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی  
اور جلدی ہوتی ہے۔ منیجر  
حامد

## مشاورت

مولانا ذوالحفظ ندوی۔ مولانا محمود الازہار ندوی  
مولانا سلمان حسین ندوی۔ مولانا محمد خالد ندوی  
مولانا عبدالرحمن ندوی۔ مولانا محمد رضوان ندوی  
ڈاکٹر بارون رشید صدیقی

## شکرانِ اعلیٰ

مولانا معین اللہ ندوی  
مدیر مسئول  
شمس الحق ندوی

اس دائرہ میں اگر مرغ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ  
پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ یوں دوا  
کار خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ  
چندہ مبلغ ستوروپے بذریعہ مئی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

## خط و کتابت کا پتہ

میں تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء کھنؤ 226007 یو پی  
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات کھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ  
پر روانہ کریں

پرنسپل شاہ حسین نے ہر کچھ آفیس میں طے کر کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء کھنؤ سے شائع کیا

## شرائط اجلی

- ۱۔ پانچ کاپی سے کم کی اجلی جاری نہیں کی جاتی۔
- ۲۔ ٹی کاپی ۱۰ روپے کے حساب سے زرضمانت پیشی روار کرنا ضروری ہے۔
- ۳۔ کمیشن جوانی خط سے معلوم کریں۔

## نرخ اشتہار

- ۱۔ تعیر حیات کائناتی کام فی سینیٹی میٹر ۲۰/۰ R.
- ۲۔ کمیشن تعیر لاشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر نہیں ہوگا۔
- ۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشی جمع کرنا ضروری ہے۔

## بیسرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.  
P.O.Box No. 842  
MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)

ملینہ منورہ

Mr. M. AKRAM NADWI  
O.c.I.S.  
St. CROSS COLLEGE  
Oxford OX1 3TH - U.K.

برطانیہ

Mr. M. YAHYA SALLU NADVI Sb.  
P.O.Box No. 388  
Vereniging  
(S.AFRICA)

مساؤنہان رفیقہ

Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.  
P.O.Box No. 10894  
DOHA - QATAR

قطر

Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.  
P.O.Box No. 12525  
DUBAI -(U.A.E.)

دبی

Mr. ATAULLAH Sb.  
Sector A-50, Near Sau Quater  
H. No. 109 Town Ship, Kaurangi  
KARACHI-31 (Pakistan-)

پاکستان

Dr. A. M. Siddiqui Sb.  
9B- Conklin Ave  
Woodmere  
New York 11598 -(U.S.A.)

امریکہ

۱	درس حدیث	ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی	۲
۲	تائز کتب خانہ کی دفات (اداریہ)	(ادارہ)	۵
۳	دور کتب نماز	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۷
۴	شریعت اسلامی	مولانا سید محمد رابع حسینی ندوی	۹
۵	آزاد مالک	مولانا سید محمد داغ رشید ندوی	۱۲
۶	مہترنگ انعام	رپورٹ	۱۳
۷	تاریخ دعوت و عزیمت	پروفیسر رمی احمد صدیقی	۱۵
۸	پادری کا قبول اسلام	بدیع الحسن صاحب	۱۸
۹	سبق آموز واقعات	حضرت شیخ الحدیث	۲۰
۱۰	اقوام متحدہ	محمد یونس بخاری ندوی	۲۳
۱۱	بہار عودت	مولانا عبدالحکیم باریک	۲۶
۱۲	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۲۷
۱۳	ندوہ کے شب و روز	سرور عالم	۲۸
۱۴	مطالعہ کی میز پر	ڈاکٹر ابراہیم رشید صدیقی	۲۹
۱۵	عالمی خبریں	میداد شرف ندوی	۳۱



# ناظر مکتب خانہ

## مولانا سید محمد تفضلی صاحب منظر صبری کا حادثہ وفات

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے کتب خانہ شبلی (مرکزی کتب خانہ) کے ناظر دلائبرین مولانا سید محمد تفضلی منظر صبری نے جو شنبہ ۱۰ مارچ ۱۳۹۵ھ کو لاہور کی درباری میں کھڑے ہوئے لیکن کالج کے ایجنسی ہارڈیس چالیس گھنٹے کی عطلات کے بعد انتقال کیا۔ ان کے انتقال سے دارالعلوم ندوۃ العلماء اپنے ایک قدیم مخلص اور کارکنانہ فرد سے محروم ہو گیا، اللہ دانا البراءتوں سے مولانا صاحب منظر صبری نے دارالعلوم کے کتب خانہ کی ذمہ داری میں چار دہائیوں گزار دیں۔ وہ کتب خانہ کے ناظر ہونے سے قبل دارالعلوم کے معتمد میں بھی سالانہ تدریس کا کام بھی کرتے رہے تھے۔ وہ کتب خانہ کی ترقی، اس میں کتابوں کے اضافے کے لئے بہت کمر و قوت کا ثبوت دیتے تھے اور اس کو بالکل ذاتی کام کی طرح ذوق و دلچسپی سے کرتے تھے حتیٰ کہ وہ کتابوں کی جگہوں اور ان کی موجودگی کا بہ اپنی یادداشت سے بھیجا دیتے تھے، ان کی وفات ندوۃ العلماء کے کتب خانہ کے لئے بڑا خسارہ ہے۔

مولانا سید محمد تفضلی صاحب حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور تذکرہ نگار مولانا سید جعفر علی صاحب نقوی کے خاندان کے فرد تھے مولانا سید جعفر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شہید کے بعد دعوت و قیام مدارس کا کام بہت توجہ کے ساتھ ختم فرمائی ہوئی ہے کہ شمال مغربی بہار تک کے متعدد خطوں میں کیا ان کے ذریعہ اصلاح عوام کو کو فائدہ پہنچا وہ قیام پناہی اتحاد موجودہ مدارس اسلامیہ بھی انہی کی یادگار ہیں جن سے ان کی کوششوں کا فیض تاحال بھیل رہا ہے۔ مولانا سید محمد تفضلی صاحب کا اپنے ان جدِ امجد کے عقیدہ و تعلق کا احساس ایک مخلصانہ جذبہ کی صورت میں رہا کرتا تھا اسی کی وجہ سے وہ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے نزدیک فرد حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی دامت برکاتہم تاخر ندوۃ العلماء سے اپنے آغاز حیات سے قریب ہو گئے تھے اور صرف انہی سے نہیں بلکہ ان کے خاندان کے دوسرے افراد سے بھی محبت و تعلق رکھتے تھے ان میں سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی مدظلہ کے مرحوم بھائی مولانا سید محمد ثانی حسینی کے ساتھ تو ان کو منظرِ اعلیٰ میں رفاقت دس کا تعلق بھی رہا جس کی بنا پر وہ ان سے بہت دوستانہ اور مخلصانہ تعلق رکھتے تھے اس طرح مرحوم نے اپنی زندگی حضرت مولانا کے قریب رہ کر مخلصانہ انداز میں اجتماعات میں لگا دی۔ ندوۃ العلماء میں انھوں نے پچاس سال کی مدت گزاری۔ ادارہ کی خدمت کے ساتھ اجتماعات زندگی میں بھی انھوں نے نمایاں حصہ لیا۔ وہ ایک بڑے پھر دہر شخص کے غیر خواہ بہر ضرورت پر تعاون اور بہمدی کرنے والے انسان تھے۔ صلاح و عبادت کے ساتھ ساتھ تھکاوٹ و مستون اور اہل تعلق کے ساتھ نیک خدمات اور تعلق کے بھانے میں بہت محنت لگاتے تھے۔ ان کے اخلاق و بہمدی کا ان سے واقفیت رکھنے والے ہر شخص کو تجربہ ہے۔

مولانا مرحوم نے اپنے چچے ابراہیم اور باپ جی صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں چھوڑیں۔ بڑے صاحبزادے مولوی سید عبداللہ اسعدی صاحب اسلام آباد میں استاد ہیں، ان سے چھوٹے مولوی سید ندوی ریاض کی ایک درس گاہ میں استاد ہیں ان سے چھوٹے مولوی عمیر ندوی کتابوں کے کاروبار میں مشغول ہیں، ان سے چھوٹے دو بھائی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ان کی وفات ان کے پوسے حلقے کے ایک محب و غیر خواہ اور صالح مرد کا خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے خاص قرب میں جگہ دے اور پہنچائے گو میر و مرثیٰ کو توفیق عطا فرمائے۔ ادارہ توہم حیات ان کے پس ماندگان کے غم میں جو صرف ندوہ کے فرزندان علی ہیں شریک ہے۔

۱۰، نومبر ۱۹۹۵ء

# صحابہ کرام جیسی دولت نما نہ پڑھنا سکھا دیجئے

مولانا غلامی اور مولانا شاہ ایہ **حضرت سید محمد شفیعؒ سے ولادت بیعت**

**حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی**

نے خود مولانا عبدالحقؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے ،  
رسالہ نو طبعی نور میں لکھتے ہیں :-

”اس حکایت کو سننے سے پہلے یاد رکھو کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ قدس سرہ حضرت سید احمد رضاؒ کو ان کے ابتدائے وقت سے ”سید صاحب“ کہا کرتے تھے اور حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ اور ہم سب مقتدر لوگ ”میاں صاحب“ کہا کرتے تھے۔ اور مولانا عبدالحقؒ مولانا محمد اسماعیلؒ کو ”میاں محمد اسماعیل“ کہا کرتے تھے چونکہ اس حکایت کو ہم کہنے لفظ بلفظ بیان کیوں گئے اور یہ الفاظ اس میں آئیں گے اس واسطے ان الفاظ کے یاد رکھنے کو کہا، اب وہ حکایت سنو۔

ایک روز اس عاجز مسکین نے حضرت عالم ربانی مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ جو اس قدر میاں صاحب سے اعتقاد رکھتے ہیں اور روپے پیسے کی طرح دینا دی چیزوں کو چھوڑنے میں صاحب کی محبت اختیار کرتے ہیں اور آپ کے بدن پر جو کچھ ہے اس کے سوا آپ کے پاس کہیں کچھ بھی نہیں اور آپ جب میاں صاحب کے درود بات کرتے ہیں، تو ترساں دل رزاں رہا کرتے ہیں، تو لڑا آپ، ہم سے سچ بیان کیجئے کہ آپ نے میاں صاحب سے کیا پایا جو اپنا حال ایسا بنایا۔

تب مولانا مغفور نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں سچ بیان کروں گا، سنو، میرا یہ حال تھا کہ میں سلوک الی اللہ اور شاہدہ حاصل ہونے کا پُر اشتیاق تھا

مولانا عبدالحقؒ اور مولانا اسماعیلؒ خاندان دلی الہی کے چشمہ دربار تھے اور شاہ عبدالعزیزؒ شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ ربیع الدینؒ کے بعد ہندوستان کے ممتاز ترین علما میں ان کا شمار تھا، ملی تحریک رشاد صلاحیت اور تقویٰ و دلالت میں اپنے ہم مروں اور اقران و اشفاق میں ممتاز تھے، ان کی علمی عظمت اور صحیح منزلت کا اندازہ شاہ عبدالعزیزؒ کے اس خط سے ہوگا جو آپ نے ششی قمر الدین کو لکھنے کے متعلق لکھا ہے اس میں آپ نے مولانا عبدالحقؒ کو ”شیخ الاسلام“ اور مولانا اسماعیلؒ کو ”مجتہد الاسلام“ کے لقب سے یاد کیا ہے، اور دونوں کو تاج الفکرین فخر الدین سرآمد علمائے تحقیق و حدیث، فہمہ و اصول، منطق و فہمہ دونوں حضرتانِ فقیر سے کہ نہیں ہیں، جناب باری کی جو عنایت ان دونوں بزرگوں کے شامل حال ہے، اس کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہو سکتا، ان دونوں کو ملنے ربانی میں شمار کرو اور جو اشکال حل نہ ہوں ان کے سامنے پیش کرو، بظاہر ان کلمات سے اپنی تعریف نکلتی ہے، لیکن لہجہ کا اظہار انھوں پر واجب ہے۔

ایک روز مولانا عبدالحقؒ نے اور ان کے بعد مولانا اسماعیلؒ نے سید محمد شفیعؒ بیعت کی درخواست کی کہ وہ دونوں مقلدِ ولادت اور سلوک بیعت میں منک ہو گئے ان کی بیعت کا واقعہ اور اس کا سبب مختلف کتابوں میں مختلف طریقے پر بیان ہوا ہے، اس سلسلے میں میرے مستند اور متصل روایت وہ ہے جو مولانا کرامت علی چوہدری

تب میں نے مولانا شاہ عبدالعزیزؒ قدس سرہ سے عرض کیا کہ مجھ کو آپ سلوک الی اللہ کی تعلیم کیجئے اور اس سے قبل میں بہت سے ہندی اور دلائی مشرکوں سے توجہ لے چکا تھا، مگر میرا مقصد حاصل نہ ہوا تھا، تب آپ نے مجھ کو حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کے پاس بھیجا ان ہی چند روز توجہ لیتا رہا مگر میرا مقصد حاصل نہ ہوا۔ تب میں نے حضرت مولانا سے ہر طرح کی کراہی کے بغیر حضور کی توجہ کا امتحان کیا ہے اور حضور دوسرے مقام میں سمیٹے ہیں، ہم کو آپ خود تعلیم کیجئے تب حضرت مولانا نے فرمایا کہ میاں میں بہت بدھا اور کمزور ہوا۔ اور مجھ میں بہت دیر بیٹھنے کی طاقت نہیں یہ مقصد تمہارا میرا لہجہ صاحب کا حاصل ہوگا، تم ان سے بیعت کرو، تب اس جناب کا یہ فرمانا مجھ کو بہت شاق گزرا اور میں ناراض ہو کر چپ کر رہا، پھر کئی بار دہری عرض کیا دہی جواب پایا آخر کو بعد چن روز کے یہ واقعہ درپیش ہوا کہ میں اور حضرت میاں صاحب اور میاں محمد اسماعیلؒ دوسرے کے ایک ہی مکان میں رہا کرتے تھے، ایک شب کو ہم دوشلا کے حبس میں تینوں شخصیں ہنگ بڑھوئے تب میاں صاحب نے فرمایا کہ ”مولانا مجھ کو حضرت باب العلیین نے محض اپنے فضل و کرم سے بطور الہام کے خبر دیا ہے کہ فلاں تاریخ فلاں سفر میں توجا کے گناظفے مقام میں یہ ہوگا، فلاں مقام میں وہ ہوگا اور ان قدر لوگ مر رہے ہوں گے دہلی لڑا قیاس سب باتیں بیان کیا، پھر دوسرے روز بھی ایسی ہی عجیب و غریب باتیں بیان کیا، اسی طرح سے کئی روز تک کہ معطل کے سفر اور جہاد کے سفر اور جہاد کے واقعات کا بیان بہ تفصیل تمام سنایا، تب ہم نے اور میاں محمد اسماعیلؒ نے شورو کیا کہ اگر یہ سب باتیں سچ بیان کرتے ہیں تو بلاشبہ یہ بہت بڑے شخص اور قہر ہیں، ان سے کہہ دیجئے اپنا بہت ضروری ہے، سو آؤ، کسی بات میں ان کا تعلق



میں تب میاں محمد اسماعیل نے کہا کہ آپ ہم سے بڑے ہیں آپ ہی جو بڑے کس کے کسی بات میں استعانت لیجئے، آخر کو جب پھر رات کو میاں صاحب نے پکارا کہ مولانا تب ہم نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی بزرگی میں کچھ شبہ نہیں مگر ہم کو ان سب باتوں سے کیا فائدہ؟ کچھ ہم کو عنایت کیجئے تب فرمایا کہ مولانا کیا مانگتے ہو؟ تب ہم نے کہا کہ حضرت ہم بھی مانگتے ہیں کہ جیسے نماز میں کراہم ادا کرتے تھے، ویسی ہی دو رکعت ہم سے ادا ہو، یہ کیا اور میاں صاحب ایک ہانگی خاموش ہو گئے اور اس روز پھر کچھ نہ بولے تب ہم لوگوں نے جاننا کہ لفظ یہ زبانی یا بین حصی، اصل باتوں سے ان کو کچھ علاقہ نہیں! مگر ہمیشہ کی دوستی اور محبت کی مروت سے ہم لوگ کچھ نہ بولے کہ اب شرم دنیا کیا ضرور اور چپ کر کے سو رہے، پھر اسی رات کے کچھ قبل یا بعد حضرت میاں صاحب نے پکارا کہ مولانا! اہم کامانے سے مجھ کو تشعربہ ہوا اور بدن بردوں کھڑے ہو گئے اور اس جواب سے مجھ کو بڑا اشتقاد آگیا تب میں نے جواب میں کہا: حضرت تب فرمایا کہ جاؤ اس وقت اللہ کے واسطے وضو کرو۔ تب میرے بدن پر تشعربہ ہوا اور میں نے کہا کہ بہت خوب! دو تین قدم چلتا تھا کہ پھر پکارا کہ مولانا سن لو! میں پھر کے حضرت کے پاس حاضر ہوا، فرمایا تم نے خوب سمجھا، میں نے کیا کہا؟ میں نے کہا کہ اللہ کے واسطے وضو کرو۔ پھر میں نے کہا: بہت خوب! اور چلا، دو تین قدم چلتا تھا کہ پھر پکارا اور اسی طرح فرمایا، اسی طرح تین بار کیا اور تیسری بار جا کے میں وضو کرنے لگا تو ایسا حضور اور حق سبحانہ کے خوف سے میں نے ادب کے ساتھ وضو کیا کہ ایسا دیکھ بھی نہ کیا تھا، پھر وضو کر کے حضرت کے حضور میں حاضر ہوا فرمایا کہ: جاؤ،

اللہ رب العالمین کے واسطے اس وقت دو رکعت نماز پڑھو تب میرے بدن پر تشعربہ ہوا اور نماز کے واسطے چلا، دو تین قدم چلتا تھا کہ پھر پکارا اور میں حضور میں حاضر ہوا اور فرمایا کہ تم نے خوب سمجھا یا نہیں؟ میں نے کہا کہ جاؤ اس وقت اللہ رب العالمین کے واسطے دو رکعت نماز پڑھو میں نے کہا کہ: بہت خوب! اور نماز کے واسطے چلا، پھر تیسری بار چلا اور ویسا ہی سمجھا دیا تب میں نے ایک گوشے میں نماز شروع کیا تو کبیر قرآن کے ساتھ ہی ایسا مشاہدہ حلال میں غرق ہوا کہ ہوش نہ باقی رہا اور اس قدر رویا کر اُسو سے واضح تر ہو گئی اور اس قدر نماز میں غرق ہو گیا کہ دنیا کی یاد مطلق نہ باقی رہی اور نہایت خوف اور لذت کے ساتھ میں نے دو رکعت نماز پڑھی، جب دو رکعت پڑھا تو خیال کیا کہ میں نے سو رہا تھا نہ پڑھا تھا، پھر سلام پھیر کے دوبارہ دوسری بار دو رکعت کی نیت کیا جب پڑھ چکا تو خیال کیا کہ ناتوا میں سورۃ کو ختم نہ کیا تھا، پھر شروع کیا اسی طرح ہر بار ایک ایک واجب کے ترک کرنے کا خیال آتا تھا اور نماز کو ناقص سمجھ کر دہرا تھا، واللہ اعلم، سو رکعت یا زیادہ کم پڑھا ہوگا، کہ صبح صادق کا وقت قریب ہوا، پھر آخر کو ناپچار ہو کے سلام پھیرا اور بہت شرمندہ ہوا کہ میری استعداد اس طرح کی ناقص ہے کہ دو رکعت پڑھی بھی حضور دل کے ساتھ نہ پڑھ سکا اور اتنے بڑے کامل شخص کو میں نے آزمایا اب اگر وہ بھی جس نے کہنے دو رکعت اللہ کے واسطے پڑھا تو میں کیا جواب دوں گا؟ میں تو حضور دل کے ساتھ جبکہ حق نماز پڑھنے کا ہے ویسا دو رکعت بھی نہ پڑھ سکا، اسی صبح میں شرم کے دریا میں غرق ہو گیا اور اپنے قصور کا متحرف ہو کر اللہ سبحانہ کے خوف سے استغفر اللہ! استغفر اللہ! الہنا شرم دیا، جب

اذان ہوئی تب مجھ کو ہوش آیا، اور یاد پڑا کہ صابن لگام کا یہی حال تھا کہ تمام رات عبادت کرتے اور پچھلی رات کو استغفار کرتے تھے، ان کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وَاللَّسْتُغْفِرُونَ يَبَالُغُ خَبَرًا اور سوچا کہ بلاشبہ بڑے کامل مرشد ہیں کہ ان کے کلام سے میرا مقصد پورا ہوا اور جو عفت مدت دراز کی محنت سے حاصل نہ ہوئی تھی، سوان کے ایک دم کے فرمانے سے حال ہوئی پھر میں مسجد میں گیا اور قبل نماز فجر کے میں نے حضرت میاں صاحب سے بیعت کیا اور صبح کی نماز کے بعد میاں محمد اسماعیل سے میں نے رات کا قصہ پورا بیان کیا، کیونکہ وہ مجھ کو صادق جانتے تھے، انھوں نے بھی حضرت صاحب سے بیعت کیا۔

پھر میں دن کو حضرت مولانا شاہ عبدالغفر بڑے کے پاس گیا اور رات کا قصہ بیان کیا اور اپنے بیعت کرنے کا بیان کیا، آپ نے فرمایا ابابار اللہ ابابار اللہ! خوب کیا! میاں، میں تم سے اسی واسطے کہا کرتا تھا، کون میاں تم سے یہ صاحب کا کامل دیکھا؟ تب میں نے عرض کیا کہ حضرت میں نے بہت درویشوں کی خدمت کی اور بہت طریقوں کے موافق میں نے شغل اور مراقبہ کیا، میرا مقصد بھی نہ حاصل ہوا۔ حضرت سید صاحب نے ایک بات زبان سے کہی اور میں اپنا دلی مقصد بیان کیا، حضرت نے کوئی طریقہ کہلاتا ہے؟ تب پکارا کہ: میاں ایسے لوگ کسی طریقے کے محتاج نہیں ہوتے، ایسے لوگ جو زبان سے کہیں وہی طریقہ ہے ایسے لوگ خود صاحب طریقہ ہوتے ہیں اور ایسے لوگ طریقہ نکالتے ہیں، حضرت مولانا کے فرمانے سے اور بھی زیادہ مجھ کو حضرت میاں صاحب کے مرشد صاحب طریقت ہونے کا یقین ہوا، اور میرا اشتقاد اور بھی زیادہ ہوا، اس سبب سے میں صاحب کی خلائی میں حاضر ہوا اور ان کی خلائی کے قابل بھی میں اپنے نہیں بنایا۔



# شریعت اسلامی

انسانی زندگی کا معتدل ترین اور مطابق فطرت ضابطہ

مولانا سید محمد رابع حسینی ندوی

اسی طرح ایک صاحب اپنی عمر درمیں مانگ کر پوری کر رہے تھے آپ نے ان سے کہا کہ تمہارے پاس کچھ سامان ہے۔ انہوں نے ایک پیالہ بتایا اور ایک چادر، آپ نے کہا لاؤ! آپ نے اس کا پیالہ فرمایا وہ دو درہم میں فروخت ہوا آپ نے ایک درہم ان کو دیا کہ اس سے تم اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے کھانے کا انتظام کرو اور دو درہم سے ایک کلباڑی خریدی اس میں دستہ کلوٹی سے کاٹ کر خود لگایا اور ان صاف کو دیا کہ اس سے لٹڑن کاٹ کر لایا کرو اور اس طرح اپنی کمائی سے کام چلایا کرو۔

ایک فطشہ آپ کا یہ انداز تھا دوسری طرف یہ تھا کہ دو بھائی تھے ایک، بھائی کام کاج۔۔۔ اور محنت کرتے، دوسرے بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دین سیکھنے کے لئے حاضر رہتے تھے تو ایک روز کام کرنے والے بھائی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یہ میرے بھائی ہیں، ہاتھ نہیں بٹاتے اپنا سارا وقت آپ کی خدمت میں ہی رہ کر گزار دیتے ہیں، آپ نے فرمایا تم کو کام سے جو آمدنی ہوتی ہے کیا محب ہے کہ تمہارے ان بھائی کے دین سیکھنے کی فکر کرنے کی برکت ہی سے چور ہو جی۔ یعنی آپ نے یہ محسوس کر لیا کہ وسیلہ اختیار کرنے کے باوجود رزق اللہ دیتا ہے اس کی عرضی کام کام ہو تو برکت ہوتی ہے

ہمارے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کام میں اعتدال کا طریقہ اختیار کرنے کو پسند فرمایا آپ نے فرمایا "خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَطُهَا" معاملات میں بہترین وہ ہیں جو درمیان ہوں، چنانچہ آپ نے معتد و معقول پر انفرادی عمل سے اس کو بتایا اور توجہ دلائی، آپ کے پاس تین صحابی بڑے ایمانی جذبہ کے ساتھ آئے۔ ایک نے کہا کہ رات بھر میں عبادت کیا کروں گا، دوسرے نے کہا کہ میں ہر روز روزہ رکھوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں کبھی شادی نہ کروں گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور اپنی مثال دی کہ میں رات میں عبادت بھی کرتا ہوں اور روزانہ بھی اور روزے رکھتا ہوں اور روزے سے خالی دن بھی جوڑوں ہوں، شادی کرتا ہوں، کیا تم ہم سے بھی زیادہ عبادت گزار اور تقویٰ والے بنو گے، اسی طرح حج کے وقت پر ایک صحابی نے جو کہ میں پیار ہو گئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ میں سوچتا ہوں کہ اپنا سامان کتنا اللہ کی راہ میں صدقہ کر دوں، آپ نے فرمایا کہ سارا مال صدقہ نہ کرو تو انہوں نے کہا نصف کر دوں۔ فرمایا نصف بھی نہ کرو۔ انہوں نے کہا ایک تہائی صدقہ کر دوں، فرمایا کہ ایک تہائی کر سکتے ہو اگرچہ وہ بھی زیادہ ہے۔ دیکھو، تم اپنے بچوں کے لئے مال کو اتنا چھوڑاؤ کہ وہ اس سے اپنا کام چلا سکیں یہ بہتر ہے اس بات سے کہ تم ان کو فقیر کی طرح چھوڑ کر چھاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

ورنہ تدبیر بھی کا درگزر نہیں ہے۔ حضرات انصار رضی اللہ عنہم ذرا غشی کاموں کے کرنے والے تھے۔ جہاد اور دوسرے دینی کاموں کے تسلسل سے وہ کاشتکاری اور باغبانی کو ایک عرصہ تک کوئی زیادہ وقت نہ دے سکے ایک موقع پر وہ محسوس کر کے ہم آپ اپنی کاشتکاری وغیرہ میں مسلسل لگ سکتے ہیں اور محسوس ہوئے تو ان کے کافی کے کام میں لگ چکا سے اسلام کے بڑھتے ہوئے قافلہ کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہو جانے کا خطرہ تھا اس لئے قرآن مجید میں فرمایا گیا "وَلَا تَقْنُتُوا بِالْمَالِ يُكْفِرُ الْبَالِ الْتَّكْنُتُ" اپنے کو تنہا میں نہ ڈالو۔ یعنی اگر تم دنیا کی طرف اگرچہ وہ جائزہ دین کا کام چھوڑ کر لگ گئے تو یہ تمہارے لئے تنہا کی بات ہوگی (پھر سورہ ۱۸) یہ تھا وہ اعتدال اور درمیان کی راہ جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ڈال دیا اور اس کی تربیت دینی تھی کہ اپنی دنیاوی زندگی کی حسب ضرورت فکر رکھو اور اپنے دین کے حق کو بھی پوری طرح ادا کرو، آپ نے فرمایا "الْيَتِيمَ يُشِيرُ" یہ کہ مذہب آسان ہے، اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے لئے مذہب کو آسان بنا دیا ہے اسی پر پوری طرح عمل کرنا آسان ہے، دین پر پورا عمل کرنے سے برکت ہوتی ہے اور اللہ کی ابرت کے وعدے پورے ہوتے ہیں، امت محمدیہ کیلئے اس میں آسانی ہے اور یہی اسکے علاج کی راہ ہے اسلام میں دین دنیا دونوں کی رعایت رکھی گئی ہے، اس میں آسانی کے ساتھ اعتدال بھی ہے اسی طرح دین پر عمل آسانی و تقویٰ کے ساتھ ہوتا ہے، آدمی کو ایسے مجاہدے نہیں کرنا پڑتے کہ اس کی طاقت سے باہر ہوں، یہ ایسی نصت ہے کہ کسی دوسرے مذہب میں نہ ملے گی، اس کے بعد مسلمانوں کے لئے دین پر عمل کرنے میں کوئی تنہا کی بات نہایت عجیب بات نہیں ہے اور انھیں اس کی بات بھی ہے۔

اس سے وہ صرف خدا کی ناراضی اور اپنے رسول کے حکم کی خلاف ورزی ہی نہیں کرتے بلکہ اسلام کو بدنام کرتے ہیں کہ ان کی بے عملی کی وجہ سے غیر لوگ اس غلط فہمی میں پڑتے ہیں کہ اسلام پر عمل کرنا مشکل ہے۔

پھر مستزاد یہ کہ وہ غیر قوموں کے طریقے اختیار کرتے ہیں، لکھا ہے کہ ہرے پر بے تحاشہ دولت صرف کرتے ہیں۔ اور شریعت سے جو طریقے منکر کرتے ہیں اور وہ آسان ہیں اور ان میں صرف نہ ہی کم ہوتا ہے ان کو ادا نہیں کرتے، شریعت میں ثا دی کرنے کا صاف دستور اور پسندیدہ طریقہ بتایا ہے لیکن وہ اس کو مشکل بنا کر اور دولت ٹا کر کرتے ہیں پھر بیوی کے ساتھ حسن سلوک اور لحاظ کا حکم دیا ہے لیکن ذرا سی بات میں ناراض ہو کر اس کو اذیت پہنچاتے ہیں۔

اور طلاق کی ذمہ داری آجائے تو اس کو بری طرح اور گنوارہن کے ساتھ کرتے ہیں۔ پھر اگر قربت ہو تو اس کو دور کرنے کے ناجائز طریقے اختیار کرتے ہیں حالانکہ اس کے لئے جائز طریقے بتائے گئے ہیں اور ناجائز طریقے سے منع کیا گیا ہے اور اگر امارت ہو تو پھر کہنا کیا فرج کرتے ہیں؟ ان کو توجہ دیا جائے کہ بے غیر صرف خواہش کی بنا پر مال کو ضائع کرتے ہیں اور دوسری طرف ضرورت مندوں اور محتاجوں کو بغیر سمجھتے ہیں اور ان کے ساتھ جاہلانہ طریقے سے پیش آتے ہیں، مال کے حصول کے لئے رشوت دیتے ہیں جو کھیتے ہیں اور دھوکہ دہری جو بھی کچھ ہیں ان سے اس کو اختیار کرنے کے، یہ باتیں سناج میں بے تعلقی جاری ہیں اور واقعات کی صورت میں ہم کو ہر طرف اور ہر جگہ نظر آتی رہتی ہیں۔

شریعت میں بے کھلاج کو آسان بناؤ، اس میں سادگی اختیار کرو، بیوی کو دینے کے لئے ہر ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس کو یا تو فوراً اور اگر یا اور کرنے کی ہر نیت رکھو، اگر ہر کی ادائیگی کی

نیت صریح نہیں ہے تو جو کھلاج ہو گا وہ شریعی طور پر مشکوک ہو گا، ہر نہ اتنا کم رکھا جائے کہ اس سے بیوی کے بے وقتی ہوتی ہو اور نہ اتنا زیادہ کہ ادا کرنے کی سکت ہی نہ ہو اور آدمی یہ سمجھے کہ ادا کرنا ہی نہیں ہے اس طرح کا کھلاج ہی مشکوک ہو جائے گا۔

لیکن جو یہ رہا ہے کثرت دہی میں دھوم مچا رہا ہے درد دے سب پیسے کا خرچہ اور وہ بھی صرف نام و نمود کے لئے اور ہر کے معاملہ میں صرف زبانی بیع و فرج بلکہ ہر ادا کرنے کی فکر کے بجائے اثا بیوی دالوں سے رقم اٹھانے کا چکر اور اگر اس سے مطلوب رقم نہ ملتی تو بیوی کی جان ایسے بلکہ ایک جان نیلے کی غلطی کیا یہ باتیں اللہ کو ناراض کرنے والی نہیں ہیں کیا مذہب کے خاندان میں اپنے کو مسلمان کہنا اور مسلمان نام رکھ لینا مسلمان ہونے کے کافی ہے، پھر معصیتیں آتی ہیں تو آدمی کہتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم نہیں کرنا۔ شکر کرنا چاہئے کہ اتنی نافرمانیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ دنیاوی عذاب نہیں دے رہا ہے۔

پھر بیوی کے ساتھ شوہر کا سلوک اور شوہر کے ساتھ بیوی کا سلوک دونوں شریعت اسلامی کے حکم کے بالکل مطابق نہیں ہے، نتیجہ یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے ناخوش ہوتے ہیں اور بدتر رنج زندگی چھیننے لگتی ہے اور پھر نفس میں طلاق دی جاتی ہے۔ اور اس طرح کہ جیسے توپ جلادی پھر جب پوش آتا ہے تو انہیں کرتے ہیں مغنیوں کے پاس دوڑتے ہیں اگر تل باؤ۔

یہ سب شریعت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہوئے بلکہ شریعت ایسی اچھی کہ زندگی کے تمام پہلوؤں کی اس میں رعایت رکھی گئی ہے، زحمت و پریشانی میں ہیں ڈالا گیا، لیکن اس کے خلاف کر کے اس کو بدنام کرتے ہیں۔ پھر مزید یہ کہ غیروں کی عاداتوں اور طریقوں کی اتنی زیادہ نقل و تقلید کر دی ہے کہ ان کے طریقے دیکھ کر کوئی ان کے مسلمان ہونے کا یقین نہیں کر سکتا، شادی ہو یا

میاں بیوی کا آپسی طریقہ ہو یا اولاد کی تربیت و تعلیم ہو کسی میں بھی مسلمان کی مسلمان طام نہیں ہو رہی ہے نئے کی عادات ہیں، جوئے کی عینیں جو خواہ لاٹری کی شکل میں ہوں یا دوسرے طریقے سے ہوں، ایسی برصغیر چاہی ہیں کہ وہ ان کی اخلاقی، دینی، سماجی، اقتصادی زندگی کو دیکھ کر طرہ حاسد ڈال رہی ہیں، نئے کثرت سے گھر کے افراد مصیبت میں مبتلا ہو رہے ہیں، لاٹری کی جیسے آدمی کا بیشتر حصہ کسی کی نذر ہو جائے ہر گھر دالوں کا کھانا ناجائز پوری طرح حاصل ہونا مشکل ہو رہا ہے بیوی سے ناچاقاں بڑھ رہی ہیں، رشکے آوارہ گردی اور جہالت میں پل رہے ہیں، ایسے ہیں آپس کی کشمکش اور فسادات جیسی باتیں کوئی تعبیر کی باتیں نہیں ہیں۔ شریعت پر عمل کرنے میں کوئی تباہی کرنے کا ایک بڑا بہم گوشہ مرنے والے کے مال کی وراثت کی تقسیم کا صریح نہ ہونا ہے، باپ کی جائداد پر کوئی ایک قوی یا کئی دشت قبضہ کر کے کمزور درویشوں کو محروم کر دیتے ہیں۔ اور بچوں کا حق تو عام طور سے مارا ہی جاتا ہے۔

کسی نے بہت نیکی کی تو بہن سے کہو ایا کہ ہم کو بھائی سے بہت محبت ہے ہم صاف کرتے ہیں، حالانکہ وراثت کی تقسیم کا قرآن مجید میں تفصیل سے بتا گیا ہے اور محنت تاکید کی گئی ہے اور اس کے نہ کرنے پر سخت وعید آئی ہے، اسلام شریعی اصول سے تقسیم کے قبضہ دیدنا چاہئے پھر کوئی بہن واپس کرے تو خوشی سے لیا جائے۔

مسلمانوں کے اس دنیا میں بھی فلاح ایسی ہیں ہے کہ وہ شریعت کے احکام پر عملیں ورنہ پروردگار کی نصرت و مدد کے وہم و گمشت میں رہیں ہو سکتے ان کے اسلاف کے ساتھ نصرت خداوندی کے واقعات ان کی فرمانبرداری کی زندگی کا بتا رہے۔ دنیا کی زندگی میں بد اعمالی اختیار کرنے پر دنیاوی صرف کارفوں کو کھٹ مٹا کر کوئی نہ دنیا اصل سزا آخرت میں رکھی گئی ہے، لیکن مسلمان کی دنیا بھی اسی وقت کامیاب ہوتی ہے جب وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی بجا آوری کرتے ہیں، شریعت پر

اور معروف طریقہ سے کرے اور رب سے بات کرے چلے کھا کر کسی سے بات نہ کرے دے دے اور ترم کے لہجے میں عورت بات کرے گی تو کوئی روگی دل والا جو گاؤں سے دل میں کوئی اور متنا آئے گی گی کر کس طرح یہ قانون بات کر رہا ہے۔ بعض عورتوں نے سوال کیا کہ **فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ** کا کیا مطلب ہے؟ عورتیں دب دب کر بات نہ کریں ہم نے جواب میں عرض کیا کہ مثال کے طور پر کسی قانون آیا اور شوہر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ **اَسْمَاعِيلُ صَاحِبُ** کہاں ہیں اگر وہ گھر میں نہ ہوں تو جواب دے کہ نہیں ہیں۔ پوچھیں کہ کہاں گئے تو جواب دے نہیں معلوم، کیا بات کو آئینے کے جواب دے اے خلی فون کیجیے۔ یہ پوچھا رب دودہ والا انداز گفتگو ایک یہ ہوا کہ پوچھا گیا محمد اسماعیل صاحب کہاں ہیں تو بولے کہ ہاں وہ ابھی ابھی آئے ہیں بولنے آپ تشریف لے آئے وہ بھی آئی ہوا آئے، یہ نرمی کی بات ہوئی اور ایک طرح کا پیکرہ انداز ہوا۔

### بقیہ: اقوام متحدہ

۱۹۹۱ء میں اس حالیہ مسئلہ

کے خلاف تحقیقات کا مطالبہ بھی کیا تھا لیکن ہر اسرار طریقوں سے تاویل ہمیشہ کے لئے نہ کر دی گئی۔

۱۹ ستمبر ۱۹۹۳ء کو امریکی ٹیلی ویژن نے انجیل رپورٹ میں بتایا تھا کہ اقوام متحدہ کے بٹ سے سالانہ ملین ڈالر بد نظمی، بد عنوانی میں ضائع ہوتا ہے۔ اس طرح کیوں یا میں بھی اقوام متحدہ کا نڈر خرد بر گیا تھا۔ اقوام متحدہ کے مالیاتی صاحب کتب دیکھنے والے ایک افسر کا کہنا ہے کہ بے زیادہ معافی اقوام متحدہ اس نڈر میں ہوئی ہے جو ہونا چاہیے اور فقط زور دہ حوام کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔ کیوں نہ اقبال کی زبان میں کہئے۔

ہیتے ہیں ہو دیتے ہیں فہم مساوات

کے ذریعہ انجام دیتی ہیں، مسلمانوں کو ہندوستان میں اپنی اقلیت کی حفاظت اپنی ملت کی سنیہ و محسوس غیر خود کرتا ہے، یہ کام ان کے تمام پڑے کئے لوگوں اور ان کے ملی و تعمیری اداروں کی خصوصی توجہ کا ہے ہم جس طرح مختلف دینی، مذہبی و سیاسی عقول کی فکر کرتے ہیں ہم کو سماجی و اصلاحی اور صحیح معاشرتی افلاں کی اصلاح و تعمیری فکر بھی کرتا ہے اور اس کام میں غفلت قوم دلت کو ایک بچڑی ہوئی اور ناقابل عزت قوم ملت بنا دے گی، جس کے جسے جتنے نوئے مسلمانوں کے ملکوں میں نظر آئے ہیں، ایک وحدت کا کام ہے لیکن اسکی اہمیت کو دیکھتے ہوئے ہم سب کو فکر مند یا توجہ سے اس کو انجام دینا ہے۔

### (تقریر) یہ ہے عورت کا مقام

اور خاصہ ہے پردہ گئے کا شکار ہونے پر انھیں اپنے عزت و ناموس کا خیال رکھنا چاہیے **اِنَّ جَنَّتِ** سے توجہ کر کے اور جاہلیت کے طور طریقوں کو چھوڑ کر **اَلَا تَدْرِكُ** و اسلام کے پاکیزہ طریقہ کو لازم پکڑنا چاہیے

### غیر مردے بات کرنے کا مناسب طریقہ

کسی قانون کو کسی مرد سے بات چیت کرنے کا موقع پڑ جائے تو اس تعلق سے **فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ** **فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ** **فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ** بات کرنے میں نازک اہم اختیار نہ کر دو نہ جس کے دل میں کوئی ہوا سے غلط گمان اسکا ہے بات کر دو کھیلے کام کرنے کے حکم کے انداز میں کہنا **اَسْمَاعِيلُ صَاحِبُ** یعنی کسی سے بات کرنی جو تو بات بھی بھلے

عمل نہ کرنے کی صورت میں ہم خود سے کسی شخص سے کہہ سکتے ہیں کہ ہماری مشیت کے خلاف کوئی قانون نہ بنا یا جائے، ہماری شریعت کے خلاف کوئی رویہ اختیار کیا جائے۔ ہم کو بھی طرح بھنا چاہئے کہ اسلام کی تعلیمات کے برعکس نہ بڑی گراں جزی و غلو پیش کیا جاتا ہے۔ اس کو درست کرنے کی ذمہ داری ہر مسلمان پر ہے، اس کے لئے مسلمانوں کو کھانا اور ان کو سہولت پر عمل کرنے پر آمادہ کرنا بھی اہم کام ہے۔ اس کو کرنے کی ہوجا سکر کرنا چاہئے، کیونکہ ہم اسی معاشرہ میں رہتے ہیں اس میں کوئی غلط کام نہ ہے تو اس کا شرک نہیں پڑے گا اگر ملے گا خود اپنا نظام حکومت جو تا تو اس کی اولین ذمہ داری اسی پر ہوتی اور کام آپ کے ذریعہ انجام پانا لیکن جب ایسا نہیں ہے یا ایسا نہیں ہوتا ہے تو پھر بھی مسلمانوں کے اصلاحیت ہمت کو اس میں اپنی حد تک حصہ لینا چاہئے، غلطی، ثانی حضرت، ہم اس کی فکر کرتے کہ ملک آسائش کی زندگی صرفان طریقہ سے تو نہیں اختیار کرتے، اخلاقیات اور طور طریقہ، اسلام کی تعلیمات کے خلاف تو نہیں اختیار کرتے، غلط کار افراد کو سبھی کے ساتھ غلط کاری سے باز رکھتے اور باہمت اور اعزت قوم کا فرد بنائے کی فکر کرتے۔

وہ تو ایک مثالی اور علمی دہر کے شریف اور اقتدار والے حاکم تھے۔ ان کے علاوہ دیگر لوگوں میں بھی جو سنیہ حراج رکھتے ہیں اپنی قوم کی اخلاقیات کو قوم کی انگلیوں اور ہڈیوں کے ساتھ قائم رکھنے کی کوشش کی مثالیں ملتی ہیں، کافروں کے یہاں غلط جوہر و امریکہ میں اخلاقیات کے بگڑے ہوئے ماحول میں بھی وہ اپنی اپنی قوموں کی تعمیر کرنے اور مرکز دہوں سے بچنے کی عادت ڈالنے کی فکر اور جس بات کو اپنی قوم کے لئے مناسب سمجھتے ہیں اس کو نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن وہ قومیں جن کو حکومت کی طاقت و ذرائع حاصل نہیں ہیں وہ اگر زندگی کا توانائی رکھتی ہیں اور ان میں بھکار اور سنیہ افراد ہوتے ہیں تو یہ کام وہ اپنے بھکار اور سنیہ افراد

داخل اور بیرون پائیا جاتا ہے اور ان دونوں تضاد گروہوں کے درمیان دوری میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اور یہ دوری کچھ عرصہ سے عدالت میں تبدیل ہو رہی ہے جو نظروں کے سامنے ہے کیونکہ مسلم عوام اسلام اور ثقافت اسلام کو اختیار کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور ان کو دہم بر غلیہ تو قسم اور عداوت و اقتصادیات سے بیکر زندگی کے ہر میدان میں کلائی تھنوں کو نمایاں حیثیت دینا چاہتے ہیں تاکہ ان کا اپنا معاشرہ اسلامی زندگی کا ایک اچھا نمونہ اور رسول کے انصاف و عقائد کا ایک صحیح پرتو جو طبعی اسلامی عہد کے بعد پرتہ غفلت میں چھپا رہا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف خود مغربی مبصرین اور سیاست دانوں کو ہے جو عالم اسلام کے اس عوامی رجحان کا غریب گہرائی کے ساتھ جائزہ لے رہے ہیں اور اس رجحان کو اپنے مفادات کے لیے خطرناک قرار دے رہے ہیں۔ اور اس کو دکنے کے لیے تدبیریں اور سازشیں کر رہے ہیں نیز مغربی میڈیا پر تاثر دے رہا ہے کہ اس رجحان میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ اور اس میں قوت آ رہی ہے۔ مسلم ملکوں کی حکومتوں کو اس رجحان کو خیال بقا رکھنا پڑے گا کیونکہ اسے یہ وہ اسرار ہے ہیں اور اس کے لیے تدبیریں جو بر کر رہے ہیں۔

مسلم ملکوں کے قائدین جو سیاسی مسائل یا فوجی قوت کے بل بوتے پر حکومت کر رہے ہیں اور جو بڑے اور طاقتور ممالک کے اشدائوں پر عمل کرتے ہیں اور جن کی نشو و نما مغربی ترقیاتی مراکز اور علمی اداروں میں ہوئی ہے ایسا موقف اختیار کر لیتے ہیں جو ان کے عوام کے مفاد و مقاصد کے یکسر خلاف ہے، چنانچہ اس کے نتیجہ میں عوام اور نظام حکومت کے درمیان ایک قسم کا تصادم پیدا ہو رہا ہے۔ اور دونوں فریق ایک دوسرے کے سلسلہ میں عدم اعتماد کے شکار ہو رہے ہیں اور ایسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں جو مقابلہ آزادی اور محاذ آزادی کے

مولانا سید واضح رشید ندوی

# آزاد ممالک کے غلام عوام

ترجمہ: سید جاوید احمد

تناسب کے باوجود صورتحال یہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک کے باشندے مختلف انواع مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں اور ان کی جمہوریاں اور پریشانیاں برابر برصغری جادہ ہیں۔ انھیں اپنے حقوق استعمال کرنے اور آزادی کے ساتھ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ ملک کی تعلیم اقتصادیات ذرائع ابلاغ میں ان کی معلوماتوں کی کچھ بھی رعایت نہیں ملتی بلکہ برادری میں ان کی کوئی قوت نہیں جس سے ممالک ایک بڑے ملک کی رائے نہیں بدلا سکتے وہ اقتصادیات، سیاسیات اور تعلیم و ثقافت میں دوسروں کے پابند ہیں۔

خاص طور پر عالم اسلام کی موجودہ صورتحال کا جو شخص بغیر غائر مطالعہ کرے گا تو اس کے سامنے ایک عجیب و غریب منظر ہوگا جس کی نظیر گزشتہ تاریخ میں جیسے ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتی اور اسے یہ معلوم ہوگا کہ مسلم اکثریت اپنے ملک کی سیاست سے الگ زندگی گزار رہی ہے جسے زندگی کے کسی گوشہ میں نمائندگی کرنے کا کوئی حق نہیں اور ملک کی سیاست میں اثر انداز ہونے اور اپنی خواہشات کی تکمیل کا کوئی اختیار نہیں، اس کے برخلاف ان کے ملک کھ سیاست پر اقلیت کا فکری ذہن غالب ہے اور وہی حکمرانی کر رہا ہے، جو قومی لحاظ سے تو اس اکثریت کا فروغ ہے لیکن فکری اور ثقافتی لحاظ سے اس کا اس اکثریت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔

مسلم ممالک مزاج اور سیاسی تبادلوں کے مزاج کے درمیان

اگر یہ کہا جائے کہ چند با اقتدار ممالک کے سوا پورا عالم سامراجیت اور غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہے تو میں عالم اسلام بھی ہے، تو لوگ تسود مزاج سے زیادہ اہمیت دینے لگے یا تو پھر اس کا مزاج انکار کریں گے اور سیاسی نا واقفیت بلکہ حماقت و لاعلمی کی بات بھی جائے گی، اور دنیا کے سیاسی نقشہ کے بنیاد پر اس دعوے کے خلاف شائیں بھی پیش کی جائیں گی اور ان ممالک کے نام لگائے جائیں گے جو گزشتہ نصف صدی کے دوران آزاد ہوئے اور ان ملکوں میں قومی حکومتیں قائم ہیں، اقوام متحدہ کے ممبر ممالک جو مختار اور آزاد ممالک سمجھے جاتے ہیں جن کے اپنے پرچم، اپنی پارلیمنٹ، اور اپنے سفارتخانے ہیں۔ ان ملکوں کی فہرست پیش کی جائے گی جو ظاہر کرتی ہے کہ یہ آزاد ہیں، اور وہ آزاد ممالک میں شمار کئے جاتے ہیں، ان کی اپنی فوج اور پولیس ہے، اور ترقیاتی منصوبوں اور محکموں کے انتخاب کا نظام ہے اور وہاں کے حکام اپنے کو عوام کا نمائندہ بھی کہتے ہیں، مسلمان بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی تعداد پورے عالم میں ایک ارب سے متجاوز ہے اور وہ تقریباً پچاس ملکوں میں اکثریت میں ہیں اور ان کے بہت سے ممالک اسلامی جمہوریہ کہلاتے ہیں۔

آزاد ممالک کی یہ طویل فہرست اور انکا عددی تناسب اس کا متقاضی تھا کہ وہ دنیا میں اپنا وزن رکھتے، داخلی آزادی کے ساتھ ساتھ خارجی معلومات میں بھی ان کی اپنی حیثیت اور مقام ہوتا لیکن اس عظیم

اسباب فراہم کرتے ہیں۔ دینی ضرورت رکھنے والے مسلمان اپنے وطن میں رہتے ہوئے بھی اجنبیت محسوس کر رہے ہیں کیونکہ انھیں معلوم ہے کہ جو طبقہ ان کے قیادت میں غمناک زندگی کر رہا ہے وہ ان کے دین کے معاملہ میں غیر اہل دین ہے۔ اور اخلاقی قدر داری کا وہ قائل نہیں جن کے یہ حامل ہیں اور انھیں اپنے ملک میں ایسے مناظر کا مشاہدہ کرنا پڑ رہا ہے جن کو ان کا ضمیر دگر گرا نہیں کرتا اور جو چیزیں انھیں پسند نہ آ رہی ہیں۔ کوئل رہی ہیں اور ان کا ملک جس راہ پر گامزن ہے اس سے انھیں ایک طرح کے گھٹن محسوس ہو رہی ہے۔

اور اسی بنا پر حریت پسند شہریوں نے اپنے وطن کو خیر باد کہا اور کوششیں کر رہی ہیں کہ ان کے ساتھ جلا وطنی کی زندگی گزارنے کو انھوں نے ترجیح دی جائے لوگوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے۔ اور ان میں ایسے ذی صلاحیت لوگ شامل ہیں جن کی ضرورت خود ان کے ملک کو بھی ہے، انھوں نے ایسا اس لیے کیا ہے کہ ان کے کان ایسے نامانوس کلمات نہ سنیں اور ان کی آنکھیں ایسی چیزیں نہ دیکھیں جن سے ان کو فطری نفرت و بغض ہے کیونکہ انھیں وہ طمانت حاصل نہیں ہے کہ ذریعہ وہ حالات کا رخ موڑ سکیں اور نہ ہی وہ آزادی کے لئے اور حریت فکر ہے جس کے اظہار و بیان سے دل و دماغ کو راحت ہم پہنچا سکیں۔

ان دونوں متضاد و مخالف رجحانات کے نتیجہ میں دونوں فریقوں کے درمیان عدم اعتماد و شک و شبہ کی ایک خاص ذہنیت پیدائ ہو رہی ہے۔ آپسی اختلافات رونما ہو رہے ہیں چنانچہ حکام و رہنمائے ملام سے پریشان ہیں اور عوام انہی محکومتوں سے بیزار، ایک کی فکر و دوسرے کی فکر سے متصادم ہے، اس

خوف سے سیاسی، شہری، سرکاری، فوجی، تنظیمی اور تعلیمی قیادت میں مسلسل تبدیلیاں جاری ہیں کہ کہیں یہ لوگ اقتدار پر قابض نہ ہو جائیں اس کے لئے سازشیں کی جا رہی ہیں جن کے نتیجہ میں ہزاروں عوام غیانت کی جھمت سے قید خانوں اور جیل خانوں کی نذر ہو رہے ہیں۔ انھیں آزادی کے ساتھ گفتگو کرنے میں بھی ایک خوف و دہراس کی کیفیت محسوس ہوتی ہے، اور یہاں تک کہ انھیں اپنے رشتہ داروں اور بھائیوں پر بھی کامل اعتماد نہیں ہے۔ آج ایشیا و افریقہ کے بیشتر عربی و عجمی مسلم ملک کی صورت حال ہے۔

مسلمانوں پر خود ان کے ملکوں میں اس نام نہاد دور آزادی میں ظلم و ستم کے لیے پہلا توڑ ہے۔ ہیں اور انھیں ذلت و رسوائی، قتل و غارتگری، آپریشنز و عصمت دری، عقائد کی پامالی اور ذہنی شکمش کا ایسا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جیسا کہ حقیقی پسند صاحبیت کے دور میں بھی نہ کرنا پڑا تھا۔ اور حریت پسند صاحب غیر لوگوں کو ان آزادیوں سے گزرتا پڑ رہا ہے جن سے غلامی کے عہد میں بھی گذرنا نہیں پڑا تھا۔ حق پرست، حق گو، اور اصلاح کے داعیوں کو اپنی راست گوئی کی وجہ سے سزاؤں دی جا رہی ہیں اور ملک بدر کیا جا رہے ہیں۔ اور حق کے دشمنوں کی پشت پناہی کی جا رہی ہے ان حق پرستوں نے یہ سمجھا تھا کہ ان کا اپنا ملک ہے اور وہاں ہم باخود کی اکثریت ہے لہذا وہاں اسلامی طور طریق ہونا چاہئے۔

اسلام کی آواز بلند ہونی چاہئے۔ اور ملک کی سیاست میں اسلام اور مسلمانوں کا قول، قولِ معین سمجھا جانا چاہئے اور ملک میں اسلامی شخص کو بالادستی حاصل ہونی چاہئے۔ ان حق پرستوں کو حق بات کہنے سے روکا جاتا ہے اور ان پر طرح طرح کے الزام لگائے جاتے ہیں اور اسلام اور مسلم دشمنوں کو موقع فراہم کیا جا رہا ہے اور آزادی ہم پر ہونے لگی جا رہی ہے کہ جس مسئلہ کو چاہیں موضوع

بموت بنائیں، اور اسلام کی مرکز و شخصیات پر لازم تراشی کریں، نائن اسلام پر کچھ لکھ جائیں اور عقائد کی پامالی کریں۔ ان زیادتیوں پر اگر مسلمانوں کو ناگوار ہو تو ان کے لئے یہ روایتیں کہ وہ اپنا رائے کا اظہار کریں۔ اور ان جیلوں کا جواب دیں، اور اسلامی غیرت و محبت کا اظہار کریں اور اگر خود مول لیتے ہیں اور اظہار کرتے ہیں تو ان پر زیادتی کا الزام لگایا جاتا ہے اس طرح اکثریت اقلیت کی تابع بنی ہوئی جالی صورت میں یہ کہنا کہ وہ آزاد ہیں اور ان کے ملک آزاد ملک ہیں، ان کی اپنی قیادت و مسیادت ہے کیسے صحیح اور درست ہو سکتا ہے؟ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب موجود سیاسی قیادتوں کو دینا چاہئے۔ اور خاص طور

سے ان قیادتوں کو دینا چاہئے جو اپنے کو غلامی و جبریت کے نام سے موسوم کرتی ہیں اور آزادی کے کافرو بلند کرتی ہیں۔ اکثر مسلم ملکوں کی یہی پوزیشن ہے اور اس پر غلامی نظام کو یورپ کی طرف سے سرپرستی حاصل ہے اور وہ اس پر زین کو کسی غلام کے پیش نظر بدلنا نہیں چاہتا کہ عوام کی اختیارات دیے سے اسلامی رجحان کو غلبہ حاصل ہوگا، لیکن بندشوں میں جکڑا ہوا یہ ملک ترقی کی راہ پر گزرتا نہیں رہ سکتا، جو کہ اس ملک کے غلامی کی زندگی سے جدا ہو کر زندگی گزار رہے ہیں وہ ملک ترقی کرنا نہیں کر سکتا اور ترقی یافتہ ملک کی صفوں میں کبھی نہیں شامل ہو سکتا اور اس کے معاہدہ اعزاز میں کی طرح آباد اور نہیں ہو سکتا، یہ قیادتوں کا اپنا قانونی حق ہے۔

آج جو اکثر مسلم ملک میں سخت دغ و خن قید و گرفت اور آواز حریت کی سرگرمی کے واقعات سرزد ہو رہے ہیں اور یہ ملک جس دامن اور نادانی کے شکار ہیں یہ سب مندرجہ ملک اور ملک کے حکام کے سامنے سرنگو رہنے اور ان کے ہنڈولے سے دستانہ دینا یا رنق رکھنے کا لازمی نتیجہ ہے، اور یہ کشمکش ایک بہت ہی زبردست خسارہ و نقصان کا پیش خیمہ ہے جس کا حیاہ و مسلمانوں کو ہی بگھٹنا پڑے گا خواہ وہ لیڈر و حقیقت سے جھگڑتے یا عام ہلک کی حیثیت سے، مسلم ملکوں میں یہ سنا کہ اور

(باقی صفحہ پر)

# احکام خداوندی کی خلاف ورزی کا عبرتناک انجام

ایڈز اور ایبولا کے بعد ہاگ وائرس، جس کا شکار چند روز میں خنزیر نظر آنے لگا!

کولمبیا اور برازیل کا سچا واقعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاگ (برائے نام) نماز روزہ  
یا رمواۃ اللہ کیا وہ توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہوئے ہے یا نہیں؟  
اور حج بھی کیا کرتے ہیں؟  
موسیٰ: نعم، روزہ اور طہ و سارنگی وغیرہ کے رسیا ہوئے ہیں۔ اور ستر بھی پہنا کر رہے ہیں!  
ابن خزادہ: مات بھر معروف بہرہ کے اور مریج ہو گئی تو چند روزہ اور خنزیر دھکے کی شکل میں  
سچا ہو چکے ہوئے ہیں۔ عاذ اللہ!

نعمان اس حد تک مومن بن کر اڑھت ہو جاتی ہے کہ اس  
میں اور سور کی توحیف میں کوئی فرق نہیں رہتا اس کے  
ملاوہ وہ بال کر دے اور موٹے ہو جاتے ہیں ان کی رنگت  
بھی بدل جاتی ہے جلد میں تو کیلے اٹھارے پیدا ہو جاتے ہیں  
جو چھوئے سیکھوں کی طرح نظر آتے ہیں ڈاکٹر بیرن کا کہنے  
مطابق انسانی جسم میں آئے والی توخناک تبدیلیاں تھوڑے  
روز میں مکمل ہو جاتی ہیں اور مریض خواہ مرد ہو یا عورت  
اس کی شکل سوزہ جیسی ہو جاتی ہے اس مرض یا وائرس  
کا یہ پہلا انتہائی دردناک ہے کہ اس کا شکار ایک قابل  
نفرت انسان بن جاتا ہے، جس نے کئی واقعات دیکھے ہیں کہ  
ایک شخص جو سب کو پیار تھا اس بیماری میں مبتلا ہو کر کرب  
پیار اور محبت کھو بیٹھا لوگ ایسے شخص سے دور بھاگتے ہیں  
جہاں تک کہ ڈاکٹر بھی اس کے قریب آنے سے گریز کرتے ہیں۔  
میں نے اس طرح کی توخناک بیماری اس سے قبل کبھی نہیں دیکھی  
ہاگ وائرس ہاگ ہونے والوں کی تعداد ۱۷۸ ہو چکی ہے۔

جو زندہ ہی گئے ہیں وہ موت سے بدتر زندگی گزار رہے  
ہیں کولمبیا کی ہلکے پستلے ایکس نے اس وائرس سے متاثرہ  
افراد کی مختلف اقسام کی رطوبتیں ملک کی اعلیٰ یونیورسٹی  
اور لیبارٹریوں کو بھیج دی ہیں اس ضمن میں امریکہ کے  
ماہرین سے مل کر جو رپورٹ کیا گیا ہے، سائنسدان اس بات  
کی کوشش کر رہے ہیں کہ پہلے اس کا تعلق کیا جانا چاہیے۔  
کیہ وائرس کس طرح عمل کرتا ہے کیونکہ اس کے بعد  
اس وائرس کے پھیلاؤ کو روک تمام کے لئے کوئی دوا  
یا ویکسین تیار کی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر بیرن کا کہنا ہے کہ ہمیں اس وائرس  
پر انتہائی سرعت سے قابو پانا ہو گا مگر خدا خواستہ  
(باقی صفحہ ۲)

کے بعد یہ انسانوں کو منتقل ہوا واضح رہے کہ ہاگ وائرس  
کھانسی پھینکے اور نہائی رطوبتوں کے ماحول سے ایک سے  
دوسرے شخص کو منتقل ہو جاتا ہے۔ امریکن اس بیماری کو  
ہائون کے ماحول قرار دے رہے ہیں۔

اس وائرس کا شکار برقیتم شخص شروع میں تیز بخار  
میں مبتلا ہوتا ہے اس کے بعد اسے جڑوں میں شدید درد اور  
سوجن کی تکلیف لاحق ہو جاتی ہے ان ابتدائی علامات کے  
بعد مریض کے اندرونی اعضا سے جسم کے اندر ہی خون پڑنے  
لگتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ ناک آنکھوں اور مٹھوں  
سے خون بہنے لگتا ہے عام طور پر اس وائرس کا نشانہ بننے والے  
۳۰ فیصد افراد موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں اور جو بقیت  
یا خوش قسمت زندہ رہ جاتے ہیں وہ کسی مغربی سے کم نظر  
تھیں آتے کیوں کہ انسان کم، مسود زیادہ نظر آتے ہیں ایک  
اڈانے کے مطابق اب تک کم از کم ۳۳ افراد اس وائرس  
کا شکار ہو چکے ہیں۔ زندہ رہ جانے والے مریضوں کی جلد موٹی  
ہو جاتی ہے، ناک اندکان کی لمائی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

ایڈز اور ایبولا جیسے خطرناک وائرس کے بعد دنیا  
کو اب ایک اور خطرناک اور عجیب و غریب وائرس کا  
سامنا ہے، یہ وائرس جسے "ہاگ" یا "کولمبیا" کا نام دیا  
گیا ہے کولمبیا اور برازیل میں نمودار ہوا ہے اس وائرس  
کا شکار انسان یا تو مرنے لگتا ہے یا پھر چند روز میں اس کا  
چہرہ مسور ہوتا ہو جاتا ہے، سانس والی رتوں کو کوشش کر  
رہے ہیں کہ کوئی ایسی ویکسین تیار کی جائے جو اس خطرناک  
وائرس کو ختم کر سکے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اس وائرس کا  
ابتدائی ہدف کولمبیا اور برازیل ماہرین کے مطابق  
ایڈز اور ایبولا کی طرح اس وائرس سے بھی سب سے پہلے  
علاقہ بارانی جنگلات میں کام کرنے والے غنٹ گھونڈ کو نشانہ  
بنایا سائنس دان کہتے ہیں کہ اس وائرس سب سے پہلے پھیلنے  
ایجن کے تلاش میں جانے والے ملکی ٹورنٹو اور ہوائی  
موسل اور جنوبی امریکہ میں پایا جانے والا ایک کم دیا اور  
بوتین فائبر کا اندر جھنک لیا ہوا ہے میں پھیلا اور اس



میں ہوئی۔ حضرت کے والد شاہ عبدالرحیم کی عمر اس وقت ۶۰ برس کی تھی۔ شاہ ولی اللہ ہائی سال کی عمر میں مکتب میں داخل ہوئے۔ سات سال کی عمر میں حفظ سے فراغت ہوئی۔ پھر مختلف درسی کتابیں پڑھتے رہے۔ چند برس کی عمر میں والد صاحب سے مشغولہ کا درس لیا۔ اپنے خرم والد ہی سے صحیح بخاری کتاب الطہارت تک، شامل ترمذی مکمل، تفسیر مدارک و بیضاوی کا کچھ کچھ پڑھا اور والد صاحب کے درس قرآن میں شریک ہوئے۔

شاہ صاحب نے جو نصاب پڑھا اس میں ادب عربی کی کوئی کتاب نظر نہیں آتی حالانکہ شاہ صاحب کی عربی تا لیغات بالخصوص مجمع البحرین و التذکرۃ لاشہادۃ دینی میں کمال کو عربی کی تحریر و انشاء پر صرف قدرت قسم بلکہ وہ ایک طراز اور سلوب کے بانی ہیں جو علمی مضامین کے شرع و بیان کے لئے موزوں ترین اسلوب ہے اور جس میں علامہ ابن خلدون کے بعد ان کا کوئی ہم پایہ اور ہمر نفس نہیں آتا۔ والد صاحب کی وفات کے بعد ۱۲ سال کی دینی کتب اور عقلی علوم کی کتابیں پڑھاتے رہے۔

چودہ سال کی عمر میں آپ کے والد ماجد نے آپ کی شادی آپ کے ماموں شیخ عبداللہ بن علی کی صاحبزادی سے کر دی۔ ان سے آپ کے بڑے صاحبزادے شیخ محمد پیدا ہوئے۔ دو سراعہد پہلی امیر کی وفات کے بعد سید شاہ عبداللہ سونی بنی کی صاحبزادی بی بی ارادت سے ہوا۔

ان سے آپ کے چار اول نامور صاحبزادے شاہ عبدالعزیز شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالغادر اور شاہ عبدالغنی توفد ہوئے جو ہندوستان میں دین کی نشاۃ ثانیہ کے ارکان اربعہ ہیں۔ ایک صاحبزادی امیر العزیز بھی پیدا ہوئی۔

تیس سال کی عمر میں شاہ صاحب نے حج کا سفر کیا۔ ہندوستان میں دین کی حفاظت کے لئے وہ عالم اسلام کے اس قلب و مرکز اور دنیا کے گوشہ گوشہ سے آئے ہوئے وفود الاسلام و حضوت الرحمن کے علوم و معارف حصول وادھان اور تجربات اور معاشی سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ حضرت نے علماء اور طلباء کی درخواست پر

ایک مطالعہ

# تاریخ دعوت و عزیمت جلد پنجم

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

فسط (۲) پروفیسر وحی احمد مدظلہ العالی

ان نامور اہل کمال اور سچا نفس رشیوخ کاہن کی موجودگی میں بھی مسلم شاہو اور خاص طور پر طبقہ املاک زوال کے نقطہ عروج پر پہنچ گیا تھا اعتقادی کمزوری اور شرک و بدعات کا زور تھا۔ جہلاء کا خیال یہ ہو گیا تھا کہ گو اکثر کائنات کا حقیقی خالق اور مانع ہے اور موجود ہے مگر اس نے اپنی سلطنت کے بہت سے شعبے اور محکمے اپنے مقبول بندوں کے سپرد کر دیے ہیں جو ان کے مالک مختار ہیں اور سہا پیہ پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اس عہد میں اسلام کے افق پر ستارہ بانی حضرت شاہ ولی اللہ کی شکل میں طلوع ہوتا ہے۔

شاہ صاحب کا نسب نامہ ۲۹ سلسلوں سے حضرت غزالی تک پہنچتا ہے۔ ان کے خاندان کے پہلے بزرگ جو ہندوستان آئے اور جموں نے ریشک میں قیام کیا۔ وہ شیخ شمس الدین مفتی تھے۔ قضا و استنباط کا عہدہ ان کے خاندان میں رہا۔ شاہ صاحب نے اپنے دادا شیخ زبیر الدین شہید کا تذکرہ اپنے والد جناب شاہ عبدالرحیم کی روایت سے تفصیل سے لکھا ہے۔ ان کی شجاعت و ہمت و راستگوئی کو قصے بہت دستاویز ہیں (ماثر الامداد)۔ ان کے تین بیٹے تھے شیخ ابوالرضا محمد شیخ عبدالرحیم، شیخ عبدالغنی۔ شاہ صاحب کے نانا حضرت شیخ محمد مفتی تھے۔ وہ زمانہ کے علماء اور اہل دل کے مشغور نظر تھے۔ حضرت شاہ صاحب کے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم بڑے باسک بزرگ تھے۔ شاہ صاحب نے ان کے حالات کمالات و کمالات میں خود ایک مکمل کتاب تحریر فرمائی

ہے جس کا مشہور نام "الغاس العارفین" ہے۔

شاہ عبدالرحیم کی بچپن ہی سے طبیعت دین کی طرف مائل اور دنیا کی دولت و عزت سے اجاہ تھی وہ حضرت خواجہ باقی اللہ کے صاحبزادے شیخ عبداللہ مشہور بہ خواجہ خود کی خدمت میں بیعت کے لئے گئے انھوں نے حافظ سید عبداللہ حوسید آدم بنوری کے خلیفہ تھے ان سے بیعت کا مشورہ دیا۔ انھوں نے پہلی درخواست پر قبول کر لیا۔ شاہ صاحب نے زیادہ تر کتابیں میرزا بدری سے پڑھیں۔ شاہ عبدالرحیم نے اپنے نعاذ کے شاخ و اولیا اور مجاذیب سے بہت معلق رکھا اور ان حضرات نے شاہ صاحب پر بڑی توجہ فرمائی حضرت شاہ عبدالرحیم تو مجدد و مجددی کا ذوق رکھتے تھے اور شیخ اکبر سے عقیدت مگر شریعت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

شاہ عبدالرحیم کا پہلا نکاح اپنے والد کی زندگی میں ہوا تھا۔ ایک صاحبزادہ پیدا ہوئے جو بڑے ہو کر فوت ہوئے۔ دوسرا نکاح کسری میں شیخ محمد مفتی مدظلہ کی صاحبزادی سے ہوا۔ دو صاحبزادے ہوئے شاہ ولی اللہ اور شاہ اہل اللہ ۱۰ سال کی عمر میں فوج کی نماز وقت سے ذرا پہلے بڑھ کر واصل رہتی ہوئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی ولادت

حضرت کی ولادت چہار شنبہ کے دن ۴ شوال ۱۱۱۳ طوع و کتاب اپنے نانیہال تعبیر صحت دعال صلح نظر میں



مسجد حرام میں مسئلہ حنفی کے پاس درس شروع کیا جس میں بہت رجم ہوا۔

شاہ صاحب نے مشائخ و اساتذہ اہل حرمین کے تعارف اوندر کرہ میں مستقل رسالہ انسان العین فی مشائخ اہل حرمین تصنیف فرمایا۔ اپنے شیخ خاص اور محبوب استاد شیخ ابوظہر محمد بن ابراہیم المردی اللہی کا قدسے تفصیل سے ذکر کیا۔ شیخ ابوظہر محمد کیر ہونے کے باوجود مصوفیائے بڑے متفقہ تھے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ ابوظہر اے رخصت ہونے گیا تو انھوں نے شعر پڑھا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

میں چلنے کا ہر راستہ محمول گیا سوائے اُس راستے کے جو آپ کے گھر تک پہنچا ہے۔ انھوں نے استاد محترم سے عرض کیا کہ میں نے جو کچھ پڑھا تھا حساب بھلا دیا سوائے علم دین و حدیث کے اور یہ بات صحیح ثابت کر دی۔

”مَنْ الْمُؤْمِنِينَ بِجَاهٍ مَكَدُوا مَنَا  
عَاهِدُوا اللَّهَ عَهْدًا“ (سورہ احزاب ۲۳)

شاہ صاحب کے دوسرے شیخ جس سے شاہ صاحب کو اجازت حاصل ہوئی، شیخ تاج الدین قطبی حنفی مفتی تھے۔ شاہ صاحب نے حافظہ حدیث اور جامع کالات شیخ محمد بن محمد سلیمان المغربی کے صاحبزادے شیخ محمد فائدہ سے بھی اپنے والد کے تمام روایات کی اجازت حاصل ہے۔ شاہ صاحب نے امداد تعلیم ہندوستان میں اپنے زمانے کے امام حدیث شیخ محمد الفضل سیالکوٹی کے درس میں بھی شریک ہوئے تھے۔

شاہ صاحب نے حجاز میں قیام نہیں کیا۔ ان کا نہ صرف اپنے ہاں سے، بلکہ اپنے خواص اصحاب کے ہاں سے بھی بے گمان رہی تھا کہ وہ ہندوستان کو اپنا گھر پر لیا اور علمی اور دینی خدمات کا مرکز بنیں۔

تجانبے والی کسی کے بعد اپنے والد کے مدد سے رحیم پور میں درس دینا شروع کیا۔ مگر چھوٹی بڑی۔ مگر شاہ بادشاہ شہر میں ایک عالیشان مکان دے کر آپ کو بلا لیا اور آپ نے وہاں درس شروع کیا۔ خدر

کے بعد وہ جگہ دیران اور خراب ہو گئی۔ مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب نے اس کا بیان بڑے رنج کے ساتھ کیا ہے۔

شاہ صاحب کے خاص، معمولات، نظام اللغات اور نشست و برخاست کے حالات زیادہ تفصیل سے معلوم نہیں۔ ملفوظات حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب میں کہیں کہیں کچھ اشارے آتے ہیں۔

## وفات

عمر کی آخری تاریخ قطعی کچھ یوں موعودا پہونچا۔ اور حضرت شاہ صاحب نے مختصر حالات کے بعد ۱۱ سال کی عمر میں اس دار فانی کو خیر باد کہا۔ اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

حالات اور وفات کی کچھ تفصیل رائے بریلی کے سادات حسنی قطبی اور خاندان علم الہی کے ایک ممتاز فرسید مہر نوان حسنی کے مکتوب سے ملتی ہے جو انھوں نے خاندان کے دوسرے بزرگ اور نامور فرد حضرت شاہ سید ابوسعید کے نام شاہ صاحب کی وفات کے صحنہ پر دلچسپی لکھا تھا۔

تدین دہ دی درد وازے کے بائیں جانب اس مقام پر ہوئی جو ہندیاں کہلاتے ہیں۔ یہیں شاہ صاحب کے چاروں صاحبزادگان خود شاہ صاحب کے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم کے قبور ہیں۔

## شاہ ولی اللہ صاحب کے تجدیدی کارنامے

شاہ صاحب نے جو عظیم الشان کام کئے ان کا دائرہ الیاد وسیع اور اس کے شعبوں میں اتنا تنوع پایا جاتا ہے جس کی مثال معاشرہ ہی نہیں دورِ ماضی کے علماء و متبحرین میں بھی کم نظر آتی ہے۔ فارسی کا مشہور شرح حال ہے۔

دامانی گھنگ وگل حسن تو بسیار  
مچیں بہار تو ز دامان گھگ دار د

ان کارناموں کو علاحدہ علاحدہ عثمانیہ کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔

### (۱) اصلاح عقائد و دعوت الی القرآن۔

انبیاء کا نامیں دین کو کسی جگہ پر مضبوطی سے قائم کرنے کے لئے پہلے پوری زمین کو پورے طور پر مٹا اور ہوا کر کے، یہی شرک مختلف شکلوں میں انواع انسان کی سب سے خطرناک اور پرانی بیماری ہے۔ ہندوستان میں اسلام ترکستان، ایران اور افغانستان کا چکر لگا کر اور اپنی بہت کچھ تازگی اور توانائی کھو کر ان لوگوں کے ذریعہ پھیل گیا، ہوا براہ راست فیضانِ نبوت سے مستغنی نہیں ہوئے تھے۔ اور پھر یہاں ہزاروں برس سے وہ فلسفہ اور جہنم حکمرانی کر رہے تھے جن کے رنگ بے میں شرک جاری و ساری تھا۔

شاہ صاحب نے اس مرض کے علاج میں قرآن مجید کے مطالعہ و تدبر اور اس کے فہم کو نوٹر کیا۔ اس زمانہ میں یہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ قرآن مجید اصل انویس طبع کے مطالعہ و غور و فکر و فہم و تفہیم کی کتاب ہے جس کا سمجھنا ایک درجن سے زائد علوم پر موقوف ہے۔ شاہ صاحب نے کلام مجید کی آیت پر توجہ دلائی جس کا ترجمہ ہے۔ خدا تعالیٰ وہ ہے جس نے اُن بڑھوں میں پیغمبر بھیجا انھیں اُن بڑھوں میں سے۔ پڑھنا ہے و دیگران اُن بڑھوں پر خدا کی آیتیں اور ان کو گناہ کے میں سے پاک کرتا اور کتاب اور اس کی تدبیر سکھاتا ہے۔

شاہ صاحب نے فرمایا یہ کسی بات ہے کہ کافیر پڑھنے والے اور شافعی، جانتے طے و کلام پاک کے معنی سمجھنے سے بجز ظاہر کریں اور عرب کے بدو لوگوں کی حقیقت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ کسی گمراہ ہے کہ قرآن کی فکر میں زور نہیں لگاتے۔

شاہ صاحب نے فیصلہ کیا کہ قرآن مجید کا سلسلہ فادس کی زبان میں ترجمہ کیا جائے۔ یہی اس وقت کی علمی تصنیف اور خود کتابت کی زبان تھی۔ اس سے پہلے بھی ایک فارسی میں ترجمہ مقلد جو علامہ سید شریف علی

دم ۱۲۰۰ء کا کیا ہوا تھا اور لوگ غلطی سے اسے شیخ سعدی سے منسوب کرتے تھے۔

شاہ صاحب نے کلام پاک کا ترجمہ کیا اور تفسیر نفع الرحمن کے علاوہ اصول ترجمہ پر ایک مقدمہ بھی لکھا کلام پاک کے ترجمے کے سلسلے میں لوگ اغراض شک ہوتے تھے مگر شاہ صاحب کے ترجمہ کے بعد غلط فہمیں اور بدگمانیوں کا باطل چھٹ گیا شاہ صاحب کے فرزند ارجمند حضرت شاہ عبدالقادر نے اپنے والد کے ترجمہ کے بجائے سال بعد کلام پاک کا باجاورہ اندوز میں ایک ترجمہ کیا جس سے زیادہ مستفید ترجمہ جس میں قرآنی الفاظ کی روح آتی ہو۔ اب تک علم میں نہیں، ان کے برادر بزرگ شاہ دینعلی الدین نے کلام پاک کا تحفہ لفظ ترجمہ کیا۔ یہ دونوں ترجمے مسلمانوں کے گھروں میں ایسے عام ہوئے۔ اور ان کے پڑھنے کا ایسا رواج ہوا۔ جس کی مثال کسی دوسری دینی کتاب کے بارے میں نہیں مل سکتی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز نے دہلی جیسے مرکزی شہر اور ۱۳۱۵ء میں صدی جمہری جیسے اہم زمانہ میں درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا اس سے اصلاح عقائد کا مقصد ان کا کام انجام پایا۔

شاہ صاحب کی کتاب الفوز الکبیر فی اصول التفسیر اگرچہ مختصر ہے لیکن سراسر نکات و کلیات ہے۔ مشرک کے بارے میں شاہ صاحب نے عقیدہ اللہ تعالیٰ میں لکھا ہے کہ مشرکین کا خیال تھا کہ زمانہ ماضی کے صلوات نے عبادت کی کثرت کی اور خدا کا قرب حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو الوہیت کا خلعت عطا فرمایا اس بنا پر وہ خدا کے دوسرے بندوں کی عبادت کے مستحق بن گئے۔ وہ اس بات کے فائل تھے کہ خدائی بندگی جب ہی قیام ہو سکتی ہے جب ایسے قبول اور برگزیدہ بندوں کی خلائی بھی اس میں شامل ہو شاہ صاحب نے علماء اور خواص مشاہیر ہجوم کے بہت سے مشرک عقائد و اعمال کی بڑ

## مولانا محمد اسحاق سندیلوی کی وفات

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے حلقہ میں یہ خبر افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ یہاں کے ایک قدیم شاہ مولانا محمد اسحاق صاحب کا پاکستان میں انتقال ہو گیا۔ آخر مرحوم مدرس عالیہ فزانہ اور ندوۃ العلماء میں شامل تھے اور حضرت قاضی کوئی کے تلمیذ حضرت مولانا شاہ محمد عیسیٰ الہ آبادی کے بیوت کا تعلق رکھتے تھے، دارالعلوم میں وہ علوم جدیدہ معاشیات اور علم ہیئت کے مدرس کی حیثیت سے عرصہ تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ ندوۃ کے سابق مہتمم حضرت مولانا عمران خاں صاحب نے جب تاج المساجد اور تبلیغی خدمات کے لئے اپنے آپ کو یکسر کوکریا تو خود اسانڈہ مختلف وقول میں اہتمام کی حاضری دربار کی سنبھالتے رہے جن میں مولانا محمدناظم صاحب ندوی، مولانا ابوالعرفان خاں صاحب ندوی مرحوم اور مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی بھی تھے۔ مزید یہ کہ مرحوم آپ کے ذمے حدیث خریف کے اسباق سبہ مرحوم، انگریزی اردو دونوں زبانوں میں مدین لکھا کرتے تھے، اور آپ کے مقالات دینی رسائل میں شائع ہوا کرتے تھے نزدیکوں کے آپ پاکستان چلے گئے تھے، وہاں مولانا محمد یونس صاحب بنوری کے مدرسے میں کچھ عرصہ تدریسی خدمات انجام دیں، وہاں سے سکندریہ کے بورٹمنین و تحقیق کے کام میں مشغول تھے، مرحوم نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی، لیکن احباب و شاگردوں کا ایک وسیع حلقہ رکھتے تھے، بہت پرچاں مرجع متواضع اور خلیق بزرگ تھے، عمر نوے سال تک بھگتھی، آپ کے انتقال کی خبر پاکستان نیوز ایجنسی نے شائع کی، اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے بخار رحمت میں جگہ دے۔

علم حدیث کے باہر غرضی تھے ان کی کتاب "العقیدۃ المحسنہ" مطالعہ کی گہرائی اور عبادت کی سلامت و روانی دونوں کی جامع ہے۔

حدیث اور سنت کی قیمت و تعظیم نے ان کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی طرف سے دفاع اور ان کی جلالت شان کے اعتراف پر کامیاب کیا کہ ذات ان آخری صدیوں میں فہری متنازع فیہ بلکہ مباحث اور شبہات کا ہدف بن گئی تھی (جہاں)

پکڑ لی اور اس مغالطہ کا پردہ چاک کیا جس کی وجہ سے ان اعمال و رسوم و شعائر مشرک نذر و ذوق بغیر اللہ بزرگوں کے نام پر روزے رکھنے، ادایا اور ماحین سے دعا و التجار سے نسبت رکھنے والی چیزوں کی حرم شریف اور بیت اللہ کی طرح تعظیم کرنے میں لوگ گرفتار تھے۔ شاہ صاحب کا تنہا یہی کارنامہ ان کو مجتہدین امت میں شمار کرنے کے لئے کافی تھا۔

شاہ صاحب نے عقائد کی تفہیم و تشریح کتاب و سنت کی روشنی میں اور صحابہ اور سلف کے مسلک کے مطابق کیا۔ انھوں نے یونانی فلسفہ کا گہرا اور وسیع مطالعہ کیا تھا اور علم کلام کا پورا سرمایہ ان کے کوسٹریں میں تھا۔ دوسری طرف وہ قرآن کے دقیق التفسیر

قرآن کریم کی مقبول آیات اور احادیث کوئی دینی مسلمانوں میں پھیلنے اور تبلیغی حلقے شائع کی جاتی ہیں ان کا التزام آپ پند فرماتے، لہذا ان صفحات پر آیات و روایات ہوں گے جو اسلامی طریقہ کے مطابق بدعتی سے منع ہو گئیں

میں نے ان کو بتایا کہ اس کائنات میں اوزر میں  
پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے  
ایک پروگرام کے مطابق ہو رہا ہے۔ یہ کائنات  
بلادرج نہیں پیدا کی گئی ہے۔ پروویسرماب  
نے ہماری بات کی بڑی گرجبوشی سے تائید کی، میری  
راتے ہے کہ اگر ایک ایسی ہی طرف سے کچھ کتب میں ان کو  
براہ راست بھیج دی جائیں تو وہ اس کو پڑھیں گے  
اور ان کو اس بات کی خوشی بھی ہوگی کہ ان کے قبول اسلام  
کا تذکرہ امت مسلمہ میں درج ہوگا۔

مسٹر الیکس ڈونلڈ ناچکسٹر کے ایک پرائمری  
اسکول میں پچھریں، اس اسکول میں مسلم طلباء اور  
طالبات کی تعداد نوے فیصدی سے زیادہ ہے۔  
بی بی سی لندن سے اپنے قبول اسلام کا واقعہ نقل  
نے خود بیان کیا۔ وہ بی بی سی لندن کے ایک مذہبی  
پروگرام میں تقریر کر رہے تھے، انھوں نے بتایا کہ  
کلاسز کے درمیان جب تقویری دیر کے لئے جمعی  
ہوتی تو مسلمان بچے آپس میں اس طرح مل جاتے  
جیسے ایک خاندان کے بچے ہوں۔ پنجابی، اردو،  
اور پشتو کے علاوہ اور بھی بہت سی زبانیں بولتے  
ہیں ان کو دیکھتا۔ اور دیکھتے اچھے لگتے۔ ایک دن  
تین لڑکیاں جن کی مجلس سے تھیں نوسال کی تھیں میری  
طرف آتی ہوئی دکھائی دیں، ان میں سے ایک مغربی  
افریقہ کا لباس، ایک ملیشیا کا لباس اور ایک  
پاکستانی لباس پہنے ہوئے تھیں۔ یہ تینوں لڑکیاں  
میری طرف ایک خاص مقصد اور میرے متعلق ایک  
اہم پروگرام اپنے ذہنوں میں لئے ہوئے آرہی  
تھیں۔ قریب آکر انھوں نے مجھے بڑے ادب سے  
سلام کیا اور ان میں سے ایک نے کہا سیر (sir)  
آپ ہمارے معاملات میں فوری مدد فرمائیے۔  
میرا مشورہ ہے کہ آپ مسلمان ہو جائیں۔ دوسری  
نے کہا کہ اگر آپ مسلمان ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ  
آپ کی ساری خطائیں معاف کر دے گا۔

میدنگیوری ناچکسیریا۔ مارچ ۱۹۹۵ء

## تقصیر کے سرورپادری کا قبول اسلام

بدیع الحسن صاحب

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ سے فضل و تعزیت رکھنے والے  
جناب بدیع الحسن صاحب جو اس وقت ناچکسیریا میں ہیں حضرت مولانا مدظلہ کے نام  
اپنے خط میں درج ذیل خوش کن اور مولانا فضائل لکھتے ہیں جو خود مسلمانوں کو دعوت  
دیتے ہیں کہ اگر وہ اپنی عملی زندگی میں اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں تو آج کی بے حس  
دنیا اسلام لانے کے لئے تیار ہے۔

میں نے آپ سے اس سے پہلے والے خط میں کیا تھا  
ان کے ذہن میں رفتہ رفتہ مثبت تبدیلیاں ہورہی  
ہیں۔ میری ان سے توحید اور آخرت کے سلسلے میں  
کئی دن گفتگو ہوئی، میں نے ایک خاص واقعہ سے  
فائدہ اٹھا یا گذشتہ سال نعام شمس میں فلاڈر  
ہوا۔ غلط سے آئے ہوئے ایک COMET جس  
کے کئی ٹکڑے ہو گئے تھے۔ نعام شمس کے سب سے بڑے  
سیارے مشتری (JUPITER) سے  
مکراتے رہے ہر دھماکے پر سیارے کا تقریباً  
ایک ہزار کلو میٹر دائرے کا حصہ متاثر ہوتا تھا  
اور ہر دھماکا اتنا قوی تھا کہ اس کی قوت زمین پر  
موجود تمام انجم بول اور ہائڈروجن بول کھ  
مچوئی قوت سے زیادہ تھی۔ یہ سلسلہ جب دن جاری رہا  
میں آلات کے ذریعے دیکھ کر روزانہ کی کیفیات  
نوسلم پروویسرماب کے کمرے میں تختہ سیاہ پر  
نقشہ بنا کر دکھایا کرتا۔ ایک دن ایک مشرک  
ماہر تعلیم نے کہا کہ یہ تو زمین سے بھی لکھا جاسکتا تھا  
اور اس طرح تو سارے ہی انسان ختم ہو جاتے،

میرا نعام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خبریت سے ہیں  
اور آپ کے لئے صحت اور عافیت کی دعا کرتے ہیں  
آپ کا خط بھی مل گیا تھا، اور تین کتا میں بھی خط  
لکھنے میں دیر ہوگئی ہے معافی چاہتا ہوں۔  
یہاں سے تقریباً دو سو میل دور ایک قصبہ ہے  
جس کا نام "کھایا" ہے۔ اس قصبے کا سرور ایک پادری  
تھا۔ چند ہی دن ہوئے اس نے بڑے اہتمام سے اسلام  
قبول کیا۔ بڑا جشن منایا گیا اس پورے علاقے کے  
بڑے بڑے مسلمان سرور شریک ہوئے پچاس  
سے زائد علما نے تقریریں کیں۔ یہ اس علاقے کی  
خاص بات ہے کہ جب کوئی اہم آدمی اسلام قبول کرتا  
ہے تو بڑا جشن منایا جاتا ہے اسی طرح ایک بڑے  
ٹیسے میں میں نے بھی شرکت کی تھی جب مشرک  
خون نے روس اور جرمنی میں یہ کراخترنگ کی  
طی تعلیم حاصل کی ہے مسلمان ہوئے۔ اب وہ  
عاج ابو بکر کھو ہیں

جن پروویسرماب کے قبول اسلام کا ذکر

میں باہر بچے ہوئے پتھروں پر ٹکے سے ٹیک اور جسم کی کوردی جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ ابھی لگائے بیٹھے تھے۔ طبیعت کچھ ناساز تھی دس ماہ ہو اتھوے پاس ملا کر بیٹھا تھا۔ میں نے کچھ لایے ہی واقعات سنائے جیسے آپ کو کھڑا ہوں اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے میاں دل خوش ہو گیا۔ محتاج ہیں۔

تیسری نے کہا کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ آپ کو نعمتوں سے بھری جنت عطا کرے گا۔ غیثوں، بیتابان چند طول میں برسے اعتماد اور قوت ایمانی کے ساتھ حیات انسانی کا سب سے سچا اور عظیم انقلابی پیغام دے کر چلی گئیں۔ اس کے بعد اپنی تقریر میں ملکہ سبا کا نقشہ قرآن پاک سے بڑی خوبصورتی سے بیان کیا اور پھر کہا کہ ملکہ سبا مسلمان تھی۔ خرنشے مسلمان ہیں۔ برہنہ سلاطین ہیں ایکس ڈنیل اور بائیسٹر اسکول کے بچے مسلمان ہیں۔ وہ یہاں تک کہ گئے کہ اگر اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو دس ایسے مبلغ ملے جائیں تو ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی، یہ وہ ہے یہ واقعہ آپ کو اس لئے لکھا کہ آپ کو خوشی ہوگی۔ ایک دن پیر صاحب نئے میاں خانقاہ

## دعائے مغفرت

• شہید تغیر وترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے محترم جناب مسیح الزماں صاحب کے والد محترم شیخ فرید احمد صاحب (کشتن گنج بہار) ۱۸ مارچ ۱۹۱۹ء کو طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم دیندار پیر بزرگ اور صالح انسان تھے۔ موصوف انشراحات مسجد میں گذار کرتے تھے۔ جتنی جہت سے گہر تعلق رکھتے تھے اور اپنے علاقہ میں ایک اہم ذریعہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ رحمت

کی مغفرت کرے انھیں جنت الفردوس عطا کرے۔

قاریوں کو اے دلکش مشرف اعیان ثوب کی خدمت ہے

• مطبخ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے قدیم ملازم محمد علی عرفان کو کا حروف ۱۹ مارچ ۱۹۵۹ء کو ایک مختصر علالت کے بعد انتقال ہو گیا انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے تقریباً ۳۵ سال تک مطبخ میں بے لوث خدمت انجام دی۔ اللہ مغفرت فرمائے۔ قارئین تعزیمات

سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

## ایک مسلمان طالبہ کو دوپٹہ میں امتحان دینے کی اجازت نہ دینے پر حکومت فرانس پر دس ہزار ڈالر کا جرمانہ

(فرانس کے ایک سیول کورٹ کا تاریخی فیصلہ)

فرانس کے ناسی شہر کے سیول کورٹ نے حکومت فرانس کو حکم دیا ہے کہ مراکش میں مہاجر مسلم طالبہ سولی آیت احمد کو جسے سر پر دوپٹہ ڈالنے کی وجہ سے امتحان میں بیٹھنے سے روک دیا گیا دس ہزار ڈالر بطور جرمانہ ادا کرے۔ ہندو سالر سولی احمد کے اسکول کی انتظامیہ نے گذشتہ جون میں سولی کو شخص اس جرم میں سالانہ امتحان میں شرکت کی اجازت نہیں دی تھی کہ اس نے انتظامیہ کے اس مطالبہ کو کہ سر پر دوپٹہ ڈالنے سے منع سے انکار کر دیا تھا۔

ہاؤ جو داس کے کد حالت کا یہ فیصلہ نہایت منفرد اور عقل و منطق کے معین مطابق ہے، فرانس میں اس سے پہلے جی ٹی، جی ایس کی کہ ہے کہ مسلم طالبات کے سر پر کپڑوں اور والدین کی طرف سے منع سے اب تک اس طرح کے سیکولر مقدمات فرانس کی مختلف عدالتوں میں دائر کئے گئے لیکن اب تک کسی فیصلہ میں دوپٹہ میں اسکول آنے کی اجازت نہ دینے کی وجہ سے حکومت فرانس پر جرمانہ عائد نہیں کیا گیا تھا۔ سولی احمد جو فرانس میں پڑھتی تھیں والدین مراکش میں اس کے اسکول کے اس فیصلہ کا نفاذ فرانس ایکٹر کمیشن کی توثیق کے بعد ہی عمل میں آیا تھا، انتظامیہ نے سولی کے خارج اور امتحان سے محروم کر دینے کی قرارداد منظور کرتے ہوئے کہا وہ امن و سلامتی کے پیش نظر اس اقدام پر مجبور ہے، سولی نے اسلاف سے سر اور بال چھپا کر اسکول کے اندر وہی نظام کی خلاف ورزی کی ہے، وہ ورڈیشن اور سائنس کے کھٹلا میں بھی سر سے دوپٹہ نہیں ہٹاتی ہے۔

سولی کے وکیل باسکل برنارڈ نے اپنی بحث میں اس نکتہ پر خاص طور پر توجہ مرکوز کی کہ اسکول کے اس فیصلہ سولی اور اس کے سر پر کپڑوں کو روحانی و نفسی آزادی اور مالی خسارہ ہوا۔

سابق وزیر تعلیم مسٹر فرانسسے ستمبر ۲۰۰۷ء میں تعلیمی اداروں کے اندر مذہبی مظاہر کی نمائندگی والی اس بات پر ہندی حاکم کی تھی، اس وقت سے اب تک فرانس کی عدالتوں نے مسلم طالبات (جنہیں سر پر دوپٹہ ڈالنے کے جرم میں تعلیم سے محروم ہونا پڑا) کے ۱۲ مقدمات کی سماعت کی، ۷۹ مقدمات کھ سماعت عدالت نے مکمل کر لی ہے، جن میں ۳۴ میں اسکولوں اور کالجوں کے اس فیصلہ کو خلاف قرار دیا گیا ہے، جبکہ ۳۵ میں فیصلہ کو حق بجانب کہا گیا ہے۔

آفتاب عالم ندوی (الاحوال اسلامیہ ۹ اکتوبر ۲۰۱۵ء)

# مدارس کے ذمہ داروں کا کنوئل کے لئے سبق آموز واقعہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ

انتخاب: مولوی محمد اسماعیل ندوی

وہ ایک بار مع اپنے جمعے کے ملے جارہے تھے۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس فقرہ کو ذرا تفصیل سے لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

ذیل کا عبرت آموز واقعہ علامہ دینی حیدر علی صاحب سے نقل کیا جاتا ہے، سن تجری کی دوسری مری ختم پر ہے آفتاب نبوت غروب ہوئے اگلی بہت زیادہ مدت نہیں گذری۔ لوگوں میں امانت، دیانت اور تدین و تقویٰ کا عنصر خالی ہے۔ اسلام کے پوناہ فرزند جن کے ہاتھ پر اس کو فروغ ہونے والا ہے۔ کچھ برس گزاریں اور کچھ اگلی تربیت پاس ہے۔ اگر دین کا زمانہ ہے۔ ہر ایک شہر علماء دین و علماء متعین سے آباد نظر آتا ہے۔ خصوصاً مدینۃ الاسلام (بغداد) جو اس وقت مسلمانوں کا دارالسلطنت ہے اپنی ظاہری دہائی آرائشوں سے آراستہ ہو کر گزار رہا ہوا ہے۔ ایک طرف اگر اس کی دلفریب عمارتیں اور ان میں گلدستہ والی ہریں دلگاہانے والی ہیں تو دوسری طرف علامہ صلحا کی مجلسیں درس و تدریس کے طے، ذکر و تلاوت کی دلکش آوازیں، صدقاتی کے بینک بندوں کی دھمی کا کافی سامان ہے۔ فقہاء و محدثین اور جواد زادہ کا ایک عجیب و غریب مجمع ہے۔ اس مبارک مجمع میں ایک بڑا بڑا ابو عبد اللہ اندلسی کے نام سے مشہور ہیں جو اکثر اہل عراق کے پیروم رشد اور استاد محدث ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ جن کا ایک عبرت ناک واقعہ ہمیں اس وقت ہدایت ناز

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدے فرائع قاریہ نے یہ کچھ دیکھا وہ واقعہ حضرت ندووی صاحب کے سامنے پیش کیا۔ اس کے ساتھ متوقفہ الشہود و متوقفہ العباد، اپنے اساتذہ و رفقاء و خیر کالمے حیات کے ساتھ مسخرے سلوک، فرائض و ذمہ داریوں کو پورا پورا ادا کرنے میں دوسروں کے لئے نمونہ، خصوصاً مدارس اسلامیہ کے کارکنان اور ذمہ داروں کے لئے عبرت نصیحت کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت شیخ اپنے آپ سے یہ سبق آموز واقعہ اور تجربہ خیز تحریر فرماتے ہیں۔ ۱۔ اصلاح حالہ اور فلاح دارین کچھ عرصے سے بدلتا نظر آنے لگے جارہے ہیں کسب اللہ کے بندے کو ایضاً الہ کے ابتداء کے نو فتنے نصیب ہو جاتے۔

(ادارہ)

## دوسرے تغیر کئے کا ایک سبق آموز واقعہ

انفاس حبیبی کے خانہ پر ایک نہایت عبرت آموز واقعہ ذکر کیا ہے۔ یہ واقعہ حیدر علی صاحب دینی سے مفتی محمد شفیع صاحب سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند اور ناظم دارالعلوم کراچی نے عمر ۱۰۰ میں تحریر کیا تھا۔ جو انفاس حبیبی سے زیادہ مفصل ہے اور اس سیر کا رہنے والی صاحب نور اللہ مرحومہ سے بارہا اس کو سنا جو خود کو لے زیادہ مفصل تھا، اور نہایت ہی اہم سبق آموز اور عبرت ناز ہے کہ آدمی کو بالخصوص جو کسی دینی منصب میں علمی یا سلوکی یا ادارہ کوئی دینی خدمت میں قدم رکھا ہو اس کو اس قصہ سے بہت زیادہ عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ بالخصوص جب وہ محدث اور کسی دوسرے کو تحقیر کی نگاہ سے دیکھنے سے اپنے آپ کو بچا جائے۔ اور حضرت شیخ صدیقی نور اللہ مرحومہ کے پیروم رشد

شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کی نصیحت ملو کہ رکھنا چاہئے کہ بہت ہی جامع اور اہم ہے وہ فرماتے ہیں کچھ میرے دشمن حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے کشتی میں بیٹھے ہوئے دو نصیحتیں فرمائی تھیں۔ ایک یہ کہ اپنے ادب پر علمی فوجی میں مبتلا نہ ہو جو۔ دوسرے یہ کہ کسی دوسرے کے اوپر بدینی تحقیر نہ کیجو۔ بہت اہم نصیحت ہے۔ یہ قصہ بھی جو آگے آ رہا ہے۔ خود بخود بدینی کا نہایت عبرت آموز سبق ہے۔ اس سے بہت عبرت حاصل کرنی چاہئے، حضرت تھانوی نے تو بہت مختصر لکھا۔ جس کی ابتدا یہ ہے۔ آدمی کو ہرگز زیادہ نہیں کہ آدمی اپنی حالت پر ناز کرے اور دوسرے کو تحقیر کرے۔ خود نفس ایمان بھی اپنے اختیار میں نہیں۔ بس حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو یہ دولت عطا فرما دی ہے۔ لیکن وہ جب چاہے سلب کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ابو عبد اللہ ایک بزرگ تھے بغداد میں آپ کی وجہ سے ترس خائفان میں آباد نصیحت

کرتا ہے۔

رونا شروع کیا اور کہو اے میری قوم! خداوند قادر ہو چکا ہے۔ اب کام میرے بس کا نہیں ہے۔

حضرت بشی فرماتے ہیں کہ میں اس عجیب واقعہ پر سمجھتا تھا کہ یہ خداوند کا ایک نیا کام ہے۔

شیخ بھی ہمارے ساتھ رو رہے تھے۔ یہاں تک کہ زمین

آسمانوں کے اُتارنے والے سبب سے تر ہو گئی۔

اس کے بعد ہم مجبور ہو کر اپنے وطن بغداد کی طرف لوٹے۔

لوگ ہمارے آنے کی خبریں کر شیخ کی زیارت کے لئے

شہر سے باہر آئے اور شیخ کو ہمارے ساتھ نہ دیکھ کر

سبب دریافت کیا۔ ہم نے سارا واقعہ بیان کیا۔ واقعہ

سین کو لوگوں میں کمر اُٹھ گیا۔ شیخ کے مریدوں میں سے

کثیر العباد جماعت اسی غم و حیرت میں اس وقت عالمِ حشر

کو سدھار گئی اور باقی لوگ لڑا لڑا کر خدا کے بے نیاز

کی بارگاہ میں دعائیں کر رہے ہیں کہ اے مُطِیْعُ اَلْعُظَمٰی!

شیخ کو ہدایت کر اور پھر اپنے مرتبہ کو عطا کر۔ اس

کے بعد تمام خاندانیں بند ہو گئیں اور ہم ایک سال تک

اسی حسرت اور افسوس میں سچا سچ فراق میں لوٹتے

رہے۔ ایک سال کے بعد جب ہم مریدوں نے ارادہ

کیا کہ کل کر شیخ کی قبر میں کبھی ہیں؟ اور کس حال

میں ہیں؟ تو ہماری ایک جماعت نے سفر کیا اس گاؤں

میں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے شیخ کا حال دریافت کیا

گاؤں والے :- وہ جھگ میں سو رہا ہے۔

ہم :- خدا کی پناہ؟ کیا ہوا؟

گاؤں والے :- اس نے سردار کی لڑکی سے شادی کی تھی۔

اس کے باپ نے اس شرط پر منظور کر لیا۔ اور وہ جھگ

میں سو رہا ہے۔

ہم :- یہ سن کر شہر دہرے گئے اور غم سے ہمارے

کچھ پھٹنے لگے۔ انھوں سے بے ساختہ آسمانوں کا چلنا

انہوں نے دیکھا۔ بے شکل دل تمام کر اس جھگ میں پہنچنے

جہاں وہ سو رہا ہے۔ دیکھا تو شیخ کے سر پر خدائی

کی ٹوپی ہے اور کمر پر زینار بندھی ہوئی ہے اور اس صاف

پر نیک لگے ہوئے خیزروں کے سامنے کھڑے ہیں جیسے

بنار کھائے کنوئیر سے خود ہی پانی صاف کرتے ہیں کیا وہ

اس کے لئے کوئی نوکر نہیں رکھ سکتا جو اس کی خدمت

کرے؟

لڑکیاں :- کیوں نہیں! مگر اس کا باپ ایک نہایت

عقل اور فہیم آدمی ہے اس کا مقصود یہ ہے کہ لڑکی

اپنے باپ کے مال و متاع و چشم و قدم پر حق ہو کر

کہیں اپنے نظری اخلاق خراب نہ کر بیٹھے اور کچھ بعد

شور سے کہیں یہاں جا کر اس کی خدمت میں کوئی حضور

نکھرے۔ حضرت بشی روح اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ

اس کے بعد سر ہٹا کر بیٹھ گئے اور تین دن کل اس پر

گندے لٹا کر دیکھ کھاتے ہیں بیڑے ہیں اور نہ کسی کام

کرتے ہیں۔ البتہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو نماز ادا

کر لیتے ہیں۔ مریدین اور تلامذہ کی کثیر تعداد جماعت

ان کے ساتھ ہے لیکن سخت ضیق میں ہیں، کوئی تدبیر

نظر نہیں آتی۔

حضرت بشی فرماتے ہیں کہ میرے دل میں نے

یہ حالت دیکھ کر بیش قدر غمی کی اور عرض کیا کہ اے

شیخ! آپ کے مریدین آپ کے اس مسلسل سکوت سے

متوجہ اور پریشان ہیں۔ کچھ تو فرمائیے کیا حال ہے۔

شیخ :- (قوم کی طرف متوجہ ہو کر) میرے عزیزو!

میں اپنی حالت تم سے کب تک چھپاؤں؟ برسوں میں نے

جس لڑکی کو دیکھا ہے۔ اس کی محبت مجھ پر اتنی غالب

آ چکی ہے کہ میرے تمام اعضاء و جوارح پر اس کی تسلط

ہے۔ اب کسی طرح ممکن نہیں کہ اس سرزمین کو چھوڑ دوں۔

حضرت بشی! اے ہمارے سردار! آپ اہل عراق کے

پیر و مرشد، علم و فضل اور زہد و عبادت میں شہرہ آفاق

ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد بادہ ہزار سے ہزاروں

ہو چکی ہے۔ بظنِ قرآن عزیز آپ ہیں اور ان سب

کو سوزانہ کیجئے۔

شیخ :- میرے عزیزو! میرا اور تمہارا نصیب تقدیر

خداوندی ہو چکی ہے۔ مجھ سے ولایت کا لباس سلب

کر لیا گیا، اور ہدایت کی حکمت اٹھائی گئی۔ یہ کہہ کر

یہ بزرگ علاوہ زائد و عابد اور عارف باللہ و عرف

کے حدیث و تفسیر میں بھی، ایک جلیل القدر امام ہیں

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو تیس ہزار حدیثیں محفوظ ہیں

اور قرآن شریف کو تمام صلیات قرأت کے ساتھ پڑھتے

تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے سفر کا ارادہ کیا۔ تلامذہ اور

مریدین کی جماعت میں سے بہت سے آدمی آپ کے ساتھ

ہوئے۔ جن میں حضرت حیدر بغدادی اور حضرت شبلی

رحمہما اللہ بھی ہیں۔ حضرت شبلی روح اللہ علیہ کا بیان

ہے کہ ہمارا حافظہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت

دامان اور آرام و اطمینان کے ساتھ منزل بہ منزل محفوظ

کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ہمارا گندے عسائیوں کی ایک

بستی پر ہوا۔ نماز کا وقت ہو چکا تھا لیکن پانی موجود

نہوئے کی وجہ سے اب تک ادا کر سکتے تھے۔ بستی

میں چونکہ کافرانہ تلاش ہوئی۔ ہم نے بستی کا چکر

لگایا۔ اس دوران ہم چند مندوں اور گرجا گھروں پر

پہنچے، جن میں آفتاب پرستوں، یسودوں اور صلیب

پرست خضرانیوں کے رہبان اور پادروں کا مجمع تھا

کوئی آفتاب کو پوجا اور کوئی آگ کو ذنوت کرتا

تھا۔ اور کوئی صلیب کو اپنا قیام گاہ بنائے ہوئے

تھا۔ ہم یہ دیکھ کر حیرت ہوئے اور ان لوگوں کی کم عقلی

اور گمراہی پر حیرت کستے ہوئے لگے بڑھے۔ آخر گھومتے

گھومتے بستی کے کنارے پر ہم ایک کنوئیر پر پہنچے

جس پر چند نوجوان لڑکیاں پانی پلا رہی تھیں۔ اتفاق

سے شیخ مرشد ابو عبد اللہ اندلسی کی نظر ان میں سے

ایک لڑکی پر پڑی جو اپنے خدا واد حسن و جمال میں سب

بھابیوں میں ممتاز ہونے کے ساتھ زیور اور لباس

سے آراستہ تھی۔ شیخ کی اس سے آنکھیں چار ہوئے

یہی حالت دگرگوں ہونے لگی، جہرہ بدلتے لگے۔ اس

انتہا صبیح کی حالت میں شیخ اس کی بھابیوں سے

مقابلہ ہو کر کہنے لگے یہ کس کی لڑکی ہے؟

لڑکیاں :- یہ اس بستی کے سردار کی لڑکی ہے۔

شیخ :- پھر اس کے باپ نے اس کو اتنا ذلیل کیوں

دھڑا اور خطبے کے وقت سہارا لیا کرتے تھے۔ جس نے ہمارے زخموں پر ملک پاشی کا کام کیا۔ شیخ نے یوں اپنی طرف آنے ہوئے دیکھ کر سر جھکا لیا۔ ہم نے قریب پہنچ کر اسلام علیکم کہا۔

شیخ :- (علیکم السلام کسی قدر دبی ہوئی آواز سے) سہلی :- اے شیخ! اس علم و فضل اور حدیث و تفسیر کے ہوتے ہوئے آج تہذیب کا کیا حال ہے؟

شیخ :- میرے جانو! میں اپنے اختیار میں نہیں میرے مولیٰ نے جیسا چاہا مجھے ویسا کر دیا اور اس نے قریب بنانے کے بعد مجھ پر کھانچے اپنے درد و اندسے سے دور

بھینک دے تو پھر اس کی تھا کو کون ٹالتے والا تھا۔ اے عزیز! خدا نے ہمارے قہر و غضب سے ڈر کر اپنے علم و فضل پر مغرور ہو اس کے بعد آسمان کی طرف

نظر اٹھا کر کہا۔ اے میرے مولیٰ! میرا لگان تو تیرے بارے میں ایسا رہا کہ تو کچھ کو ذیل و خوار کر کے اپنے دروازے سے نکال دے گا۔ یہ کہہ کر خدا سے استغاثہ کرنا اور

دنا شروع کر دیا میرے والد صاحب اس قدر کو سستے وقت پر شرمیلی شیخ کی طرف سے بڑھا کرتے قہر سے نیاز سے تری اے کسب دیا

مگر غریب و غصہ کو کیا کیا کیا خابا! کسی عربی شاعر کا ترجمہ کسی اردو اداں شاعر نے کیا ہو گا۔ اور شیخ نے آواز دے کر کہا کہ اے سہلی! اپنے

غیر کو دیکھ کر حرکت حاصل کر (حدیث میں ہے: السَّعِيدُ مَنْ وَجَّهَ بَصَرَهُ) یعنی نیک جہت دھپے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔

سہلی :- (بسنے کی وجہ سے گنت کرتی ہوئی آواز سے نہایت دردناک لہجے میں) اے ہمارے پروردگار! ہم تجھے مدد طلب کرتے ہیں اور تجھ ہی سے استغاثہ کرتے ہیں

ہر کام میں ہم کو تیرا ہی مدد دے۔ ہم سے نصیحت دور کر دے کہ تیرے سوا کوئی دفع کرنے والا نہیں ہے۔ تیرے ان کارناموں اور ان کی دردناک آواز سننے ہی سب کے سب وہیں جمع ہو گئے اور زمین پر مرغا بھیل کی طرح

لوٹا، ترپنا اور جلانا شروع کر دیا۔ اور اس زور سے چمچے کر ان کی آواز سے جنگل اہر ہار گونج اٹھے۔ یہ میدان، میدان خنجر کا نمود بن گیا۔ اور شیخ حسرت کے عالم میں نار نار رو رہے تھے۔

حضرت سہلی :- شیخ! آپ حافظ قرآن تھے۔ اور قرآن کو ساتوں قرأت سے پڑھنا جانتے تھے، اب بھی اس کی کوئی آیت یاد ہے؟

شیخ :- اے عزیز! مجھے قرآن میں دو آیت کے سوا کچھ یاد نہیں رہا۔

حضرت سہلی :- وہ دو آیتیں کون سی ہیں؟ شیخ :- ایک تو یہ ہے: وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

مَنْ يَكُنْ مِنَ السَّامِعِينَ وَاتَّبَعَ رِيسَ بَشَرٍ مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَذَرْهُ حَتَّى يُلَاقِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

الذی تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے (اور دوسری یہ ہے: وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَكُنْ مِنَ الْغَالِبِينَ فَذَرْهُ حَتَّى يُلَاقِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

الذی تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے (اور دوسری یہ ہے: وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَكُنْ مِنَ الْغَالِبِينَ فَذَرْهُ حَتَّى يُلَاقِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

الذی تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے (اور دوسری یہ ہے: وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَكُنْ مِنَ الْغَالِبِينَ فَذَرْهُ حَتَّى يُلَاقِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

الذی تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے (اور دوسری یہ ہے: وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَكُنْ مِنَ الْغَالِبِينَ فَذَرْهُ حَتَّى يُلَاقِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

الذی تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے (اور دوسری یہ ہے: وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَكُنْ مِنَ الْغَالِبِينَ فَذَرْهُ حَتَّى يُلَاقِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

الذی تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے (اور دوسری یہ ہے: وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَكُنْ مِنَ الْغَالِبِينَ فَذَرْهُ حَتَّى يُلَاقِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

اگر کبر الے کرب سے پہلے غمگینی نہ پاندگی۔ ہم منظر ہیں کہ شیخ خانے فارغ ہوں تو منسل واقفہ سنیں۔ غمگینی دیکھ کے بعد شیخ خانے فارغ ہوئے اور ہماری طرف حویو ہو کر بیٹھ گئے۔

ہم :- اس خدا نے عظیم و قدیر کارنامہ کیا جس نے آپ کو ہم سے ملایا۔ اور ہماری حاجت کا شیرازہ بکھر جانے کے بعد پھر درست فرمایا۔ معذرتاً بیان تو فرمائیے

کہ اس انکار و بندید کے بعد پھر آپ کا آئیے ہوا؟ شیخ :- میرے دوستو! جب تم مجھے چھوڑ کر دیکھیں

ہوئے تو میں نے مولا کو ان الشرائع سے دعا کی کہ خداوند تعالیٰ اس خجول سے نجات دے۔ میں تیرا خطا کار بندہ ہوں۔ اس صبح دعا مانگے یاں پھر میری آواز سن لی

اور میرے سارے گناہ عاف کر دیئے۔ ہم :- شیخ! کیا آپ کے اس جلال و کرامت کی کوئی سبب تھا۔ شیخ :- ہاں! جب ہم گاؤں میں اترے اور بت غافل

اور مگر جاگھڑوں پر سہا گزر ہوا۔ آتش پرستوں اور حبیب پرستوں کو غیر اللہ کی عبادت میں مشغول دیکھ کر میرے دل میں خجور اور بڑائی پیدا ہوئی، کہ ہم کون موجد ہیں اور

یہ کم بخت کیسے جاہل و حاقق ہیں کہ بے حس و شعور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں۔ مجھے اسی وقت ایک غیبی آواز دی گئی کہ یہ ایمان و توحید کچھ تمہارا ذاتی کمال

نہیں کہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے۔ کیا تم اپنے ایمان کو اپنے اختیار میں سمجھتے ہو، اور اگر تم چاہو تو

ہم نہیں الجھتا دین "اور مجھے اسی وقت یہ احساس ہوا کہ گو یا کوئی جانور میرے قلب سے نکل کر اڑ گیا ہے

جو در حقیقت ایمان تھا۔ حضرت سہلی :- اس کے بعد ہمارا فائدہ نہایت خوشی اور کامیابی کے ساتھ خیرا ہو گیا۔ سب مریدین شیخ کی زیارت اور ان کے دوبارہ قبول اسلام سے خوشیاں

مان رہے تھے۔ خانقاہ میں اور مجھے کھول دیئے گئے۔ بادشاہ وقت شیخ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ اور کچھ ہادیاتیں کئے شیخ چہرے پر قدیم فضل میں مشغول ہو گئے



اور پھر وہی حدیث و تفسیر و حفظ و تذکر و تعلیم و تربیت کا در شروع ہو گیا۔ خداوند عالم نے شیخ کا بھولا ہوا علم پھر ان کو عطا فرمادیا۔ بلکہ انبیا پہلے سے ہر علم و فن میں ترقی ہے۔ تلامذہ کی تعداد چالیس ہزار اور اسی حالت میں ایک مدت گزر گئی۔ ایک روز تم شیخ کی نماز پڑھ کر شیخ کی خدمت میں بیٹھ ہوئے تھے کہ اچانک کسی شخص نے حجرہ کا دروازہ کھٹکایا۔ یہ دروازہ پر گیا، خود دیکھا کہ ایک شخص سیاہ پتھر وں میں لپٹا ہوا کھڑا ہے میں :- آپ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کیا قصہ ہے؟ آنے والا :- اپنے شیخ سے کہہ دو کہ لڑکی جس کو آپ فلاں گاؤں میں (اس کا نام لے کر جس میں شیخ مبتلا ہوئے تھے) چھوڑ کر آئے تھے، آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔ جگہ بہ جگہ کوئی خدا تعالیٰ کا پورتر ہے تو سلام کہاں اس کا ہو جائے اور جو اللہ سے منسوب رہتا ہے ہر چیز اس سے منسوب رہتی ہے صلی

”چوں از دستِ ہر چیز از تو گفت“

میں طلوع کے پاس گیا۔ واقعہ بیان کیا۔ شیخ سنتے ہی زرد ہوئے اور فون سے کہنے لگے۔ اس کے بعد اس کو اندر لے کر اجازت دی۔

لڑکی شیخ کو دیکھتی ہی زار زار رو رہی ہے۔

شدت کر دے دم لینے کی اجازت نہیں دینا کہ کچھ کام کرے شیخ :- (لڑکی سے خطاب کر کے) تمہارا یہاں آنا کیسے ہوا؟ اور یہاں تک تمہیں کس نے بھیجا تھا؟ لڑکی :- اے میرے سردار! جب آپ ہمارے گاؤں سے رخصت ہوئے اگلے خبر ملی۔ میرے باپ نے اپنی والدہ سے فرمایا جس حد کو پہنچی، اس کو کچھ میری مدد جانتا رہو کہ یہی نہیں۔ چند تو کہاں آئی میں سات مجلسی انتظار رہا، مگر صبح کے قرب ذلیح ہو گئی اور اس وقت فجر پڑھ کر خود کسی کی غالب ہوئی۔ اسی خود گئی میں، میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا، جو کہہ رہا تھا اگر نوموخت میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ہم کی عبادت چھوڑ دے اور شیخ کا اتباع کر۔ اور اپنے کین

سے توبہ کر کے شیخ کے دین میں داخل ہو جا۔

میں :- (اسی خواب کے عالم میں اس شخص کو خطاب کر کے) شیخ کا دین کیسے؟

شخص :- اس کا دین اسلام ہے۔

میں :- اسلام کیا چیز ہے؟

شخص :- اس بات کی دل اور زبان سے گواہی دینا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے برحق رسول اور پیغمبر ہیں۔

میں :- تو اچھا میں شیخ کے پاس اس طرح پہنچ گئی ہوں؟

شخص :- خدا تعالیٰ نے تم کو ہدایت فرمایا تاکہ میرے ہاتھ میں دیدو۔

میں :- بہت اچھا۔ یہ کیا اور کھڑی ہو گئی اور ہاتھ اس شخص کے ہاتھ میں دے دیا۔

شخص :- میرا ہاتھ جڑے ہوئے تھوڑی دیر چل کر ہلے ”بس کھول دو“

میں نے آنکھیں کھولیں، اپنے کو دجلہ ایک نہر ہے جو بغداد کے نیچے بہتی ہے کے کنارے پایا۔ اب میں خیر ہوں اور آنکھیں کھلا ڈھاڑ کر دیکھ رہی ہوں کہ میں چند منٹوں میں کہاں لے گیا ہوں شیخ :- اس شخص نے آپ کے حجرہ کی طرف اشارہ کر کے کہہ دیا سنے شیخ کا حجرہ ہے، وہاں چلی جاؤ۔ اور شیخ سے کہہ دو کہ آپ کا بھائی حضرت حمید السلام، آپ کو سلام کہتے ہیں، میں اس شخص کے اشارہ کے موافق یہاں پہنچ گئی، اور اب آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں مجھے مسلمان کیجئے۔

شیخ نے اس کو مسلمان کر کے اپنے چڑوس کے ایک حجرہ میں ٹھہرا دیا، کہ یہاں عبادت کرتی ہو۔

لڑکی عبادت میں مشغول ہو گئی اور زہد و عبادت میں اپنے معہروں سے قرآن میں سبقت لے گئی۔

پھر روزہ رکھنے سے اور رات بھر اپنے باپ کے سامنے ہاتھ باندھ کر رات بھر عبادت سے بدن وصل گیا۔ بڑی اور چڑے کے ساتھ نظر نہیں آتا۔ آخر اسی میں مرض ہو گئی اور مرض بڑھتا بڑھتا گیت کر موت کا نشہ آنکھوں کے سامنے پھیر گیا

ادب اس سفرِ آخرت کے بدل میں اس کے سوا کوئی حسرت باقی نہیں کہ ایک مرتبہ شیخ کی زیارت سے اپنی آنکھیں کھلی کرے۔ یہ کہ جس وقت سے اس حجرے میں مقیم ہے شیخ نے اس کو دیکھا ہے اور یہی وہ شیخ کی زیارت کر کے میرے آپ چند کھڑکی کے چھان کی حسرت ویس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ آخر شیخ کو کھلا بھیجا کہ موت سے پہلے ایک مرتبہ میرے پاس آ جاؤں۔ شیخ پر فرما نہا شریف لائے حال اب لڑکی حسرت بھری آنکھوں سے شیخ کی طرف دیکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے سے ڈیڑھ باقی ہوئی آنکھیں اسے ایک نظر بھر کر دیکھنے کی ہمت نہیں دیتیں۔ انہوں نے ایک تار بند چھوٹے مگر مضبوط سے بونے کی اجازت نہیں دیکھی اس کی زبان بے زبان یہ کہہ رہا ہے۔

دم آخر یہ عالم دیکھ لینے دے نظر بھر کر

سدا بھرویدہ ترک کرتے رہنا خشک افشا فی

آخر لڑکھائی ہوئی زبان اور مٹی ہوئی آواز سے اتنا لفظ کہا :- ”اسلام علیکم“

شیخ :- شفقتِ امیرِ کونے، تم کھرا نہیں، نشا، اٹھ

تعالیٰ مقرب ہمارے ملاقات جنت میں ہونے والی ہے۔

لڑکی :- شیخ کے اسی محاذ کلمات سے تاثیر ہو کر خاموش ہو گئی، اور اب یہ خاموشی اقباطوں کی کہ یہ ہر سکوت صبح قیامت سے پہلے نہ توئے گی۔ اس پر کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ مسافرِ آخرت نے اس دار فانی کو خیر باد کہہ شیخ اس کی وفات پر اُمید ہے کہ یہاں کی حیات بھی دنیا میں چند روز سے زائد نہیں رہی۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ چند ہی دنوں کے بعد شیخ اس عالم فانی سے رخصت ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے شیخ کو خواب میں دیکھا کہ جنت کے ایک کچھ باغ میں مقیم ہیں، اور شرمندوں سے آپ کا فراع ہوا ہے۔ جن میں پہلی وہ عورت ہے جس کے ساتھ کتا ہوا یہی لڑکی ہے اور اب وہ دونوں ابدال آباد کے لئے جنت کی بیش قیمت نعمتوں میں خوش و خرم ہیں۔

ذَاتُ فَضْلٍ فَضْلُهُ بِمَنْ يَنْتَبِئُهُ مَنْ يَنْتَبِئُهُ فَكُلُّهُ

ذِكْرُ الْفَضْلِ الْفَضْلُ جَدِّهِ (سورۃ محمد ص ۱۱)



# اقوام متحدہ کے بحران

بروفیسر محمد یونس نگرانی ندوی

اقوام متحدہ کے زیر اہتمام جینوا میں ہائی کانفرنس میں  
نئی حکومت کا اعلان کر دیا جائے لیکن اچانک افغان  
مجاہدین کے کاہل پر قبضہ کر لینے سے اقوام متحدہ کا یہ  
منصورہ خاک میں مل گیا۔

پچھلے پندرہ برسوں سے قبرص کے مسلمانوں کا مسئلہ  
بھی اقوام متحدہ کے سامنے فیصلہ کے لئے پیش ہے اور  
بطریق خالی نے اب وہ نقشہ تیار کیا ہے جس کے بموجب  
قبرص کا پڑا حصہ یونان کو دے دیا جائے گا لیکن قبرصی  
مسلمانوں کے لیڈر رؤف وکینا شن نے اس تجویز کو کمر بستی  
جنرل سے نیویارک میں نومبر ۱۹۹۲ء میں اپنی ملاقات کے  
دوران نامعلوم کر دیا ہے۔

خانہ جنگی کا شکار اور قحط زدہ صومال کے ساتھ  
اقوام متحدہ جس بے قہجی کا رویہ اختیار کیا ہے  
اس کا اعتراف کئے ہوئے اقوام متحدہ کے خصوصی ایلچی  
نے کہا کہ اقوام متحدہ نے صومال کے ساتھ بہت ہی لاپرواہی  
برق ہے اگر اس نے بروقت نوٹرز قدم اٹھائے ہوتے تو  
مزید تباہی سے بچا جاسکتا تھا۔ خصوصی ایلچی نے مزید کہا  
ہے کہ یہ اقوام متحدہ ہی ہے جس کی بے حس اور بے نظری  
کی وجہ سے تین لاکھ سے زیادہ افراد خانہ جنگی اور قحط سے  
ہلاک ہو گئے ہیں۔

بوسنیا میں مسلمانوں کے ساتھ اقوام متحدہ نے  
جو یک طرفہ رویہ اختیار کر رکھا ہے وہ دنیا کے حق پسند  
سے پوشیدہ نہیں ہے اور اس نے اب تک کوئی بھی  
ایسا قدم نہیں اٹھایا ہے جو بوسنیا میں مسلمانوں کی جان  
و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کر سکے، حد یہ ہے کہ ان  
کو اپنی مداخلت و حفاظت کے لئے بھی دوسرے ملکوں  
سے تمہیدار لینے اور خریدنے کی اجازت نہیں ہے جبکہ  
سرب درندوں کو ہر طرف سے ملکہ اعداد حاصل ہو رہی  
ہے، سرسوت ناٹو کی مداخلت سے صحت حالی میں کچھ  
تبدیلی آئی ہے۔

دوسری طرف یہ عالمی ادارہ داخلی طور پر تبدیلی  
اسراف اور بدعنوانی کا بھی شکار ہے۔ کچھ دنوں پہلے

کے ملکوں کی قیمت ادا کی تھی جو دنیا کے مختلف ملکوں  
کے سفر کے لئے خریدے گئے تھے۔

اس بے پناہ مصروف کے بعد آپ دیکھیں کہ  
دنیا کے سٹلٹے ہوئے مسائل پر اقوام متحدہ کی کارکردگی  
کیا رہی ہے۔

مسئلہ فلسطین کم و بیش پچھلے ۵۵ سالوں سے  
اقوام متحدہ کے سامنے پیش ہے اور صہیونی حکومت  
اسرائیل اس پورے عرصہ میں اپنی جارحیت پر قائم رہی  
اور اقوام متحدہ قراردادوں کے پاس کرنے کے علاوہ  
اور کوئی بھی نوٹرز قدم نہیں اٹھا سکی۔ ۱۹۷۷ء میں عربوں  
کی شکست کے بعد اقوام متحدہ نے قرارداد نمبر ۲۴۲ پاس  
کی تھی جس کی نئی تشریح و تفسیر اب ۲۵ سالوں کے بعد  
اقوام متحدہ کے جنرل سکرٹری بطریق خالی کر رہے ہیں  
اور جس کے مطابق اسرائیل اور عرب ملکوں کے درمیان  
امن معاہدہ کرنا ہے جس کی وجہ سے عربوں  
کے درمیان اختلافات بڑھیں مسئلہ فلسطین کا حقیقی  
حل سیاست کے اندھیروں میں گھو گیا ہے اور اسرائیل  
سب سے زیادہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔

افغانستان کے مسئلہ پر اقوام متحدہ نے ۱۹۸۲ء  
میں مداخلت کی تھی اس کے خصوصی ایلچی چھ سال تک  
کاہل، اسلام آباد، طبران، ناسکو، نیویارک، جینوا کا  
سفر کرتے رہے اور اس بات کی کوشش کرتے رہے  
کہ افغانستان میں نجیب کی حکومت قائم کر دی، اور  
افغان مجاہدین کو حکومت سے دور رکھا جائے اور اس  
بات کا بھی انتظام کر لیا گیا تھا کہ ۳۰ اپریل ۱۹۹۲ء کو

آج کل اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ منائی  
جا رہی ہے۔ اس عالمی ادارہ کے ممبران کی تعداد ۱۸۵  
ہے کہا جاتا ہے کہ اقوام متحدہ سرسوت مالی دشواریوں  
سے گذر رہا ہے کیونکہ ممبر ملکوں نے اپنے حصہ کی رقم کی  
ادائیگی نہیں کی ہے جو تین ارب ڈالر ہے، ۱۹۳۵ء میں  
جب اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا تو اس وقت اس  
کے ملازمین کی تعداد صرف ۱۵۰۰ تھی جواب بڑھ کر  
۵۲ ہزار ہو گئی ہے جن میں سے ۱۳۰۰۰ اقوام متحدہ کے  
بریڈوکار بنیاد میں کام کر رہے ہیں اور ۹۶۰۰ ایسے  
افراد ہیں جو سکرٹری جنرل کے مشیر اور خصوصی ایلچی کے  
طور پر فرائض انجام دے رہے ہیں۔

اقوام متحدہ کا دوسرا سب سے بڑا دفتر جنیوا  
سوئٹزرلینڈ میں قائم ہے اس کے علاوہ اقوام متحدہ  
کے زیر اہتمام ۱۵۰ تنظیمیں اور ادارے اور بھی ہیں جو  
پوری دنیا میں مختلف ناموں سے کام کر رہے ہیں۔  
اس وقت اقوام متحدہ کے جنرل سکرٹری بطریق  
خالی کی سالانہ تنخواہ ۲۵۰۰۰۰ ڈالر ہے دوسری سہولتیں  
اس کے علاوہ ہیں۔

مالی سال ۱۹۹۲-۹۳ میں اقوام متحدہ نے اپنے  
ملازمین کی تنخواہ ۳۰۲ ملین ڈالر خرچ کئے تھے  
جبکہ ۹۱-۹۲ کے مالی سال میں ۳۰۲ ملین ڈالر خرچ ہوئے  
کئے گئے تھے۔

شاہ باہر خرچ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا  
ہے کہ سال ۱۹۹۲-۹۳ میں اقوام متحدہ نے پچاس ملین  
ڈالر سے زیادہ رقم اپنے ملازمین کے ہوائی جہاز کے

## مولانا اقبال احمد مظاہری کا سیوان میں انتقال

دینی تعلیمی اور تبلیغی مکتوں میں ریہ خیر برکتے انھوں نے اپنے ساتھ سنی جانے لگی کہ جامعہ عربیہ سربراہ العلوم سید ان کے بانی مہتمم مبلغ اور قاضی شہر مولانا اقبال احمد مظاہری ۱۸ رکتوبر ۱۹۹۵ء کو صبح پونے نو بجے ۶۵ سال کی عمر میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

مولانا ایک درمند و داعی اور بلند ہمت مجاہد تھے اور انھوں نے دینِ خالص اور صحیح فکر و عقیدہ کو ترویج اور اشاعت کے لئے ایسی پر خاراہی میں قدم رکھا جہاں بدعت و خرافات مذہب و رسم و رواج کی بلامعومہ پیل رہی تھی مولانا نے بڑی علم، دانائی اور زیرکی سے چند مخلصین کے تعاون سے مولانا نے مدرسہ عربیہ سربراہ العلوم کی بنیاد رکھی اور درس و تدریس، تبلیغ و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا۔ برسوں مسلسل جدوجہد اور کد کاوش کے نتیجے میں جامعہ شمال مغربی بہار کا ایک مرکزی درس گاہ بن گیا اور پوسہ علاقے میں دعوت و تبلیغ اور ایمان و یقین کی روشنی پھیل گئی۔

مولانا نے اپنے دائرہ کار کو صرف درس و تدریس و حفظ و ارشاد تک محدود نہ رکھا بلکہ اصلاحِ معاشرہ، باطل رسم و رواج کی ترمیم، کئی مسلم پرسنل لاؤ کی حفاظت و ترویج، ادارہ انصاف کی قیام کا فرائض بھی انجام دیا۔ خانقاہی شکر برائیاں اور باہمی نزاع کے موقع پر مولانا کو یاد کیا جاتا اور مرحوم کا فیصلہ ہر فرقہ کے لئے قابل قبول ہوتا تھا۔

مختلف انسانی و سماوی آفات کے موقعوں پر مولانا نے باقاعدہ مذہب و ملت نمایاں کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس کی وجہ سے ہر خاص و عام کے دل میں مرحوم کی قدر و منزلت تھی۔ مولانا اقبال کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے اساتذہ و اکابرین سے محبت و عقیدت تھی، تحریکِ پیامِ انسانیت کے بڑے مؤید و معاون تھے اور حضرت مولانا علی میاں دامت برکاتہم کے بڑے متقدّم تھے۔ اس سادگی و خیر بردار علوم میں رنج و انوس کا اظہار کیا گیا اور دارالعلوم کے مہذب القرآن ہاں میں ایک تقریبی جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا سید محمد رفیع صاحب مظاہری منعقد ہوا، متحدہ اساتذہ نے مولانا کی خوبیوں کو بیان کیا اور بلند می درجہ کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے پس ماندگان کو صبر کی توفیق دے اور جامعہ سربراہ العلوم سیوان کو نوافقی و ناسازگار حالات سے محفوظ رکھے اور بقا و ترقی عطا فرمائے۔ (لے انھیں مولانا کا نام پوچھ کر انتقال ہو گیا)

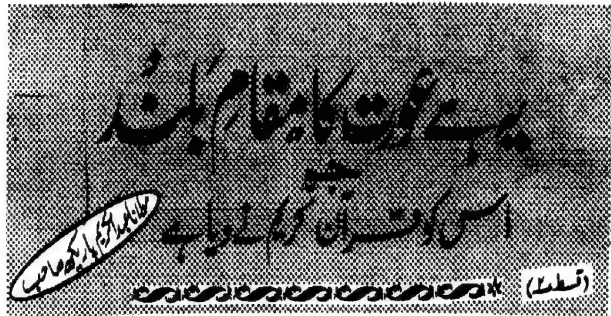
سنہ ۱۹۸۷ء میں مولانا نے لکھا تھا کہ اقوام متحدہ ۴۰۰ ملین ڈالر سالانہ اسرٹ بے جا میں بہا کر دیتا ہے اس کی کچھ تفصیلات اس طرح ہیں۔ ۱۹۸۹ء میں پناہ گزینوں سے متعلق ادارہ کے سربراہ نے اپنا استعفیٰ پیش کر دیا تھا، ان پر انعام تھا کہ انھوں نے نصرتِ مسلمین ڈاؤن فرسٹ کلاس ہوائی جہاز کے ٹکٹ باج خسارہ ہوٹلوں میں مقام اور غیر ضروری اشتیاد کی خریداری پر ہنر کر دیے ہیں، لطف کی بات یہ ہے کہ ان کے خلاف کوئی بھی کارروائی نہیں کی گئی ہے بلکہ ان کو ملازمت سے الگ کر کے ایک لاکھ پونڈ سالانہ پنشن دے دی گئی ہے۔ اسی طرح یوگنڈا اور جوہو کی کے پناہ گزینوں پر کام کرنے والے اقوام متحدہ کے ایک اعلیٰ افسر نے بھی استعفا دے دیا ہے، ایک اندازہ کے مطابق ایک ملین پونڈ کا خرد برد کیا گیا ہے۔ جس میں خدا دے گا دیکھیں گے کی تقریر میں بے ایمانی کی گئی ہے اور پناہ گزینوں کے نام پر بیچ کی گئی رقم کا استعمال اس طرح کیا گیا۔ اس افسر کو بھی بجائے ملازمت سے ہٹانے کے پہلے تو جوہو کی میں اور اعلیٰ عہدہ پر بھیج دیا گیا۔ لیکن جب بات بہت بڑھی تو اس کو بھی ریٹائر کر کے ایک لاکھ پونڈ سالانہ پنشن مقرر کر دی گئی ہے۔

۱۹۹۳ء میں ایک یوسینیائی بچی اور ما کی سونا کس صورت حال جب دنیا کو معلوم ہوئی تو دنیا کا خمیر پھین ہو گیا تھا۔ اس وقت اقوام متحدہ کے زیرِ اہتمام ملنے والے پناہ گزینوں کی کمی کو دیکھ کر اس وقت اقوام متحدہ کے سربراہ نے دنیا سے لڑائی کی تھی کہ وہ زخمی اور بیمار افراد کو محفوظ جگہوں پر بچو جانے کے لئے عطیات دے۔ رپورٹوں کے مطابق اس نڈ میں بھی تقریباً ایک ملین ڈالر کا ہیر پھیر کر دیا گیا۔ اس افسر کے خلاف بھی کوئی تادیبی کارروائی نہ کر کے اس کو دوسرا منصب دے دیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ کے موجودہ جنرل سکرٹری بطور خالص جب اپنا عہدہ سنبھالا تھا تو جنیوا میں قائم اقوام متحدہ کے دفتر کا حایز کیا اور اس حایز کے

پاکستان کے شہر پشاور میں افغان پناہ گزینوں کی مدد کے لئے آغا خان کی سربراہی میں اقوام متحدہ کے زیرِ اہتمام سولین ڈالر کا فنڈ قائم کیا گیا تھا جس کا زیادہ تر حصہ ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگیوں اور موروں کے خرچ پر بہا کر دیا گیا اور ایک بھی افغان پناہ گزین کو فنڈ ایک ڈالر بھی نہیں مل سکا جاتا جو اس فنڈ میں عطیات دینے والوں میں سب سے بڑا عطیہ دینے والا تھا۔ (باقی ص ۲۷)

بعد انھوں نے اپنے تاثرات ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس دفتر میں ہزاروں افراد کام کر رہے ہیں۔ لیکن نفع تو ادا کے پاس کوئی کام نہیں ہے سڑنے والے کی رپورٹ کے مطابق اقوام متحدہ کے جنرل سکرٹری کے لئے جو ۹۰۰ مشیر اور خصوصی لیگ کام کر رہے ہیں ان میں بہت سے افراد ایسے ہیں جن پر ضمن اور بے کوئی کام انہیں ہے لیکن پھر بھی اس کو دوبارہ ملازمت دے دی گئی ہے اور دوسرے اہم جہدوں پر نفاذ کر دیا گیا ہے۔

ایجاد رکھا و کرانے جانتی تھی مردان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ چادر پیٹ کر پردے والی عورتیں اٹھ کر آج بھی لوگوں کی بڑی نظر سے محفوظ ہیں وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَظْهُورَ مِثْلَ مَا يُبْدُونَ مِنْ جَعْرِهِنَّ عَلٰی جُجُوْهُنَّ (۴۴)۔ (النور آیت ۴۴)  
 ”اپنی زینت بناؤ سنگھار دکھائی پھر میں مگر جو بھوری سے کھلا رہے تو حرج نہیں سینا پر اپنے دوپٹے انہیں برابر ڈالے رہیں۔“  
 سورہ نور کی آیت ۳۱ کے آخر میں اللہ تعالیٰ عزت



## پردہ کے احکامات

شریعت کے دائرہ میں رہ کر اپنے شوہر کے لئے جو کچھ زینت کر سکتی ہے وہ عورت کو ہرگز کرنا چاہئے۔ لیکن باہر جائیں تو چادریں اوڑھ کر جائیں۔ قرآن مجید میں رب العالمین نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْرِيْنَ مَا لِيْهُنَّ مِنْ خِلَافِهِنَّ لِيُكْمِلْنَ لِيْ ذٰلِكَ اَّذِيْ اَنْتُمْ تُعْلَمُوْنَ فَلَا يَكُوْنُ لَكَ مِنَ الشَّيْءِ غَوْظٌ اَوْ حَيْفٌ (۴۳) (النور آیت ۳۴)

”اے نبی آپ اپنی ازواج اور اپنی بیٹیوں کو اور ایمان والی عورتوں کو حکم سنا دو کہ اپنے اوپر اپنی چادر کے پلو گھونٹ کی طرح جھکا لیا کریں جس کے سبب یہ نیک سیرت خواتین الگ سے پہچان لی جائیں پھر ان سے ملنے کی کوئی ہمت نہ کرے گا۔ اللہ واقعی بڑا ہی مغفرت کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔“

عورت پر لازم ہے کہ باہر نکلے تو ایک بڑی سی چادر اوڑھ کر اور سر کے اوپر بے جا (دوپٹے یا ٹیڑھی سی)

نیچے جھکا لیا کریں تاکہ حیا دار اور شریف خاتون کی طرح راستہ چلتے ہیں دوسری بے حجاب عورتوں کے مقابلہ میں یہ الگ سے پہچان لی جائیں کہ پردہ بین حیا دار شریف خاتون ہیں پھر ایسی کسی عورت سے جھڑپ نہ کرنے کی کوئی بھی ہمت نہ کرے مکالمات میں عورتیں جب خود ہی خوب بن سوز کر لوگوں کو

## زینت میں اپنے شوہر کے لیے ہو

وَلَا تَكْذِبْنَ تَبَرُّجًا اِجْهَالِيَّةً اَلَا قَوْلُ ”دیکھو کہ بناؤ سنگھار جاہلیت کے زان میں ہوتا تھا اسے بھڑو دیا جائے۔“ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ عورتیں جاہلیت کے مناد سنگھار کرتی نہ پھر میں لین باہر نکلیں تو خوب تڑکی بھوک سے دوپٹے لہراتے ہوئے اور ہر طرح کی آرائش دہڑیائش کے ہوتے ہوں اور اپنے شوہر کے لیے کچھ بھی نہیں، ایسی

قرآن مجید نے جاہلیت کی اس ترتیب ہی کو الٹ دیا ہے۔ ارشاد ہے۔ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا لِمُحْسِنُوْنَ زینت اور بناؤ سنگھار صرف اپنے شوہر کے لیے کریں۔ (۴۳)۔ (النور آیت ۳۴)

ہماری سب سے بڑی بیماری یہ ہے کہ ہم قرآن مجید سے انجان ہیں اس لیے اگر ہم مباشرہ کو کوئی علاج بھی کرنا چاہتے ہیں تو صحیح علاج ہمیں ہونا صحیح فطری بھی نہیں ہوتی اور صحیح جوہر بھی نہیں ہوتا۔ اور کبھی کبھی آیت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو صرف اپنے شوہروں کے لیے زینت کرنا چاہیے کوئی بہت زیادہ عمر لی نہ جانا ہو پھر بھی اس آیت پر غور کرے تو بڑی آسانی سے اس آیت کا سادہ ترجمہ اس طرح کر سکتا ہے کہ عورتیں اپنی زینت کا اظہار اپنے شوہر کے سوا کسی اور کے لیے نہ کریں۔

نفاذ شدہ فرمایا:  
 وَلَا يُضْفِرْنَ بَازِجُ لِيْهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفَيْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَلَا يَبْذُلْنَ اِلَى النَّاسِ جَمِيْعًا اَيْتَهُ اَلْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ  
 ”ایمان والوں کو خیال رکھنا چاہیے کہ بائیں کی جھکا سنانے کے لیے اپنے پاؤں پٹ کر نہ چلیں کہ ڈھکے چھپے زیورات کی زینت کا خیال دوسروں کو آنے لگے۔ اور ایمان والے تم سب مل کر اپنی نادانی کی حالت سے ہٹ کر تو بہ کر کے اللہ کی طرف آؤ کہ تم کا کیا ہو جاؤ گے۔“

ان آیات سے معلوم ہوا کہ عورت کو اگر فحش کے تحت گھر سے باہر جانا ہو تو وشریف زادوں کی طرح چلے۔ گھونٹ کی طرح جھکا لیا کریں بائیں پٹ کر نہ چلیں کہ زینت و آرائش کے لیے جس چھن بھنے والے زیورات ہوں تو اس کی آواز غیبیوں کو سنائی پھر میں۔ چادر اوڑھ کر۔ سینوں پر دوپٹے ڈال کر شرعی حجاب میں ہی باہر جاوے، پاؤں پٹ کر بے حجاب عورتوں کی چال نہ چلے۔ دوپٹے انہیں لہرائی ہوئی نہ چلے۔

ابو جہل نے عروہ بن مسعود سے کہا کہ میں یہ یا شاہد کے لیے باز رہا ہوں

اللہ اعلم

محمد طارق ندوی \*

# سوال و جواب

لَا تَوَلُّوْا قُوَّةَ الْاِثْمِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصْلُوْنَ  
کے وقت اٹھائے اللہ کو اذان دینا ہے، حضرت  
ابوالمہدی سے روایت ہے کہ حضرت بلال اٹھا  
کہنے لگے اور جب وہ قَدْ قَامَتْ الصَّلَاةُ پر  
ہونے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھائے اللہ  
وَ اَذَانُہَا اور باقی اقامت کے وقت آپ نے  
وہی الفاظ کہے جو اذان کے وقت کہے جاتے  
ہیں (ابوداؤد)

س: بعض لوگ نماز میں ڈکار لیتے ہیں جس سے  
آس پاس کے لوگوں کو بڑی کراہت ہوتی ہے  
دوران نماز ڈکار لینا شرعاً کیا ہے؟  
ج: نماز میں ڈکار لینا مکروہ ہے اس کو روکنے  
کی کوشش کرنا چاہئے اور جہاں تک ہو سکے  
اگر ڈکار لینا ہی پڑے تو آواز پست رکھے۔  
سوال: کیا وتر کی نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟  
ج: بلا عذر و تریض کر ادا کرنے سے نماز نہیں  
ہوگی اور اگر کھڑے ہونے پر قدرت نہ ہو تو  
مجبوری میں بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔

س: کیا رمضان کے علاوہ وتر کی نماز جماعت سے  
پڑھ سکے ہیں؟  
ج: نہیں تنہا پڑھنا چاہئے اس کا ثبوت نہیں  
فدا کر رمضان کے علاوہ وتر جماعت ادا کی گئی ہو۔

ج: بد نماز جمعہ کا وقت چونکہ زوال سے شروع ہوتا  
ہے اس لئے زوال سے پہلے جمعہ کی اذان غیر معتبر  
ہوگی۔ زوال کے بعد دوبارہ اذان دینا ہوگی۔  
س: بعض لوگ مسجد میں ایک جگہ مخصوص کر لیتے  
ہیں وہیں نماز پڑھتے ہیں شرعاً یہ کیا ہے؟  
ج: مسجد میں نماز کے لئے ایک جگہ خاص کر لینا  
مکروہ ہے، حضرت عبدالرحمن بن شبل سے روایت  
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوٹے کی طرح ٹونگیں  
مارنے اور درندے کی طرح ہاتھوں کو بچانے اور  
مسجد میں اونٹ کی طرح ایک جگہ مخصوص کر لینے  
سے منع فرمایا ہے (احمد، حاکم)  
س: کیا اذان کی طرح اقامت کا جواب بھی  
دینا چاہئے؟

ج: جو شخص اقامت سننے اس کے لئے مستحب  
ہے کہ وہ بھی اقامت کے کلمات دہرائے، اور  
حق علی الصلوٰۃ اور حق علی الغلغلا کے وقت

س: بد نماز جس کی عمر ۲۷ سال ہے روزہ رکھنے کی طاقت  
نہیں ہے اور نہ تو فدیہ دینے کی طاقت ہے اس  
کے بار میں حکم شرعی کیا ہے؟  
ج: جب روزہ رکھنے کی طاقت ہو جائے تو  
روزہ رکھ لے مریض پر فدیہ نہیں ہے۔  
س: کیا بے روزہ دار شخص عید گاہ میں عید کی نماز  
پڑھ سکتا ہے۔ نیز معذور (ناہیاں) کا کیا حکم ہے؟  
ج: بے روزہ دار عید گاہ میں عید کی نماز پڑھ سکتا  
ہے۔ معذور پر نماز واجب نہیں، البتہ چاہے تو پڑھ لے۔  
س: میت کی تدفین کے بعد بعض علاقوں میں ہر زمان  
میں اذان دی جاتی ہے کیا اس کا ثبوت قرآن و  
سنت سے ملتا ہے؟

ج: بد تدفین میت کے بعد قبرستان میں اذان دینا  
غلط سنت ہے، کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے۔  
س: ٹولی لگا کر نماز پڑھنا آداب میں شامل ہے یا  
بغیر ٹولی کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اس سلسلہ  
میں کیا حکم ہے؟

ج: ننگے سر نہ پڑھنا مکروہ ہے البتہ اگر عاجزی  
کے اعتبار سے لے ہو تو جائز ہے۔  
س: اگر بوقت سجدہ ٹولی گر جائے تو اس حالت  
میں اٹھ کر لگا لینا بہتر ہے یا بغیر ٹولی لگائے  
نماز پوری کر لی جائے؟  
ج: ٹولی اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے پھر بھی  
نماز لو اکرے۔

س: اگر زوال سے پہلے جمعہ کی اذان دے دی گئی  
تو وہ اذان معتبر ہوگی یا نہیں؟

## ضروری اعمال

۱۹۸۶ء سے مسلم پرسنل لا کی موافقت اور مخالفت میں ملک کے تقریباً ہر اخبار اور جریدے میں  
مضامین شائع ہوئے ہیں۔ ناظرین تعویضات سے درخواست ہے کہ اگر ان کے پاس اس موضوع پر مضامین  
مخوف ہوں تو اس کی ایک فوٹو کاپی منہم صاحب دارالعلوم کے پتہ پر بھیجے کی زحمت فرمائیں۔  
انگریزی اور ہندی اخبارات میں شائع مضامین کی فوری ضرورت ہے۔

سید محمد رابع حسینی ندوی  
مہتمم  
دارالعلوم ندوۃ العلماء

مکتبہ۔ 226007

# سکونت کے سبب

سردہام

## نفیلت و مکہ طلباء کا ایک بہتہ حضرت مولانا کی خدمت میں لائے بریلی میں قیام کا استفادہ

حسب سابق روایت اسامی بھی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نفیلت و مکہ کے اہم قسیدہ طلباء حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم کی خدمت میں لائے بریلی انجمن ترقی تعلیم کو خصوصی تربیت حاصل کرنے کے لئے ہونے والے دارالعلوم کو حضرت مولانا نے اس موقع پر کئی اہم کتابوں کا درس دیا۔ اور طلبہ نے استفادہ کیا۔ اذہب ربیع الیمان کا درس دیتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ صحابہ کرام کے بعد جسے زمین پر حضرت سید احمد شہید رقتہ اللہ علیہ کی جان شارجا مت ظاہر ہوئی جس کے نقوش و اشعار ابھی تک لوگوں کے قلوب و اذعان بدھائے ہوئے ہیں اور مسلمانوں میں جہاد کی توجہ بانی ہے وہ انہیں کی رہیں منت ہے اور فرمایا کہ سید صاحب کی جماعت اسی جگہ سے روانہ ہوئی تھی جہاں آپ (طلباء کرام) زانوئے ادب تہہ کئے ہوئے درس سنا رہے ہیں

دوسرے دن حضرت مولانا نے اندھل علی الدارستان الفرائیہ کا درس دیا۔ جس میں مولانا نے قرآن کریم کے اصول و ضوابط پر متقاعد نظر ڈالتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم سے استفادہ کرنے کے ایمان بالفتیب کا ہونا شرط ہے اور سنت پر ایمان لانا لازمی ہے۔ اور قرآن کریم کا مطالعہ کرنے میں محنت و جہاد کی ہر ایک خاطر ضروری ہے۔

مولانا نے اندھل علی الدارسات الحدیث کے درس کے دوران فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز کے درس میں ایک مرتبہ نیزہ باجیل نوادراتی آئے تھے، ایک طالب علم نے کوئی چیز رکھنے کے بجائے حدیث کی کتاب پر پاؤں رکھ دیا اس کے بعد اوبہ کے تہمت میں وہ بہت بری موت مرا۔ لہذا اخلاص

مولا نے اس کے بعد اس کی سند کی اجازت دیتے ہوئے حدیث کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت ایک بلا تگ کے تحت ایک ایسا انصاف تیار کیا گیا ہے جس سے خطو اس بات کا بے چارہ نہ ہوگا بعد ہمارے نئے نئے نسل اسلام سے نابلد و نادانہ بن جائے

اسلام کے مبادیہ تکے کا بھوکے کو علم ہو سکے، لہذا ضرورت ہے کہ نسل کو باقہ رکھنے کے لئے ہم سلسلہ اور سلسلہ ہم کہ جائے گا کہ گاہ کہ یہ مدار سے و کتابت نام کے جائے تاکہ مسلمان اور اہل کے حق و باطل میں امتیاز کر سکیں اور توجہ و تفرق کا فرق سمجھ سکیں، و اہل سے اجتناب کر سکیں اور علماء اختیار کر سکیں۔

اس صاف و شفاف صاف و پاکیزہ اور روحانی پروگرام کا اختتام حضرت مولانا کی دعا پر ہوا۔

اس موقع پر دارالعلوم کے بہتر مولانا سید محمد راجح منیر ندوی، استاد تفسیر مولانا محمد عارف جٹیلی ندوی، استاد ادب مولانا نذر اللہ فیضی ازہری ندوی اور ممتاز معارفی ڈاکٹر اقتدار حسین فاروقی صاحبان نے بھی اہم محضرے دیے۔ اور علی و نکر کی تقریریں کیں، یہ کاروان علم و ادب حضرت مولانا سے منع کرنے کے بعد ۱۹ ستمبر کو اپنے مادہ و دارالعلوم ندوۃ العلماء واپس آگیا۔

## انجمن صلاح کا جدید دارالطالعہ کا قیام

دارالعلوم ندوۃ العلماء، جہاں طلبہ کو تعلیمی، تربیتی، علمی، فکری، دینی، استدلال و بیہ کے سلف صالحین کی یادگار بنانا چاہتا ہے، وہیں طلباء کی انجمن جمعۃ الصلاح کے اسی سے ادبی، ثقافتی، تہذیبی، تربیتی اور مطالعاتی روح فراہم کرنا بھی اس کے نصب العین میں داخل ہے تاکہ یہاں کے فضلا، وقت کے علمینوں کا متبادل جزا تہندی سے کر سکیں اور ہر محاذ پر کام کر سکیں۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے بفضلہ تعالیٰ جمعۃ الصلاح کی نگرانی میں ایک جدید دارالطالعہ کا افتتاح، علم و طبع کی بالائی منزل کے کشادہ ہال میں سرجمادی اشانی ۱۴۱۵ھ کو بدست حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ناظم ندوۃ العلماء، عمل میں آیا۔

یہ دارالطالعہ ارکان جمعۃ الصلاح کی اہم کارگزاری و محنتوں، و اہل دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد (باقی صفحہ پر)

# مطالعہ عصرِ مبین

تبصرے کیے کتابوں کے دہنوں کا انا ضروری ہے!

ڈاکٹر ارون رشید صدیقی

اردو کا سہارا لے کر تیاری کسے ہیں جو ایک طرح سے  
براعلمی نقصان تھا اور اب درسی کتابوں کے اس طرح  
کے ترجموں کا رواج عام ہوتا جا رہا ہے جو ہمارے  
خیال میں مغرب ہے۔ الغرض انگریزوں نے ہمارے دلے اساتذہ  
کی بھی محاذ ہے، خدا کے دوسرا حصہ بھی چپ کر  
کتاب جلد مکمل ہو۔

نام کتاب :- اسلام ابدی خطوط اونسے لڑا ہے۔

تصنیف :- شمیم اختر

سائز :- ۲۲×۱۵، صفحات :- ۱۱۲

کتابت کپیوٹر، کاغذ و طباعت :- مناسب

قیمت جلد :- ۸۰ روپے، طے کا پتہ :- جیادہ سنگ

ہاؤس :- ۱۶۵، محض رانی، ماہیہ، نگر، دہلی ۱۱۰۰۴۰

یہ کتاب شمیم اختر صاحب کے مطلوبہ مضامین کا

مجموعہ ہے جو قومی آواز دہلی میں شائع ہوئے تھے، ادبی

اعضائے مضامین لپچے ہیں لیکن دینی نقطہ نظر سے خلاف

مقامات قابل اعتراض ہیں۔

کتاب میں کہیں بھی علماء کی قیادت اذان کی

کا گمراہی پر احمقانہ نہیں کیا گیا ہے، بلکہ ان پر تنقید کیا

جانب مولانا اعظمی حسین فاضل صاحب نے اپنے تبصرہ میں

(جو کتاب کے ساتھ ہے، ایسے حصہ مقامات کا ذکر کر کے

نرم تنقید کی ہے پھر بھی لکھتے ہیں کہ:

”معارف نگار صاحب سرسید اسکو ل کی ترجمانی کرنے

کے بجائے مولانا آزاد کے اعتدال پسند انداز کا

انڈیا اختیار کرتے تو وہ بات بہت صاحب ہوتی۔“

مضامین کی پہچان کے لئے ایڈیٹر نوفا آندانی

میں چراغی صاحب کا یہ قول کافی ہے۔

”وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو جائے گا تو میں

سکھوں گا کہ میں اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا

ہوں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی اصلاحی جہاد میں

چراغی صاحب اور جلیل شمیم اختر صاحب کے مشن

میں یکسانیت ہے۔

یہ کتاب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی

مشہور و معروف اور محرکہ الآراء کتاب ”الغرض انگریز

فی اصول التفسیر“ کی اردو شرح ہے، یہ کتاب شاہ صاحب

نے اس وقت کی رائج شدہ زبان فارسی میں لکھی تھی،

بعد میں اسے قولی مشہور کے مطابق شیخ محمد زین العابدین

ازہری نے عربی میں منتقل کر کے اس کے معلقہ استفادہ

کو وسیع فرمایا، اس کی شرحیں لکھی گئیں، کتاب ہند

وپاک اور بنگلہ دیش کے تقریباً سبھی دینی مدرسوں میں

اصول تفسیر میں پڑھائی جاتی ہے، اس کتاب کا کیا عربی

ترجمہ سہل عربی میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کاستاد

مولانا سید سلمان حسینی ندوی نے ذیل عبارتیں اور بعض

..... جوشی کے ساتھ تیار کیا ہے۔

”الغرض العظیم“ اس کتاب کی کامیاب اور مفید

ترجمہ اردو شرح ہے جس کے بارہ میں خود مرتب کے

قول کے مطابق ”یچاس سے نائزہ پر کم کتابوں کے منتخب

علوم اور استاد محقق حضرت مولانا محمد صاحب

مدظلہ العالی استاذ تفسیر و حدیث دارالعلوم دیوبند

کے فیض و افادات سے مزین کرنے کی کوشش کی گئی ہے

طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے عربی عبارت دی

گئی ہے، پھر مشکل الفاظ کے معانی لکھے گئے ہیں، پھر عربی

عبارت کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے اس کے بعد جبر ضرورت

شرح دو حقائق لکھی گئی ہے، یہ کتاب طلبہ کے لئے مفید

تو ہے لیکن اس طرح کی درسی کتابوں کے اردو میں

ترجمہ و شرح سے طلبہ کی استعداد محسوس نہیں کیا جاسکتی

”عظمت رازی“ :- از محمد رضی الاسلام رازی

سائز :- ۲۲×۱۵، صفحات :- ۱۷۶

کتابت کاغذ، طباعت :- مناسب

قیمت کتب جلد مع ڈسکور :- ساٹھ روپے

طے کا پتہ :- اچھی زہد سنگ ہاؤس، ۶۰، کوچہ چولان

دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

ہم دنیا کی مشہور شخصیت ابو بکر محمد زکریا رازی

کے نام و مقام سے ہر طلبہ واقف ہے لیکن ان کی پوری

زندگی کا خاکہ کم لوگوں کے ذہنوں میں ہوگا اور اس کے

لئے نہ جانے کتنی کتابوں کی ورق گردانی کرنا پڑے گی،

مولوی محمد رضی الاسلام ندوی نے اس کتاب میں اس

ماریٹاز مشہور شخصیت کی حیات اور اس کے کارناموں

سے اردو میں واقف کرایا ہے کتاب پڑھ کر انداز ہوتا

ہے کہ ملت اسلامیہ نے دنیا کو کیسے کیسے کارآمد انسان بنا

کے ہیں، کتاب ایسے تمام طلبہ و اساتذہ کے لئے مفید ہے

جو اسلام کے کارناموں اور تاریخ طے سے دلچسپی

رکھتے ہیں۔

نام کتاب :- ”الغرض العظیم“ حصہ اول

ترتیب :- مولانا محمد رشید انور قاسمی فیض آبادی

سائز :- ۲۲×۱۵، صفحات :- ۶۰

کتابت، طباعت، کاغذ :- مناسب

قیمت :- ۶۵ روپے

طے کا پتہ :- مکتبہ فوز و فلاح، لال باغ، مراد آباد۔

ہرگز نہ ہو گا۔ ۱۹۹۰ء کو مسند پر واقعہ ہوا تقریباً پچاس ہزار مسلمان نے شرکت کی۔ دہلی کے تمام اہم زعمہ و اداں نے بھی تشریف لائے اور تقریریں کیں۔ اس روحانی موقع پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی Nadwi دامت برکاتہم اور قاری محمد رفیع احمد مانیو نے خطبات دے دیے تھے۔ بہت بڑے جلسوں میں اجتماع ہوا۔ اور کئی جماعتیں اپنا وقت نکال کر شرکت کرنے میں روانہ ہو گئیں۔ دیگر حضرات اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

ہم اس کوشش میں ناکام رہے تو آنے والے چند سالوں میں یہ خوفناک بیماری بلوری دنیا کو اپنے بیٹھ میں لے سکتی ہے۔ ایسا ہوا تو پھر کرۂ ارضی پر ہر طرف مٹور نما انسان ہی نظر آئیں گے۔

دارالامبیه ۱۹۹۵





# محمد ابرار حیات

ہندو روزہ

لکھنؤ

بِخْلِيسٍ مَخَافَتٍ وَفِتْرِيَا بَدَا لِرَّالِ عِيسٰوِيْمِ نَزْوَةُ الْعَلَا كَلَفَتْ نَفْسُ

جلد نمبر ۳۳ | ۱۰ دسمبر ۱۹۹۵ء - مطابق - ۱۶ رجب المرجب ۱۴۱۶ھ - شمارہ نمبر ۳

## زرتعاون

سالانہ ..... ۱۰۰ روپے  
فی شمارہ ..... پانچ روپے  
- بیرونی ممالک فضائی ٹھاکہ -  
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک  
..... ۲۵ ڈالر  
- بیرونی ممالک بجری ڈاک -  
بجری ڈاک جملہ ..... ۱۰ ڈالر

## مکتوبات

خط و کتابت اور مئی آرڈر کے وقت  
کو پ (پیغام سب) پر خریداری نمبر کیساتھ  
مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر  
ہر ہفتہ کی سب پر کھار ہوتا ہے اگر آپ  
جدید خریداریں تو اس کی مراعت ضرور  
کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی  
اور جلدی ہوتی ہے۔ - منیجر  
حامد

## مشاورت

مولانا نذر الحفیظ ندوی - مولانا محمود الازہار ندوی  
مولانا سلمان حسینی ندوی - مولانا محمد خالد ندوی  
مولانا عبدالرحمن ندوی - مولانا محمد رضوان ندوی  
ڈاکٹر بارون رشید صدیقی

## منکرانِ اعلیٰ

مولانا معین اللہ ندوی  
- مندیروستمنول -  
ششما لکھنؤ

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ  
پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دوا  
کایہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ  
چندہ مبلغ متوازیہ پئے بذریعہ مئی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

## خط و کتابت کا پتہ

میں تعمیر حیات بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷ یو پی  
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ  
پر روانہ کریں۔

ہر مضمون پر شہادتِ حسین نے ہر کچھ آنت میں مل کر لکھ دیا ہے نہایت صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا



# اسٹیمائے میں

## شرائط ایجنسی

- ۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جانی۔
- ۲۔ فی کاپی ۱/۱۰ روپے کے حساب سے زر ضمانت پیشگی رواد کرنا ضروری ہے۔
- ۳۔ کمیشن جو اپنی خط سے معلوم کریں۔

## زر بخ اشتہار

- ۱۔ تعمیر حیات کافی کام فی اسٹیمائٹر R.20/-
- ۲۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر مبنی ہوگا۔
- ۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

## بیسرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.  
P.O.Box No. 842  
MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)

ملینہ منورہ

Mr. M. AKRAM NADWI  
O.c.I.S.  
St. CROSS COLLEGE  
Oxford OX1 3TV - U.K.

برطانیہ

Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.  
P.O.Box No. 388  
Vereniging  
(S.AFRICA)

ساؤتھ افریقہ

Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.  
P.O.Box No. 10894  
DOHA - QATAR

قطر

Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.  
P.O.Box No. 12525  
DUBAI -(U.A.E.)

دبی

Mr. ATAULLAH Sb.  
Sector A-50, Near Sau Quater  
H. No. 109 Town Ship, Kaurangi  
KARACHI-31 (Pakistan-)

پاکستان

Dr. A. M. Siddiqi Sb.  
98- Conklin Ave  
Woodmere  
New York 11598 -(U.S.A.)

امریکہ

۲	ڈاکٹر محمد لقمان عظمیٰ ندوی	۱	ڈاکٹر صبریت
۵	شخص الحق ندوی	۲	حالات کے سامنے چھٹنا..... (ادارہ)
۷	حضرت مولانا سید امجد الحسن علی ندوی	۳	اللہ کی سب سے بڑی نعمت ایمان ہے
۱۰	مولانا سید محمد رفیع رشید ندوی	۴	جو چاہے آپ کا مہی کرشمہ ساز کرے
۱۳	مولانا محمد راجح حسینی ندوی	۵	مولانا اسماعیل سندھوی (مجموعہ)
۱۵	مولانا برہان الدین سنہلی	۶	عورتوں کے حقوق
۱۹	پروفیسر محمد اجتہاد ندوی	۷	ناز بردار بھائی
۲۳	پروفیسر وحی احمد صدیقی	۸	تاریخ دعوت و عزیمت (مجموعہ)
۲۵	مولانا عبدالکریم پارکچہ صاحب	۹	یہ ہے عورت کا مقام بلند
۲۷	ترجمہ: محمد شاہ ندوی بارہ بکوی	۱۰	مہاراجے پادری کا قبول اسلام
۲۸	سعید اشرف ندوی	۱۱	عالمی خبریں
۲۹	ڈاکٹر ارشدان رشید صدیقی، قادی محمد ریاضی	۱۲	مطالعہ کی تیز پر۔ رسید کتب
۳۰	محمد شاہ ندوی بارہ بکوی	۱۳	" "

شمس الحق ندوی

پیشانی

## حالا کے شاہکنا بندہ مومن کی شان نہیں

اس وقت ہم جس ماحول و فضا میں سانس لے رہے ہیں وہ مغرب کی ملحدہ پستی اور جاہ طلبی کا ماحول ہے، جس نے انسان کو من کا راجہ اور نفس کا غلام بنا کر اس کو ہر قد و بندے آزاد کر دیا ہے اور زمانہ کی فضاؤں میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بس ایک ہی صدا گونج رہی ہے۔ ”بابر بعیش کوش کر عالم دوبارہ نیست“ جو مزے اڑانے ہیں ان کو کریدنا اگر بھر دینے ہیں اس خیال و تصور نے تمام پائل کو بدل دیلے۔ اور دلوں میں یہ بات اتار دی ہے کہ دینی حدود و قیود مادی ترقی اور عیش کو شہ کی راہ میں زبردست رکاوٹ ہیں اور جب انسان دینی حدود و قیود اور کچی انسانی اقدار کے بندھنوں سے بالکل آزاد ہو جائے تو اپنی معمولی سے معمولی خواہش کے پورا کرنے اور نفع اندوزی کی خاطر اس کو کچھ بھی کر دینے میں کیا ہلک بولگا اب دنیا میں سنا کر ایک گھروندہ بن کر رہ گئے ہیں، ہم اپنے گرد و پیش ہی نہیں بلکہ مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک نظر دوڑائیں تو نظر آئے گا کہ کل دھول ریزی، لوث مار بے حیائی اور فحاشی، بے مروتی اور طعنا چشمی، منافقت، مکر، دھوکا دہی کی ایسی طغیانی ہوا میں پل رہی ہیں کہ الغیظ، الامال۔ دعویٰ تو یہ کیا جا رہا ہے کہ انسان نے ترقی کی ہے، وہ پیسے سے زیادہ مذہب و متمتع ہوتا ہے، زندگی کے وہ وسائل اور سہولتیں ایجاد کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ انسانی تصور و خیال میں آنا محال تھا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان سائنسی ترقیوں کے بعد انسان ان حقائق اور وعدوں پر ایمان لاتا جو خالق کائنات نے اپنے نیک بندوں سے کئے اور دھوکے ڈر دیے اپنے رسول کو بتائے ہیں اور رسول خدا نے اس کی تفصیل بیان کی ہے جن لوگوں نے انکار کیا تھا ان کے انکار کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اپنی محدود عقل کے دائرہ میں جس پر اوہام و خرافات کا خلیج تھا محال سمجھ کر اس پر یقین نہیں لاتے تھے لیکن جدید ترقیوں نے کسی بھی صاحب فہم مذہد کے لئے ان حقائق کو سمجھنے کے لئے راستہ ہموار کر دیا ہے۔

مگر ان ترقیات کے نشہ میں انسان نے ان حقائق کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی بلکہ ترقیات کے نقد و انکسار کے سامنے وہ ان دائمی فوائد پر غور کرنے کے ہوش میں ہی نہیں ہے، اور اپنے کو مختلف منصوبوں میں کامیاب پار کر خود کو برسرِ حق اور مقبول سمجھنے لگے، اور بجائے اس کے کہ ضحیر کی غلش محسوس کرے اپنی ہر کامیابی کے ساتھ اور زیادہ غافل و مطمئن ہوتا جا رہا ہے اور اپنے عمل پر اکتفا کی صورت ہی سب سے نہیں سمجھتا قرآن کریم نے اس ترقی کا بھی اذکار کوں کر بیان کر دیا ہے، پھر بھی انسان غور کرنے کے حال میں نہیں۔ فرمایا: **هَٰؤُلَاءِ مَثَلُ كَثِيرٍ مِّمَّنْ ذُكِّرُوا بِالْغَيْبِ فَأَنْكَرُوا وَلَمْ يُغْنِ عَنْهُمْ كَذِبُهُمْ وَكِبَرُ الْعُمْرِ لَهُمْ لَعْنَةً ۖ وَخَلَقْنَاهُمْ مِّنْ نَّحْسٍ ۖ وَكَلَّمَنَّا إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِلَّهِ يُدْرِكُ الْأَفْئِدَةَ ۖ وَجَعَلْنَاهُمْ قُلُوبًا مَّغْفُورًا ۚ** (جو کوئی دنیا کی نیت رکھے گا ہم اس کو دنیا میں سے جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے، فوراً ہی دے دیں گے)۔ بہت وضاحت کے ساتھ یہ بات کہہ دی گئی کہ ہم طالب دنیا کو دنیا دیں گے لیکن یہ ضروری نہیں کہ انہی میں جتنا وہ چاہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر چاہئے والے کو دیں۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی اپنی حاجت میں کامیاب ہوتا ہے اور کوئی ناکام، اور کوئی تو ایسا ناکام ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور وہاں پہنچ جاتا ہے جہاں لطفی کاراہیں بند ہو چکی ہوتی ہیں۔ اور اس کا انجام اس دنیا کے بنائے والے کا غضب اور آگ کی دائمی سزا ہوگی جس کو آیت کے دوسرے جز میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: **لَنَجْزِيَنَّكَ اللَّهُ جَهَنَّمَ ۖ لَنُضِلَّنَّهُمَا وَلَنُلْقِيَنَّاهُمَا فِي سَمُومٍ مُّهِينَةٍ ۚ** (جو ہم اس کے لئے جہنم رکھیں گے، اس میں وہ بد حال اور ساندہ ہو کر داخل ہوگا)۔

آیت کے اس دوسرے جز سے یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ فوری کامیابی مطلق صورت میں ہرگز خوش ہونے والی نہیں دیکھنا تو یہ چاہیے کہ اس کا آخری انجام کیا ہے اگر صرف دنیا ہی تک اس کا نفع محدود ہے تو خرابی ہی خرابی ہے۔

حالانکہ دینے لگانے کی ہر قسمی ہوتی ہو جس نے اس وقت جو صورت حال پیدا کر دی ہے ہر صاحب عقل و شعور اس کو دیکھ کر حیران و شکرندہ رہے اند کوئی بات بنائے نہیں ہی رہی ہے، جو کچھ ہوش و حواس رکھتے ہیں اور ان صاحبوں سے لینے کی راہ دکھانے کی فکر و کوشش کرتے ہیں، ان کو یہ فکر ناقابلِ اعتناء بنانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ انے ٹاپ کے لوگ ہیں ان کو کوئی روشنی نہیں ملتی، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت قافلہ انسانیت کی کشتی سخت خطرے سے دوچار ہے، بالکل اس طرح جیسے کشتی سے موجوں کے تھپتھپے ٹکرا رہے ہیں، سات کی تاریکی ہو اس پر ستم لگائے ستم یہ کہ کالی کا ٹھکانہ رکھا نہیں جھاتی ہوں، اوپر سے بادل ٹوٹ کر برس رہا ہو، لہجہ پہاڑی جیسی صوم میں اٹھ رہی ہوں، ان کے شور

وہ غور کرے کہ دل بے جا رہے ہوں اور چہرہ دل پر پہنچا  
اور ہی ہوں، اس خوفناک منظر کی تصویر کشی قرآن کریم  
بڑھ کر کون کر سکتا ہے۔

تَكَلَّمَاتٍ فِي دَيْحٍ لَيَّعٍ يَنْشَاهُ مَوْجٌ وَمِنْ  
لَوْ قِيمَ مَوْجٌ مِثْلَ نَوْقِهِ مَخَابٍ طَلَمَاتٍ  
لَبَعَثَ الْفَرُّوقِيُّ لَبْعَةً إِذَا الْخَوْجُ بَذَلَ لَهُ  
يَكِيدُ يَزَاهَا

جیسے دریا بے عمیق میں اندھیرے جس پر ہر چلی آتی  
ہو، اور اس کے اوپر اور لہر راکھی ہو، اور اس کے  
اوپر بادل پھر غم، اندھیرے ہی اندھیرے ہوں ایک  
پر ایک رکھا ہو، جب بنا ہوا تھکے تو کچھ نہ بچے۔

اس وقت کی صورت حال اس درد اور ماحول کو  
تازہ کر کے ہے جو سخت ہوئی سے قبل تھی سادہ پرستی کا  
ایسا دعا چلا ہوا ہے کہ اس کی لت اور طلب میں غیر ضرور  
امت مسلمہ کے بہت سے افراد اس کے کچھے دوڑنے لگتے  
وہ بیت کی کو خیر یاد کر کہ اس کے کچھے دوڑنے لگتے  
ہیں بلکہ با صداقت تو کسی کی طلب و چاہت یا سستی نہیں  
وجہ کی جانب میں توئی دلی مذاک کو داؤں پر لگاتے  
ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی خوب پذیرائی بھی تو ہے اس  
لئے کہ دین کی شخصیات کو ایسے شہر کی ضرورت ہوتی  
ہے، یہ ہنٹ سودا گئے دن کے لئے۔ ایسے لوگوں کو مدد  
آیت کو بار بار پڑھا جائے شاید اس کی کوئی ضرورت نہیں  
کھول دے۔

"مَنْ كَانَ يَوْمِيَا الْعَاطِلَةَ عَجَلًا لَدُنْهَا  
مَانًا شَاءَ بَلَّغَ شَرِيدًا تَوَّجَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ  
يُصَلِّئُهَا مَذْمُومًا مَذْمُورًا"

جب پوری انسانیت کا مزاج وہ بن گیا ہو جس کی  
ہلکی سی جھلک اور پریشانی کی ادا اس پر ستم برکت مملو  
کے بھی کچھ افراد اس دھاسے میں پھنس گئیں اور اسلام چھوٹا  
و اقتدار کی مخالفت پر اتر آئیں تو ایسے میں امت مسلمہ کے  
علیہ ربانیوں کو غصے کی دھماکوں کا کام بہت مشکل ہو جاتا  
ہے، اور ضرورتاً ہی بہت بڑھ جاتی ہے اس لئے کہ نبی

آخر ان زمانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء ہی  
کو اب تا قیامت کا رعب کی نیا بت کرنی ہے اور جب  
کا رعب کی نیا بت کرنی ہے تو ان مشکلات و دشواریوں  
سے بھی دوچار ہونا پڑے گا جن سے انبیاء اکرام کو گزرنا  
پڑا ہے اسی وطن و تفسیع اور عامت سے بھی سابقہ پڑے  
گا جس سے انبیاء اکرام گزرے ہیں، اس بجائے ہولے  
ماحول کے طغیانی و تھکڑوں میں جا جبر و شاک کا ثبوت دیا  
جائے گا تو اس کے نتائج بھی نصرت خداوندی سے سانسے  
آئیں گے۔

عزیزی دیر کے لئے حضرت مجدد الدین ثانی کے دور  
کو لگا ہوں میں لایئے اور ان خطرات و مشکلات کے ساتھ  
جو حکومت وقت کی طرف سے درپیش تھیں، سال و دولت  
کے طب کارانہوں کی بھی سازشوں پر نظر ڈالئے تو اس دیار  
میں بھائے اسلام کی کوئی کرن دکھائی نہیں دیتی تھی مگر خدا  
جہانے ناگزیر گول کر دیکر مدد سے خدا کا ہے  
نہا مجدد الدین ثانی کی کسی مشکوکے نتیجہ میں اس  
دیار میں دین اسلام کا چراغ اس طرح روشن ہے کہ دوسرے  
مملوکوں کے مسلمان اس سے روشنی حاصل کر رہے ہیں اس  
لئے گو ہوا مخالف ہے اور با دھر کے جھوٹے چلنے سے یہی  
دنیا کی تمام قوموں کے ساتھ ساتھ اپنوں نے بھی تعلیمات  
نبوت کی سن مانی شرح و تفصیل شروع کر دی ہے اور  
ہماری بعض مکتبوں کے سربراہ بھی اپنی حیاتی سن رخنہ کو  
گردن اسلام کے مخالف ہو گئے ہیں علماء اور دینی کارکنوں  
کو ان کے مقابلہ میں بہت زبانی چاہئے۔ بلکہ "ان شَعُورًا  
اللَّهُ يَصْغُرُ كُفْرًا وَيَنْبَغِي أَنْ يَكْفُرَ" کے خدائی وعدہ  
پر اعتماد و دھڑک کر کے اپنے کام کو جاری رکھا جائے  
وہ وقت بھی آئے گا جب تاریکی کے بادل چھٹیں گے اور حق  
و صداقت کی صبح نمودار ہوگی۔

اس وقت دنیا میں جو اندھیرا مچا ہوا ہے وہ کہہ کر  
ایمان دلوں میں یہ دوسرے زبرد کر کے کہ نوز بائد اب  
بائے خدا سے بڑھ کر دیر تر کی قدرت و اختیار سے باہر  
ہو گئے ہے اور وہ مجبور و لاچار ہے یہ ایک خون کا حقیر

نہیں بلکہ جو کچھ پورا ہے اس کے کھڑے سے مستند  
اور ذلیل کے طور پر پورا ہے جسے کلمہ اسے غلو ہے  
اس لئے بہت ہارنے کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ صرف  
تدبیر اور حکمت و دانش مندرجہ کے ساتھ دعوہ  
اور دین کے کارکنوں کو اپنا سفر جاری رکھا جائے اور  
ہمت و حوصلہ کے ساتھ جاری رکھا جائے اس لئے  
کہ اس اندھیرے کے مافاقے علیہ کا کلمہ دفعہ منور ہے  
وہ آکر رہے گا۔

محمد جمال الدین جمال فاروقی

## الٹ کر دکھایا تھا شرک کے صحرانے بنیادیں

یہ رعب و دبدبہ فاروق اعظم کا بتاتا ہے  
کہ ہم سے سرنگوں ہیں قیصر و کسی کی بنیادیں  
سراسر نظر آتے تھے سب سردار باطل کے  
الٹ کر دکھایا تھا شرک کے صحرانے بنیادیں  
کی مضبوط و مستحکم یوں ایوان شریعت کو  
رہیں محفوظ کہ شرک کب کی بنیادیں  
بناتی سلطنت فاروق ہے اس را و منزل کو  
مٹا سکتا نہیں کوئی نشان یا کی بنیادیں  
کہاں مال و متاع کی حرص میں ہو سکی پیدا  
نہیں کمزور کچھ ہونے دیا تقویٰ کی بنیادیں  
ہے نہ وہ صل بھی اس دور حاضر میں ابھی تک  
حقان پر رکھی چھوٹے شورشی کی بنیادیں  
ہو اراڑ و رول ظاہریہ فاروقی جلالت سے  
رہائے رب پہ جاں دیکر کھڑے بنیادیں  
ابھی تک دشمن اسلام ہے ایمان سے خالی  
ذکر اب کھوکھلی ایران کے عطیہ کی بنیادیں  
بہا لہی غلامی کا تعلق تو انہیں سے ہے  
رکھیں گے پھر کہو دے کر فانی اللہ کی بنیادیں

# اللہ کی سب سے بڑی نعمت ایمان ہے

— حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی

حضرت مولانا مدظلہ نے یہ تقریر ۸ نومبر ۱۹۹۵ء کو مولوی محمد خالد ندوی غازی پوری کے وطن نرائن پور میں مدرسہ سراج العلوم رحمانیہ کی نئی مسجد اور مدرسہ کی عمارت کے سنگ بنیاد رکھنے کے وقت ارشاد فرمائی مولوی اکرام الحق ندوی نے ٹیپ کی مدد سے قلمبند کیا ہے، افادہ عام کے لئے یہ ناظرین ہے۔ (ادارہ)

قائم ہوتے، نہ قرآن مجید حفظ کیا جاتا، نہ دین کی تسلیم حاصل کرتے، نہ اللہ کا قرب حاصل کرتے، نہ حج کرتے، نہ زکوٰۃ دیتے، دیکھتے جب آدمی کسی جگہ پہنچ جاتا ہے تو اس کو خیال آتا ہے کہ یہ ہمارا کمال ہے اور یہ ہماری محنت، ہماری بصیرت ہے، ہماری ذہانت ہے اور ہماری جفاکشی ہے، ہماری خوش قسمتی ہے، یہ سب خیالات آدمی کو آتے ہیں لیکن لوگ جنت میں پہنچیں گے تو کہیں گے الحمد للہ اللہ ہی ہمارا، سب شکر ہے اللہ کا، یہاں اپنی ذہانتوں اپنی عبادتوں اور ریاضتوں اور اپنے مصلحتوں سے نہیں پہنچے اس لئے کہ دنیا کو ہم دیکھ رہے ہیں دنیا والوں کے پاس سب چیزیں موجود ہیں روس اور امریکہ والوں کے پاس کیا چیزیں ہے علم نہیں ہے، ذہانت نہیں ہے؟ کالات نہیں ہیں؟ ایجادات نہیں ہیں؟ تجربے نہیں ہیں؟ بڑے بڑے ماہرین فن نہیں ہیں، لیکن ہدایت سب کو نصیب نہیں، ہدایت بھی انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن کو کوئی ایسا ہدایت والا مل جاتا ہے، اور اللہ ہی ان کو ہدایت دینا چاہتا ہے، تو یہ پورا جملہ بالکل ایک معجزہ ہے جو اللہ نے کھلویا ہے، اللہ نے اسکو قرآن مجید میں اس لئے جگہ دی ہے، جو بات اہل جنت، جنت میں پہنچ کر کہیں گے اللہ نے وہی اپنے

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ومن دعا بدعوتہم االیہم اللہ یحضرنا۔ یہ موقع یاد رہیں آتا، میں آپ سے کیا کہوں۔ اللہ نے اہل جنت کی زبان سے کھلویا ہے۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هٰذَا لِمَآذَا وَ مَا کُنَّا لِنُحْمَدَہٗ اَوْ لَا اَنْ هٰذَا اَنَا اللّٰہُ، سب شکر اور سب احسان ہے اس پروردگار کا جس نے ہم کو یہاں تک پہنچایا، ہم یہاں تک نہیں پہنچ سکتے تھے اگر اللہ ہماری دستگیری اور رہنمائی نہ فرماتا، پھر اللہ تعالیٰ ان کی زبان سے بڑے کام کی بات ادا کر رہا ہے۔ کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم اپنی ذہانت، اپنے علم، اپنی محنت اور فیض شرافت سے، اپنی دولت اور ملنے کی ذریعہ یہاں تک پہنچے ہیں، لَقَدْ جَاہَتْ رُسُلًا مِّثْلًا بِالْحَقِّ ۚ یٰۤاَسْمٰعٰیضُ اور صدق ہے ان پیغمبروں کا جن کو اللہ نے ہماری ہدایت کے لئے بھیجا، اور جنہوں نے ہمیں یہ راستہ دکھایا اور پھر اللہ نے تو فیض دی کہ ہم اس راستے پر پڑے۔

بجائے نکلے مزدور! اللہ تعالیٰ کے ہم پر آپ پر بہت سارے انعامات ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ جو انعامات اور احسانات کی جڑ ہے، وہ زندگی ہے کہ اللہ نے ہم کو اس دنیا میں بھیجا، اگر وہ نہ بھیجتا تو ہم اس دنیا میں نہ آتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، نہ ہدایت ہوتی نہ اللہ کے رسول کی اطاعت ہوتی، نہ مدرسہ

کلام میں داخل کر دیا، اسے سکھانے کے لئے۔ پہلی بات یہ کہ ہم اسے سمجھیں، یہ سب اللہ کا احسان ہے، یہ دیکھتے کہ جس علاقے میں آپ ہیں۔ ساہنہ دوستان، جیسے آپ کا ضلع غازی پور اور پھر پورا یوپی۔ پھر اور بڑھ کر ایشیا اور پھر بڑھ کر دنیا، کتنے آدمی ہیں جن کو ہدایت ملی، کتنے آدمی ہیں جو کلمہ پڑھتے ہیں، کتنے آدمی ہیں جو خدا کو پہانتے ہیں، اور اس کو پیدا کرنے والا سمجھتے ہیں، اَلَا لَہٗ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ، اللہ تعالیٰ سمجھتے ہیں، کیا ذہانت، علم اور مطالعہ کی کمی ہے، محنت کی کمی ہے کس چیز کی کمی ہے، کمی ہے تو صرف تو فیق الہی کی، پہلے تو آپ یہ شکر کریں کہ اللہ نے آپ کو زندگی عطا کی، ان لوگوں کا یہ جھگڑ ہے، یہ ان لوگوں کی آبادی ہے، جس میں کیسے کیسے پڑے لکے لوگ ہیں، بڑے بڑے اسکالر اور اسپنٹسٹ ہیں بڑے پڑے ذہین ہیں لیکن ہدایت سے محروم، کلمہ بھی نصیب نہیں، دنیا کے پیدا کرنے والے کی پہچان و معرفت بھی نہیں کہ دنیا کو کس نے پیدا کیا، اور کون چلا رہا ہے، سب کچھ ہے یہ گریہ نہیں معلوم، اگر ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ کونسی جگہ ہے، یہ مدرسہ ہے یا ایسے کسی کا گھر ہے۔ ہم غور ہی دیر نہیں کریں اور کون ہمیں کھیرا رہا ہے اور کون ہمیں آرام پہنچ رہا ہے اور کون ضرورت کی چیزیں ہمیں ہمارا کر رہا ہے، اور کون ہمارا استقبال کر رہا ہے، تو آپ کیا کہیں گے، سوچتے تو لوگ اس دنیا میں ساٹھ ساٹھ برس، ستر ستر برس گزار رہے ہیں، کتب خانے کے کتب خانے موجود ہیں، مٹنٹس کی بڑی سے بڑی تجربہ گاہیں موجود ہیں، لیکن کسی کو خبر نہیں کہ دنیا کو بنانے والا کون ہے، چلانے والا کون ہے، اور ہدایت کیا چیز ہے

وہ یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، کوئی اس کا رخا نہ دے اور کوئی جلا نہ دالائیں، کوئی روزی دینے والا نہیں، اور کوئی جلا نہ دالائیں، کوئی پھین سے دین گھٹی میں پڑا تھا، لیکن یعقوب علیہ السلام کی نبوت کی شان تھی اور دین سے محبت تھی اور اولاد سے بھی محبت کا تقاضا تھا، انہوں نے کہا جب وہ مجھ گئے کہ اب زیادہ رہنا نہیں بکلی آخری وقت ہے، سب بچوں کو جمع کیا، بیٹے بھی ہوں گے، پوتے بھی ہوں گے، نواسے بھی ہوں گے، انہوں نے ابھی عمر بائی، انہوں نے کہا: مَا تَخْشَدُونَ مِنْ بَيْتِي يَوْمَ يَوْمَ، نواسو، یہ بتا دو کہ میرے بعد تم عبادت کس کی کر دو گے، اگر کوئی پوچھا کہ حضرت یہ بات پوچھنے کی ہے، یہ کس کے بیٹے ہیں، کس کے پوتے ہیں، کس کے پر پوتے ہیں، کس کی اولاد ہیں، آپ کے گھر میں سوائے اللہ کی عبادت کے دیکھا کیا، کیا تم کبھی گھسنے بھی پائے تھے، اس کو مٹو کر مار کر ایک گندگی کی طرح نکال دیتے، اللہ کے علاوہ کسی کام لیتے تو ملنا پڑتا مارتے اور اس کو گھر سے نکال دیتے، تم ہمارے گھر میں اللہ کے علاوہ غیر اللہ کا نام لیتے ہو! اس گھر میں رکھا کیا ہے نہ کیا؟ اس گھر میں کسی سے پوچھنے کی ضرورت کیا، جب محبت ہوئی ہے تو ٹکڑ ہوئی ہے عشق است و ہزار بدگئی

عشق ہے اور ہزار بدگیاں، تو اب ہم مسلمانوں کو دین سے وہ محبت نہیں رہی اب بچو کریں گے اپنی اولاد کے لئے، کہاں سے کھائیں گے، ان کی اور پڑھانا چاہئے، اور ذرا سا ہمارا جو تو علم، ڈاکٹر اور سب کچھ لائیں گے لیکن کسی نکر نہیں کہ اس کا ایمان باقی رہے گا یا نہیں، ہمارے بعد اس راستے پر رہیں گے یا کسی اور راستے پر چلے جائیں گے، اب مسلمانوں کو

دیا۔ اسی وقت اس کو شرک سے نفرت ہو جاتی تھی، بدعت اور بد اخلاقیوں سے نفرت ہو جاتی تھی کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی، اس کی زندگی نئے سانچے میں ڈھل جاتی تھی، یہ بات تو تسلسل سے سنی گئی ہے اور کھٹی گئی ہے اور ہم نے کن بول میں پڑھا ہے اور بزرگوں سے سنا ہے اور جتنے محقق اور انصاف پسند لوگ ہیں سب اس کو مانتے ہیں، میرے اہم چیز یہ ہے کہ آپ اس دولت کی حفاظت کریں، اس دولت ہدایت کی حفاظت کریں، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا، شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو یہاں تک پہنچایا۔ اور ہمیں ہدایت دی، آپ کا ہاں آنا مبارک، آپ کے مکانات مبارک، آنکھیں مبارک، اولاد بھی مبارک، بیٹے پوتے، نواسے سب مبارک، اللہ انکی زندگیوں میں برکت دے اور ان کو توفیق دے، لیکن سب سے بڑی نعمت آپ کے پاس ہے وہ کلمے کی نعمت ہے، آپ اس کو خوب اچھی طرح سے لکھ لیں کہ یہ سب چیزیں کام آئے والی ہیں جس اور یہ زندگی کتنی ہے، اتنی، نواسے برس کی عمر ہوئی، اس کے بعد کچھ نہیں، وہاں یہی کلمہ کام آئے گا، یہی نمازیں کام آئیں گی، یہی ہدایت کام آئے گی، نہ جائنا دنہ اولاد نہ گھر کام آئیں گے، نہ شہرت نہ عزت کام آئے گی، کوئی چیز کام نہیں آئے گی اسی وقت ہم جو کچھ کہتے تھے وقت میں کہہ سکتے ہیں وہ یہ کہ اپنے ایمانوں کی خوب حفاظت کیجئے، اور اپنی اولاد کے ایمان کی بھی حفاظت کیجئے اور اس کی فکر کر لیں، ہم نے کئی بار اپنی تقریروں میں کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام خود پیغمبر، باب پیغمبر، دادا پیغمبر، دادا کی اولاد تھی، جیسے ہی انہوں نے آنکھ کھولی اور ہوش سنبھالا ان کے کان میں جو آواز پہنچی

کوئی سا عقیدہ صحیح ہے، کوئی سا غلط ہے، اس دنیا کا پیدا کرنے والا کون ہے، اس کا کیا صفات ہیں، اس کا ہم پر کیا حق ہے، یہی نہیں جانتے، ہم آپ کو مبارک باد دیتے ہیں، کہ اللہ نے آپ سب پر اتنا بڑا انعام فرمایا کہ اس جنگل اور اس علاقہ میں اللہ نے اپنے نیک بندوں کو بھیجا، انہوں نے آپ کو دین کی دعوت دی اور رشتے قائم کرے، قوتور سا بھارا بھی رشتہ ہے کہ آپ کے یہاں جو بزرگ آئے جن کا نام باریاد یا گیا ہے، شیخ صلاح الدین صاحب کڑا مانک پور سے آئے، اور کڑا مانک پور ہمارا وطن ہے، ہمارا جدی وطن ہے، قلب الدین چشتی جو مدینہ طیبہ سے آئے تھے، جو قلب مدنی کہلاتے ہیں ہم سب لوگ ان کی اولاد میں ہیں، ہمارا یہ راستے بریلی، فتح پور، ہنوا، مانک پور، الہ آباد پھر پاکستان میں میونسپل بلکہ سیکڑوں ہوں گے ہمارے خاندان کے، یہ سب قلب الدین کی اولاد میں ہیں، کوئی اپنے کو قطعی، کوئی حسنی اور کوئی مدنی کہتا ہے تو ہمارا آپ کا ایک شریعت بھی نکلا، آپ کے بزرگ حسن اور مرعی صلاح الدین صدیقی صاحب کڑا مانک پور سے آئے، اور ہم لوگ پیر کڑا مانک پور ہی میں رہے، وہیں قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے، ان کی اولاد میں بڑے بوٹی کے مام، اور بڑے بڑے مجاہد پیدا ہوئے بڑے بڑے صلح پیدا ہوئے، جنہیں میرا احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ مشہور ہیں، جنگی وجہ سے ایک نیا دور شروع ہوا، اس سے اندازہ کیجئے کہ تین لاکھ تو ان لوگوں کی تعداد ہے جنہوں نے ان کے ہاتھ بریت کی اور شرک و کفر سے تہ کی اور چالیس ہزار ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے یہ معتبر اعداد و شمار ہیں جو کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں، حد تو یہ تھی کہ جس نے ان کے ہاتھوں ہاتھ

آپ کے دائرہ کی بھی حفاظت ہوگی، اور آپ کی اولاد کے متعلق اطمینان ہوگا، ان کے چاروں طرف سے دین کا احترام اور دین کی قدر ہے، سب مسلمان نہ ہوں، لیکن سب اسلام کا احترام کریں اور دین کی قدر کریں، اللہ ہم سب کو نعمت دے

### تذکرہ دعوت و عمرِ امت

میں نے یہ کام شروع کیا اور یہ مضامین تعمیر حیات میں شائع ہوتے رہے۔ خدا کرے جس مقصد سے یہ لکھے گئے وہ پورا ہوا اور طلباء اس سے فائدہ اٹھا رہے عام طور پر مصنف یا معنون نگار اپنے کام کے لیے کمر اکسار کھتے ہیں یہ ایک طرح کی روایت ہے مگر میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں یہ علم کہ موی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے بے مثل علمی سیریز سے مجھے جسے ہاں یہ سبک گھر ہے۔ (میں اپنے پردرد دگلا کار ضرورت کارداروں کا جس نے درود سے درماں دیا اور ان مضامین کے لکھنے کی توفیق دی)

شادم از زندگی خویش ککارے کردم۔  
متم شد۔

نوٹ:- منظر مضمون نگار صاحب ہر چار سال قبل دل کا ایسا درد بڑھا کر اس کے بعد ان کو جب اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے دوسری زندگی عطا کی، ہماری دعا ہے کہ ان کی مزار مطہر ہو اور وہ اپنی زندگی کے بانی محلات ندوہ کے زیر سایہ باغیض اسلاف اور علمائے ربانین کی مجلسوں اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی عطا کی محبت میں گزار دیں، شاہجہانپور کی بک پرنسپل سے سبکدوش ہو کر اونیٹ کے کام کے ان تھکوں رو جہر و رطل پریشانی زندگی کے جھونکوں میں دن گزارنے کی سادہات حاصل ہونا بڑی مناسبت خداوندی اور خوش نصیبی کی قابل شکر بات ہے (ادارہ)



ہیں جب تک میں یہ دسکوں، اور یہ سن کر نہ جاؤں کہ تم لوگ صحیح دین، اللہ کے دین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر قائم رہو گے یہ بتادو، پھر ہم قبریں میں سے سوئیں گے، ان سب سے کہا تَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهَ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ رَبِّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَ أَيْدِيهِمْ وَلَا يُحِيطُ بِشَيْءٍ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ عبادت کریں گے آپ کے مہبود کی، آپ کا باپ اور چچا اور دادا کے مہبود کی، تب انکو اطمینان ہوگا۔ بس اسی پر اکتفا کرتا ہوں، اپنے دین کو قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ اس پر ذرا غور نہ آنے پائے، اپنے عقیدہ کو جد پر عقیدہ، آخر پر دعوت نہ آنے پائے۔ پھر اچھے اخلاق پر، جو غیر مسلموں کے لئے باعث کشش ہو۔ اور دہ اسلام کے معاملہ کے لئے آمادہ ہوں کہ یہ کون ما دین ہے، جن کی وجہ سے ان لوگوں میں یہ بات ہے، اپنی نگاہیں نبھی ہوں، آپ کے اخلاق درست ہوں، آپ کے انداز فی ہمدردی ہو، آپ کے انداز اس خدائے نعتیہ ہو جو اس وقت ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے، کیا ہو رہا ہے، روپیہ ہو جا جا رہا ہے، دلہنیں ماری اور جلائی جا رہی ہیں، کم چیز سے کراتی، ابھی ایک مسلمان نے اپنی ایک بیوی کو جلا دیا کہ وہ کم چیز سے کراتی تھی، حالانکہ خبر میں لکھا ہے کہ جتنا زیادہ سے زیادہ جبر دیا جاسکا تھا، لے کر آئی تھی، ان چیزوں سے آپ کو نفرت ہو آپ کا نونہ ہندو بھائی کے سامنے ایسا آئے کہ وہ کہیں کہ تم نے یہ کہاں سے سیکھا، تم کو یہ کس نے بتایا مجھے بھی بتاؤ۔ تمہاری نگاہیں بھی رہتی ہیں، تم میں خدا کا ڈر ہے، تمہارے اخلاق درست ہیں، تم کسی اور کے بچاری نہیں ہو، تم اللہ کے بچاری ہو، اگر آپ یہ کریں گے تو اسلام پھیلے گا، اور آپ کے دائرہ سے نکل کر دس لاکھ لوگوں کے دائرہ تک پہنچے گا، اور اس دائرہ میں پہنچنے سے

اسکی فکر بہت کم ہوگئی ہے، اس کا نتیجہ ہے کہ آئندہ نسل کی کوئی ضمانت نہیں، اطمینان نہیں کہ یہ بھی توحید کی قائل ہوگی، خدا کے علاوہ کسی کو خالق، رازق نہیں سمجھے گی، ہماری اولاد ہی سے مانگے گی، اسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے گی، اسی سے ڈرے گی، پھر دین اسلام پر فخر کرے گی، اور سب کچھ دینے کیلئے تیار ہوگی جائداد تک، لیکن دین و ایمان کا سودا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگی، سرکاٹ دیا جائے مگر اللہ کے سوا کسی کے سامنے سر جھکانے کو تیار نہ ہوگی اس وقت ہندوستان میں خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ ”مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ“ کوئی کہنے والا نہیں رہ گیا ہے، اپنی اولاد سے پوچھے کہ ہمارے بعد تم کس راستہ پر چلو گے، کس دین میں رہو گے، یہ سب ضروری ہے، یہ تو زندگی میں کرنے کا کام ہے، ایسا نظام بنا کر جائیں کہ آپ کی اولاد اس دین پر قائم رہے، صرف قائم ہی نہ رہے، بلکہ دین کی غیرت اور دین کا جوش ہو جس کے اندر۔ اور اس کو دین پر فخر ہو، خدا کا شکر ہے کہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ انشاء اللہ یہاں سے یہی چیز پھیلے گی اور پیدا ہوگی، اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے، اب کچھ زیادہ کہنا نہیں چاہتا، بہت دیر سے پروگرام چل رہا ہے، اپنے عقیدے کی حفاظت کریں، اور اپنی آئندہ نسل کے متعلق اطمینان حاصل کریں، اللہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو موقع دیا، ہر ایک کو یہ موقع نہیں ملتا، مسلم نہیں آپ کہاں ہوں، آپ کی اولاد کہاں ہو رہیں رہ کر اور ابھی سے اس کا اطمینان کریں، اللہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا قصہ سن کر ہمیں غیرت دلائی اور احساس دلائی کہ دیکھو، یہ ہوتی ہے محبت دین کے ساتھ، حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا دیکھو بیٹو، پوتو، فواسو، میری بیوی قبر سے لگے گی

ہیں ہرگز دھوکہ نہیں دے سکتا اور ہم ان دشمنان اسلام کے تسمیر آئینہ سوال کا منہ توڑ جواب گمانی دہرے یوں دے دے سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم بارہ راست یہ سوال اٹھانے والوں کے اپنے تباہ شدہ معاشرے پر ضرب کاری لگائیں اور ان کی تباہ کاریوں کا پردہ ہاک کریں دوسرے یہ کہ دنیا میں طرز اختیار کریں اور عالم اسلام میں لگنے والے انتشار و فتنوں کے اسباب تلاش کریں اس کی تفصیل و تشریح کریں کہ اس کا اصل ذمہ دار اور محرک کون ہے اور کس کا ہاتھ کام کر رہا ہے؟ یہ کام زیادہ دشوار نہیں، اس کے لیے حلقہ حاضرین سے واقفیت ضروری ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آئے دن یہ سوال اٹھانا ایک عالمی اور بین الاقوامی مسئلہ ہے جس میں سیاسی ہر گناہ و عوامل کا رفرار ہیں۔ اور اکثر یہ سوال مسلمانوں کے سامنے بھیڑا جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ کام ایک خاص پلاننگ کے تحت انجام پا رہا ہے اور اس کے جواب کا مطالعہ بھی کیا جاتا ہے اور تمام باتوں کی ذمہ داری مسلمانوں کے سر قوتی جاتی ہے۔" ایسے چور کو نال کو ڈانٹے " کا مینی شاہد وہ آج مسلمانوں کو ناگزیر ہے۔ اور مجربان میں یہ احساس کثرت پیدا کرنے کی جدوجہد ہو رہی ہے کہ ان کا تیز زہ بچر چکا ہے۔ وہ منکر کی کشش کے شکار ہو چکے ہیں، تہذیب و دینی کے پورے نرسے میں ہیں، کیونکہ یہ مسلمان ایک قدیم ملت کے پیروکار ہیں لہذا ایسے حالات میں نہ تو قری کر سکتے ہیں اور نہ ہی زبانی کے کندھے سے کندھا مل کر چل سکتے ہیں۔ اس نے گریہ دینی مسائل کی ہموار کرنے اور اس کی گتھیوں کو سلجھانے میں ہی اپنی تمام صلاحیت صرف کر دی ہے، نیز جہاں ان کے شیرازہ کو کھینچنے میں ان کے مختلف مسلک و عقائد کا دخل ہے وہیں دوسری طرف ان کی مختلف قومیت گونا گوں ثقافت اور مذہب کے کشش اور جذبات پرستی و مسکروں کے جھگڑے ان کے معاشرے کو بارہ بار گرد لیٹھ، مزید برآں یہ کہ یہ علم و فن میں دوسروں کے دست نجر اور اقتصادی بد حالی میں گھرے ہوئے ہیں۔

اس سوال کو کثرت سے مسلمانوں کے سامنے لانے اور

مولانا سید واقعہ رشید ندوی

## جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ترجمہ: سید جاوید احمد

کے اختلاف کی بنیاد پر تیار ہر نئے یہاں تک کہ غیر انسانی سلوک کرنے کے سلسلے میں انھیں کچھ معلومات لازم نہیں؟ انقلاب فرانس اور انقلاب روس کی خونریزی اور تباہی اور قتل آبادی زبان و ثقافت کو نیست و نابود کرنے ناموں کی تہیہ مفسورہ نوں کو اپنے عقائد و نظریات کا پابند کر کے باہری دنیا سے اپنے محکمہ محام کا رشتہ منقطع کرنے سے ان کا واقفیت نہیں۔

اپنے جائزہ نظام کو قائم رکھنے کے لئے اور عوام کے مخالفانہ رد عمل سے بچنے کے لئے ظالمانہ جاسوسی نظام جو تقریباً نصف دنیا پر استہراتی نظام کے سایہ قائم ہے، جس میں کھائی کھائی پرادی پوری کا ہر پردہ اور شوم کو پوری پوری اور دھما دھما کی گئی کوئی تصور تھا اس کا محکمہ نہیں پوشخصی یورپ کے تاریک عہد اور نہ ہی جنوں کی تاریخ سے اور موجودہ عہد کی سمارت و شہرت کی تاریخ سے واقف نہیں اور اس کا پس منظر اسے معلوم نہیں اور ان ستم قریبوں سے آگاہ نہیں جن سے قوموں کو یورپی ممالک کے زیر اثر ملکوں کو دو چار ہونا پڑا ہے تو یقیناً اس سوال کو ہی عالم اسلام کے ناسازگار حالات وہاں ہونے والے انتشار کے سلسلے میں جواب دینے میں اس کی پیشانی فرق آفدہ ہو جائے گی اور وہ اس راہ میں تذبذب کا شکار ہو گا۔

موجودہ مہذب باہر کا اصل موضوع عالم اسلام کی تباہی و خستہ حالی کو اچھا نسل ہے اور جو یہ تصور پیش کرتا ہے کہ یورپ کے سوا پوری دنیا جہنم کا اندھ من بنی ہوئی ہے

موجودہ ذرائع ابلاغ نے تاخر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ مسلمان ہی مسک زیادہ معائب و آلام کے شکار ہیں۔ اور ان کے ممالک سیاسی کشمکش اور دہشت گردی میں جلا ہیں یا خرافاتی قوت اور دستک دیا جاتا ہے کہ خود مسلمانوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہونے لگتا ہے حضور عمان کے دانشور طبقہ کے ذہن میں تو ان ذرائع ابلاغ سے زیادہ متاثر ہوتا ہے اور کچھ غیر مسلم حقوق سے زیادہ سابقہ برتا ہے کہ، فرہنگ عالم اسلام کی صورت حال دیگر ممالک کے مقابلہ میں زیادہ اتر ہے؟ اور یہ سوال اکثر مسلمانوں سے گفتگو کے موقع پر غیر مسلموں کی طرف سے اٹھا جاتا ہے اس لئے کہ وہ طرے سے لوگ ان ممالکوں کی خبروں اور پورٹوں پر بصرہ دے کر تھے جس موضوع کی غیر مسلم دشمنی میں مسلمانوں کے دلوں کے اندر شکوک و شبہات کے بیج بونے کی خاطر بنائے گئے ہیں اور اس کو اسی ذہن سے ترتیب دیتے ہیں یہ سوال ان لوگوں کے لئے پریشان کن ہوتا ہے جس کے پاس تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے اور منظر اس تاریک تاریخ کو بڑھنے کا موقع نہیں موجود تحریر کا جو یورپ میں اس کی بناؤ ثانیہ کے بعد وہاں وجود پذیر ہوئی ہیں ان کے تعلق اختیار نہیں یورپ کے تاریک عہد سے وہ واقف نہیں، وہاں ہونے والی بناؤ ثانیہ اور جنگ و جدال کے سلسلے میں انھیں خبر نہیں، اختلاف عقیدہ کی بنیاد پر "فرشتہ" لہرے لہو لہو کے درمیان ہونے والی خونریزیوں کی کثرت کی طرف سے دہانے والی سزاؤں اور سمارتی حکومتوں کے اپنے مقبوضہ ممالک میں کثرت و خون قتل و غارتگری کی لہر آتا ہے کہ کس کو کسے آزادی سلب کرنے، غیر عقائد و نظریات

ان کی مجلسوں میں اس کو موضوع بحث بنانے کے بہت سے اسباب ہیں انھیں میں سے مسلمان مینا اپنے بارے میں بے اعتدالی پیدا کرنا اور اسلام کی شکل کو بگاڑنا اور غیر مسلموں میں اسلام کی طرف جو دشمنانہ ہے اس کو روکن مقصود ہے ، عالم اسلام کے مسائل پر اگر نفسروانی جائے تو معلوم ہوگا کہ اگر سائنس و مغربی فاضل اور اسلام کے پیروں کے پیدائے ہوئے ہیں ۔

سماجیت سے قبل اسلامی معاشرہ صرف ایک اسلامی معاشرہ اور ایک خاندان تھا۔ جس پر برہنیت و حجت کی کوئی چھاپ ، قومیت و وطنیت کا کوئی رنگ نہیں تھا۔ عربوں کو ترکوں کی حکومت قبول کرنے میں کوئی جھجھک نہ ہندوستان میں گھسٹوں کی سلطنت سے کوئی اختلاف اور مولویوں کو مولوی کی بادشاہت سے کسی طرح کی شکرگزی نہیں تھی جس کی وجہ سے مسلمان کو باہمی بدغلوں پر رشتہ کھ بنیاد پر ایک عالمی قوت حاصل تھی ، لیکن انیسویں صدی کے طاق کی بدفریب سازشوں نے اس اتحادی لڑائی کے ایک ایک دانے کو کھیر کر رکھ دیا ، مغربی اور طاقی قومیت کی شکرگازی کو رکھی ، اور آج بھی اس کے آزاد کاربائش مختلف طریقوں سے اسلام کی چوٹیں ہلانے اور اس کی بنیاد متزلزل کرنے کی خالص نظر ہو کر وسیع دانشمندی میں جان توڑ کوشش کر رہے ہیں ۔

آج عالم اسلام میں جو کشمکش پائی جا رہی ہے اس کا سارا ازماد اسی سامعہی موقف کے سرسبب ہے عالم اسلام میں قانونی و دینی مسائل اور دہائے کے عوام کے اعتراض و معاصد میں دھماکا دار ہونے میں مراد اور طعن آتا ہے خاص طور پر کوئی شخص اگر عالم اسلام میں پائی جانے والی قریبیات و دشمنی کا بنظر خاص ملحوظ کرے تو اسے مسلمانوں کی زبان و ثقافت کے خلاف تحریکات پیش کی جبرار دیکھ کر یقین آ جائے گا کہ دوسری کشت چٹائی میں لڑائی کی ذلت و دسوائی کا گھنٹا نا سن رہی اس کے سامنے ہوگا اور اسے بے چارہ سا دیکھ کر آئے گا کہ جو لوگ حکمے ساتھ خدا کی ادا اسلام دشمنی کا مظاہر کرتے ہیں ۔

مغرب کی طرف سے انھیں کس طرح شاباشی اور مبارکباد پیش کی جاتی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ منصب پر فائز کیا جاتا ہے اور ان کا کس طرح اعزاز ہوتا ہے ۔

یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ اس طرح کی حرکت اور کوششیں دیکھ کر قوم میں کمیوں نہیں پائی جاتی ، جنھیں اس طرح سماجیت سے سائنس پڑا جبکہ سائنس نے تمام قوموں کے ساتھ جو ان کے سامنے سرنگوں اعلان کے زیر اثر غلط فہم و برہنیت کا معاملہ کیا ، لیکن میں نے مسلم اکثریت و اقلیت دونوں ملک کے ساتھ اسلام کے دلفوز دیر و دسلوک کا مطالعہ کیا ہے ، اسے واضح دین فرقہوں ہوگا کیونکہ سماجیت سے قبل پورے عالم میں مسلمان ہی ایک عظیم قات کے ملک تھے اس وقت وہ اپنے باطن پر کھٹے اور ان کا ستارہ اقبال پورے آفتاب کے ساتھ روشن تھا جبکہ یورپ منزول و انحطاط کے ظلمتوں میں پڑا ہوا تھا ، اس لئے مسلمانیت کے وقت مسلمان ہی ان کے ظلم پر کھٹے کاٹنا دینے پہ اور انھوں نے ملکوں کو اپنے پیسے کی انگ بھائی اور اس کے ساتھ اقدامات کے کہ یہ عالمی طاقت دوبارہ ابھرنے کے اور ان کے پیچھے نہ بنے اس خلا مذکورہ کی اس سے زیادہ واضح کوئی دوسری شہادت نہیں ہو سکتی کہ کھنڈ جب بندھتے ہیں بقا بھی ہو گئے اور انھوں نے اپنا قدم جمایا تو یہ ہدایت لکھ کر آدھے مہل ہند پر اٹھ کھڑا کہ انفریا جائے گا پھر اگر ان میں سے کوئی اس منصب پر فائز ہونے والا نہ ہو تو مسلمانوں کے علاوہ دوسری کسی قوم کے لوگ اس پر شین کے جائیں ۔

تیسری میدان میں ان کا وہ یہ پورے عالم اسلام میں جان بولنا اور منصوبہ دار ، انھوں نے ان کے لئے کس طرح کے مسلمانوں کے اعلیٰ تعلیم کے حصول کی راہ میں طرح طرح کا کوشش اور دشواریاں قائم کر دیں ، اور اگر کوئی اعلیٰ صلاحیت کا مالک ہو بھی جاتا اور ان تمام دشواریوں کو جھیل جاتا تو اسے کس طرح سے گزارنے اور کام کرنے کے ہزار بجے کئے جاتے ، ذہنی انشوری میں اس کو مایام کیا جاتا ، جس عافی میں اس کو طبعی ترقی قرار دیا جاتا اور اس کا اعلیٰ تعلیم سے محروم کر دیا جاتا تاکہ مسلمانوں کو اپنی اور اعلیٰ طاقت کے اندر گھسیٹا جاتا گیا جائے اس کی قصد خائیں ہیں ، انھوں میں مسلمانوں کی عزت و کرامت پر چوٹ

لگنے والے سوالات قائم کیے مسلم نوجوانوں کو شعلہ گزے کی کوشش کی جاتی تاکہ وہ صحیح جواب دے سکیں ۔

اگر کوئی شخص سامعہی جہد کی تاریخ کا گہرا مطالعہ کرے تو اسے صاف طور پر مغربی فکر کے بیڑوں اور اس کی تعلیم کے ڈھول کے سلسلہ میں ، مراعات ملے گی کہ ان کی تعلیم مغربی معاشرہ ثقافت و فلسفہ تک ہی محدود و محدود رکھے گی کوشش کرے گا کہ اس میں مغربی کے یہاں اس کی مراعات ملتی ہے ۔ کیونکہ اعلیٰ اور مغربی ترقی کی ضرورت نہیں مغرب کی تعلیم تمدن و ثقافت میں کی جائے تاکہ عالم اسلام ان سب چیزوں کے لئے مغرب کا محتاج نہ رہے جب معلوم اور دوسروں کی صنعت و حرفت کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے لینے کی کوشش کی جاتی تو اعلیٰ جانے کی صنعت و حرفت کی پوری ترقی کر سکتی ہے ۔

عالم اسلام میں قائم تاریخی کارخانے اور نیکیاں بند کر دی گئیں تاکہ زیادہ سے زیادہ یورپ کی نیکیاں پھر برسرِ کار آجائے موجودہ دنیا میں جبکہ بیشتر ترقی یافتہ ممالک انسانی ترقی کے مالک ہیں اگر کوئی مسلم ملک اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے تو دنیا میں خود بخود جاتا ہے اور اس کو اسلامی ہم کہہ کر دنیا کو خود فزیدہ کیا جاتا ہے جبکہ وسیلہ ممالک ایسے ہی ہیں جہاں اس فن میں متعلقہ انسانی ہور ہی ہیں اور موجودہ مہم کی سرپرستی میں اس پر کھڑے حاصل کئے جا رہے ہیں ، چھوٹا سا ملک اسرائیل دنیا میں ذرا تھے اور نیکیاں پورے نیکیاں قائم کر رہا ہے لیکن کسی کو اس پر نیکی کرنے کی جرات نہیں ۔

جن مسائل میں مسلم ممالک اور موجودہ اسلامی معاشرہ کی توانائیاں فنا ہو رہی ہیں اس کی پوری ذمہ داری تجارتی ملک کی تقسیم کر دینے کی سیاست کے سرسبب اس لئے کہ جس وقت یہ ملک ایک دوسرے سے الگ ہوئے اور مختلف حصوں میں بٹے گئے تو ان کے ممالک متنازعہ پر یہ صحیح ہی قائم کر دی گئیں ، بعض مسلمان لڑنے پہ موزوں ملک ہے ملک کے کسی مسلم ملک میں قائم کر دینے کے لئے اس خلا کو غازی اور مدعا و نشہ ماننے کے نتیجہ میں ، دیکھنی اور دیکھنی نہیں ہو رہی ہے اور مدعا و نشہ پر برا بھلا بھلا کرنے کے



جال میں پھنسے ہوئے ہیں اس کنکشن کو قائم رکھنے کے لئے شرب آپس میں دست و درگمیاں جماتیں اور تھوڑے سے اپنا رابطہ قائم رکھتے ہوئے اصل کے مدبران اور دھم کرنا ہے تاکہ یہ سمر حل نہ ہونے پائے آج عالم اسلام کے نقشہ کے تحت آنے والے تمام ہی ممالک اسی نازک مرحلے سے گزر رہے ہیں اور ایسے ممالک کی تعداد نسبتاً دنیا کے دیگر ممالک کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔

تاؤ اور ٹکڑاؤ اکثر خزانہ حق سے عروسی اور حق ٹھونکے سبب پیدا ہوتا ہے اور یہ ایک فطری بات ہے حق تلفی اور عروسی کے شکار جو حقیقت ہوتے ہیں ان میں حق سلب کرنے والوں کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور جو ایک عدلیا آتا ہے جب وہ طاقت استعمال کرنے لگتے ہیں، علم نفسیات و سماجیات کے ماہرین اکثر کنکشن کا سبب نہ بن گئے اور عروسی کے احساس کو مانتے ہیں آج علم نفسیات و جنسی آزادی کے لئے عالمی کانفرنسیں منعقد کی جا رہی ہیں اور اخلاقی آزادی کی تحریکیں ہیں یہی ہیں لیکن مسلمان خواتین ممالک میں ہیں لیکن اور قدیم مذہبی گڑبگڑ ہے جس کے اس کے ان کو کچھ بھی سن کر نہیں ہے، بلکہ مزاحمت میں اضافہ کے خواہاں ہیں، مسلمانوں پر طرح طرح کے قوانین لگا دیے جا رہے ہیں جو ان کی طبیعت و مزاج کے یکسر خلاف ہیں ایسی صورت میں یہ کنکشن اور یہ جنگ کیونکر پیدا ہو سکتا ہے جو خوراک کے حصول ہو گا اگر سارے ممالک غیر طبیعی حالات میں مبتلا ہیں جو مسلمانوں کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور ان کو ایسے اقدامات پر مجبور کیا جا رہا ہے جو ان کی تادریک کے مزاج اور ذوق کے خلاف ہیں، یہ مسلمانان کے سیاسی زوال سے جا رہی ہے۔

اسلم ممالک میں باکثرت نفوس افزائی کی کہیں ہے جنہیں خیریت سمجھتے ہیں اور جن کی آخری فتویٰ ہے کہ خیر کا بیضام ہر جگہ عام ہیں جن کا خمیر روہ نہیں ہوتا اور جو دنیا کی باج سے بلند ہیں یا وہ جنہیں شہرے نفرت و نفی سے اور ان کی اس سلسلہ میں آخری خواہش یہ ہے کہ شہر و خانہ کا یکساں بن جائے اور وہ طاقت کے سامنے جھکے والے نہیں، وہ سرت سے ڈرتے نہیں، وہ مال کی محبت سے پاک ہیں وہ حق کے علاشی ہیں نہیں

حق کو قائم کرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں اور مقررہ تعلیم کی روشنی میں پلے والے اپنا اپنا وقت و صلاحیت میں رائج اس علم کی روشنی کے اعتبار سے وہی ایمان اور کامل یقین ہیں، مصائب و شدائد ان کے ایمان میں کچھ فرق پیدا نہیں کر سکتے خواہ کتنے ہی خد یہ ہوں اور جب کبھی بھی مغربی تمدن کی خواہیاں سر اٹھتی ہیں اور اس کے نقصانات ملتے آتے ہیں تو ان کے ایمان و عزیمت کے سمندر میں موج بلند اور نہنگ حوصلہ مندی پیدا ہو جاتا ہے، خدا میت و دنیا میت کا جذبہ انگڑائیاں لینے لگتا ہے، یہ حالات کا رخ بدلتے فساد کو مٹانے میں کوشش رہتے ہیں اور ہر حال میں کوشش دیتے ہیں اس طرح یہ کنکشن جاری رہے گی ان کی یہ کوشش ہے کہ اسات سلسلہ اس غار ملت سے نکل جائے جس میں وہ سارا جمیت اور اس کے بعد مغرب کے ہمنوا حکمرانوں، اس کی ثقافت و عقائد کے دم بھرنے والوں کے ہمدستے لڑ گئی تھی، وہ اعلیٰ قدروں کی اتباع زندگی میں پائیز گواہی دے گا اس میں پیدا کرنے کی دعوت دیتے ہیں لیکن اس کے

تعمیر میں انہیں باجندوں سے ملکر آ جاتا ہے، نفس و حرکت سے روکا جاتا ہے ان کے منہ بند کیے جاتے ہیں جبکہ وہ گلوں کے لئے رشد و فلاح اور خیر و صلاح کے سوا کچھ نہیں جانتے اور وہ دشمنوں سے انتقام کا جذبہ رکھتے ہیں اور نہ ہی ان کا برا چاہتے ہیں لیکن آج انہیں کو درست گرد بننا درست اور تہذیب و ثقافت کا دشمن قرار دیا جا رہا ہے۔

خود کا نام جنوں لکھ دیا، جنوں کا خود جو چاہے آپ کا من کر سکرے گا کرے

پندرہ روزہ تعمیر حیات  
ایک تحریک ہے اس کی  
توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔



اعلیٰ تعمیر پر نفاذ مقام

بہترین جائے وقوع

اعلیٰ معیاری ماحول اور اعلیٰ ذوق کے افراد کے لئے  
تین بلڈنگوں پر مشتمل آفسوں اور دفاتر کا نوں کے لئے

تشریف لائیے

انڈینیشن امیر پور سے قریب جدید طرز اور گلاس لفٹ گیراناٹک اور جدید  
انداز پر مشتمل ہے۔ تعمیر کی کام تیزی سے جاری ہے۔

آئیے

اور ٹران کنسٹرکشن کمپنی کی پیش کش قبول کیجئے

Regd. Office :  
Twin Complex Phase I, Office No. 201, Opp. Marol Fire Brigade,  
Marol Maroshi Road, Andheri (E), Bombay - 400 059.  
Tel. : 837 3203 / 839 1150 / 839 3321 / 839 4227. Fax : 91-22- 839 1563

# استاذِ محترم مولانا محمد اسحاق صاحبِ مدنی

مولانا سید محمد راجح حسینی مدنی

اسی طرح قائم رہی ہیں برابر ان سے مانوس رہا اور وہ بھی اپنے دینی و علمی افادات سے وقتاً فوقتاً نوازتے تھے، وہ ایک طرف عالمِ دین تھے اور دوسری طرف دین کے جو شیعے حامی و مدافع تھے انہوں نے دینی جذبہ سے جو پال میں رہ کر وہاں کے فوجی اسکول سے فوجی ٹریننگ کی تھی اور اس کے لئے وقت صرف کیا تھا، پناچودہ اسکول میں رائج طریقے سے جہاں ٹریننگ لینے پر زور دیتے اور کبھی کبھی اسکی نگرانی بھی کرتے، وہ دین کی خاطر جان تک کی قربانی دینے کے جذبہ کا انہیں رعبی کرتے تھے،

مولانا مرحوم کا اصل موضوع اصلاحِ دینی معانی کا تھا، لیکن اس کے ساتھ انگریزی جاننے کی وجہ سے جدید فلسفہ اور نفسیات کا بھی مطالعہ کرتے تھے جو انہوں نے "اسلامی سیاست و حکومت" پر ایک کتاب تیار کی تھی، جس میں علامہ سید سلیمان ندوی کی رہنمائی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے متاثرہ بھی شامل تھے، اس کے علاوہ مولانا مرحوم نے ایک کتاب قرآن مجید کے معانی میں آئی ہوئی نفسیاتی جھلکیوں کو بیان کرنے کی کوشش کی تھی، مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے شفقت کی بنا پر مجھ کو اس کا مسودہ برائے مطالعہ عنایت فرمایا تھا، مجھے وہ کتاب بہت اچھی اور قیمتی معلوم ہوئی لیکن میں نے پھر وہ کتاب نہیں دیکھی غالباً وہ زیورِ طبع سے آراستہ نہ ہو سکی

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت پر بھی ایک مختصر کتاب تصنیف کی تھی جو ان کے ندوۃ العلماء میں اپنے کے دوران انکے بعض شاگردوں نے طبع کر لی تھی۔ مولانا تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا عملد برابر قائم رکھتے تھے اور اس میں ان کا طرزِ تحقیق تھا۔ اپنی تحقیق سے وہ بعض ایسے گوشے اُبھارتے تھے جو دنیا نظروں سے غمی رہ گئے ہوتے یا جدید تحقیقات کی رو سے صحیح اور ضروری مسلمات میں وہ قیمتی اضافہ کا

مولانا محاسنِ حق صاحبِ مدنی کی خبر وفاتِ ندوہ میں تاخیر سے پہونچی، اسی زمانہ میں ناظرِ کتب خانہ مولانا مرتضیٰ صاحب کا انتقال ہوا، دوسرے ایک ساتھ پیش آئے، اس طرح مولانا محاسنِ حق صاحب پر انہیں رونا کر کچھ تاخیر ہوئی، تغیراتِ کتب دونوں پر اہلِ تعلق کا تاثر دے رہا ہے۔

ادارہ

برصغیر ہند و پاک کے معروف و مشہور عالمِ دین، مصنف، استاذ اور داعیِ دین و اصلاح مولانا محاسنِ حق صاحب سید مدنی صاحبِ مدنی نے گزشتہ دنوں پاکستان میں رحلت کی "یا نا للہ و یا نا مالیکہ راجعون" ان کی وفات کی خبر ندوہ میں عرب ممالک کے ایک ذریعہ سے تاخیر سے پہونچی، جس نے تمام اہلِ تعلق و قدر و اہل کو حول و درجیدہ بنایا، یہ ساتھ علم و دین کا خاوا ہے اس خبر سے ہم سب کے دلوں میں ان دنوں کی یادیں گھوم گئیں جب مولانا رحمۃ اللہ علیہ ندوہ میں تھے اور دس دفاذہ سے مستغیر کر رہے تھے مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں دو دہائیوں سے زیادہ تعلیم و تدریس میں وقت گزارا ہے اس طرح سیکڑوں طلبہ نے ان سے فائدہ اٹھایا ہے، مولانا رحمۃ اللہ علیہ کھنڈ سے ۱۹۴۰ء کو میٹر مغرب میں واقع شہر سندیلک سے پہنچے دلتے تھے یہ تھوڑے ہی دنوں میں دانشوروں، اہلِ علم و اہلِ علم کا گھر ہونے کی وجہ سے معروف ہے، یہ تو انکی شہرت اہلِ علم کے درمیان اور عام لوگوں میں انکی شہرت لاڈوں کی وجہ سے رہی ہے جواب کم ہو گیا ہے، مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد سید ملک کے ایک مہرز مدنی صاحبِ فائدہ ان کے فرد تھے اور پولیس کے ایک بڑے عہدہ پر فائز رہے تھے، دینی جذبہ رکھتے تھے، اپنے بڑے صاحبزادہ کو بچھا اور لفظِ کارِ بارہا اور مولانا کی شفقت بھی

قائم کی تھی، جس میں مولانا اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ زحرف یہ کہ سادہ سنئے بلکہ وہ کہہ دت کے لئے اس مجلس کے ناظم بنے اور اس کے لئے کام انجام دیئے، انکی گفتگو میں مجلس نے ہندی وانگریزی میں متعدد مؤثر خطبات شائع کئے یہ کام ایک مدت تک ہوتا رہا اور اس سے فائدہ پہونچا۔

مولانا نے اپنے پیچھے بہت سی یادیں چھوڑیں جو ان کے جبین دلائل کا یہ اساس برعنائی انکی دلگاہ ملت اسلامیہ ہند یہ کے لئے ایک خارہ ہے۔

انشائیہ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور فرشتوں کو صاف کرے اور اپنے قریب جگلائے آئیگا

### ناشر حضرت توحید دیں

جو ناشر حضرت اشاعتی ادارے یا ادیب شاعر اپنی کتابیں تصورو کے لئے ہمیں روادار کرتے ہیں وہ اس کا ضرور خیال رکھا کریں۔

(۱) کتاب زیادہ سے زیادہ ایک سال کے عرصہ کے دوران شائع ہوئی ہو، زیادہ پرانی کتابوں پر تصورو ممکن نہیں ہے۔

(۲) چند صفحات پر مشتمل مختلف قسم کی کتابیں بھیجئے گا کوئی فائدہ نہیں ہے، دہریہ تصورو نکالے پاس وقت ہے اور دہریہ تعمیر حیات کے صفحات میں اس کی گنجائش ہے۔

ان پر آخو میں ہتھم کی ذمہ داری ڈال گئی۔ جس سے انہوں نے ششہ میں طبعہ کی اختیار کر لی اور اس کے تقریباً لاکھ کے بعد پاکستان نشرینے گئے تھے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کئی برس تک بڑے طبعا کی بورڈنگ کے نگران بھی رہے، وہ دینی مجلسوں میں بھی جاتے اور تقریریں دے دے لکھتے تھے، وہ حضرت تھانوی کے خلفاء کے سرشار میں تھے، انہوں نے اپنی کئی زندگی میں دینی اثر و کیفیت اس راہ سے پیدا کی تھی اور اپنے طبعا کو اسی صلاح و تدبیر کی طرف راغب کرتے تھے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے لیا بٹ کا علم بھی حاصل کیا تھا۔ لیکن ہے کہ انہوں نے ششہ میں مطلب بھی کیا جو کوئی نہ ان کے نام کے شروع میں حکیم کا لفظ بھی وابستہ کیا جانا تھا جو انہوں نے بعد میں باقی نہیں رکھا، وہ نفس بھی دیکھتے تھے اور جہاں تک بیہ اندازہ ہے ان کو نہیں پہچانتے کی کافی حد تک مشق تھی جو صرف ماذق الیہ کو کوثر کرتی ہے

مسئلہ کے انقلابی حالات کے اثر سے مسلمان رہنما یا ملت کو یہ احساس ہو چلا تھا کہ اس ملک میں اسلام کی بقا کے لئے جو مسلمانوں کے بقا کے لئے ضروری ہے دعوت تبلیغ کا کام علی انداز میں فیہمسلموں میں بھی کرنا چاہئے اس کے سلسلے میں مولانا سید الزکریا علی غنی ندوی مدظلہ الی نے ایک مجلس، مجلس اشاعت کے نام سے

بابت ہوتے اس بحث و غور و فکر میں ان کا ذہن اس بات کی طرف ذرا غفلت کے ساتھ چلا گیا کہ تاریخ اسلام میں متعدد ایسے حوادث پیش آئے جن میں بعض شیعوں افراد کی طرف سے امت مسلمہ کی بدخواہی نمایاں تھی اور اس بدخواہی کے سبب سے بعض مسلمانین واقعات پیش آئے مولانا کا یہ احساس بیدار رہا جو اس کو انہوں نے ذرا زیادہ دقت کے ساتھ استعمال کیا۔

اس سلسلہ میں مولانا مرحوم کی صحت اتنی بگڑ گئی کہ وہ تاریخ کے متعدد واقعات کی بنیاد پر بعض ایسی شخصیتوں پر بھی شبہیں ڈھن کا اثر دکھانے کی کوشش کرتے جن کے بارے میں اکثر اتفاق ہے کہ وہ شیعوں ذہن کے نہیں ہیں، مولانا مرحوم کا یہ غلو ان کی دینی قیمت کی بنا پر تھا اور یہ خصوصاً ان کے پاکستان منتقل ہونے کے بعد زیادہ بڑھا تھا، اندازہ یہ ہے کہ پاکستان اس کے وقت کے حالات نے اس میں ہمیز کا کام کیا تھا اور اس ذہن میں غلو پیدا کر دیا تھا۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان منتقل ہونے ان کے منتقل ہونے سے قبل ان کے سبب اعزہ منتقل چکے تھے، پھر ان کے دینی رہنما اور امت مسلمہ کی خدمت کے بعد بننے ان کے اندر مسلم ملک میں منتقل ہونے کا قضا پیدا کیا، لیکن وہاں رہنے کے بعد ان کو احساس ہو کر کہ وہ جس موقع سے وہاں گئے تھے وہ پوری نہیں ہوئی، درمیان درمیان میں وہ ہندوستان آئے اور اپنے رفقاء و شاگردوں سے ملے اور اس طرح پرانی یادیں تازہ ہو جاتی تھیں، مولانا مرحوم فوض اخلاق اور بے تکلف مزاج کے تھے اس لئے ان کے تعلقات بھی وسیع تھے۔

ندوۃ المسلما میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دینیات کے مضامین کے ساتھ محرم اجتماع کے بھی بعض مضامین تھے مثلاً مسائل دینیات کا مضمون اور سیاست کے اسباق کے مضامین، ترجمہ تفسیر قرآن کا ذکر میں پہلے کرچکا جو اس کے علاوہ حدیث شریف کے بھی اسباق تھے کئی سال تک انہوں نے ہماری شریف کا بھی دیکر دیا،

### اساتذہ کی ضرورت

جامعہ اسلامیہ مختلف پورے قلمروں پر ضلع اعظم لکھنؤ۔ یوپی۔ مدرسہ ہذا کے لئے درج ذیل مضامین تیار کئے گئے لائق و باصلاحیت اساتذہ کی ضرورت ہے۔

- ۱۔ فقہ اور حدیث کے لئے
- ۲۔ عربی ادب کے لئے
- ۳۔ شیعہ توحید کے لئے
- ۴۔ دہریہ حقائق کے لئے
- ۵۔ ایک خوش نویس (کاتب)

مذکورہ امور کے لئے خواہش مند حضرات ادا خراجہ تک اپنی درخواستیں مع ضروری کاغذات (رأسناد وغیرہ کے قوٹو) بھیج دیں، تعلیمی تجربات کا تذکرہ ضرور کرویں۔ مشاہرہ کی اطلاع تعین کے بعد ہی ہو سکے گی۔

## شریعت کے ازدواجی قوانین میں

# عورتوں کے حقوق

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

انسان کی فطری ضرورتوں اور طبعی تقاضوں میں سب سے اہم یا اہم ترین میں سے ایک وہ تقاضا ہے جس کی تکمیل ازدواجی رشتہ سے ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس جیسے اہم تقاضے کی طرف سے کوئی معمولی سا قوانین کا مجموعہ بھی صرف نظر نہیں کر سکتا۔ چہ جائے کہ اگر کم لگائیں کی طرف سے عطا کردہ وہ دستور جو پوری انسانیت اور اس کے ہر فرد کے تقاضے کی رعایت اپنے اندر لئے ہوئے ہے، وہ بھلا کس طرح اسے نظر انداز کر سکتا ہے۔ (الْأَفْئِدَةُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ)۔

خداوند کی قانون میں اس تقاضے کو کتنی اہمیت دی گئی ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ اگر کسی انسانی شخصی و عملی ضرورت کے لئے مفصل اور واضح احکام و ہدایات قرآن و سنت میں ملنے لگتے ہیں اس کے بارے میں ہے یا پھر قرآن مجید کی چھ سورتوں، بقرہ، نساء، نور، احزاب، ممتحنہ اور طلاق کی تقریباً چالیس آیتوں میں عالمی قوانین و ہدایات دی گئی ہیں اور ان احادیث نبویہ کا تو شمار ہی مشکل ہے جن میں الہی ہدایات ہیں اور فرائض و عبادتیں جو فرائض و عبادتیں ہیں اور ان میں ہجرت موجود ہے۔ یہ بجائے خود اس موضوع کی اہمیت اور اہمیت مطلوبیت کی مستقل دلیل ہے۔

ہاں ان سب کا احاطہ نہ مقصود ہے اور نہ اس کی تکمیل کی تفصیلات کا احاطہ، کوئی مقالہ انہیں ضمیمہ کرتا

ہی کر سکتی ہے۔ بجز انہی اس موضوع پر متعدد مفکرین ہیں موجود ہیں، راقم بطور کی کتاب "معاشرتی مسائل" بھی ان کے موضوع پر عرصہ ہوا لکھے، جس کے متعدد ایڈیشن مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، "لکھنؤ" شائع ہو چکے ہیں، بلکہ صرف ازدواجی رشتہ قائم ہو جانے کے بعد اسے خوشگوار طریقہ اور بہتر طور پر بنانے کے لئے جو ہدایات و تعلیمات قرآن و سنت میں ہیں ملتی ہیں۔ ان کا مختصر تذکرہ اس وقت پیش نظر ہے۔ اس حقیقت سے انکار آج بھی ممکن نہیں کہ اس

رشتہ (و عہدہ معاہدہ) میں ایک فریق فطری طور پر کمزور و نازک ہوتا ہے (اس صنف کی نزاکت کا احاطہ کرتے ہوئے حدیث نبویؐ میں اسے "قواریر"، "دائیکینہ"، کہا گیا ہے۔ (دیکھئے بخاری ج ۱ ص ۵۷۱ و مسلم ج ۱ ص ۲۵۵) دوسرا نسبت مختلف اعتبارات سے مضبوط اور طاقتور اور سب جانتے ہیں کہ طاقتور کمزور کو حق دینا، حیوانی طبیعت کے مطابق۔ آسان نہیں ہونا، جو میل و فز شخص بھی اسلامی تعلیمات و ہدایات کا گہری نظر سے مطالعہ کرے گا اس کے سامنے یہ حقیقت آجائے گی کہ دونوں فطری فریق کی پوری پوری اس میں رعایت کی گئی ہے۔ لیکن کسی صنف یا مجموعہ کی رعایت پر مشتمل قوانین و ہدایات کا تہمات و متہم ہو جانا ہرگز قانونی حقوق دہانے کے لئے عموماً کافی نہیں ہوا کرتا جس کی سب سے نمایاں اور واضح مثال خال امتیاز کے حقوق ہیں کہ اگرچہ جوہت سے متکون کے دستور انہیں برابر کے حقوق دیتے ہیں

مگر عملاً کیا ہوتا ہے؟ اسے تسلیم کی ضرورت نہیں! وجہ ظاہر ہے کہ اپنی ذات پر جبر کر کے با نقضان انطا کر ضعیف کی رعایت کرنے پر آسانی سے طبیعت

آمادہ نہیں ہوتی، جب تک کسی کا خوف یا کوئی لالچ نہ ہو۔ دنیاوی قوانین۔ بالخصوص ایسے قوانین کہ جن پر عمل کرنے میں مادی نقصان یا طبیعت پر جبر ہوتا ہو۔ عمل پر آمادہ کرنے میں بالکل ناکام ہو چکے ہیں، خاص طور پر ایسی شکل میں جہاں قانونی چارہ جوئی اور مظلوم کی دادرسی کا امکان بھی بہت کم ہوتا ہے اور یقیناً وہ میں کے حقوق و معاملات اصل اکثر ایسے ہی ہوتے ہیں جن کا کسی بھی غیر کے سامنے بیان کرنا تک باعث تک، بلکہ با اوقات تباہ کن، بالخصوص عورت کے حق میں ہوتا ہے، تو پھر خوف خداوندی کے اور کوئی ایسا اظہار عامل نہیں ہے، جو کسی کا حق دینے پر۔ طبیعت کے نہ چلنے بلکہ بار بار غلط ہونے اور مادی نقصان کی صورت میں بھی، طاقتور کو مجبور کرے، غالباً اس وجہ سے رشتہ ازدواج کے انعقاد یعنی نکاح کے وقت جو خطر (تباہی صفت) پر جا رہا ہے اس میں قرآن مجید کی وہ متن اکثریں پڑھنا مستحسن ہے جن میں "تقویٰ" (یعنی خوف خدا کا نیز اس کے بتائے ہوئے قوانین کی خلاف ورزی سے بچنے کا حکم ہے) اور ان میں جو آیت سب سے پہلے پڑھی جاتی ہے (يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاجْتَبَ اس کے اندر تو خوف خدا کے حکم کے ساتھ یہ بات بھی بتادی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت دونوں کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک، انسان ہونے کے لحاظ سے برابر ہے (یعنی قوت و ضعف کے فرق کے باوجود) اس لئے کسی کو کمتر سمجھنا نہ صرف ظلم بلکہ خلاف حقیقت اور انسانیت سے بھی بھاگ۔ یہ طبیعت ہے کہ نازک چیزیں جسم کے نازک حصہ کی رعایت سب سے زیادہ ہوتی ہے مثلاً اس سے کوئی ایسا کام متعلق نہیں کیا جاتا جو اس کے لئے ضعف و نزاکت کی بناء پر ناقابل تحمل ہو، سچ ہو مجھے.....

تو عورت کو حجاب کا حکم دینے میں اسی وصف ذراکت کی رعایت ہی مقصود ہے۔ کیونکہ نکاح اور خالہ چترا چیز کی رعایت و حفاظت زیادہ کی جاتی ہے اگر عورت واقعی حقیقت شناس ہو اور اپنی قدر و پیمان لینے لگے رکھتی ہو۔ تو اس کے نزدیک سب سے بہتر چیز "حجاب کھ" نکلا ہوں ہے اپنی حفاظت ہوگی "جیسا کہ خاتون جنت (لک) جیٹی نورون کی (سراور) حضرت فاطمہؑ نے اپنے والد معظم (علی المرتضیٰ علیہ السلام) کے اس سوال کے جواب میں کو عورت کے لئے سب سے بہتر چیز کیا ہے؟ فرمایا تھا "نہ وہ کسی اجنبی مرد کو دیکھے اور نہ اسے کوئی اجنبی مرد دیکھے"

اس لئے شریعت نے کوئی ایسی ذلیلہ و بزدل نہیں بنائی جو اصل غلطی کے لحاظ سے اس پر بار ہو، چنانچہ شریعت نے اس پر نفقہ کی (خود عورت کے اپنے نفقہ کی بھی) ذمہ داری عام حالات میں نہیں ڈالی، اس بارے میں شریعت کا قانون یہ ہے کہ عورت کا شادی سے قبل نفقہ اس کے والدین پر ہے، والدین نہ ہونے یا افراجات برداشت کرنے کے لائق نہ ہونے کی صورت میں، صبیہ امول وراثت داد دیا، بھائیوں وغیرہ پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس عورت کی وفات کی صورت میں میراث کا کسریٰ دور پر جتنا حاصل ملتا ہے اس ہی نسبت کے بقدر اس عورت کے (وجودہ شریعتی) حقوق وارث پر افراجات لازم ہوں گے (و شایہ ۲۰)

۱۱۱۱) اس سے شریعت کے ایک اور حکم نامہ اصول کا پتہ ملتا ہے کہ اس میں شائع کردہ مردوں کے ساتھ والدین کی شادی کے بعد شوہر پر شوہر سے طہر کی صورت میں بھی عورت کے درمیان پورے افراجات شوہر کے ذمہ ہیں، یہاں تک کہ اگر عورت کھانا پکانے کی عادی نہ ہو تو پکا چکا کھانا بھی کھانا شوہر کے ذمہ ہوگا۔ یا باور بھی کا اختتام کرنا چاہا، اور شیر خوار بچہ کی موجودگی میں عورت کے بعد بھی بچہ کی کچھ کا دودھ دینا چاہیے اس کے اوپنے کے افراجات شوہر کے ذمہ ہیں، بچہ کا دودھ چھوٹنے کے بعد بھی اس کی پرورش کرنے کی وجہ سے اگر وہ کسی دوسرے مرد سے شادی نہیں کرتی اور بچہ کی پرورش میں مشغول رہتی ہے تو پھر وہی مدت کے درمیان (بچہ لڑکے کے لئے توجہ)

سات سال اور لڑکی کے لئے بلوغ تک ہے اس کا اور بچہ کا فریق بچہ کے باپ کے ذمہ رہے گا مزید یہ کہ باپ بچہ کی مال کو دودھ بلانے پر مجبور نہیں کر سکتا (احکام القرآن) بلکہ اس جلد (مشت) لایا یہ کہ بچہ کی جان یا صحت کو خطرہ ہو، اگر اس کا دودھ بلانے پر راضی نہ ہو تو باپ کو دوسری دودھ بلانے والی عورت کا اختتام کرنا جائز ہے (اگر وہ خوشحال کی مدت کے بعد اولاد پر اور اولاد نہ ہونے کے صورت میں پھر شادی سے قبل کی طرح والد یا دیگر قریبی شخصہ داروں پر ہے۔ اور جن لوگوں پر عورت کے افراجات لازم کے لئے ہیں وہ بعض معاف کارانہ نہیں بلکہ قانونی طور پر واجب ہیں۔ یعنی اس کے لئے ان لوگوں کو مجبور کیا جائے اور قانوناں سے دلویا جائے گا شوہر اگر خوشحال ہے تو اس کی حیثیت کے مطابق بیوی کو افراجات دلائے جائیں گے (اور عورت کو بعض مشکوک میں) ان کی طرف سے حکومت شرعی میں دلوائی ہے۔ بد قسمتی سے اگر عورت کے دستور دارین نہ ہوں (یا اس

لائق نہ ہوں) نیز اور بھی کوئی ذریعہ معاش نہ ہو تو پھر اس کے نفقہ کی ذمہ داری حکومت وقت پر ہے (شرعی حکومت نے عورت کی حکومت میں مداخلت سبکی اس کی قائم مقام ہوتی ہے) غلطی یہ کہ عورت کو اپنی ضروریات زندگی کے واسطے کمانے کی سخت و مشقت سے ہمیشہ کے لئے بچایا اور اس کا تکفل اکثر کسی نہ کسی موکے ذمہ کر دیا گیا ہے اس کی وجہ سے "انگیزہ" کی رعایت کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ ہمیں سے ترکہ میں عورت کا حصہ رکے حصہ سے اکثر عورتوں میں کم ہونے کی علت بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ عورت پر عام و نارمل حالات میں ایسی کوئی مالی ذمہ داری شرعاً عائد نہیں ہوتی کہ وہ خرچہ کرے پر مجبور ہو، مزید برآں مرد کے خلاف، عورت کو نکاح کرنے کی صورت میں بھی ملتی ہے، جہاں شریعت پر مبنی ہے۔ اور اس کے تمام افراجات کی ذمہ داری شوہر ہی پر ہوتی ہے

اس طرح عورت ترکہ میں حصہ بخلا ہر کر پانے کے باوجود زیادہ کی مالک بن جاتی ہے، مثلاً اگر کوئی عورت ایک لڑکا اور ایک لڑکی وارث چھوڑ جائے اور تیس ہزار روپیہ کا ترکہ لڑکے کو دے دے اور لڑکی کو دس ہزار روپے ملیں گے

بجائے کے بعد اگر لڑکا اور لڑکی دونوں شادی کریں، اور خرچہ کچھ ہر ایک کا کھڑکوس ہزار روپیہ مقرر ہو تو لڑکے کے پاس ہر ایک رقم لکھنے کے بعد دس ہزار روپیہ رہا نہیں اور لڑکی کو شوہر کی طرف سے ہر ایک رقم لینے کے بعد اس کے پاس بیس ہزار روپیہ ہو جائیں گے۔ مزید یہ کہ لڑکے کو اپنے ذاتی افراجات کے ساتھ اپنی بیوی کے افراجات بھی اٹھانا ہوں گے۔ اور لڑکی پر کوئی خرچہ نہیں خود اس کا اپنا بھی نہیں کیونکہ وہ بھی اس کے شوہر کے ذمہ ہوگا، اس طرح عورت، ترکہ میں حصہ ابتدائی کم کے باوجود۔

بالاخر زیادہ مال کی مالک ہو جاتی ہے جو فی الواقع اس کے ایک بلیک بلیکس برعائے اس میں ذریعہ ہوگا کسی حقیقی ضرورت پر خرچہ کی نوبت شاید ہی آئے گی، پھر عورت اسلامی شریعت کے مطابق شادی سے قبل کی طرح شادی کے بعد بھی نہ صرف اپنے والدین (اور بعض صورتوں میں بھائی بہن وغیرہ) کے ترکہ میں حصہ شریک ہوتی ہے، بلکہ اپنے شوہر اور اولاد کے بیٹھ میں بھی حصہ لینے کی مستحق ہوتی ہے، اس بنا پر ہمیں حقیقت پسند اور منصف مزاج باغریضہ مسلم مشکوک میں یہ استراحت کرنے پر مجبور ہوں گے کہ، اسلامی قوانین میں عورتوں کو حقے حقوق دیئے گئے ہیں کہ کسی بھی حالت میں نہیں دیئے گئے (حوالہ کے لئے دیکھئے ابھاسی احمد) بالادکو پر مشتمل میں پڑھا گیا، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (مذکورہ خطبہ صدارت)

لیکن تعجب ہے کہ ان شرعی قوانین کو جن میں عورتوں کے اتنے حقوق اور رعایتیں دی گئی ہیں جو کسی بھی ملکی یا مذہبی قوانین میں نہیں دیئے گئے ہیں، حقوق نسواں کی پاکستانی کرنے والا ٹھہرا اور کہا جا رہا ہے اور اس کے مقابلہ میں ایسی تہذیب و معاشرت کو عورت کے حقوق کا نگہبان اور ان کی عزت افزائی کرنے والا قرار دیا جا رہا ہے جس نے اسے بیٹھ کی آگ کھانے کے لئے بسوں کی کندکڑ اور کاناؤس کی سہل گڑی ہی نہیں بنایا بلکہ کال گرن، بیس علت، جسے گرن کر کیا، اور مرد کی توقع طبع کے لئے بے پردہ کر کے اسے شمع اپنی بنایا اور جس کی برہنہ اور نیم برہنہ تصویریں کو بازار کی سامان کی طرح ہر گھنہ کو سپہ میں بیٹھ جائیں،

دوسرا کیا جا رہا ہے اس کے باوجود یہ تہذیب عورت کے  
ممن و منحرف راہ ہے! **نظ**  
خود کا نام جنم رکھ لیا جنوں کا حضور ،

عورت کی منفی رعایت ہی کا احترام دیکھا خاکہ کرنے کے لئے  
اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مردوں کو خاص طور پر حکم دیا ہے ۔  
وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَذِكْرُ اللَّهِ وَأَتَى مَلَأَ  
یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر طریقہ پر زندگی گزارو اور  
اللہ کی کتاب کے اسی کی طرف سے شرح و تفسیر کرنے والے  
کچھ رسول نے جن معاشرت کا قافیہ ہی نہیں علی طور پر نمونہ  
پیش کیا جس سے زیادہ بہتر کا تصور کرنا بھی مشکل ہے بیت الہی  
(علیہ السلام) سے اس سلسلہ کے یہاں چند نمونے پیش  
کئے جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام کا ج میں ازدواج کا  
اہم جانتے تھے۔ اس کی تشریح زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے  
(ان سے زیادہ گھریلو زندگی کے بارے میں حسیب ریاس اور کی  
شہادت نہیں ہو سکتی) یہ فرمایا کہ "آپ اپنے گھر سے صاف  
کرتے۔ بکری کا دودھ دیتے، کپڑے خود سہیلتے، چیل  
درست کرتے، اور دھوئی کی مرمت کر لیتے پھرتے اپنی زوجہ  
مطہرہ حضرت عائشہؓ کی دھوئی کی خاطر ان کے ساتھ بھاگ  
دوڑ میں مقابلہ کیا، اور ان کی کمری کی وجہ سے انھیں  
سپیسوں کے ساتھ کھینچنے کی پوری آزادی دے رکھی تھی، آپ  
کا کرمانہ یہ تاؤ صرف حضرت عائشہؓ کے ساتھ ہی مخصوص تھا  
بلکہ ایسا ہی برتاؤ کو پیش تمام ازدواج کے ساتھ تھا۔ بیوی  
کے ساتھ رعایت اور صبر سلوک کا آخری درجہ یہ ہے کہ کسی کی  
وفات کے بعد بھی خیال رکھا جائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
اپنی زوجہ اولیٰ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی وفات کے بعد انھیں  
برا برباد فرماتے۔ ان کے حق میں دماغی خیر کرتے اور یہ معمولی بھی  
تھا کبھی بکری ذبح کر کے اس کے گوشت کی بڑی مقدار ان  
مردود (دفعی اللہ جہاں کی سپیسوں کو بھجواتے) اسی بنا پر  
ازدواج مطہرات کا متفقہ فیصلہ تھا کہ آپ شخصیت  
بہترین شوہر کے عمارت پر نظیر و عدم المثال تھے، آپ  
نے انہیں کو بھی عورتوں (اپنی بیویوں) سے ملنے انداز

میں گفتگو کرنے کا حکم دیا بلکہ یہ بھی فرمایا (شوہروں سے)  
کہ بقدر امکان علیہ بھی تم بہتر بناتے رکھو، جیسا کہ تم  
چاہتے ہو۔ عورتیں تمہارے لئے سنگار کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ازدواج کے  
ساتھ خود کو کاہنہ برتاؤ کیا اس طرح اپنی امت کے مردوں  
سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے سے اچھا  
برتاؤ کریں۔ اگر خصوصی طور پر اس کی تاکید نہ بھی کی جاتی  
تو بھی نبی اکرمؐ انہما کے عام حکم کا تقاضا ہی ہوتا ناگین  
اس کے باوجود دفعہ وصیت کے ساتھ آپؐ نے مختلف  
موقعوں اور متعدد دیرلگے بیان میں اس بات کی تاکید  
اور یقین دہانی فرمائی مثلاً ایک موقع پر عورت کی غفلت  
کمزوری کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی کوتاہیوں سے  
عرفی نظر کر کے حکم دیا جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کی طرف  
سے کچھ کوتاہی ہو جانے کے باوجود (جس میں دخلی طور  
پر ممدرد رہی ہے) اس کے ساتھ بہتر سے بہتر معاملہ  
کرتے رہو، برکت و بعیرت کے لئے اصل کلمات طبیعت  
پر تھے جیسے (اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا) (تماری طرف  
جلد ۱ صفحہ ۲۶۲) عورتوں کے ساتھ بہتر برتاؤ کرنے  
کے (بارے میں میری) نصیحت مانو۔

غور فرمائیے۔ اس صنف کے ساتھ کسی درجہ رعایت  
کا حکم دیا جا رہا ہے کہ عورت سے اگر ناگوار یا پیدا کرنے  
والی حرکات سرزد ہوں تو بھی تحمل کا ثبوت دو اور اس میں  
اے معذرت گزارنے ہوئے بہتر سے بہتر سلوک کرتے  
رہو۔ تکلیفیں پہنتے رہنے کے باوجود کرمانہ برتاؤ کرتے  
رہنے پر ذہن کو بھی مطمئن کرنے کے لئے یہ ارشاد فرمایا،  
"لَا يَعْزِبُ مومن عَنْ مَعْنَىٰ كونه منهلخفا  
رضی منہا آخر" (مجموع مسلم ج ۱ صفحہ ۴۴۱)۔

یعنی کوئی شوہر اپنی بیوی سے تعلقات (کسی ایک آدھ  
ناگوار بات کی بنا پر) ایک دم منقطع نہ کرے۔ (کیونکہ) اگر  
کوئی بات اگر ناگوار ہوئی ہے تو کچھ باتیں اس میں مفرد  
پسندیدہ بھی ہوں گی اعتدال خدا کرنے کے لئے اس طرح  
فوز کرنا کسی درجہ خوش ہو گا؟ یہ بتانے کی ضرورت نہیں

آنحضرتؐ نے یہی ارشاد فرمایا کہ زندہ کو ایمان میں کمال اپنی  
وقت ماحصل ہوگا جب تک اٹھائی میں وہ انتہائی درجہ بلند پر  
ہوئی جائے یہ بھی فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے بہتر وہ ایمان  
ہے جو اپنی (خدا ترس) بیوی کی نظر میں بھی بہتر ہو (لال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم) کامل المؤمنین ایماننا أحسنہ  
خلقاً وخیراً کہ خیرا کہ لیسام ہوا (قرآن ۱۳۱)  
ان ہدایت کا یہ آخر ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کو  
بہتر سے بہتر قبول کرنے والوں نے عورتوں کے واجب حقوق ادا کرنے  
ہی پر لگنا نہیں کیا بلکہ ان کی دھوئی کی رعایت میں اس حد تک  
چلے گئے کہ میرے زیادہ کا تصور بھی مشکل ہے، جو کہ ایک مایا  
مثال حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے طرز عمل میں ملتی ہے۔ جسے وہ  
خود ان افلاطون بیان فرماتے ہیں وہ اپنی لاکھون ہوسرانی  
کھاتہ تزییناتی، قولہ تعالیٰ وَنُفُوسٌ مِّثْلُ النِّدَىٰ  
عَلَيْهِمْ بِالْمَعْرِفَةِ (یوسف) اور ان کے بارے میں  
ازدادہ رشید رفاغری (یعنی میں اپنی بیوی کی خاطر ہانسنور  
دہتا ہوں جیسا کہ وہ میری خاطر، گو نہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
ہے۔ شوہر کے بیوی پر جیسے حقوق دے دیے ہیں بیوی کے  
شوہر پر بھی ہیں صنف نازک کی دلداری اور رعایت کا  
آخری درجہ یہ ہے کہ جب نہانہ ہو سکے کی بنا پر مجبوراً  
طلاق کی قیامت آجائے اور علیحدگی مفوری ہو جائے تو ایسے  
نازک وقت میں بھی اشرق الیٰ کا حکم ہے۔ یہ دوسرے  
بعض روایات اور سندیں جو کھنڈا (ص ۱۱۱) سے  
۱۳۱۳ (لا حزاب ۴۱) یعنی بیویوں سے علیحدگی بھی  
خوش اسلوبی اور اچھے طریقے سے اختیار کر دو۔

دنیا کے توازن شاید اس کی نظیر پیش کرنے سے  
قاصر ہوں بلکہ انسانی نفسیات کی تاریخ میں غالباً یہ حکم  
نواد میں خمار کے جانے کے لائق ہوگا ایسے حالت (طلاق  
کے وقت) میں جیکے عموماً دونوں طرف انتقامی جذبات کی  
آگ بھڑک رہی ہوتی ہے اور نفرت عروج پر ہوتی ہے  
قرآن حکیم میں مرد کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ عورت کے تمام  
واجب حقوق ادا کرنے کے ساتھ مزید کچھ تحفہ کے طور پر  
ایک سے دو مختلف طلاق نامہ (تلاقی) دے کر اس کی دل شکنی

یہاں لکھی، یعنی تمہارے لئے (نیز لے) لباس ہیں اور تم ان کے لئے) کے پیٹھ و پیچہ از اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ مشہور افشا، پر از عالم پھر مولا نامہ بلکہ جہاد بلخی مرحوم نے میرت افروز اور دیوانہ انداز میں آیت بالا پر جو نوٹ لکھا ہے وہی چاہتا ہے کہ اسے پیش کر دیا جائے، مولانا لکھتے ہیں:-

مقرب و اتصال کے لحاظ سے ایک دوسرے کے پردہ دار، اور موجب تسکین ہونے کے لحاظ سے گویا اردو دعوہ اور میں دونوں میں، یعنی دامن کلمہ، وہ ان کے حق میں اور اٹھنا چھوٹنا اور یہ ان کے حق میں..... جو کہ اس سے معلوم ہوگا کہ انسان کے حق میں ایک کا ایک وصف اعتیاد اس کی پردہ پوشی ہے لباس جسم کے عیون کو چھپاتا ہے اس کے حسن کو اچھپاتا ہے..... گویا اسلامی خاندان میں میان ہوی کو ایک دوسرے کا پردہ پوش ہونا چاہیے۔ اور ایک دیگر گزشتہ کو بڑھانے والا..... متنازع ایک ایک دوسرے کے جمالی، اخلاقی، روحانی جیوں اور کرداروں پر مطلع ہونے کا ملتا ہے اتنا ذمہ دوست کو ملتا ہے نہ کسی عزیز کو اس صورت میں صورت کے اخلاق کا کمال ہے کہ کو شوہر کی ہر کردار کو چھپائے اس پر مکرر اسے بہتر سے بہتر صورت میں ظاہر کرے اور خط ناخوشی تو خوشی بود بر جان من“ کا ثبوت قدم قدم پر پیش کرے۔ علیٰ ہذا اگر کہہ سب کمال اخلاق کی حواجز ہی ہے۔ دونوں کی اخلاقی تشکیل کا یہ مؤثر ترین نسخہ اسلام نے بالوں باتوں میں بتا دیا۔ یہی مذہب کی تعلیم ہے جو فریخی محققین کی نظر سے بہت اس لیے ہے کہ اس میں عورت کی تعمیر کی گئی ہے۔ خط۔

کتنے خطا یہ حرف بھی مشہور ہو گیا کہ رعایت نرمی و ہمدردی پر مبنی یہ اسلامی قوانین اور ہدایت اور عملی اقدامات صرف بیویوں تک ہی محدود نہیں بلکہ بکری صنف نازک ان کے زمانہ و ہمدردانہ معنایات کے دائرہ میں آجاتے ہیں سب دافع جانتے ہیں کہ قبل از اسلام صوب میں لوگوں کی بیداشت باندیش شرم اور محسوس بھی جاتی تھی، لڑکی کا پائے شرم کے نہ چھپاتا پھرنا تھا اس کا چہرہ ماز جاتا تھا۔ چنانچہ وہ اس عمار سے بچنے کے لئے زندہ لڑکی کو میٹ میں دبا دیتا تھا (قرآن مجید کی سورۃ النحل میں اس کے

کی تلافی ہو۔

گذشتہ صفحہ میں عورت کے کرد پر حقوق، یا عورت کے ساتھ رعایت کے سلسلہ میں اسلامی تعلیمات کی جو تفصیل پیش کی گئی ہے اس سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے کہ قانون شریعت میں عورت کو ہر ضرورتی سے برکتی اور شوہر کو اپنی بیوی کی طرف ناز برداری کرنے اور اس کی تمام مناسب و نامناسب فراکشوں کی تکمیل کا ہی حکم دیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ اللہ مجرم و جبر کے معاذ کہ وہ قوانین اور ہر ضرورت اصلی القبول علیہ وسلم کی ہدایت اس درجہ پر عین کما نہ اور غیر متوازن نہ کیونکہ ہر سکتی ہیں کہ جس سے اس شخص نے نظام ہی برباد ہو کر رہ جائے جس پر اسے رشہ کا اصل مقصود ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں عموماً ہر چیز کو اس کی ذمہ داریاں اور فرائض بتا کر انھیں پورا کرنے پر زور دیا گیا ہے جس کے بغیر ہر ایک کے حقوق میں مل جاتے ہیں اور اطمینان بھی غیب نہ پاتا ہے۔ جس سے انتہائی خوشگوار طریقہ کار بننا ہوتا ہے یہی طریقہ باسی میں ہمیں اختیار کیا گیا ہے جس سے نہایت اعلیٰ درجہ کا قانون و اعتدال پیدا ہو گیا ہے۔

عورتوں کے حقوق اور مردوں کے فرائض کا ذکر یہ جانے کے بعد مناسب ہوگا کہ مردوں کے حقوق اور عورتوں کے فرائض کے سلسلہ میں اسلامی تعلیمات و ہدایات کا مختصر ذکر ہو سکے اور یہ جانتا ہو کہ اختصار کے پیش نظر یہاں ہمیں کیا جا رہا ہے البتہ اتنی بات کا ذکر ناگزیر معلوم ہو رہا ہے کہ مردوں کی زندگی ایسی ہی صورت میں خوشگوار رہ سکتی ہے کہ جب دونوں طرف سے ایک دوسرے کی رعایت ہو یعنی صف قانونی اور دینی حقوق و فرائض کی ادائیگی ہی پر اتکفاء نہ ہو بلکہ اس سے بہت آگے بڑھ کر یکساں نکت کا تالیاں بننا چاہیے، اس میں جو ہمیں اسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب علیہ الرحمۃ کا ایک کلمہ نہ قولہ جو خود فرمے ایک نکاح کے موقع پر فرماتا ہے۔ یعنی کہنا کہ خدایا کہ وہ یہ کہ یہاں بیوی کے درمیان رابطہ کا نہیں رابطہ کا تعلق ہونا چاہیے جو تعلق کے اندر ایک موقع پر نہ زمین کے باہمی تعلق کو دیکھیں کیا اس کا حکم نہ

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث جو بھی دینی مسلمات میں ملنا ہو ان سے قطعاً میلے شائع کیے جائیں گے ان کے احترام کے بغیر نہیں ہے، لہذا یہ صفحہ آیت و حدیثوں اور کتب اسلامی طریقے کے مطابق ہے قرآنی سے ملو لکھیں

# ناز بردار بھائی

پروفیسر محمد احتیاء مندوخی

بھائی جان مولانا محمد رفیعی صاحب جمیلوں میں گھر کرنے پہلے اس بات کی خوشی ہوئی کہ خدا اور ہدیہ کے علاوہ ان کے دور ان قیام بعض بڑوں کی ذات اور ماسے سے محفوظ رہا گا، ساتھ رکھے، بڑھائے، جو بڑھا ہونا وہ سننے مست کا اعتبار کرتے، ہمت افزائی کرتے اور انعام دیتے۔

کچھ قریبی عزیزوں کے شدید اصرار پر میرے لئے کابلیاں رکھے انگریزی اور عصری تعلیم دلائی جائے، پرائمری تعلیم کے بعد انگریزی کی تعلیم شروع کر دی گئی، انگریزوں اور انگریز پڑھنے میں نہیں لگتا تھا، ہجڑا ہی گزرتے تھے کہ رمضان مبارک کا ہیضہ آیا، بھائی جان مولانا محمد رفیعی صاحب اور ان سے بھولے بھائی جان عبداللہ صاحب اپنے اپنے مدرسوں سے گھر آئے، اسیں گھر میں داخل ہوا تو والدین، بڑے بھائی محمد علی صاحب مرحوم، بہن سیدہ فاطمہ کے ساتھ یہ دونوں بھی بیٹھے باتوں میں منہمک تھے کہ اچانک میری رونڈی آواز سنائی دی: ”خود تو غری بیڑتے ہیں، اور کچھ انگریزی بڑھاتے ہیں“ اور پھر زور سے رونے لگا، بھائی جان نے لگے لگایا اور اعلان کر دیا کہ اب تم میری ہی پر مصروف چنانچہ رمضان کے بعد عبداللہ بھائی کے ساتھ لگے لگائی مدرسہ دہلیت، علوم کریمہ بھیج دیا گیا۔

بھائی جان نظائر علوم میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ بڑے حار اور بزرگوں سے خصوصی اور غیر شخصی رشتے تھے، خاص طور سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ اور بعد میں خاتما تھا تو ان کے خلیفہ مولانا غفور الحسن صاحب نے بڑی مہربانی سے اور مولانا عبدالحق صاحب نے بڑی خلیفہ حضرت تھانوی صاحب سے ملنے کی دعوت دی، گھر آئے تو ہم کوئی کو ان کے مدرسے اور بڑائی و بزرگی کے واقعات سناتے، بہت خوش اور ہارس علم میں اضافہ بھی ہوتا، ان کے بزرگوں کی اور سب سے تشریف لائے کی رحمت بھی دیتے تھے، پھر وہ سب کو اس دور میں جبکہ میں بہت چھوٹا تھا اور مدرسہ نے روح ماہدی سے معرفت و اجانت کے ساتھ۔

کرتے، والدہ معظمہ مرحومہ کو آرام و راحت کا موقع مل جاتا کہ اب وہ باورچی خانے میں بہت ماسے کام انجام دیتے تھے اور آرام پوچھا نہیں گئے خدمت میں کریں گے خود بہن بھائیوں کی خدمتوں کے علاوہ شفقوں اور نمازوں سے ڈھانپ لیتے تھے، وہ ہم چھوٹوں سے کام لیتے تھے مگر زری اور ہمت افزائی کے دانستے اور ماسے بھی تھے قبول میں محبت و مہجی تربیت کا جذبہ دبا ہوتا، اس ماسے پہلی باتیں کرنا ان سے ہند کام کرانے کے بعد یہ فارسی کی تعلیم سنائی ”مگ باش برادر خورد دہاش“ میں اپنے بھائیوں بہن میں سب سے چھوٹا تھا، اس لئے قدرتی طور سے میرا سب ہی چھل رکتے تھے، مگر بھائی جان کی بات ہی کچھ اور تھی، وہ ہارس خاندان کے پہلے فرد تھے جو دو کھنوں کے بعد اور چھوٹا مولانا سید محمد رفیعی خلیفہ راشد حضرت امیر المومنین سید احمد شہید رحمانی کے بعد گھر سے دور تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے مدرسہ مظاہر علوم ہانچند سے حلیت کی سند اور دستار بندی سے سرفراز ہو کر وطن واپس آئے، چونکہ اپنے اعلیٰ اخلاق، صلاح و نیکی اور خدمت گذاری کی بنا پر خاندان، گھر، والدین اور بھائیوں، بہنوں میں محبوبیت اور احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے، اس لئے ان کے عالم ہونے پر بہت زیادہ خوشی منائی گئی، گاؤں بھو امیر کی مسجد میں ان کی پہلی تقریر کوئی گئی تو بڑا مجمع جمع تھا، اور سب نے والد محترم رحمہ اللہ کو مبارکباد پیش کی، صرف مسلمانوں نے نہیں بلکہ ہندو، جو ان کے ہندوؤں نے بھی یہ کہہ کر مبارکباد دی کہ ہمارے علاقہ میں حرمہ داران کے بعد ایک عالم دین ہوئے۔

میں بھی کالج کے پرائمری اسکول میں زیر تعلیم تھا،

”تیر خوار و درد اور کرب و بے بھائی میں مبتلا ہو کر آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور سسکیاں دے رہے سنائی دے رہی تھیں، پاس بیٹھی ہوئی عمر مند و غمرہ ہی نے پریشان ہو کر پوچھا: بیٹے! رو کیوں رہے ہو؟ کیا تکلیف بہت زیادہ ہے؟ بچے نے جو ابھی سنا تھا کہ وہ بھائی تھا آہستہ سے ایک کرکٹ الفاظ میں کہا: بھائی دور چلے گئے ہیں!“

مندر جب بالا الفاظ راقم سطور نے اس وقت ادا کئے تھے جب وہ چند برس کا تھا، اپنے اس بھائی کے پاس میں جو مظاہر علوم ہانچند میں تعلیم کے لئے گئے تھے، مولانا سید محمد رفیعی صاحب، جو ہم زبیر علی شاہ کی شب میں ۱۲ اگست ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے، ان کے پاس شفقت و محبت، سہولت، اور برادر نواری، بلکہ نادر واری ایک ایک کے با آواز ہی، اس بچہ میں اور باری کے وقت بھائی کی محبت و شفقت کی یاد ہی نے آنسو جاری کر دیئے تھے جس کے مناظر مگر میں انشردیکھنے میں آتا تھے۔

ابھی پچیس و خرد کی آنکھیں پورے طور سے کھلی تھیں کہ گھر میں ماں باپ کے بعد بھائی جان مولانا محمد رفیعی صاحب کی حلیت، لطف، نرم گوئی اور شہری لگاؤ سے ہم کنار ہوا، وہ میرے دور عمر کی اعلیٰ تعلیم کے لئے رہائش پذیر تھے، جب جمیلوں میں گھر آئے اور گھر کی کٹھ و گاؤں میں بہار آجاتی، مرست کی کامیابی، انھیں، اور کھیلے چھوٹوں کی جنگ اور خوشبودار بھائی اور پورا خاندان اور گاؤں مطہر اور مٹک بار چھتا، والد محترم رحمہ اللہ اطمینان و



سے آنسو جاری ہو گئے، شفقت، بہت افزائی، مسرت اور ناز برداری کی انتہائی پاک طوئی داستان ہے، کہاں تک نکلوں اور کس دل سے نکلوں، میری قلم رقی کے لئے تکلیف دہی بہتے اور کوشاں بھی جس کے تجویزی اعلیٰ تعلیمی مرحلے طے کئے، اور سرحد ہر موزن جان کی توجہ، شفقت، مشورہ اور بہت افزائی حاصل رہی، خواہ دمشق ہو، علی گڑھ ہو، دہلی ہو یا ریاض و مدینہ منورہ ہو، مجھے غلطو کھتے اور بڑے لچھے اور موثر غلطو کھتے لے جن میں مجھے نصیحت کرتے، میرے کاغذ کی بہت افزائی کرتے، اور مسرت کا اظہار کرتے، اپنے بڑوں، دوستوں، معززوں اور شاگردوں سے محبت کے ساتھ میرا تذکرہ کرتے، میری کم آسیری، کم گوئی اور گوش پسندی کا ذکر کرتے، تاہم ان کی محبت و ناز برداری میں کمی نہیں آئی، چنانچہ حادثہ سے جا رہے وقت لچھے ان کا ایک دست خط ملا، جس میں کچھ کتا بول کے بارے میں دریافت کرنے کے بعد تحریر فرمایا، "چند روز کے لئے لکھنؤ آجاؤ، ملاقات کا بھی چاہتا ہے، حضرت مولانا مدظلہ (مولانا علی میاں صاحب دامت برکاتہم) بھی یاد کرتے ہیں۔"

سطور بالا میں ذکر آچکا ہے کہ بھائی جان مولانا پھر علی صاحب کو حضرت سید احمد شہید اور ان کے خاندان حسنی سے دالہا ز محبت و عقیدت ملا، عشق تھا اور روز و راز میں اضافہ ہی تھا، حضرت شہیدؒ سے ہمارے جدا محمد مولانا سید قطب علیؒ اور ان کے دو صاحبزادگان مولانا سید حسین علیؒ و مولانا سید محضر علیؒ نیت تھے اور آخر الذکر سرحد کی جنگ اور یوکرہ کوٹ میں شریک تھے، سیدھا بھٹے، العین، میرٹھی کا منصب بھی عطا کیا تھا، محرم میں زندہ بچ جانے کے بعد وطن واپس ہوئے اور امیر المؤمنین سید صاحبؒ اور ان کے کارناموں کا تذکرہ لکھا "منقوشۃ السوا فی احوال الخزانة و الشہداء" اور مصلح بستی واس کے اطراف میں صحیح عقیدہ اور دینی دعوت کا پورے

واپس رہ کر گھوم پھر کر واپس آجائیں گے، بھائی جان تیار ہو گئے، کیا خبر تھی کہ لکھنؤ کا یہ سفر میرے مستقبل کے لئے سنگ میل ثابت ہوگا۔ بھائی جان ابھی مجھے کبھی نہیں رکتا چاہتے تھے، مگر بزرگوں اور دوستوں کے اصرار اور مشورہ سے میرے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخلہ کی تیاری کا انتظام کر دیا، کبھی مجلس مولانا سید محمد داغ رشید صاحب حسنی ندوی اور عزیز بھائی مولانا محمد حسنی مرحوم نے تیاری میں مدد کی، سال نو کے آغاز میں دہلی جہاز میں علیؒ میں داخل ہو گیا، اب بھائی جان کی توجہ نسبت اور سرپرستی براہ راست اور بہر وقت کی حاصل ہو گئی، اس وقت بھائی جان کی آمدنی بہت کم تھی، مولانا سید محمد ثانی صاحبؒ کے مکتبہ اسلام کے ایک حصہ میں قیام تھا، میرے خورد و نوش اور تعلیم کا خاص خیال رکھتے، سخت گیری کے ساتھ انتہائی لطف و محبت اور ناز برداری کا معاملہ کرتے، میری کامیابی پر خوش ہوتے اور انعام دیتے، گونا گویا پرسرزنش کرنے اور بخیرہ ہوجانے، لیکن غصہ اور رخ کو جلد دور کر لیتے یا چھاپ دیتے، بہت افزائی کرتے، اور لچھے و پونہار طالب علموں کے واقعات سناتے، خصوصاً حسنی خاندان (حضرت مولانا علیؒ صاحب مدظلہ کے گھرانے) کے بچوں اور بزرگوں کی مثالیں، نونے بڑی عقیدت اور محبت سے سناتے اور انھیں کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کرتے۔

اس زمانہ میں ملتان (پاکستان) سے ایک عربی رسالہ (الہدیین) نکلتا تھا، میں نے اپنا ایک مضمون شائع کرنے کے لئے بھیجا، شائع ہو گیا، یہ میرا پہلا عربی مضمون تھا، بھائی جان کچھ مدد خوشی ہوئی، کھر میں ہم دونوں اکیلے تھے، مجاور صاحب دفتر گئیں، بھئی "تھیں" رات کے کھانے کے لئے بیٹھے تو پر تلکھن دھوقی کھانا نظر آیا، بلاؤ، فورہ زور دہ، بھائی جان نے یہ خود پکایا تھا، میں ان کے سامنے کم بولتا تھا، میری حیرت و تعجب کو محسوس کر کے فرمایا: "تمہارے مضمون شائع ہونے کی خوشی میں تمہاری دعوت کہہ، میری آنکھوں

کر ہی میں عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھ رہا تھا، مولانا ظہور الحسن صاحبؒ اور مولانا محمد زکریا قدوسی صاحبؒ سہا بنوں سے اور حضرت اقدس مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی اور مولانا محمد عمران خاں صاحبؒ سابق ہنرمند دارالعلوم ندوۃ العلماء و سابق امیر تاج المصابر بھوپال لکھنؤ سے تشریف لائے تھے، ان کے ہمراہ اور بھی حضرات تھے جن میں دوام یاد رہ گئے ہیں، بھائی جان کے بہترین اور شخص دوست مولانا سید محمد ثانی حسنی صاحبؒ اور سید محمد یاسین صاحب حسنیؒ مولانا سید محمد ثانی صاحبؒ اس کے بعد بھی کئی بار تشریف لائے، ان سے غریب خان بہار کا ہوا، بڑی محبت و شفقت اور پائنت سے اور چنگل میں پھنسے گئے، دین، بے تعلق و شفقت اور سرپرستی بھائی جان ہی کی طرح آخر دم تک قائم رہی۔ ۱۹۵۷ء کے کسی مہینہ میں واپس آئے، غالباً کوئی چھ ماہ تھی، میں مدرسہ کبھی میں تھا، بھائی مولانا عبداللہ صاحبؒ کا بیٹا بیت العلوم سرسہ میں چلا گئے تھے والدین کے بعد دیکھے ہم سے بیشک کئے جدا ہو چکے تھے، مجھے خبر مل کر بھائی جان (محمد زکریا صاحبؒ) آئے ہیں اور ان کے ہمراہ میرے مراد ساقی دوست اور بھائی مولانا سید احمد علی صاحب حسنیؒ کو ٹوٹی ندوی بھی گئی، ملاقات کے لئے مجبوراً حاضر ہوا، کئی روز مذاق رہا، احمد علی صاحب سے پہلے ملاقات تھی، خوب باتیں کیں، سیر تفریح کی، ان کے علم و معلومات سے فائدہ اٹھایا، وہ ندوہ کے ممتاز طالب علم تھے، اب تک دو کتابیں غائبانہ تھیں، ملاقات نے اسے زیادہ جتنہ اور مستحکم بنادیا، واپسی کا وقت قریب آیا تو بڑا دکھ ہوا، بھائی جان اور مولانا احمد علی صاحب لکھنؤ اور رافقہ حضور کرہی روانہ ہونے والے تھے کہ احمد علی صاحب نے رائے پیش کی کہ میں آج سنا اسٹیشن تک چلوں، اور وہاں سے رخصت کر کے کبھی چلا جاؤں، مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا، بسنی اسٹیشن پہنچا کہ احمد علی صاحب نے بھائی جان سے گذارش کی کہ اجنبائے لکھنؤ نہیں دیکھ لے، چند روز

۶ جنوری ۱۹۵۵ء میں تدریس سے منتقل کر کے کتب خانہ ندوۃ العلماء کے نائب ناظر کے طور پر تقرر کیا گیا، اور یکم جولائی ۱۹۵۵ء کو ترقی دے کر ناظر کتب خانہ مقرر کیا گیا۔ وفات تک اسی عہدہ پر فائز رہے، اور کتب خانہ کو اپنا بیش بہا سرمایہ جمع کر بڑی لگن، محنت، فکر و جدوجہد سے خدمات انجام دے کر اپنے خالق حقیقی سے اپنا جملہ جاملے، ہمیشہ اور ہر وقت سب کی بے لوث خدمت کی مگر خود کو خدمت دہی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے۔

ان کی صلاح و نیکی، فرزندگی، مہمان خاوری، شفقت و محبت، اخلاص و تلہیت، بے مرضی دے لوٹی، محنت و لگن اور پختہ عزم و جھل کو بہار اسلام، ان کا ہر عزیز، ہر دوست، ہر تعلق رکھنے والا اور خاندان بھر نے کامروران کی ان سب باتوں کو یاد کرتا ہے اور انسو بہاتا ہے، اسی کے ساتھ علم الہی اور قضا ربانی پر ماضی ہے۔ بھائی جان اس پر پختہ یقین رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر حال میں راضی برضا رہنے کی بے پایاں صلاحیت عطا فرمائی تھی، ان کا حال کچھ اس طرح رہا ہے سیر کی، خوب بھرے بھول جئے، شاد رہے باخفاں جاتے ہیں، گھنٹن تر آباد رہے

### دعائے مغفرت

مولانا عبدالمجید ندوی (رحمۃ اللہ علیہ) مبارک شرا، ۱۹ ستمبر ۱۹۹۵ء کو انتقال فرما گئے۔ اے اللہ! وانا الیہ راجعون۔

مولانا ایک طبیعت و فکر المراج، صالح اور ذلیل انسان تھے مہمون دارالعلوم ندوۃ العلماء سے خرافت کے بعد دس دس برس تک لگے، اور کئی اسکولوں میں چھپک لگی کی سنگ حال اور نہی دست ہونے کے باوجود بنام خدا کیوں کی دینی تعلیم کے لئے جامعہ المومنانہ کی بنیاد رکھی جس میں عالمہ مکمل کورس پڑھایا جاتا ہے۔ نیز سائنس و طبابت پوسٹ میں قیام پذیر ہیں جن کی تعلیم و تربیت محسن و مولیٰ انجام دی جا رہی ہے۔

قارئین تقریرات سے دعا ہے کہ ان کی درخواس تہ ہے۔

سکولوں پر مشتمل ایک گمراہ کتب خانہ بن گیا، اس کی وسیع اور شاندار عمارت بھی تعمیر ہو گئی، اتنی بڑی تعداد میں کتابیں ان کی نظر اور زبان پر نہیں آ سکتی تھیں بارے میں دریافت کیا جاتا تو بتاتے تھے لاکھ لاکھ کتابوں کے سامنے رکھ دیجئے، یہ بھائی جان کی غیر معمولی صلاحیت تھی جو شاد و نادری دیکھنے میں آئے گی، وفات سے کچھ روز قبل اس عاجز اور دہلے کے قریبی تعلق رکھنے والے حضرات کو توفیق العظیم اور نجیب محفوظ (معمری) کی کتابیں بھرا کھنے کے لئے لکھا تھا کیونکہ یہ کتابیں ندوۃ العلماء کے کتب خانہ میں نہیں تھیں، کتب خانہ سے استفادہ کرنے والے حضرات ان کے بارے میں دریافت کرتے تھے، اگر کبھی کوئی کسی کتاب کے بارے میں معلوم کر لیتا تو بھائی جان اس کے لئے نگرانہ ہو جاتے اور جب تک وہ کتاب کتب خانہ کے لئے حاصل نہ کر لیتے بے چین رہتے تھے۔

بھائی جان مولانا سید محمد رفیع صاحب یوپی کے شہر بہتہ کے گاؤں بھو امیر کے سادات خاندان میں عہد ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے والد بزرگوار سید محمد مصطفیٰ صاحب رحمہ اللہ حضرت سید محمد شہید کے سلسلہ میں بستی و نیال کی ترائی کے علاقہ میں بیت و ارشاد اور اصلاح و تبلیغ کی خدمت انجام دیتے تھے، اپنے صاحبزادگان کو زمانہ اور گھرانے روحان کے کرکس دینی تعلیم دلائی۔

اس دور کے دو خاندانی بزرگوں مولانا شاہ وجہ الدین صاحب (بکھاری کچھوچھو) اور مولانا شاہ غیث حسین صاحب مونگیری نے بہر اشد کرائی۔

۱۹۱۰ء میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آبائی مدرسہ جھڑی کرمی میں داخلہ لے گئے، پھر تعلیم کی تکمیل کے لئے درمیان ۱۹۱۵ء کو مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ ہوا اور شہان ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۱۳ء میں مظاہر علوم سے سند فراغت حاصل کی۔ ۱۹ جنوری ۱۹۱۴ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء مکتبہ میں تقرر ہوا۔

بچانہ کام کیا، سید شہید رحمان لکھی کا فیض ہے کہ ہمارا گھرانہ عقیدہ توحید اور اسلامی اقدار پر قائم و دائم ہے، خاندان کے تمام افراد اس سے واقف تھے اور لشکر و انتہا سے اس مخلص و پاکیزہ خاندان کا تذکرہ بھی کرتے تھے لیکن بچہ کی دوسلیں تعلق اور رابطہ قائم نہ کر سکی تھیں، بھائی جان مولانا رفیع صاحب کو قدس نے علم دین سے فواز تو یہ بھی مقدر فرمایا کہ مدرسہ مظاہر علوم میں خاندان حسنی کے ایک صاحب اور بھوپنہار فرزند مولانا سید محمد ثانی صاحب حسنی کے ہم سبق ہونے کا شرف بھی حاصل ہو چلا، دیریز عقیدت و تعلق کی بنا پر دونوں میں اخلاص و محبت اور صداقت و اخوت کے رشتے اتنے مستحکم ہو گئے کہ وہ ان کے ہر ایک اگر مکتبہ میں قیام پذیر رہی ہو گئے اور انھیں کے واسطے سے ندوۃ العلماء کی خدمت پر متعین نہ گئے جہاں کا سلسلہ وفات تک قائم رہا جس کی مدت تقریباً ایک سو سال ہے، یہ بھی جس اتفاق تھا کہ ندوۃ العلماء کے دوران ملازمت خاندان سید احمد شہید رحمان لکھی کے دو لائق صدقا تھا افراد عارف باللہ، ولی کامل، حضرت ڈاکٹر سید عبدالصاحب اور مفکر اسلام و داعی مخلص اور مدرسی عظیم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی صاحب ندوی مدظلہ العالی ندوۃ العلماء کے ناظر رہے، بھائی جان کو دونوں بزرگوں سے بے پایاں عقیدت، محبت ٹھکانا اور دوا ہمارے تعلق تھا، ان کے علم کی بجا آوری انھیں کی خدمت کو اپنا سرمایہ حیات اور توشہ آخرت سمجھتے تھے، انھیں دونوں بزرگوں سے بھائی جان کثیفۃ العلماء کی خدمت اور کتب خانہ کی ترقی و نظم و ضبط قائم رکھنے کا حوصلہ ملتا رہا اسے وہ ایک فریضہ سمجھتے تھے، جب سے انھیں کتب خانہ کی ذمہ داری سونپی گئی اس وقت سے کتب خانہ کی ترقی اور سکالوں و فصلیات کے اضافہ اور دنیا کرنے میں ایسا متہمک ہوئے اور اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیں کہ چالیس ہزار سکالوں سے بڑھ کر ایک لاکھ چوبیس ہزار

الکرم مطالع

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ \*

سید احمد علی دلاویز

ایک مذہبی گروہ جو تمام کی بنیاد باہا گرو نانک نے  
۱۶۹۹ء میں ڈالی۔ باہا گرو نانک فخر کشی اخلاقیات  
اور سہاٹی کی تعلیم دیتے تھے۔ تیسرے گرو امر داس نے  
سکھوں کی مذہبی اور معاشی تنظیم کی بھرپور ترقی  
نے سکھوں کو ایک فرقہ کی حیثیت سے منظم کرنے کی  
مزید کوشش کی اور گرو گنج کی تدوین کی۔ اپنا لقب  
سما بادشاہ رکھا، جہاں تکیر کے محلے قتل کے رشتے  
ان کے بیٹے گرو گردن کو جہاں تکیر نے گوالیار کے قلعہ میں  
مظہر لکھا لیکن پھر رہا کر دیا۔ اور لڑا اعزاز کیا۔

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ بارہویں صدی کا ہندوستان  
 علم و لطائف الملوک کے آفریں حنک پہنچ گیا تھا۔ اور  
 تعلیمات صرف ایک طاعت (SYMBOL) پر مرکب تھیں۔  
 اس وقت میں جنگجو تانتیں میدان میں آئی تھیں۔  
 انگریزوں نے اس کے ساتھ ساتھ

مرتبہ جو ابتدا میں ایک جہا پہاڑ گروپ تھا وہ ایسی  
میں منت بن گئے جو دہلی کے تخت پر قبضہ کرنے کے

[illegible]

۱۔ اس وقت کہ اس وقت کے بہترین مصنف اب ان کی  
 کتابت و برداشت و قوتِ طاقت پر ان کی بھی کوئی حد نہ ہوندا  
 تھی کہ ان کے احوال کے لیے جو کوشاں ہو گئے ان کی باہت  
 کی حد تک ان کی آفریں پیدا ہونے سے پہلے انھوں نے  
 ان کے احوال کے علاوہ اس کے معرفت ابدلی سے پہلے ان کی  
 ساری حیرت انگیز زندگی کے لیے ان کی بات کے میدان میں  
 ان کی ابدلی کی انفرادی و جمعی نواب خیر الدود کے  
 احوال کے علاوہ اس کے علاوہ نواب خیر الدود کے کثرت کی  
 مخالفت سے مرہولوں کو شکست فاش ہوئی تھی

شاہجہاں کے زمانے میں انھوں نے حکم کھڑے بغاوت کی  
ان کے بعد کے گروینغ بہادر ہوئے۔ اورنگ زیب  
نے حکم کے آل کو سزائے موت دی تھی۔ اس کے بعد  
ان کے بیٹے گوندے گرو تسلیم کے گئے۔ انھوں نے  
پنج بیسویں کو حکم دیا کہ گرو پناب گوبند کو سبھی گرو گوند  
جا شین زندہ بیلنگی ہوا۔ سلطنت مغلیہ پر زوال  
یا ہوا تھا۔ سکون کی طاقت میں اضافہ ہوا۔ لوٹ مار  
کرتا ہوا رہی کہ قریب پناب گوبند پر دھاوا بول  
یا گیا۔ اس میں قریب سیرک تخت نشینی کے بعد دلہ  
تسلیم کیا گیا۔ امیر شاہ ابدال کے حملوں کے بعد پھر پناب  
کوشاہ پھر رہیں آیا اولن کو شکست فاش دی۔  
اس سال تک غیر متعلق امور حال رہی پھر پنجاب میں  
نجست سنگھ کاستراہ اقبال بلند پنجاب میں جو  
دو حال ہوئی اس کی ترجمانی اقبال نے اپنے شعر میں کی  
میرزا دہو تار شدہ دینا لاکھ سرائے

جالت :- یہ سرحدوں کی طرح نہ کوئی مسلم فرقہ ہے نہ سکھوں کی طرح کوئی ذہنی گروہ، بلکہ محض سلطنت کے گزرنے والے ہیں، ان میں ایک طرح کی جاہلانہ تعظیم پیدا کر دی تھی۔ ان کے دولہیلوں اور راجہ رام اور رام چہرنے نے برکت لوث یا ماشرواح کی انصاف نے جب یہ دیکھ کر ہونا شروع کیا تو لوگ پاٹھوں کی طرح گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور در بدر بھی میں مارے مارے بھٹنے لگے۔ راجہ سورج ملنے آئے سے سرحدوں کو نکال دیا۔ راجہ سورج کی غیب الدولہ کے مقابلہ میں دہلی کے قریب مارا گیا۔

دہلی حملہ آوروں کے لئے خزان لغمان محمد علی شاہ

میں نادر شاہ کا دل پر حلقہ ہوا جس نے سلطنت مغلیہ کی  
چوٹیں ہلا دیں اور دلی کی خاک الہادی حضرت شاہ صاحب  
وطن لاٹھ سے مو اہل خانہ منتقل ہو کر کعبہ نبیہا د شریف  
لاٹھ اور درس و تعقیف، دعوت الی اللہ، تذکرہ نفوس  
و تربیت طالبین کا کام اس جمیعت خاطر اہل ہندوستان اور اہل  
عمرت کے بعد کرم معلوم ہوا تھا کہ دلی کی بنیادیں سارے  
ہندوستان میں مستدل اور برسرکون حالات ہیں، اہل  
الشرک یا دھرمی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ حالات کو تبدیلی کرنے اور مسلمانوں کے انداز کو دوبارہ واپس لانے کے لیے بھی سرگرمیوں اور قانون ساز کردار ادا کر رہے تھے۔

حضرت نے اجداد کی عمر میں اور گناہ میں کما دیا  
اور اقبال دیکھا تھا سرخروز سہرا اور ہوشیار زمانے  
کی ہر نفی دیکھی، حضرت کا احساس دل غزن کے آئینہ دیا  
دور خون کے قطرے ہی خطوط کے حضرت پر لگے۔ جو

انھوں نے احمد شاہ ابدالی اور نواب نجیب الدولہ دھڑہ کے نام لکھے۔ حضرت کا پورا احساس تھا کہ سلطنت اپنے انحطاط کے آخری دور میں داخل ہو گئی لیکن میموریکری بھی طلب انسان کو ایسی جگہ بھی قسمت آزمائی پر آمادہ کرتی ہے جہاں کامیابی کا امید بھی سوہوم ہو مرنے کا ہڑا بیاں شمع زلفیں تشنہ بھی دان بہ مقل خورشید منازہ دلت شریب مگر از جلوہ سراب خورد

شاہ صاحب نے اپنے اسلاف کے اتباع کے مطابق سرکار دربار سے براہ راست کوئی تعلق نہیں رکھا مگر ان کا دل حکومت وقت اور اس کی میموریکری کے لئے دماغ میں مشغول تھا۔ انھوں نے آزموہ کار قائمیں افواج اور عالی حوصلہ سرداروں سے خط و کتابت کی جن سے کھاکستہ میں ان کو دینی حقیقت اور قوم عزت کی کوئی دلی ہو فٹے چنگاری نظر آئی۔ ان میں حب ذیل حضرت تھے وزیر ملک آصف شاہ۔ نواب فیروز جنگ نظام الملک احمد شاہ عماد الملک وزیر۔ تاج محمد خاں بلوچ۔ نواب بہار الدولہ بہادر۔ نواب سعید اللہ خاں میری ماں تیار علی خاں۔ سید احمد علیہ

شاہ صاحب کی نگاہ انتخاب اس عہد کی دو بڑی شخصیتوں پر پڑی کہ امیرالامراء نواب نجیب الدولہ اور احمد شاہ ابدالی والی افغانستان

نواب نجیب الدولہ اسلاف سے ۷۷ سال تک دہلی کے سب سے بڑی شخصیت تھے تمام سیاست ان کے گرد گھومتی تھی اور سارا نظام حکومت ان کے کاندھے پر تھا حضرت شاہ صاحب نے نواب نجیب الدولہ کے ناظم طوایف میں صرف دو مدار تہنیت پر لکھے تھے بلکہ ان کی بہت منفید بیوی شہور سے دیے شاہ صاحب نے نواب نجیب الدولہ کو احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان بلانے کے لیے خاص ذمہ دیا۔

حالات کی سنگینی کے پیش نظر نواب نجیب الدولہ تنہا کافی تھے۔ اس کے لیے ایک تازہ مہم پرولی فوجی قائد کی ضرورت تھی۔ شاہ صاحب کی نظر انتخاب احمد شاہ

دروانی (ابدالی) پر پڑی۔ وہی ایک ستارہ امید تھا جو اس تاریک افق پر نظر آتا تھا۔ نواب نجیب الدولہ سے خط و کتابت کے علاوہ براہ راست ایک پر زور و پُر اثر خط لکھا جو شاہ صاحب کی سیاسی بصیرت دینی حقیقت، اخلاقی جرات اور زور افتخار کا آئینہ دار ہے ۱۷۶۱ء کو پانی پت کے میدان میں

وہ فیصلہ کن جنگ ہوئی جس نے ہندوستان کی تاریخ کا نرنگ بدل دیا۔ مرنے والی اس شکست کبھی نجیب نہیں ہوئی تھی۔ اس سے ساری قوم کا دل پر خرمہ و اندر وہ ہو گیا۔ سرحد ناحہ سرکار نے کھجے کہ جہاں شمشیر میں کوئی ٹھہرا ایسا نہ تھا جس میں صفا ماتم نہ چھگے ہو۔ فیروز دلی کی پوری نسل ایک ہی معرکہ میں غائب ہو گئی اگر سلطنت میں کوئی جان ہوتی تو وہ جنگ پانی پت کے تارخ سے فائدہ اٹھا کر اپنے اتھار کو ہندوستان میں پھر سکھ کر سکے تھی شاہ عالم نے اپنی پست ہمتی اور کوتاہ نظری سے برزریں موقع کھو دیا اور اپنی والدہ زینت محل کے امر اس کے باوجود پورے دس برس بعد تلوہ میں داخل ہوا۔

بہر جو کچھ ہوتا رہا کے صفات اس پر نوہ کنال ہیں۔ باوجود تارخ فروش ہندوستان کے بادشاہ ہو گئے

**امت کے مختلف طبقات کا انتخاب ان کو دعوت**

**اصلی و انقلابی سلاطین اسلام سے خطاب**

اے بارخدا ہوا! علامہ اعلیٰ کی مرضی اس زمانہ میں اس امر پر مستقر ہو چکی ہے کہ تم لوہار میں کینچ لو اور اس وقت تک نیام میں داخل نہ کرو جب تک مسلم مشرک بالکلیہ جدا نہ ہو جائے ان سے جنگ کرتے رہو تا ان کے فتنہ فرد ہو جائے اور دین صرف اللہ کے لئے کھلی جائے

**امرا اور ارکان دولت سے خطاب**

اے امیر و اعیان! تم خدا سے نہیں ڈرتے دنیا کی غالی لذتوں میں تم ڈوبے جا رہے ہو اور جن لوگوں کی

نگہانی تھا رہے سپرد ہوئی ان کو تم نے چھوڑ دیا ہے کیا تم نے اپنے سر کبھی اللہ کے سامنے جھکے، خدا کا نام تمہارے پاس صرف اس لیے رہ گیا ہے کہ اپنے تذکروں اور قصہ کہانیوں میں اس نام کو استعمال کرو

**فوجی سپاہیوں سے خطاب**

اے فوجیوں اور مسکریوں تمہیں خدا نے جہاد کے لیے پیدا کیا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ اللہ کی بات ادائیگی ہو اور خدا کا کلمہ بلند ہو لیکن تم نے چھوڑ بیٹھے۔ اب جو تم گھوڑے پالے ہو تمہارا رعب کسے ہو اس کا مقصد صرف یہ رہ گیا ہے کہ اس سے اپنی دولت میں اضافہ کرو

**اہل صنعت و حرفت سے خطاب**

ارباب پیشہ و کھنڈا امت کا جذبہ تم میں مفقود ہو گیا ہے۔ تم اپنے رب کی عبادت سے بالکل غافل ہو گئے ہو حق تعالیٰ نے تمہارے لئے مختلف قسم کے پیشے اور کامے کھانے کے دو دوازے کھول رکھے ہیں لیکن تم خدا کی ناشکری کرتے ہو۔ اور غلط راہ حصول رزق کے لئے اختیار کرتے ہو کیا تم بہتیم کی آگ سے نہیں ڈرتے۔

**مشائخ کی اولاد یعنی پیر بزرگوں سے خطاب**

آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ لکڑیوں کو ٹولیوں میں آپ بٹ گئے ہیں، جس طریقہ کو اللہ نے اپنے رسول کے ذریعہ سے نازل فرمایا تھا اُسے چھوڑ کر آپ میں سے ہر ایک پیشوا بنا ہوا ہے۔ آپ لوگوں کو مرید اس کے کرتے ہیں کہ ان سے پیسے وصول کریں کیا آپ کے لئے اللہ کے اس ارشاد میں کوئی عبرت نہیں؟ یہیری داوے عیسیٰ تو اس پر عمل پیرا ہو کر مختلف راہوں کے نیچے نہ پڑو وہ تمہیں لاش کی راہ سے پھرا دیں گے؟

**غلط کار علماء سے خطاب**

اے بد عقلو! تمہوں نے اپنا نام علماء رکھ کر چھوڑا ہے

تم یونانیوں کے علم میں ڈوبے ہوئے ہو اور معرفت کو جو معانی میں غرق ہو اور سمجھتے ہو یہی علم ہے۔ یاد رکھو علم باقرآن کسی آیت حکم کا نام ہے یا مذمت ثابتہ تاکہ کا۔ حضور کی پوری روش کی پیروی کرو اور آپ کی سنت پر عمل کرو مگر جو سنت ہے اسے سنت سمجھو۔ فرض کا درجہ مذکور جو فرض ہیں انہیں سیکھو۔

### فرزند ان گرامی قدر

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے فرزند اور جانشین عطا کئے جو علم الحکف شمع السلف کے صحیح مصداق ہیں۔ انھوں نے حضرت شاہ صاحب کے جلتے ہوئے چراغ کو نہ صرف روشن رکھا بلکہ اس سے سیکڑوں چراغ جلائے۔

ایک پراگشتہ دلیں خاندان کے ذریعہ آل ہرکمی میں نگران بننے ساز خاندان آپ کو اپنے ہی سلسلے نقشبندیہ مجددیہ کے بانی اور شیخ الشیوخ حضرت مجدد الف ثانی سے عجب ممانعت ہے حضرت کے چار فرزند ان گرامی درجہ کمال کو پہنچے اس طرح حضرت شاہ صاحب نے چار باکمال فرزند جو بڑے شاہ عبدالغنی صاحب کا جو اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے سب پہلے انتقال ہوا شاہ صاحب کی تعلیمات آپ کے علم و معارف کی تبلیغ و اشاعت میں مایوسہ وادوں کے ذریعہ جاری رہا۔

### حضرت شاہ عبدالغفریؒ

آپ اپنے علم و فضل و فہم و کمال اور سربلندی میں بیکار نہ رہا کرتے آپ نے پندرہ سال کی عمر میں درس و افتادہ کا سلسلہ مشرق و غربا اور آپ بڑے بڑے فضلا سے استفادہ کیا، ۲۰ سال کی عمر میں آپ کو متعدد تکلیف دہ مرضوں نے گھیر لیا جس کے سبب سے آپ نے تدریس و دہ داری اپنے دونوں بھائیوں کے

سپردہ کر دی، وہ فضل و کمال اور شہرت و مقبولیت کے اس مقام پر پہنچا کرتے کہ اطراف ہند کے لوگ آپ سے انساب بلکہ آپ کے تلامذہ سے بھی ادنیٰ نسبت پر فخر کرتے تھے۔ آپ کی مشہور تصانیف میں یہ کتابیں ہیں۔ تفسیر قرآن مستطی بہ شرح العزیز، تحفہ اشعار فیہ۔ بیان المحدثین، العیالۃ النافذ، میزان السبلات، ستر الشہادتین وغیرہ۔

ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۵ھ کو بمال کی مرہ میں انتقال فرمایا۔

آپ کی تعلیم و تربیت کے دو بہترین نواسے مولانا مدنی برصافائی اور مولانا اسماعیل تھہری ہیں۔ مولانا اسماعیل شہید کی کتاب قویۃ الایمان سے خلق خاک و وہ فائدہ پہنچا اور عقائد کی ایسی اصلاح ہوئی کہ بقول حضرت مولانا رشید صاحب گنگوہی کے کہ ان کی جات ہی میں دو دھائی لاکھ آدمی درست ہو گئے تھے۔ آپ نے جہاں گئے اپنے کو پوری طور پر تیار کر لیا تھا اور حضرت سید احمد شہید کی ہر کتاب کی اور مناقب کا حق ادا کر لیا اور ہلاکو کے میدان میں شہادت کا شرف حاصل کیا۔ اقبال کے الفاظ میں۔

تکبیر بخت و امجاز بیاں نیز کنند  
کار و گاہ بستمیر و سناں نیز کنند  
گاہ باشد کہ تر خرقہ ز رہ کی پوشند  
ماشاقاں بندہ حال اند و جہاں نیز کنند  
آپ کے جانشین آپ کے دو نواسے شاہ محمد اسحق اور شاہ محمد یعقوب تھے حضرت شاہ عبدالعزیز نے اپنی تمام کتابیں اور دیگر وغیرہ آپ ہی کو سپرد کر لیا۔

### حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ

آپ اپنے وقت کے مشہور محدث، حکیم، اعلیٰ فرید اور مہر نادوہ دہر تھے۔ برادر اکبر شاہ عبدالغفری صاحب سے تحصیل علم کی اپنے برادر مدظل کی زندگی ہی میں آپ نے تعینیت اور تالیف کا سلسلہ شروع کر لیا تھا

اور اکابر علماء میں شمار ہونے لگے تھے۔ علمائے آفاق نے آپ کے علم و فضل کا اعتراف کیا اور آپ کی تصانیف نے قبولیت اور شہرت حاصل کی۔ ترجمہ قرآن کے سلسلے میں آپ نے جو شہرت پائی وہ آپ کا حق تھا۔ آپ نے بعلی سینا کے قصیدہ عبیدہ کا جواب لکھا ہے جو قصیدۃ الروح کہلاتا ہے۔ آپ نے اپنے برادر بزرگ کی حیات ہی میں دہلی میں وفات پائی اور شمال ۱۲۳۳ھ اور اہل میں اپنے والد اور جد امجد کے پاس مدفون ہوئے۔

### حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ

آپ نے بھی اپنے برادر بزرگ شاہ عبدالغفریؒ سے تحصیل علم کیا۔ آپ اپنے شہر میں مرجع تھے عام اور علم روایت و حدیث اور اصلاح نفس اور روحانی تعلیم میں آپ سے رجوع کیا جاتا تھا۔ آپ کے ترجمہ قرآن کی حلائے بڑی قدر دانی کی اور اُسے معجزات بنی میں سے ایک معجزہ قرار دیا۔ آپ کی وفات چہارشنبہ ۱۲۳۵ھ میں ہوئی اور اپنے والد کے پاس دفن ہوئے اس وقت دونوں بڑے بھائی حیات تھے اس لئے قدرتی طور پر انہیں بہت صدمہ ہوا۔ دفن کے وقت فرما رہے تھے کہ ہم ایک انسان کو نہیں بلکہ سڑکے علم و عرفان کو دفن کر رہے ہیں

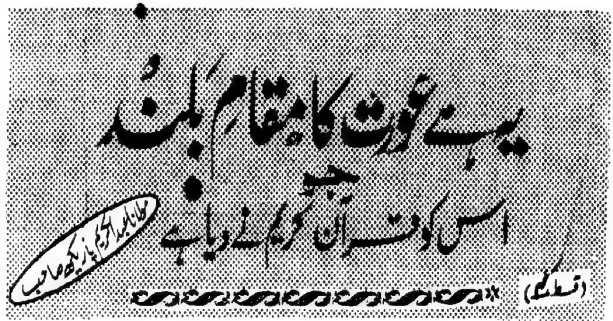
تاریخ دولت و عزت کی جلد ختم تمام ہو گئے یہ اس سلسلہ الذہب کی آخری کڑی تھی اس سے پیشتر میں نے حضرت مولانا کی چند کتابوں پر مضامین لکھے تھے جیسے کاروان زندگی۔ پرانے چراغ، شریعت و اصلاح کا لٹری ان مضامین کو چند باذن حضرت سے سراہا تھا اور بہت افزائی کے کلمات کہے تھے میرے عزیز بزرگ جناب تاجی مولانا تاجین الشرح صاحب ندوی مدظلانہ فرمایا کہ سلسلہ دعوت و عزت کی تکمیل کرو تاکہ طالب علم اور ایسے مشغول لوگ جو پوری کتاب نہیں پڑھ سکتے وہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اشکائے قلیل میں (باتی ۹ پر)

## نصیحت نامہ کی تلاوت کرنے والیاں۔

ایسے معاشرہ کا کیا کہنا جس میں سترائے بید کے بڑھنے پر بھانے کا خوب رواج ہو گھر کے بچے، بچیاں، بہنیں بھائی، گھر کے دوست افراد پاس پر دوس والے رشتہ ناطہ والے بھی آجائیں پردہ یا کوئی اور شرعی عذر نہ ہو تو بیٹھ کر قرآن مجید کا اجتماعی مطالعہ کریں اور ایک دوسرے پر تعجب بھی کر کیا پڑھا جا رہا ہے اور اب تک کیا نہیں پڑھا گیا ہے قرآن مجید کی حسب ذیل آیت پر غور کریں: **فَالْتَلِیْتُمْ ذُکْرَ اللّٰہِ اَمْرًا غَیْبًا** میرے نصیحت نامے کی جو خواتین تلاوت کرتی ہیں انھیں بطور قسم پیش کر کے اگلی بات کہتا ہوں اللہ کی طرف سے کتنی بڑی عظمت ہے مسلم بنوں کے لیے کہ وہ قرآن پڑھنا سیکھیں اور سکھائیں۔

## ایسے وقت میں بھی ایمان لائے نہیں چھوڑا

ظالموں نے ایمان لانے کے جرم میں بعض بعض خواتین کو اس طرح ستایا کہ وہ انہوں کے بیڑ میں رسیاں باندھیں ایک اونٹ کی رسی میں خاتون کے ایک پیر باندھا اور دوسرے پیر میں دوسرا اونٹ کی رسی باندھی اور دونوں اونٹوں کو دو مختلف سمتوں میں دوڑا کر اس خواتین کو انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا۔ لیکن سختی اور مصیبت کے باوجود ایک خاتون بھی ایمان سے ہٹی نہیں حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میرے شوہر ابوسلمہؓ نے اونٹ پر سامان لاد کر مجھے اور میرے بیٹے سلمہ کو اونٹ پر سوار کیا اور خود اونٹ کی نیکیں پکڑ کر مجھ سے ارادہ سے مدینہ کا راستہ لیا۔ میرے بچے والوں کو کسی طرح خبر ہو گئی اور کہنے لگے ابوسلمہؓ کو جانا ہو تو تم جا سکتے ہو ہماری بیٹی نہیں جائے گی۔ ابوسلمہؓ کے ہاتھ سے نیکیں جبین لی



آپ کے گھر کا رخ اُنہ خواتین کے گھر وہ کہ طرف ہو جائے گا جنہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھیں۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا تمہارے گھر وہ یہ جو آیات پر عمل کرتے ہیں اللہ کو جبر ہے یہ لاؤ اس لیے کہ یہ ہم دانش مند کہ اور حکمت کہ بات ہے۔

مسلم ہوا کہ گھروں میں قرآن شریف پڑھا جانا چاہیے اور اس کی آیات پر چرچہ اور تذکرے میں لانا چاہیے، یعنی گھر بیو کام کاج کرتے ہوئے اور گھر کی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے اللہ کا ذکر بھی ہو اگر قرآن مجید اور احادیث شریفین کے احکامات بھی تذکرے میں آتے ہیں: **فَیْمِیْمِیْتِ اَذْنِ اللّٰہِ اَنْ تُرْفَعَ وَیْمِیْمِیْکُمْ فِیْہَا السُّمُۃُ یَسْبِیْہُمْ لَہُ فِیْہَا بِالْعُقَدِ وَالْاَصَالِ**۔ (۲۴، انور آیت ۲۴)

”نور کی کرنیں ان گھروں میں بڑھتی ہیں جن کے پاس میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ انھیں اوجھلایا جائے اور ان کی عظمت اور ادب قائم رکھا جائے جہاں صبح و شام اللہ کا نام یاد کیا جاتا ہو۔ اور اس کی پاکی بیان کی جاتی ہو وہاں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے مشاہدین داخل نہیں ہو پاتے۔

قرآن گھر کا کیا بھولنا مانا ہے اور ماننے کیا

## بنا رکھا ہے

وَ اذْکُورَ مَا یَشِیْئُ فِیْ یَمِیْنِکُمْ مِّنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَ اَلْحِکْمَۃِ۔ ”تمہارے گھروں میں جو آیات تلاوت کی جاتی ہیں انھیں اپنے چرچے میں لاؤ یہی حکمت دانش نگا اور دانائی کی بات ہے۔“

آپ کے گھر میں انھیں جینرول کے تذکرے اور جبر ہے ہوں گے جو بڑھا اور دیکھا جاتا ہو یا وہ جینرل تذکرے میں ہو گئے جو گھر میں اور وہ گھر وہ یہ اسانے بڑھے جاتے ہوں گے تو افسانوں اور ناولوں کے تذکرے ہوں گے لازم ورت ۳۔۴ دیکھا جاتا ہوگا یا اس کے اندر کے کفن مناظر دیکھے جاتے ہوں گے تو اس کا چرچا ہوگا پکڑوں کی خرید و فروخت اور سٹے سٹانے کا قدرت ہوگا تو اس کے چرچے ہوں گے سٹکنے شادی بیاہ کے وقت یہ شاہ فرج ہوں گے انھوں نے اغوا جاتے کا بیاض اور چرچا ہوگا۔ وہ دہے پکڑنے کے رنگ اور ٹکڑے بات ہو تو ظاہر بات ہے اسے کاجر جا ہوگا۔ کیونکہ اگر آپ کے گھر میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہوگا اور قرآن مجید کے آیات کا جیسا ہونگا تو آپ کے گھر کا رخ مدینہ کے طرف ہوگا اور

ہیں اور کچھ احکام صرف عورتوں پر لاگو ہوتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو مرد و عورت دونوں پر ایک ساتھ لازم و واجب اور ضروری ہیں ان ہی میں سے ایک حکم کا آیت کے مذکورہ جملہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

اسلام کی خدمت میں مرد آگے ہیں تو عورتیں بھی ان کے پیچھے نہیں ہیں۔ عورتیں مردوں کی پشت پر ہیں اور کچھ ایسے صفت میں وہ کہ مرد اور مردوں کی شہمیکہ کار بھی بنی ہوئی ہیں، مرد آگے بڑھا ہوا ہے عورت پیچھے سے اس کا پیوٹ کرتی ہے عورت اگر ایسا نہ کرے تو تنہا مرد اسلام کی گاڑی چلا ہی نہیں سکتا، مگر سے ڈھاکا بندھانے سے مدد خیرات کرنے سے دعا سے جواب سے اور ہر طرح کے شہمیکہ قوانین میں عمل کر کے مردوں کی مدد کار اور شریک دہوں نو مردانے کیسے بڑھ سکتا ہے، ہماری گاڑی جو ٹھیکر ہوتی ہے اس کی بڑی بڑی وجوہات کے اندر ایک وجہ یہ بھی ہے کہ خواتین والا جو بازو ہے وہ مفلوج اور بے نتیجہ ہو کر رہ گیا ہے اور اس کے بارے میں کہہ زیادہ کو ششیں نہیں ہو رہی ہیں عورتیں بیمار ہیں یا تو عمر سے بچے جاتے ہیں

(بانی م۔ ج)

شریف اور علوم دینیہ کو ترویج و اشاعت کی ہلکی  
مسلم خواتین کے علم میں ایسے بڑے حصے مراتب ہیں  
کہ محرابہ خواتین سے مسئلہ پر جیسے بڑے بڑے محابہ  
آتے تھے۔ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں یہ  
سلسلہ جاری رہا کہ اہل علم خواتین سے اعلیٰ مرتبت  
عالما و روح کرتے تھے کہ اس مسئلہ کے بارے میں  
ان کی کیا رائے ہے، یہ فیضیت اور مراتب خواتین  
کو کہاں سے ملایے قرآن مجید کی برکت ہے اور یہ  
برکت آج بھی ہم میں موجود ہے اگر ہم اسے اٹھالیں  
تو انشاء اللہ رہتی دنیا تک کبھی بھی ہم ناکام  
نہیں ہو سکتے۔

عورت مرد کی پشت پناہ ہے

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ  
 "اسلام کی خدمت کرنے والے اور مرد و اسلام کی خدمت  
 کرنے والی عورتیں"

قرآن کی بڑی جامع آیت کا یہ ایک جملہ ہے  
اس آیت میں مردوں عورتوں کے جو مشترک کام ہیں،  
سماج، سوسائٹی میں رل، مل کر کرنے کے جو کام ہیں ان کا  
تذکرہ فرمایا ہے۔ کچھ احکام صرف مردوں پر لگاتے تھے

اور مجھے زبردستی واپس لے آئے۔ اس کے بعد ابوالمطلب  
کے رشتہ دار آئے اور مجھ سے میرے بڑے سہمہ  
کو جوچین لے گئے۔ اب میں، میرا لڑکا اور میرے  
شوہر، تینوں جدا جدا حصے کے، شوہر تو دینہ چلے  
گئے۔ میں اپنے میکہ کے گھر گئی اور بیٹا اپنے باپ کے  
رشتہ داروں میں پہنچ گیا۔ مجھے روتے روتے  
ہر دن صبح سے شام ہو جاتی، ایک سال اسی طرح گزر  
گیا۔ میں لڑکھچڑھنے لگ چکی اور نہ ہی میں دینہ اپنے  
شوہر کے پاس جا سکی میرے ایک چچا زاد بھائی  
کو میرے حال پر ترس آیا اور کہہ سُن کر میرے  
میکہ والوں کو اس پر راضی کر لیا کہ وہ مجھے جانے کی  
اجازت دے دیں۔ یہ حال دیکھ کر میرے شوہر کے  
رشتہ داروں نے مجھے بھی لڑکا دے دیا اور میں  
مکہ سے نکلی کر اپنے شوہر ابوالمطلب سے فدا ہو جا ملی۔

ایسے دردناک اور غمناک واقعات پیش آنے کے باوجود ان خواتین اسلام نے ایمان کو نہ چھوڑا۔ اسی سبب قرآن مجید اور احادیث میں ان کی عظمت و اہمیت کا اعتراف و اظہار کیا گیا ہے یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اسلام میں خواتین کی کوئی اہمیت اور عظمت نہیں ہے اور ان کی تعلیم، کھنے پڑنے اور سیکھنے سکھانے کا کوئی انتظام نہیں جھنگلی ہیں وہ لوگ اور بڑے ناانسانی ہیں جو ایسی بات کہتے ہیں خواتین اسلام کو اللہ نے ایسی عظمت دی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئیں ایک پیالہ مٹا بانی رکھ دیا جاتا جو خواتین بیعت کے لیے آئیں قصص وہ پردہ میں رہ کر اس یالی کے اندر بائہ ڈال کر رسول سے بیعت ہوتی تھیں یہ کوئی کم نفیعت کی بات ہے کہ جن عورتوں نے اس مبارک یالی کے اندر ہاتھ ڈالے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے لگا ہو وہ کسی بزرگ والی خواتین ہیں اور اسی سے دنیا کے اندر کیا مسلم دین پیلا ہو گا اور کسی کسی انھوں نے قرآن مجید کی خدمت کی ہوگی اور کیسے کہ صورت

[illegible]



## (بقیہ) یہ ہے عورت کا مقام بلند

یا قبر والے بر جا کر ڈھولے تاشے بجا لیا، کچھ گانے والے گالیے بکوتی سوار کے یا منڈلے دیکھو، منیہ مانے لیے شیخ مدد کے نام کے شیر تھے بنا کر کھالے کھلا دے یا کچھ گنگلے مسجد کے منبر پر چڑھا دیے۔ ان کے سوا اسے غریب کو اور کیا معلوم۔ آپ قرآن مجید کے معانی سے واقف کرائیں کہ اللہ نے یہ کتاب تیرے لیے بھی نازل فرمائی ہے۔ اس میں تیری بھی ضرورتوں کا بیان ہے اور تیری عظمت کے احکامات نازل ہوئے ہیں یہ کتاب غولہ بنت ثعلبہ کو بھی خطاب کرتی ہے۔ اور حضرت عائشہ کی پاک دامنی اور میرے راکو رساجہ اور قائم ہونے کا اعلان کرتی ہے، یہ تو انہی کے لیے جامع احکامات بیان فرماتی ہے۔

یہ کتاب مبین یہ بتاتی ہے کہ اسلام کی خدمت کرنے والے مرد اور اسلام کی خدمت کرنے والی عورتیں دونوں برابر ہیں اور دونوں کی عظمت اللہ کے نزدیک ہے اور دونوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا۔

## دعائے مغفرت

معبود ارا العلوم ندوۃ العلماء کے سابق ناظر اور العلوم کے انجمنی کے استاد جناب سطرگرام صاحب کے ایک عزیز قریب جناب سید محمد عری نقوی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان اللہ فانا الیہ راجعون۔  
قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

## مہاسا کے گرجا گھر کے پادری نے اسلام قبول کر لیا

ترجمہ: محمد شاہ ندوی بارہ منکوی

مہاسا کے علاقہ میں واقع ایک سنی غریبی کے گرجا گھر کے ایک پادری "میتھو بونا یا نے" ۲۳ نومبر ۱۹۹۵ء بروز جمعرات اسلام قبول کر لیا ہے اور اپنا نام عمر کرکھ لیا ہے۔

میتھو بونا یا نے ۱۹۶۲ء میں اپنے آبائی وطن غریب میں پیدا ہوئے۔ کینز الاہوت سے عیسائیت کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سندھ فرسخت حاصل کی اور مہاسا میں الاخوة الافریقہ نامی گرجا گھر کے پوپ مقرر ہوئے۔ اور وہیں عیسائیت کی تعلیم و تربیت دینے لگے تھے اور اسلام کے خلاف سازشیں کرنے والے گروہوں کے ساتھ وہ کرسلائی تعلیمات اسلامی دعوت و تبلیغ اور مذہب اسلام کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے تھے۔ اور گذشتہ سال جب "نیشنلزم" سے دعوت و تبلیغ کے لئے ایک جماعت آئی اور مہاسا کے علاقوں میں اپنے اجتماعات منعقد کئے تو انھوں نے زبردست مخالفت کی بلکہ کثرت سے ایسے ایسے سوالات کرتے تھے کہ اس جماعت کے لوگ اپنے دعویٰ عمل سے باز آ جائیں۔ اس اسلامی مخالفت اور عیسائیت نوازی کی بنیاد پر گرجا گھر کی مجلس انتظامیہ نے طے کیا کہ ان کو مزید تعلیم کے لئے امریکہ کے بڑے ادارہ میں بھیجے۔

لیکن گذشتہ دنوں اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیا اور ان کے لئے حق کو واضح کرکے ہدایت دی۔ چنانچہ اسلام کی حقانیت ان کے دل پر چمکی اور جمعرات کے دن ۲۳ نومبر ۱۹۹۵ء کو کوکر طبر و کوکر شہادت پڑھ کر مشرف بر اسلام ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام پر ثابت قدم رکھے، اور اسلام کا دائمی نسلے۔ دوسرے دن جو کوکر گرجا گھر کی مجلس میں جا کر وہاں کچھ اہل اور جو کچھ ان کے پاس تھاب و پس کر دیا۔ بعض پادریوں نے انھیں عیسائیت کی طرف لوٹنے کی کچھ دعوت دی لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ بلکہ خود موصوف عمر صاحب نے ان پادریوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

## (بقیہ) رسید کتب

### دارالہدیٰ کی شرعی حیثیت

مولانا حفص الرحمن صاحب ندوی اعظمی نے اہادیث کی روشنی میں بہت سی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ دارالہدیٰ کی اہمیت اور فضیلت کے موضوع پر ایک قابل عمل و قابل قبول کتاب تیار کر دی ہے۔ جو عوام و خواص سبھی کے لئے ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔  
صفحات: ۱۷ قیمت: دس روپے  
نسلے کا پتہ: اسلامک بک ہاؤس، ابراہیم پور لاہور  
ڈیوکی، اعظم گڑھ ۲۷۶۲۰۳

### مسائل رمضان و احکام اہل فطر

مفتی حشمت اللہ قاسمی صاحب کے قلم سے مرتب یہ کتاب رویت ہلال، اہل فطر، تراویح، شب قدر، روزہ کے فضائل و احکام، ۲۷ صفحات پر مشتمل خوبصورت فائیل، صاف و سادہ کتابت، عمدہ طباعت کے ساتھ شائع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے۔  
قیمت: -  
پتہ: -  
(محمد شاہ ندوی بارہ منکوی)



## منہ تصبر



میڈاٹ نندوی

کے مقابلے میں ایک سو اٹھارہ لاکھ جید اہل سہ

بمبئی کے قانون تعمیر حیات سے  
بمبئی کے قانون تعمیر حیات سے گزارش  
ہے کہ تعمیر حیات کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا  
فریڈل بننے کے سلسلہ میں ذیل کے تہ پر رابطہ  
قائم کریں۔ وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی  
رہنمائی ملے گی۔



**ALAUDDIN TEA**  
Tea Merchants

44, Haji Building,  
S. V. Patel Road, Nall bazaar, Bombay-400 003  
Tele. : Add Cuckkette Tel. : 3762220/3728708  
Tel. (R) 3095852

۲۴ نمبر اور ۱۲ نمبر کی اسٹیشنل چائے  
حاصل کیجئے۔

## دعاے مغفرت

• مدرسہ اشرف المدارس دہم دہلی کے استاذ احباب  
محمد شب صاحب کی والدہ صاحبہ کا دعویٰ میں ۳۳ جولائی  
۱۳۸۵ کو انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔  
اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ فارغین و یوجات  
سے بھی دعاے مغفرت کی درخواست ہے۔

نے غلطی کے تحت کیلئے ہم منہ بپ کی کلمہ بصدقت  
کرنا اور اسے تسلیم کرنا شروع کر دیا ہے۔

• عالمی شہرت یافتہ باکسر ملک عبدالعزیز  
(اینگلٹن) نے مسلمان ہونے کے بعد مغربی دنیا والوں  
مغزوں ذرائع ابلاغ کی جانب سے تعصب اور رنگ نظری  
بدعت تحقیر کی ہے یہ ذرائع ابلاغ ملک عبدالعزیز کے  
مسلمان ہونے اور اپنا نام تبدیل کرنے کے باوجود اب  
نئی انھیں اسی نام سے پکارنے پر مصر ہیں یہ وہ قبول  
اسلام کے بعد ترک کر چکے ہیں۔

• کویت کی وزارت صحت کے مطابق کویت  
میں مکمل طور سے سرایت نوشی پر پابندی کا ایک  
نیا قانون نافذ کر دیا گیا ہے خلاف ورزی کے مرتکب  
شخص پر ۱۵۰ ڈالر جرمانہ کیا جائے گا اور دوبارہ  
خلاف ورزی کی صورت میں جرمانے کی رقم دہلی کر دی  
جائے گی۔

• بین کے ماہرین نے کہا ہے کہ آئندہ صدی  
میں چین میں ایس کرورٹینی فوجیوں شادی کے لئے ذرائع  
مطلوبہ کے باعث غیرت دہی شدہ رہ جائیں گے باہر  
کے مطابق لوگوں کی جانب سے لڑکوں کو ترجیح دینے کے  
باعث آبادی میں خطرناک عدم توازن پیدا ہو گیا ہے  
اس کی ایک بڑی وجہ حکام کی جانب سے ایک خاندان  
کے لئے ایک بچے کی اجازت ہے۔ بہرین کے مطابق  
۱۹۹۲ میں ہر تھوڑے لوگوں کے مقابلے میں ایک سو تین  
لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ لیکن ۱۹۹۲ میں ہر تھوڑے لوگوں

• سعودی عرب نے امریکہ کی طیارہ ساز کمپنی سے  
مسافر طیاروں کی خریداری کے سمجھوتے کئے ہیں جن  
کی اہمیت تقریباً ۱۰ ارب ڈالر ہے۔ سعودی عرب کے دفاعی  
ہوا بازی کے وزیر نے بتایا کہ یہ سادہ سعودی ایٹلانٹک  
کے لئے اہمیت رکھتا ہے۔ ان طیاروں کی شمولیت کے  
بعد سعودی ایٹلانٹک دنیا کی اہم ایٹلانٹک میں شراکت  
جائے گی۔

• پاکستان کے دفاعی و مذہبی امور کے وزیر نے  
کہا کہ موجودہ حکومت نے کبھی بھی ایک ہی دن میدان  
اور مصفاں الہیہ کا ایک نماز ایک ہی دن کرنے کی کوششوں  
کو ترک کر دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ رویت طہا میں یکسانیت  
کے سلسلے میں بعض قربات کے بارے میں اس کے لئے  
گواہ کا ایک مقام منتخب کیا گیا ہے جہاں علمائے کرام  
کچھ شہر کے ماہرین کے ساتھ دور بینوں کے ذریعہ چاند  
کے اتار چڑھاؤ کا مشاہدہ کریں گے۔

• برطانیہ کے سکریٹری کلسا جرج آف انگلینڈ  
نے یہ فیصلہ صادر کیا ہے کہ ازود اہی رشتوں کے بغیر جنسی  
تعلقات اب گناہ کے زمرہ میں نہیں آتے۔ کیلئے اس  
حیرت انگیز اور غیر معمولی رائے کا جواز یہ پیش کیا ہے کہ  
جودید ورس کے طرز زندگی کی اخلاقی قدر میں بدل رہی ہیں  
اور کیلئے اس سلسلے میں مناجاتی انداز اختیار کرتے  
ہوئے اپنا رویہ اس کے مطابق ڈھالنا چاہتے۔ دوسرے  
فصلوں میں کیلئے کو رہنمائی کرنے کے بجائے عوام کے  
خواہشات کے مطابق ان کی جبری کرنا چاہتے ہیں

سے لے کر وفاتِ حسرتِ اکبات تک کے حالات مختصر مختصر  
حوالوں کے ساتھ درج کئے گئے ہیں، آپ کے اخلاق و عادات  
کا بھی خاص ذکر کیا ہے ساتھ ہی مسلمانوں کو ان اوصاف  
حمیدہ سے متصف ہونے کی دعوت دی گئی ہے جس کی  
اتنے کے لئے ضرورت ہے۔ کتاب کی زبان آسان ہے امید  
ہے کہ دینی حلقے میں یہ کتاب مقبولیت کا درجہ پائے گی۔

ڈاکٹر بارون رشید مدنی

## رسید کتب

### تاریخ کی مظلوم شخصیتیں

دس اہلِ القدر صحابہ کرام کی تفصیل کے ساتھ  
سیرت مولانا عبدالغنی فاروقی کے لئے قلم سے مفید  
معلومات پر مشتمل کتابت و طباعت کے حسنِ زور سے  
آراستہ خوبصورت تاجیل کے ساتھ منظرِ عام پر آئی ہے  
صفحات: ۲۸۰ - قیمت پانچ روپے  
منے کا پتہ: مکتبہ اہلہ کاوری، کھنڈ، ۲۲۷۰۷

### ادراقی جاوداں

معروف معارفِ علم نورانی جاوید کے نام  
ہندوستان کے محمد حسین شاہ بیرھار و دانشور کے  
خطوط جس میں علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالحق  
دریابادی، مولانا محمد انصاف ندوی، بابائے اردو مولوی  
عبدالحق، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، ڈاکٹر اگرسین  
وغیرہ کے مکتوبات بھی شامل ہیں۔ علم و ادب کا جلیل  
کے لئے مفید ہے۔

مترجمین: ۱۔ راہیہ فدائی - نظام الحق عابد

صفحات: ۱۵۴

منے کا پتہ: مکتبہ خاتمِ عزیزیہ، اردو بازار، دہلی

(بانی ۲۷۰۰)

# مطالعہ کی شہریت

تبصرے کیلئے کتابوں کے دونوں کا آنا ضروری ہے!

یہ کتاب ایک اس کی حفاظت باحسن و جمہور ہوتی آئی ہے۔  
اور جب تک یہ عالم باقی ہے انشاء اللہ اس کی حفاظت  
ہوتی رہے گی۔

زیر نظر کتاب "مختصر تہجد القرآن" بھی اسی سلسلہ  
کی ایک کاوی ہے، کتاب مختصر و مختصر صفحت پر مشتمل ہے  
اور بہت جامع ہے۔ مؤلف محترم مولوی قاری حافظ  
محمد سعید غفری صاحب نے بڑی محنت سے اپنی علمی  
وفی کاوشوں کے ساتھ قواعد کو جمع کیلئے جو کراٹھیں  
قرآن مجید کے لئے بنے ہیں مفید ہے۔ اور دارالعلوم ندوۃ  
سے ملنے میں مدرسیت العلوم پہلی مرتبہ ہر پانچ دن میں داخل  
نصاب ہے۔

البتہ کتاب کی طاعت میں کہیں کہیں پر غلطی تو  
صاف نہیں کیے ہیں یا بالکل نہیں ہیں کتاب میں اس کے  
مطالعہ کو بھی کہیں کہیں پر سوچا ہے مثلاً صفحہ ۱۲ پر جو  
کوہانی لکھا ہے اور صفحہ ۱۵ پر "بالتشہید" کو  
بالتشہید" غیر منقطع لکھا ہے۔

کتاب قلیب بکڈ پو دیو بند سے طبع ہوئی ہے اور  
مکتبہ الندویہ دارالعلوم ندوۃ العلماء سے بھی حاصل کی  
جاسکتی ہے۔ قلمی محنت و دریاغی منظرِ ادب

"فیہیت سیرت" از مولانا سید محمد غیاث الدین مظاہری  
ساز ۱۳۳۳ھ صفحات ۱۲۲ مع سرورق، قیمت چار روپے  
منے کا پتہ: مرکز اسلامی، سی پلاک ۷۰۶، کربلی، الہ آباد۔  
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

قرآن میں جو کراٹھیں صیغہ سادہ اور پوری  
دنیا کے لئے مستعملہ ہے اس لئے اسے یشرف حاصل  
ہے کہ اس مقدس و جبار کتاب کا ایک ایک حرفِ جمل  
کا توں باقی ہے۔ امتِ محمدیہ نے قرآن حکیم کو اپنی سرچے  
بڑی دولت سمجھا اور اس کی حفاظت و قرأت پر بے شمار  
مقتضیات صرف کر دیں۔

ایک طرف مفسرین کرام نے اس بحرِ نیا پیدا کر  
کی خواہی کی اور مطالب و دعائی کے لئے آبدار فراہم  
کئے تو دوسری طرف قرآنِ عظیم نے ہر قرأت و روایت  
کی حفاظت فرمائی اور اس کے صحیح تلفظ اور صحیح لہجہ  
و لہجہ کا اہتمام فرمایا اور حفاظ کرام نے اس کے ایک  
ایک حرف کو اپنے سینوں میں جگہ دی۔ اور علماء اس کی  
نعمیات کو بھیلے رہے۔

جس طرح قرآن حکیم ایک معجزہ ہے اسی طرح اس  
کی حفاظت کا انداز بھی ایسا ہی ہے کسی امت نے اپنی  
آسانی کتاب کی وہ حفاظت نہیں کی جو اس امت محمدیہ  
نے کر کے دکھائی۔ محاذِ اُرد اگر آج قرآن حکیم کے  
سارے نسخوں کو کوئی سمندر میں غرق کر دے تو قرآن  
حکیم مرنے نہیں سکتا۔ لاکھوں کی تعداد میں حفاظ و قراء  
موجود ہیں جو حق تعالیٰ ہی دیر میں پورا قرآن کریم نقل  
ہو جائے گا۔ اور ایک حرف و نقطہ کا بھی فرق نہیں ہوگا۔  
اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے قراءِ عظیم اور حفاظ کرام کے  
سینوں کو حفاظتِ قرآن عظیم کے لئے تیار کیا ہے۔

غلامِ کلام یہ قرآن حکیم کے رسول سے

**بقیہ: درس حدیث**

حضرت عمرؓ کے یہ عرض کرنے نہ آپؐ کی خوش ہو گئے پھر اس کے بعد حضرت نہایت ادب کے ساتھ بہتر الفاظ میں اللہ کے رسولؐ کا دل خوش کرنے والی باتیں کرنے لگے دوسرا درمیان میں معذرت کے الفاظ بھی فرماتے جاتے۔ یہ لوگ ملتِ حق تعالیٰ سے تو بہرے کرتے ہیں، پھر عداوت کرتے ہوئے فریفتہ "اے اللہ کے رسولؐ ہم ابھی جاہلیت سے نکل کر اسلام لائے ہیں۔ آپ ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو کھانا کھا رہے ہیں اور اس طرح کے سوالات کی میرا ذوق خلد کہاں ہوگا؟ یہ اس لیے کہ میں نے کون ہے؟ اللہ کے رسولؐ میری اونٹنی کہاں ہے؟ جو گنبد فرمائیے۔" حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نامناسب سوالات تربیت و تزکیہ کے ابتدائی زمانہ میں پیش آتے تھے اس لیے کہ حضرت عمرؓ کے قول کے ہم لوگ ابھی ابھی نے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ یہ سب سے پہلے معلوم ہوتا ہے، اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس تہمتی منزل کے شروع زمانہ میں جلد بازی کا داخلہ کرنے سے ڈرا یا اور سوال کا طریقہ اور اس کے جواب بتاتے۔ حضرت عامر سعد بن ابی وقاصؓ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے بڑا عجز و عصب جس نے کسی ایسی چیز کے حرام و حلال ہونے کے بارے میں سوال کیا جو حرام نہیں کی گئی تھی اور اس کے سوال کی وجہ سے حرام کو دیکھ کر کسی پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلا وجہ کی باتوں قلیل و قال اور بہت زیادہ سوال کرنے اور مال کا دلچسپی مانگنے سے منع فرماتے تھے، آپ نے صحابہؓ کو یہ امر نصاریٰ کی طرح سوال کرنے سے منع فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنے لیے یہی صیغہ علیہ السلام سے آسمان سے دستِ خوان یعنی کھانے کی چیزوں کے اتارنے کا مطالبہ کیا کہ ایسا ہوتا تو ہم کو یقین آئے اور ہم ایمان لائیں نہ کہ جب آسمان سے دستِ خوان اترا تو ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ اس واقعہ کو قرآن مجید نے اس طرح بیان کیا ہے:-

(وہ صحیح بن گیا کر) جب حواریان نے کہا کہ اے  
عیسیٰ میں میری کیا بات ہو دو گا راہ الہ کر سکتے کہ  
ہر جہرہ آسمان سے (ظلم کا) خوان نازل کرے؟  
انھوں نے کہا کہ ایمان رکھتے ہو تو خدا سے ڈلو۔  
حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ "لَقَدْ أَتَوْا  
هُنَّ أَشْيَاءَ" سے مراد کجیرو، وصال، سائبہ اور حاتم  
اور حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ سوال سے روکنے  
مطلب اللہ تعالیٰ کی آیات کے بارے میں سوال کرنا  
کر کوئی مجرمہ و دشمنی لایے تو ایمان لائیں سنا قریش  
سوال کر آئے ان کے لئے پانی کی نہر جاری کر دیں  
صفیہ بھاری کو سوسے کی کرین یعنی پوری بیہوش  
بن جائے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آیت کو "وَلَا  
عَنْ أَشْيَاءَ" ان تبدل لکھو سو کہو کہ حکمت  
و مصمت کو سمجھنے کی طرف براہ رجوع کرتے رہے" اے  
باسے میں ہزارے حضرت ابوالدرداء کی حدیث مفرد  
نقل کی اور فرمایا کہ حدیث کی سند صحیح ہے حاکم نے  
حضرت ابوالدرداء کی حدیث کو صحیح کہا ہے، حدیث  
"مَا أَحَلَّ اللَّهُ فَعُو فِي كِتَابِهِ فَعَمِلُوا  
وَمَحَرَّمٌ فَعُوهَا مِ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَعُوهَا  
عَفْوًا قَبِلُوا مِنْ اللَّهِ عَافِيَةً فَإِنَّ لِلَّهِ  
يَكُنْ يَنْسِي شَيْئًا تَعَمَّلُوا هَذَا الْأَمْرَ  
دَوْمًا كَأَنْ رَبَّكَ نَسِيَ"۔  
"اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو چیز حلال فرمائی  
ہے وہ حلال ہے اور جس چیز کو حرام کیا ہے وہ حرام  
ہے اور جس چیز سے سکوت فرمایا ہے وہ جائز ہے  
(محاف ہے) اللہ تعالیٰ کی محاف اور اختیار دی  
ہوئی باتوں کو قبول کرو! اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کر  
کسی چیز کو قبول جاسے بھر آیت ذکر کر کہے۔" و  
مَالِكًا رَبَّنَا نَسِيَ



# تعمیر حیات

پندرہ روزہ

لکھنؤ

بِخْلِيسٍ مَخَافَتٍ وَشَرِّ بَابٍ دَارِ الْغَيْبِ لَوْ نَزَّوَالْعَلَمُ لَا يَخْفَا

جلد نمبر ۳۳ ۲۵ دسمبر ۱۹۹۵ء - مطابق ۲۷ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ - شماره نمبر ۴

## زرتکاروں

سالانہ ..... ۱۰۰ روپے  
 فی شمارہ ..... پانچ روپے  
 بیرونی ملک فضائی ٹھاکہ -  
 ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ملک  
 ۲۵ روڈالر  
 بیرونی ملک بحری ڈاک -  
 بحری ڈاک جملہ ..... ۱۰ روڈالر



خط و کتابت اور منی آرڈر کے وقت  
 کوپن دیکھنا سب پر خریداری پر کیساتھ  
 مکمل نام پتہ دور نمبر، خریداری نمبر  
 ہر سال سب پر کھاتا ہے اگر آپ  
 جدید خریداریوں کو اس کی عزت مزور  
 کریں اس سے فخری کارڈ ملیں گی آسانی  
 اور جلدی ہوتی ہے۔ - - - - -  
 منیجر  
 حامد

## مُشاوَرَت

مولانا نذیر حفیظ ندوی - مولانا محمود الازہار ندوی  
 مولانا سلمان حسینی ندوی - مولانا محمد خالد ندوی  
 مولانا عبداللہ حسینی ندوی - مولانا محمد رضوان ندوی  
 ڈاکٹر ہارون کریم صدیقی

## منکرانِ اعلیٰ

مولانا معین اللہ ندوی  
 - - - - -  
 مدیر مسئول  
 شمس الحق ندوی

اس دائرہ میں اگر سُرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ  
 پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب  
 کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ  
 چندہ مبلغ مندرجہ ذیل پر بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

## خط و کتابت کا پتہ

میں تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 یو پی  
 ڈھانٹ سکرٹری مجلس و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ  
 پر روانہ کریں

پرنٹر و پبلشر شاہ حسین نے ہارنگھ آفٹ میں طبع کر کے دفتر تعمیر حیات مجلس و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

# اسٹیمائیز میں

شرائط بحفی

- ۱۔ پانچ کاپی سے کم کا بحفی جاری نہیں کی جاتی۔
- ۲۔ فی کاپی ۱/۲ روپے کے حساب سے ضمانت پیشگی روزانہ کرنٹ ہوگی۔
- ۳۔ کمیشن جو اپنی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

- ۱۔ تعمیر حیات کائناتی کامل فی سینی میٹر ۲۰/۲ R.
- ۲۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر مقرر ہوگا۔
- ۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیسرون ملک ٹائمز

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.  
P.O.Box No. 842  
MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)

ملینہ منورہ

Mr. M. AKRAM NADWI  
O.c.I.S.  
St. CROSS COLLEGE  
Oxford OX1 3TL - U.K.

برطانیہ

Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.  
P.O.Box No. 388  
Vereniging  
(S.AFRICA)

سائڈھانفریقہ

Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.  
P.O.Box No. 10894  
DOHA - QATAR

قطر

Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.  
P.O.Box No. 12525  
DUBAI -(U.A.E.)

دبئی

Mr. ATAULLAH Sb.  
Sector A-50, Near Sau Quater  
H. No. 109 Town Ship Kaurangi  
KARACHI-31 (Pakistan-)

پاکستان

Dr. A. M. Siddiqui Sb.  
98- Conklin Ave  
Woodmere  
New York 11598 -(U.S.A.)

امریکہ

۲	ڈاکٹر محمد عثمان اعظمی ندوی	۱	دکس حدیث
۵	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی	۲	اسلام پر دور رس فتاویٰ (جلد اول)
۹	مولانا عبدالرؤف جھنڈا انگری	۳	اسلامی تہذیب و ادب کا خلاصہ
۱۲	مولانا سید محمد رابع حسینی ندوی	۴	مولانا سید محمد رفیع رحیم
۱۴	شمس الحق ندوی	۵	ماہ شعبان کی فضیلت
۱۶	ڈاکٹر یونس بگامی ندوی	۶	عظائم کے مایہ ناز اعلیٰ.....
۲۰	مانوڈ	۷	دھار سائیک تاریکی شہر
۲۲	قاری محمد ریاض	۸	ماہ شعبان کی برکات
۲۴	خواجہ محمد مجذوب	۹	آخری عرض گلدستہ شاہ سے
۲۵	محمد طارق ندوی	۱۰	سوال و جواب
۲۵	عبد القیوم فرقت	۱۱	منور اس لئے..... دفت
۲۶	پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی	۱۲	مرحوم مولانا محمد رفیع صاحب
۲۷	ڈاکٹر ہادیون رشید صدیقی	۱۳	مطالعہ کی تیز رفتاری
۲۸	میدار شرف ندوی	۱۴	عالمی خبریں
۲۹	ڈاکٹر حفیظ احمد مدنی	۱۵	قرآن مجید (نظم)
۳۰	حامد بسبوی	۱۶	کلیڈر

ذیل کے مضامین حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی مدظلہ کے وہ فنکارانہ تقریریں ہیں جو انہوں نے ۱۹۵۷ء کو تحفظ مدارس کے کانفرنس خانہ بور میں ہوئی اور مولانا مدظلہ نے بعض تفصیلات کے ساتھ اسلام کے حقیقتیں اور ہر زمانہ و مکافہ میں اس کے قیام و رہنمائی اور مسائل کا حل پیش کرنے کے صلاحیت پر بصیرت افروز روشنی ڈالی ہے۔ (اولیٰ)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا ونبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن  
تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد!

فَأَعِزُّوهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. وَمَا كَانِ الْمُؤْمِنُونَ يُنْفِرُونَ أَكْثَرًا. فَلَوْلَا لِفَرَسٍ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ  
لَهُمْ يُتَقَبَّوْنَ فِي الدِّينِ. وَلَئِنْ رَأَوْهُمُ آذَارَ جُوعٍ لَيَكْفُرْنَهُنَّ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ.

حضرات! ہمیں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی آیت پڑھی ہے، اگرچہ اقرآن شریف کے ایک طالب علم کی حیثیت سے، ایک عربی دال' ایک طالب کرنے والے کی حیثیت سے انتھان لیا جائے کہ یہ بتائے کہ جن کی دنیا میں شہرت اور عزت پہلے، جن کی اہمیت بلند افاز سے اور بڑی فصاحت و بلاغت سے واضح کی جاتی ہے، اور جن کے لئے بڑی بڑی جائزہ نام لیا جاتا ہیں، اور ان کو دین اور اسلام کا فلاح کہا جاتا ہے، قرآن مجید میں کہیں اس کا تذکرہ بھی ہے، قرآن مجید میں بہت سی ایسی حقیقتیں بیان کی گئی ہیں جو کسی کتاب میں مشکل سے نہیں ملتیں، یہ بتائیے کہ کس چیز کی بڑی اہمیت ہے دین کی نگاہ میں، اور دین والوں اور علماء اور دانشوروں کی نگاہوں میں، اور دونوں اور ناقدین نے بھی اس کو بہت بڑا حق دیا ہے قرآن مجید میں بھی ان کا ذکر ہے، تو میں کہوں گا کہ اس آیت میں ان کا ذکر ہے، اگر آپ غور کریں، ایسی ہی حقیقتیں ہیں جن پر غور کرنے کی فبت نہیں آتی، روزمرہ کی زندگی میں بھی، اور ان مدارس میں بھی بعض چیزیں ایسی بدی سمجھی جاتی ہیں اور حقیقی روزمرہ کی سمجھی جاتی ہیں، جن کی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، اور آدمی کو غور کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی، ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کسی بن میں یہ سوال ہی نہ پیدا ہو جاوے، اس میں صاف مدارس کے نام لئے بغیر، اس لئے کہ نام لینے میں، الفاظ بدلتے رہتے ہیں، مدارس کی بکولے نیچے کسی کو محاذ کسی کو مراد کسی کو جامعات کہا جاتا ہے، مختلف اداروں میں، مختلف الفاظ میں، لیکن جو مدارس کی خصوصیت اور مقصد ہے، اور اس کی افادیت ہے وہ اس آیت میں بیان کر دی گئی ہے، یہ وہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو خالقِ فطرت اور خالقِ کائنات ہے، اور وہ انسان کی مکرر دلیوں اور ضرورتوں سے بھی واقف ہے، اور دین کے اعتقاد تقاضوں سے بھی واقف ہے، عالم الغیب ہے، وہ اپنے ان تمام صفات کے ساتھ جس طرح اس آیت میں اشارہ کیا ہے، ایسے مرکز ہزار دین کا گہرا علم حاصل کیا جائے، دین کا عمیق اور وسیع آفاقی علم حاصل کیا جائے، جو ہر زمانہ میں کام دے سکے، اس آیت میں اگرچہ مدارس کا نام نہیں آیا، اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند تھی، لیکن اس آیت میں بالکل مدارس کی تصویر اکٹھی ہے، اور مدارس کی ضرورت اور افادیت بھی اکٹھی، اور اس میں مدارس کا فرض بھی بیان کر دیا گیا، فرماتا ہے کہ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ اہل ایمان سب کے سب گھر لوں سے نکل جائیں، اور زندگی کی ضروریات سے بالکل آنکھیں بند کر لیں، یہ تو بے دلی اور ممکن اصل بات نہیں، پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان میں سے ایک جماعت اس کام کے لئے تیار ہو جائے، تاکہ وہ دین میں لغبی سمجھ حاصل کریں، عربی زبان میں سمجھے کے لئے بیسیوں لفظ ہو سکتے ہیں۔ فہم، معرفت، علم، تفقہ کا لفظ بھی ہے، لیکن تفقہ کا لفظ خاص معنی رکھتا ہے۔ اس کے معنی ہیں دین میں گہری سمجھ حاصل کرنا

دین کے ذخیرے پر پورے طور پر حاوی ہو جائیں، زمانے کی ضرورت کو سمجھ سکیں، اور بدلتے ہوئے زمانہ اور دائمی دین کے درمیان رشتہ پیدا کر سکیں۔ ایک بات یاد رکھنے کی کہ دین کو دائمی ہے زمانہ بدلتے ہوئے، جو طرف ہے اور طرف بدلتا رہتا ہے لیکن دین کی حقیقت، دین کا ماحول، دین کی بنیادی باتیں نہیں بدلتیں، تو نہ بدلتے والا دین، اس کا بدلتے والے زمانہ کے درمیان رشتہ پیدا کرنا پیوند لگانا یہ معمولی کام نہیں ہے۔

”دین کی اصلیت اور حقیقت، دین کے واجبات و فرائض، دین کے صحیح حقائق اور مطالبات میں تو ذرہ برابر فرق نہ دے دئے، لیکن وہ دین زمانہ کا ساتھ دے سکے، زمانہ کی رہنمائی کر سکے، زمانہ کشا، ہی بدل جائے، تمدن کشا ہی وسیع ہو جائے مختلف علوم کی کتنی ہی ترقیات ہو جائیں، انسان ہوا میں اڑنے لگے، اور پانی پر چلنے لگے، اور زمانہ لاکھوں میل کے حساب سے آگے بڑھ جائے، انہی انگریزی عقلی طور پر وہ ثابت کر سکتا ہے کہ دین اس زمانہ میں رہنا ہی کر سکتا ہے، آج محمد وہ تمام مسائل و ضروریات، یہاں تک کہ زمانہ کے معقول اور سبیلوں کو بچھا سکتا ہے زمانہ کے ساتھ چلتے ہی جیسے بلکہ تہمت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور زمانہ کو بے راہ دہی اور نسل انسانی کو اپنے خود کشی سے بچا بھی سکتا ہے، وہ اپنی فکر اپنے فہم اور حقائق میں ادبی ہے، زمانہ کشا ہی ترقی کر جائے اس میں فرسودگی اور قدامت پیدا نہیں ہو سکتی، آؤ! آن ڈیٹ جسے کہتے تھے دین آؤ! کن ڈیٹ ہو چکا ہے، یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا ہر زمانہ بدلنے والا ہے، اس کی تعریف سے برائی نہیں ہے، زمانہ ہی کسی سے جو بدل سکے، اور وہ تو ایک برائی حالت ہے یا ایسی چیز ہے جس میں زندگی نہیں، زندگی کے ساتھ تو تبدیل ہی لگا ہوا ہے، تو اوقات بھی لگا ہوا ہے نہ نئے تجربے بھی لگے ہوتے ہیں نہ زمانہ توجہ لگا اور بدلتا چاہے، لیکن دین زمانہ کی طرح

بدلتا بھی نہیں اور زمانہ سے پیچھے بھی نہیں رہ جاتا۔ یہ کام بڑا نازک اور بڑا اہم ہے، اور یہ بات عین تاریخ کے ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ مذاہب کی تاریخ بتاتی ہے اور انھما پسند گوئیوں نے اس کا اعتراف کیا ہے، ہندوئیت کے بے لاک معنفوں نے اس کا اعتراف کیا ہے، ہمارے ملک کے مذاہب نفاذ کا ساتھ نہیں دے سکے، اصرار ایسی گذر گئی جن میں خلاصہ، کوئی ایسا آدمی پیدا نہیں ہوا جو زمانہ کا دین سے رشتہ جوڑ سکے، اور زمانہ کو دین کا تابع بنا سکے اور زمانہ میں ظاہر پیدا ہونے دے، اس سلسلہ میں نے اپنی کتاب تاریخ دعوت و عزیمت کے پہلے حصے کے مقدمہ میں صاف صاف ان غریبی، غفلت، ہندوستانی غرضیتوں کی کتابوں کے مصنف کے حوالے نقل کیا ہے، گھمبیرا لنگر لگیں اور ہمارے کوئی ایسا ریاضیاتی پیدا نہیں ہوا، کوئی مجدد پیدا نہیں ہوا جو اس دین کو ضرورت کے تابع کر سکے اور جو اس میں رخنہ پیدا ہو گیا ہے، اس کو بھر سکے، اور انھوں نے یہ بات بڑی حیانت داری اور جرات کے ساتھ کہی ہے، میں تاریخی ذوق رکھنے والے کی حیثیت سے کہتا ہوں، یہ خود بخود ایک تو یہ کہ دین کوئی فرسودہ چیز، کوئی زمانہ قدیم کی یادگار نہیں بلکہ زمانہ کی رہنمائی کرنے والا اور مجمع راستہ پر چلنے والا، اور فراخ و تقریط اور اس میں جانور جو پیدا ہو جاتا ہے، اسلام کی تاریخ شہادت دیتی ہے کہ کسی زمانہ میں یہ غلام نہیں ہونے پایا، مجھے صاف کیا جائے، میں مجبوراً اپنی کتاب کا نام دیتا ہوں تاریخ دعوت و عزیمت کی باغی جلدیں ہیں، اس میں میں نے یہ دکھایا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے زمانہ تک کوئی ایسا زمانہ نہیں گذرا کسی ملک میں ایسا نہیں ہوا کہ وہاں ایک خلا محسوس ہوا ہو، ایک برائی پیدا ہوئی ہو اس کو کوئی برائی کہنے والا نہیں، کوئی ضرورت پیدا ہوئی ہو اور ضرورت کی تکمیل کرنے والا اور دعوت

دینے والا پیدا نہ ہوا ہو، کوئی تحریف ہوئی ہو اس کو توجہ کرنے والا اور سازش ہوئی ہو، اور اس کی عقلی کھولنے والا اور فطرت ازہم کرنے والا پیدا نہ ہوا ہو، میں نے تسلسل کے ساتھ بتایا ہے کہ چیز کی ضرورت ہوئی اس ضرورت کو پورا کرنے والا پیدا ہوا، اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ہے، آپسے یہ فرمایا کہ ہر زمانہ میں قیامت تک اس امت میں وہ لوگ پیدا ہوتے رہیں گے، ”مفخون عنہ تحریف الغالین وافتحال المبطلین، وفتادیل الجاہلین، یہ الغافل باطل معجزانہ ہیں، اگر آپ مگر اسوں کو، جو انہما کی پیش آتی ہیں، سلطنتوں اور نظام جہلے حکومتوں کو پیش آتی ہیں، اس کے لئے جو چیزیں مہینج کرنے والی ہیں اور خطرناک ہیں، اور ان میں سے کسی عنوان میں داخل کر سکتے ہیں، جو غلو پسند لوگوں کی تحریف کو دھڑکائیں، اور جو لوگ خواہ ادا کر کے ہیں، ان کی عقلی قوت کو تھمتے رہیں گے، اور جو لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اپنی عزت رکھنے کے لئے ادائیگی ذات کا ہر کرنے کے لئے نازل کر دیں گے، اب آپ اسلامی تاریخ کو تفریع سے لے کر اب تک دیکھیں، کسی زمانہ میں جو فتنہ پیدا ہوا، میں تفصیل میں عرضا نہیں جا رہا تھا، یہی زیادہ ہو چکا ہے، کسی میں امام حسن بصری کو پیدا کیا کسی میں امام احمد بن حنبل کو پیدا کیا، امام ابو الحسن اشعری اور امام غزالی کو پیدا کیا، اس کے بعد سوساٹھی میں کچھ کمزور پیدا ہوئے، کچھ تجارت اور کمائی کے سلسلہ میں تعاقب کے سلسلے میں جب خدا اھلوں سے، اسلام کے معیار اور اسلام کی تعلیمات سے لوگ ہٹنے لگے تو ان انگریزی کو پیدا کیا، اور ایمان کی کمزوریاں پیدا ہونے لگیں تو ان تیرہ کو پیدا کیا، جب لوگ خدا کو سلطنتوں کے اثر سے، عہدوں کی لالچ میں اور اپنی انسانی کمزوریاں کو دبا کر بھولنے اور بھولانے لگے اور ملک پرستی میں لگ گئے، تو تمام وقت، صلح و دعوای پیدا کیا، میں کو جو سے لوگوں نے کہہ ہے کہ ہزاروں ہزار اس زمانہ میں

جو چراغِ علم پر شمعِ لوگ تھے، وہ تاب ہوئے، بعض لوگوں پر اثر پڑا تھا وہ تاب نہیں لاسکتے تھے وہ جان دے دیتے تھے، تاریخ بتاتی ہے کہ صرف چند آدمی نہیں بلکہ براعظم افریقہ تک جنوب ایشیا تک اس کا اثر پڑا ہوا، ہندوستان میں آئے، تاریخ ثابت ہے کہ مجدد الف ثانی ہیں جو اقبال کہتے ہیں کہ

اس خاک کے ذروں سے ہم پر خورشیدِ ستارہ  
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار  
گردن نہ ٹھگی جس کی جہاںگیر کے آگے  
جس کے نفسِ مرگم سے ہے گرمیِ احرار  
وہ ہند میں سرمایہٴ ملت کا نگہباز  
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

مجدد الف ثانی پیدا ہوئے، جب ہندوستان کا رخ پھر جانے لگا، دانشوروں نے یہ پٹی بڑھائی کہ سرحد کی عمر ایک ہزار سال ہوئی ہے، قریب تھا کہ ہندوستان کا رشتہ اسلام سے ٹوٹ جائے، اور مسلمان بالکل اُردو

ہو جائیں، اگر نہ پادریوں کو بلوایا، مناظرہ کروایا، ان کی باتیں سنیں، اور مذاہب کے پیشواؤں کو بھی موقع دیا۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں کی آبادی ایک علیٰ اضطراب میں، ایک دہشتناک اور پریشانی میں مبتلا ہو گئی، اس وقت مجدد الف ثانی کھڑے ہوئے اور لوگوں نے اسلام کی دعوت دی۔ پھر اس کے بعد ایک وقت آیا، اسلامی علوم، خاص طور پر قرآن و حدیث کی تعلیم کم ہو گئی، اور حوام کا تعلق اس سے ٹوٹنے لگا، اس وقت شاہ ولی اللہ صاحب کو پیدا کیا، اس کے بعد ان کے اطفال سید احمد شہید، شاہ اسماعیل شہید وغیرہ پیدا ہوئے، آپ کو معلوم ہوگا کہ لوگوں نے امتیاط کے ساتھ کہا ہے کہ ان کے نیک و کافروں کا کچھ بڑا تپ ہوئے، اور غازی پور بھی تشریف لائے اور ان کے ساتھ یہاں بھی ایسا تعلق پیدا ہوا کہ جان دینے کے لئے تیار ہوئے، اور یہاں بہت نفوس قتل پیدا ہوئے۔

میں عرض کر رہا ہوں کہ کسی مذہب کے لئے

چیزیں بہت ضروری ہیں، ایک چیز یہ کہ وہ اپنی اصلیت پر قائم رہے، اس کی اور بھٹائی نہ جائے، اور اصلیت سے دست بردار نہ ہونا پڑے۔

ابھی حال ہی میں ایک کتاب آئی ہے اس میں بتایا ہے کہ موجودہ عیسائیت حضرت مسیح کی لائی ہوئی نہیں ہے، حضرت مسیح کے ساتھ برکس کے بعد سینٹ پال کے زمانہ سے اب تک کی تحقیق یہ ہے کہ دونوں اپنا رُخ نے اس کی بجائے بنایا تھا کہ اس میں اردن میں تھوڑے

داخل کر کے اس سے سیاسی فائدہ اٹھایا جائے، چونکہ عیسائیت ایک طاقت کی طرح ابھر رہی تھی اور دونوں اپنا رُخ اس سے دُور رہا تھا، ان کو خطرہ پیدا ہوا کہ اگر وسیع اور طاقتور مذہب بن جائے تو دونوں اس پر اس طرح حکومت نہیں کر سکتے، یہ ایک بہت گہری سازش تھی کہ عیسائیت کے نام سے، عیسائی بنو کر عیسائی بنائے اور قوم میں داخل کر دیا، اس کا اس طرح تعارف کر دیا اور عزت دی کہ گویا وہ عیسائیت کا ترجمان بن گیا

چنانچہ تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ موجودہ عیسائیت حضرت مسیح کی لائی ہوئی نہیں ہے، بلکہ سینٹ پال کی لائی ہوئی عیسائیت ہے، اور میں دوسرے مذاہب کے متعلق نہیں کہہ سکتا۔ وقت بھی نہیں ہے، مضافہ وٹ ہے۔ ایک سوشل لیفٹارم کے طور پر اور مذہب میں جو افراط و تفریط پیدا ہو گئی تھی اس کو دور کرنے کے لئے پیدا ہوئی، جیسا کہ ہمارے ہندوستان کے بہت سے سورتوں نے لکھا ہے کہ وہ چیزیں باہر سے آگئیں جن کو گوتم بدھ مٹانا چاہتے تھے، اور بت پرستی بھی لگتی تھی، مہینے خود مٹا دیے، لاہور اور پشاور کے وہاں ایک شہر ہے وہاں اتفاق سے ایک ذمہ دار ہمارے اطلاع کے تھے، ہم پشاور جا رہے تھے تو انھوں نے وہ یومیزم دکھائے، اتنے عجیبے گوتم بدھ کے لئے کہ آدمی کو شکی آئے، کو کوئی حصہ ہے، اور یاد رکھئے، بعض زبان دانوں نے کہا ہے کہ اردو اور فارسی مماثلت کا جو لفظ آپاس ہے، وہ بدھ کا لفظ ہے، یعنی بدھ

میں آتی بت پرستی لگتی تھی کہ بودھ کے بجائے بت کہہ دینا کا فیصلہ، تو مذاہب کی تاریخ میں آپ کو بت سے ایسے غلامیں تھیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو وقت بیکوئی ایسا آدمی ہیں اس میں جان ڈالنے والا اور پیسہ پانہ تعلیم دینے والا جو اس کی تعلیم کے مطابق بننے، بالکل اس کو دہاں پر کھڑا کر دے جہاں اس نے جھوڑا تھا، لیکن یہ بات نہیں ہوئی، بات ایک تاریخی حقیقت کے طور پر، ایک انسانی فطرت کے طور پر کہ انسان جدت پسند ہے، اور وہ نفاذ سے قاصر ہوتا ہے،

تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ مدارس کے جو خاص کام ہیں، اور مدارس کے علم برداروں نے، مدارس تو مدارس کا نام ہے، لیکن جو ان کی مدارس تھے یعنی انسانی فطرت جو مدارس اور علم تھے اور تعلیم کا ہیں ان لوگوں نے دو کام کیے ایک تو یہ ہے کہ وہ اسلام کو اس شکل پر لے آئے، جس شکل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوڑا تھا۔ اور چکا کرنا

اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں جس شکل میں تھا۔ اور یہ تاریخ بتاتی ہے کہ بڑی کامیابی ہوئی، اور بعض بعض بدعات اور نئی چیزیں ایسی تھیں کہ اس کا تازہ کرنا ذریعہ مشکل ہے کہ وہ کیا تھے ادب کیا ہوئے وہ ایک تاریخی داستان کے طور پر رہ گئے، دوسری بات یہ ہے کہ زمانہ کو جس رہنمائی کی ضرورت تھی وہ رہنمائی علمی، اجتہاد یعنی زمانہ کے جوئے مسائل ہیں ان کو ماننے رکھ کر اجتہاد کیا جائے، اور خاص دین کی تعلیم اور دین کے اصول کے ماتحت ان کو منطبق کیا جائے اور ان کو یہ بتایا جائے کہ زمانہ کی تبدیلی میں صلوا معلوم ہوتا ہے اس کو خود دیکھا جائے اور اس کو بتایا جائے کہ اسلام کی تعلیم فلاں موقع پر یہ رہنمائی کرتی ہے، فلاں موقع پر رہنمائی کرتی ہے، اور یہاں تک جایا جاسکتا ہے کہ پھر اس سے بچنے کی ضرورت ہے، اجتہاد کا کام حاصل ہوتا رہا، اور علماء نے اس میں اتنا احتیاط کیا کہ اس کو بھی میں ایک کلمہ کے طور پر بتاؤں، علامہ اقبال؟



مکرمہ دیکھو۔ حضرت عیسیٰ فرمایا کہ کسی جہاد کی ضرورت نہیں، یہ تو عفرت کے دن، اور جمعے کے دن نازل ہوئی، ہمارے بھائی عیسیٰ کی ضرورت نہیں، یہ تو عید سے برکت کہے، یہ دو عیدیں ہیں، عید الاضحیٰ یہ تو بالکل سادے طریقے پر بنائی جاتی ہے۔

حضرات! تو یہ ہے ہمارے مدارس کی افادیت، اس خصوصیت اور امتیاز کو اور خدا کی اس نعمت کو باقی رکھیں، ایک تو دین اپنی اصلی حالت میں ہو جو اللہ کے رسول نے کر کے، اور خلفاء اور شہداء اور سابقین اولین، اور معوی طور پر اس پر پوری نعمت چلتی رہی، تمام دنیا میں دین پر عمل ہوتا رہا۔ دوسری یہ کہ زمانے سے اس کو کچھ نہ رہے دیں، اور زمانہ کی وجہ سے نہ قواس میں کوئی ایسی تبدیلی کریں کہ دین میں تبدیلی ہو، اور نہ بالکل زمانہ کی ضرورت کو نہ کھیں اور کان نہ کر لیں کہ ہم کچھ نہیں سننے، ایسا نہیں بلکہ زمانہ کی تبدیلی کو دیکھیں اور اس کا جائزہ لیں، کہ کس حکم سے اس کا اقتصاد اور مفکر اُٹھے، اور کتنی چیزیں فائدہ اٹھا نا چاہئے۔ خلافت دین میں وہ حکم موجود ہے کتنی زخمت ہے، کتنی رنج و تعب ہے، وہ رعایت بنادینا، لیکن مسئلہ نہ بے گار، یہ چیز دین اور امت کی بقا کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا ہمارا اور آپ کے لئے ناس لینا ضروری ہے، اور ہمارے اور آپ کے لئے نفع کا ہونا ضروری ہے۔ دین اپنی اصل پر بھی رہے اور زمانہ کی رہنمائی بھی کر سکے، اور زمانہ کا اعتصاب بھی کر سکے، اور زمانہ کے جائز تقاضوں کو کھ سکے، اور بعد از او جتنا اسلام اجازت دیتا ہے، تو ہم کر سکتے اور اس کی رعایت کر سکتے، اس کے لئے مدارس ہیں جو تقویٰ اور صوفیہ فی الدین اور اجتہاد کی علامت بھی پیدا کرتے ہیں اور ان کے اندر دین کی حقیقت بھی اور دین کی حفاظت کا جذبہ بھی ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ نسل انسانی کو بھی سمجھتے ہیں اور زمانہ کا مطالعہ بھی کرتے رہتے ہیں باقی صلا پر

زمانہ کی ضرورت کو پورا کرنا، زمانے کے تقاضے کی تکمیل کرنا، امت اور دین اور زمانہ کے درمیان کوئی فرق یا تضاد یا خلا پیدا نہ ہونے دینا اس لئے کہ جو دین اپنے زمانے سے ٹوٹ جائے، زمانے سے اس کا جو بند بوجھا اور زمانے سے کہنے لگیں اور زمانہ خود اپنے زبان حال سے کہنے لگے کہ یہ دین اب چلنے والا نہیں ہے، بھر وہ دین چلتا نہیں ہے، یہ معمولی بات نہیں ہے کہ یہ دین ابھی تک اپنی اصلی حالت ہی پر نہیں بلکہ اپنے ارکان اور عقائد کے ساتھ، عبادات کے ساتھ، طریقہ عبادت کے ساتھ موجود ہے، اس کی عیدیں اسی طرح بنائی جاتی ہیں جس طرح بنائی جانی چاہئے، اس کے فرائض ادا کئے جاتے ہیں، ساری دنیا میں کفن دیا جاتا ہے گاڑ جنازہ بڑھائی جاتی ہے، حقیقت اسی طریقہ سے ہوگا حضرت اسی طریقہ سے ہوگا شادی اسی طریقہ سے ہوگی، اکیلا قبول اس طریقہ سے ہوگا۔ مہربانہ جانا لگا۔ طلاق کے لئے بھی احکام ہیں، یہ معمولی نہیں ہے، اس میں سب سے پہلے ہاتھ تو ان حلالہ رہائیں کہ اپنے نابین رسول کا ہے، اور پھر ان کے مرکزوں کا ہے جس میں ممالک عربیہ اور دخیلہ ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ زمانہ کی ضرورت کو پورا کرنا، زمانے کے چیلنج کا مقابلہ کرنا، نعاذ کے تغیر سے متاثر نہ ہونا اور اس سے دین میں تحریف اور امت میں کوئی انحراف اور ضلالت پیدا نہ ہونے دینا۔ یہ دو چیزیں ہیں، ایسے دین کے لئے ضروری ہیں جس کو قیامت تک کے لئے بھیجا گیا ہے اور قیامت تک رہنا ہے۔ اور اس کے متعلق کہہ دیا گیا ہے: "الْیَوْمَ الْکَلْبُ کَلْبٌ وَ یَوْمَ الْکَلْبِ کَلْبٌ وَ یَوْمَ الْکَلْبِ کَلْبٌ" یعنی ذکر حبیب اللہ ﷺ الاسلام دینا، حدیث میں آتا ہے کہ ایک یہودی آیا حضرت عمرؓ کے پاس، اس نے کہا امیر المؤمنین! ایک آیت آپ قرآن شریف میں بتی ہے، مگر یہ بتی ہم یہودیوں کی کتاب میں آئی ہوئی تو ہم اس دن خوشی میں جہاد خراب کرتے، حضرت عمرؓ نے پوچھا کون سی آیت ہے؟ کہا ناکیم الکنت

نے کہا ہے کہ صرف تار پلوں کے ابتدائی دور میں سال کا استنباط اور اجتہاد کا کام، اللہ نے محفوظ رکھا، تار پلوں نے اشرجہ اور وہ اثر ڈال کر مسائل نکھول دیے اور اس سے امت مگر اچھی کو اس پر عمل کرو، اس کو موقع زل کے کردہ اس سے استنباط کریں اور سیاسی فائدہ اٹھائیں، یہ دو کام ہیں جس کو صرف مدارس کے علاوہ کر سکتے ہیں، ماہرین علم و فن، ماہرین تفسیر و حدیث، اور ماہرین فقہ و اصول فقہ، اور ماہرین ادب و زبان کر سکتے ہیں، بلکہ ان سب کے جامع وہ برکات و احاطت اپنی اصلی تعلیم کے ساتھ باقی ہے، ذرہ بر اثر فرق نہ آنے پائے، بادشاہوں کی طرف سے رشوتیں دی جائیں، چاہے دھمکیاں دی جائیں اور چاہے فطرت پیدا ہوں، چاہے بڑے بڑے منافق اس کے سامنے ہوں، بالکل اس کی پرواہ نہ کریں، اس لئے کہ ایک نہیں دو نہیں، بچاؤ نہیں سیکڑوں انسان ہیں، ان کا یہ حال ہے کہ بادشاہ وقت سے چاہا کہ حلالہ کچھ قبول کریں، لیکن اصول نے انکار کر دیا، یہ ایک امتیاز کا، میں چھوٹا سادہ سادہ ہوں۔

ابھی صاحب نے فرمایا تھے منصور خلیفہ کے ہاں، خلیفہ کو کچھ لکھا تھا کہ اگر ذرا ظلم اٹھا دیجئے، اور کا ہاتھ چاہئے، انھوں نے کہا کہ میں ظلم نہیں دے سکتا ہوں، کہا کیوں؟ بوجھ دیا کہ معلوم نہیں، آچہ کیا کھینچیں اور پیچیں گے، بوجھ۔ ایک نہیں سیکڑوں صفحات طحا کے تذکرے پر ملیں گے، انھوں نے ایک حرف کی تبدیلی بھی گوارہ نہیں کی، اور کہا کہ مسئلہ بالی ہے اور ہے گا۔ قول حق کے خاطر اپنی جان اور خاندان کا خطرہ کھتے ہوئے لگے، اور خود کٹی کا خطرہ کھتے ہوئے بھی اصول نے حق بات کہہ دی، ان کی بات مانی گئی، یہ دو چیزیں ہیں وہ ہیں کہ اسلام اپنی اصلیت پر ہے، اپنی اصلی قیامات پر ہے، اس میں ذرہ بہ ذرہ فرق نہ ہو۔ اور

# اسلامی تہذیب و اصلاح معاشرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## غیبت جمل خوری

مسلم معاشرے میں جو لوگ ایک درس کے کیفیت اور جن جن غری بہت زیادہ کرتے ہیں اس سے لوگوں کے دل ایک دوسرے سے متفرق ہو جاتے ہیں اور اسلام و کلام بند ہو جاتا ہے مسلم سوسائٹی میں اس سے بڑا ضل اور انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت اور جمل، بہتان و الزام تراشی سے بہت سختی سے منع فرمایا ہے کہ یہ غیبت مسلم معاشرے میں اور اسلامی سوسائٹی میں گھن کی طرح اثر کرتا ہے۔ غیبت جمل خوری میں مذکور فضیلت اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے چنانچہ سورہ جمل میں ارشاد فرمایا:-

”وَلَا يَغْتَابَ بَعْضُكُمُ بَعْضًا يَتِيمَ احِدًا كَمِ اَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ“ (مائدہ: ۴۲)

ترجمہ:- یعنی تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیونکہ تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا پانہ کرے گا تم اس کو برا جانو گے تو اللہ سے ڈرو وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بار مرداد شریعہ ہوئے بدو اور ایچ کے پاس سے گذر رہا تھا صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا:-

”وَلَا تَلَا بَا عَلَ أَحَدٍ كَرِهْتُمُوهُ“ (الادب المفرد: ۱۱)

ترجمہ:- میں خدا کی قسم اس شریعہ سے بدو اور ایچ سے تمہارا پیٹ بھرا کسی مسلمان بھائی کا گوشت کھانے سے بہتر ہے۔“

۲۔ دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”مَنْ عَصَا اللَّهَ وَالْمَشَاوِرَ بِالْغَيْبَةِ الْمَفْرُوقِينَ بَيْنَ الْأَحْبَةِ“ (مشکوٰۃ: ۱۰۱)

ترجمہ:- یعنی اللہ کے بندوں میں سے بدترین وہ شخص ہے جو جمل خوری کرتا ہے اور دوستوں کے درمیان جدائی کراتا ہے۔“

۳۔ تیسری حدیث میں حضرت مازن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:-

”لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ شَيْءٌ“ (ازہد: ۱۰۱)

”یعنی جمل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا“

۴۔ ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ایک بار نبی کریم دو جبروں کے پاس سے گذرے تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جائیگا ہے ان میں سے ایک کو استہزاء پاک نہیں کرتا تھا اور پیشاب کے چھینٹوں سے بچتا نہیں تھا اور دوسرے شخص کے بارے میں فرمایا: ”کان عیسیٰ بالغیۃ“ یعنی جمل خور تھا! دھڑکی بات دھڑکا کر لوگوں کے درمیان فساد و فحاشی پیدا کراتا تھا۔

**غیبت کرنے والے کا آخری انجام**  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں میری عمر کو گھٹا تو ہم کے مٹا ہر کا شاہد کرایا گیا وہ ہا

میں نے یہ ایک دردناک منظر بھی دیکھا کہ لوگوں کے ناخن ناخن کے ہیں اور وہ ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو فوج رہے ہیں اور غصہ نہیں جھٹک رہے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو حضرت جبریل نے فرمایا:

”هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لَحْمَ النَّاسِ وَيَمْنَعُونَ أَعْرَاضَهُمْ“۔

یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کا گوشت کھا کر کھاتے تھے اور ان کی برادر بری کرتے تھے۔“

ان احادیث کی روشنی میں غیبت و جمل خوری کی سزا اور مذمت خوب واضح ہو گئی ہے، مسلم معاشرہ میں ناسور کی طرح ہے اگر لوگ اس کی مغفرت اور برے نتائج پر درصیان نہیں دیتے ہیں تو قبر الہی کے سزاوار یعنی طور پر ہوں گے بالخصوص منصف نازک میں یہ مرض عام ہے جہاں بھی دو چار خور میں کھاتا ہوتا ہیں غیبت، جمل خوری ضرور ہوتی ہے۔ خدا ہم سب کو اس بری عادت سے نجات دے۔ آمین

## غیبت جوئی ایک بری فعلیت ہے

کسی کے عیوب کی پردہ دری کرنا اور اسے اُچھانا اس کی تلاش و جستجو کرنا یہ بہت عیوب و حرکت ہے شریعت اسلامیہ نے وہاں تجسس و کھوج کرکشی سے روکا ہے کہ جو لوگ یہ مسلم سوسائٹی کے مفادات کے خلاف ہے۔

## حضرت عمرؓ کا ایک نصیحت افروز واقعہ

حضرت عمرؓ ایک رات عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ مدینہ کی ایک گلی گشت کرتے تھے ایک بزرگ روشنی دیکھ کر ٹھہر گئے پھر مکان کے اندر داخل ہو گئے۔ وہاں دیکھا کہ ایک ضعیف العمر بڑھا شرب نوشی میں اور گانے بجانے والی لڑکیوں کے ساتھ مشغول ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اسے بے رخصت ہے کیا حاضر ہیں؟ تو کیا کر رہا ہے اس نے کہا اسے اب لو میں آپ نے دوسرے کام کئے تھے متنبہ کنر اعمال۔

ایک شخص کیا یہ بھی مشوا منہ ہے۔ دوسرا ملاجانت آپ میرے مکان کے اندر داخل ہونے یہ بھی غلط شرع کام آپ نے کیا ہے اس کی بات سن کر حضرت عمرؓ جب چاہا وہاں سے نکل آئے۔ مدت دراز کے بعد جب حضرت عمرؓ کی مجلس میں اتفاقاً ایک دن حاضر ہوا۔ حضرت عمرؓ نے اسے پہچان لیا فرمایا: علیؓ! بعد! الشیخ! اس بوڑھے کو میرے پاس لاؤ وہ ضیف شخص ذرا آج میری خبر نہیں ہوئی تادیہی کا دروائی ضرور کی جائے گی لیکن اس کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عمرؓ نے قریب کرتے ہوئے اپنے پہلو میں بٹھالیا اور میرے کان میں پچکے سے فرمایا قسم ہے تو کو مجھ سے والے رب کی ممانعت احد! من الناس ما رايت منه! یعنی جو کچھ میں نے تیرے محبوب کو دیکھا تھا آج تک میں نے کسی انسان سے نہیں بنایا۔ پھر فرمایا میرے ساتھ جلاشدن مسود تھے ان سے بھی میں نے نہیں کہا۔ ہے تو اس بڑھے نے کہا میں نے بھی اسی دن شرب نشی اور کھانے بجانے سے تو بہر کر رہی ہے بلکہ

حضرت عمرؓ کے اس طرز عمل سے معلوم ہوا کہ کسی کے راز کو فاش نہیں کرنا چاہیے بلکہ در پردہ اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ لوگ خود برائیوں سے نائب ہو جائیں گے۔ اور آپس میں بدگمانی نہیں ہوگی۔

### چغلی سخت مذمت کے قابل ہے

کسی انسان کی برائی کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمایا ہے۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے آپ کے ازواج مطہرات میں امیر مضر حضرت یحییٰ بن زیدؓ نے حاضر کیا اور فرمایا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ وہ تو انہی کے پورے برابر ہیں یعنی وہ قد میں ضعیفی بستہ قد ہیں ان کا آپ کی ذکر کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا: یا عائشہ لقد قلت قولا مومج

غیب کنز العمال

بہا البحر نکاح مبرا! یعنی اے عائشہ تم نے جو چغلی کی ہے اور ایسی زہریلی بات کہی ہے کہ اگر یہ زہر سمندر میں گھول دیا جائے تو اس کا پانی تلخ و کڑوا ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ان کو توبہ و استغفار کا حکم دیا۔ (الادب المفرد)

آج جاری سوسائٹی میں چغلی و غیبت کی باتیں لوگ اپنی اہلیہ سے مزہ لے لے کر کہتے اور سنے ہیں اور کوئی قفس اس کے غلط نہیں لیتے اور نہ ان سے چغلی و غیبت کی برائیاں بیان کرتے ہیں اور نہ انھیں توبہ و استغفار کے لئے کہتے ہیں اس طرح غیبت کو سن کر چپ رہنے والا بھی تو غیبت کو کھینکے اور صبر سمجھ رہا ہے اور غیبت میں کوئی خدمت کی بات نہیں پاتا رہا ہے۔

شیخ سعدی شیرازیؒ نے ایک بڑی اچھی نصیحت کی ہے وہ لکھتے ہیں:-

بسم رضا شوا اید اکس

وگر گفتہ آید بغور از برس

یعنی اگر کسی کی غیبت اور برائی بیان ہو رہی ہو تو اس کو رضا مندی کے کان سے بیٹھو۔ لیکن اگر کسی کی غیبت اور برائی ہو رہی ہو تو اس کے حقیقت حال تک پہنچنے کی کوشش کرو تا کہ ہماری سوسائٹی میں چغلی و غیبت جو کاذب ہر پھیلے نہ پائے۔

### ایک غلام کی غیبت پیوستہ شخصین نے معافی چاہی اور توبہ کر گیا

ایک مفرد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے جب مہاجرین چلتے چلتے رات کے کسی حصہ میں پہنچ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا دربان کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ سارا قافلہ ٹھہر گیا اس وقت حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان ایک ہی غلام تھا جو اذیت کا چالا و فیر و لانا اور دونوں حضرات کا کھانا بنانا تو بڑا کرتے وقت

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ ہم دونوں رات میں سو رہے ہیں تم ہمارے سامن تیار کر لینا۔ اس کے بعد تم بھی سو جاؤ لیکن وہ غلام دونوں حضرات کے سونے کے ساتھ ہی سو گیا۔ جب صبح حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بیدار ہوئے اور نماز کے لئے اٹھے تو غلام کو دیکھا کہ سویا بڑا ہے۔ کوئی نشان سالنہ بیکانے کی انہیں ملی۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ یہ غلام بہت سوسے والا ہے۔ دیکھو اب تک سویا بڑا ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ بہت ہی غفلت کا مارا ہوا ہے اس کو ہماری ضروریات و حاجات کی کچھ بھی فکر نہیں ہے۔ اس گفتگو کے بعد اس کو فوراً جگا دیا اور پوچھا تو نے سامن بنایا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا جس طرح آپ لوگ سو گئے ہیں میں بھی سو گیا سامن نہیں بنا سکا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا اب سامن کے لئے بھی ہوسکتا ہے کہ تم جاؤ رسول اکرمؐ سے ہم دونوں کو سلام کہو اور ہمارے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان سے سامن مانگ لاؤ۔ چنانچہ غلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اس نے دونوں حضرات کو سلام پہنچایا آپ نے سلام قبول کیا۔ اور سامن طلب کرنے کے جواب میں فرمایا کہ وہ دونوں سامن کھا چکے ہیں تو غلام نے پیغام پہنچایا۔ دونوں حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا: کیف امتد مننا یا رسول اللہ! یعنی ہم نے اے رسول خدا کون سا سامن کھا یا؟ آپ نے فرمایا: بلحمہم احمیکما حلین اغتبعما! یعنی اسی وقت تم نے گوشت کھالیا جب تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی۔ ایک نے کہا کہ وہ بڑا سوسے والا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ بڑا غفلت اور بدھو ہے۔ یہی باتیں غیبت ہوتی اور غیبت کا مطلب یہ ہے کہ جیسے کوئی آدمی اپنے مرادہ جاتی کا گوشت کھاے تو جب تم لوگ یہ گوشت کھا چکے تو اب سامن کی کیا حاجت ہے؟ وہ دونوں حضرات

### بقیہ: اسلام ہر دور میں قیادت کی صفات

۱۔ اور وہ زمانے کے جائز تقاضا کو بھی سمجھتے ہیں، اس حد تک کہ خیریت میں اس کی رعایت کی گنجائش ہے، اسی کا نام تقویٰ ہے اور اس سے بڑھ کر اجتہاد ہے، اور اسی کا نام صحیح رہنمائی ہے، ہمارے مدارس دین کا مرکز ہیں۔ اس لئے، ان کا قائم رکھنا، ان کی حفاظت ہے، دین کی حفاظت تو اللہ کے ذمہ ہے، ”إِنَّا نَحْنُ نُحَافِظُ الدِّينَ لَكُمْ يَا أُمَّةَ الْخَلْقِ“ لیکن ہمارے ذمہ بھی کچھ کیا ہے، اسی کے پس احکام دینے گئے، دین کی ترویج کرو، حالت کا مقابلہ کرو، یہ مدارس کا مقام اور بقا اور اس کی ترقی اور مدارس سے محبت اور ان کی سرپرستی دین کا ایک تقاضا ہے، اور دینی غیرت کا تقاضا ہے، اور دین سے محبت کا تقاضا ہے، دین سے محبت اور بقا کے جذبہ کا تقاضا ہے، ان ہی کی اصل قیمت ہے، اور افادیت ہے، اور یہی اس کی اصل فروغ ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

### ضرورت ہے

شعبہ انیسویں عربی اسکول کے لئے دو مدرس کی جوندہ سے فارغ ہوں۔ تجربہ کار مقرر اور مقرر کو ترجیح دی جائے گی خواہ بغیر فہام 1250 روپیہ سے 3000 روپیہ تک حسب صلاحیت فہم کا انتظام اسکول کی بلڈنگ کے مطابق۔ ۳۰ جنوری کو بعد از ظہر انٹرویو کے لئے اپنی مکمل اسناد حسب ذیل تہیہ تشریف لائیں۔

### ڈاکٹر عبد الجبار

چوک احمد و خاں نجیب آباد ضلع بنوں

اس طرح کی تسلیم و تربیت کرنے والے ساتھ اس دنیا سے اب رخصت ہو چکے ہیں جن کی آج کے معاشرے میں سخت ضرورت ہے مگر آج ایسے لوگ بہت ہیں جو کسی کے ایک باب کو دیکھ کر بے جا کر دکھائیں لیکن خوبی کا ذکر کریں بغیر غلو و کاتب قدرے تو ایک لکھ کر بس کیا ان رقیبوں نے اسے نقطہ لگا کر کس کیا اللہ تعالیٰ ہمارے مسلم معاشرے کو ان میوب و نقائص سے پاک و صاف کرے۔ آمین

لہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب

### بقیہ: دھار

حضرت مولانا کمال الدین حبیبیؒ کے انتقال کے ۱۳۰ سال بعد مزار پر گنبد افضل کواں، احاطہ دار حجرہ نوکیر کوڑا اور احاطہ کے دروازہ پر فادری کے ۹ اشعار کا ایک کتبہ نصب کر دیا۔

### لاٹ مسجد دھار، دھار شہر کے جنوب

منظر میں تالاب کے کنارے ایک عالیشان مسجد ہے جس کو سلطان دلاور خاں غوری نے ۸۰۰ھ مطابق ۱۳۹۵ء میں ماوہ میں اپنی خود مختار حکومت کے اعلان کے بعد بنوایا تھا۔ مسجد بہت بڑی اور سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اس مسجد کو جہاں گیسرے اپنی نرگ میں جامع مسجد لکھا ہے عادت فکر و آثار قدیمہ کے تحفظ میں ہے اور صرف نماز عیدین یہاں ہوتی ہے، مسجد کے شمال مشرق میں قریب ہی ایک آجی استون دلاٹ یا لاٹھہ کھڑا ہوا تھا، جس کی اونچائی ۳۰ فٹ تھا اسی ستون کے مناسبت سے اس مسجد کا نام لاٹ مسجد ہو گیا، ستون بجزو کی چیز ہے بلکہ بڑی تھوڑی چیزیں گولوں میں بٹ گیا ہے۔

نادم ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! ہمارے لئے معاف طلب کیجئے۔ رسول اکرمؐ نے جواب دیا کہ آپ لوگوں نے کوئی غلطی نہیں کی ہے بلکہ غیبت اپنے غلام کی کی ہے خضر اہ خلیست تعفرا نکحہ۔ یعنی پس تم دونوں اس کی درخواست کرو وہ تمہارے لئے خدا سے بخشش طلب کرے گا چنانچہ وہ دونوں حضرات واپس آئے اور غلام سے معافی کی درخواست کی اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ترین صحابہ میں بھی کوئی عیب یا فساد کی بات سننے سے فوراً توبہ و استغفار کی تلقین فرماتے تھے کہ اور صحابی کرام فوراً تسلیم فرم کر دیتے تھے۔ معافی حرم نے کیا خوب لکھا ہے۔

سعادت بڑی اُس زمانہ کی یہ تھی کہ جھک جاتی گردن نصیحت پر سب کی

یہ غیبت و جہت و بری بلا ہے جو علماء و طلبہ میں بھی رائج ہے، ایک طالب علم دوست کی شکایت اور اس کی غیبت سے باز نہیں آتا اور ایک عالم دوست کا عالم کی خدمت اور تحقیر دونوں میں غیبت سے برسرِ منبر نہیں کرتا اگلے استاد و طلبہ کو نصیحت کرتے تھے اور ان کی شکایات و عیب جو توجہ پرست نہیں کرتے تھے۔

### شیخ سعیدی سے حد

درسہ نظامیہ میں شیخ سعیدیؒ شیراز میں تبلیغ حاصل کر رہے تھے تو انھوں نے اپنے شیخ سے اپنے ایک ساتھی کی شکایت کی کہ خذلان ہے، برابر حد کرتا ہے تو اسٹانڈے جواب دیا اگر وہ ایک واسطہ سے جہنم میں جا رہا ہے تو تو بھی وہ سکر راستہ سے جہنم میں جانے کی کوشش کر رہا ہے یعنی ساتھی حد کی وجہ سے جہنم رسید ہوا تو تو غیبت کی وجہ جہنم رسید ہو گا۔

# برادر مرحوم مولانا سید محمد رضی نقوی بستوی

مولانا سید محمد دلال علی حسینی مدظلہ

کدیر توان کے سہروردانہ رویہ اور حسن قواعد کا حال تھا اس کے ساتھ ساتھ ان کی جو اصل ذمہ داری یعنی کتب خانہ کا اہتمام تھا اس میں مولانا مرحوم کا کام اور اس کی ترقی میں حصہ بہت نمایاں رہا۔ کتب خانہ کی کتابوں کی حفاظت اس کے ذخیرہ کے اضافہ میں اصول نے بڑی مستعدی اور جوش و خروش کا ثبوت دیا، دیکھنا بول

کے اضافہ کے لئے خرید کے ذریعہ پر یہ کے طور پر اور وقف کے طریقے سے حصول کی برابر کوشش کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ جب سے اصول نے کتب خانہ کی ذمہ داری سنبھالی اس وقت سے ان کے انتقال کے وقت تک کتب خانہ کا ذخیرہ دو گنے سے زیادہ ہو گیا۔ وہ کتب خانہ کی کتابوں سے اپنی عزیز ترین متاع کی حیثیت سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ فکر میں رہتے تھے کہ کتابیں کن کن حضرات کے پاس زیادہ دنوں سے باقی رہ گئی ہیں اور دوسرے کس طرح جلد واپس جونا چاہیے۔ وہ اہم کتابوں کی جگہوں تک سے واقف ہوتے تھے۔ جس سے مراجع کے طالب کو فائدہ اٹھانے سے ان سے استفادہ پر تکلف کتاب کی کتب خانہ میں موجودگی اور ان کی جگہ کا بھی پتہ چل جاتا تھا۔ علیٰ یہی وقت وہ کتاب خود وہاں سے نکال لاتے تھے۔ انہوں نے تحقیق کا کام کرنے والے کی حمد کر دیتے۔ ندوہ کا کتب خانہ کوئی تھوڑا کتب خانہ نہیں کر مذکورہ بالا کام آسان ہو۔ وہ ایک لاکھ سے اوپر تودا میں کتابیں رکھنے والا کتب خانہ ہے اس میں زیادہ تر عربی، اردو، فارسی، اور انگریزی زبانوں کی کتابیں ہیں۔ ان کے بعد دیگر کئی زبانوں میں بھی کتابیں ہیں جو ایک درجن سے زیادہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔

مولانا مرحوم کا دینی جذبہ بھی بہت بڑھا ہوا تھا۔ وہ دین کے فروغ سے خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ یہ جذبہ انھوں نے اپنے اہلداد سے ورثہ میں پایا تھا اس جذبہ کا بھی اثر تھا کہ وہ حضرت سید احمد شہید مدظلہ علیہ السلام کی تحریک سے اور ان کے خاندان کے افراد سے بہت متاثر رکھتے تھے۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی مدظلہ

زیادہ ہے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ان کے خاص تعلق والوں کے معاملات میں کوئی ٹکرمندی اور تعاون اور کام میں شراکت کا معاملہ ہوتا اس میں مولانا پیش پیش نظر کرتے۔ اور ایسی ٹکرمندی اور دلچسپی کا ثبوت دیتے کہ جیسے وہ ٹھاپنے گھر کے کاموں کو انجام دے رہے ہوں۔ اپنے اہل تعلق کی بیماری شادی، علمی کا معاملہ ہوتا تو مولانا مسائل کو حل کرنے اور ضروری نظر و نظام کرنے میں خصوصی تعاون کرتے، عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے وسیع نظام کو چلانے میں اولین کو بوجھ اپنے اوپر لے لیتے۔ ملی کاموں میں یا دینی اداروں کے معاملہ میں نہایت خوش دلی و ٹکرمندی سے تعاون دیتے اس کے لئے ان کو بارہا مشکل سفر کرنے میں بھی تردد نہ ہوتا۔

چنانچہ انتقال سے صرف ایک ماہ قبل آل اذہب سلم پریس لاہور کے سالانہ اجلاس کے لئے جو احمد آباد (گجرات) میں کیا جانا چاہا تھا۔ اور وہاں یہ اجلاس پہلی بار ہونے کی وجہ سے زمین تیار کرنے کی ضرورت تھی اور انتظامات کی صورت میں طے کرنا تھا۔ مولانا مرحوم کا انتخاب کیا گیا۔ مولانا مرحوم اس علاقہ میں پہلے سے متعارف تھے اس لئے ان کا انتخاب ہوا تھا وہ اس کے لئے کشادہ دلی کے ساتھ تیار ہوئے۔ اس سلسلہ میں ان کو کھنڈا احمد آباد کے کئی سفر کرنا پڑے، اور انھوں نے ایسا کام کیا۔ اور ایسی ٹکرمندی کا ثبوت دیا کہ سراسر مسئلہ لاہور کے تمام ذمہ دار رطب اللسان تھے۔ حالانکہ مولانا کی عمر ستر سال سے تجاوز تھی۔ لیکن ان کا کام کا حصول بہت جلد تھا چنانچہ انھوں نے عمر کی ہوا نہیں

مولانا سید محمد رضی صاحب نقوی مولانا سید حمزہ علی صاحب نقوی بستوی کے اتحاد کے اتحاد میں تھے۔ مولانا سید جعفر علی صاحب نقوی ان معلمین اور مربیوں میں سے جنھوں نے حضرت سید احمد شہید مدظلہ علیہ السلام کے ساتھ وقت گزارا تھا۔ اور فیض حاصل کیا تھا۔ انھوں نے حضرت سید احمد شہید مدظلہ علیہ السلام کو بلند کرنے کے لئے اور ان کی کتاب منظور السعداء حضرت سید احمد شہید مدظلہ علیہ السلام کے مراجع میں ہے۔

دوسری طرف مولانا سید جعفر علی صاحب نے اصلاح و تربیت کا کام بستوی اور اس کے قرب و جوار کے علاقہ میں طوڑ ڈھنگ سے انجام دیا۔ ان کے قائم کردہ مدارس و کتب ادارہ ان کے انجام دیتے ہوئے اصلاحی کاموں کے اثرات اور ان کے قائم کردہ ادارہ کے علاقہ بستوی اور مغربی بہار کے علاقوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ مولانا سید جعفر علی صاحب مدظلہ علیہ السلام کے اثرات ان کے اتحاد میں ان کی دینی حیات، عقیدہ کی درستگی اور اصلاح کی صحت میں عمومی طور پر پائے جاتے ہیں ان کے ان اہم اتحاد میں ندوۃ العلماء کے کتب خانہ کے ناظر مولانا سید محمد رضی صاحب نقوی بستوی مدظلہ علیہ السلام تھے۔ جن کا انتقال مؤخر خرم روز جمعہ ۱۹۹۹ء کو لندن کے اچانک حملے کے بعد تقریباً دو روز علیل رہ کر ہوا۔

مولانا مرحوم ایک صالح عالم دین، مصلحہ و العلوم سہارنپور کے فاضل، درد مند دل رکھنے والے اور دینی حیات کے حامل شخص تھے ان کے اخلاق و انسانی بہبودی کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کو کد و سروس کے فائدہ اور سہولت کی فکر لینے فائدہ مند اور سہولت سے

## بقیہ: علمائے ہند

اداکر رہا ہے جو علم و ایمان کو چلا بخشتا اور روح کو بیدار کرتا ہے اس عظیم دستان علم میں میری معافی پچاسی سال حشمتی تقاریر کے سلسلہ میں ہوئی تھی جس میں مسلم و غیر مسلم سہمی والہا ز شوق لے کر شریک ہوئے تھے اس موقع پر مجھے شیخ گرامی سے شرفِ مذاہل حاصل ہوا۔ اس کے بعد مجھے ندوہ کو بار بار دیکھنے کی سعادت ملتی رہی، ایک دفعہ میں بہت مدد علمائے کلام کے ساتھ الاسلام و المستشرقین کے موضوع پر منعقدہ دارالمصنفین اعظم لکھنؤ کے سیمینار میں شرکت کی عرض ہے حاضر ہوا، پھر دوسری مرتبہ حضرت شیخ محترم کے ندوہ میں کچھ نیکو لکھنے کے بعد دعا و صحت پر دو ہفتوں کے لئے حاضری کا موقع نصیب ہوا اس پہلے ندوہ کی روحانی اور علمی تفاسیر وقت گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی تھیں اس بات پر بڑا فخر ہے کہ ہمیں ندوہ اور شیخ فاضل دامت برکاتہم کی انمول تعینات کے درمیان زندگی کے بہترین و قیمتی اوقات بسر کرنے کا موقع نصیب ہوا میں اپنے ان بھائیوں سے جو میری بات سن رہے ہیں صاف صاف کہنا چاہوں کہ وہ شیخ کی تمام تعانیات کو انہماک سے پڑھیں وادبہ حدیثی اور وسیع و عمیق مطالعوں کا خلاصہ ہیں ایک طرف اپنے اسلامی و مذہبی تخیل میں کہ وہ کاش کا نتیجہ ہیں تو دوسری جانب حالی پیرا نہ پر سوچ و فکر کا خزانہ ہیں۔

خاندان کے لئے ایک ہمدرد، غم گسار عزیز تھے غذان کے سب افراد کو ان سے تقویت ملتی تھی۔ وہ اپنے مکتوں کے لئے محنت کرنے والا بھائی بھوٹوں کے لئے ہمدرد و سرپرست اور بڑوں کے لئے ایک سعادت مند خود کی حیثیت رکھتے تھے۔ مولانا مرحوم نے اپنے بچے ایک بیوہ، پانچ فرزند اور دو صاحبزادیاں بھجوائیں۔ فرزندوں میں بڑے مولوی عبداللہ اسعدی ہیں جو مدرسہ اسلامیہ عربیہ باندہ میں استاذ و مفتی ہیں مولوی سعید حسن ندوی ریاض میں سعودی عرب کی ایک مدللہ میں استاذ ہیں اور مولوی محمد عیسیٰ ندوی کی انجینڈر کالوں کو شہر لکھنؤ میں انجام دے رہے ہیں۔

مولانا مرحوم کے مذکورہ متول صاحبزادے حافظ قرآن اور عالم دین ہیں اور تینوں کی تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ہوئی۔ ان میں سے اول الذکر مولوی عبداللہ اسعدی نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے علاوہ دارالعلوم دیوبند میں بھی تعلیم حاصل کی۔ انھوں نے وہاں سے افتاء کے ساتھ فضیلت کی، باقی دو بھائی خالد اور عمار سہلہ الہمی جھوٹے ہیں، اور زیر تعلیم ہیں۔ ان کو کئی بڑی صاحبزادی ان کے بڑے بھائی محمد اسلم کا بیٹا ہیں ہیں، اور دوسری صاحبزادی غیر شادی شدہ ہیں۔ مولانا مرحوم کا ساخاگر چہ پندرہ سال کی عمر میں پیش آیا۔ لیکن ان کی خصوصیات اور ان کی زندگی اخلاص کی وجہ سے صرف ان کے اہل تعلق کے لئے ایک حیرت انگیز بات نہیں بلکہ ان کے لئے ادنیٰ کاموں کے لئے بھی ایک نمونہ ہے۔ ان کی قبول کی وجہ سے عمر میں لگان کیا دیکھیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مولانا مرحوم کو اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔ لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ اور درجات بلند فرمائے۔ (ادب اہل خاندان کو صبر و استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

سے ان کا تعلق اسی راستہ سے ہوا۔ اور پھر انھوں نے ان سے اتنا تعلق بڑھا دیا اور ایسا قرب ہوا کہ تحصیل تعلیم کے بعد سے اپنی زندگی کی آخری سانس تک حضرت مولانا کے مکتب علم سے وابستہ ہو گئے۔ اس تعلق کا آغاز والدین کے ہندوہ العلماء کے ہند میں تدریس کے کام سے ہوا پھر اپنی کارگذاری کی وجہ سے کتب خانہ و العلماء میں ناظر کی جگہ خالی ہونے پر اس کے لئے نامزد ہوئے۔ اور پھر ساری زندگی اسی منصب کی ذمہ داری کو انجام دیتے رہے۔ اور اس کے ساتھ کہ جو کچھ بھی ملے وہ مذہبی جدوجہد ہوتی اس میں جذبہ کے ساتھ شریک ہوتے، اور توجہ دیتے، مولانا مرحوم کا اپنے زمانہ کے تمام بزرگوں سے بھی تعلق تھا اور مولانا مرحوم ان کے اعتقاد میں تھے اور اس تعلق سے روحانی اور دینی طور سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اپنے زمانہ کے شیوخ کبار حضرت سید حسین احمد مدنی، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رالے پوری، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب اور مولانا اسد اللہ صاحب سے خصوصی عقیدت تھی۔ اور مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی دامت برکاتہم سے تو خصوصی تعلق تھا۔ اور حضرت مولانا قاری سید صدیقی احمد باندوی مدظلہ سے تو بالکل بیخود تعلق تھا۔ وہ دونوں مظاہر العلوم میں درجہ کے ساتھی بھائی تھے۔ اس کی وجہ سے بے تکلفی بھی تھی۔ لیکن حضرت مولانا قاری صدیقی احمد باندوی کے دینی مقام کی قدردانی اور احترام کا ان کو خیال بھی رہتا تھا۔ کتب معنوں کے بڑے بھائی مولانا سید محمد ثانی کے ندوئی مظاہر بھی مظاہر العلوم میں ان دونوں کے درجہ کے ساتھی رہے تھے اس تعلق سے دونوں حضرات کی محبت تھی کہ اور خاندان کے دوسرے افراد کو حاصل ہوتی رہی تھی۔ اور ان سے ایک طرح کا دوہرا ربط ہو گیا تھا۔

مولانا مرحوم اپنی خصوصیات اور امتیازات کی بنا پر اپنے بوسے خاندان میں ممتاز تھے۔ وہ اپنے

قرآن کریم کی حدیث آیات اور احادیث نبویہ و وحی معنوں میں لکھنے اور تفسیر کیلئے خانہ کمالی میں ان احادیث آپ پر عرض ہے، لہذا میں صفات پر آیات و حدیثوں کو کچھ اسلامی طریقے کے مطابق بہترین سے نقل دیکھیں۔



شہسالحق ندوی

۲۵ دسمبر ۱۹۹۵ء



يَوْمَ مَبْنِي عَنْ التَّعْيِجِ (کافر)  
ترجمہ :- دیکھو تمہیں مغرب معلوم ہو جائیگا  
پھر دیکھو تمہیں مغرب معلوم ہو جائیگا  
دیکھو اگر تم جانتے (یعنی علم الیقین رکھتے تو  
غفلت نہ کرتے) تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے پھر  
اس کو (دایا) دیکھو گے (یعنی یقین آجائے گا  
پھر اس روز تم سے) (شکر) نعمت کے بارے میں پیش  
ہوگی۔

جب حقیقت حال یہ ہے تو ہمیں آخرت کے بے  
کوشاں نہ بننا چاہیے، کامیاب وہی ہوتا ہے جو فکر و  
کوشش کرتا ہے جو آخرت کا فکر مند ہوتا ہے  
وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہوتا ہے، جو فیض اعمال  
خیر کے بابرکت دلوں کا اہتمام کرتا ہے وہ خوف و  
نظرات سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر میں لگا  
رہتا ہے۔

اطاعت خداوندی جس طرح اچھے عمل کرنے  
میں ہے اسی طرح ہے برے اعمال سے بچنا یہ بھی  
عین عبادت و اطاعت ہے ظلم و ستم سے بہت بچنا  
چاہیے کہ ظلم قیامت کے دن اندھیل بن جائے گا۔  
کہ راہ چلنا دشوار ہو جائے گا، اپنے ماحول و معاشرہ  
کے دشمنان کی صحیح اسلامی تعلیم و تربیت کی فکر  
کرنی چاہیے اور ان کی صحیح رہنمائی کرنی چاہیے اور ہر  
آن و ہر لمحہ خدا کا خوف اور پاس دلانا چاہیے۔  
کہ تقویٰ بہترین زاد راہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :  
يَقُولُ هَلْ اَنْتُمْ اَحْيَاءُ اَمْ اَمْيَاتٌ  
مَنْ اَمْيَاتٌ فَلَيْسَ لَهُ لَبْسٌ اَوْ دَارٌ اَوْ عَمَلٌ  
(سورہ مؤمن - ۳۹)

ترجمہ :- اے دنیا کی زندگی چند روز بخائے  
انسانے کی چیز ہے اور آخرت ہی ہمیشہ  
رہنے کا گھر ہے۔

کہاں شبان اعظم کے نفاس کی دھمکیاں

جو ابھر ذکر ہوئے اور کہاں ہماری یہ غفلت کہ اس کی  
برکات سے فائدہ اٹھانے کا ذرا بھی اہتمام نہیں کیا  
بلکہ اس کے برعکس اس کی بند رہیں رات میں جو  
ذکر و تلاوت دعا و استغفار کی رات ہوتی ہے اسکو  
بھوکا کر دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی رات بھر  
پیشے دانستے ہیں اور ہزار ہا ہزار روپیوں کے  
ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی آواز سے (رضیوں  
اور سونے والوں کو تکلیف پہونچاتے ہیں اور ذکر و  
استغفار میں مشغول لوگوں کی یکسوئی میں خلل ڈالتے  
ہیں یہ تو وہ بات ہوتی جس کو ہر ایک مسوئ کرتا ہے  
اور اس سے ہم و دوسروں کو تکلیف پہونچانے کے  
سزاوار اور گنہگار ہوتے ہیں فضول خرچی اور بلا  
کسی فائدہ کے روپیہ ضائع کرنے کا گناہ کبیرہ  
الگ کہ اللہ تعالیٰ اسراف و تبذیر کرنے والوں کو  
شیطان کا بھائی بنایا ہے۔

فرمایا :

اِنَّ الْاَخْبَثَ رِيْنًا كَانُوا اِخْوَانَ الشَّيْطَانِ  
(ابن اسرئیل : ۲۰)

ترجمہ : فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے  
بھائی ہیں۔

قرآن کریم میں ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے اِنَّ اللّٰهَ  
لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ : جس کا مطلب یہ ہے کہ مال و دولت  
کو اسراف کے ساتھ خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ کرے  
اب خدا غور کریں کہ شب بمرات کی ہر ایک شب میں

لوگ کے رویاں، بچے، بچیاں، انار، پائے اور آتش بازی  
چھراتے ہیں، قبرستانوں پر میل لگایا جاتا ہے، تسمسم کی  
ناز با حریس ہوتی ہیں، محرم و غیر محرم اور عورتوں اور مردوں  
کا احتکاء ہوتا ہے۔ قبروں پر انگریزیاں اور موم تیاں جلائی  
جاتی ہیں۔ جس سے ایک طرف تو فضول خرچی کا گناہ ہوتا  
ہے اور دوسری طرف دوکان، مکان میں آگ لگنے کا اندیشہ  
ہوتا ہے۔ جبکہ اپنی جان یا مال کو ایسی ہلاکت اور خطرے

میں ڈالنا شرعاً ممنوع ہے۔

اس لئے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو ان ناجائز اور  
خلاف شرع کاموں سے بچانا اپنی فريضہ ہے اس رات  
کی صرف اتنی اصل ہے کہ پندرہویں رات اور پندرہواں  
دن باعث خیر و برکت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اس رات میں جاگئے، ذکر و تلاوت کرنے، نوافل پڑھنے  
اور اس دن روزہ رکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے قبرستان میں تشریف  
لے جا کر مردوں کے لئے بخشش کی دعا مانگی، تو اگر اس  
تاریخ میں مردوں کے لئے ایصال ثواب کر کے دعا  
مغفرت کا اہتمام کیا جائے اور قبرستان جا کر عورت حاصل  
کی جائے تو یہ مسنون طریقہ ہے۔ اس کے علاوہ تسمسم کی  
حلوہ پینا، ناخود دلانا اور غیر شرعی امور کی باندی کرنا  
اور غلط تسمسم کی رسوا و خرافات اور دایات چیزوں  
میں جان و مال اور اوقات کو صرف کرنا ناجائز اور ممنوع  
ہے۔ البتہ تقویٰ و وحی جو کو کھانا پلانا اور دوسرے  
انذار سے ان کی مدد کرتا ہے بہتر و مبارک کام ہے جو  
اس مبارک شب کے شایان شان ہے۔

فخے چلنے ددروں، زخموں، گھٹائی، فالج  
دوسرے اور دانتوں وغیرہ کی بیماریوں کے  
لئے ۶۵ سالہ بدایہ عجیب غریب یونانی دوا

دل آرا تمیل

تیار کردہ حکیم قاسم حسین کھٹنہ  
اسٹاکٹ :- ہارون حزیل اسٹور، مکتبی کھٹنہ۔  
خوٹ :- جالندھر، دھول، لکھنؤ، شام گھر، علی گڑھ  
کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں، فون : 233629

خدا کا بہت اہم فرمان ہے کہ ہر وقت کہنا یہ عمل تمام دین کے  
ساتھ خیر و برکت کا واحد ذریعہ ہے اور اللہ ہی جانتا ہے کہ کون کون  
کون



# ذیل اسلام علماء ہند کے مایہ ناز علمی و دعوتی کارناموں کا اعتراف و عہد دنیا ہیں

پروفیسر محمد یونس نگرانی ندوی

شیخ علی حنفی کی کثر العلماء، علامہ ہریشی کی مجیب الجواب اور  
شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی محلات النبیغ علی مشکوٰۃ المعارج  
شاہ ولی اللہ کی موطا الامام مالک کی شرح المسوی، مولانا  
عبدالحق ننگری حلی، موطا امام محمد پر تعلیق التعلیق المجد  
نواب صدیق حسن خاں کی عون الباری اور شرح العلوم  
مولانا طہر حسین شوق نیوی کی آجاسن، مولانا کائن  
ڈانوی کی عون المعبود، مولانا جلیل احمد سہارنپوری کی  
بدل المجدود، مولانا نور شاہ کشمیری کی فیض الباری،  
مولانا عبد الرحمن مبارکپوری کی تحفۃ الودودی، مولانا  
بشیر احمد عثمانی کی فتح الملہم، مولانا محمد یوسف کی المانی  
الاجار، مولانا دائر س کاندھلوی کی التعلیق الصبیح، مولانا  
غلام عثمانی کی اعلا السنن، مولانا حبیب الرحمن کی  
مسند جمہدی کتاب الزہد والدقائق، سنن مسند بن  
منصور المطالب العالیہ، معنیف عبدالرزاق، مسند احمد  
وغیرہ، مولانا زکریا صاحب کی اجز المساک، مولانا  
عبید اللہ رحمانی کی سرعۃ المغایر، فقہ میر تقی میر کی عالمگیری  
محب اللہ سہاروی کی مسلم الثبوت، مولانا عبدالحق کا  
حاشیہ ہدایہ اور السعایہ، عمدۃ الرعاہ، مولانا اعجاز علی  
کی کتاب کا حاشیہ، نور الایضاح، حاشیہ کنز العمال  
حاشیہ شریعہ وقایہ، علم اسرار شریعت و عقائد  
میں شاہ ولی اللہ دہلوی کی ترجمۃ اللہ کاغذ، نواب صدیق  
حسن خاں کی تصنیف کتبہ میں خاص طور پر الدین الخالص

ہندوستان میں علوم اسلامیہ کی تاریخ  
آتمی ہی پرانی ہے جتنا کہ عرب و ہند کے تعلقات ہندوستانی  
علماء، مصنفین اور ادباء نے علوم اسلامیہ کی ہر شاخ  
تفسیر، مقالات، تفسیر، حدیث، متعلقہ حدیث، عقائد  
نقد و اصلاح، فقہ، لغت، شعر و لغت، علم اسرار شریعت  
و فلسفہ و منطق، تاریخ، شعر و ادب پر پیش ہوا کتابیں  
تصنیف کی ہیں جو کثرت اور کیفیت دونوں ہی اعتبار  
سے عالم اسلام میں کبھی جانے والی کتابوں اور تصانیف  
میں استایار و درجہ رکھتی ہیں بلکہ کچھ موضوعات پر تو  
ان ہندوستانی علماء کی تصانیف ایسا ندرت تلاش  
و تحقیق میں ایک اور منفرد ہیں، فن تفسیر میں شیخ  
علاء الدین جامی کی تفسیر الرحمن فیہی کی سوانح الالباب  
قاضی شاد اللہ یانی کی تفسیر ظہری، ملا جیوں کی  
تفسیرات احمدیہ، مولوی تراز علی کی جامعین شرح  
جلالین، سید محمد بن ولد علی کی صبح المثالی، سید محمد  
نعمی کی ریاض الانوار، مولانا فیض الحسن سہارنپوری  
کی تعلقات المجلدین نواب صدیق حسن خاں کھے  
فتح العیالین اور نیل المرام، مولانا عبدالحق الدہلوی کی  
الاکلیل علی مدارک التشریح، مولانا محمد الدین ذہبی  
کی نظام القرآن، مفردات القرآن، الاسانی فی اقسام  
القرآن، مولانا محمد امین نگرانی ندوی کی تفسیر الفیہ الام  
ابن تیم دار فن حدیث میں من بن محمد عثمانی کی شاد کاغذ

مولانا رحمت اللہ کی لونی کی بار بار الحق، بارز الانوار  
اور ازالۃ الشکوک، مولانا محمد اویس نگرانی کھے  
العقیدۃ السنیہ، فن لغت میں علامہ طاہر بنی کھے  
مجمع الانوار، مترجمی بلگرامی کی تاج العروس، مولانا  
محمد اعلیٰ تھانوی کی کشف فی اصطلاح الفنون، فخر  
تاریخ میں شیخ عبد القادر کی التواریخ، فخر علی آذر  
بلگرامی کی "بسمۃ المہمان"، مولانا عبدالحق ننگری حلی کھے  
الغواہد البہیہ اور دو مسرر رسائل نواب صدیق حسن  
کی اجد العلوم، مولانا عبدالحق کی خزائن الخیاطہ اور  
دوسری تصانیف، مولانا محمد یوسف کی توحۃ الصحاب  
مولانا محمود حسن خان ٹنکی کی معجم المصنفین، مولانا قاضی  
الطہر مبارکپوری کی رجال السنۃ والہند، الفتوحات الاسلامیہ  
فی الہند، تصانیف تصانیف و کتب ہیں میں جنہوں نے اسلامی  
ثقافت، تذکرہ علوم اسلامیہ کے سراپا بیسیں  
پیش کیا اضافہ کیلئے یہی نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا  
کے دینی و علمی، ثقافتی و دینی ہندوستان کے حصہ کو  
اپنے ہاتھوں، و لغز و بانداز میں پیش کیلئے کہ وہ  
مجی عالمک کے لئے قابل رشک بن گیا ہے۔

بات یہ ہے کہ ہندوستانی مصلحین تاریخ  
کے اس راز کو جان سکے تھے کہ ملکی فتوحات، علمی،  
ادبی، روحانی فتوحات کے بغیر گہرا اور پائیدار اثر  
نہیں چھوڑتی ہیں، محمود غزنوی کے ساتھ البیرونی تلاش  
و تحقیق کے عمل و جواہر کے انبار لگا رہا تھا، شہاب الدین  
غوری کے ساتھ شیخ مبین الدین جہشی عشق، عرفان  
درد و محبت کو کام کر رہے تھے شمس الدین، التمش کے  
کے ساتھ ساتھ خواجہ بختیار کاکی کی سلطنت قائم تھی  
غلیوں کا دور بار نظام الدین اولیاء کے دربار کے سلسلے  
مانڈھا، تیموری بادشاہوں میں ہمایوں ٹوٹ گیا لاری کے  
علاقہ میں تھا، اکبر کو شیعہ مسلم جہشی سے جو عقیدت تھی  
وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے جہاں گیارہ ولف ثانی  
کا عقیدت مند تھا، شاہجہاں، جہاں جہاں ہی سے محمد صاحب  
کے علاقہ لڑتے ہیں داخل تھا، عالمگیری نے ملک معرفت

کی تقسیم مجدد صاحب کے عاجز اسے خواجہ مخیم سے  
پالی تھی، علماء و دانشاں مسلمانوں اور حکومتوں کے اصل  
ممارتے ان کی درویشی میں شہنشاہی اور قلندری میں  
شان سکری تھی در حقیقت یہ نفوس قدسیہ ششم  
بن کر کربلا میں شہزادک پیدا کرتے ہیں۔

تاریخی جستجو کی جائے تو پتہ چلتا ہے میر غلامی  
آزاد بلگرامی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایسے  
ہندوستانی مصنف ہیں جن کی عربی تصانیف میں  
اہل زبان کی روانی و قدرت ہے اور ان غلیطوں سے  
پاک ہے جو عجیب علماء کی تحریروں میں پائی جاتی ہیں۔  
علمی اور سیدھے مضامین میں مقدمہ ابن خلدون کے بعد  
جزمۃ اللہ البانوغری کی نشر و تحریر کا پہلا کامیاب نمونہ  
ہے۔ مولانا عبدالحی حسنی کی الفتحة الاسلامیہ  
فی الجہند اور الجہند فی العہد الاسلامی۔  
بیکم اہمیت کی حامل نہیں۔

### عمر حاضر میں مولانا مظاہر علی دہلوی کا عرب و انشور وں کی نظر میں

عربی زبان کی اداس تاشی و جبرنگی و روانی  
و قدرت اور موضوعات کے تنوع کے لحاظ سے  
مولانا سید ابوالحسن علی کی تصنیفات ہندوستانی عربی  
ادب بلکہ عالم عربی کے ادبی سرمایہ میں بالکل ہی منفرد  
اور جدا گانہ اہمیت رکھتی ہیں۔ بلکہ یہ کہتا ہوں کہ  
نہ ہوگا کہ شاید مولانا موصوف کو عربی زبان کے ذریعہ  
بلا و عربیہ میں دعوت ذریعہ بنائے میں اولیت حاصل ہے  
اور یہی وجہ ہے کہ مولانا موصوف کی تصنیفات  
بلا و عربیہ میں سکہ رائج الوقت کا درجہ رکھتی ہیں  
جس کا کچھ اندازہ خاصی مضمون میں جوئی کے عرب علماء  
و ادباء کے اعتراضات سے جو واضح کلمہ متداہر  
میں اسی اجمال کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے جس  
سے اندازہ ہوگا کہ مولانا کی عربی تحریروں میں کیا  
نور و تاثیر خوبی و لطافت ہے اور وہ کون سی خط

دکرتش ہے اور دعوت دین کی کون سی مخلصانہ ترب  
دے گی ہے جس نے خود اہل زبان کو مجبور کر دیا  
ہے کہ وہ صرف یہ کہ مولانا کی عربی تحریروں کا  
اعتراف کریں بلکہ ان کے شکر، خیالات و افکار  
کو جزو جہاں بنائیں اور اس غامض و معنی و مٹا یہ  
رطب اللسان ہوں۔

اس مدی میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے  
عربی زبان کو انجیل دعوت و تصنیف کا ذریعہ بنا کر صرف  
یکہ نہ وہ ایک مدی ہیں کہ ادب عربی پر زور دینے کھ  
اہمیت و افادیت کو اجاگر کیا ہے بلکہ عرب دنیا میں  
ہندوستانی علماء نے حک کے وقار کو بلند  
کیا ہے۔ مولانا کی کتابوں کا اگر گہرائی کے ساتھ  
تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا مولانا کا اصل ذوق قرآن  
سیرت، تاریخ و تراجم اور ادب کا ہے انھوں نے گریج  
خالص ادبی موضوعات کو ممکن ذات کا ذریعہ نہیں بنایا۔  
کبھی انھوں نے جو کچھ کھایا ہے اس میں ادب کا رنگ  
اور اس کی چاشنی بدرجہ اتم موجود ہے۔ اسلاف  
دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر اور  
اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش ان کی کنکری

کتابیں ہیں جن سے ان کے دور جدید کے وسیع مطالعہ  
کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور اسی لئے بمطابق رولک  
انھیں معن کر اسلام کے نام سے یاد کرتے ہیں۔  
مولانا کی پیش کش میں مذکورہ اور تراجم سے متعلق ہیں  
مولانا جلیل القدر معلم اور عربی میں اصلاح و تربیت  
فکر انگیزی، اخلاق آموزی اور ایمان آفرینی ان  
کی ہر تحریر کا امتیاز ہے۔ تراجم اور سوانح نگاری  
کے پس پردہ ذرا اہل اصلاح و تربیت کا جذبہ کافرا  
ہے انھوں نے مسلمانوں کی نئی نسل کے لیے اسلامی  
تاریخ کی چیدہ اور برگزیدہ شخصیتوں کو روشنی کا  
مینار بنا کر پیش کر دیا۔

مولانا نے عقیدہ و استدلال کا فرض بھی انجام  
دیا ہے ان کی بعض کتابیں ماسی موضوعات سے متعلق ہیں

ان کا مقصد مخالف کو لا جواب کرنا اور علمی  
مجادلہ کا دروازہ کھولنا نہیں ہے بلکہ دل کے روازہ  
پر دستک دینا ہے سچا وجہ ہے کہ دوسری اوثرات  
کا رنگ ان کے اسلوب پر غالب ہے

مولانا کی تصنیف "المطعم" بھی اپنے موضوع  
پر متوازن اور وسیع کتاب اس دور میں زار و دین  
لکھی گئی ہے نہ عربی زبان میں یہ ایک علمی خلاصہ  
جسے مولانا کے قلم نے بیکر کر دیا ہے۔ اردو میں حلیق  
اکبر الفانوق اور حضرت عثمان کے نام سے مشہور  
مشہور اور مولانا سید احمد اکبر آبادی کی کتابیں  
موجود ہیں حضرت علی کی شخصیت اور قرین اہل میں  
نازک دور پر لکھنے کے لیے تاریخ کو اس شخص کا  
انتظار تھا جس کو دل و دہن و کلام اور زبان  
ہوشیار و نشاط گاہی ہو۔

مولانا کی ان تمام تحریروں اور ادبی کاوشوں کو  
اسلامی عرب دنیا کے مف اہلہ کے علماء و ادباء اور  
دانشوروں نے سرا ہے ان سے اپنی نقدیت احتراز  
اور محبت کا اظہار کیا ہے جس کے ذیل میں کچھ نمونے  
پیش کئے جا رہے ہیں۔

### ڈاکٹر مصطفیٰ السبائی (عراق) دمشق مقام کے ممتاز اخوانی رہنما

علمی بلکہ شریعت کے اسرار و رموز کے  
فہم میں گہرائی اور اس کی تہہ تک رسائی عالم اسلام  
کے مسائل کا دقیق تجربہ اور اس کا علاج اور  
حل پیش کرنے میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی  
ندوی کی تصانیف کو امتیازی مقام حاصل ہے

### انور الجندی (منازعہ معی مشکوٰۃ و ادیب)

دن کر اسلامی سے متعلق ہر مسئلہ پر حضرت  
مولانا نے قلم اٹھایا ہے نئے پیدا ہونے والے  
شہادت کا رد کیا۔ فیس عربی زبان میں غلط کرو

خیال کی پیر زور مخالفت کی تہا ہر وہ دشمن، مگر  
لہنان اور بلند کے اپنے دھوکے اسفار کے دوران  
اس موضوع پر لوگوں کو خطاب کیا۔  
آپ کی تصانیف کو عرب نوجوانوں میں بڑی  
مقبولیت حاصل ہے۔

### انور الجندی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے  
اسلوب میں انوکھا بن اور قدرت و جمال ہے۔  
تعمیر و تقریر پر پوری قدرت اور اسلام کا گہرا  
اور صمیم فہم حاصل اپنے اپنے دعوت کا اصل مخاطب  
عربوں کو بنایا اور اسلامی بیداری پیدا کرنے میں  
ان کے مثالی کردار کو یاد دلایا۔ اور ایک ایسے  
انقلاب کا تصور دیا جس میں اسلام دینی ماحول  
طرز زندگی کے اعتبار سے اپنے حقیقی معنی و مفہوم  
کے ساتھ پایا جائے۔

### استاذ محمد المجذوب (استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تصانیف  
کا مطالعہ کرنے والا، یہ محسوس کے بغیر نہیں رہتا کہ  
آپ کی تحریروں میں ایک ایسا اثر اور جادو ہے  
جو صرف ان بلند اور خدا داد صلاحیت کے لئے ہی ممکن  
ہیں پایا جاتا ہے۔ جنہوں نے لفظ کی حقیقت کو  
پہچانا اور اس کی گہرائی تک اترے اور اس سے ہم آہنگی  
پسید کی۔ اور پھر ان کے قلبی احساسات و جذبات  
نے اس کی تاثیر میں مزید اضافہ کیا۔

یہ ایک اہم خصوصیت ہے جو صرف قرآن  
کے شغف رکھنے والوں اور روحانی ذوق رکھنے والوں  
میں ہی پائی جاتی ہے۔

اسی اسلوب میں حضرت مولانا نے تاریخی واقعات  
کو قلم بند کیا ان کی تاریخی تحریروں میں زندگی کھ  
ٹھکانی بھی ہے، اور صبر و نصیحت کا سامان بھی ہے

اور شاید ہی ایسا ہو کہ آپ ان کی کوئی تحریر پڑھیں  
اور وہ حکمت سے خالی ہو۔

### پروفیسر ڈاکٹر نثار وق حمادہ

استاذ تاریخ جامعۃ الملک محمد الخامس (مراکش)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تمام  
تحریروں میں ایک خاص لذت و متحاس اور  
تاثیر و لطافت ہوتی ہے جس کی نظیر اس عصر کے  
اہل قلم حضرات کے یہاں ملنی مشکل ہے۔

اور یہی وہ چیز ہے جو قاری پر پوری طرح  
اثر انداز ہوتی ہے اور اس کے وجدان پر چھا جاتی ہے  
اور وہ اپنے احساسات قلب و دماغ اور عقل و فکر  
کے ساتھ مولانا کے بیان کردہ خیال و نظریہ کو اپنالیتا  
ہے کیوں کہ مولانا دل کی گہرائیوں سے یقین کے بند  
کے ساتھ جس سے ان کا دل منور ہے، لکھتے ہیں اور  
وہ اس میدان میں پوری ایک نسل کے قائد و رہنما  
اور ایک منفرد مدرسہ کے بانی ہیں (معاذ اللہ العزیز و  
دفعو بہا)

### عبد اللہ عبد الحمید (ملی شہر وزارت تعلیم سعودی عرب)

حضرت مولانا بھادری اور جو اندرون کی طرح  
اسلام کے لئے جدوجہد کرتے ہیں تاکہ اسلامی خزانہ  
کو ایک ایسا سرمایہ اور ایک ایسی طاقت بنا دیں  
جو مغرب و فکری رجحانات کا مقابلہ کر سکے، اور  
انسان کی علمی ثقافتی تعمیر میں ایسا کارناما انجام  
دے سکے جس پر عالمی چاپ ہو، اور جو اسلامی  
مقاصد کی اس طرح تکمیل کرے کہ وہ ظاہری شکل و  
صورت سے آزاد ہو۔ (الانطلاقة التعليمية  
في المملكة السعودية)

### احمد محمد طمان (مراکش)

جب میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

کے سلسلہ میں عرض کر رہا ہوتا ہوں میں ان بلند ترین  
اور چند نامور علماء میں سے ایک عظیم اسلامی اویس  
و داعی کے بارے میں سب کئی کر رہا ہوتا ہوں۔  
جنہوں نے معروضی علم کے ساتھ وسیع تقابل اور  
مناسب حل کو پیش کیا اور ساتھ ساتھ اپنی اپنی شان  
کو بھی باقی رکھا۔ جنہوں نے متقدمین کی نصاحت و  
بلاغت اور تاخیرین کی سہولت کو یکجا کر دینے کا  
کارنامہ انجام دیا۔ (ہفت روزہ رسالہ الجمع کویت  
کے قیصر سے)

### ڈاکٹر شکر فیصل (مراکش)

انسانی زندگی میں دو زمانہ ہوتے والے خیرات  
و تعویات پر گہری بلند اور گہر نظر با ذرا حسیطت  
کا ایک خاص امتیاز ہے اور اسی خصوصیت کی وجہ سے  
مشہور ترین مفکرین و دانشوروں میں اس کا شمار ہے۔  
وہ پانچویں ابواب جناب پر یہ کتاب متبطل ہے اس  
آفاقیت کا پتہ دیتے ہیں جو تاریخ اسلام اور تاریخ  
کو سمیٹے ہوئے ہے اس کتاب کے مطالعہ پر اسلامی اور  
مغربی محنتوں کی اجتماعی، اخلاقی و دینی زندگی کی ایک  
حقیقی تصویر سامنے آتی ہے۔

دینی تحریکات کے خدو خال ان کی بنیاد ہے  
خصوصیات، ایک دوسرے سے ان کا ربط اور اختلاف  
اور ان کے اخلاقی رجحانات کا پتہ چلتا ہے، اور ان کی  
کامیابی و ناکامی اور ان کے عروج و زوال کا صحیح علم ہوتا ہے  
(ماہنامہ الشفاء، ۱۹۷۱ء قاہرہ)

### ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی

عالم اسلام میں ایک زبردست تحریک ہے،  
جس کا مقصد یہ ہے کہ از سر نو اسلام کی دعوت دے  
اور شہریت کے مطابق دنیا کے تمام ماحول کو منظم  
کرے اور لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرے، مسلم  
ممالک کو استعماری طاقتوں سے نجات دلانے کیلئے

بہترین کتاب میں جو میری نظر سے گزری ہیں، ان میں مولانا کی یہ تصنیف، عاذ اللہ عنہا عالم فاضل المسلمین (مسلمانوں کے تشریل سے دنیا کو کیا نقصان پہونچا تھا) مقام رکھتی ہے۔

اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے اسلام کے اصول و کلیات کو ان کے وسیع دائرہ کے اندر اور اسلام کی صحیح روح کے مطابق کھجایا ہے۔ اس بنا پر نہ صرف یہ کہ دینی و اجتماعی حقیقت علمی کا نونہ ہے بلکہ اس کا بھی نونہ ہے کہ اسلامی نفاذ پر نگاہ سے تاریخ کو کس طرح مرتب کرنا چاہیے۔ اور مصر کے مشہور اسلامی دانشور عالم اور خوانی رہنمائی قطب نے اپنی مشہور تفسیری ظلال التوران میں متعدد جگہ مولانا کی کتابوں کے اقتباسات نقل کئے ہیں۔

اسلامی دنیا کے علاوہ مفکرین کے اس اعتراف و قبول کے بعد ہندوستانی ادب عربی اور اسلامی علوم و فنون کی تشریح و تفسیر کو مولانا کو جو امتیاز اور علمی اعزاز شائع ہے وہ مزید کسی تشریح کی محتاج نہیں ہے۔

علامہ یوسف القرضاوی کے تاثرات کا ایک اقتباس

ایکان تودہ حقیقت ہے جو دل میں جم جھلے اور علم اس کی دلیل بن جائے، جس وقت ہم نے ندۃ العلماء کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تب آنکھیں کھلیں اور ہمیں داعی اعظم شیخ علی ططاوی کے اس تاریخی جہد کی قدر و قیمت معلوم ہوئی جس کو انھوں نے، دوسرا کی زیارت کے بعد ندوہ سے فخر ہو کر تائید و تائید میں تحریر کیا تھا کہ میرے اندر یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش زماں دایں لوٹ آئے اور میں نوجوانی اور طالب علمی کے دور کو دوبارہ حاصل کر سوں تو اس عظیم درجے پروردارہ میں زانوئے علم و ادب جہ کر لوں اور اس کے اساتذہ گرامی اور بزرگوں سے غیب خوب فائدہ اٹھاؤں، اس میں کچھ بھی ماننا آسانی نہیں کہ علی ططاوی کے باطن سے کیا فرمایا کیونکہ ندوہ وہ کردار باقی ص ۱۳۲

آپ زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت میں سلف صالح کی عیسیٰ جاگتی مثال ہیں۔

(رجال الفکر والدعوۃ کے مقدمہ سے ماخوذ صفحہ ۱۸)

استاذ علمی ططاوی داعی عالم عربی کے مشہور ادیب و عالم،

اگر ادبی ذوق کی علامت اس کا صحیح انتخاب ہے تو میں تمام دانشوروں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے سامنے کچھ عصر میں ادبی منتخبات کے مجموعے پیش کئے گئے، تاکہ ہم ان میں سے کسی ایک کا انتخاب شام پڑھنے والے ثانوی درجات کے طلباء کے لئے کر لیں، تو لکچر کے تمام ممبران اس کی تحقیق و جستجو میں لگ گئے، اور یوں تحقیق و تلاش کے بعد ہم سب اس تجربہ پر پہنچے کہ اس کتاب کا بیجا بڑھانے کے لئے سب سے بہتر کتاب مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی کی "مختارات" ہے جو ہر طرح سے مکمل اور مفید ہے۔

سید قطب شہید

میں نے بچوں کے لئے تصنیف کردہ انبیاء کے قصص کی بہت کتابیں پڑھی ہیں۔ اور "العقصر الدینی للادھانی" کی تالیف میں شریک بھی رہا ہوں، لیکن میں بغیر کسی تکلف کے یہ گواہی دیتا ہوں کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اس سلسلہ میں جو کام کیا ہے وہ مکمل اور نونہ ہے، ان کی کتاب میں کچھ ایسے اشارات ہیں جس سے واقعہ اور قصہ کی صحیح صورت حال سامنے آجاتی ہے، اور قصوں کے درمیان کچھ مفید تبصرے بھی اور اہم یا نئی حقائق ہیں جو نئے بچوں کے دلوں میں اور بڑے افراد کے دلوں میں جاگزیں ہو جاتے ہیں۔ (قصص النبیین کے مقدمہ سے)

سید قطب شہید (امام الشریعہ کے مقدمہ سے ماخوذ)

اس موضوع پر تمام قدیم و جدید لکچر میں چند

ذہن و فکر کو جہالت و خرافات سے آزاد کرے۔ ان کی سوسائٹی اور معاشرہ کو علم اور انتشار و پرگندگی سے جھٹکا دلائے، اس تحریک کی نظر میں اسلام ہی صاف و شفاف سرچشمہ ہدایت ہوئے کی بنا پر اور سلف صالح سے ملتی ہوئی میراث کی بنیاد پر۔ ان مقاصد کو کامل طریقے سے بروئے کار لاسے گا اندر ہے۔ اسلام ہی تمام عالم اسلام کو خواب غفلت سے بیدار کر سکتا ہے۔ اس تحریک کی بنیادیں تمام مسلم ممالک میں پائی جاتی ہیں۔ یہ آپ کو قہر میں بھی ملے گی۔ اور دمشق، بغداد، اور عمان و مسکو اور کویت میں بھی اور اس کے علاوہ دوسرے عربی ممالک میں بھی اسی طرح اس کی شاخیں آپ کو ہندوستان، پاکستان اور انڈونیشیا وغیرہ میں بھی نظر آتی ہیں۔ ہر ملک میں اس کے کچھ پنہا اور ذمہ دار موجود ہیں جو سچائی و امانت داری میں تحریک کے اصول و مبادی کو وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔ اور لوگوں میں اس تحریک کی دعوت کو عام کرنے میں، اور اس کے مقاصد کی تکمیل کے لئے سب کچھ قربان کر دینے میں ممتاز و نمایاں ہیں اس قابل مبارکباد تحریک کے روح رواں اور اس کتاب کے مصنف عالم ربانی، معلم قوم، داعی الی اللہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مظاہر العالی ہیں جنھوں نے دینی دعوت کو بھیلانے اور اس کو عام کرنے میں انجام زبان و قلم اور کفر و حق کو دفع کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا کا شمار ہندوستان کے بڑے بڑے علماء و معلمین میں ہوتا ہے۔ آپ کے شاگرد دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کی تصانیف امور شریعت کو سمجھنے میں اور عالم اسلام کے مسائل کا حل پیش کرنے میں اور علمی گہرائی اور فکری گہرائی میں ممتاز ہیں ان تمام خصوصیات کے علاوہ حضرت مولانا کے اندر روحانی روشنی، اخلاقی نبوی کی کرن پائی جاتی ہے

# دھار

## ایک قدیم ترین تاریخی شہر

دھار مالوہ کا ایک شہر ہے جو اپنے الگ مستقل تاریخی حیثیت رکھتا ہے اسے کہہ تاریخ کا ایک تابناک باب ایسا بھی ہے جو انسانیت دوست بلکہ انسانیت سے پیار کرنے والے بہت سے فرما نرواؤں اور انسانوں کو انسانیت کا سبق پڑھانے والے علم، رہائش اور اولیاء کرام کے علمی اور تربیتی کارناموں میں جگہ گارہا ہے۔ تاریخ کے ان تانبہ نقوش اور نقش و نگار کے حالات سے واقف ہونا دل میں دینی و علمی اور دعوتی جذبہ کو بھارتی، سولہ، پورٹ، انگلوں کو جگانے اور کچھ کرنے کا حوصلہ پیدا کرنے کا کام کر سکتا ہے۔ اسے لئے کتابت مالوہ کہانی پر قائم برہمچاریاں صاحب فاروقی اندوی کہ کہتے ہیں کہ تاریخ کے زباں اور جس کو حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے قیمتی مقرر کا شرف بھی حاصل ہے ایک باب ہرگز ناظرین سے کب جا رہا ہے۔ (ادارہ)

کوہ بندھیا جل کے سطح مرتفع کے جنوب مغرب گوشہ میں پیشہرز آباد ہے یہ ہندوستان کا ایک قدیم ترین شہر ہے جس کی تاریخ ڈھائی ہزار سال پرانی ہے تیرھویں صدی عیسوی تک یہاں چیمپین بھدھ ہندو راجہ گورے جی من جی راجہ جوج اول سے مطابقت ۱۲۲۱ء جو معجزہ عشق الفکر کا عینی شاہد تھا راجہ جوج دوم ۱۳۱۱ء سے ۱۳۵۱ء جو حضرت عبداللہ شاہ چنگال کا مہم تھا، بہت مشہور گذرے ہیں۔ ۱۳۵۱ء مطابق ۱۹۱۱ء میں مشہور عالم مورخ و سیاح علامہ مسعودی مالوہ آئے اس وقت یہاں راجہ بلہارا کی حکومت تھی اور مسلمانوں کی قیام آبادی تھی، علامہ مسعودی کی سیاحت کے بعد چائین سفینیں کا ایک قافلہ دھار آیا جس کو مقامی باشندوں نے

نے شہید کر کے ایک کنوئیں میں ان کی نعشیں ڈال دیں، علامہ مسعودی کی سیاحت کے ۱۲۵ سال بعد ۱۳۵۱ء مطابق ۱۹۱۱ء میں سراج الدولہ حضرت عبداللہ شاہ چنگال ملک عرب سے دھار تشریف لائے۔ اور یہاں مستقل قیام فرمایا، شاہ چنگال حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے ایک صدی قبل آئے تھے۔ ۱۹۱۱ء مطابق ۱۲۷۱ء میں حضرت محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی کے خلیفہ حضرت مولانا کمال الدین چشتی بنیوہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر مردان مالوہ کی رہنمائی کے لئے دھار تشریف لائے اور اکتالیس سال تک رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا، آپ کا مدفن بھی دھار میں ہے، اسی دوران حضرت محبوب الہی کے دو خلیفہ مولانا غیاث الدین بھی

دھار آگئے اور مستقل سکونت اختیار کر لی چشتیہ سلسلہ کے اور بھی بزرگ مولانا صاحب الدین وغیرہ ہم بھی دھار شریف لائے۔

حضرت مولانا کمال الدین چشتیؒ کی آمد کے بعد درہ سال بعد ۱۳۷۱ء مطابق ۱۴۳۱ء میں دہلی کے سلطان علاء الدین غلی اور ان کے سپہ سالار حسین اللک ملتانی نے مالوہ فتح کر کے دہلی سلطنت کا صوبہ بنایا اور دھار کو مالوہ کا دارالحکومت بنایا۔ اس فتح کی خوشی میں سلطان علاء الدین غلی نے حضرت مولانا کمال الدین چشتیؒ کی قیام گاہ کے متصل ایک شاندار مسجد کی تعمیر کا حکم دیا جو دو سال کی قلیل مدت میں مطابقت ۱۳۷۱ء میں مکمل ہو گئی، مسجد کے متصل حضرت مولانا کے لئے حجرہ، خانقاہ اور دارالان بنوائے دہلی کے سلطان جلال الدین غلی کا لڑکا محمود غلی جو حضرت مولانا کے عقیدہ مندوں میں تھا دھار کو مولانا کی خدمت میں رہنے لگا اور یہیں انتقال کیا۔

۱۳۷۱ء مطابق ۱۴۳۱ء میں علاء الدین غلی اور ان کا سپہ سالار ملک کا فور دھار آئے، سلطان نے حضرت عبداللہ شاہ چنگال کے مزار پر گنبد بنوایا مالوہ کا انتظام بھی دہلی سلطنت کے انتظام کی ہیج مشروع کیا، یہاں کی دفتری زبان فارسی مقرر ہوئی، ساتھ ہی شمالی اور مشرقی ہندوستان سے علماء اور شائخ کا ایک سیلاب مالوہ کی طرف اتر آیا کیوں کہ یہاں کی آب و ہوا بہت خوشگوار اور عبادت و عبادات کے لئے یہاں کا ماحول بہت بر سکون اور درود افزا تھا، پورے علاقہ میں خانقاہی نظام قائم ہو گیا جس کے ذریعہ لاکھوں انسانوں نے ہدایت پائی۔ ۱۳۷۱ء میں دہلی کا سلطان محمد تغلق کن جاتے ہوئے دھار میں مقیم ہوا، مشہور عرب سیاح ابن بطوطہ بھی ان کے ہمراہ تھا اس نے انھیں دیکھ کر بالوں کی لمبے سفر نامہ میں بڑی تعریف لکھی ہے کہ یہ بہت خوش خلق اور خوش ہودار ہوتے ہیں، اس وقت مالوہ میں قحط پڑا

تاکم ہوئی تھی، احاطہ کے دروازہ پر غارسی کے ۴۲ شمار کا کتبہ ہے جس کو سلطان محمود غزنوی اول نے ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۵ء میں نصب کروایا تھا یہ ہندوستان کے سب سے مشہور کتبوں میں ہے۔

**دھار کا قلعہ :-** شہر کے شمال میں متصل ایک پہاڑی پر سنگ سرخ کا قلعہ ہے جس کو سلطان محمود غزنوی بادشاہ دہلی نے ۵۹۵ھ میں بنوایا تھا یہ عمارت تفتیق بن تعمیر کا ایک بہترین نمونہ ہے اس کی چہار دیواری درست حالت میں ہے۔

**جام مسجد کمال مولانا دھار :-** شہر کے جنوب میں سنگ سرخ کی بہت وسیع عمارت ہے اس مسجد کو سلطان علاء الدین علی بادشاہ دہلی نے مالوہ کی فتح کی خوشی میں حضرت مولانا کمال الدین جیشی کی قیام گاہ کے متعلق ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۵ء میں تعمیر کروایا تھا۔ چونکہ مسجد صرف دو سال کی مدت میں مکمل عملت کے ساتھ تعمیر کی گئی تھی اس لیے ایک مہر میں شکست ہو گئی جس کو محمد بن فیروز تفتیق نے تعمیر دلاور خان غوری نے ۵۹۵ھ میں تعمیر کروائی، مسجد کو دلاور خان غوری نے محفوظ میں ہے اور صرف چھ کی نماز ہوئی ہے۔

مسجد سے متصل حضرت مولانا کمال الدین جیشیؒ ان کے اہل خاندان، سلطان دلاور خان غوری ان کے اہل خاندان و پیر مرشد شاہ ناصر الدین شاہ ابدال کے مزارات دو گنبدوں کے اندر ہیں، اس کے مقابل شہزادہ محمود بن جلالت الدین غزنوی دہلی اور دلاور خان غوری کے مزارات ہیں، سلطان محمود غزنوی اول نے ۵۹۵ھ (۱۱۹۵ء) میں

نے یہ مسجد مولانا قاضی حسین شاہ صاحب دہلی (تائب باطنی) کے اصحاب کو دیکھ کر خاندان کے بزرگ میں عفت علی حضرت بابائے گنگا لشکر کا دلاور، عہ پر مرشد دلاور خان غوری، شہ پر مرشد ہوشنگ شاہ پیر مرشد سلطان محمود بن

نیک کو بعض مکانات کے اندر موجود ہیں جن کی لوگ عقیدت کے ساتھ حفاظت کرتے ہیں سیکڑو لے بزرگ حالت گنگائی میں زیر زمین دفن ہیں ان کے تفصیلی حالات بوجہ طوالت یہاں تحریر کرنا نامکن نہیں ہے ان کے حالات ایک علاحدہ کتاب مالوہ کے علماء اور شاہنشاہ میں لکھے گئے ہیں، چند نام حسب ذیل ہیں۔

جائیش بلغین جو شہید کر دیے گئے، ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۵ء میں حضرت عبداللہ شاہ چنگال

۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۵ء میں حضرت مولانا کمال الدین جیشیؒ، مولانا فیاض الدین جیشیؒ، مولانا اسام الدین جیشیؒ تشریف لائے ان کے بعد قاضی محمود، شیخ سعد اللہ شیخ صدر جہاں، شیخ معروف غریب اللہ، شیخ تاج الدین عطار اللہ، سید حسن شہید حضرت جان جیشی، سید فخر الدین پیر پیراں، شیخ ظہور الدین قادری، سید علی قتال، شیخ ظہور الدین فوت، سید عبداللہ شاہ بخاری، سید کریم الدین، قاضی علی الدین جیشی، خواجہ امین الدین عرف شربت پیر، سید ناصر جنگ دلی، سید مقبول عرف بند کی جھوڑ، سید دانش شاہ ولی، مولانا عظیم الدین فوت، یہ جمال الدین غیب شاہ غازی، ناصر الدین شاہ ابدال، مولانا نور الدین جیشیؒ فوت، شاہ عالم جیشیؒ، خادم قاضی بریان الدینؒ، محمد قاضی محمد اسحاقؒ، شیخ الاسلام جاکندہ، شیخ نور الدین منڈوی، محمد عبد اللہ شاہ شطاری، سید نظام الدین منڈوی، شیخ سہا الدین دہلوی، عبداللہ شاہ بیانی، خانم الدین قلندر، شاہ ناجو جیشیؒ، قاضی محمد اقدار غزنوی سیکڑو، علاؤ شاہ گنگا، شریف لائے اور دھار کے ارد گرد اپنی خانقاہوں میں درس و تدریس دیتے رہے۔

**تاریخی عمارتیں :-** شہر دھار کے جنوب مغربیہ فصیل کے کنارے چالیس شہداد کے مزارات و شاہ چنگال کا گنبد ہے۔ یہاں مالوہ کی سب سے پہلی خانقاہ

ہو اتھا، اس نے سلطان محمد تغلق نے شہر دھار کے ارد گرد فصیل اور شہر کے شمال میں متصل پہاڑی پر سنگ سرخ کا قلعہ بنوایا شروع کیا جو سات سال کی مدت میں ۵۹۵ھ میں بن کر تیار ہو گیا، یہ قلعہ تغلق بن تغلق کا ایک بہترین نمونہ ہے۔

سلطان محمد بن فیروز تغلق نے ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۵ء میں دلاور خان غوری کو دھار کا صوبیدار مقرر کیا، سلطان محمود بن فیروز تغلق کے عہد میں ۵۹۵ھ میں تیمور نے دہلی پر حملہ کر کے سلطان محمود کو شکست دیدی، سلطان شکست کھا کر دھار آ گیا اور ساڑھے تین سال تک جلاوطن بادشاہ کی حیثیت سے دھار میں مقیم رہا، اس کے بعد دھار سے واپس جلتی دلاور خان غوری نے ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۵ء میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اس طرح مالوہ ایک خود مختار سلطنت بن گیا جس کا دار السلطنت دھار تھا، دلاور خان غوری کے عہد ان کے لڑکے ہوشنگ شاہ نے اپنا دار السلطنت دھار سے ماٹو منتقل کر دیا، اس سے دھار کی اہمیت میں کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ ماٹو صرف فوجی دار الحکومت تھا اور دھار کا انتظام براہ راست سلطان کے ہاتھ میں رہتا تھا۔

مالوہ میں غوری اور غزنوی سلطانین کی علم دوستی اور برتری کا شہرہ کن کر ہندو بیرون ہند کے بہت سے علماء اور ہر سلسلہ طیفقت کے بزرگ دھار آ گئے، ان میں بابا جیشیہ، قادریہ، نقشبندیہ، عطاریہ، مہروردیہ، شطاریہ، قلندریہ، کوسلیہ، غرض ہر سلسلہ کے شاہکار کامر کر بن گیا اور خانقاہوں، اہل مدارس کا جال پھیل گیا اور دھار اسلامی علوم کامر کر بن گیا اور پیران دھار کہلانے لگا، ان بزرگوں کی تعلیمات سے اسلام کا بہت فروغ ہوا اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے استفادہ کیا، مالوہ میں ایک نئے نظام کی بنیاد پڑ گئی اور مذہبی رواداری، انسانی دوستی اور بھائی چارہ کا جو محلی پیدا ہو گیا۔ ان بزرگوں کے مزارات شہر دھار کے ارد گرد شہر کی آبادی یہاں

کوئی نصیحت زندہ جو مجھے نصیحت دفع کرنے کے لئے کہہ اور میں اس کی نصیحت دلا کر دوں۔ یہ اعلان صبح صادق تک ہوتا رہا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس رات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”أَنَا فِي جَبْرِائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ هَذِهِ لَيْلَةُ النَّصِيفِ مِنْ شَعْبَانَ وَاللَّهُ فِيهَا عَفَا عَنْ النَّاسِ كُلِّ ذَنْبٍ عَصَوْا عَنْهُ وَلَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى مُسْرِفٍ وَلَا إِلَى عَاقِلٍ وَلَا إِلَهِ إِلَّا اللَّهُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ (بیہقی)

میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ آج شعبان کی پندرہویں رات ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ قیلولہ کب کی بکریوں کے برابر اپنے بندوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس رات میں شرک، کینہ، برادر، رشتہ، کٹھن، والے، چچے، بچے، چاچا، بیٹے، والے، والدین، کنا، فرائی کرنے والے اور شرابی کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھتا ہے۔

لہذا اس مبارک رات میں جس قدر عبادت ہو سکے اس میں کوشش کرنی چاہئے اور خیر و برکت کے حصول میں کسی قسم کی تساہلی اور قناتل سے کام نہ لینا چاہئے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس رات کی مبارک راتوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

”يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَذَا لَيْلَةُ النَّصِيفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَ لَا تَطْلُقِ السُّجُودَ حَتَّى تَهْتِكَ أَنتَ مِنْهُ فَتَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِنَّكَ تَكُونُ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ فَتَكُونُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ“ (بیہقی)

## ماہ شعبان کی برکات سے

# فائدہ اٹھانے کی فکر کیجئے

تاریخ محمد ریاض

میں نے دیکھے ہیں، آپ نے فرمایا کہ لوگ اس رجب و رمضان کے درمیان والے مہینہ کی فضیلت سے غافل ہیں۔ حالانکہ اس مہینہ میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میرے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے روزہ کی حالت میں پیش ہوں۔

اسی مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر رحمت مغفرت اور سعادت سے ہمکنار کرنے کے لئے وہ سات عبادت فرمائی ہیں کہ ہم عرف عام میں شبِ برات کہتے ہیں۔ اس رات کے بہ شمار فضائل ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس رات کے متعلق ارشاد مگرما ہے۔

”إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النَّصِيفِ مِنْ شَعْبَانَ تَغْمُرُ لَيْلُهَا وَصُومُهَا لَوْ مَحَا ذَلَّ اللَّهُ تَعَالَى يَبُولُ فِيهَا يَغْرُبُ الشَّمْسُ إِلَى السَّمَاءِ الَّذِي تَقُولُ الْآرَمُ مُسْتَعْفِرٌ فَأَعْمُرُ لَهُ الْآرَمُ مُسْتَعْفِرٌ فَأَعْمُرُ لَهُ الْآرَمُ مُسْتَعْفِرٌ فَأَعْمُرُ لَهُ الْآرَمُ مُسْتَعْفِرٌ فَأَعْمُرُ لَهُ الْآرَمُ مُسْتَعْفِرٌ“ (ترمذی)

شعبان کی پندرہویں شب میں قیام کر اور دن کا روزہ رکھو (پندرہویں تاریخ کا دن، اللہ تعالیٰ اس شب کے غروبِ آفتاب کے بعد آسمان دنیا کی طرف تمام رحمتوں کو توجہ فرما کر یہاں سے ہمیں کہے کوئی معافی طلب کرنے والا جو مجھ سے معافی طلب کرے اور میں اس کو معاف کر دوں) ہے کوئی مجھ سے روزی مانگنے والا کہ وہ مجھ سے روزی مانگے اور میں اس کو روزی دوں۔ ہے

شہان المعظم کا مہینہ بڑی خیر و برکت اور بزرگوں و ملائکات کے اجتہام کا مہینہ ہے۔ اسی مہینہ میں حق تعالیٰ کا عہدہ بھی پیش آیا تھا۔ اس ماہ کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ اور بارگاہِ خداوندی میں بندوں کے اعمال اعلیٰ پہنچائے جاتے ہیں، اسی مہینے کی غفلت کے لئے یہی کاٹنے کے سرکارِ خدا عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شعبان میرا مہینہ ہے۔

حبِ شعبان کا مہینہ شروع ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پورے مہینے روزوں کا اجتہام فرماتے۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا مِنْ مَتَابِعِ بِلَدِ الْأَشْجَانِ وَلَا مَعْنَانِ“ (میرے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مگر تارود مہینے روزہ رکھتے نہیں دیکھا سوائے ماہ شعبان و رمضان کے) (ترمذی)

ایک مرتبہ حضرت امام ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔

”يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ لَمْ أَزَلْ تَصُومُ مِنْ شَعْبَانَ مِنْ شَهْرٍ مَا تَصُومُ فِي شَعْبَانَ قَالَ فَإِنَّكَ تَصُومُ تَفْعُلُ النَّاسُ عَنْكَ يَوْمَئِذٍ وَجِبَ فَرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ وَأَحَبُّ أَنْ يُرْفَعَ جَلْبِي فَأَنَا صَائِمٌ“ (بیہقی)

یا رسول اللہ میرے آپ کو سوائے رمضان کے اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا جتنے آپ شعبان



عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَخَذْتُ عَلَى فَتِيكَ مَدَارِعَ  
لَأَسْأَلَكَ مِنَ السَّجُودِ وَفَرَعُ بِيْ مَقُوتِهِ قَالَ  
يَا مَعْزُوتُ أَوْ يَا حَبِيزُ أَوْ أَطْنَنْتَ أَنْ تَلْتَقِي  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَانَ بِكَ قُلْتُ  
لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَلِكُنِي لَكُنْتُ أَنْتَ  
قَدْ قَضَيْتَ لِيْ طَوْلَ مَجْهُودِكَ فَقَالَ لَأَنْدَرِيْنَ  
أَيُّ لَيْلَةٍ هَذِهِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ  
قَالَ هَذِهِ لَيْلَةُ التَّصْبُّبِ مِنْ شُعْبَانَ  
فَيُغْفِرُ الْمُسْتَغْفِرِينَ وَيُزِيلُ حُمْلَ الْبُشْرَى مِنْ  
ذِيْ حَوْءٍ أَهْلِ الْعَقْدِ كَاهِنُهُ (بہارِ)

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو کھڑے  
ہو کر نماز پڑھی شروع کی جس میں آتا لیا سجدہ  
کیا کہ میں نے یہ خیال کیا کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

جب میں نے یہ دیکھا تو اٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
سے قریب ہوئی۔ اور آپ کے پیر کے گھونٹے کو  
ہلایا وہ ہل گیا تو میں سمجھ گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
وہلم ٹھیک ہیں پھر کان لگا کر میں نے سنا تو  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میں یہ دعا پڑھ رہے  
تھے۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری معافی  
کے ساتھ تیرے عذاب سے اور توجہ بخوبیوں  
واللہ کہ میں ان کو شہر نہیں کر سکتا اور توجہ بخوبی  
فریغیوں سے خوب واقف ہے۔ تو دلیا یہی ہے  
جیسی تو نے اپنی تعریف کی ہے۔ جب آپ نے سجدہ  
سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے  
فرمایا کہ اسے حالت کیا تھی یہ خیال کیا کہ اللہ کے  
رسول تیری حق تعالیٰ کریں گے۔ میں نے عرض کیا

کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم نہیں۔ میں نے آپ کے  
سجدہ کے طویل ہونے کی وجہ سے یہ خیال کیا تھا  
کہ شاید آپ کا انتقال ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا آج شعبان کی پندرہویں رات  
ہے اس شب میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو طہ  
نظیر رحمت سے دیکھتا ہے۔ اور احادیث چاہنے والوں

کو محاف کرتا ہے۔ اور رحم چاہنے والوں پر رحم کرتا  
ہے۔ اور بعض رکھنے والوں کو ان کے حال چھوڑ  
دیتا ہے۔

ہمارے مشائخ نے بھی اس مبارک رات کے  
احیاء کا اہتمام فرمایا ہے سیدہ السکین والہارین حضرت  
مولانا سید عبدالحی صاحب نور الدین مرقدہ (رواۃ المجلد اول)  
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مرقدہ العالی (جز ۱)  
یہاں شعبان کی پندرہویں شب کو نماز پڑھنا اور دن  
کو روزہ رکھنا سنو ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر  
خدا تعالیٰ اس مبارک شب میں آسمان دنیا پر غروب آفتاب سے  
تک دعا قبول تک جملہ فرماتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے جو شخص  
اپنے گناہوں کو بخشتا ہے جسے بخش دوں گا۔ اور جو شخص  
روزہ حاصل کرنا چاہے اس کو روزہ کی دوں گا اور جو  
کسی مصیبت میں ہو اس کو تندرست کر دوں گا۔

لہذا اس شب میں نوافل اور اگر نوافل تو بہ  
واسفغفار میں مشغول رہنا چاہیے بعض بزرگوں کا معمول  
رہا ہے کہ وہ شب برأت کو نماز غروب کے بعد سورہہ یس  
تین بار پڑھتے ہیں اول مرتبہ درازی عمر کی نیت سے  
دوسری مرتبہ بولوں کے دفع کرنے کے لئے اور تیسری  
مرتبہ خدا کے سوا کسی اور کا محتاج نہ ہونے کے لئے۔  
اور ہر بار سورہہ یس کے بعد مندرجہ ذیل دعا ایک  
بار پڑھتے ہیں اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کی  
حاجت روانی فرماتا ہے۔ اور سال بھر تک تمام مصیبتوں  
سے محفوظ رکھتا ہے۔ مجھ کو مشائخ سے یہ دعا بھی ہوئی  
ہے۔ میں تمام مسلمانوں کو جو اس کے پڑھنے سے خواہش رکھتے  
ہوں اجازت دیتا ہوں۔

اللَّهُمَّ يَا ذَا الْقُوَّةِ وَالْإِيمَانِ عَلَيَّ بِمَا دَاخِلَ الْإِيمَانِ  
وَالْإِيمَانِ يَا ذَا الْقُوَّةِ وَالْإِيمَانِ يَا ذَا الْقُوَّةِ  
أَمَّا تِلْكَ الْجَبِينِ وَخَارُ الْمُسْتَجِيرِينَ  
فَأَمَّا نَا الْخَائِعِينَ اللَّهُمَّ إِنَّ كُنْتُ كُنْتُ  
جَعَلْتُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ شَيْعًا وَأَوْحَرْنَا  
أَوْ مَعْرُودًا أَوْ مَعْرُودًا عَلَى فِي الرَّزْقِ فَلَمْ يَجْعَلْ

اللَّهُمَّ بِفَضْلِكَ شَفَاعَتِي وَجُودِي وَطَرِي  
وَأَتَارِدِي وَتِي وَأَتَشِي جَعَلْتُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ  
مَعِينًا مَرَزُوقًا وَمَوْقِعًا لِلْخَيْرِ أَتَانَاكَ  
قُلْتُ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فِي كِتَابِكَ الْمَنْزِلِ  
عَلَى بَنِي نَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ يَمْحُو اللَّهُ مَا بَيْنَهُ  
وَيُخَيِّتُ وَهَذَا أُمُّ الْكِتَابِ - الباقی بالحق  
الاعظم فی لیلۃ القیمۃ من شفاعۃ اللہ  
الذی یغفر فیہا کل امرئ حسیبہ و یتیم ان  
تکثرت عنای من اللہ ما لعلہ و ما لعلہ  
وَمَا أَنْتَ بِهٖ اَعْلَمُ أَنْتَ اَعْلَمُ الْأَشْیَاءِ  
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَبِّحَ نَاعْبُدُ وَعَلَى آتِیہ  
وَصَحْبِہٖ وَبَارِکَ وَصَلَّیْہُ۔

اسے اللہ اسے احسان کرنے والے جس پر کوئی اعنا  
نہیں جاسکتا۔ اے بزرگی و عزت کے ملک،  
اے نعموں و منفعتوں کے مالک تیرے سوا کوئی  
معبود نہیں تو ہی کر توں کو تھانے والا ہے،  
اور ہے یا ر و مددگار کو پناہ دینے والا ہے  
اور خوفزدہ کی امان ہے۔ اے اللہ اگر تو نے  
اپنے لوح محفوظ میں مجھ کو بد بخت یا محروم یا  
دھتکار یا ہار یا روزی میں مجھ پر تنگی کیا ہوا مجھ  
دیا ہے تو اے اللہ تو اپنے فضل و کرم سے میری  
بد بختی، محرومی، سزا دگی اور تنگی زرق کو  
دے۔ اور اپنے لوح محفوظ میں مجھ کو نیک بخت  
رزق کی کشادگی، بخشا ہوا دار نیکیوں کی توفیق  
بخشا ہوا کھد دے۔ پس بے شک تو نے اپنا کس  
کتاب میں جو تو نے اپنے پیغمبر پر حق پر نازل فرمائی  
ہے، فرمایا ہے جس چیز کو اللہ جاتا ہے مٹا دیتا  
ہے اور کھد دیتا ہے اس کے پس لوح محفوظ  
ہے۔ اے اللہ شعبان المعظم کی پندرہویں رات  
کی حق اعظم کا حدود کہ جس شب میں تمام امور  
مکمل کی قیام عمل میں آتی ہے، اور عقل فیصلہ  
کسیا جاتا ہے کہ تو ہم سے وہ تمام مصائب



# آخری عرض گدا ہے شاہ سے

خواجہ محمد مجذوبؔ

اے خدا! اے میرے ستارے عیوب  
جہ پر روشن ہیں میرے سارے عیوب  
سخت غنیمتی پہ ہے مہر ڈوب  
یاس نے بس اب تو ہمت توڑ دی  
تو بہ پھر کرتا ہوں میں تو بہ شکن  
روک لالینی سے اب میری زباں  
رہ گئے ہیں زندگی کے دن بھی کم  
کیوں ہر سال ہوں بڑا قارہ ہے تو  
غرق مجھ میں معصیت ہوں سر بسر  
ہمت ترک مہماں کر عطا  
اب تو ایسی دے مجھے توفیق تو  
دینداروں کی سی ہے صورت مری  
آخری عرض گدا ہے شاہ سے  
سب سے بڑھ کر ہے یہ عرض مختصر  
سرنہوں کی تو کہاں ہے حیثیت  
یہ مناجات اے خدا مقبول ہو  
درگزر منہ ما اگر کچھ بھول ہو!

واکام دور فرمادے جن کو کم جانتے ہیں اور وہ  
حیث کو تو خوب جانتا ہے۔ بے شک تو ہی سب سے  
بڑا عزت و مکرم والہ ہے اور اے اللہ عزت  
کامل نازل فرما، ہماری آقا و مولیٰ محمد علیہ  
وسلم پر اور آپ کی آل و اصحاب پر۔

شب برات کی فضیلت کے متعلق حضرت مولانا مفتی  
محمد شفیع صاحب نور اللہ مرتد کا تحریر فرماتے ہیں:-

شب برات کی فضیلت میں روایات اگرچہ حسد  
کے افسانے سے ضعیف ہیں لیکن متعدد طرق اور متعدد روایات  
سے ان کو ایک طرح کی قوت حاصل ہو چکا ہے جس سے اس لئے  
بہت سے مشائخ نے ان کو قبول کیا ہے؟ (معاذ اللہ تعالیٰ)  
حضرت اکابر ماہ شعبان المعظم اور اس ماہ  
کی جانب ہندو بھی شب کے فضائل و برکات اور  
کہاں جاری یہ غفلت کہ اس میں برکات سے غافلہ تھا  
کا ذرا بھی اہتمام نہیں کرتے بلکہ اس کے برعکس اس  
شب میں جو ذکر تلاوت اور استغفار کی بات ہوتی  
ہے اس کو بھول کر دوسری قوموں کی دیباچہ و کھیل  
بھر شائے داغے ہند آسمانوں سے خدا کی رحمت تو  
زمین کی طرف آتی ہے تاکہ اپنے بندوں کے گناہ معاف  
کے انھیں بزرگوار بنا دیا جائے مگر ہم ہیں کمال  
کے غفل آسمانوں کی طرف جھوٹے ہیں تاکہ زمین غلامی  
جو ہم نہ ہو سکے۔ اور ہمارے گناہوں کا بوجھ ہوں کا

تو رہے۔ کاش یہ بزرگوں رو اپنے مملوک احوال  
اور احوال بواؤں و شیعوں کے کام آتے اس سے دینی  
فلاحی اور دنیوی ادارے بنے اور اس سے سماجی  
برائیاں کو جبر و دینے والی تحریکیں کا مقابلہ کیا جاتا۔  
کتے گھر ہیں جو آتش بازی کی مانند ہو چکے ہیں۔ آتش بازی  
سے کل جنت کا نقصان ہے۔ موم کا نقصان ہے۔ ہوا  
اور آپ کا نقصان ہے اور ان سب سے بڑھ کر دین کا  
نقصان عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو اس طرح  
کے اسرار سے محفوظ رکھے اور ماہ شعبان المعظم  
برات کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔

## دعائے مغفرت

درس منہج العلوم (تہذیبی و فنی و علمی بلند شہر) کے  
مہتمم جناب مولانا سید محمد نسیم صاحب گذشتہ ماہ نومبر  
میں اشغال فرماتے: انا للہ وانا الیہ راجعون  
مولانا مرحوم نمبر نیک، متقی، صالح اور پیر مرکار  
عالم دین تھے۔ درس کا نظام بڑی خوش اسلوبی سے چلاتے  
رہے۔ بزرگوں سے خصوصی ربط رکھتے تھے۔ حضرت مولانا مدنیہ  
ابو الحسن علی حسنی ندوی سے عقیدہ نماز تہذیب تھا۔ موصوت  
کے اجداد حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا گہرا  
تعلق نسبت رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات کو بلند فرمائے اور  
جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔  
تاریخ تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

پندرہ روزہ تعمیر حیات  
ایک تحریر ہے اس کی  
توسیع اشاعت میں حصہ لیں

\* محمد طارق ندوی \*

# سوالے و جواب

ج۔ ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے کیونکہ وہ دو مسجدوں میں سے ایک میں ایسے عمل کی طرف تیار رہے جس کو وہ خود نہیں کرے گا۔  
 کذا۔ کیا عورت اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کر سکتی ہے؟  
 ج۔ اگر عورت کو اپنے خاوند کی رضا مندی معلوم ہو تو وہ اس کے مال سے صدقہ کر سکتی ہے ورنہ نہیں؟  
 ک۔ کیا زندگی کی حالت میں فاضل نہیں پڑھنا چاہئے؟  
 ج۔ نہیں زندگی کی حالت میں فاضل نہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ حضرت عائشہ رضی عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو رہا ہو تو اسے چاہئے کہ سو جائے یہاں تک کہ اس کی نیند جاتی رہے اس لئے کہ اگر وہ اذیتیں ہونے لگے تو بڑے کام تو ممکن ہے کہ وہ استغفار کرے کہ اپنے آپ کو گناہی دینے لگے۔"

س۔ ایک سال سے ناندرہ کا بچہ پختہ مکان کے پختہ فرش پر پیشاب کر دے تو حاکم زمین کی طرح خشک ہونے سے پاک ہو جائے گا یا پھر لگانے سے پاک ہوگا یا پانی بہانا ضروری ہے؟

ج۔ پختہ فرش زمین کے حکم میں ہے خشک ہونے سے پاک ہو جائے گا البتہ اس پر پانی بہا دے۔

س۔ تقریباً نو دس سال کا عمر میں سے ایک مرتبہ قسم تولدی تھی آیا اس کا کفارہ مجھ پر لازم ہے؟

ج۔ نابالغ پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں ہے لہذا چونکہ آپ نے جس وقت قسم کھائی تھی نابالغ تھے آپ پر کفارہ نہ ہوگا۔

س۔ ایک شخص ہاتھ میں قرآن لے کر یہ کہتا ہے کہ میں خیال کام نہیں کروں گا اور پھر کر لیتا ہے تو کیا اس کا کفارہ لازم ہے؟

ج۔ صرف قرآن پاک ہاتھ میں لے لینے سے قسم نہیں ہوتی ہے، اگر اس کے ساتھ زبان سے بھی قسم کھائی ہے تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا ہوگا ورنہ نہیں۔

س۔ قسم کا کفارہ کیا ہے؟

ج۔ دس مختاروں کو دو وقت کا کھانا کھلانے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو تین دن کے کھانا دینا۔

س۔ بعض لوگ تعویذ پہنتے ہوتے ہیں اور ان میں قرآنی آیتیں لکھی ہوتی ہیں، کیا اس کو بہر نہ کریت الاصل جائز ہیں؟

ج۔ تعویذ تیار کر جانا چاہئے اسے پس نہ کر جانا مکروہ ہوگا۔

س۔ کیا ایک مؤذن دو مسجدوں میں اذان کہ سکتا ہے؟

س۔ اگر دو مسجدیں خدارا اسلام ہے لیکن ایک شخص دائمی رکھ کر چھوڑ دیتا ہے اور اس کو پس کرنا ہے اور پس دے کر اسے سکھوں کی طرح موزیٹا ہے تو کیا ایر کرنا درست ہوگا؟

ج۔ اگر دو مسجدیں رکھنے کی نیت ہے اور خدارا اسلام میں سے ہے، پس رکھنا درست ہے، دائمی کو اس طرح بل دے کر موزیٹا کر جس سے سکھوں کی دائمی کا شبہ ہو "من تشبه بقوم فهو منهم" کو سامنے رکھتے ہوئے اگر کوئی شرع درست نہیں ہوگا۔

س۔ کسی پوچھا یا تنوار کے موقع پر اگر کوئی مسلمان اپنی دوکان میں زیادہ سامان رکھے یا لوگوں کی آمد و رفت کی جگہ اس میں لگے، اور گا بیوں کو مائل کرنے کے لئے مردوجہ جائز طریقے اپنائے اور اس سے اس کا مقصد نجات کے علاوہ کچھ نہ ہو تو کیا یہ گناہ میں اتھار دینا ہوگا؟ اور اس کو اس پر بطون کرنا اور اس سے عوام کو بدظن کرنا کیسا ہے؟

ج۔ دریافت کردہ صورت میں جائز ارشاد کی نجات مذکور طریقہ پر جائز ہے ایسے شخص کو بطون کرنا درست نہیں ہے، طعن زنی کرنے والا گناہ کا مرتکب ہوگا۔

س۔ امام نے پہلی رکعت میں چند آیات کی قرأت کی اور دوسری رکعت میں بھی سورۃ پڑھی تو یہ کیسا ہے؟

ج۔ دونوں رکعت میں آیات کی تعداد برابر ہونی چاہئے ایک دو آیات کی کمی زیادتی کا اعتبار نہ ہوگا البتہ ناظر کتابھی رکعت میں قرأت بھی کرنا بہتر ہے۔

مہد القیوم زکرت

زکرت

## منور اس لئے بزم جہاں ملو، ہوتی ہے

مری فکر و نظر زکرت نشان معلوم ہوتی ہے  
 زمین طبع کی کج کو آسمان معلوم ہوتی ہے  
 بے جاے دامن کی بزم ہرگز طبع ہو تجھے کی  
 ابن کبیر رحمت ہر باں معلوم ہوتی ہے  
 بادیں کج کو بھی طبع خدا کے واسطے آفتا  
 یہاں اب زندگی بار گراں معلوم ہوتی ہے  
 نئے شہب جی سے ہرگز مری مرشارر ہتا ہوں  
 منور اس لئے بزم جہاں معلوم ہوتی ہے  
 جو بوجہ عذر و مشاق مستی کا نام آتا ہے  
 تجکی ذات اقدس درسیں معلوم ہوتی ہے  
 نظر جس نے کبھی کہ مصحف شہان پر فرقت  
 تو اس کو ساری دنیا بے ثقیں معلوم ہوتی ہے

# آہ! مرحوم مولانا سید محمد ترضی صاحب

تمہاری نیکیاں زندہ، تمہاری خوبیاں باقی

پیر فیضی ضیاء الحسن فاروقی

ہے، میں، طبیعتِ انہی متاثر تھی کہ مسجد سے ٹھیک آتا مشکل معلوم ہوا۔ مولانا مجھے بہت عزیز رکھتے تھے مجھے بھی ان سے ایک قریبی عزیز جیسا تعلق، انس اور رگڑ تھا۔ علاوہ اس کے کہ ان کی توجہ خاص کی بدولت کتب خانہ طائشہی سے میں نے بہت استفادہ کیا اور اس سلسلہ میں وہ سبھی طالب علموں اور محققین کا کام کرنے والوں کی بڑی فراہمی سے مدد کرتے تھے جو آج ان کی وفات پر افسوسہ، رنجور اور غمگین ہوں گے، مجھ سے ان کا معاملہ کچھ خاص ہی تھا، یہ میری خوش نصیبی تھی کہ ان جیسا پاکیزہ اور بے نفس انسان اور اس خانوادے کا ایک فرد، جس کی ایک پاک طبیعت مجاہد شخصیت، یدِ احمد شہید کے دامن سے میدانِ جہاد میں بھی وابستہ رہی تھی، اور یہ شریف النفس انسان خود اسی طرح آج اس شہید محترم و معظم کے خانوادے کی مشہورِ عالم معزز و ممتاز شخصیت حضرت مولانا علی میاں مدظلہ کے دامن سے وابستہ تھی، مجھے عزیز رکھنا تھا اور ایک عزیز کی طرح میرا خیال بھی رکھنا تھا، آج وہ نہیں ہیں تو خیال آتا ہے کہ صرف ندوۃ العلماء کی کت خانے میں بلکہ ندوہ میں، ان مدارس میں جن سے ان کا تعلق اور طبقہ اعلیٰ میں، وہ ایک جگہ خالی ہو گئی ہے جو شاید آسانی سے پُر نہ ہو سکے گی۔

دنیا کے اس کارخانے میں ہر روز تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، انھیں تبدیلیوں میں حیات و مات کا بھی ایک سلسلہ ہے اور اس لامتناہی سلسلے کی ایک کڑی مولانا محمد ترضی صاحب مرحوم کی وفات مجھے، بظاہر ایک

۲۴ نومبر ۱۹۹۵ کو قیامت (۲۵ اکتوبر ۱۹۹۵) میں مولانا مرحوم کا ایک نوٹ بعنوان ”تجربات کا ایک دعویٰ غز“ پڑھا تھا اور مولانا ہی تمام نیکیوں اور خوبیوں کے ساتھ بالکل سامنے اپنے خاص طرز میں مسکراتے نظر آتے تھے۔ نوٹ فخر ہوا تو ان کی صحبت میں کی مدارس میں جانے اور ان کے حقیقہ پرستہ اساتذہ سے ملنے کے وہ اعداد اور منظر یاد آئے جن میں مولانا مرحوم کے علوم و محنت کے مظاہر کا جو ہے ایک روحانی و تباہی کا احساس ہوا یہ کیا معلوم تھا کہ اس وقت جب میں ان کی یہ تحریر پڑھ رہا تھا، اور ان کی یاد بے اختیار آ رہی تھی اور سوچ رہا تھا کہ رابطہ ادب اسلامی کے سبب ان کے بعد جی بھٹی منزلِ داغِ مٹھ سے، لکھنؤ واپسی ہو گئی تو کتب خانہ طائشہی (ندوۃ العلماء، لکھنؤ) کے ناظر اپنے محترم دوست اپنے مخلص اور کرم فرما مولانا محمد ترضی صاحب مرحوم سے ملوں گا اور احمد آباد کے اجتماع سے متعلق باتیں ہوں گی، رات میں غالباً قریب ۱۲ بجے، ہمیشہ کے لئے انھوں نے آنکھیں بند کر لی ہیں اور اپنے پیدا کرنے والے کے جو ارادت میں چلے گئے ہیں، اور یہ آنکھیں نہ اب مجھے دیکھ سکیں گی اور نہ میری آنکھیں انھیں دیکھ سکیں گی۔

اللہ وانا الیہ راجعون۔  
۵ نومبر کی صبح کو نہ فجر کے بعد انباں صاحب نے جو طبعِ بستی کے رہنے والے ہیں اور ترضی صاحب مرحوم اور ان کے جوئے بانی اعتباراً صاحب کے مخلصین میں ہیں، مرحوم کی مختصر حالات اور انھوں نے ناک وفات کی اطلاع دی، تو محسوس ہوا کہ میرے دونوں ہر ذوق

جھوٹی مٹی کڑی، لیکن ان کے گھر داخل، عزیزوں اور دوستوں اور خود ندوۃ العلماء کے اساتذہ، طلباء اور منتظمین اور سب سے بڑھ کر حضرت مولانا علی میاں صاحب مدظلہ کے لئے، ایک اہم کڑی جو ایک بڑا اور نہایت رنجورہ واقف بلکہ ہادشہ ہے۔ یہ ناچیز جس کے لئے یہ واقف سنگین ہے اور جو خود ہمدردی کا طالب ہے، سب کے غم میں برابر کا شریک ہے، سب کے لئے اللہ تعالیٰ سے سکون قلب اور صبر جمیل کی اور مرحوم کے لئے مغفرت اور مراتب کے بلند تر ہونے کی دعا کرتا ہے آمین۔

## دعائے مغفرت

مولانا قاضی اعظم ندوی (مقامِ راج) کے والد ماجد محمد سلطان الدین صاحب کا انتقال مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۵ء کو ان کے آبائی وطن گھڑی (ضلع سمن) میں ہو گیا۔

اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم ایک طبیعت، منسکھ المزاج اور عہدات گزار آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی مغفرت فرمائے۔  
تاثرین قیامات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

## اظہارِ تشکر

مولانا محمد ترضی صاحب نقوی مظاہر ہی بستی ناظر کتب خانہ شبلی نعمانی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے انتقال پر ملال کے اسوسٹک و اقویٰ پر ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید راجہ الحسن علی حسنی ندوی، نائب ناظم مولانا مصدق اللہ صاحب ندوی، مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد راجہ حسنی ندوی اور ادارہ تعمیر حیات کے نام مرحوم کے ہمدردوں و سبھی خواہاں ندوۃ العلماء سے ملحق مدارس و دیگر اداروں سے خطوط اور تعزیت نامے وصول ہوئے جن کو تعمیر حیات میں شائع کرنا اور فرداً فرداً ہر ایک کو جواب دینا دشوار ہے۔

ادارہ تعمیر حیات اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے سبھی ذمہ داران سب حضرات کے شکر گزار ہیں۔

(ادارہ)

# مطالعہ کی میز پر

تبصرے کیے گئے کتابوں کے دونوں کا آنا ضروری ہے!

ڈاکٹر بارون رشید مدنی

نام کتاب: "عبدالمطالعہ" مرتب: تاجی پرنسپل موصی  
ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامیہ بھارت دہلی  
قیمت کتاب: ۵۲ روپے

کسی تکلف کے بغیر اپنے تاثر کا اظہار کر رہا ہوں کہ یہ کتاب ناٹوکی درجہ کے طبع سے لے کر اساتذہ اور مصنفین کے لئے بھی کارآمد ہے، بے شک دو اہم مضمون مرتبین کا اپنا ایک خاص طریقہ کار بتانے کیلئے یہ کتاب ہوں کہ وہ بھی اگر اس کتاب کا مطالعہ کریں تو پختہ کار تہیں کی کوئی نئی چیز پائیں گے۔ ۱۸۸۲۲ سال کے

۲۸ صفحات پر پھیلی ہوئی اس کتاب میں پہلے مطالعہ سے متعلق تیس سوالات قائم کئے گئے ہیں، پھر جن کو تیس ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے، مذکورہ گفتگو، نظریاتی اپنی "تذکرہ" کے تحت درج ہوئی ہیں جواب سے تقریباً ۲۵

سال پہلے "چراغ غلام" اور "سیارہ" لاہور میں چھپ چکی ہیں جس میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، ڈاکٹر سید اسعد گیلانیؒ، پروفیسر نور شیدائہؒ اور مریم حیدر ہیں۔ گفتگو کے تحت ان بزرگوں کے مضامین ہیں جو اپنی شخصیت کے سبب کلمہ نہ کے ان سے گفت و شنید کر کے مضمون کی ترتیب دی گئی ہے۔

اس باب میں مولانا سراج الحسنؒ، مولانا قزوینیؒ، ندویؒ اور پروفیسر عثمان جشتیؒ ہیں۔ "نظر ثانی" میں وہ تحریر ہیں جو سوال نامہ کے پیش نظر لکھی گئی ہیں اس میں ۳۲ اونچے کا جدول کے ساتھ گرامری جملوں میں نعیم صدیقیؒ، مولانا جلال الدین عمریؒ، مولانا اعلیٰ حسین

"میتے متعوق" ہندی رسم الخط میں۔ از ڈاکٹر حافظ بارون رشید مدنی۔ ۹ اپنی لغت پر اپنا پتہ صاف لکھیں اس ایک دہائی تک اس پر پہنچ دیں، کتاب آپ کو مفت روانہ کی جائے گی۔  
ناظر محترم، دارالعلوم ندوۃ العلماء لاہور

ہول سیل چشموں

جسے فینسی فریم اور لینس کے لیے

تاج آپٹیکس

تشریف لائیں

ڈی 37/152، کوئی کی چوکی  
(مدر علیان گلی) دارالہندی

TAJ OPTICALS

WHOLE SALE SPECTACLE  
FANCY FRAMES & LENSE

PLEASE

CONTACT TAJ OPTICALS

D-37/152, KODAI-KI-  
CHOWKI (MADHURJALPAN  
GALI) VARANASI

Ph. 352 797 Res. 342127  
342106

حکامہ مغفرت

● عبدالمعید کے دادا جناب حاجی محمد رمضان صاحب  
جو حضرت مولانا محمد احمد صاحب سے بیت ارادت کا تعلق  
رکھتے تھے۔ ساتھ سال تک مسلسل اپنے علاقہ میں دین کلمہ  
اثبات و تبلیغ میں سرگرم عمل رہے ۲۲ نومبر ۱۹۹۹ء  
کو انتقال فرما گئے۔ انشاء اللہ اللہ راجعون۔

مروم کا تعلق ضلع برتانگڑہ سے تھا ان کے ایک  
پوتے عبدالمعید دارالعلوم ندوۃ العلماء رالیہ تانہ میں  
ذریعہ تعلیم ہیں جو مرحوم کے لئے انشاء اللہ مدد جاریہ ہے  
قارئین خیر خواہان کے دعا سے مغفرت کی درخواست ہے۔

# عکالی خبیریں

میڈارٹ نڈوی

● سودی وزارت برائے اسلامی امور نے گذشتہ ماہ روسی مسلم طلبہ کو دینی علوم اور عربی زبان سکھانے کی غرض سے روس کے چار مختلف شہروں میں دو دو گھنٹہ کار تہجیہ پروگرام منعقد کیا جس میں طلبہ کو قرآن، فقیر، حدیث، فقہ اور عربی زبان کی تعلیم دی گئی۔

● امریکی ریاست ایلہوائے میں ایک اسلامی کمیٹی اسٹیشن جدید کام کرنا شروع کر دے گا۔ دی اسٹیشن سے منجانب سے پیش کیے گئے اسلامی تعلیمات پر مبنی پروگرام پیش کئے جائیں گے اور اس کی نشریات امریکہ کی بیشتر ایسٹوں میں دیگی جاسکیں گی۔ اس طرح اس ٹی۔ وی اسٹیشن کے ذریعہ امریکہ میں اسلام کی مخالفت پر مبنی پروپیگنڈہ کا جواب دیا جائے گا۔

● حکومت برطانیہ اپنی مالی حالت اور بی بی کی کے بے پروپیگنڈے کے اثرات ثابت ہونے کے بعد اس کے سالانہ بجٹ میں بیس فیصد کمی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ واضح رہے کہ بی بی کی کی عالمی نشریات کے اخراجات حکومت برداشت کرتی ہے لیکن دیباکویر تاثر دیا جاتا ہے کہ بی بی کی کی عالمی سروس کی نشریات تمام دنیا میں بہت مقبول ہیں اور ہر ملک کا حزب مخالف اپنے ملک کی تازہ ترین معلومات کے لئے بی بی کی سے مستفاد ہے لیکن اب حکومت برطانیہ نے یہ سروس کیسے کہ جو بی بی کی کی سنیے تو بی بی کی کی کچھ نشریات میں انشاز اور بی بی کی کی جو کوشش کی جاتی ہے اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

● قطر کے انٹرنیشنل اسلامک بینک (۱۱۱۱۹) نے

کے جنرل منجبر خاں نے ایک اخباری ریال میں بتایا کہ گزشتہ پچھلے مالی سال کے دوران ۱۰ فیصد منافع کا یا بیس فیصد میں اسے ۶۳-۶۰ ملین ریال کا نفع ہوا اور سولہ فیصد بتایا کہ بینک کی ایک کارکردگی اور نتائج سے بہت ظاہر ہوتی ہے کہ ۱۹۹۵ میں بھی بینک کی کارکردگی خفہ ہوئی تھی ۱۹۹۵ میں بینک نے اپنے کھاتہ داروں کو اصل سرمایہ پر ۶ فیصد منافع دینے کا اعلان کیا تھا جو تیس لاکھ ریال کے برابر ہے۔ خیال ہے کہ ۱۹۹۵ میں بینک نے ۵ فیصد منافع تقسیم کیا تھا۔ بینک کے مجموعی اثاثوں میں ۱۰ فیصد کا اضافہ ہوا جو اب پر ۸۰۰ ملین ریال ہو گئے ہیں یہ بینک غیر سودی نظام پر قائم ہیں۔

● ماسکو سے شائع ہونے والا روزنامہ "کولم" نے عظیم روسی شاعر پوشکن کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ قرآن شریف کو عظیم روحانی دولت تصور کرتا تھا اور اس کا خیال یہ تھا کہ جدید دور میں صرف یہی کتاب ہی نوع انسان کے لئے رہنما کی کر سکتی ہے اخبار کے مطابق پوشکن نے ۱۹۵۷ میں کیا جانے والا قرآن شریف کا روسی ترجمہ ہر طور سے بڑھا تھا اور ۱۹۸۰ میں شائع ہونے والا پوشکن کی ایک شعری مجموعہ پر قرآن شریف کے نفسیاتی و اخلاقی اثرات نمایاں تھے جب کہ کتاب کا عنوان بھی قرآن سے اکتا ہے کہ وہ تھا، پوشکن کے مذکورہ مجموعہ میں انصاف، دیوبت، انبیاء اور یوم حساب کو بطور خاص موضوع بنایا گیا تھا اور ایک نظم خاص طور پر پیغمبر اسلام پر لکھی گئی تھی۔

بہتی کے قارئین تعمیر حیات سے  
بہتی کے قارئین تعمیر حیات حضرت سے گزارش  
ہے کہ تعمیر حیات کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا  
خریدنے کے سلسلہ میں ذیل کے تیرہ برابر رابطہ  
قائم کریں۔ وہ ان کو رقم جمع کرنے کی  
رسید مل جائے گی۔



**ALAUDDIN TEA**  
Tea Merchants

44, Haji Building,  
S. V. Patel Road, Null bazaar, Bombay 400 003  
Tele. : Add Cupkette Tel. : 3762220/3728708  
Tel. (R) 3095852

۲۳ نمبر اور ۱۲ نمبر کی آرپیشل چائے  
ماصل کیجئے۔

## گذارش

والد مرحوم مولانا محمد رفیع صاحب کے خلف  
حضرت سے بشمول مالی معاملہ میں تعلقات تھے اس  
سلسلہ میں قارئین تعمیر حیات سے گزارش ہے کہ  
اگر کسی صاحب کا والد مرحوم کے ذمہ کوئی حساب  
نکلتا ہو تو براہ کرم مطلع فرمائیں انشاء اللہ ادا کرنے  
کی کوشش کی جائے گی۔

اہل خانہ و پسران  
مولانا محمد رفیع صاحب مرحوم

# قرآن مجید

ڈاکٹر فطیل احمد دینی

یعنی قول داور محشر ہے قرآن مجید  
وجہ سکین دل مضطر ہے قرآن مجید  
عظمت خسلات کا مظہر ہے قرآن مجید  
در حقیقت دین کا محور ہے قرآن مجید  
اب کیلئے محشر تک رہے ہے قرآن مجید  
بادۂ عرفاں کا وہ ساغر ہے قرآن مجید  
حاصل ہر وہ اختصار ہے قرآن مجید  
ہر حکم کے علم کا مصدر ہے قرآن مجید  
رب کے انعامات کا مظہر ہے قرآن مجید  
حاصل حد تک و حد نظر ہے قرآن مجید  
رہبران حق کا بھی رہبر ہے قرآن مجید  
کافروں کے واسطے خنجر ہے قرآن مجید  
حامی صناعتی آزر ہے قرآن مجید  
شارح اوصاف پنجبر ہے قرآن مجید  
خوش نصیبی سے جسے ازبر ہے قرآن مجید  
آج تک محفوظ و مستحضر ہے قرآن مجید  
ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے قرآن مجید  
ڈھونڈنے والے کو اس میں کیا نہیں ملتا طفیل  
مسکوں کے حل کا ک دفتر ہے قرآن مجید

عالم لاہوت کا جوہر ہے قرآن مجید  
اک شغلے روح و جاں پر ہے قرآن مجید  
کاشف حالات خشک و تر ہے قرآن مجید  
سارے احکام شریعت کا ہے سرچشمہ بھی  
سب صحیفے ہو گئے منسوخ اس کے سامنے  
جس کے بر قطرے میں ہے توجید فاضل کا نرا  
آپوں میں اس کی پنہاں ہیں ہزاروں نگیناں  
بحر و برہوں یا غلغلے بستگراں یا آسمان  
لوگو یا قوت و مرجاں اور حوران جنان  
ذکر جنت، ذکر دوزخ، ذکر الطائف غضب  
رہنمائے اولیاء و اصفا بھی ہے یہی!!  
ضامن العام رب ہے یہ براے مومنین  
بت پرستی، بت تراشی، بت فروش مریکے منع  
غور سے پڑھے تو ہو جائے یہ عقدہ مشکفت  
مترجم اس کا حدیث مصطفیٰؐ سے ہے عیاں  
ایک بھی زیر و زبر اس کا نہ بدلا جامکا  
یہ کلام اللہ ہے مومن کا ایماں اس پہ

وہ ممنوع چیز جو دے اندر جائز و مباح ہو جائے گی  
خوف بھوک کی حالت میں جب حلال ملنا ممکن نہ ہو اور  
جان جانے کا خطرہ ہو تو جان بچانے کے بعد ضرورت ہواور  
کو کھاسکتا ہے۔ یا ایسے ہی دواؤ یا جراثیم یا جانے  
تو شرب پی سکتا ہے۔ دشمنوں کے قبضہ میں نہ کسی  
کے عالم میں کفر کھلا یا جلے تو زبان سے الفاظ  
ادا کر سکتا ہے تاکہ جان بچ جائے اس طرح کی اہد  
بھی مجبوری کی باتیں ہیں یہ سب ممنوع ہونے میں شامل  
نہوگا۔ واللہ اعلم ۵

"جب میں تم کو کسی بات سے منع کروں تو اس  
سے پرہیز کرو، منع کرنے کا یہ حکم ان تمام چیزوں کے  
لئے عام ہے جس سے روکا گیا ہے۔ ان باتوں پر اگر  
زبردستی عمل کیا جائے تو اس حکم عام سے مستثنیٰ  
سمجھا جائے گا، جمہور علماء کی یہی رائے ہے۔

شرح ابیاری، ص ۱۷۱، مجمع المدینہ ج ۱ اس نصیب کی معذ  
کا کتاب ہے۔ جسے جامع العلوم و احکام سے نسخہ البدری  
۵ ص ۱۷۱

سزورست ہے (یعنی جسم کے فتنے)

حصہ کا دھکا حضور کی ہے (یعنی لامکان سورہ فاتحہ کا  
یا ذکر اور حتی المقدور صدقہ و فطرہ اور اگر نذر رمضان المبارک  
میں کسی نذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے اور دن کے  
کسی حصہ میں اس کی معذوری ختم ہو جائے تو اسے چاہئے  
کہ روزہ داروں کی طرح کھانے پینے سے گریز کرے۔ گو  
اس کا روزہ نہ ہوگا لیکن احترام کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح  
کے اور مسائل۔

ایسے ہی باکی و طہارت کا مسئلہ ہے تو فتنے پر قیاد  
ہو اتی طہارت حاصل کرے اور بیتے پر قیاد نہیں اس  
کی تکمیل تہم کرے، خواہ وہ بانی نہ ہوئے کے یہ ہے  
ہو۔ یا بعض اعضا امر غصہ کے سبب نہ دھوئے جا سکتے  
ہوں اس صورت میں وہ خدا کرنے پر قیاد ہے اتنا  
کرے اس حکم میں غسل وضو دونوں ہی شامل ہیں۔  
ایسے ہی نماز کے جن ارکان و شرائط کے ادا کرنے  
پر قیاد ہو کرے نماز نہ چھوڑے۔ علماء کا مشہور قول  
یہ ہے۔

بخاری شریف میں عمران بن حصینؓ سے مروی  
ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نماز کھڑے  
ہو کر پڑھو اگر کھڑے نہ ہو سکو تو بیٹھ کر پڑھا اگر بیٹھے  
پر بھی قدرت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھو ان سب باتوں سے

مخدور ہو تو نماز کی نیت کر کے آنکھ کے اشارہ سے نماز  
پڑھے۔ لے آئے آپ کے الفاظ کا جتنا کہہ کر تم کو چھوڑ دوں  
(خاموشی ہو جاؤں) اتنے پر مجھے چھوڑ دو اس بات کی  
دلیل ہے کہ اصل عدم وجوب ہے، جب تک صراحت نہ ہو  
شرعی حکم نہ چلے علم الامور کے ماہرین کے نزدیک  
یہ درست ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَمَا كُنَّا  
مُعَذِّبِينَ حَقَّ نِعْمَتُ رُسُلِنَا﴾

اور جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس کو  
مجبور نہ کرے، یہ حکم بھی مطلق ہے کوئی حذر پایا جائے گا تو

## بقیہ: درس حدیث

بہت کمزور اور مالدار تھے، انھوں نے حصول اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اللہ کے رسول کتنا خرچ کریں اور کن لوگوں پر خرچ کریں؟ اس طرح کے گفت و گو کرنے سے نئے سوالات برپا ہونے لگے جو اس دین میں کی جوگیری اور وفات، نیز نئی اسلامی اقدار سے متعلق ہوتے تھے، یہ اس پر مبنی ہونے کے معاشرہ میں ہر وقت پیش آتے تھے اور مسلمان ان کے بار میں اپنے نئے اسلام کے مختلف معاملات کے بارے میں پوچھا کرتے تھے، یہ وہ معاملات ہوتے تھے جو ان کی جاہلیت کی حدود کی نئی اسلامی زندگی میں پیش آیا کرتے تھے مثلاً: **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمُنَافِقِينَ قُلْ هُمُ أَوْسَىٰ** اور تم سے جیسے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، کہہ دو کہ وہ گناہگار ہے۔ (البقرہ - ۲۲۲)

یہ نئے سوالات اس نئی کرتے، تغیر پر معاشرہ کے نفوس جات اور معاشرتی رائجاتی تعلقات کی دلیل اور ثبوت تھے کہ مسلمانوں کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اپنے تصور و عقیدہ کے مطابق صاف صاف واضح احکامات معلوم کریں۔

مسائل پیش آنے سے پہلے ان کے بارے میں سوال کرنے کا اسلامی اصول

اگر صحابہ کرام اور تابعین مسائل پیش کرتے پہلے ان کے بارے میں سوال کرتے تو ناسپند کرتے تھے اور ایسے سوالات کو جواب نہیں دیتے تھے۔

ایک دن حضرت عمرؓ لوگوں کے پاس گئے اور فرمایا: اہم تمہارے لئے یہ مناسب نہیں سمجھے کہ جو بات پیش نہیں آئی ہے اس کے بارے میں مجھے سوال کرو اب باتیں معلوم ہو چکی ہیں، ہر کسی نے عمل کرنے میں متحمل ہیں (مزید کیا بوجھ اٹھائیں)۔!۔ فرمائی اللہ سے

مروی ہے کہ جو چیز پیش نہیں آئی اس کے بارے میں سوال نہ کرو کہ ہم نے حضرت عمرؓ کو ایسے شخص پر لعنت کرتے سنا ہے جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جو

ابھی پیش نہیں آئی ہے، حضرت زید بن ثابتؓ سے جب کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جاتا تو پوچھتے کیا یہ بات پیش آئی ہے؟ جب جواب ملتا کہ نہیں پیش تو نہیں آئی ہے تو فرماتے کہ پھر چھوڑو جب پیش آئے تو سوال کرنا۔ حضرت علت بن زید سے مروی ہے فرمایا: ہم نے حضرت طاؤس سے ایک چیز کے بارے میں پوچھا تو فرمایا دیا اور پوچھا کیا یا پیش آیا ہے؟ ہم نے عرض کیا ہاں! تو فرمایا کیا سچ کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں بالکل اسی کے قریب، یہ ہم بات پیش آئی ہے ورنہ آگئے حضرت امیر معاویہؓ کے حوالے سے بیان کیا کہ انھوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہم باتوں کے سلسلہ میں سوال کرنے سے منع فرمایا ہے، اس کی تخریج امام احمد نے کی ہے۔ اس کی وضاحت امام اوزار نے کی اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مشکل مسائل ہیں۔

حضرت ثوبانؓ کی ایک حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی جاتی ہے کہ: **سَيَكُونُ قَوْمٌ مِّنْ أُمَّتِي يَخْلُطُونَ فَفَعَاءَ هُمْ بِعَضَلٍ أَلْبَنٍ أَوْ بَنِي شُرَارٍ أُمَّتِي**۔

ہماری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو متقیوں اور فقیہوں کے سامنے مسائل ہم اور غیر واضح کر کے پیش کریں گے یہ لوگ ہماری امت کے بدترین لوگ ہوں گے۔ امام اوزار اچھے نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو علم کی برکت سے عموماً مکرنا چاہتا ہے تو اس کی زبان سے ہل و لغو کا کرفا ہے، ہم نے اس قسم کے لوگوں کو سب سے کم پسند کیا یہ بھی فرمایا: ہم نے امام مالکؓ کو فرماتے سنا ہے کہ بہت زیادہ باتیں کرنے اور تھوکی لینے کو عیب کی بات فرماتے تھے۔

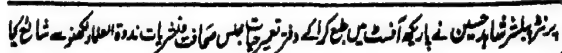
خرن و بلندی اور اطمینان کی قدر و عزت کے بارے

میں اساتذہ کے یہ چند نکتے ہیں، موجودہ دور میں ہیں ان ادب و اخلاق کو اپنانے کی کتنی شدید ضرورت ہے، اس لئے کہ اس طرح کے نوجوان مہم سوالات معلوم اور عمل کا جذبہ پیدا کرنے کے سلسلہ میں رکھتے ہیں بلکہ مصیبت و دشواری میں ڈالتے ہیں۔ جہاں ملک طلبہ کا تعلق ہے ان میں سے تو اکثر اس بارے میں سواہب کا شمار ہو جاتے ہیں بحث چھیڑنے اور لیاکاری کے طور پر سوال کرتے ہیں، حضرت وہب کا قول ہے کہ ہم نے امام مالکؓ کو فرماتے سنا ہے کہ علم کے بارے میں لیاکاری دل کو سخت بنا دیتی ہے اور کینہ کا سبب بن جاتی ہے۔ مسئلہ

ان علمی نزاعوں کے سبب امام نووی اس حدیث کو اسلام کے اہم اصولوں اور جموع الکلم دینی کو حفظ کا بہت سے معنی ادا کرنا، میل سے شمار کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا تھا۔ اس کے اندر یہ نذر احکام آجکلے ہیں۔ خلافت نمازی تمام شکلیں کہ اگر بعض ارکان کو یا شرائط کو زاد اگر مستحق ہو تو جتنا کر سکتا ہو ان کا سہ

## حدیث کا فقہی پہلو

۱۔ حدیث پاک کہ (جب میں تم کو کسی بات کا حکم دوں تو اس کو اپنی استطاعت بھر دینا کہ سکتے ہو کرو) یہ حکم استعمانی ہے۔ امام نوویؒ نے فرمایا: آپ کے الفاظ جموع الکلم اور اسلام کی ان اصل باتوں میں سے ہیں جن سے جزییات کا استنباط کیا جاتا ہے اور اس میں بہت سے احکامات داخل ہو جاتے ہیں مثلاً اس شخص کی نماز جو نماز کے بعض ارکان کو ادا کرنے پر قادر نہیں (مثلاً آنکھوں میں تعین کے سبب سجدہ نہیں کر سکتا، پاؤں میں مکروری کے سبب قیام نہیں کر سکتا) یا ایسے بعض شرائط پوری کرنے سے ناقد نہیں، ایسی صورت میں وہ قضا کرنے پر مجبور ہوتا ہے، ایسی ہی وضو ہے۔ (باقی صفحہ ۲۵ پر)







## شرائطِ بخشی

- ۱۔ پانچ کاپی سے کم کی بخشی جاری نہیں کی جاتی۔
- ۲۔ فی کاپی ۱/۲ روپے کے حساب سے زر ضمانت پیش کروانا ضروری ہے۔
- ۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

## زربخ اشتہار

- ۱۔ تعیر حیات کالم فی سینٹی میٹر R. 20/-
- ۲۔ کمیشن تو دلوا شاحت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر ضمنی ہوگا۔
- ۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

## بیرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.  
P.O.Box No. 842  
MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)

ملینہ منورہ

Mr. M. AKRAM NADWI  
O.C.I.S.  
St. CROSS COLLEGE  
Oxford OX1 3TU - U.K.

برطانیہ

Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.  
P.O.Box No. 388  
Vereniging  
(S.AFRICA)

ساؤتھ افریقہ

Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.  
P.O.Box No. 10894  
DOHA - QATAR

قطر

Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.  
P.O.Box No. 12525  
DUBAI -(U.A.E.)

دبئی

Mr. ATAULLAH Sb.  
Sector A-50, Near Sau Quater  
H. No. 109 Town Ship, Kaurangi  
KARACHI-31 (Pakistan-)

پاکستان

Dr. A. M. Siddiqui Sb.  
98- Chnkin Ave  
Woodmere  
New York 11596 -(U.S.A.)

امریکہ

# اسٹیمائز میں

۱	دس حدیث	ڈاکٹر محمد رفیع اعظمی ندوی	۲
۲	رمضان کے بعد صوم (ادارہ)	شمس الحق ندوی	۵
۳	مدرس کیا ہے؟	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۷
۴	اچھے اعمال	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۹
۵	پاکستان میں جمہوری اسلام	ترجمہ سید غلام محی الدین	۱۱
۶	شب قدر کی فضیلت	محمد شاہر ندوی بارہ بنگوی	۱۳
۷	امریکی سفارت خانہ	طبیح الرحمن ندوی	۱۵
۸	عید الفطر، فاضل رسائل	محمد ہارون	۱۸
۹	جامعہ اسلامیہ بغداد	مولانا محمد تقی الدین ندوی	۲۰
۱۰	سیرت سید احمد رشید	پروفیسر صوفی احمد صدیقی	۲۲
۱۱	آل انڈیا اسلام پرسنل لا بورڈ	رپورٹ	۲۴
۱۲	احکامات کے مسائل	محمد طارق ندوی	۲۵
۱۳	صمد نظر	طبیح الرحمن ندوی اعظمی	۲۶
۱۴	تبیخ استہسان	(ادارہ)	۲۷
۱۵			

شمس الحق ندوی

احمد رضا

# رمضان کے بے عید

جب رمضان المبارک کے آخری دن کا سورج ڈوبتا ہے تو عید کی نوید مسرت سساتا جاتا ہے، ادھر سورج ڈوبا نہیں کہ ادھر افق مغرب پر بے حد صواب لگا ہوا ہے، جم جاتی ہیں اور سب کی سبے تانہ اشتیاق کے ساتھ بلال عید کی جستجو میں لگ جاتی ہیں، ادھر افق پر بلال عید نظر آتے ہی چہرہ دل پر خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، ہر چہ بڑا، مردود عورت شوق بھری نگاہوں سے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ پوری اسلامی آبادی میں مسرت و شادمانی کی فضا چھا جاتی ہے۔ رات اپنا تاریکی کے باوجود باران رحمت اور فیضانِ اُلوامہ سے روشن اور پرو نور معلوم ہوتی ہے۔ صبح کے انتظار میں آنکھوں آنکھوں میں رات تک جاتی ہے۔ سفر صبح کی آمد سے پہلے پہلے چہل پہل کا ایک ہنگامہ برپا ہوتا ہے۔ ادھر سورج نکلا نہیں کہ تیسر و پھیل کی صداؤں سے فضا گونجنے لگتی ہے۔ ہنسنے مسکرانے چہروں کے ساتھ عید کی ہمارا باد پیش ہونے لگتی ہے۔ چوہے محول سے بہت پہلے گرمادیے جاتے ہیں۔ دعوؤں اور ہمان نوازی کا اہتمام ہونے لگتا ہے۔ نہادھو کر کپڑے بدلے جاتے ہیں۔ سب ایک جگہ ہو کر اور اپنے رب کے حضور میں دست بستہ سراپا شکرین کر کھڑے ہوتے ہیں اور دو گنا عید ادا کرتے ہیں۔ اور اپنے بھر کی محنت اور جانفشانی کی قبولیت کے لئے دستِ عید اٹھائیں دیکھیں، میں ظاہری چہل پہل سے تو خوشی ہی خوشی نظر آ رہی ہے، مگر حقیقت میں عید کے حیرے کی ریخت ہمیں کچھ اور ہی نظر آتی ہے۔

اے عید پر وقت تو مسرت و شادمانی کا ہے اور تو اس کا پیامی بن کر آئی ہے، پھر کیا بات ہے کہ ہم تیری پیشانی پر فرحت و مسرت کے کانٹے ادا کی اور محبت و استغاب کی کیفیت محسوس کر رہے ہیں، کیا تو ہمارے اس استقبال میں اپنی توہین و نا قدری محسوس کر رہی ہے؟ کیا تو نے ہمارے دل کا چور کچل لیا ہے؟ کیا تو نے مجھ اپنی دے کہ ہماری اس ظاہری مسرت کو حقیقت سے دور کرنا کوئی واسطہ نہیں ہے کیا تجھے ہمارے ضعف و ناتوانی کی خبر ہو گئی ہے؟ اے عید صاف کرنا، حقیقت یہی ہے جو محسوس کر رہی ہے۔ ہیں نہامت و خرمندگی ہے کہ ہم نے تیرا استقبال دل کی گہرائیوں سے نہیں بلکہ ظاہر اور صرف ظاہر سے کیا، بالکل ایسے ہی جیسے ہمارے آج کے زمانے میں سیاسی استقبال ہوا کرتا ہے۔

اے عید! میں تو صاف کرنا، تجھے جی لاجت کے ساتھ یہ درخواست ہے کہ دیکھ ہماری اس حالت زار اور ظاہر پرستی کی مغیبتی ان سے نہ کھانا، جن کی تو فرما رہے ہو، دیکھ کہ وہ و شکایت سے ان کے غیظ و غضب کو بھڑکاؤ نہ دینا، کہیں حقیقت حال بیان کر کے ان کی نگاہیں ہماری طرف سے پھیر نہ دینا، بلکہ تجھے اے بعد از ذاری نہامت و خرمندگی یہ درخواست ہے کہ ہماری بد حال پر تیرے کھانے اور رحم کرنے کی سفارش کرنا اور عرض کرنا کہ امت بہت اسی ہے، اے اس کے جوڑ جوڑ میں درد ہے، ہر ہر ہڈی پر صر ہے، ہر ایک اس کو گری ہوئی نگاہ سے دیکھتا ہے، ہنستا اور مذاق اڑاتا ہے، جگہ جگہ کہتا ہے، چکیاں لیتا ہے، چلتے چلتے ٹھوکر مارتا ہے اس طرح سے ڈھیلے بیٹھتا ہے، ہنر مارتا ہے، جس طرح سے بچے دلوں کو اٹھانے سے کھیلنے اور دلچسپی لیتے ہیں، دلوں سے اس کا رعب اس قدر نکل چکا ہے کہ ہر کمرہ و مکان پر جیسے ہر ادھر دھڑکا جاتا ہے، گھماتا ہے جیسے بچے اپنی بھڑکی جس رخ کو چاہتے ہیں بچاتے ہیں۔

تیری حیرت اور تیرا استغاب حتیٰ کہ آج بھر سے اس امت کی سیمائی کی ضرورت ہے، تیرا بڑا احسان ہوگا، ہم تیرے مرہون منت و ممنون کرم ہوں گے، اگر وہ باری شفا سے اور بارگاہِ الہی میں سفارش کر دے، بے شک اس کی ذات مستغنی ہے، نیاز ہے، امت کا ایک ایک فرد سزاوارتِ ہدٰی لغویٰ اور عبادت و ریاضت بن جانے تو اس کے کارخانہ قدرت میں کچھ اضافہ نہ ہوگا اور ایک ایک فرد محکم اور گناہ مجسم ہو جائے تو اس کی قدرت بے پایاں میں کوئی کمی نہ ہوگی مگر ہاں! اسی نے اس تبارِ آب و خاک کو بندگی اور برتری بخشی ہے، اس نے زمین پر اپنا خلیفہ بنالیا ہے، اس نے اس دبا ہوا عالمی مین کینا کہ اس کو بھرے اس کا کھوپا ہوا مقام و اہمیت ملے، امت کو بھر کسی مجدد، رازی و طرانی کی ضرورت ہے جو ایمان و یقین کو مستحکم کر کے اس کے لاشعوبہ جان میں بھرے روح پھونک دے۔ یہ قوم کسی قائد، ابو عبیدہؓ، ابو بکرؓ، عمرؓ کی منتظر ہے جو اس کے جوشِ جنون کو بھرے جوا، بخشش اور اس کے ذات و رسوائی کے دافع کو مدد دیں۔ جب تو ہر سال

# عید الفطر میں

عید الفطر

بن گئے یورپ کے تم بہان مید الفطر میں  
بچ کئی ہے نیکوں کی جان مید الفطر میں  
ہے تہاوس واسطے ریان مید الفطر میں  
ہے حبیب رب کا یہ فرمان مید الفطر میں  
تم جہاد جہاد احسان مید الفطر میں  
ماگ لوینا زعفران مید الفطر میں  
ان کو بھی بھولے گا وہ رحمان مید الفطر میں  
کہہ رہا ہے تجھ کو رمضان مید الفطر میں  
سُن لو یہ قرآن کا اسملان مید الفطر میں

دیکھو روزہ دار و اپنی شان مید الفطر میں  
مردمی ہے بارش مغران مید الفطر میں  
اُٹھ دو ہاڑے بنے ہیں جنت الفردوس کے  
پہلے تم نظر کا لو جاؤ تم پھر مید گاہ  
بیس ڈنڈا کرو فطروں سے کرو شادمان  
عید کی خوشیاں مناؤ جاؤ جشن مید میں  
بھولا جائیں گے جو ناداں برکت رحمان کو  
اپنی آنکھوں میں بساؤ غلہ کی دکش بہار  
شادمان حسن مل سے ہو گئی رحمت کی شان

تو بھی سلگت مانگ لے فطروں کو اللہ سے  
مل گئی ہے سامت ذی شان میں الفطر میں

بے مثال اتفاق و اتحاد اور اجتماعیت کا ہلام لے کر  
آئی ہے مگر قوم برابر انتشار و غفلت رہی کا شمار  
رہتی ہے یہ ایسا چٹا گھوڑا جو گئی ہے کہ کوئی اثر قبول  
کرتی نہیں تو کہنا کہ اپنی شان نہ کرے بھی دمکت نوازی سے  
اس کو بھرو ہی شراب کہیں بلائیں اور جان آفرین  
جام گردش میں لائیں جو اس کو اول اول عطا کیا  
تھا اس کے بغیر بہ امت زندہ ہوئے نظر نہیں آتی  
اسی آج بغیر غری کے لئے باعث ننگ و حار بنے  
ہوئے ہیں مگر یہ اور ایسی ہمت ہاری کر لیا گئے  
کا نام نہیں لیتے مکمل جس بیخام کوئے کو کوئی فیلا  
کی سیر کی تھی صحراوردی اور دفت پناہ کی تھی  
اور پراس سے دم توڑتی انسانیت کے حلق میں  
عشق و محبت کے قطرے پٹا کر تخی زندگی عطا کی  
تھی آج یہ خود اس کو ناقابل عمل فرسودا نظام قرار  
دینے لگے ہیں۔ آج خدا کی رحمت زیادہ ہو چکے  
کاش کہ تو اس جو دوسما کی بارش کے موفع بہ امت  
کے لئے حیات نو کی درخواست کرتی اور اس کے  
ایک ایک دلوں کے خاتمہ کا فیصلہ کرالیتی۔

آخری بات یہ ہے کہ خود اسلام ایک لاوارث  
مقدمہ بن گیا ہے جس کا کوئی پیرو کار نہیں۔ اس  
کی بنیادیں کھو دوڑانے کی مسلسل کوششیں جاری  
ہیں اور کوئی ایسا مرد فلفلہ دور دورہ نظر نہیں آتا  
جو ہمت کر کے ان غریب پسندوں اور دوست خا  
دشمنوں کا ہاتھ پکڑے اور اس امت کو اس عظیم  
خطرہ سے کچل دن کے لئے محفوظ کر دے۔

کس بیدار دہن کی آید سوار ال ناچرشد

## تعمیر حیات

ایجنٹ مسلمانوں کو عالم

حالات سے باخبر رکھنے کیلئے

تغیر جیات کے مطالعہ کے ذریعہ

دیئے

## بقیہ: پاکستان میں جزوی اسلام

کے جس اخلاقی کی وجہ سے قبول کرنا تھا اس وقت  
اسلام کو بدنام کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ ان مسلمان  
ملکوں کا ہے جو مکمل اسلام کے بجائے جزوی اسلام  
پر عامل ہیں۔ خاص طور پر ایسے ممالک جو اپنے عوام کو  
ان کے حقوق سے محروم رکھ رہے ہیں۔ حقیقت تو یہ  
ہے کہ لوگ کوئی معاشرہ اسلام کے بنیادی اصولوں  
پر عامل ہو تو اس کی ایک بڑی خصوصیت رد واری  
ہوگی۔

اگر ہمارا مغرب زدہ طبقہ اسلام کا مطالعہ شروع  
کر دے تو وہ ہمارے معاشرہ کو فرقہ بندی اور اس کی

استہا پسندی سے نجات دلانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتلا  
سکتا ہے کہ اسلام کتنا ترقی پسند مذہب ہے۔ یہ لوگ  
مغرب کو اسلامی نظریات سے روشناس کرا سکتے ہیں  
گذشتہ سال شہزادہ چارلس نے آکسفورڈ کی اپنی ایک  
تقریر میں اس کا اعتراف کیا تھا کہ مغربی دنیا اس وقت  
بھی اسلام سے بہت کچھ سیکھ سکتی ہے۔ لیکن اگر وہی  
لوگ جو اس کے لئے سب سے زیادہ اہل ہیں اسلام  
کو ہمارے سمجھنے لکھنے کے تو بھر یہ کام کون انجام  
دے گا۔ اسلام تو سامانہ عالم کے لئے ہے اور اسی  
لئے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین  
کا لقب دیا گیا تھا۔



مری نہیں ہے، اس وقت مدرسہ اعلان کرتا ہے کہ اعلان میں قطع ہے، ہمارے جیسے میں جیت ہے، الجھوک میں وہ لذت ہے جو کھانے میں نہیں، اس وقت مدرسہ یہ اعلان کرتا ہے کہ لذت بعض مرتبہ عورت ہے، جو بڑی سے بڑی عورت میں نہیں، اس وقت مدرسہ اعلان کرتا ہے کہ سب سے بڑی طاقت خدا کی طاقت ہے سب سے بڑی صداقت حق کی صداقت یہ ہے مدرسہ کا کام اور اگر مدرسہ یہ کام سمجھو گے اور دنیا کے سادسے کام کر گئے تو وہ مدرسہ مدرسہ کہلانے کا مستحق نہیں۔

مدرسہ کا کام یہ ہے کہ وہ ایسے انسان پیدا کرے جو اس پست سطح سے بلند ہوں کہ قیمت لگائے یہ سب کچھ سیکھ کر تیار ہوں، آج دنیا نیام کی منڈی کے سما کچھ نہیں، کہاں کا مدرسہ اور کہاں کا کتب خانہ، کہاں کے اصول اور کہاں کے معیار، ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ دنیا ایک بازار ہے، اس میں ہر ایک اپنا جنس بہز اور اپنا جنس کمال ہاتھ پر لگے ہوئے بیچنے کے لئے آیا ہے۔

لیکن ہم اس نقطہ نظر کو تسلیم نہیں کرتے، ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ دنیا محض ایک بازار ہے، ایک منڈی ہے، یہاں جو اسے مال لے کھائے، اوبھیجے، صرف مسئلہ قیمت کا ہے، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی کو بیچنے میں کچھ دیر لگ جائے، اس لئے انہیں کہ اس کو اپنا جنس کمال اور اپنا جنس مذہب اور اپنا جنس اخلاق زیادہ عزیز ہے، بلکہ اس لئے کہ اس کے مزے مانگے دام نہیں مل سکتے ہیں۔

جب انسانیت پر زوال آیا، جب اخلاقیات پر زوال آیا اور جب لوگوں کو یہ نظر آنے لگا کہ یہ جو حق و باطل کی بات کہی جاتی تھی، یہ محض نیربہ انسان کے لئے کہی گئی ہے، اور اس کا کہیں وجود نہیں ہے، حق و باطل کوئی چیز نہیں ہے، حلال و حرام کوئی چیز نہیں ہے، کفر و ایمان کوئی چیز نہیں، غلط صحیح

## حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی مدرسہ کیا ہے؟

پیشوایان عالم پر ختم نہیں ہوتا، جنہوں نے ہدایت کا پیغام دیا، جنہوں نے قربانی کا پیغام دیا، جنہوں نے خود نقصان اٹھا کر دوسروں کو قطع ہونے کی پناہ دیا کہ اپنا ریاں مقصود ہے، اور اپنا ریاں گوارہ ہے، لیکن دوسروں کا ریاں گوارہ نہیں، جنہوں نے یہ پناہ دیا کہ اپنے گھر میں اندھیرا رکھ کر دوسروں کے گھروں میں روشنی کا انتظام کرو، اپنے پیٹ پر بھرنا بند کر داس لئے کہ ان کا سلسلہ انھیں پر ختم ہو جائے، جنہوں نے غزوہ خندق میں یہ پٹ پر دودھ پھرنا بند کر دے دوسروں کے بچوں کا پیٹ بھرے اور ان کو کھانا کا انتظام کرو، جنہوں نے یہ پیغام دیا کہ مدرسہ کا کام ملازمت دلانا نہیں ہے، مدرسہ کا کام آسماں بانشا نہیں ہے، مدرسہ کا کام ایسا پڑھا لکھا انسان بنانا جو اپنی جب زبانی سے لوگوں کو سمجھ کر لے نہیں ہے، مدرسہ کا کام قرآن سننا ہے، جب کہ دنیا میں ہر حقیقت کا انکار کیا جا رہا ہو، اور یہ کہا جا رہا ہو کہ اس لئے طاقت کے کوئی حقیقت ہے ہی نہیں، جب دنیا میں بلا مجاہدین کی جوت پر کہا جا رہا ہو کہ دنیا میں صرف ایک حقیقت زندہ ہے، اور سب حقیقتیں مر چکیں، اخلاقیات مر چکیں، صداقت مر چکی، عورت مر چکی، غیرت مر چکی، شرافت مر چکی، خود داری مر چکی، انسانیت مر چکی، صرف ایک حقیقت باقی ہے اور وہ قطع اٹھانا اور اپنا کام نکالنا ہے، وہ ہر قیمت پر عزت بچ کر، شرافت بچ کر، ضمیر بچ کر، اصول بچ کر، خود داری بچ کر صرف جبر جبرے سورج کا پکاری نہا ہے، اس وقت مدرسہ اعلان ہے، اور اعلان کرتا ہے کہ انسانیت

### مدرسہ کا شجرہ نسب

حقیقی مدرسہ کی بنیاد اور پہلے مدرسہ کی بنیاد کہاں رکھی گئی ہے پہلے مدرسہ کی بنیاد قطر ابو غرناطہ میں نہیں رکھی گئی، قیروان اور قاہرہ میں نہیں رکھی گئی، دہلی اور گھنٹوں میں نہیں رکھی گئی، خرقہ محل ندوۃ العلماء اور دارالعلوم دیوبند میں نہیں رکھی گئی، پہلے مدرسہ کی بنیاد مسجد نبوی میں رکھی گئی، اور اس مدرسہ کا نام صفحہ تھا، آپ مجھے معاف کریں میں مدرسوں میں صحیح النسب مدرسہ اور عالی نسب مدرسہ اسی کو سمجھتا ہوں جس کا شجرہ نسب صفحہ نبوی پر جا کر ختم ہو اور میں اسی مسجد کو صحیح النسب مسجد سمجھتا ہوں جس کا شجرہ نسب کبر ابراہیمی پر جا کر ختم ہو اور مسجد نبوی پر ختم ہو، میں اس کے مقابلہ میں دوسرے الفاظ بولنا نہیں چاہتا کہ وہ کعبہ کیا کہلانے کی ہے لیکن قرآن مجید نے بتا دیا ہے، ہمیں اور آپ کو کوئی نیالقب ایجاد کرنے کی ضرورت نہیں، وہ مسجد مسجد ضرار کہلانے کی، جس کا شجرہ نسب ابراہیم و محمد علیہما السلام کی بنائی ہوئی مسجدوں پر ختم نہیں ہوتا۔

اور وہ مدرسہ مدرسہ نہیں بلکہ انسانیت کی قبل کھلا کہلانے کا جس کا شجرہ نسب صفحہ نبوی پر ختم نہیں ہوتا مسجد نبوی پر ختم نہیں ہوتا، اور ابوذرؓ و سلمانؓ پر ختم نہیں ہوتا، صفحہ نبوی علی پر ختم نہیں ہوتا نیز ادریسیدہ عالم پر ختم نہیں ہوتا۔  
ان مہلقان دین، ان با دیان انسانیت، ان

## حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، دُؤ خانہ دانی حادثہ

۱۰ دسمبر ۱۹۹۵ء کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی مدۃ العلاء کے عزیز خاص اور سچے بہن رسیدہ اور بزرگ شخص خباب سید محمد اسماعیل رحمی صاحب وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مروم متعدد موروثی خوبیوں کے حامل تھے۔ اگر کوئی ذرہ برابر بھی احسان کرتا تو بری دعائیں دیتے اور اس کا احسان اتنے نازوں کے بڑے پابند تھے خود اذان دینے کا بڑا اہتمام تھا کوئی اور اذان دے دے تو گاؤں کی ہوتی، ملنے والا سے ایسا ملے جیسے بہت برائی طاقات ہو حضرت سید شمس الدین علی مدظلہ العالی کو دیکھنے والے اب بھی آخری بزرگ تھے۔ حکومت تیلین میں بھی وقت لگا یا تھا، دعوتی جذبہ رکھتے تھے آپ کے لیے وہ وقت سنت آزمائش کا تھا جب انکھ کی بینائی چلی گئی اس وقت آپ اٹھی برس کے تھے اور پندرہ برس اس آزمائش میں بیکر کسی سنگھ و شکایت اور لہجہ و بیہمت و بریرائی میں گزار دیئے، کئی بار گرے لیکن گلوں سے خدمت لینے میں حتی الامکان استراحت و تکلف کرتے، مجبوراً اس سے خدمت لینے کو خوشی سے کہنے والا ہوتا اس سلسلے میں تصور انا تک مزاج بھی واقع ہوئے تھے، محبت اچھی تھی، حافظہ بڑا قوی تھا نام و نسب میراث و ذرا نف میں، ہاتھ پر تو حیدر و دین کی عظمت دل میں راسخ تھی، انتقال سے کچھ دنوں قبل اس کے کہنے کا زنجیر چوڑا بلا شہر چڑھا گیا کوئی غصہ و کد نہ تھا ہر دفعی، لیکن ایک ہفتہ کے بعد ہوش کے بے نصبت ہو گئے، ۱۰ سال کی عمر ہی اور قری اعتبار سے، ۱۰ سال حضرت مولانا مدظلہ العالی ان کے ناز جنازہ بڑھائی، آبائی قبرستان کی شہداء علم الہد میں تدفین مل میں آئی، حضرت مولانا علی میاں مدظلہ العالی کی قربت فریبی میں بھائی اور مولانا سید ابوبکر رحمی کن غوری و نظامت مدۃ العلاء کے حقیقی چچا زاد بھائی اور برادر نسبتی تھے اللہ تعالیٰ ان موصوف کے درجات بلند کرے۔

حضرت مولانا مدظلہ اور محترم دارالاسلام مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی سفر حجاز پر تھے، کہ شعبان کے پندرہویں شب (ایلا الہیہ اربعہ) کو ایک دو سر لڑائی پیش آئی، کہ صاحب نزعت الخواطر مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب کی بھائی اور حضرت مولانا مدظلہ العالی کی بیوی زانو بہن سیدہ اسماء ربی ملت فرمیں، ۴۰ سال عمر تھی، بڑی خوبیوں اور صفات کی حامل تھیں دنیا سے سروکار نہ رکھا، علم دین بڑھا اور بڑھایا، قرآن مجید پڑھتے اور پڑھانے اور دوسرے نیک کاموں میں اپنا وقت صرف کرتی تھیں، بڑی تعداد میں بچوں اور بچیوں نے قرآن پاک ان سے پڑھا، انتقال کے بعد ان عورتوں کا ہجوم دیکھنے میں آیا جنھوں نے ان سے پڑھا تھا۔

آبائی قبرستان میں تدفین مل میں آئی، کوئی اولاد نہیں، ایک چھٹی سید فائدہ خدی صاحبہ سیدی بیسی بی بی میں ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ مغفرت کا معاملہ فرمائے اور حسنات کا بہترین صلہ دے (دائمی رض)

موصوبہ دنا صاحب کوئی چیز نہیں ہے، اصل چیز تو یہ ہے، اصل چیز تو طاقت ہے، اصل چیز عہدہ ہے، اصل چیز مواقع ہیں، اس وقت مدرسہ نے ایسے لوگ پیدا کئے، کوئی ایسا آدمی لاکھڑا کر دیا، ایسا بلند قامت انسان، ایسا گوہر پیکر انسان جس نے کہا کچھ نہیں! ہم نہیں جانتے اور اگر کسی کو اختیار نہیں آتا تو ہمیں خرید کر دیکھئے، اگر وہ ہیں خرید سکتا ہے تو ہم مان لیں گے کہ دنیا میں اخلاقیات کوئی چیز نہیں، اور ان سب پر کمال آچکے ہیں، مدرسہ نے ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کئے ہیں۔ میرے نزدیک مدرسہ کا صرف ایک کام ہے کہ وہ ایسے حقائق اور رہائی علماء پیدا کرے جو صحت بھی نہیں، یہ توان کی شان سے بہت بعید ہے کہ وہ اپنے ضمیر کا سودا کریں نہیں بلکہ دنیا کو ضمیر کا سودا کر رہی ہے اس کو سرزد نشی کر سکیں اس سے کہ سکیں کہ انسان کا ضمیر اس سے بہت زیادہ قیمتی ہے کہ وہ لوز کرے، روزیلام پر چڑھے، ایک عہدے پر پک جالے، ایک عہدہ ایک کرسی، ایک خوشنودی، ایک تبسم اس کو خریدے۔

## عالم ہر زمانہ میں ہر جگہ قبلہ نما رہے

مدرسہ کا کام یہ ہے کہ وہ ایسے باغیہ بنو حقو ایسے با ایمان، ایسے باحوصلہ ایسے باہمت فضا پیدا کرے کہ جو اس ضمیر فریبی، اصول فریبی اور اخلاق فریبی کے دلدل میں رکھنی کے مینا کی طرح قائم رہیں کہ وہ کہیں نہیں جاتا اپنی جگہ پر کھڑا ہے، راستہ بتاتا ہے، جیسے قبلہ نما آپ کہیں سولہ دھاپ کو قبلہ بتا دے، ہندوستان میں بتائے گا دوسرے ملک میں بتائے گا بہاؤ پر رکھیں تو بتائے گا، پل پر رکھیں تو بتائے گا، یہ عالم کا کام ہے کہ ہر زمانہ میں ہر جگہ قبلہ نما رہے۔

مدرسہ جامعہ ہدایت کی بنیاد کے وقت ایک ایک اقتباس۔

## گزارش

خط و کتابت نیز سنی آرڈر کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ دینا نہ بھولیں۔  
خریداری نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں کمرے کو جس نام سے آپک رسالہ جارہی اس کی وضاحت ضرور فرمائیں۔  
(اثر)

مطابق کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس سے وہاں کے مسائل بنتے ہیں، جیسے یہاں ہم کام کرتے ہیں، ملازمت تجارت یا صنعت کے کام کرتے ہیں، اس سے ہم کو مسائل ملتے ہیں، پیسہ ملتا ہے اور دوسرے کام کی چیزیں ملتی ہیں، اس طرح دنیا کی زندگی میں اچھے عمل کرنے سے وہاں کے وسائل حاصل ہوتے ہیں جو آخرت میں کام آتے ہیں، آپ نے پڑھا جو کلام حدیث میں آتا ہے جب آدمی کوئی عمل کرتا ہے تو اس کا ایک درخت لگ جاتا ہے، باغ لگ جاتا ہے، مکان بن جاتا ہے یہ سب وہاں ہوتا رہتا ہے، جیسے جیسے آدمی یہاں عمل کرتا ہے ویسے ویسے وہاں سب ہوتا جاتا ہے اور جب پردہ بنے گا جیسے کوئی پردہ ہو، ایک دیوار ہو، دوسری طرف کچھ ہو رہا ہو، تعمیرات ہو رہی ہو اور ہم نہیں دیکھ رہے ہیں، آپ تو دیوار کے پیچھے بیٹھ کر جاتے اور حرم دوسرے کے کام ہو رہا ہے کچھ بن رہا ہے، جب آپ ادھر جائیں گے تو وہ آپ کو دکھائی دے گا، اس طرح جب پردہ ملے گا، مسلمان جب جائے گا تو اس کو یہ سب چیزیں نظر آئیں گی، جو اس نے دنیا کی زندگی میں اچھا عمل کر کے بنائی ہیں، مسلمان کو تو اپنی پوری زندگی ایسا کرنا رہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے جیسے اس کا حکم ہے، اگر وہ اس طرح زندگی گزارے گا تو اس کا فائدہ ہوگا، لیکن زندگی گزارنے کے طریقے بتانے والے لوگ ہوتے چاہئیں اور اچھے عمل کرنے کے لئے وسائل اور حالات ہونے چاہئیں، ان سب کے لئے جو مسلمانوں کی حکومت ہوتی ہے اس کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ نظام چلائے اور ایسی صورتیں اختیار کرے کہ لوگوں کو یہ چیزیں معلوم ہوں اور عمل کرنا آسان ہو، لیکن جب مسلمانوں کی حکومت نہ ہو کوئی ایسا ملک ہو کوئی ایسا علاقہ ہو جہاں مسلمان یہ اختیار نہ رکھتے ہوں تو وہاں یہ ذمہ داری جو بڑے لوگ ہیں، سمجھاؤ لوگ ہیں، کاروبار والے لوگ ہیں یہ ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے لئے ایسے

مولانا سید مستدرایح حسنی ندوی

## اچھے اعمال دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن

یا ملاحیہ و علمہ اور پڑا تر تقریر معہد الفردوس الروحانی (رنگھ روڈ لکھنؤ) کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے موقع پر خطابے مولانا سید مستدرایح حسنی ندوی، پتہ دار العلوم ہندو لکھنؤ نے ۲۵ دسمبر ۱۹۹۶ء کو کیا۔ تقریر پر ریکارڈ کھمدے عید اللہ جنید نے نقل کر لیا۔ افادہ عام کھ غرض سے ہدیہ نافرین کھ جارہے ہیں۔ (ادارہ)

گزارنے کے طریقے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بتائے ہیں وہ طریقے جب اختیار کئے جاتے ہیں تبھی مسلمان صحیح طور پر مسلمان ہوتا ہے ورنہ بعض فرقہ نام کا مسلمان ہوتا ہے، کام کا مسلمان نہیں ہوتا، کام اس کے سب کا فرد جیسے ہوتے ہیں نام مسلمانوں کا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں نام نہیں دیکھا جاتا وہاں تو کام دیکھا جاتا ہے، اس دنیا میں تو چاہے آدمی نام سے فائدہ اٹھائے تو فوراً اس کا فائدہ جو دنیا کا فائدہ ہوتا ہے، دو چار پیسے کا فائدہ، عیش و آرام کا فائدہ، لیکن اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے جہاں بہت لمبی مدت تک، زخم ہونے والی مدت تک رہنا ہوگا، بہت بڑی زندگی ہے وہاں رہنے کے لئے جیسے ہیں دنیا میں رہنے کے لئے بہت سے وسائل کی ضرورت پڑتے ہیں جس سے ہم کو آرام ملتا ہے اس طرح آخرت کی زندگی میں بھی وسائل کی ضرورت ہوگی جس سے آدمی کو آرام ملے گا، اگر وسائل نہیں گئے تو آرام ملے گا، نہیں رہیں گے تو نہیں ملے گا، وہاں کے وسائل دوسرے انداز کے ہیں، یہاں کی زندگی میں ہم کام کرتے ہیں، محنت کرتے ہیں، اللہ کی مرضی کے

الحمد للہ و کفای و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

عزیزو! آپ کے بدگرام میں شریک ہو کر مجھے خوشی ہوئی اور میں نے بیٹے اچھے جذبہ کا اور سنیئے کا تہذیب کا ظاہر ہے اس میں جو آپ کے سر پرست ہیں اور جو آپ کے ذمہ دار ہیں ان کی کوششوں کو ان کی سمجھداری کو دخل ہے، آپ لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک جھوٹا بوا ہوتا ہے، باغ میں جھمکے جھمکے بوسے ہوتے ہیں، اگر مالی اس کی خبر گیری کرے تو وہ بوسے اچھی طرح جھمکتے ہیں، تر فی کرتے ہیں اور اچھے نتائج اور ثمرات لاتے ہیں، آپ کے باغ کو ایسے مالی نے ہیں جو محنت کر رہے ہیں اور سمجھداری کے ساتھ آپ کو پرہیز چڑھا لے کر کوشش کر رہے ہیں، جہاں تک ان مدارس کا تعلق ہے جن کو ہم عربی مدارس کہتے ہیں، اسلامی مدارس کہتے ہیں اور ان کے نام مدرسے کے لفظ کے ساتھ یا جامعہ کے لفظ کے ساتھ یا مسجد کے لفظ رکھے جاتے ہیں یہ مدارس بہت اہمیت رکھنے والے ہیں، اس لئے کہ مسلمان ایک ایسا نظام زندگی رکھتے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے زندگی

دکون احمد مجتہدی، شاہ امین الدین، شاہ اعلیٰ صاحب رائے بریلوی، مولانا غفر الدین بدایونی، شاہ احمد بریلوی، شاہ عبدالباری، شاہ کریم مسلولوی جیسے اکابرین طالینِ فدا کی تربیت اور ارشاد میں مشغول نظر آئے۔

دین سے غفلت، روز افزوں تھی مگر انھوں میں جیاد اور دل میں گداز باقی تھا، فسق و فجور میں ترقی تھی، مگر اس پر اصرار نہ تھا، اہل دنیا کی وقعت بھی گمراہیوں کی توہین بھی قائم تھی۔ مگر علم و دین کے ذریعے گنتے ختم ہو رہے تھے، اور انا مذہب ترقی کا دروازہ بند ہو رہا تھا، اس وقت ایک ایسے شخص اور جماعت کی ضرورت تھی جو دین و دلم اور دلائل حق سے اس بچے کو سرباہ سے وقت پر کام لے لے اور اس کو ٹھکانے لگائے۔ ایسے عزت کی ضرورت تھی جو منشورِ آزادی سے منظم جماعت بزرگوارہ اور ارقی سے ممکن کتاب، بچے مال سے بہتر ترنے مصنوعات تیار کریں۔ ہر قابلیت اور ہر ترسے دین کا کام لیں۔ ایسوں کے سرور کو اسلام کی اصطلاح بڑا نام کہتے ہیں، اور ان کی جگہ باوجود تمام اہل کمال اور شاہیر رجال کی موجودگی کے خالی تھی۔ (بادری)

## قارئین کرام! تو جفرائیں

عید الفطر کی تعطیل کی وجہ سے ۱۰ فروری ۲۵۰۰ فروری ۱۳۹۹ء شمارہ نمبر ۵۸۷ خورشیدِ لعل ہو گا۔ جس کی قیمت مبلغ دس روپے ہو گی۔

— منبر

اس کی صحیح تعلیم ہو اور وہ صحیح مسلمان باقی رہے اسلام سے وہ باہر نہ ہو جائے، اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہ کام بہت لوگ کر رہے ہیں ان میں ہمارے مولانا سید الرحمن صاحب اعظمی، ندوی، مولانا اقبال صاحب ندوی، جنھوں نے اس مدرسے کو قائم کیا ہے ایک بڑا عظیم کام شروع کیا ہے اور اس کے ثمرات آج ہم نے دیکھے، ماشاء اللہ جتنے طلبہ یہ تعلیم منظرِ پیش کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ کس طرح تربیت دے رہے ہیں اور کس طرح ہمارے تربیت پارہے ہیں، انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا جو لوگ یہاں پڑھیں گے وہ ترقی کریں گے، اچھے مسلمان بنیں گے اور خود ہی مسلمان نہیں بنیں گے بلکہ دوسروں کو بھی اسلام کا طریقہ بتلائیں گے، دوسروں کو بھی گمراہی سے بچانے کی کوشش کریں گے، اس لئے کہ ہماری امت، امت مسلمہ، امت اسلام ہے اس کو صحیح راستے پر چلنے کی سہادت حاصل ہوگی اور وہ صحیح راستے پہلے کی نوایک طاقتور قوم کی حیثیت سے ایک نیک قوم کی حیثیت سے، ایک مفید قوم کی حیثیت سے دنیا میں اس کا نام ہوگا، اللہ تعالیٰ مب حضرت کو صلہ دے اور ہم سب کو اس طرح کے کام کرنے کی توفیق عطا کرے۔

وَأَخَوِ الدَّعْوَانِ اِنَّ الْخُلْدَ لَدَيْهِ  
مُعَذِّمُ الْفِرْدَوْسِ الرَّحْمَانِ كَيْفَ نَظَرُ جَابِ عَلَانَا  
سَيِّدِ الرَّحْمَنِ صَاحِبِ اعْظَمِي نَدْوِي كَيْفَ دَعَا جَابِ عَلَانَا  
اِخْتِصَامُ هُوَا۔

## بقیہ میرت سید احمد شہیدؒ

ہر مسئلے کے اکابر شیوخ موجود رہے حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے خلیفہ حضرت شاہ غلام علی شاہ نقیہ اندر بہر لاجی، شاہ محمد آفاق، شاہ معین علی شاہ

انتظامات کریں، اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ ہندوستان کے جو سمجھدار لوگ ہیں، چاہے ہوں یا دوسرے لوگ ہوں سب مل کر یہ مدارس قائم کرتے ہیں، جو مدرسے آپ دیکھ رہے ہیں بہت عطا نے قائم نہیں کئے، بلکہ عطا کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں جو عطا نہیں ہیں لیکن ان کو دین کا درد ہے اپنی ملت کا درد ہے اور وہ کام کر رہے ہیں، یہ قابلِ مبارک باد لوگ ہیں کہ وہ اس اہم چیز کی فکر کر رہے ہیں کہ اس کی فکر نہ کی جائے تو مسلمان قوم دین سے بالکل دور ہو جائے گی، کسی کو معلوم ہی نہ ہو گا کہ کیا بات اچھے سے کیا بات بری ہے، کس بات سے آدمی مسلمان ہوتا ہے کس بات سے مسلمان باقی نہیں رہتا، بہت کچھ باتیں ہیں کہ اگر اس کو اختیار نہ کیا جائے گا تو آدمی صرف نام کا مسلمان رہ جائے گا، ظاہر ہے کہ جب نام کا مسلمان رہ جائے گا تو آخرت میں اس کو بہت پریشانی ہوگی، تو یہ مدد قائم مہا نیکو ہیں اگر یہ مدرسے رہیں گے تو مسلمان یہاں ہمیشہ مسلمان باقی نہیں رہے گا، نام سے کچھ نہیں ہوتا، اگر اندھا بھی گیت نہیں ہے، اچھا بھی نہیں ہے، صحیح خیالات نہیں ہیں اور وہ باتیں نہیں ہیں جو مسلمان بنانی ہیں تو نام سے کچھ نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ یہ انتظامات نہ کئے جائیں گے تو اسلام باقی نہیں رہے گا اس لئے کہ اس کو لوں اور کاجوں میں اسلام نہیں سکھایا جاتا، اسلام کی کوئی بات نہیں بتائی جاتی، نہ بتانا ہی نہیں بلکہ بال ایسا بتاتا جاتی ہیں، جس سے مسلمان بچہ اسلام سے دور کیا جاتا ہے اسلام کے غلات باتیں بتائی جاتی ہیں، تو ظاہر ہے کہ ایک مسلمان اسلام کی باتیں نہ جانے دوسری باتیں جلتے، اسلام کے غلات باتیں جانے جس سے وہ مذہبی طور پر برباد ہو جائے گا اور مسلمان باقی نہیں رہے گا اس لئے آپ دیکھ رہے ہیں کہ کچھ اجاڑاں حیت ہیں، اہمیت ہیں وہ ان مدرسوں کو زیادہ سے زیادہ قائم کر رہے ہیں تاکہ مسلمان نسل کی صحیح تربیت ہو سکے

خود آج کریم کی متعدد آیات ادا ہوئی ہوگی وہی مسلمان میرزا خان عطاء اللہ علیہ السلام کی کئی آیات ادا ہوئی ہوگی، لہذا میں صفات پر یہ آیات صحت ہوں ان کو یہ اسلامی طریقہ کے مطابق پڑھ کر غلاموں کو



# پاکستان میں ہمارا جزوی اسلام

ترجمہ: سید غلام محمد الدین

پاکستانی کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان عمران خان

اس مختصر مضمون میں میرے اصرار پر غافل نے مغرب اور ہندو کے خالص مذہب کے علاوہ ہر مذہب کے اہم مسئلہ کے جانب توجہ مرکوز کر رکھی ہے۔ وہ دلائل اس کے سامنے رکھے ہیں کہ اسلام کا اہم ترین نیاہر اسلامی مذہب میں ایک جامع مغرب زدہ لیکن برسرِ اقتدار مذہب ہے اور دوسرے مذہب جو محدود مذہب کے شکار ہیں۔ اسلام پسند نہ مانے۔ لیکن دونوں نے انہماک اور کام کے بجائے ہر ملک کو اندرونِ فتنہ کشش میں مبتلا کر رکھا ہے۔ مجھے نہ دنیا کے نظریات میں سے عالم اسلام کے شہر بگاڑ دی ہے۔ (ادارہ)

میری نسل کے لوگ اس وقت پر دوان چڑھے تھے جس وقت مغربی استعمار اپنے عروج پر تھا۔ ہماری گذشتہ نسل تو غلام ہی رہ چکی تھی اور مغربیوں کے مقابل میں بری طرح احساسِ کمتری میں مبتلا تھی، جس اسکول میں مجھے تعلیم دی گئی وہ پاکستان کے اعلیٰ طبقات کے دوسرے اسکولوں کی طرح تھا۔ ہم لوگ آزاد ہونے کے بعد بھی پاکستانی بننے کے بجائے برطانوی پبلک اسکولوں کے تعلیم یافتہ طلبہ کا نقشہ ثانی پیدا کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ میں نے شیکسپیر کی اصلاحی تعلیم کا مطالعہ تو کیا تھا لیکن اقبال سے نابھہ تھا۔ دنیا کا کلاس تو میرے سنجیدہ سمجھا جاتا تھا۔ اسکول کی تعلیم ختم کرنے کے بعد میں اپنے آپ کو اعلیٰ طبقہ کا خود سمجھنے لگا تھا۔ لیکن میں مغربی لباس پہننا تھا اور انگریزی میں گفتگو کرتا تھا۔ اسکول کی تقریبات میں کبھی کبھی دوسروں کے ساتھ تھا لیکن میں پاکستان زندہ باد کا نعرہ نہ گاتا تھا۔ لیکن حقیقت یہی تھی کہ میں اپنی تہذیب کو بے گناہ مانو۔ اسلام کو ان کا رشتہ غلط تصور کرنے لگا تھا۔ ہم اسے عقاب میں اٹھ کر کوئی شخص مذہب کی بات کرتا،

نماز پڑھنا یا دھارم رکھ لینا تو ہم اسے فوراً کافرا کا لقب عطا کر دیتے تھے۔ مغربی پریس اور رسالوں کے زیر اثر ہمارے بہرہ ویا تو مغربی عقولوں کے ادا کا ہونے یا بحیرہ یورپ میوزک (Pops Music) کو گویے۔ جب میں اس پس منظر کے ساتھ آکسفورڈ میں مقیم حاصل کرنے کے لئے گیا تو حالات میں کوئی تبدیلی نہیں واقع ہوئی۔ یونیورسٹی میں اسلام ہی نہیں بلکہ تمام مذاہب کو محدود گذشتہ کی ایک بیکار روایت سے نمبر کیا جاتا تھا۔ ہم سمجھتے تھے کہ سائنس نے مذہب کی جگہ لے لی ہے اور اگر کوئی چیز منطقی دلائل سے ثابت نہیں کی جاسکتی تو پھر اس کا وجود بھی ممکن نہیں ہے۔ خرقہ عادات اور فحش الفطرت جیسی چیزوں کی جگہ صرف عقول میں رہ گئی تھی۔ از انکس کے متعلق دارون کے انھیں نظریات اور اسی قسم کے دوسرے سائنسدانوں نے تعلیم آدم کے ساتھ مذہب کو بھی ناقابلِ یقین بنا دیا تھا۔ اس کے علاوہ مغرب کا مذہبی تجربہ بھی بہت دہشت ناک تھا۔ جیسا فی راہ پول نے خدا کے نام پر اعلیٰ حد اتوں (Inquisition) کے

ذریعہ جو مظالم ڈھائے تھے انھیں پوری طرح سمجھنے کے لئے اسپین میں قرطبہ کے اذیت خاں اور اذیت دینے والے آلات کا دیکھنا ضروری ہے۔ سائنسدانوں کو مرتد قرار دے کر ان پر جو مظالم کئے گئے تھے ان کی وجہ سے مغربی عوام نے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سارے مذہب قدامت پرست ہیں۔

لیکن مجھے جیسے لوگوں کو جو چیز سب سے زیادہ اسلام سے پرستہ کرنی تھی وہ اس کی تبلیغ کرنے کا اسلام پر جزوی عمل تھا۔ دوسرے الفاظ میں ان کے قول اور عمل میں فرق اس کا سبب ہے، یہ لوگ اسلام کا فلسفہ یا اس کی حقانیت بدلنے کے بجائے مذہبی رسوم پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسان کا انورڈ سے اس لئے مختلف ہے کیونکہ کائنات کو مخصوص کام کرنے کی تربیت دی جاسکتی ہے لیکن انسان کو اس سے بڑھ کر ذہنی یقین کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم ہمیشہ غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس سے بھی بدتر بات یہ ہے کہ مختلف افراد اور جماعتیں اسلام کو اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرتی رہی ہیں۔ یہ مجھے بھی تھا کہ میں خدا کے وجود کا منکر نہیں ہوا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ میری والدہ کا میرے اوپر غیر معمولی اثر تھا۔ کسی یقین یا شوق کی بنا پر نہیں بلکہ ان کی محبت نے مجھے مسلمان بنائے رکھا۔ لیکن میرا اسلام بھی جزوی ہی تھا اور میں انھیں باتوں پر عمل پیرا تھا جو میرے لئے آسان تھیں۔ نماز عید تک یا کبھی کبھی اس وقت جو ملک محدود تھی، جب میرے والد مجھے خانہ کے لئے بلاتے تو میرے گھر ہوتے۔ اگر خدا کا وجود تھا تو میں اس کے متعلق یقین کے ساتھ کہہ نہیں سکتا تھا لیکن یہ طے تھا کہ میری زندگی میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ بہر حال میری پرورش و پرستش اس طرح ہوئی تھی کہ میں پکا صاحب بن جاؤں۔ مجھے اس کے





ہیں۔ ایک مردہ مغرب پسندوں کا ہے جو اپنی کم علمی کے باعث اسلام کو مغرب کی نظر سے دیکھتا ہے۔ یہ مردہ ہر اس شخص کی مخالفت کرتا ہے جو سامنے ہو گا اسلامی رنگ دینا چاہتا ہے۔ یہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ یہاں کا اسلام صرف ان کی پسند کے مطابق ہو۔ دوسری جانب وہ مردہ جو اس مغرب زدہ اعلیٰ طبقہ کے رد عمل کے طور پر اپنے آپ کا اسلام کا حق تلف تصور کرتا ہے۔ یہ مردہ رواداری اور تقویٰ کی تلاش میں مبتلا ہے جو بذات خود روج اسلام کی نفی کرتی ہے۔

اب جس چیز کی ضرورت ہے، وہ یہ ہے کہ ان دونوں انتہا پسند گروہوں کے درمیان اہتمام و تفہیم کا دروازہ کھولا جائے۔ اس کے لئے ان لوگوں کو جو ہمارے وسائل تیسیم کا سب سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں اسلام کا سنجیدہ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ ایمان باللہ پر اکتفا کرنے یا عبادت گزار بن جانا ان کا ذاتی معاملہ ہے کیونکہ قرآن کریم بھی یہی کہتا ہے کہ مذہب کے معاملہ میں کسی پر کوئی جبر نہیں ہے۔ بہر صورت ان لوگوں کو اپنی انتہا پسندی سے بچنے کا راحا حاصل کرنے کے لئے اہم کا سہارا لینا ضروری ہے انتہا پسند سے صرف اظہار نفرت کافی نہیں ہے۔

قرآن کریم نے مسلمانوں کو امت و وطنی جنگیابا ہے ذکر انتہا پسند۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اللہ کا پیغام پہنچانے کا حکم دیا گیا تھا اور یہ کوئی ایسا تھا کہ کوئی اسلام قبول کرنا ہے یا نہیں کرتا اس کے لئے پریشان نہ ہوں۔ اس لئے اسلام میں دوسروں پر اپنے نظریات کو چھوئے گا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم دوسرے مذاہب ان کی عبادتوں اور ان کے پیروں کی تحریک کریں۔ ملیشیا اور انڈونیشیا میں دو مسلمانوں میں ملیشیا اور دو مسلمانوں میں اسلام کی منظم جامعہ میں لوگوں نے اسلام کو اس کے اعلیٰ اصولوں اور مسلمانوں کے

بننے کے بجائے متعل اور مرد بار ناپا جو غریبوں اور کمزوروں کے دکھ درد کا احساس کر سکتا تھا۔ میں نے اپنی کامیابیوں کو اپنی سعی کا ثمرہ سمجھنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کا منشا سمجھا اور اس سے میرے اندر غرور کے بجائے انکساری پیدا ہوئی۔ عوام انسان کے نہیں دیسی صاحبوں کا مقرر اندہ یہ اپنانے کے بجائے میں ان کی فلاح اور بہبود کی بات سوچنے لگا اور یہ محسوس کرنے لگا کہ ہمارے معاشرہ میں غریبوں اور کمزوروں کے ساتھ قرآن کے الفاظ میں ظلم و جور سے بدتر ہے۔ کا معاملہ کیا جاتا ہے۔ میں حقیقتاً اسلام کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کے قابل ہوا ہوں۔ قلبی سکون صرف اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب اللہ پر کامل ایمان ہو۔

میرا خیال ہے کہ پاکستان میں ہم صرف تیزی طور پر اسلام پر عمل کر رہے ہیں۔ صرف اللہ پر ایمان لانا اور عبادت کر لینا کافی نہیں ہے۔ اس کے لئے اچھا انسان بننا بھی ضروری ہے۔ میرے خیال سے اکثر ایسے مغربی ممالک ہیں۔ جہاں اسلام کا شدید اوصاف جیسے عوام کے حقوق کی حفاظت اور سماجی انصاف بہتر طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے وہاں کچھ بہترین انسانوں سے سابقہ چڑا ہے لیکن ان کی جو بات مجھے ناپسند ہے وہ یہ ہے کہ وہ دہرا معیار رکھتے ہیں۔ ایک جانب اپنے عوام کی حفاظت کرتے ہیں تو دوسری طرف دوسرے ممالک کے لوگوں کو اپنے سے کمتر تصور کرنے میں مشغول اپنے صنعتی پیمانہ کا حامل نہ رہنا قطعاً قہری دنیا دہر کرتی یا فزائیکہ میں ذمہ داری رکھتے ہیں۔ اپنے ممالک میں ملکیوں کے اشتہار پر پابندی لگاتے ہیں لیکن ایسی دوا میں دوسرے ملکوں میں فروخت کرتے ہیں جن پر انھوں نے خود اپنے ملکوں میں پابندی عائد کر رکھی ہے۔ پاکستان کو دو پیش مسائل ہیں ایک یہ ہے کہ یہاں دورِ رحمت پسند مردہ اپنی طاقت مجتمع کر رہے

اقبال اور کافی ائین جیسے لوگوں کی تصنیفات کے ساتھ قرآن کریم کا معاملہ کیا۔

میں مختصراً الفاظ میں اپنی اس تلاشِ حقیقہ کا نتیجہ بیان کر دوں گا۔ جب بھی قرآن کریم مسلمانوں سے مخاطب ہوتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ جو ایمان لائے اور جنھوں نے اعمالِ صالحہ کیے۔ دوسرے الفاظ میں ہر مسلمان پر دوسری ذمہ داری ہے۔ ایک خدا کے

اللہ پر ایمان کامل کا پہلا اثر میرے اوپر ہوا کہ تمام انسانوں کا خوف میرے دل سے نکل گیا۔ قرآن جب یہ تعلیم دیتا ہے کہ زندگی اور موت محض اور ذلت صرف خدا کے ہاتھوں میں ہے تو وہ ہر انسان کو تمام دوسرے انسانوں کی غلامی سے آزادی دلا دیتا ہے۔ اسے ملحق کر دوسرے انسان کے سامنے سمجھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اقبال نے خوب کہا ہے وہ ایک سجدہ جیسے تو گراں سمجھتا ہے

نہر سجدہ دل سے دیتا ہے آدمی کو کجالت  
علاوہ ازیں اس شخص کے ساتھ کہ اس دنیا کے فانی میں ہیں آخرت کی تیاری کرنی ہے میں اپنے وضع کردہ زندانوں جیسے خوفِ صغیری، جس کی ہیئت مغربی ملکوں میں اس قدر عام ہے کہ پراسٹک سرجری کرنے والوں کی بن آئی ہے یا دانت پرستی، ذاتی انا، دوسروں کی تنقید وغیرہ وغیرہ سے آزاد ہو گیا۔ یہاں یہ کہنا ضروری ہے کہ ہمیں دینی خواہشات کو قہر نہیں کرنا ہے بلکہ انھیں با اختیار بنانے کے بجائے ان پر اختیار حاصل کرنا ہے۔

اسلام کے دوسرے جز پر عمل کرنے کی بنا پر میں ایک بہتر انسان بن گیا۔ جس نے یہ سمجھ لیا کہ نحو بالذات ہوئے اور اپنے لئے زندگی گزارنے کے بجائے اللہ تعالیٰ نے مجھے جو کچھ عطا کیا ہے اس سے ان لوگوں کی مدد کرنا چاہیے جنھیں یہ سب کچھ حاصل نہیں ہے۔ اسلام کی ان تعلیمات نے مجھے کاشتیتوں پر دراز بنائیں



کبھی "میزارڈ" کبھی "کیمپ ڈیوڈ" اسرائیل اردن  
اسرائیل عرب "کی شکل میں امن معاہدوں کو جنم دیا۔

یہ بات کسی سے چھپی تھی نہیں ہے کہ امریکہ کے  
تمام کھیدی عہدوں پر یہودیوں کا تسلط ہے یہاں تک کہ  
اقوام متحدہ کی قائم کیے گئے اس کا منصوبہ کار فرما تھا اور اب  
بھی ایسی باتیں نہیں سمجھنی ہاتھوں میں ہے، نیویارک

کے ایک مشہور یہودی وکیل ہنری کیمپسینی نے اپنے منصفی فیض  
مقالے "میں وہ دنیا پر حکمرانی کرتا ہے" میں لکھا ہے کہ  
"اقوام متحدہ میں سمجھوتہ ہے یہ ایک ایسی بالا حکومت ہے

جس کا اہلکار کی مرتبہ پر دو گز میں کیا گیا ہے۔ جنہیں  
۱۹۷۹ء اور ۱۹۷۹ء کے درمیان لوگوں تک پہنچا گیا  
چنانچہ مزید معاہدے اقامتہ کے فیصلوں سے بنام پاسے  
ان معاہدوں کا مقصد اوپر بیان کیا جا چکا، رپورٹوں سے  
واضح ہوتا ہے کہ ان معاہدوں کو پورے ایک منصوبہ کے  
تحت رد عمل لایا جا رہا ہے، مشرق وسطیٰ کے امور سے  
متعلق واشنگٹن کے ایک جریدے "واشنگٹن رپورٹ

آن دائل ایسٹ انٹرنیٹ مارچ ۱۹۷۹ء کے شمارے  
میں ایک خاتون صفائی گرہیں، مسل کی رپورٹ شائع کی تھی  
جس میں دیار عرب اور اسلام کے بارے میں امریکی باہمی  
پروپاگنڈا کی کئی کئی اور کچھ مشکافات کئے  
گئے تھے اس میں خاتون صفائی نے ایک لکھنؤ میں لکھا تھا ایک  
(AMERICAN ISRAELI PUBLIC AFFAIRS -

COMMITTEE) نے ۱۹۷۹ء میں ۱۱۳ صفحات پر مشتمل  
ایک رپورٹ شائع کی تھی جس کا عنوان تھا "تعمیر برائے سلامتی  
مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی حکمت عملی"۔ اس رپورٹ رپورٹ  
کو ملاحظہ کرنے کے بعد موجودہ اسرائیل و عالم عرب کے مابین  
ہو رہے معاہدوں کی حقیقت کھل کر سامنے آئی ہے ایک  
جو ایک مہم جوئی کا نتیجہ ہے اس نے معاہدوں کے ذریعہ  
عالم عرب پر تسلط کے سلسلے میں ہدایات جاری کی ہیں۔  
جس میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ "امن و سلامتی کے سلسلہ میں  
ذرا دیر سے دیکھیں بڑھاتی تاکہ دہائی کی صورت حال  
نہ بدلا ہو سکے۔ لیکن انہیں ان امن معاہدوں سے ڈانٹنا

میں اسرائیل کی فتنہ بندی

## عالم اسلام

# امریکی سفارتخانہ کی منتقلی

## ایک افسوسناک فیصلہ

گزشتہ مہینہ امریکی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے سفارتخانے خاندنہ ایجے سے ڈیڑھ  
منتقل کر دے گا بالفاظ دیگر حکومت امریکہ نے تمام قوافض اور اضلاع کو بالائے طاقت رکھ  
کر دیکھ پر یہودیوں کے ملک کے اور قبضہ کو تسلیم کر لیا، انسانی ادا قہ ہو گیا لیکن مغربی  
میدانے اس پر بددعا رہنے دیا اس لئے کہ اس فیصلہ کے منظر عام پر آنے سے یہودیوں  
و امریکہ کے مفاد کو خطرہ ہو سکتا تھا عربی ملکوں کے حکام کے کانوں پر جوئے لکھ نہیں  
رہے تھے اس لئے بھی تو ادا قوام متحدہ کے بجائے مارشلف میں شرف کے لئے یہودیوں  
کے ذہن پر نیویارک میں موجود قہ کو بالائے فیصلہ اس لئے تاکہ کے نیچے ہوا عربیہ حضرت  
نیویارک سے دیکھ آئے نوبہ سے علاقہ داروں میں اسرائیل کے ذریعہ اتہام منتقل تھا  
کانفرنس میں شرف کے لئے۔ پس یہودیوں کے مطابق اس کانفرنس سے یہودیوں  
فائدہ اسرائیل کے اور اسرائیل سے عربوں کا ہوا ہے  
حیث نام ہے جس کا کئی تصور ہے

والجہ ان کی مثال ہمارے سامنے ہے تاکہ اس کے مقابلہ  
میں براہ راست کسی طاقت کے وجود کا امکان تک باقی  
نہ رہے۔ ایک طرف امریکہ نے ان طاقتوں کو موت  
لکھا تھا اتار تو دوسری جانب اسرائیل کی اقتصادی  
پوزیشن مضبوط کرنے کے لئے ہرسال امریکا کو ملے سالانہ  
تین بلین ڈالر دینے ہوتے ہیں۔ اس نے امریکا کے لئے  
ضروری ہوا کہ وہ عرب اسرائیل دوستی کے سہارے اسرائیل  
پر جو رہے اخراجات کا بوجھ کم کرے، کیونکہ ان معاہدوں  
کے ذریعہ اسرائیل براہ راست اقتصادی نظام میں داخل  
ہو جائے گا۔ یہی معاہدات تھے جنہوں نے کبھی "ارسلو"

سرد جنگ کے وقت امریکہ کی پوری توانائی اس  
میں صرف ہو رہی تھی کہ کس طرح وہ پڑوں کی دولت سے  
مالا مال عرب ملکوں کو پہنچ کے اوپر سے روس کا تسلط ختم  
کرے اس وقت عالم عرب کی حیثیت ایک ساڈا بیکٹر یا  
بالفاظ دیگر ملک کی تھی لیکن سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد  
امریکا عالم عرب کو اپنے زاویہ نظر سے دیکھنے لگا اور اس نے  
اسے عالمی نظام کی سطح پر "مشرق وسطیٰ کی کشمکش" کا  
تصور دیا۔ یہی وجہ تھی کہ امریکہ نے یہودیہ دیکھ کر ایک  
منصوبہ کے مطابق عالم عرب کے مضبوطی علاقوں پر  
ناکہ بندی اور حملوں کے ذریعہ ان کو کمزور کر دیا اور ان

پرسن تردد پہنچی ہے اور کیا واقعی امریکہ واسرائیل دنیا کے اندر امن و سلامتی کا قیام پا رہے ہیں؟ جب نفس امن اور معاہدوں کی خلاف ورزیوں کی خبریں انہیں کی جانب سے ملتی ہیں تو ہر چھوٹے ذہن میں مندرجہ بالا سوال ابھرنے لگتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ معاہدے محض فریب ہیں اور محض اپنے مقاصد کے پیش نظر ہر سے فریب اور بد دیاختی کے ساتھ قائم کیے جاتے ہیں، انٹرنیشنل فیسٹین کے مسند میں جو اس اصول معاہدہ کی خلاف ورزی بھی ہو گئی جس سے مزید حقیقت کے درپے ڈا ہو جاتے ہیں۔ یعنی بیت المقدس کو اسرائیل کی راجدھانی قرار دینا۔ ایسے سبھ سے موقع ہر ایک کی طرف ہو رہی۔ (زعم نوشین) بیت المقدس کے صدر مقام تعلیم کے جانے کی ۳۰۰۰ ہزار سالہ تقریبات مٹانے جا رہے ہیں اور ساتھ ہی اقوام متحدہ کے پچاس سال پہلے ہونے پر مشتمل چالیس ہزار امریکا کے صفر صفری جو اگر وہ اسرائیل کو کوئی تھوڑا پیش کرے، چنانچہ امریکی کانگریس میں اکثریت کے ووٹ سے یہ بل پاس ہوا کہ امریکا کا سفارت خانہ تل ابیب سے بیت المقدس منتقل کر دیا جائے، اس رزولوشن کو یہ بلکن لیڈر مارٹن ڈول سے سینٹ کے سامنے پیش کیا تھا تاہم یہ بل کوئی نیا بل نہیں ہے بلکہ اس سے قبل ۱۹۷۹ء میں نیویارک کے ڈیوٹرک لیڈر ڈینیئل پریگس مورن اس تجویز کو رکھ چکے ہیں، لیکن اس وقت امریکہ کے اندر حالات سازگار نہ تھے اس لیے اس کو رد کر دیا گیا تھا۔ اگرچہ ۱۹۷۹ء کے ایکشن کے دوران بل کنٹینٹ نے بھی سفارت خانہ کی منتقلی کی بات کی تھی، لیکن وہاں ہاؤس آف ریزولوشن سے صدر کنٹینٹ نے دو میدان جیتنے کی کوشش کی جب انہیں علم ہو گیا کہ یہ بل اکثریت کے ووٹ سے پاس ہو جائے گا تو انہوں نے ایسا ظاہر کیا کہ وہ گویا اس کے خلاف دھوکا استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اب جبکہ ایک تہائی اکثریت سے یہ بل پاس ہو گا تو ان کے پاس دھوکا حق بھی نہیں بچا تھا جو ایک تہائی اکثریت کے بعد

نا کام ہو جائے گا۔ البتہ انہوں نے اس بل کے اندر تین تبدیلیوں کی بات رکھی جو نفس مسئلہ سے متعلق نہیں بلکہ وقت کی تسبیح و تہنیر سے متعلق تھیں۔ بیت المقدس میں امریکی سفارت خانے کی منتقلی کے اس رزولوشن میں ۲۵ دفعات ہیں جن میں ۱۶ دفعات میں بحیثیت روحانی مرکز کے بیت المقدس میں یہودیوں کی ناجائز اور غیر قانونی وضع ہے۔ ۶ دفعات سفارت اور دیگر اشیاء کی منتقلی سے متعلق لکھی گئی ہیں۔ ہدایات اور طریق کار پر مبنی ہیں۔ ۳ دفعات اسکے غلغلے سے متعلق ہیں کہ کیسی ہر ہر ماہ کے بعد امریکی کانگریس کو رپورٹ پیش کرے گی جس میں اسکے نفاذ سے متعلق نتائج کی جائے گی۔ دفعہ ۷ میں کہا گیا ہے کہ بیت المقدس مسئلہ سے مستقل اسرائیل کی راجدھانی ہے اور اسے اس طرح دفعہ ۷ میں ہے کہ بیت المقدس یہودیوں کی روحانی مرکز ہے۔ یہ رزولوشن اس وقت پاس کیا گیا جبکہ ۹۰ عیسائی ممبران اس میں شریک تھے، اور انہوں نے اس میں ہر پور حصہ لیا۔ خبر دے معلوم ہوتا ہے کہ اس رزولوشن کے پاس کروانے کے لیے کانگریس کے ہر ممبر پر ۲۵ ملین ڈالر خرچہ کئے گئے، یہودیوں کے دعوے کے مطابق ۱۹۷۹ء میں ان کے ۳۰ ہزار سالہ جشن فتح بیت المقدس کا آغاز امریکی سفارت خانہ کی کمارت کے سنگ بنیاد سے ہو گا۔ اس رزولوشن کی منظوری کے مسئلہ میں اقوام متحدہ کے جنرل سکرٹری نے اپنی رپورٹ ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ امریکہ اور اسرائیل کا ذاتی معاملہ ہے اس میں اقوام متحدہ کا نہ کوئی دخل ہے اور نہ ہی اسے اس میں مداخلت کا کوئی حق ہے۔ اس قانون کی منظوری سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقوام متحدہ کس طور پر اسرائیل کی زلفوں کی اسیر بنی ہوئی ہے کہ اس کا یہ بیان کہ اقوام متحدہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے محض اسرائیل کے لیے ہے، عراقی و الجزائر اور

## مدرسہ تحفیظ القرآن الکریم کاسالانہ جلسہ

۱۰ جنوری ۱۹۹۶ء کو مولانا عبدالباری ندوی مرحوم ایجوکیشنل اینڈ کونسل دینیہ سوسائٹی کے زیرِ اہم مدرسہ تحفیظ القرآن الکریم کاسالانہ جلسہ فیض التدریج باری انکلیو کھنڈ میں ہوا جس میں کئی حفاظ کو قرآن کریم کے تحصیلِ حفظ پر مدرسہ کے اعلیٰ و اوسط مدرسین نے ہدیہ کی۔ مولانا سید محمد رفیع علی ندوی اذیتیر "البعث الاسلامی" اور جو ندوہ کی مسجد کے امام بھی بننے پڑھائی مولانا سید بان الدین صاحب سبھلی استاذ تفسیر و حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء نے ایک مختصر اور جامع تقریر فرمائی۔ مدرسہ کے ۲۵ طلبہ کو جنھوں نے حفظ مکمل کر لیا ہے انھیں جناب مولانا سید محمد رفیع رشتید ندوی اذیتیر ہمارے اندر نے قرآن شریف تقسیم کئے۔

یاد رہے کہ اس مدرسہ کا سنگ بنیاد دو سال قبل منکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے رکھا تھا۔

مدرسہ کے ناظم حافظ احمد الباری صاحب ہیں جو مولانا عبدالباری ندوی مرحوم کے صاحبزادے ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی برکت اور مولانا عبدالباری ندوی مرحوم کی قربان خیریت سے محبت اور نذرِ رگوں کی توجہ خاص کی وجہ سے ان میں سے دو طلبہ جو ذہین تھے ہم مابقی قرآن شریف حفظ کر لیا اور باقی طلبہ نے بھی دو سال کے اندر اپنا حفظ مکمل کر لیا۔

**مدرسہ کی خصوصیت** مدرسہ میں طلبہ کے رہنے اور کھانے پینے، علاج معالجہ کا خصوصی انتظام ہے اور اس کا خرچ بھی اچھی تک مولانا عبدالباری ندوی مرحوم کی اولاد

انجیل زری آمد نے اہل کرتی ہے۔ مدرسہ میں بچوں کی صحت اور اخلاق پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔ حافظ اقبال صاحب ناظم مدرسہ فرمایا کہ گوئدہ کی دعا پر جلسہ کا اہتمام ہوا، مدرسہ کے جلسہ میں ندوہ کے نذرِ رگوں اور علماء اور شہر کے لوگوں نے کافی تعداد میں شرکت کی، طلبہ اور معززین شہر کو دو پہر کا کھانا کھلانے کے بعد اس نورانی اور مبارک جلسہ کا خاتمہ ہوا۔

بیت المقدس میں سفارتخانوں کے قیام کا پیش خیمہ ہوگا، ساتھ ہی رائے نے دیگر ممالک کو کاغذیں دیں کہ تم سے قدم قدم ملکر چلنے کی دعوت دی۔

شعوبہ پیر نے اس طرح اپنی رائے ظاہر کی ہے جس سے بیت المقدس کے مسئلہ میں امریکی اور اسرائیلی پالیسی کی وضاحت ہوتی ہے۔ ہم بیت المقدس میں فلسطینیوں کو اقتدار نہیں دینگے اس لئے کہ بیت المقدس کے علاوہ یوڈیوں کو دارالسلطنت نہیں ہے اور یہ کوئی برلن نہیں ہے کہ یہاں مشترک دارالسلطنت بنا دیا جائے۔ یقیناً دینی اعتبار سے بیت المقدس کے دروازے کھلے ہوئے ہیں لیکن سیاسی اعتبار سے بند ہیں، جب اقوام متحدہ نے بیت المقدس میں سفارتخانہ کی منتقلی کی منظوری دیدی ہے تو ناگواری کی آڑ میں دہرے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دینی اعتبار سے بیت المقدس میں ہر طرح کی مداخلت کا حق ہے جہاں تک سیاسی معاملہ ہے تو یہ دوسرا موضوع ہے۔ (۳۰ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

اسلامی تنظیموں اور تحریکوں نے بھی اس پر اپنے رد عمل کا اظہار کیا اور اپریمخت تلمیذ بنائی، ایرانی وزارت خارجہ نے اسے مسلمانوں کی اہانت گردانا، حامی اور نونوں مسلمانوں نے اسے اسلام کے خلاف سازش قرار دیا اور کہا کہ یہ اوسلو کی شدید ترین خلاف ورزی ہے۔

جامع انہر کے مجمع البحوث الاسلامی نے اس رد و لین کو امن و سلامتی کے تمام امکانات کو ختم کرنے والا قرار دیا، اقوام متحدہ کے پچاس سالہ جن میں مشرک مسلمان لیڈروں نے اس پر کسی طرح کا رد عمل ظاہر نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے نیویارک میں صدر کلنٹن اور امریکی وزیر خارجہ سے ملاقات کی، صرف یہی نہیں بلکہ اہل علم لیڈروں نے بیت المقدس ہاکرہ شہید ماربن کے آستانہ پر حاضری دی، اور امن و سلامتی کے مینا بر اور

امن و سلامتی کے نام پر جان قربان کر دینے والے اس سہوت کی تربیت پر انہوں نے آنسوؤں کی چادر چڑھا دی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس رد و لین نے امن و سلامتی کی تمام امیدوں اور اندیشوں کا دروازہ بند کر دیا ہے، بیت المقدس کا تقدس مسلمانوں کے نزدیک جان و مال سے بڑھ کر ہے اس طرح امن و سلامتی کے پر فریب معاہدہ کے نشہ میں عربوں کو غمور کر کے بیت المقدس کے

قدس کو پامال کرنے سے مزید منافرت اور تشدد کو چولنے گی، جب تک دلوں میں کھوٹ ہو اور نفیس صاف نہ ہوں امن و امان قائم نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کو قوم یہود سے ایسی توقع کرنا ایک غلطی تھی کے سوا کچھ نہیں۔



محمد ہارون عزیز چاکر

# عید الفطر فضائل و مسائل

ہر قوم کے کچھ خاص تہوار اور جشن کے دن ہوتے ہیں جن میں اس قوم کے لوگ اپنی اپنی حیثیت اور سطح کے مطابق اچھا لباس پہنتے اور عمدہ کھانا پکاتے کھاتے ہیں اور دوسرے طریقوں سے بھی اپنی اندرونی مسرت و خوشی کا اظہار کرتے ہیں، یہ گویا انسانی فطرت کا تقاضا ہے اسی لئے انسانوں کا کوئی طبقہ اور فرقہ ایسا نہیں ہے جس کے ہاں تہوار اور جشن کے کچھ خاص دن نہ ہوں

اسلام میں بھی ایسے دو دن رکھے گئے ہیں ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ بس یہی مسلمانوں کے اصل مذہبی و ملی تہوار ہیں۔ ان کے علاوہ مسلمان جو تہوار مناتے ہیں انکی کوئی مذہبی حیثیت اور بنیاد نہیں ہے، بلکہ انسانی نقطہ نظر سے ان میں سے اکثر خرافات ہیں مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اس وقت سے شروع ہوئی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آئے۔ عید الفطر اور الاضحیٰ ان دونوں تہواروں کا سلسلہ بھی اسی وقت سے شروع ہوا ہے۔ عید الفطر رمضان المبارک کے ختم ہونے پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے اور عید الاضحیٰ ۱۰ ذی الحجہ کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ شریف لائے تو اہل مدینہ (جن کی کافی تعداد پہلے ہی سے اسلام قبول

کر چکی تھی) دو تہوار منایا کرتے تھے۔ اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ: یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت اور حیثیت ہے؟ (یعنی تمہارے تہواروں کی کیا اصلیت اور تاریخ ہے؟) انھوں نے عرض کیا کہ ہم جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے۔ بس دوجہ رو ان جہے جو اب تک چل رہا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلے میں اس سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر کر دیئے ہیں۔

(اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں) یوم عید الاضحیٰ اور یوم عید الفطر۔ (سنن ابی داؤد)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب لوگوں کی عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ فرشتوں پر فرشتوں کرتا ہے جب تک کہ اسے میرے فرشتوں کا بدلہ ہے۔ اس مزدور کا جس نے اپنا کام پورا کر دیا۔ وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کو پورا اجر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسے فرشتوں میرے بندے اور باندیوں نے میرے فرض کو جو ان کے ذمہ تھا ادا کر دیا۔ پھر تکبیر کی آواز بلند کرتے ہوئے دو کھیلنے لگے، قسم ہے میری عزت کی میرے جلال کی، میرے کرم کی، میری بلند کی اور میری رفعت شان کی ضرورتیں انکی دعا قبول کرونگا

پھر بندوں سے کہتا ہے جاؤ تم بیشک میں نے تمکو بخش دیا۔ اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا حضور نے فرمایا تب وہ گناہوں سے بخشش پا کر واپس ہوتے ہیں؟

(خطبات الاحکام ۱۵۲ از بیعتی مشرف) ۲۔ حضرت ابوالامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دو دن عیدوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں میں توبہ کی نیت سے عبادت کی تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے؟ (التزویج والترغیب ج ۷ ص ۱۵۲) ۳۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے پانچ راتیں زندہ رکھیں اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ (وہ پانچ راتیں یہ ہیں) آٹھ ذی الحجہ کی رات، عید کی رات، بقرہ عید کی رات، عید الفطر کی رات اور پندرہویں شعبان کی رات! (حوالہ بالا)

۴۔ ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب عید کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں کے سروں پر بیٹھ جاتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ اے مسلمانوں کے گروہ چلو بر کریم کی طرف جو نیکی کی توفیق دیکر) احسان کرتا ہے پھر اس پر بہت ثواب دیتا ہے (یعنی خود ہی عبادت کی توفیق دیتا ہے پھر اس پر خود ہی ثواب عنایت فرماتا ہے) اور فرشتے کہتے ہیں کہ تم کورات میں قیام کا حکم دیا گیا تو تم نے قیام کیا اور تم کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزہ رکھے، ادا اپنے پروردگار کی اطاعت کی، پس تم انعام حاصل کرو پھر جب نماز پڑھ چکے ہیں تو فرشتہ پکارتا ہے: اٹھا ہو جاؤ بے شک تمہارے رب نے تم کو بخش دیا اور تم اپنے گھر کی طرف کا ایاب ہو کر لوگوں میں یہ



یوم الجائزۃ اور اس دن کا نام آسان میں یوم الجائزۃ  
انعام کا دن رکھا جاتا ہے۔ (غنیہ درمب)

## عید کے دن کی سنتیں

عید کے دن تیرہ چیزیں سنونی ہیں:-

۱۔ اشترط کے موافق اپنی آرائش کرنا۔

۲۔ غسل کرنا۔ (۳) مسواک کرنا۔

۳۔ عمدے سے عذرہ پہنے جو پاس میں موجود ہوں

پہننا۔ (۵) خوشبو لگانا۔

۴۔ مسبح کو بہت سوریے اٹھنا

۵۔ عید گاہ میں مہمانت سوریے جانا۔

۸۔ قبل عید گاہ جانے کے کوئی شیریں چیز نل

چھو ہارے وغیرہ کھانا استحب ہے۔

۹۔ قبل عید گاہ جانے کے عمدہ نظر دیدینا۔

۱۰۔ عید کی نماز عید گاہ میں جا کر پڑھنا یعنی شہر

کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا۔

۱۲۔ جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے

راستے سے واپس آنا۔

۱۳۔ پیادہ پا جانا۔

۱۴۔ اور راستے میں اللہ اکبر اللہ اکبر

لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر

دلنبا محمد آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے

جانا چاہیئے۔

عید الفطر کی نماز پڑھنے کا طریقہ

عید الفطر کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت

کرے۔ قُوتُ اَنْ اُصلی رکعتی اواجب صلوٰۃ

عید الفطر مع ست تکبیرات واجبہ۔

میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز

عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں

یہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور سُنْ اَللّٰہُ

اَللّٰہُمَّ اَنْزِلْ بَرْدَکَ کَی تَمِیْزَ مَہْمَۃَ اللّٰہِ اَکْبَرِ

کہے اور ہر تہ میں تکبیر تہ کے دو لوگ اُن تک

ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ ٹکادے اور

ہر تکبیر کے بدلتی دیر تک توقف کرے

یعنی دیر میں تین سبحان اللہ کہہ سکے تہ تکبیر کی

تکبیر کے بعد ہاتھ نہ ٹکائے بلکہ باندھ لے۔

اور اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر سورۃ

فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھ کر حسب دستور

رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو اور دوسری رکعت

میں پہلے سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھ لے۔ اس

کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے، لیکن یہاں

تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ ٹکائے

رکھے اور پھر تکبیر کہ کر رکوع میں جا دے۔

## چند مسائل

مسئلہ: بعد نماز عید کے دو خطبے منبر پر

کھڑے ہو کر پڑھے۔ اور دونوں خطبوں کے دوران

میں اتنی ہی دیر تک بیٹھے یعنی دیر جمعہ کے

خطبے میں۔

مسئلہ: جہاں عید کی نماز پڑھی جائے

وہاں اُس دن اور کوئی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

نماز سے پہلے بھی اور پیچھے بھی ہاں بعد نماز کے

گھر میں اگر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور قبل نماز

کے بھی یہ مکروہ ہے۔

مسئلہ: عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ

سے نماز عید نہ پڑھیں انکو قبل نماز عید کے

کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور

سب لوگ بڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نماز عید

نہیں پڑھ سکتا۔ اس لئے کہ جماعت اس میں شرط

ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص شریک نماز ہوا ہو

اور کسی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی ہو وہ بھی اسکی

قضا نہیں پڑھ سکتا۔ اس لئے اس کو قضا واجب ہے

ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک

ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص عید کی نماز میں

ایسے وقت اگر شریک ہو ہو کہ تمام تکبیریں

فراغت کر چکا ہو تو اگر قیام میں اگر شریک ہو تو

تو فوراً بعد نیت باندھنے کے تکبیر میں کہہ لے

اگرچہ امام قرات شروع کر چکا ہو۔ اور اگر

رکوع میں اگر شریک ہو تو اگر غالب گمان

ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کار کو رکوع

جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیر کہے نہ بعد اسکے

رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو

تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع

میں بھلے تسبیح کے تکبیر میں کہہ لے مگر اگر کھٹک

میں تکبیر میں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر

قبل اس کے کہ بلوری تکبیر میں کہہ چکے اہم کو رکوع

سے سر اٹھالے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جب قدر

تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔

• اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں مل جائے

تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرات کرے

اس کے بعد تکبیر کہے اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے

تکبیر کرنا چاہئے تھا، لیکن چونکہ اس طریقے سے

دونوں رکعتوں میں تکبیریں پلے درپلے ہوئی

جاتی ہیں اور یہ کسی معافی کا مذہب نہیں ہے

اس لئے اس کے خلاف حکم دیا گیا۔ اگر امام

تکبیر کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو

خیال آئے اسکو چاہئے کہ حالت رکوع میں

تکبیر کہے ہاتھ اٹھائے پھر قیام کی طرف دوڑے

اور اگر رکوع جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد

نہ ہوگی لیکن ہر حال میں بوجہ کثرت انہماک کے یہ وجہ ہو

نہ کرے۔

دعوتِ از ہشت چہرہ ہر لمحہ بہشتی نور و دل و زہد

۲۵

۲۵



# جامعہ اسلامیہ قلیت پر اور اعظم گڑھ

مولانا محمد رفیع الدین ندوی

میں تسمیہ مل جو جائے، یہی کہتا ہوں کہ ان کی دعا کا اثر  
اس جامعہ اسلامیہ کی صورت میں آپ کے سامنے جلوہ گر

ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل باقی اس قدر بریں۔

جامعہ کے قیام کے مقاصد میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کو

علمی تحقیقی مرکز بنایا جائے خاص طور سے حدیث شریف کا

ہندوستان علماء نے علمی تحقیقی میدان میں نہ صرف

ہندوستان بلکہ عرب ممالک پر ایک گھبراہٹ اٹھا رہے

ان کی کتابوں کو باہر کی دنیا میں عزت و قدر کی نگاہوں سے

دیکھا جاتا ہے ان کی تالیفات کو بہت سی یونیورسٹیوں نے اپنے

نصاب تعلیم میں داخل کیا جس صوبیت سے حضرت مولانا علی میل

صاحب ندوی مذکور کی تالیفات،

نیز ہندوستان پچھلی صدیوں میں علم حدیث کا بڑا مرکز

ہوا ہے اور اس فن میں اس کی قیادت و سبقت عرب ممالک

میں بھی ملے ہیں۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی حضرت مولانا

عبد الجبار الملکی کی ذات گرامی تھی جنہوں نے قدماء کی

بعض ان اہم کتابوں کو جن کے دیکھنے کے لئے انکمپنیشن

تعلیمی تحقیقی و تعلیمی کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا

افسوس کہ ان کے انتقال سے ہندوستان کی علمی بہار

جاتی رہی۔

آسمان ان کی محمد پروردگار سے

اس ناچیز کو آج سے ۲۵ سال پہلے حضرت شیخ الحدیث

مولانا محمد زکریا صاحب نور الدین زمرہ نے حضرت مولانا

علی میاں ندوی مذکور کے مشورہ سے بڑی الجھوڑ و مشرتاب

سائنس الی واد کی حواشی کی تصحیح اور کتاب کی طبعیت

کا دوسرا رد بنا دیا تھا۔ اسی سلسلہ میں قاہرہ و عرب ممالک

میں جانا ہوا۔ اور قاہرہ سے مولانا محمود کے فضل سے پہلی

کتاب کا لٹریچر کا کتب خانہ کے محققین تعلیمی پر جامعہ اذہر سے

پلی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اور وہاں اہلکار میں

جامعہ الامین میں تحقیق و تالیف و تدوین کے سلسلہ

میں قیام ہے۔ اپنے اس قیام کے دوران وہاں کتب خانہ کو

دیکھا اور حدیث کے موضوعات میں تعلیمی قدم و جدید مراعات سے

تخصیص اس علاقہ میں آئیں اور یہاں قیام کو ترجیح دیا  
ان میں علماء و نظام بھی رہے ہیں اور اولیاء کرام بھی جنہوں  
نے اس علاقہ کو اپنی ایمانی و اصلاحی دعوت کا مرکز بنایا  
اور ان کی صحبت اور ان کی رشد و ہدایت کے ذریعہ  
ہزاروں انسانوں کو ایمانی زندگی نصیب ہوئی اور انہیں  
بزرگوں کی توجہات و برکات کا اثر ہے کہ اس علاقہ میں  
دارس و دینیہ و مراکز اسلامیہ کی کثرت ہے۔

۵۔ ایہاں کے جہاں بڑے ہیں قدریدہ ہیں و مزمز ہوتا ہے،

ہاں یہاں علی اعظم گڑھ میں کا دارالعلوم ندوۃ العلماء

کی تاسیس و تیسرے دارالاسکی ترقی میں بڑا حصہ رہا ہے اور

اس کے مقاصد کی تکمیل کے لیے اعظم گڑھ شہر میں دارالافتاء

میں دارالاداء قائم کیا گیا مگر اس کی بھی شدید ضرورت تھی

کہ اس ضلع میں ایک بڑا مدرسہ قائم کیا جائے، جس کا

دارالعلوم ندوۃ العلماء سے گہرا تعلق و ربط ہے اور جو اپنے

منہج و نصاب میں اس کے تابع ہو تاکہ مشرقی یوپی کے

طلبا خاص طور پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں، اسی ضرورت

کے تحت اپنے بزرگوں کے مشورہ و ارشاد کے مطابق

بلکہ یہ کہا جاسکے کہ ان کے حکم کی بنا پر یہ جامعہ اسلامیہ

یہاں آج سے چھ سال پہلے قائم کیا گیا اس کے قیام کے

مقاصد و دیگر تفصیلات بھی بھیجا چکی ہیں اور بیان بھی

کیا چکی ہیں مگر اس حقیقت کا ذکر کہ بڑے نمبر نہیں

ہاں جاسکتا کہ آج سے اٹھائیس سال پہلے ہمارے

استاذ و شفیق حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا

کا ندھلی دینی و فرائض مرقدہ نے فرمایا میں وہاں دیکھتا

ہوں کہ آپ کے یہاں کا یہ مکتب ایک بڑے درجہ

دارالافتاء میں غلغلہ مچا رہے تھے میں نے اپنے  
ادب اسلامی کے کینارے کو متوجہ پر جامعہ اسلامیہ قلیت پر اور اعظم گڑھ  
بانی جامعہ مولانا مفتی الدین صاحب مٹا دی ندوی استاد  
جامعہ الامین نے ایک حوالی جلد کی تاکہ علاقہ کے لوگ حضرت  
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی تقریر سے فائدہ  
اٹھا سکیں، اس موقع پر مولانا مفتی الدین صاحب نے  
ذیل کا مضمون پڑھا جس میں جامعہ کی اہمیت و ضرورت  
کے ساتھ اعظم گڑھ کی مردم خیزی و علمی و ادبی و تعلیمی اچھا ذکر  
اٹھایا ہے جو افادہ عام کے لئے بڑے ناظرین ہے۔

حضرت علامہ اکرام و مہربان طلبہ و عاشقین جلسہ،

جامعہ اسلامیہ مظفر پور مظفر گڑھ کا یہ دوسرا گڑھ

جلسہ آج یہاں مشتعل ہو رہا ہے، یہ ناچیز آپ حضرات

کا باخصوص صدر جلسہ حضرت مولانا علی میاں صاحب

ندوی و دست برآہم اور جناب مولانا محمد سالم صاحب قاضی

و جناب مولانا محمد علی صاحب کا ندھلی و جناب مولانا

محمد رابع صاحب ندوی و دیگر علمائے کرام کا شکر گزار ہے

کہ آپ حضرات نے اپنے معروف ترین و قیمتی اوقات میں

سے یہاں کے لئے وقت نکالا اور ہماری دعوت قبول

فرما کر عزت افزائی کا موقع عطا فرمایا۔ آپ حضرات کو

تشریف آوری سے ہمارا دل خوشی و مسرت سے سبز ہے

حضرات! ہاں یہ علی اعظم گڑھ جو کبھی ہندوستان میں جو

لاہور ہے۔ اس علاقہ کو شہر ہند سے یاد کیا جاتا تھا

یہ ہمیشہ سے علم و فضلہ و اہل کمال کا مرکز ہے۔ اس

علاقہ سے ایسی ایسی باکمال شخصیتیں اٹھیں جنہوں نے تاریخ

میں گہرے نقوش چھوڑے نیز ابھرے سے بہت ہی باکمال

استفادہ کرتا رہتا ہوں لیکن میں نے شدت سے ضرورت محسوس کی کہ ہندوستانی علماء اور اپنے شرعی کی تحقیقات نادرہ جو اس موضوع پر ہیں ان کو مناسب انداز سے پیش کیا جائے تاکہ علماء عرب اس سے استفادہ کر سکیں چنانچہ اسکندریہ یونیورسٹی میں میرے لڑکے ڈاکٹر مل الدین نے ندوی سلسلے کے رسائل کو گوراء کا موضوع "الامام الکلیوکی و جہودہ فی اساتذہ" اختیار کیا گیا جس پر انھوں نے وہاں سے مرتبہ الشرف الاولیٰ کی ڈگری حاصل کی اور کتاب کا پہلا باب "الامام الکلیوکی کے عنوان پر دارالعلوم دمشق نے شائع کیا۔ اس ناشر کی تالیفات میں "الامام النجاشی سیاحات و المحدثین" اور "الامام ابو داؤد الفقیہ والمحدث و دون کتابوں میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کی بعض تحقیقات کو پیش کیا گیا ہے۔ ان میں پہلی کتاب کو بعض دکا ترہنے اپنے لے لی۔ ایک ڈی کے مراجع میں شمار کیا اور اس کتاب کے میرے علم کے مطابق سولہ ہزار نسخے شائع ہو چکے ہیں دوسری کتاب سے حاجت انھوں نے رئیس کو خرید لیا انھوں نے خصوصیت سے اپنے لے لی۔ ایک ڈی کے مقالہ میں استفادہ کیا۔ اور اگر کتب مولانا عبدالحی علی فرنگی علی کی کتاب "التعلیق المجدد لفقہ الامانی" پر کام شروع کیا تو کچھ معاون کی ضرورت محسوس ہوئی انھوں نے یہ کوئی اہلِ دارِ فارغ آدی اس کام کے لئے نہ مل سکا اس لئے خود ہی محنت و مشقت کر کے دونوں کتابوں کی تکمیل کی میرے لڑکے عند الضرورة معاون بن جاتے تھے۔ پہلی کتاب تین جلدوں میں اور دوسری ایک جلد میں شائع ہو کر تمام یونیورسٹیوں و جامعات و مراکز خصوصاً عربیہ ملک میں پھیل گئی ہیں اور بفضلہ تعالیٰ مقبول ہو رہی ہیں۔ حرمین شریفین میں بہت سے علماء نے حدیث شریف کی عبادت کی اور مختلف یونیورسٹیوں نے بی۔ ایچ۔ ڈی کا راجہ قرار دیا اور بعض جامعات نے اساتذہ کی ترقی کا بھیجنے مقرر کیا ہے۔

یہ تفصیل اس لئے بیان کی تاکہ یہ بتایا جاسکے

کہ اس جامعہ کے قیام کے مقاصد میں ایسے علماء و فضلاء کو تیار کیا کہ وسیع و تنابہ جو علم حدیث پر خصوصیت سے یاد گیر علوم پر تحقیق کام کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آج کل ہم نے حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کی کتاب "أوزار المسالك بشرح مؤطا إمام مالک" پر کام شروع کیا جس کی پہلی جلد بدھ میں جا چکی ہے اس میں جامعہ اسلامیہ کے بعض اساتذہ ہماری معاونت کر رہے ہیں جس سے ہمیں کام میں سہولت ملتی ہے انھیں بھی علمی نائدہ ہوتا ہے۔

### جامعہ اسلامیہ کا کتب خانہ

جامعہ کے جو مقاصد بیان کئے گئے اس کا تقاضا ہے کہ یہاں پر چیمہ کتابوں کا ایک کتب خانہ ہوا الحمد للہ اس وقت ہمارے یہاں کتب خانہ میں تقریباً دس ہزار چیمہ و منتخب کتابیں مسودات و عربیہ مالک سے لاکر جمع کی جا چکی ہیں اور اس میں اضافہ کی کمی ہی مسئلہ کو شش جاری ہے۔

### طلبہ و مدرسین و ملازمین

ہمارے گاؤں میں ابتدائی تقسیم کے لئے کتب قائم ہے جو درحقیقت اسی جامعہ کے تابع ہے مگر اس جامعہ میں درجہ اعداد سے درجہ شریک نودۃ العلماء کے نصاب کے مطابق تقسیم کا نظام قائم ہے اس کے ساتھ شعبہ حفظ و تجوید بھی ہے۔ طلبہ کی مجموعی تعداد تقریباً چار سو ہے۔ یہاں سے درجہ ششم کے بعد طلبہ دارالاسلام ندوۃ العلماء میں داخلہ کئے جاتے ہیں اور وہاں امتحان میں شریک ہوتے ہیں ان کے نتائج پر ندوہ کے ذمہ داروں نے اطمینان کا اظہار کیا بلکہ ندوہ کے مہتمم جناب مولانا سید محمد علی صاحب ندوی مغلانے ندوہ میں طلبہ کی کثرت کے پیش نظر بار بار اس کا اظہار فرمایا کہ جامعہ میں درجہ ہشتم تک تقسیم کا نظام کر دیا جائے۔ یہ مسئلہ

ابھی تک قابلِ غور ہے نیز ہماری خواہش ہے کہ یہاں درجہ ہشتم کے بعد درجہ حدیث کا سلسلہ قائم ہو اللہ کرے کہ اس کے اسباب پیدا ہوں۔

شعبہ حفظ و تجوید کو ہم مستحکم کرنا چاہتے ہیں بلکہ شعبہ تحفیظ القرآن کے نام سے اس کو مستقبل بنانا چاہتے ہیں۔

یہاں مدرسین و ملازمین کی تعداد تقریباً ۴۰ ہے اور آئندہ سال اس میں اضافہ ہوگا۔

### شعبہ تعمیر و ترقی

جامعہ اسلامیہ مظفر پور تلندر پور دارالعلوم مظفر پور میں ہے۔ اس جامعہ میں چندہ کا نظام قائم ہے جس کے لیے مدرسین و مسافر، مختلف دیہاتوں و شہروں کا سفر کرتے ہیں اور اس کے الحمد للہ اچھے نتائج برآمد ہو رہے ہیں اور چندہ کی مقدار میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ امید ہے کہ اس طرح یہ جامعہ خود کفیل بن جائے گا۔ اخیر میں ہم پھر آپ سب حضرات کے شکریہ گزار ہیں اور معذرت خواہ ہیں کہ کماحقہ آپ کو آراہم میں پہنچا سکیے۔ اللہ کرے کہ ہمارے علماء و مشائخ و بزرگوں کی آمد سے جو الحمد للہ حاضری میں بھی بار بار ہوتی رہی ہے۔ اس کی برکت سے کام کرنے والوں میں نیا دلولہ اور جو شہسپا ہوا اللہ تعالیٰ ہر مشرور و فتن سے اس جامعہ اور اس کے کام کرنے والوں کو بچائے۔ آمین۔

### بقیہ: ص ۲۹

اور چندہ مومین کو ادب کا عمامہ برسیو نہاتی ہے۔ اس کو شرم و عیاوہ بالکسانی کی تربیت دیتی ہے۔

سلفہ نفع الہامی۔ کتاب الادب

## ایک مطالعہ

## سیرت سید احمد شہید

مصنفہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

پروفیسر سومی احمد مدنی

رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اللہ کی رحمت ان پر اور ان کے پاک طینت رفیعوں پر جنہوں نے خاک و خون میں غلغلہ ہونے کی روایت کو تازہ کیا۔ غالب نے کہا ہے کہ جو جان اللہ کی راہ میں دی گئی وہ اللہ ہی کی دی گئی تھی۔ بات صحیح ہے مگر حق تو یہ ہے کہ حق ادا ہو گیا۔ اس سے مبارک نذرانہ اللہ کی بارگاہ میں اور کیا ہو گا جس میں شہید کے خون کے ساتھ عالم کے ظلم کی نشانی بھی مل گئی ہو۔

ایک مظلوم عورت کی زیادہ و امتعہ سُن کر غلیفہ وقت دھڑ بٹھا تھا۔ یہاں ہزاروں مظلوم عورتوں اور بیکسوں کی پکار تھی۔ حاضر حاضر کہتے ہوئے یہ اسلام کے غیرت کے محافظ اپنے گھروں سے نکلے اور بہت دور بالا کوٹ کی پہاڑیوں میں اپنی جان جان آفریں کے سہرہ کر دی نہ مال قیمت نہ مقبوضہ علاقے۔ دن کا نیر درخشاں ڈوب گیا اور رات کی چاندنی کی چھاؤں میں اپنی آخری آرام گاہ میں لیٹ گئے۔

ایک خوبصورت لعل میں ہزاروں بناویں چھ۔ بڑتی ہے انگوٹیرے شہیدوں پر حور کھے، دغا کبے، اس کتاب کے مندرجات کو سنتے اور کردار کی تعمیر کے لئے اور ایمان و یقین کے جذبات اور کیفیات بسیدار کرنے کے لئے بنایا جاسکتا ہے۔ معنف نے قارئین کو اپنے تاثرات میں شریک کرنے کا کوشش کی ہے اور نثر اور طبعی نشیں واقعات کا۔

ایک مجموعہ پیش کیا ہے جو ایمان میں حرکت، دل میں حرارت اور آنکھوں میں چلتے ہوئے آنسو پیدا کرتا ہے۔ مصنف نے لکھا ہے کہ اس کتاب سے کسی اور کو کوئی فیض پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو اس سے خود انھیں ملنا دیکھنا ہی ہے لذتِ باب کیا۔ اس نے اپنی بیعتیں اور اربابِ عزت سے متعارف کیا جن کی نظیر اسلام کی کچھل صدی میں آسانی سے نہیں مل سکتی۔ یہی احساسات ہر پڑھنے والے کے ہوں گے کہ جن

ان کے کارنامے ماضی، حال اور مستقبل سب پر محیط ہیں اور ان کی زندگی کا مطالعہ ابدیت کے اقلیم کی سیر کرنا ہے یہ ایمانے دین کے بانی سبانی ہیں اور ان کے قدم جہاں زمین کو تقدس بخشتے ہیں وہاں تو جہاں انسان کی موجودگی اور آئندہ نسلوں کے لیے نشانِ راہ کا کام دیتے ہیں وہ راہ جو منزل مقصود تک پہنچاتی ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ان کی سیر گھوٹا ہے اور جن کے نہیں مین المنکر میں کہیں کیسائی اعتبار نہیں۔ ان کی سیر تیسبہ داغ ان کی طبیعتیں سلیم ان کی زندگی پاکیزہ۔ ان کے عزائم بلند اور ایسا لگتا ہے کہ مافوقِ اعظمت جنسِ مائتوں نے گوشت اور خون کے بنے ہوئے سپر کریس انسانی صورتیں اختیار کر لی ہیں یہ زمین کے لیے اللہ کا تحفہ ہیں۔ عناصرِ فطرت کو غلام بنانا ان کا مقصد نہیں مگر عناصرِ فطرت کو غلام ہیں ان کی قوتیں اقتدار اور لذت کے حصول کے لیے نہیں بلکہ محال اور خیر کی تخلیق کے لیے ہیں ان ہی کی گڑبگڑ سے اس خزاں رسیدہ دنیا میں اپنا غمِ تنہا رہا ہے۔ ماضی کے دبے ہوئے نقوش ان ہی کی رگڑ سے چمک دینے لگتے ہیں۔

وہ لوگ جو ہر وقت سود و زیاں کا صاب لگنے میں مشغول ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کے گرد ایک صحارے عافیت کی طرح رکھا ہے۔ چولپنے ماحول کے تاثرات میں جکڑے ہیں وہ دنیا جانیں کہ اپنا سب کچھ دے دینے میں ان کو گونے کیا پایا ہے۔

ان عالیٰ نفوس کے صدرِ نعل ہمارے سید احمد شہید

قلندر وال کہ ہر تفسیر آب و گل کو مشند ز شاہ باج ستانند و فرختمی پلوشند بجلوت اندو کند ہر ہمسرو مدہ پیچند مملکت اندو زماں و مکاں در آغوشند بر وزیرم سرا پا ہر نیال و حسد بردوزم خود آگاہ و متن سزا موشند نظام تازہ بچسب رخ دو رنگی کی پوشند ستارہ ہائے کہن راجا تازہ بردوشند دینی یہ داستان اُن آوار مردوں کی ہے جو آبِ گل کے تفسیر کی کوشش کرتے ہیں، گدڑی پہنتے ہیں اور بلا شاپا سے خزانے ہیں جب کار جہاں میں مشغول ہوتے ہیں تو اپنی کندہ میسوریت اور چاند کو گزرتا کرتے ہیں اور غلوت کسے میں ان کے آغوش میں زماں و مکاں ہوتے ہیں جب زم آزار ہوتے ہیں تو ریشم اور برسیان کی طرح نرم ہوتے ہیں اور رزم گاہ میں یہ خود آگاہ لوگ اپنے مسرہ جہاں کو بھولے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس رنگ بدلتے آسمان کو نظامِ بخشتے ہیں اور وہ جہے ہوتے تاروں کا ماتم نہیں کرتے۔

یہ وہ بندے ہیں جن کے تعلق کہا گیا ہے کہ کو خالق و دجہاں کی کبریائی کے تلے ایسے مرد ہیں جن کی طاعت کے آگے فرشتوں کی طاعت ایچ ہے جن کا پیام انبیاء کے پیام کی تفسیر ہے جو اپنی منکر و نکر کی بلندی اور علل کی پاکیزگی سے اللہ کو راضی کیے ہوئے ہیں یہ لوگ آفاقی، مثالی اور مادرائی ہیں ان کے تصور سے انسانی دل و دماغ میں بلندی پیدا ہوتی ہے۔ ان کا ذکر نہ تو دل بردے آئی ہوئی زندگی ہو اس کا فرحت بخش احساسِ نیا ہے

رنگ آمیزی اور مبالغہ آرائی ہے اور نہ ہمارے سماجی ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ جو بدہ سر ہندی اور مجدد دہلوی کے فعل و احوال اور مجاہدہ عالم کے دوا آتش سے لے کر بریلی کے قہم کدے میں ایک اور آتش تیار ہوا۔ یہ سادات حسنی کا خاندان تھا جس میں حضرت شیخ احمد سرہندیؒ اور حضرت شافعیؒ دہلوی کی تعلیمات کا فیض اکر مل گیا تھا۔ اس خاندان کے آخری مورث شاہ ستیہ علیہ السلام ہیں جو عالمگیر کے زمانے میں تھے اور حضرت آدم بنوری علیہ السلام حضرت عبد الغفار ثانیؒ کے فیض سے مستفیض اور شرقی کے دیار میں ان کے غریبہ خاں تھے۔ اس خاندان کے ممتاز حضرات مجدد دہلویؒ کے فیض درس اور فیض صحبت سے سیر ہاتھ تھے۔ اس خاندان میں ۱۲۰ھ میں حضرت سید احمد شہیدؒ کی پیدائش ہوئی کتاب کا موضوع اسی آفتاب ملتانب کے انوار کالات کی تابش و دینش ہے۔ یہ رشتہ دہایت اور عزت و جہت کا ایک صحیفہ ہے کتاب کے مقدمہ کچھ اس طرح ہے

۱۔ یہ بتانا کہ اسلام کی خدمت اور نوع انسانی کی سعادت کا ایک ہی لائحہ عمل ہے دنیا میں اسلامی شریعت اور خلافت کا مصلح عالم قائم کرنا اور اسلام کے اصلاحی روحانی، مادی اور سیاسی غلبہ کی کوشش کرنا۔

۲۔ لوگوں کے سامنے اخلاق و عمل اہمیت اور عزیمت اور قربانی۔ روحانیت اور تقدس کے بلند نونے پیش کرنا۔ ایسے نونے جن کے مقام سے تمام نبوت کی بلند کا تصور ذہن میں آئے جب ایک امتی کا یہ مقام ہے تو نبی کا کیا مقام ہوگا۔

۳۔ نوجوانوں میں سیاست کی راہ سے جو مذہب سے بے گانگی آ رہی ہے اس کے انزال کے لیے ان دینی تائید و حامیہ کے حالات کا بیان کرنا جو قربانی اور سرور و شوق کی راہ کے مسافر تھے۔

۴۔ نوجوانوں کو یہ پیغام کہ بزم جہان کی آرائش کی فکر کرنا ان حضرات کی سیرت کا مطالعہ کریں جو سچے اور

تلوار کے جاع ہوں اور جن سے محبت اور شوق الہی کے ساتھ حرکت و عمل کی قوت پیدا ہو۔

قوموں کی تاریخ میں اور خود مسلمانوں کی تاریخ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہمنوں نے قومی عزت و سر بلندی یا ملک وطن کی آزادی کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دی قوم کی تنظیم کی عظیم الشان مساعرت قائم کیں۔ کامرانی اور اقبال کی زندگی حاصل کی یا عظمت و فتح ہندی کی سوت پائی۔ سید صاحب اس فہرست میں نہیں ہیں۔

وہ ان مجاہدین میں ہیں جنہوں نے حاصل اللہ کی خوشنودی اور رضا کے لئے مسلمان "نام کی ایک قوم کے غلبہ کے لئے نہیں بلکہ "اسلام" نام ایک مکمل دین، عقیدہ و عمل اور مسلک زندگی کو قائم کرنے کے لئے اور سرکار بعد عالم کی لائی ہوئی شریعت کو جاری کرنے کے لئے اپنے خون کا پہلا اور آخری قطرہ بہا یا۔ آپ نے ایک دینی فضا قائم کر دی اور ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جو صاحبانہ نونہ تھی اللہ کے لئے جان دینے والے، بشریعت پر مبنی اور مرنے والے۔ بدعت سے نفور و شرک کے دشمن جہاد کے نشہ میں سرشار۔ ایسی کوئی جماعت صحابہؓ اور تابعین کے بعد مشکل سے ملے گی ایمان و یقین۔ خلوص و ولہیت کی ایسی بادیہاری اس ملک میں پہلے نہیں چلی تھی اس کے سیاسی اور مذہبی اثرات اتنے ہمہ گیر تھے کہ ہندوستان کی کوئی سیاسی عبور و جد اور مسلمانوں کی کوئی سیاسی تحریک ایسی نہیں جو اس تحریک سے متاثر نہ ہو۔

یہ مضامین اس اجمال کی تفصیل اور انہیں ارشادات کی توضیح کے لئے کچھ جائیں گے۔

ایک نہایت ہی اہم بات یہ ہے کہ شریعت حکومت کے بغیر شریعت پر پورا عمل بھی نہیں ہو سکتا۔ اسلام کے نظام عمل کا ایک مستقل حصہ ایسا ہے جو حکومت پر موقوف ہے اس کے قرآن و حدیث و سنت کے حصول پر زور

دیا ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے۔ تم میں ایک ایسی جماعت رہی جائے جو بھلائی کی طرف دعوت دے اور دینے والی کا حکم کرے۔ اللہ اور برائی سے روکے رہے۔ پھر یہی اصولوں میں بالخصوص سرور و ہدی میں دنیا کے اسلام میں جو اپنے اخلاقی اور سیاسی غلط فہمی نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دین کی باسالی اور سر پرستی ان لوگوں کے حصہ میں آئی جو مسلمانوں کے لیے دین میں کوئی بلند نونہ نہیں تھے لوگوں کا خیال تھا کہ اسلام کا معنی اسلامی تمدن ہے اور وہ اسلام کی ترقی کو عیناروں کی بلندی، غنیمت کی ترقی اور نونہ سلطنت کی سر پرستی کے پیمانہ سے جانے لگے بادشاہوں اور حاکموں سے قطع نظر خود دنیا دار علماء اور درویشوں کا گردہ پید ہوا یا اسلام میں اعتقادی اور عملی بدعات ظاہر ہوئیں ساتھ ہی سیاسی زوال کی رفتار بھی تیز ہو گئی گو مصلح اور مجدد پیدا ہوتے رہے لیکن مسلمانوں میں مانگیر عیداری پیدا نہیں ہوئی

## ہندوستان کی حالت

ہندوستان میں اسلام ایران اور افغانستان کا ایک کٹ کی پہنچا۔ اپنی بہت سی تازگی اور زندگی کھو کر بقول اکثر زبان اسلام جتنا اثر انداز ہوا۔ اس سے زیادہ اثر پندرہ ہول بہت سے اسلام کے بادشاہوں نے اسلام کی بدعتی کنی کی کوشش کھی حضرت محمد و خلف ثانی نے عہد گیری میں اسلام کی حالت پر سخت رنج و غم کا اظہار کیا۔ ہندوستان اس میں مسلمانوں کے جلیل القدر محسن حضرت مجدد افغانیؒ شیخ احمد سرہندیؒ اور محدث دہلوی شاہ طہ اللہ ہیں ان درویشوں کے ساتھ ترکش، رانہ، رنگ آفریں اور رنگ زیبہ کا نام بھی آتا ہے۔

یہ وہ وقت تھا جب سنت و شریعت نے بدعتی الفاظ تھے۔ ہر بدعت بدعت حسد تھی۔ اسلامی شاعر اٹھ رہے تھے جس کو کام مسلمان اچھا نہیں پسند شریعت تھی۔ قرآن مردوں کے لئے تھا۔ زندوں کے

# آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی عائد کا جلسہ

کے لئے نہیں فقط وصیت آداب و تہذیب میں داخل ہو کر معاشرت کا ہر ذریعہ بھی یہی نشانہ دہی کے لطافت اس پر گواہ ہے۔

مخلیہ سلطنت اپنے خاتمہ پر آگئی تھی۔ دکن سے دہلی تک سارا علاقہ مرہٹوں کے رحم و کرم پر تھا۔ پنجاب سے افغانستان تک مسکوں کا راج تھا حضرت شاہ ولی اللہ نے سید شاہ ابوسعید کو ایک خط میں لکھا کہ مسکوں پر دہلی اور جاٹوں نے مسلمانوں کے شہروں پر قبضہ پا کر ان کے مالوں کو لوٹا اور بہت عزت و سب آ کر دیا۔ پور سے دو آجے کا علاقہ ان مقصدوں کے ٹھکانوں کی ٹاپول سے زیر و بر ہو رہا ہے۔

ہمیں سیاسی شاعرانہ نظر تھے۔ ان سے مقابلہ کی آفری کو شش سلطان مہجور کشمیر نے کی جو با کامیابی گواں زمانہ میں سلطان ذیل ترین اعمال فیض کلمہ کہیں عیانی کے ساتھ کر رہے تھے۔ لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہو گا کہ علمی، دینی و روحانی حیثیت سے یہ جوہر مدنی کا زمانہ باطل تارک تھا اس کے برخلاف یہ مزہ خیز اور شاہ زماں ہے۔ ایسی باکمال و ممتاز ہستیوں کا جوہر جس میں کی نظیر شکل سے ملے کی حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت قاضی شاد اللہ کی علمی فیضیت اور روحانی فیض کا سکہ عرب میں رواں تھا۔ حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی، مولانا اسلام اللہ محدث، مولانا ابوالی سر بانوی، شاہ اسماعیل دہلوی، مولانا عبدالصمدی بوالسلاطین، مولانا فضل امام خیر آبادی، مولانا عبدالحق دہلوی، مولانا محمد اسماعیل اور مولانا فضل حق خیر آبادی جیسے جہاد، صاحب فنون عالم ہو جو دتھے درس و تدریس کے میدان میں بے پائل تقدیر استاد ہو جو تھے محفل نے درس و تدریس کا بازار گرم رکھا اور سیکڑوں طلبہ کو مزین تلامذہ بنا دیا۔

شہر و شامی کے لحاظ سے یہ دور اردو فلسفوی کا موسم بہا ہے۔ میر تقی میر، ناسخ، آتش، بون ذوق غالب اس عہد کے شادابی کے بہترین نمونے ہیں۔

انیس

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے امداد میں متفقہ اجلاس عام میں کئے گئے انتخاب ذمہ داران و ارکان کے بعد کی مجلس عاملہ کا جلسہ ۱۶ جنوری کو کھنڈ میں اپنے بروجرام کے مطابق منعقد ہوا۔ ۱۵ جنوری کو ہی بورڈ کے جنرل سکرٹری اور متعدد عہدہ داران کھنڈ آئے تھے۔ صدر بورڈ جو جن مشرفین کے سفر پر تھے وہ ۱۶ جنوری کو کھنڈ پہنچ گئے، جلسہ کے سامنے گذشتہ جلسہ کے بعد کے بعض امور تھے، جن پر بورڈ و حوض ہا جلسہ نے اصلاح معاشرہ کے کام بھی شروع کیا اور ملک میں جو اصلاح معاشرہ ہفتہ خانہ کی کی اہم کی تھی۔ ملک کے مختلف حصوں سے آئی ہوئی اس کی بورڈ میں سینس اور کام پر اطمینان کا اظہار کیا لیکن اس کام کو مزید توجہ کے ساتھ جاری رکھنے کے ہدایت دی اس سلسلہ میں اجلاس نے مابعد کے اہم سے ایسیل کی ہے کہ الوداع کے موقع پر ہمارے میں خطبہ دیتے وقت اصلاح معاشرہ سے متعلق بورڈ کے دیگر امور کی تفصیل بتائیں۔ یہ بھی طے ہوا کہ بورڈ اس سلسلے میں کچھ شائع کرے گا اور امداد کو پہنچائے گا۔ اس سلسلے میں مولانا برہان الدین نسیمی مولانا محمد سلمان حسینی ندوی اور مولانا محمد اسلام تہی پر مشتمل ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے جو کچھ پوچھتیا کرے گی۔

بورڈ نے اپنے صدر مولانا علی میاں کو مجاریا ہے کہ مرکزی قانونی جائزہ کمیٹی کی تشکیل نو کی جائے اور صوبائی کمیٹیوں کی تشکیل کی جائے، یہ کمیٹی ایسے

مختلف قوانین اور فیصلوں پر نظر رکھے گی جن سے پرسنل لا میں مداخلت ہو رہی ہو۔ اجلاس نے یہ بھی طے کیا کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ مسلم دکان کا ایک کل ہند اجلاس دہلی میں بلائے جس کا مقصد وکیلوں اور عوام کو مسلم پرسنل لا سے واقف کرانا ہے اس نے اس مقصد کے لئے مشرف غریب جیلانی ایڈووکیٹ کی کنوینشن میں ایک ورکنگ کمیٹی کی تشکیل کی ہے۔ کانفرنس کھ تارخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ بورڈ کے عامل نے اس بات پر تشویش ظاہر کی کہ صدر بورڈ ہند نے بورڈ کے اس مطالبے کا کوئی جواب نہیں دیا۔ کہ ہمارا شرک حکومت نے یکساں سول کوڈ سے متعلق جو قوانین اسمبلی میں منظور کئے ہیں ان پر صدر راجی منظوری نہ دیں، بورڈ نے وزیراعظم سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ صدر جمہوریہ ہند کو رائے دیں کہ وہ مجوزہ قوانین پر منظوری نہ دیں۔

اجلاس میں شرکت کرنے والوں میں مولانا محمد اسلام، مولانا شفیق مونس، مولانا احمد علی تاسمی، مولانا رفیق قاسمی، مولانا محمد راجی ندوی، منظور عالم ایڈووکیٹ مدیر، جنرل سکرٹری بورڈ مولانا سید نظام الدین، عبدالرحیم ریشی (سکرٹری)، فضل جمیم عبداللہ ایڈووکیٹ، مولانا سید سلمان حسینی ندوی، مولانا برہان الدین نسیمی غریب جیلانی ایڈووکیٹ، منظور عالم ایڈووکیٹ صاحبان شامل تھے۔

تاج :- رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا سنت کفایہ مؤکدہ ہے، اگر اہل محلہ میں کوئی بھی محلہ کی مسجد میں اعتکاف کرے تو سارے محلہ والوں کی طرف سے کافی ہوگا ورنہ سارے محلہ والے گنہگار ہوں گے۔

# اعتکاف کے مسائل

محمد طارق ندوی

ختم پیرائے درویش، فقیہوں، غلطی، غالیج دوسری اور دوا متوں وغیرہ کی بیماریوں کے لئے ۶۵ سالہ پیرائی عجیب غریب یونانی دوا

دل آرام تیل

تیار کردہ حکیم قاسم حسین کلکتہ اسٹاکس :- ہارون جیل اسٹور یکنڈی کلکتہ ڈوٹ :- جانڈس دھات، نکودیا، شوگر سے جلد شفا پائی کے لئے ہے رابطہ قائم کریں۔ نمونہ: 233629

اس کا اعظام کرنا ہوگا۔  
س :- اگر کوئی شخص یہ نذر مانے کہ اگر میرا فلان کام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا، کام پورا ہونے پر اس پر اعتکاف کرنا ضروری ہے یا نہیں؟  
ج :- مذکورہ صورت میں اعتکاف کرنا واجب ہے نہیں کرے گا تو گنہگار ہوگا۔  
س :- رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کی شرط کیا حیثیت ہے؟

س :- کوئی شخص رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف توڑ دے تو اس پر قضا لازم ہے یا نہیں؟  
ج :- جس دن اعتکاف توڑ دیا ہو فقط اس دن کے اعتکاف کی قضا ہدوہ کے ساتھ ضروری ہے بقیہ دنوں کی قضا ضروری نہیں ہے، البتہ اگر کوئی شخص رمضان کے بعد پورے عشرہ کی قضا مع الصوم کئے تو بہتر ہے۔

س :- اگر کوئی شخص زبردستی مستکف سے باہر نکال دیا جائے تو اعتکاف برقرار رہے گا یا نہیں؟  
ج :- اگر کوئی شخص زبردستی اعتکاف کی جگہ سے باہر نکال دیا جائے تب بھی اعتکاف باقی رہے گا مثلاً کسی جرم میں حاکم کی طرف سے وارنٹ جاری ہو سہا ہی اس کو گرفتار کر لے جائے یا کسی قرض دار ہو اور وہ اس کو باہر پکڑ لے جائے کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے باہر نکلے اور قرض خواہ دیں روک لے ان تمام صورتوں میں اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

س :- کیا اعتکاف کی حالت میں خاموش رہنا مکروہ ہے؟

ج :- حالت اعتکاف میں بالکل چپ رہنا مکروہ ہے مستکف کو چاہیے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے ذکر میں مشغول رہے یا کسی دینی کتاب کا مطالعہ کرے بالکل خاموش نہ بیٹھا رہے۔

س :- کیا مستکف اپنے گھر جا کر کھانا لاسکتا ہے؟  
ج :- نہیں! اپنے گھر کا خانا لے نہیں جاسکتا؟



اعلیٰ تعمیر پر فضا مقام

بہترین جائے وقوع

اعلیٰ معیاری ماحول اور اعلیٰ ذوق کے افراد کے لئے تین بلڈنگوں پر مشتمل آفسوں اور دفاتروں کے لئے

تشریف لائیں

انٹرنیشنل ایر پورٹ سے قریب جدید طرز اور گلاس لفٹ گیر انٹارمٹ اور جدید انداز پر مشتمل ہے۔ تعمیر کام تیزی سے جاری ہے۔

آئیے

اور ٹران کنسٹرکشن کمپنی کی پیش کش قبول کیجئے

Regd. Office :

Twin Complex Phase I, Office No. 201, Opp. Marol Fire Brigade, Marol Maroshi Road, Andheri (E), Bombay - 400 059. Tel. : 837 3203 / 839 1150 / 839 3321 / 839 4227. Fax : 91-22- 839 1563

# صدقہ فطر اور مسائل

مطبع الرحمن غفمی ندوی

## بقیہ: شب قدر

### رمضان المبارک کی آخری شب منقذت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: رمضان المبارک کی آخری شب میں آپ کی امت کے لئے مغفرت اور بخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے، آپ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ کیا وہ شب قدر ہوتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شب قدر تو نہیں ہوتی، لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والے آپ کا عمل پورا کر دے تو اس کو پوری اجرت مل جاتی ہے۔ (مسند امام)

اس حدیث نبوی سے یہ معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کی آخری شب بھی خاص مغفرت کی شب ہے۔ مگر اس شب میں مغفرت اور بخشش کا فیصلہ انہی بندوں کے لئے ہو گا جو رمضان المبارک کے اعمال کا رونا کھاروا دل و دماغ اور ذکر و عبادت و عبادت و عبادت سے اس کا استغفار کر لیں اللہ تعالیٰ ہر سب کو نیک اعمال کی توفیق دے کر بخشش و مغفرت کا فیصلہ فرمائے۔ (آمین)۔

پندرہ روزہ تعمير خیات  
ایک تحریک ہے، اس کی  
توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔

یا سونا یا مال تجارت ہو نا ضروری ہے اور صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے ان میں چیزوں کی خصوصیت نہیں بلکہ اس کے نصاب میں ہر قسم کا مال حساب میں لے لیا جاتا ہے ہاں حاجت اعلیٰ سے زائد اور فرض سے بچا ہوا ہونا دونوں نصابوں میں شرط ہے پس اگر کسی کے پاس اس کے استعمال کے کچھ سے زائد بچے رکھے ہوئے ہوں یا دوزخ کی ضرورت سے زائد تانبے پیتل، چینی وغیرہ کے برتن رکھے ہوں یا کوئی مکان اس کا خالی پڑا ہے اور کسی قسم کا سامان اور اسباب ہے اور اس کی حالت اصل یعنی ضروریات زندگی سے زائد اور ان چیزوں کی قیمت نصاب کے برابر یا زیادہ تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں لیکن صدقہ فطر واجب ہے اس صدقہ فطر کے نصاب پر سال گذرنا بھی شرط نہیں بلکہ اس کی روز نصاب تک کام تک ہوا ہو تو بھی صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے ہر مالک نصاب شخص اپنی طرف سے اور اپنی بنا یا بغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب ہے لیکن نابالغوں کا اگر اپنا مال ہو تو ان کے مال میں سے ادا کرے۔

ہر صاحب نصاب پر صدقہ فطر واجب ہے خواہ روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں، عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی یہ صدقہ واجب ہوتا ہے لہذا جو شخص صبح صادق سے پہلے مر گیا اس کے مال میں سے صدقہ فطر نہیں دیا جائے گا اور جو صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا ہو اس کی طرف سے ادا کیا جائے گا، اگر کوئی شخص عید کے دن سے پہلے رمضان شریف میں دیدے تو جائز ہے، بہتر وقت عید کے دن

صدقہ دراصل وہ عطیہ کہلاتا ہے جس کے ذریعہ عند اللہ حصول ثواب کا ارادہ ہوتا ہے، جو کہ صدقہ فطر ادا کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صدقہ دینے والا اس طرف راغب و مائل ہے اس واسطے اس کی تعبیر قریب کی جاتی ہے۔

ہر مسلمان صاحب نصاب پر صدقہ فطر کا وجوب ہوتا ہے بشرطیکہ یہ نصاب اس کی اور اہل و عیال کی گھریلو ضرورتوں مثلاً رہائشی مکان، کپڑے اور ہتھیار و خدمت گار غلام وغیرہ سے الگ اور زیادہ ہو، ابوداؤد وغیرہ میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمار گمراہ لڑکی ادا کرے یا ایک عمار گھوڑا جو ہر ایک کی جانب سے ادا کرے یہ خواہ وہ آزاد شخص ہو یا غلام ہو ابوناہخ ہوا یا ناخ۔

یہ بات کہ صدقہ فطر مالدار اور غنی پر بھی ضروری ہے، اس لئے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ غنی و صاحب نصاب پر بھی واجب ہے۔

فدا نے تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ایک صدقہ معزز فرمایا ہے کہ رمضان شریف کے ختم ہونے پر روزہ مکمل جانے کی خوشی اور شکر پر کے طور پر ادا کریں اسے صدقہ فطر کہتے ہیں اور اسی روزہ کھنے کی خوشی منانے کا دن ہونے کی وجہ سے رمضان شریف کے بعد والی عید کو عید الفطر کہتے ہیں۔

نصاب زکوٰۃ اور نصاب صدقہ فطر کی مقدار تو ایک ہی ہے خلاصاً یہ ہے باون تور ہانڈی یا اس کی قیمت، لیکن نصاب زکوٰۃ اور نصاب صدقہ فطر میں فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے توجہ دینی



# نتیجہ امتحان سالانہ مہذبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء بابت ۱۹۹۶ء

نتیجہ سے متعلق تمام امور میں دفتر کاریکارڈ مستند قرار دیا جائے گا۔

نام طالب علم	ڈویژن	درجہ	نام طالب علم	ڈویژن	درجہ
احمد علی لاری	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
سعود عبدالصبور	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
یوسف حسن خاں	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
مشاہد اسلام	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
فیروز احمد	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
محمد اکرم	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
محمد شاد فاضل	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
محمد عبداللہ	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
محمد سلیم صدیقی	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
محمد فیصل	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
قمر الدین	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
محمد ارشد	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
غیاث الدین	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
محمد یامین	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
احمد علی لاری	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
ذوالفقار علی بھٹو	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
غفر الدین	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
محمد بارون	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
عبدالرحیم	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
وحید الزماں	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
محمد شاہ نواز	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
مونس حسن خاں	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
ملاح الدین	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
محمد طہر خاں	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
عبدالرحمن	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم
زبیر احمد	اول	درجہ ہفتم	محمد شمس العنقی	دوم	درجہ ہفتم



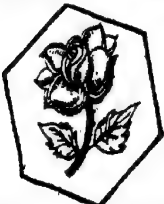
فیضان الحق	اول	زیر احمد	اول	عبدالرحیم	ناکام	درجہ سوم	دوسرے کو ہوں گے ضمنی آنے والے جو طلبہ سرسبز مارچ کے امتحان میں شریک نہ ہوں گے وہ ناکام قرار دیئے جائیں گے۔
فوزان عالم	عزیز الرحمن	محمد یوسف	محمد یوسف	درجہ اطفال	محمد عطر - سائس و دینیات	محمد عطر - سائس و دینیات	
انعام الحق	محمد حبیب	درجہ اول	محمد حبیب	عبدالکریم انصاری	عفزان احمد سائس و اردو	عفزان احمد سائس و اردو	
محمد ازہر زبیر	محمد حبیب	درجہ اول	محمد حبیب	عبداللہ دانش	محمد سعد - اردو و حساب	محمد سعد - اردو و حساب	
محمد ازہر صدیق مدنی	محمد حبیب	درجہ اول	محمد حبیب	محمد ابوالواص	درجہ دوم	درجہ دوم	
محمد حزم	محمد حبیب	درجہ اول	محمد حبیب	سید محمد کفیل	محمد اکھت	محمد اکھت	
شکیل احمد	محمد عمران	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد عرفان	محمد سلام - عربی	محمد سلام - عربی	
محمد شرف الدین	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	درجہ اول	درجہ اول	
اشرف علی	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	نور عالم - اردو و حساب	نور عالم - اردو و حساب	
محمد ریکان	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	ارشد علی - دینیات و حساب	ارشد علی - دینیات و حساب	
وسیم احمد	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	نتیجہ محفوظ	نتیجہ محفوظ	
شمیم احمد	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد کاشف لدی - سائنس	محمد کاشف لدی - سائنس	
شاہ نواز	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد عدت علی	محمد عدت علی	
ریکان اختر	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد عدت علی	محمد عدت علی	
مغفر الحق	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
ابوشم	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
محمد سلطان	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
درجہ دوم	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
صباح الدین شوقی	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
محمد اعظم شرقی	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
محمد عمران	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
محمد مدثر	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
شہاب الدین	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
محمد شاداب	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
محمد واثق افضل	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
ضیاء الحسن	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
سید عبدالرحمن	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
امداد الحق	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
صلاح الدین	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
اسد شکیل	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
محمد خالد	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	
محمد خالد بریس	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	محمد یوسف	



**ALAUDDIN TEA**  
Tea Merchants

44, Haji Building,  
S. V. Patel Road, Null bazaar, Bombay-400 003  
Tele. : Add Cupkette Tel. : 3762220/3728708  
Tel. (R) 3095852

۲۳ نمبر اور ۱۲ نمبر کی اسپیشل چائے  
حاصل کیجئے۔



## بقیہ: درس حدیث

ان واقعات و تجربات کی روشنی میں جس سے پہلی قومیں اور انبیاء کرام کو واسطہ پڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب و مفروضہ سمجھا کر کھلے عام گناہ کرنے والوں کے اس عمل کو نہایت پرابتنائیں اور اس کے سختی کے ساتھ منع فرمایا تاکہ امت محمدیہ اپنے خیرات ہونے اور امت وسط ہونے کے شرف پر باقی اقدار علم رہے، تاکہ وہ ساری امتوں میں سب سے کامل امت ہو، جو اپنی بندگی اور شرف و اعتدال و توازن اور انبیاء خرم و حیا میں سب امتوں سے نرالی اور ممتاز ہو، اگر نبھول چوکے کسی مسلمان سے ایک بندہ مومن سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فرآن کریم نے اس کا علاج بتا دیا ہے۔

”وَ اِذَا جَاءَ الصَّلَاةَ طَوَّأْ فِي الثَّيْبِ رُؤُفًا  
بَيْنَ الْيَدَيْنِ اِنْ اَلْحَسَنَاتِ يَنْذِرُكُنَّ الشَّيْطَانُ“  
اور اللہ کے دونوں سروں (یعنی صبح اور شام کے اوقات میں) اور رات کی چند دہلیں، ساعت میں نماز پڑھا کر دو کھچ نہیں کر لیں گناہوں کو دور کر دیجیے۔

بھرج بدادہ غلطی کر بیٹھے اور گناہ ہو جائے تو اس گناہ کو بیان نہ کرے بلکہ چھپائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اِذَا جَلَسْتَ فَاَسْتَعِزَّوْا“ (جب کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے تو اس کو چھپا لے) محمدی انسان کو جودن دہائے لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے، اسلامی تقدیر اور بیانیوں کو خاطر میں نہیں لاتا۔ محلات یعنی محترم چیزوں کی پردہ دری کرتا ہے اس کی شرم و حیا اور ایمان لایا کرام کر کے اس کو روک دیتے ہیں حدیث پاک میں ایسے شخص کو مجاہد کہا گیا ہے (یعنی کھلے عام گناہ کرنے والا)۔ دیکھو شخص اس طرح کھل کر نافرمانی

کر لے، یک وقت دو گناہوں کا مجرم ہوتا ہے ایک گناہ کا کرنا دوسرے اس کو مذاق بنالینا، عباد خرم سے باطل غالی ہو جانا۔ لہذا اسلامی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ شرعی قانون کے مطابق بے حیائی کی باتوں کے علم میں آنے پر اس شخص پر حد جاری کرے اور یہ حد کھلے عام سب کے سامنے جاری کی جائے تاکہ دوسروں کے لئے عبرت ہو۔ قانون اسلامی میں رجم (یعنی زنا کے مرتکب کو بھروسے سے اتارنا کر دھوا کر مار کر مار دینا، شہر بد رکھ دینا، میا جرم ہو دینا) سزا دینا، تاکہ اسلامی معاشرہ ہر عیب اور شرم کی بات سے پاک اور محفوظ ہو۔

گناہوں کو چھپانے کے سلسلہ میں ایک حدیث ایسی وارد ہوئی ہے جو بھاری کی شرما پر نہیں ہے وہ حدیث ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی جس کو انھوں نے مرفوعاً بیان کیا ہے، حدیث یہ ہے:

”اجْتَنِبُوا هَذِهِ الْقَاذِرَاتِ الَّتِي نَهَى  
اللَّهُ عَنْهَا فَمَنْ اُذْخِشَ مِنْهَا فَلَيْسَ  
بِمُسْلِمٍ“

ان گندوی باتوں سے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا جو اور جو شخص ان میں سے کسی بات کو کھرب ہو جائے تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈالا ہے یہ بھی اس کو چھپائے لوگوں سے بیان نہ کرے۔

حاکم نے بھی ان حدیث کی تخریج کی ہے۔ اور عظیم حضرت زید ابن اسلم سے مروی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ کھلے عام گناہ کرنا اللہ اور اللہ کے رسول نیز مسلمانوں کی مصلحت و ممانعت کے خلاف ہے اور اس میں ایک طرح کی سرکشی پائی جاتی ہے۔ گناہ کو چھپانے میں اللہ اور اللہ کے رسول اور صالحہ عابد کا ممانعت اڑانا ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے اگر گناہ کرنے والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں، اگر گناہ کی سیلہ کے اس پر حد جاری ہو تو اس سے رسوائی ہوتی ہے۔ اور جب وہ اللہ تعالیٰ کے حق کا خیال رکھے گا جو سارے کرم کرنے

والوں سے زیادہ کرم کرنے والا ہے اس کی رحمت اس کے غضب سے بڑھی ہوئی ہے۔ تو یہ کرم اتنا عجب بنا میں اس کے گناہ چھپانے کا تو آخرت میں بھی جھٹلے گا اس کو سزا دے گا کہ گناہیں جو شخص علی الاعلان گناہ کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے اس کرم سے محروم رہے گا۔

## حدیث کا فقہی پہلو

جو شخص کھلے عام گناہ کرے گا یا اپنے لئے کو بیان کرے گا وہ اپنے اور غیر سیدہ لوگوں میں شمار ہوگا۔ عدم سیدگی کی شریعت اور عرف عام دونوں جیسے ناپسندیدہ ہے لہذا گناہ کو کرنے والا دوسرے کی باتوں کا مرتکب ہو لے گا کا اظہار دوسرے کی شرم کا تباہ کردہ شخص کہتا ہے جو اپنے گناہ کو ظاہر کرتا ہے اللہ کے چھپانے کے باوجود اس کا پردہ فاش کرتا ہے، اہم نوئی گناہ ایسے شخص کے بارے میں فرمایا کہ جس شخص نے اپنی بد کرداری کو ظاہر کیا یا دین میں کوئی نئی بات پیدا کی تو پھر اس کا تذکرہ دوسروں سے کرنا جائز ہے اس لئے اگر اس نے تو خود ہی اس کا اعلان کر دیا ہے، ہاں جس عیب کو اس نے نہ ظاہر کیا ہو اس کا لوگوں سے بیان کرنا درست نہیں۔

## موجودہ حالات میں حدیث سے کیا رہنمائی ملتی ہے

۱۔ حدیث ان لوگوں پر سخت نیکر کرتی ہے جو گناہوں کو ظاہر کرتے ہیں اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے انکی چھپایا اس کو بلا وجہ اور بغیر ضرورت کے کھولتے اور لوگوں سے بیان کرتے ہیں، یہ ایمان کی کمزوری اور حاکم ہونے کی دلیل ہے اس لئے یہ شخص پاکیزہ اسلامی معاشرہ کے لئے خطرناک ہوتا ہے۔

۲۔ حدیث زمانہ جاہلیت کے بچے کو اخراجات اور برائی عاداتوں یعنی کھلے عام گناہ کرنے اور فحش باتوں سے روکتے ہے اور ناپسندیدہ باتوں پر فخر کرنے جیسے عمل کا مادی کرتی ہے (باقی صفحہ ۲۸)

نقبت: حصہ اول میں اردو پر حصہ دوم چار سو پندرہ  
اس کا قاعدہ میں عربی اردو ایک ساتھ لکھانے  
کی کوشش کی گئی ہے، مگر دو حصوں میں لکھ کر اسے  
طویل کر دیا گیا ہے، اردو عربی اسباق باری باری ہے  
لانے میں یہ قاعدہ جھوٹے بچوں کے لئے اچھا ویرا  
کر رہا ہے، جھوٹے بچوں کے لئے اردو کا قاعدہ غیب  
واضح الگ ہو اور عربی قاعدہ الگ، جیسا کہ اب تک  
معمول ہے۔ البتہ اگر نورانی قاعدہ کا مطالعہ کر کے  
اس قاعدہ میں کچھ اصلاحات کر لی جائیں تو یہ سہرا کا  
اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں یا بچوں کو پڑھانے  
کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ دینی مدرسوں کے بچوں  
میں چلانے کے لئے تصویریں واضح اور بڑی چھاپا  
جائے، قاعدہ کو ایک حصہ میں کرنا چاہئے۔

اہم :- قاعدہ کے سرورق پر جو فتویٰ کی عبارت ہے اور آخری صفحہ پر جو فتویٰ ہے اسی کو بھول کے قاعدہ سے بالکل الگ ہونا چاہئے۔

”الہدس“ کا کوئی کھنڈہ، زیر نظر قلم جہنمیں جولائی  
 آئیٹ اور ستمبر ۱۹۱۷ء پر مشتمل جمہوریت حضرت مولانا  
 محمد عبدالحلیم صاحب فاروقی نے بجز بڑے میدان محاف  
 کے جمہور مولانا اشرقت علیہ سے کلن واقف نہیں پہنچا  
 زندگی حق و باطل کی جنگ میں صرف کر دی، آپ کی  
 وفات سے جو خلا پیدا ہوا اس کا پھر ہونا مشکل ہے، چاہے  
 تھا کہ آپ کی زندگی کے ہر گوشے سے آپ کے چاہنے والی  
 کو واقف کرایا جائے، ”الہدس“ کے ان خبریں اس حیرت  
 کو پورا کیا، اشرقت علیہ مولانا عبدالحلیم فاروقی نے یہ اہم  
 کو بڑا سے فیض دے، انھوں نے اس بڑی ترتیب اشاعت  
 میں اس کا حق ادا کر دیا۔

یہ خبر دیے تو سبھی حضرات کے لئے فاحشہ کا جز  
ہے لیکن دینی مسئلہ اس کے اظہار اور دینی صفات سے متعلق  
حضرات کے لئے خاص طور پر کارآمد ہے۔

# مطالعہ کی میز پر

تبصرے کیلئے کتابوں کے دونوں کا آنا ضروری ہے!

ڈاکٹر ہارون رشید مدلیقی

دینی کی جانب سے شائع ہوا ہے اس میں شیخ الاسلام پر اردو میں ۶۶ صفحات، انگریزی میں ۲۵ صفحات اور ہندی میں ۱۱ صفحات میں بہترین مضامین ہیں، لکھنے والوں میں پروفیسر عتیق احمد نظامی، دشتوتہ طاؤس، عفران احمد، محمد اقبال قاسمی کے علاوہ داور بھی مشاہیر ہیں۔

ادو کا کثرت بہت باریک اور طاعت نہایت  
 نگھٹیا ہے صفحات ۳۴، ۳۵ اور ۳۶ تو پڑھنے میں  
 نہیں آ رہے ہیں، انگریزی و ہندی کی کمپوزنگ جتن  
 غصہ ہے، لیکن ہندی میں ادو الفاظ کا مستیاس  
 رکھنے میں **دھول دھول** غلط ہے  
**دھول دھول** ہے۔ **دھول دھول**  
 سدا رت کے لئے **دھول دھول** غلط ہے  
 چاہے کہ رت کے لئے **دھول دھول** ہے  
**دھول دھول** ہے۔ **دھول دھول**  
**دھول دھول** ہے۔ **دھول دھول**  
 صحیح ہے۔ انگریزی الفاظ کے لفظ بھی ہندی میں ادا  
 نہیں ہو پاتے ہیں۔

بہر حال پرچہ حضرت شیخ الاسلام کے بارے  
میں ابھی معلومات نہایت کم ہے مگر مجھے یقین کا مل ہے  
کہ حضرت موجود ہوتے تو اپنی تصویروں کے ساتھ ان  
مضامین کو پسند نہ فرماتے۔

ایک کتاب

اسلام ایک مکمل دین ہے، اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی رہنمائی کی ہے اور احکامات بیان کئے ہیں، اٹھا، بیٹھا، سونا، جاگنا، شادی، غمی، ہوسنا، خوشی، غمی، کربا خانہ پنجاب، عید کے احکامات بیان ہوئے ہیں، بیوی کے حقوق، میاں پر، میاں کے حقوق بیوی پر، میاں بیوی کے نجی تعلقات، جنسی تعلقات کب اور کیسے، اس سلسلہ میں متعین کیا ہے اور عمر کیا ہے مائے بنانا، دینی کتابوں میں محفوظ ہیں۔

بے شک میاں ہوی کے تعلقات ناگزیر ہیں لیکن اس سلسلہ کے سارے بیانات کو یکجا کتا بی شکل میں چھپنے سے حیا مانع رہی اور میرے علم میں کسی عالم نے اس کی جرأت نہیں کی اور اب تک یہی معمول رہا کہ علماء و حضرات اس کی تفصیلات پڑھتے اور جانتے رہے اور حسب ضرورت نوجوانوں کو اس کی رہنمائی کرتے رہے۔

ڈاکٹر آفتاب احمد شاہ دہلوی ایجنسی لکھنؤ  
شہاب خاں اتادہ نے اس سلسلہ کی ایک کتاب کی  
ترتیب دی ہے، اگرچہ کتاب کے مندرجات تقریباً  
صحیح اور نوچوانوں کے مفید ہیں، مگر صحیح کتاب  
اس لائق نہیں کہ گھر کے ہر فرد کی نظر اس پر پڑے۔

”شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ  
بربادگاری و انحطاط۔“

یہ ڈائجسٹ ابوالکلام آزاد اسٹڈی سرکل

قاعده عرشی زادہ

پتہ: مولانا عرش غازی ندائیس فارم لکھنؤ



# تعلیمی حیات

پندرہ روزہ

لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ لَقَدْ کَرَّمْنَا ذٰلِكُم بِرَحْمَةٍ مِنَّا لَئَلَّامًا لَّا یُفْکَرُ

جلد نمبر ۳۳ | ۲۵ فروری ۱۹۹۴ء - مطابق - ۲۰ رمضان ۱۴۱۴ھ - شمارہ نمبر ۱۵۰

## ذکر تعاون

سالانہ ..... روپے  
فی شمارہ ..... پانچ روپے  
- بیرون ملک سفائی ٹھکانہ -  
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ملک  
۵ روڈ اور  
- بیرون ملک بکری ڈاک -  
بکری ڈاک جملہ ..... ۱۰ روڈ اور

## مشاورت

مولانا نذیر العظیم ندوی - مولانا محمود الازہار ندوی  
مولانا اسلم حسین ندوی - مولانا محمد خالد ندوی  
مولانا عبدالعزیز حسین ندوی - مولانا محمد رضوان ندوی  
ڈاکٹر امداد علی رشید صدیقی

## منگوان اعلیٰ

مولانا معین الدین ندوی  
مدیر مسئول  
شیریں الحق ندوی

## خط لکھیں

خط و کتابت اور ذمہ دارانہ خدمت  
کو پی این ایم سب، پرنسپل ڈائریکٹر کیمیا  
مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر  
ہر ہفتہ کی سب پر کھانا ہے اگر آپ  
جدید خریداریں تو اس کی مراعت ضرور  
کریں اس سے ذمہ داروں کو آسانی  
اور جلدی ہوتی ہے۔ - منیجر

اس دائرہ میں اگر شرح نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ وہ دہاں کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ ستورپے بذریعہ مئی آرڈر دفتر تعلیم حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

## خط و کتابت کا پتہ

مینجر تعلیم حیات، پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷ یو پی  
ڈھانٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعلیم حیات کے پتہ پر  
ہمدرد انداز کریں

پرنسپل نشریات میں نے ہر کچھ آئٹم میں بیچ کر لکھے دفتر تعلیم حیات میں تمام نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا



## شہزادہ عیسیٰ

- ۱۔ پانچ کاپی سے کم کی انکبسی جاری نہیں کی جاتی۔
- ۲۔ فی کاپی ۱۰ روپے کے حساب سے زر ضمانت پیش کروانا ضروری ہے۔
- ۳۔ کمیشن جو ابی خطے معلوم کریں۔

## زیرِ اشتہار

- ۱۔ تعمیر جات کافی کام فی سینیٹر R. 20/-
- ۲۔ کمیشن نقد لا اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر پیش ہوگا۔
- ۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشی جمع کرنا ضروری ہے۔

## بیسرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.  
P.O.Box No. 842  
MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)

ملینہ منورہ

Mr. M. AKRAM NADWI  
O.C.I.S.  
St. CROSS COLLEGE  
Oxford OX1 3TL - U.K.

برطانیہ

Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.  
P.O.Box No. 388  
Vereniging  
(S.AFRICA)

سائڈ افریقہ

Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.  
P.O.Box No. 10894  
DOHA - QATAR

قطر

Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.  
P.O.Box No. 12525  
DUBAI - (U.A.E.)

دبی

Mr. ATAULLAH Sb.  
Sector A-50, Near Sau Quater  
H. No. 109 Town Ship Kaurangi  
KARACHI-31 (Pakistan-)

پاکستان

Dr. A. M. Siddiqui Sb.  
98- Conklin Ave  
Woodmere  
New York 11598 -(U.S.A.)

امریکہ

## اِسْتِشْہَارِے مِیں

۲	مولانا قاضی الطہر سارک پوری	۱	جہاد صابری کا نظام تعلیم و تعلم
۵	مولانا سید محمد راج مسعود ندوی	۲	دعوتِ کام کی اہمیت (اداریہ)
۸	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی	۳	زندہ رہنا ہے تو....
۱۲	محمد الیاس ندوی	۴	سادگی مسلم کی دلچسپی.....
۱۶	ابو العظیم	۵	کیا باسرفراہت بھردی ہیں؟
۱۹	مولانا عبدالرحمن ندوی	۶	نہ تھے تو بڑی محرومی ہوئی
۲۱	پروفیسر محمد احمد صدیقی	۷	سیرتِ سید احمد شہیدؒ
۲۳	عبدالرزاق مسعود	۸	محبتِ رسولؐ کی چند شاخیں
۲۶	ڈاکٹر حفیظ احمد مدنی	۹	نفتِ نفت گوئی اور اس کا فن
۳۱	مولانا عبدالکریم پارکچہ صاحب	۱۰	بیسے حکومت کا درجہ بلند
۳۳	محمدہ بانو - الدہاد	۱۱	اسلام اور شعور و شاعری
۳۶	ملکین اشرف حسین علی	۱۲	مدنوں کو یاد کریں گے...
۳۹	مصعب عثمانی نسیمی	۱۳	اولاد کی تربیت میں...
۴۱	(ادارہ)	۱۴	وقفاتِ امیرؒ مہم صاحب
۴۶	دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	۱۵	تغییر امتحان سالانہ
۵۵	محمد اشرف ندوی	۱۶	عالمِ غیر عربی

مولانا محمد امجد علی حسنی ندوی

ایضاح

# دینی کام اور دنیاوی کام

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اپنے سے پہلے کی مسلمان امتوں پر یہ امتیاز حاصل ہے کہ سادہ امتوں میں دنیاوی امور اسلام کے پیچھے جانے کا سلسلہ قائم تھا۔ اللہ تعالیٰ ایک نبی کے بعد دوسری بھیجتا تھا، جو دین صحیح کی دعوت کا کام کرتا تھا۔ ہر نبی کے اسی اپنے نبی کے کام میں ہاتھ بٹاتے تھے اور دعوت دین کے کام میں شرکت کرتے تھے۔ لیکن حضور نبیوں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں کا یہ حال نہ رہا۔ ہر نبی کے کام میں ہاتھ بٹاتے تھے، یہ نبی کی جگہ کر لیا جاتا تھا۔ جو کوئی آخری نبی کے آجائے اسے دین مکمل ہو گیا اس کے روئے آخری نبی کے لئے ہوئے آخری مقام خداوندی کو قیامت تک جاری رکھتا ہے اس لئے اب جو کام ہوتا تھا وہ اسی دین کے اندر ہونا تھا۔ لہذا اس کے لئے اب آپ کے بعد قیامت تک کی نیابت آپ کی امت کے پہرہ کی طرف تھی۔ محمد میں علم آیا، "وَلَقَدْ بَشِّرْنَا آدَمَ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْخَيْرِينَ وَأَنَّا مُنْزِلُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيُنْزِلُونَ حَبْنِ الشُّكْرِ وَأَوْشَقَ حَبْنِ الْمُغْلِبُونَ" تم میں ضرور ایک امت ایسی ایک بڑی تعداد میں لوگ ہونے چاہیں جو دعوت الی الحق کا کام کریں۔ اجمہات کا علم دیں، بری بات سے منع کریں، اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔ (آل عمران: ۱۱۰)

اور فرمایا: "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ" (آل عمران: ۱۱۰) تم واقعی بہترین امت ہو جو لوگوں میں سب انسانوں کے لئے بھیجا گئی ہو۔ تم اچھی بات کا حکم دیتے ہو اور بری بات سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اس آیت میں قابلِ فخر بات یہ ہے کہ اس کام پر امت کے افراد کو باقاعدہ صلاح دی گئی ہے۔ تم فرمائیے کہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور فرمایا تم بہترین امت ہو اور تمام انسانوں کے لئے مامور کے لئے ہو، اس سے ظاہر ہوا کہ اس کام پر امت کا مامور ہونا بہترین جماعت و امت ہونا پھر ایمان کی صفت سے باقاعدہ نقص ہونا نہیں خاص پہلو ہیں جن کو نمایاں فرمایا گیا ہے۔

یہ وہ ذمہ داری ہے جو امت محمدیہ کے لئے پڑا تھا۔ امتیاز یہ ہے۔ لیکن یہ اسی وقت صحیح اور مطابق واقعہ ہو گا جب مسلمان اپنی ذمہ داری کو پورا کریں اور ہر ذمہ داری دینی دعوت کے کام کے انجام دینے کا ہے۔ اگر تمام مسلمانوں کے ہر دور میں اور ہر جگہ میں یہ کام کسی نہ کسی مقدار میں انجام دیا جاتا رہا ہے۔ پس فرق اگر کوئی ملے گا تو اس کی کمی کا اور قرآنی اشاروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کام میں کمی و بیشی کی بنیاد پر اس امت کے فروغ و عزت میں کمی و بیشی ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ جب اور جہاں دعوت کا کام ڈھیلا پڑا اور کم ہوا یا متروک ہوا وہاں اس کے اعتبار سے مسلمانوں کی عزت و مقام کا حال بنا۔

اندلس جو ایک جنت ارضی کے مانند تھا اور جہاں مسلمانوں کی علمی و دعوتی ترقی اس میار کو پہنچی تھی کہ اس وقت کی ساری دنیا اس کو دیکھ کر حیرت و حیرت مئی تھی اور وہ عرب کی موجودہ علمی و مادی ترقیات کا آغاز نہ ہی کی خوشحالی سے ہوا۔ جس کو تمام ممالک اور تمام تمدن ملتے ہیں۔ وہاں کے مسلمانوں نے سب کیا کیا تھا۔ لیکن دعوتی فرائض انجام دینے میں کمی تھی۔ چنانچہ وہاں اکثر ایک ایسی جماعت تھی جو دنیاوی امور میں رہے اور جب اکثریت و اقلیت کے اصول کے دائرہ اثر میں آئے تو انہوں نے غور و فکر سے پھر ایک اکثریت کے تحت کرنا چاہی۔ لیکن بعض ضرورتوں کے باعث اگرچہ اندلس میں بھی طرح طرح مسلمانوں کی حکومت سات سو سال رہی اور یہاں حکمرانوں نے عوام کو اپنا ہم نوا بنانے کے لئے طرح طرح کے سبکدوشی کے انتظام کیے تھے۔ لیکن پھر بادشاہوں نے یہاں اکثریتی عوام کے مشرک مذہب کی متعدد باتوں کو اسلام میں ملا کر ایک مشرک مذہب بھی بنایا۔ مزید کہ یہاں اکثریتی مذہب کے اہم لوگوں میں خرد و امداد کے رشتے رکھنے والے تھے، لیکن اس کا نتیجہ جیسوں کی طرف سے بھلے قدر دانائی کے آج ہے کہ خوب گالیاں مل رہی ہیں اور مسلمان بادشاہوں کو ہندوؤں پر ظلم و تعدی کا مرکب بتایا جا رہا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہاں اندلس کے برعکس دین کے علمبرداروں اور داعیوں نے اپنی اپنی جگہ ملک میں پھیل پھیل کر دنیاوی اور دنیاوی منافق سے الگ رہنے کو کہہ کر جم کے دعوت کا کام کیا۔ آج انہی





رکھا، بلکہ ایک سفر کے دوران عبداللہ بن ابیہ منصور  
صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کی طرف  
آئے پہلے مکہ کے آئے پہلے مسلمانوں اور مسلمانوں  
مذہب و مسلم کی طرف باطن افراہ کر کے کہا کہ مدینہ  
پہنچا کہ مدینہ کے معزز لوگ ان گھنٹا اور ذلیل لوگ  
کو نکال باہر کریں گے جس کا صاف مطلب تھا کہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر ہاجرین کے لئے یہ کہہ  
رہا ہے یہ ایسی بات تھی کہ خود عبداللہ بن ابیہ کے بیٹے  
کو بری لگی، ان کو یہ خیال ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
اس باغیہ حرکت پر ان کے باپ کو سخت سزا دے سکتے  
ہیں، یا فوج مسلمان ناراض ہو کر اس کو قتل کر سکتے ہیں  
یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ  
یا رسول اللہ! میرے باپ نے ایسی گندی بات کہی ہے  
اس پر وہ لائق قتل ہو سکتے ہیں، میں خیال کرتا ہوں  
کہ قتل کا کام اگر کوئی دیکھ مسلمان کرے گا تو میں انسان

ہوں مگر خود ہونے کے لئے مجھ پر اس کا شر پڑ سکتا ہے  
جو میرے ایمان کے لئے مضر ہوگا، لہذا یہ کام لینا بدھو  
مجھ سے بڑے لیجئے آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ میں نو  
ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کروں گا، آپ کے اس عمل کا  
بہاؤ ہے کہ جب مدینہ منورہ میں مسلمانوں کا یہ فائدہ چل  
ہوا تو عبداللہ بن ابیہ کے بیٹے راستہ پر کھڑے ہو گئے،  
ادب آپ کی آمد پر تنوار دکھا کر کہا کہ اے نبیؐ، معزز و فخر  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان ہیں، اور ذلیل اور  
بہت آپ ہیں، اب میں لیجئے آپ مدینہ میں حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر داخل بھی نہیں ہو سکتے۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وعدہ کو برا بھلا  
کہا عبداللہ بن ابیہ کے ساتھ نہایت خوش اخلاقی کا کیا  
مسلک رکھا، خوش اخلاقی اختیار کرنے کے سلسلے میں  
قرآن مجید کی ہدایت پر عمل آئی کہ اگر کوئی مشرک  
قبائلی منافقت میں آئے تو اس کو حفاظت کے ساتھ  
لے جائے، اس طرح عبداللہ بن ابیہ کو کام سننے کا  
بھروسہ اس کی حفاظت کی جگہ تک پہنچا دیا۔

ناظم اندوہ اصلاح حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی مدظلہ العالی کو دوسرا صدمہ  
تویر حیات کے اسی شانہ میں مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی مدظلہ العالی کی بیعتی اور مولانا سید محمد  
راج صاحب حسینی ندوی کی الہیہ رقیہ جی مرحومہ کے حادثہ انتقال کی خبر دی جا چکی تھی اور پھر جی میں زیر مباحثہ تھا کہ  
اچانک یہ رنجیدہ اطلاع ملی کہ حضرت مولانا مدظلہ العالی کی شری ہمشیرہ اور مولانا سید محمد راج صاحب حسینی  
دو مولانا سید محمد امین رشید ندوی کی والدہ محترمہ کا رمضان المبارک کی ۲۳ ویں (۱۳۰۲) فروری ۱۳۰۲ء  
درمیان قیام شب میں انتقال ہو گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

ایک ہفتہ کے اندر یہ دو عظیم سانحے بالخصوص حضرت مولانا مدظلہ العالی اور مولانا سید محمد راج  
صاحب حسینی ندوی اہل پورے خاندان والوں کے لئے سنگین حادثہ ہے۔  
اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین تویر حیات کے  
ایصال ثواب اور دعا کے مغفرت کی درخواست ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ تویر حیات کے آئندہ شمارہ میں موجود منظرہ کے سلسلہ میں مفصل مضمون شائع  
ہو گا۔

(ادارہ)

ادب کے غرض رویہ کے ساتھ کام کرتے ہیں اسی کا  
نتیجہ ہے کہ ان کے کام کے اثرات اچھے اب غیر معمولی ظاہر  
ہو رہے ہیں، نہ صلوات کے لیے ایسے افراد ہیں کہ دعوت  
کے ان تک پہنچنے سے قبل مختلف قسم کے حرام  
کاموں میں اور خدا بنیاز زندگی میں مبتلا تھے وہ  
دعوت کا اثر قبول کرنے کے بعد نہ صرف یہ کہ نہایت  
صارح مسلمان بنے بلکہ بہت اور منہک دائمی بنے  
ہوئے ہیں۔ لاکھوں آدمی جو آزادانہ زندگی میں  
مبتلا رہ چکے ہیں وہ اب دیکھنے میں مولوی ملا اور علی  
خود پر دینی زندگی میں سرشار نظر آتے ہیں۔

یہ سب نتیجہ ہے دعوتی زندگی اختیار کرنے  
کا اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ دعوت کی تعمیل کا، اللہ تعالیٰ  
نے چاہا تو دعوت کے یہ پالائشیں مجھے عرض طریقے سے  
کی جا رہی ہیں، خود خواہ جماعت تبلیغ کی یہاں امت مسلمہ  
کی حفاظت و ترقی کے بہترین نتائج پیدا کر رہی گی، اور  
کم از کم اس امت کے بقا و تحفظ کا ذریعہ ثابت ہوں  
گی۔

صوفیائے کرام اور بزرگان دین نے دعوت دہان  
کی خاطر احکام خداوندی اور اسوۂ نبویؐ کو پوری  
طرح اختیار کیا، اسی کا اثر ہے کہ اس وقت مسلمانوں  
کی اتنی بڑی تعداد ہے، اس سلسلے میں ان کے بشارت  
واقعات ہیں جن میں ان کی محنت، جدوجہد و برداشت  
عام انسانی پھر دی و غیر فراموشی، دوستوں کے ساتھ  
اخلاص و محبت، دشمنوں کے ساتھ عفو و رحمت و غیر  
خوابی کی اعلیٰ مثالیں ملتی ہیں، یہ وہ طریقہ عمل ہے  
چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے

آسانش دو گیتی تفسیر اس دو حرف است  
با دوستان خلعت، با دشمنان مدار  
پوش آئندہ بت ہے کہ برصغیر میں اللہ  
دعوت کے کام میں اب بھی مسلمانوں کی ایک تعداد  
مصروف ہے۔ ان کے میدان عمل اور طریقہ کار میں  
تغیر ہے ان کے ذریعہ دین کے تعارف، ایمانی عمل  
صارح کی تلقین کا کام انجام دیا جا رہا ہے۔ داعی  
حضرت محبت و ہمدردی کے ساتھ لوگوں سے ملنے



## زندہ رہنا ہے تو

محنت والا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی

# میسرکار وال بن کر رہو

ذیل کے مضمون معصوم مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی کے وہ تقریر ہے جو انھوں نے دارالعلوم دیوبند کے مدرسہ اربعہ کے موقع پر فرمائی۔ ادارہ —

اور تم کو پناہ دی اور تم کو نصرت خداوندی اور آسمانی مدد کے ذریعہ تمہاری تائید کی اور صرف یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حلال وہ پاک چیزوں میں سے تم کو عطا فرمایا کہ تم فخر ادا کرو۔ طبقات کا لفظ عام ہے سلطنت سے لے کر مطلق العنان و با اختیار سلطنت تک اور سلطنت کے دنوں میں جو عزت ہوتی ہے، جو اعزاز و اختیارات حاصل ہوتے ہیں، جو قانون سازی کی طاقت آزادی و خود مختاری اور بلندی و برتری حاصل ہوتی ہے یہ سب طبقات میں آتا ہے۔

”وَلَا تَكُونُوا مِنَ الظَّالِمِينَ لَكُمْ عَلَيْهِمْ كَلِمَاتٌ وَلَٰكُمُ الْكِبَرُ“

کر شاید تم فخر کرو، اور تمہارے لئے فخر کا جذبہ پیدا ہو۔ آج میں انسانوں کا جنگی دیکھ رہا ہوں اور اس وقت کو دیکھ رہا ہوں جب چند ہزار مسلمانوں کے مصلحتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت نازل ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے یہ احسان جلایا تھا لیکن آج ہماری کیا حالت ہو گئی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بعض اپنے فضل و کرم سے ایک قصبہ میں دین کے خادموں کو ایک کازر بر دنیا کے دو دروازہ گوشوں سے کئے انسانوں کو جمع کیا ہے۔ ہر ملک کے لوگ یہاں اس طرح جمع ہو گئے ہیں اگر بے ادبی نہ ہو تو انہیں شہر میدانِ عرفات کا نقشہ ملے گا۔ یہاں دسے رہا ہے۔ جو طاقت مسلمانوں کو میدانِ عرفات میں جمع کرنے کی ہے وہی طاقت اور سنت ابراہیمی کی وہی کشش ہے جس نے آج اس قصبہ میں لاکھوں مسلمانوں کو بکری کر دیا ہے۔

”وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَلْعَيْنِ فَتٍ مِّنَ الْمَدَائِنِ آتِينَ بَيْنَ يَدَيْكَ يُجِئُكَ بِفِئَةٍ مِّنْهُنَّ“

## تیری سپہ انیس و جن تو ہے امیر جنود

مذکورہ میں اگر مسلمان جمع ہوتے ہیں منوبت ابراہیمی اور سنت محمدی کی وجہ سے، مدد سے اگر مسلمان جمع ہوتے ہیں تو اس میں بھی سنت ابراہیمی

تعداد اس وقت چند ہزار سے زیادہ نفی کہتا ہے: ”مہربان ہو تو تمہارے زمین میں کمزور کچھ جاتے تھے، ہر وقت ڈرتے تھے کہ تم کو کوئی جھگڑا مار کا ملک نہ لے جائے دیہاں پر قرآن مجید نے غفلت کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی جھگڑانا اور آڑا کر لے جانا ہیں، حالت یہ تھی کہ تم فخر کرتے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کو بھروسہ کرنا تھا بلکہ صرف قریش کا قبیلہ پیشہ کے لئے اس چراغ کو لگی کرنے کے لئے نکلتا ہوتا تھا قرآن مجید کے اندر مذہب ذیل آیت میں بھونک مار کر بکھانے کی تعبیر استعمال کی گئی ہے“

”مِثْلُ مِدْيَانِ يَوْمَ يُفَصِّلُ الْوُجُوهَ لَأُولَٰئِكَ جِزَاءُ مِمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ“  
یہ صرف ادبی لفظ نہیں، اس کے سادے الفاظ مجھ میں اس لفظ میں ایک سچی اور صحیح تصویر ہے۔ حالت یہ تھی کہ مسلمانوں کی زندگی کا چراغ اور اسلام کے چراغ کو ہر وقت ٹھک کیا جاسکتا تھا۔ اس کے بجائے کے لئے کسی نیچے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ وہ منکبہ سے بکھلا جاسکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دو تین جگہ قرآن مجید میں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کے حالت کی صحیح اور سچی تصویریں کی گئی ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،  
”فَاذْكُرُوا أَنفُسَكُمْ قَالُوا سَبَّحُوا لِلَّهِ مَا يَكُونُ لَهُ عَدُوٌّ شَرٌّ مِّنَ اللَّهِ“

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
”یَا اَذْكُرُوا أَنفُسَكُمْ قَالُوا سَبَّحُوا لِلَّهِ مَا يَكُونُ لَهُ عَدُوٌّ شَرٌّ مِّنَ اللَّهِ“  
میرے جانو! عرض کرو اور دوستو! میں نے آپ کے سامنے سورہ انفال کی آیت پڑھی جو فوری طور پر میرے ذہن میں آئی کسی طبی طاقت سے میرے کان میں کیا اس ظہیر صبح کو دیکھو جو لوگوں کی تعداد میں تمہارے سامنے ہے اس غیر معمولی تعداد کا تصور پہلی صدی ہجری میں بڑے سے بڑا جنگ جو غیر معمولی دور میں، جو مولانا صاحب فرات اور بڑے سے بڑا مشین کوئی کہنے والا بھی نہیں کر سکتا تھا کہ دنیا ہی میں نہیں ہوسکتا اگر زمین ہی نہیں، ایک ایسے قصبہ میں، جو جزیرہ العرب سے سات ستر ہائے ہزار اور بحر بان، الجندیب، خانان، قومیت اور نسل و مذہب کی ہر شے سے جزیرہ العرب سے منسلک نہیں مسلمانوں کی تنہا بڑی تعداد میں ہونے کی قرآن مجید کی آیت پر دو بارہ غور کیجئے اور پہلی صدی ہجری کے ان حالات کو دیکھیے جو مسلمانوں کے ساتھ مذہب و طہر میں پیش آئے تھے۔  
قرآن مجید مسلمانوں کو مخالف کے کہیں کھ

اور سنت محمدی کی کشتن کو دخل ہے اور آج بھلا اس  
آواز میں وہ غیر معمولی طاقت اور شش ہے جس کو اگر  
مسلمان سمجھ لیں تو دنیا کی کسی بڑی سے بڑی حکومت  
میں وہ اثر اور طاقت نہیں جواب بھی ایمان کی آواز  
میں ہے۔ اقوام متحدہ سو بار چلے، سو بار مرے،  
امریکا اور روس جیسی بڑی بڑی طاقتیں مر مر کے  
زندہ ہوں، پھر بھی ان کی آواز میں وہ طاقت تاثیر  
نہیں جو اسلام کی آواز میں ہے، جس طرح تقاطع  
لے کے لکڑیوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی طرح  
آج بھی اس آواز میں وہ کشتن توانائی اور سیاقی  
ہے جو دنیا کی کسی چیز میں نہیں ہے۔ ہمیں اور آپ  
کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ کیا چیز تھی جس نے قبیل خدود  
کو تیر خدود پر غالب کر دیا۔

میں نے عربوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا  
تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو لاشعری سے مل کر شعی  
بنادیا، اور میں آپ سے ایک بار نہیں چاہا کہ تم  
کو آپ کچھ نہ تھے، سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو  
اسلام کے طفیل عطا کر دیا۔

ذرا سوچئے تو سہی!

آپ ہندوستان میں کس چیز کی پرستش کر رہے  
تھے؟ خجرو جحر سے کر رہے تھے آپ کے لیے مہمود  
و مہمود بننے کے لائق تھے۔ پستیوں، و تلوں، جہانوں  
اور شفاؤں کے اس بحر غلات سے آپ کو کس نے  
نکالا ہے؟ یہ وہی انبیاء کرام کی وحدت تھی جو آتشی  
طہر برقیات تک کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے ذریعہ سے اس دنیا کو پہنچائی، مگر عربوں  
پر اسان ایک مرتبہ سو آپ پر اللہ تعالیٰ کا یہ  
احسان سوا ہے۔

میں عربوں سے بار بار خطاب کرتا ہوں اور  
ان کا ترجمان بیکر مگر مضبوط ہوتا ہوں، یہ ان کی حالی  
فرانی اور کرم انفس سے کہ میں نے ان کو سمجھو  
تو جھک گئے اور جب بھی میں نے ان کو بکار لیا تو ان

نے آواز دی اور جب بھی ان کا ایک غضب کی طرح  
اعتساب کیا، انھوں نے اس کو برداشت کیا حالانکہ  
مجھے اس کا کوئی حق نہ تھا، میں تو اس مجاز کا ایک  
ادنیٰ میوار ہوں۔ اب میں آپ سے کہوں گا اور سو  
بار کہوں گا کہ خود کو یاد کریں کہ آپ کہاں تھے اور اللہ  
تعالیٰ نے آپ کو کہاں پہنچا دیا۔

میکرو دست اور بزرگو!

آپ اپنی حقیقی عظمت کے راز کو سمجھ کر دنیا  
میں اب تک ہزاروں لطفان، آندھی اور سیلاب کے  
باد جو آپ اب تک کیوں باقی ہیں؟ ایک ہندوستان  
ہی کی تاریخ کو دیکھ لیجئے۔ یہ زمین جس کو حالی نے اقل  
الارض اور ہندوستانی تہذیب و مزاج کو اکمل  
الاحم سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی جو قوم یہاں آئی وہ مکمل  
ہو گئی اور اس نے اپنی قومی خصوصیات و امتیازات  
کو گھوٹا اور تھر کر درکان تک رفت تک شدہ کو نظر  
سامنے آنا رہا۔ اس میں نہ تو آریا کی نسلیں باقی رہیں  
نہ دوسری قومیں۔ جو بھی یہاں آیا وہ اس کے رنگ  
میں رنگ گیا۔ لیکن وہ کیا چیز تھی جس نے ایشیائے  
کو اپنے انھن کے ساتھ باقی رکھا ہے؟ وہ ہے خلیفہ  
توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے  
وابستگی، اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اقرار اور اس کے  
سامنے ساری طاقتوں کا انکار اور رسول اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی ذات گرامی کی محبت کا طوق اپنے گلے میں  
ڈالنا۔

یہ تھے وہ اسباب جن کی بنا پر ہم اس قافلہ  
ہوئے کے اس منفرد کو دیکھ سکیں۔ ہم ان عربوں کو  
لے کر جمع کرتے ہیں کہ ان سے ملیں اور ان سے کہیں کہ  
اے ہمارے مرشد! اے ہمارے استاد! تم نے  
ہم کو جو جیستی پڑھا تھا اور جو مبلغ ہندوستان پہنچے  
تھے جنابت کرتے ہیں کہ ہم یہاں ہیں اور یہاں تک  
نہیں ثابت ہوئے۔ محمد بن قاسم، یحییٰ اور دوسرے  
بزرگان دین و صحابہ براہ راست عرب سے آئے یا

دوسرے ملکوں سے ہو کر، جو سب سے کرائے تھے  
وہ سب کچھ ہم نے یاد رکھا اور ہم نے آپ کو کسی لفظ  
ہے کہ ہم اپنا سابق سنائیں اور یہ زبان حال سے سن  
رہے ہیں اور حیرت زدہ ہیں کہ اس ہندوستان میں  
اتنے غیور مسلمان، فتح اسلام کے اتنے پروانے اسلام  
کی شمع کو اس طرح جلا سکتے ہیں اور علیٰ فتح پر  
اتنے پروانے فتح ہو سکتے ہیں۔ ہم نے ان عربوں کو  
دارالعلوم کی تاریخ سنسنے اور اس کے کارناموں  
کی عظمت سے باخبر کرنے کے لئے جمع نہیں کیا ہے  
بلکہ ہم انھیں کے مشہور شاعر ابو فراس ہمدانی کا  
وہ شعر سننا چاہتے ہیں جس میں اس نے کہا تھا  
صَنَائِعُ فَاخٌ ضَاغُهُمَا فَنُفُثُ  
وَعَرَمٌ حَبَّ خَالُوسٌ فَنُفُثَا  
وَكُنَّا كَالْبَيْتِ جَمِادَا أَصَابَتْ  
مَرَامِيهَا فَنُفُثَا جَمِادَا

دکار نامے جن کو بنانے والے بڑے ہندو عالم  
مرتب تھے، وہ بڑے روشن ہیں، وہ پودا جس کا گلہ  
والا بڑا کریم، بڑا شریف، بڑا عالی استعداد و دماغ وہ  
پودا خوب کامیاب نکلا اور خوب برگ و بار لایا۔  
ہم تو مرتبہ جب تیر اندازانے کمان میں جوڑ  
کر ان تیروں کو چلا یا تو وہ اپنے نشانے پر بیٹھے۔ تو  
تیروں کی غوریت ہے اور تیر انداز کی بھی غوریت ہے۔  
حضرات!

میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنا غلت  
اور شخصات کے ساتھ اس ملک میں باقی رہئے۔ ہم  
مسلمان ہیں، ہم کو اس کا اقرار ہے کہ اس ملک میں  
پورے اسلامی امتیازات اور مکمل اسلامی شخصیات  
کے ساتھ باقی رہیں گے یہ ہمارا فیصلہ ہے۔

بزرگو! اور دستو!

حجرت کا فلسفہ کیا ہے، ہجرت کا شرعی حکم کیوں  
ہے؟ اس لئے کہ جس زمین پر احکام اسلام پہنچا نہ  
نہو سکے اس سرزمین کو چھوڑ دینا فرض ہے یہاں

ملک میں اس حالت میں نہیں رہ سکے مگر ہم اپنے تمام  
نقصات و امیال ذات سے دست بردار ہو جائیں اور  
اپنے مابدا الامتیا عقائد کو چھوڑ دیں، اپنے عقیدہ  
توحید و رسالت، ایمان بالآخرت سے دست بردار ہو جائیں  
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت  
اور آپ کی سنت پر چلنے کے جذبہ سے ہم خالی اور  
عاری ہو جائیں۔

ہم صاف اعلان کرتے ہیں، اور ہم چاہتے ہیں  
کہ آپ بھی اعلان کریں کہ ہم ایسے جانوروں کی زندگی  
نہیں گزارنے پر مجبور نہیں ہیں جن کو صرف رات چاہئے  
اور ان کو SELF SECURITY چاہئے کہ ان کو  
کوئی مائدہ نہیں، ہم نہ بار بار ایسی زندگی گزارنے  
اور ایسی حیثیت قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔  
ہم اس سرزمین پر اپنی اذانوں اور نمازوں کے ساتھ  
رہیں گے بلکہ ہم تراویح اور اشراق و تہجد تک چھوڑنے  
کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ ہم ایک ایک سنت کو اپنے  
سے لگا کر رہیں گے اور رسول اکرم کی صورت کو سامنے  
رکھ کر کسی ایک نفس بلکہ کسی نقطہ سے بھی دست بردار  
ہونے کے لئے تیار نہیں۔

لیکن۔ عزیزو اور دوستو!  
اس وقت جبکہ ہمارے ملک اور عالم اسلام  
جو سرور دل و دعا کا ایک جگہ جمع ہے اور یہاں ایسے  
لوگ جمع ہیں جن کا فکری سکڑاؤ کاغذ الوقت کی طرح  
چلتا ہے، میں ان تمام حضرت کی موجودگی میں کہتا  
ہوں، آپ یہاں سے جہد کر کے جائیں کہ ہم کو اس  
ملک میں مسلمان بن کر رہیں۔ ہمارے اور ہم کی قیمت  
ہمارے سے دھیر وار ہونے کے لئے تیار نہیں۔

توحید کی اعانت سینوں میں ہے ہمارے  
میرے جانو! آپ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت  
اپنے میں تو ہے کہ پھر اس طرح زندگی  
تو اگر میرا نہیں جائز نہیں اپنا تو ہیں

کپ اپنے ساتھ تو انھیں کچلے مسئلہ ایک دوسرے  
پاکسی ہمارے کا نہیں، نہ کسی مکتب خیال کا مسئلہ ہے  
اور نہ کچھ مفصلوں اور حقائق کی تکمیل کا مسئلہ ہے۔  
مسئلہ صرف علوم اسلامی کے باقی رکھنے اور اسلامی  
شخصیت کے تحفظ کا نہیں، آج مسئلہ ہے اس ملک  
کی قیادت کا۔ کپ دوسروں کے پیچھے چلنے کے لئے ہرگز  
نہیں پیدا کرنے لگے اور نہ فرمانے آپ کو اس ملک میں  
اس لئے چھپے کہ آپ دوسروں کے حاشیہ بردار  
ہوں اور آپ لوگوں کے اشاروں کو دیکھیں اور ان  
کے چشمہ دایرہ کو پھیلنے کی کوشش کریں کہ ملک کس  
رخ پر جا رہا ہے ہم کسی قومی دھارے سے واقف  
نہیں ہم تو صرف اسلامیات کے دھارے کو جانتے  
ہیں، ہم تو دنیا کی قیادت و امامت کے لئے پیدا رکھے  
گئے ہیں۔

حضرات!  
آج ملک خود کشی کے لئے قسم کھا چکا ہے،  
وہ آگ کی خندق میں گرے کے لئے تیار ہے، وہ  
بد اخلاقی اور انسانیت کشی کے دلدل میں ڈوب  
رہا ہے، آپ ہی ہیں جو ہندوستان میں کپ پورے  
ایشیا میں اس ملک کو بچا سکتے ہیں۔ آپ اللہ اور  
رسول کی بات کہئے، آپ کو کوئی ضرورت نہیں کہ آپ  
نیلام کی منڈی میں آتا ملیں اور آپ سودا کرنے لگیں  
کہ ہادی بولی بولی جائے۔ آپ تاریخ یا باب میں اند  
کے سو آپ کی خدیجی راہ کو کوئی حوصلہ نہیں کر سکتا۔

اس لئے میں ڈنکے کی جھٹ پر کھڑا ہوں، کاش میں  
آپ کے دلوں اور دماغوں پر چوٹ لگا سکتا ہوں  
صرف آپ سے کہتا ہوں کہ اس ملک کو صرف تنہا آپ  
بچا سکتے ہیں اس لئے کہ آپ کے پاس عقیدہ توحید اور  
انسانی اصول و مساوات ہے، آپ کے پاس اجتماعی  
عدل کا مکمل نظام موجود ہے، آپ ہی ہیں جو ہر چیز  
سے بالاتر ہیں، آپ ہی ہیں جس کے پاس ایمان بالآخرت  
ہے اور جو اخلاقیہ و تقویٰ پر یقین رکھتے ہیں۔

آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں کی طرف طاقت اور وقت  
برسا کر کہہ سکیں کہ میں مال و دھار اور گھڑی  
بکاسب کہہ رہا ہوں اور آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا  
ہے جو اقبالیت میں کامیابی اور پارلیمنٹ تک پہنچ  
جائے ہی کو بے بڑی عمارت سمجھتے ہیں۔

برنگو اور دوستو!  
جو دولت کے فلسفے پر ایمان رکھتے ہیں اور ہر  
چیز کو سورج کو پوچھتے ہیں کہ وہ ڈوب کر کسے  
ہو، اس کو کوئی بچا نہیں سکتا مجھے اللہ سے کہنا  
پڑتا ہے کہ عرب ملک اس سے بہتر حالت میں نہیں  
اور میں آپ سے اندویشا اس لئے نہیں کہ یہاں چل  
کر میں ان سے ڈرتا ہوں، میں نے ان سے کہا کہ یہ  
"لَا تُفْضَرْ اَخْشَى عَلَیْكَ وَ لَکِنْ اَخْشَى اَنْ  
تُفْضَلَ عَلَیْكَ" اَللّٰہُ تَعَالٰی جَسَدٌ طَیِّبٌ  
کَانَ فَبَلَّغْکُمْ فَنَافِئًا فُضُوْا هَا کُنَّا فَنَافِئًا  
فَبَلَّغْکُمْ کُنَّا اَهْلُکُمْ فَعَفُوْا

اس کو میں نے حکم اور مدد میں کہا کہ اور ہر جگہ میں نے  
یہی صدا لگائی کہ کوئی بچا نہیں سکتا ہے جو اللہ کے حوال  
پر یقین اور اس کی نصرت پر چھوڑ دے۔ اگر  
ہندوستانی مسلمان اپنے اندر ایمانی خصوصیات پیدا  
کر لیں تو آج بھی ان کی ترقی و ترقی ہو سکتی ہے اور  
وہی انداز غمناک پیدا ہو سکتا ہے۔

میرے عزیزو اور دوستو!  
میں پورے ڈوٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ کلنا  
فاسمہ انو توئی؟ اور ان کی روح کو کبھی پیام ہے۔  
حضرت شیخ الہند اسی میں چلے اور چلے رہے۔  
حکیم الامت حضرت خاں خاں خاں اور مولانا مدنی  
اپنے اپنے خاص طرز اور اسلوب سے اسی کے لئے  
بہتر سوزان اور نرمان رہے کہ ہندوستانی مسلمان  
اپنی خصوصیات اور ملی شخصیت کے ساتھ اس ملک  
میں باقی رہیں، قرآن و سنت کو سمجھنے کے لئے لکھا  
انسانی مسائل چھڑنے کے بجائے توحید و منہ

ودماغ اور آپ کے اعصاب پر حاوی ہونا چاہئے۔  
وَأَجِبُوا دَعْوَانِ الْإِسْلَامِ وَلَقَدْ تَعَالَيْنَا

ساتھ سر بلند اور سرخرو ہیں۔  
وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ أَكْثَرُونَ  
إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

نہرو دیں۔ دیوبند کا یہی بیگم ہے اور اس کی یہی  
خصوصیت رہی ہے کہ انھوں نے سرمایہ ملت کو چھاننے  
کی کوشش کی اور اختلافی مسائل کو عوام کے سامنے  
نہیں لائے۔

### القبیہ سیرت سید احمد شہید

اس کا نام احمد رکھا۔ آپ سے متاثر لوگوں میں  
اہل خانہ کی بڑی تعداد تھی۔ نانوتہ اور کاندھلہ  
تشریف لے گئے ہاں مفتی الہی بخش صاحب  
مرید ہوئے۔ آپ شاہ عبدالعزیز صاحب کے  
نامور شاگرد تھے چھ مہینہ اس دورہ میں صرف  
ہوئے۔ واپس دہلی میں ہوئی۔ کچھ عرصہ قیام کر کے  
آپ نے رائے بریلی کے سفر کی تیاری کی۔ (جاری)

حضرات!  
یہ دارالعلوم دیوبند کے فضلاء ہیں کو دستار  
فضیلت ملنے والی ہے ان سے اس درس گاہ کی تین چار  
اہم خصوصیات کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں۔  
(۱) اس درس گاہ کی سب سے بڑی خصوصیت  
یہ ہے کہ اس نے اختلافی مسائل کے بجائے توحید و توحید  
پر اپنی توجہ مرکوز کر رکھی ہے وہ وراثت اور لعنت  
ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ اسماعیل شہید  
اور سید احمد شہید کے وسیلے سے اس کو ملی اور ابھی  
تک اس کو غریب ہے۔

یہ دیوبند وارث ہے حضرت مجدد الف ثانی کا  
اور اگر کوئی نہیں سمجھتا تو اس کو سمجھنا چاہئے۔ یہ میرا  
مقام نہیں ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں، اور حضرت مجدد  
الف ثانی کے وارث ہیں حکیم الامت حضرت شاہ  
ولی اللہ دہلوی۔ مقتدر بزرگوں میں سے کسی کو بھی  
اس میں کلام نہیں کہ یہ حضرت شاہ ولی اللہ کا گستاخ  
اور ان کا ملکت فکرم ہے جو دیوبند کی شکل میں اس وقت  
سامنے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں  
جہاں جہاں صبح عقیدہ درس گاہیں رہیں وہ شاہ  
ولی اللہ کی شمع فروزاں اور اسی کی تجلیات ہیں

### القبیہ کیا یا سر عزت یهودی ہیں؟

نظر آئے گی۔ لبنان میں مدام اور یسایا کے مخالف  
قائم دستوں نے یہ بیانات دیئے تھے کہ ان دونوں کو  
جو وہ بائبل کرنے کی سازشیں تھی، لیکن ہر بار لڑائی  
سہ آئی اس نے ان دونوں کو بد وقت ملنے کر دیا۔  
اس کے لئے بھی ایک بار خدائی بد عمل کیا مگر وہ پنج  
گئے یا پھانسی گئے۔

(۲) اتباع ملت کا جذبہ اور فکر۔  
(۳) تعلق مع اللہ کی فکر اور ذکر و حضوری اور  
ایمان و اعتقاد کا جذبہ۔

منصب قیادت و حفاظت ملک ملت کا فریضہ

حضرات!

میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے لئے  
فائدہ کا مقام اختیار کیجئے۔ آپ سمجھ کر آپ کی حیثیت  
ملک میں قائم کی ہے۔ میرے لئے یہ بات ناقابلِ بحث  
ہے کہ کوئی یہ کہے کہ مسلمانوں کو یہ کرنا چاہئے۔ کون یہ  
کہنے کا حق رکھتا ہے۔ کیا نبی کریم کے بعد کوئی اور  
پیغمبر پیدا ہو گا، کیا کتاب اللہ کے بعد اور کوئی کتاب  
آسمان سے نازل ہوگی، کیا شریعت محمدی کے بعد  
کوئی اور شریعت آئے گی؟ ہم سے کہنے والا صرف  
اللہ اور اس کا رسول ہے، ہمارا ساتھ دینے والی ہمارا  
آسمانی کتاب اللہ سنت رسول ہے، آپ یہ چاہیں گے  
بہالہ سے چاہئے کہ آپ کو ان خصوصیات کے ساتھ  
اس ملک میں رہنا ہے اور کتاب و سنت کو دل و جان  
سے زیادہ عزیز رکھنا اور اس کے لئے جیسی ہے  
بڑی قربانی کے لئے تیار رہنا ہے۔ اگر آپ ان خصوصیات  
کے ساتھ اس ملک میں ہیں تو انشاء اللہ آپ عزت کے

کوشش۔  
یہ چار عناصر مل جائیں تو دیوبندی بن جائے گا  
ان میں سے کوئی عنصر کم ہو جائے تو دیوبندی نہ بنے گا  
فضلاء دارالعلوم دیوبند کا یہ شعار رہا ہے کہ ہمارا  
چار چیزوں کے جامع رہے ہیں۔  
اب میں عام آدمیوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ  
اس میں آپ کا بھی حصہ ہے اور یہ صرف فضلاء کے  
ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ آپ بھی بہالہ سے بیگم  
لے کر چاہئے کہ عقیدہ توحید کو سینے سے لگا لے۔  
اور آپ کے گرد جو شرک اور فتنہ کا دھماکا برپا ہے  
اس سے الگ رہنا ہے جو محمد پر آپ قائم رہیں دنیا و  
سنت اور فریضہ کی پابندی کا جذبہ آپ کے اندر  
ہو اور تعلق مع اللہ کی کوشش کرتے رہیں آپ  
کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذکر و تذکرہ واجب محبوب  
اور عہدہ معبود کا ہونا چاہئے۔ یہی تعلق آپ کے دل

### اعلان

مدرسہ منظر الاسلام بلوچ پورہ شاخ دارالعلوم  
اندوہ العلماء اسلامہ تعطیل کے بعد انشاء اللہ ہر سال  
اس سال کو کھلے گا۔ جدید داخلے تحریری فیس کی  
بنیاد پر ہوں گے۔  
مدرسہ کا مندرجہ مکتبہ ہر سال ۱۳۳۵ھ کو کھلے گا۔  
منہم  
مدرسہ منظر الاسلام  
بلوچ پورہ کھنڈ

سے لے کر تیرہویں صدی ہجری کا زمانہ تھا جب ہندوستان  
سے سائے گیارہ موصلاً قدیم اسلامی حکومت کا، ۱۰۵۰ء  
میں خاتمہ ہوا شمالی، مشرقی، مغربی و وسطی افریقہ کے اکثر  
ممالک بھی مسیحیت کے قبضے میں چلے گئے، لیکن اسلام کی  
فلت میں زیادہ دیر نہ کر سکا نہ صرف اٹلی بلکہ ناممکن  
تھا اس لئے وہ جلد ہی پھر ابھرے لگے اور آج ہندوستان  
مدی میں پہلے سے کہیں زیادہ ۵۲ کروڑ مسلم ممالک کے  
ساتھ دنیا کے ۲ کروڑ مربع میل سے بھی زائد مسیحی  
۲۵ فیصد رقبہ پر حکومت کرتا ہوا نظر آ رہا ہے مسیحیت  
اسلام کی اس ترقی کو کب برداشت کر سکتی تھی اس کو  
توپنے مذہب کی تبلیغ سے زیادہ ہمیشہ مسلمانوں کے ناممکن  
استیصال و قطع قلع کی فکر و انگیزہ رہی، چنانچہ یورپ  
میں عالمی سطح پر مسیحیت کے انتہائی ذہین، تجسیم یافتہ  
و سنجیدہ لوگوں کا اجتماع ہوا تاکہ اسلام کے خلاف  
ایٹک کی ایکی ناکام بائیس کی جگہ کوئی دوسری متبادل  
منصوبہ بندی عمل میں لائی جائے اس لئے کہ ان کے  
ساتھ اس سال کے تجربے سے یہ بات ثابت ہو چکی تھی کہ اس  
دنیا سے مسلمانوں کا خاتمہ کسی بھی صورت میں ممکن نہیں،  
مشرق میں ان کو دبا جا رہا ہے تو مغرب سے دھمکا رہا  
ہے، شمال میں ان کو ڈبو دیا جا رہا ہے تو جنوب میں ان  
کا سورج طلوع ہو رہا ہے اب صرف ایک صورت باقی  
رہ جاتی ہے کہ ان کو اس دنیا میں ہی بے تو دیا جائے  
لیکن غیر فوری طور پر اسلام کو قید اور عقیدہ قاصر سے  
ان کا رشتہ اس طرح کاٹ دیا جائے کہ وہ نام کے مسلمان  
رہ کر مسیحیت کے لئے بھی بے ضرر ہو کر رہ جائیں اسکے  
لئے اس کمیشن کی مینٹنگ میں موجود ہر ممبر کو کوئی نام کا  
دفتر صرف اس لئے دیا گیا کہ وہ سوچے سمجھے کہ اور دور دور  
کے بد کوئی ایسی قابل عمل نو بریز کمیشن کے سامنے پیش کریں  
جس سے ان کے مذکورہ بالا ناپاک عزائم کی تکمیل  
ہو سکے، یاد رہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب دنیا مسیحی ترقی  
کے ایک نئے دور میں داخل ہو چکی تھی وہ دن بھر  
کے نت نئے وسائل ایجاد ہو رہے تھے مسلمانوں میں

# سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

## یشہنری تسلیم، تاریخی پس منظر اور ناپاک عزائم

محمد الیاس ندوی، استاد جامعہ اسلامیہ مدینہ

بعض مواقع ایسے بھی آئے کہ مسلم برتاؤ کا کہ واقعی اسلام  
کا نام و نشان جنہی سالوں میں دنیائے مٹ جائے گا  
تاریخوں نے جب اسلامی دار الخلافہ ہندو پر حملہ کیا تو  
تقریباً تمام دنیا والوں کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ شاید یہ مسلمان  
اب دوبارہ سر اٹھائیں، مسلمانوں کا بے دخل قتل عام  
ہوا اور ان کی لاشوں کو جگہ جگہ ڈال دیا گیا تھا مذہبی  
کن جس جلاویز کشیں نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کا پانی بھی مسلمانوں  
کی لاشوں سے سرخ ہوتا تو بھی جلی ہوئی مقدس کتابوں  
سے کالاجوتا، لیکن تاریخ نے دکھا کہ پوری کاپیائٹ  
گئی، قلم و قالی ہی اچانک حلقہ گروش اسلام ہونے لگے  
اور مسیحیت کو پھر ایک بار باپوسی کا منہ دیکھنا پڑا، اب  
ان کے پاس مسلمانوں کو دبانے کے لئے اس کے علاوہ کوئی  
چارہ کار ہی نہیں تھا کہ وہ کلمہ ممالک پر اپنی طاقت کے  
بل بوتلہ پر قبضہ کریں اور ہر جگہ اقتدار کو اپنے ہاتھوں  
میں لے کر مسلمانوں کو سیاسی و معاشی اعتبار سے اپنے  
زیر نگین کریں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایشیا افریقہ  
کے اکثر ممالک پر فرانس، برطانیہ، روس اور دیگر مغرب  
کا قبضہ ہو گیا، برطانیہ کے قبضے میں، ممالک آئے انڈیا  
نے ۱۶ ممالک کو فتح کیا اور روس نے بھی مسلمان ریاستوں  
کو ہرپ کر لیا، چین نے جو ۶ ممالکوں پر قبضہ کیا وہ ہیں  
کے علاوہ چین، اس طرح عالم اسلام کا مجموعی رقبہ چوتھ  
ہی سالوں قبل ایک کروڑ ۶۵ لاکھ مربع میل تھا صرف  
۴۵ لاکھ مربع میل سے بھی کم ہو گیا یہ بارہویں صدی ہجری

میں انسانیت عالمی سطح پر اسلام کی ایک بہت بڑی  
تحریف و رقیب ہے، سامراجیت کو مسیح بڑا خطرہ  
اپنے توسیع پسندانہ عزائم کے لئے اسلام ہی سے ہے،  
اشتراکیت و سرخ انقلاب کے زوال کے بعد تو یہ بات  
اور کھل کر سامنے آئی ہے لیکن اسکے اندر بعض خصوصیات  
اور امتیازات ایسے پائے جاتے ہیں کہ کوئی بھی مسلمان  
ان کی تعریف یا دل نہ خواستہ ہی سہی کئے بغیر نہیں رہ  
سکتا مثلاً ان کے پاس اپنے ناپاک عزائم کے لئے مٹلی  
دھبہ کی منصوبہ بندی و پلاننگ پائی جاتی ہے، ۲۰۰  
کے قریب مسیحی عالمی سطح پر کیتھولک و پروٹسٹنٹ کی مسلکی  
تفریق اور بعض آپسی نظریاتی و فکری اختلافات کے  
باوجود اسلام کے خلاف متحد و متفق ہیں، اسلام ہندوں  
کے خلاف کسی بھی کاروائی میں وہ ایک دوسرے کے  
شانہ بہ شانہ نظر آتے ہیں ایسی کسی بھی فتح پر ہندو سے زیادہ  
خوش نہ ہونا، بائیس کی شکست اور جریمت سے عبرت  
لے کر آئندہ کے لئے منصوبہ بندی کرنا گویا نئے مذہب  
ہی کا ایک جزو بن گیا ہے، ان ہی خصوصیات کی بناء  
پر مسیحیت اپنے دماغ کی کمی اور لامحدود داخلی  
مشکلات و دماغی کے باوجود اس وقت بھی اسلام کے  
مرد مقابل ایک تنگ زندہ باقی ہے، اسلام کی چودہ سو سال  
تاریخ اس بات پر ثابہ ہے کہ مسیحیت نے اسلام اور مسلمانوں  
کو اس دنیا سے ختم کرنے کے لئے کوئی کسر باقی نہ چھوڑی  
بائیس کی تبلیغی جنگیں و سازشیں اس بات کا ثبوت ہیں

آہستہ آہستہ قلبیں بیدار و علمی شعور بیدار ہو رہا تھا لیکن دوسری طرف بعض مسلم ممالک میں دولت کی فراوانی کے باوجود اکثر مسلم ممالک بالخصوص افریقہ کے ماسماشی بدعالمی کے شکار تھے اس لئے ان سب حالات و واقعات، انقلابات و تحریکات کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی کے سامنے جو مختلف بن ویز و زیر بحث آئیں، انہیں سے چند اہم مندرجہ ذیل تھیں۔

(۱) مسلمانوں کی عالمی سطح پر عمومی غربت و افلاس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے افریقہ و ایشیا کے پسماندہ مسلم ممالک کے بدعالم مسلمانوں کو دولت کا پلٹ دے کر ارتداد اور خروج عن الاسلام کی طرف آمادہ کرنے کی کوشش کی جائے اس کے لئے یورپ اور امریکہ کے سبھی ممالک کی طرف سے اس میدان میں کام کرنے والی تنظیموں کی نہ صرف مدد کی جائے بلکہ انڈونی لود پر ایسی سرپرستی بھی کی جائے۔

ذرائع ابلاغ کے نت نئے وسائل و ایجاد ہونے لگی ہیں اور مسلمانوں کا مقبول و مالدار طبقہ اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے اس لئے عمومی بد اخلاقی اور بے حیائی کے پھیلنے رحمان اور مالداروں کا بے راہ روی کو دیکھتے ہوئے انکے ذوق و مزاج کے مطابق نفس پر دو گام پیش کر کے انہیں غیر شعوری طور پر گمراہی سے دور کرنے کی بعض ایسی چیزیں خاص کی جائیں، جس سے آہستہ آہستہ خود بخود مسلمانوں کو اسلام سے نفرت ہونے لگے، ان دونوں جو بیزوں کو فوری طور پر عملی حاکم بنایا جائے، افریقہ و ایشیا کے پسماندہ مسلم ممالک میں عیسائی مشنریوں کا کوشش حال پھیلا دیا گیا، مشافعاؤں اور اطلاقی تنظیموں کے قیام کی آڑ میں اپنے ناپاک مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی گئی، بنجریہ ہو کر افریقہ کے جنگلات اور دور دراز علاقوں میں بننے والے پتے ماسماشی و ماسماشی مشکلات سے تنگ آکر ان کے حال میں پھنسنے اور دیکھتے دیکھتے لاکھوں کی تعداد میں اپنا اسلام چھوڑ کر مرتد بھی ہوئے، یلیشا

انڈونیشیا اور سنگاپور وغیرہ کے اندر بھی ان کو اس مسئلے میں خاطر خواہ کامیابی ملی اور بائیں کیمپی کی حالت میں اسپتال میں داخل ہوئے سہا اسلام کوئی مالی مدد کی گئی اس سے ان کا متاثر ہونا فخری امر تھا، مصیبت کے وقت یہ لوگ ان کے پاس فرشتہ بن کر آتے تھے فرط ستر سے یہ ان کو اپنا ایمان دلانے بھی دے بیٹھے اور ان کی ہمدردانہ باتوں سے جس میں اسلام سے نفرت پیدا کرنے والی بعض غیر شعوری باتیں داخل تھیں متاثر ہو کر اسلام سے مکمل کربھانیت میں داخل ہو گئے ہیں الا کو ایسے برفا نام دید کر اس اور جگہ جگہ اس کی قائم شاخیں ای منموہیکہ ایک حصہ تھیں، ضرور مندوں کو قرضوں کی فراہمی، بے روزگاری کو روزگار کی تلاش میں مدد غریب طلباء کو وظیفہ وغیرہ کے ذریعہ بھی پھانسنے کی کوشش کی گئی، اگست ۱۹۹۳ء میں انڈونیشیا کے ایک چرچ نے برنجہ جاری کی کہ کسی کوششوں سے ایک ۶۵ افرامیسیت میں داخل ہو گئے ہیں اور ہر سال دس ہزار کی شرح کے ساتھ اس میں مسلسل ترقی ہو رہی ہے، ذریعہ ابلاغ پر بھی دوسری جو بیز کے مطابق مسیوں نے قبضہ کیا اس سلسلہ میں امرائیل و امریکہ میں مقیم یہودیوں سے بھی تعاون کیا گیا جو مسلمانوں سے دشمنی میں ان سے بھی دو قدم آگے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ بی بی سی، انٹاروی وی، ڈی ٹی وی وغیرہ دنیا کے ہر ملک میں گھر گھر پہنچ گئی اور متحمل طبقہ اس سامان میں شوق کی آڑ میں نہ صرف بد اخلاقی کی انتہا کو پہنچ گیا بلکہ غیر شعوری طور پر اسلام سے بھی دور ہونے لگا چند سالوں کے بعد جب ان مسیوں نے اسی کوششوں کا دوبارہ یورپ میں اکٹھا ہو کر جائزہ لیا تو ان کو احساس ہوا کہ ان دونوں جو بیزوں پر عمل کے باوجود عالمی سطح پر تمام مسلمانوں کا فکری و ذہنی ارتداد کے لئے اعطاف نہیں ہو سکا ہے دولت کے پلٹ سے غریب طبقہ اور ذرائع ابلاغ کے توسط سے صرف مالدار طبقہ ہی ان کے حال میں نہیں رہا

ہے مسلمانوں کا درمیانی واسطہ طبقہ اب بھی انکی دھم سے باہر ہے کوئی ایسی ٹیکس چوٹی چاہئے جو تمام مسلمانوں کا اعادہ کر کے بالا فرطوں کو سچ بھارا اور بکثرت و بابت کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ ایک صورت ایسی ہے جس میں مسلمانوں کا متوسط طبقہ بھی بہ آسانی ناپاک عزائم کا شکار ہو سکتا ہے وہ یہ کہ اس وقت یورپی دنیا میں مسلمانوں میں ناخاندانگی کا احساس پیدا ہو رہا ہے جگہ جگہ عیسوی رحمان میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے انکی تنظیم کا تعلق سیاست اور مذہب سے نہیں ہے کیوں نہ جگہ جگہ عیسوی اداسے قائم کر کے شروع کیے جسے معلوم ذہن رکھنے والے لوہاؤں کو اپنے قبضے میں لے کر انکی ذہنی تربیت اپنی نشاۃ کے مطابق کی جائے ایسا انصاف تعلیم تیار کیا جائے جس سے مسلم طبقہ کی اسلام کے مسئلے میں سوج و گدگد کو صحیح طرح بدل دیا جائے کہ یہ مسلم طبقہ آگے چل کر اسلام کی مخالفت میں پیش پیش ہوں اس طرح اسلام کے گھر کو اسلام کے چرائوں ہی سے آگ لگائی جائے اگرچہ انفرادی طور پر یہ کام بہت پیچھے ہے مگر مسیوں کی طرف سے ہو رہا ہے لیکن اب انکو اجتماعی طور پر اور وسیع پیمانے پر کرنے کی ضرورت ہے مسلمانوں کی کشش و تفریب کے لئے ان سے کہہ کر تم قلبی مضامین لیا جائے بلکہ غریب طلباء کو تعلیمی ذلیفے بھی دیئے جائیں تاکہ کوئی بھی طالب علم ہماری دسرس سے باہر نہ ہو اعلیٰ میاں کی ابتدائی تعلیم کا ہیں قائم کی جائیں شروع شروع میں ان تعلیم کا ہوں کے مالی خسارے کو سبھی سرکاروں اور فراہمی اداروں کی طرف سے برداشت کیا جائے چونکہ مسلمانوں کی کثیر آبادی اب بھی ہر جگہ رہاؤ میں رہتی ہے اس لئے وہاں جا کر کام کرنے والے مشنری اسکان کو شہر میں کام کرنے والوں کے مقابلہ میں زیادہ خواہشیں دی جائیں شروع شروع میں مسلمانوں کی مذہبی نفسیات کو دیکھتے ہوئے یہ جگہ پابکارانہ مشنری اسکو لوں میں مسلمانوں کی مقامی زبانوں اور انکی مذہبی تعلیم کا بھی بندوبست کیا جائے تاکہ مسلمانوں کا ذہن نہ مڑے

بھی آسانی اپنے بچوں کو ان کے حوالے کر سکتا ہے۔  
 کو اگلے مذہب کی اندھی سخت پر آمادہ نہ کیا جائے  
 بلکہ خود ان کو اس دوران مذہبی تعلیم سے آراستہ کرتے  
 ہوئے اس مہم سے ان کو تیار کرے۔ نکالے اور اعتراضات  
 کی منتظر کرانی جائے اس عملی تجربے کے پیش کے ہم مہم  
 نے اتفاق کیا اور اس کو فوری عملی جامہ پہنا لیا۔ جگہ جگہ  
 دیکھتے ہیں دیکھتے سنتے تعلیم کا جو عالم کی پیش قدمی خود انہی  
 اداروں میں کام کرنے والے ایسے اساتذہ کی شریک کے  
 لئے خالص اسلامی دینی تعلیم کے بڑے بڑے مدارس  
 یورپ و امریکہ میں قائم کئے گئے ہیں جہاں ان کو قرآن  
 و حدیث اور فقہ اسلامیات کی تعلیم دی جاتی تھیں تاکہ یہی  
 اساتذہ آگے چل کر اپنی پوری مصومات کے ساتھ مسلم  
 فوجوں کے لئے فکری ارتداد کا مواد آسانی فراہم کر سکیں  
 یہاں سے بڑھ کر اور فارغ ہو کر مستشرقین لسنے باہر اور  
 اسلامی مہم پر اس قدر گہری نگاہ رکھتے ہوئے کچھ عالم  
 اسلام کے سامنے احادیث مبارکہ کو حروف تہجی کے ساتھ  
 پہلی دفعہ پیش آنے کا سہرا انہیں مستشرقین کے سر پہنچا  
 عالم اسلام میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی دوسری  
 المعجم بھی انہوں نے ہی مرتب کی انکی اس آخری تجویز  
 پر تیزی سے عمل کرنے کا بیج بویوں سامنے آیا کہ وہ  
 ۲۰-۲۱ سال سے علی الاعلان اسلام سے ٹکھنے والوں  
 کی تعداد میں تو کمی آئی لیکن ذہنی و فکری ارتداد  
 میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا پیچھے تو آدمی یا تو مسلمان  
 نہ چاہا علی الاعلان اسلام سے ٹکھ جاتا لیکن توجہ  
 ان مشنری اسکولوں کی خواست سے ایک نیا طبقہ مسلم  
 دنیا میں پیدا ہو گیا ہے جو بظاہر مسلمان اور مذہب  
 روزے کا پابند ہے لیکن ذہنی و فکری طور پر وہ  
 اسلام سے خارج ہو چکا ہے اس کو ان مشنری کی گیارہ  
 ازواج معلمات پر غیر مسلموں کی طرح اعتراض ہے  
 اسلام کا قانون طلاق انکی سمجھ میں نہیں آتا قرآن  
 میں بتائے گئے تقسیم میراث کے مسئلے میں وہ اعتراض  
 کرنے میں ہندوؤں کے ساتھ شریک ہیں، یکساں

سول کو ڈ اور اسلامی قوانین سے دستبر داری کی  
 آواز سب سے پہلے خود انکی طرف سے آ رہی ہے اسلامی  
 حدود یعنی زنا و حوری وغیرہ کے لئے قصاص باجم  
 اور ہاتھ کاٹنے کی سزا کو وہ وحیاً نہ دفع انسان کی عقل  
 قرار دے رہا ہے، اب سوال یہ ہے کہ کیا کوئی بھی  
 مسلمان ان اسلامی قوانین پر اعتراض کر کے مسلمان  
 باقی رہ سکتا ہے، اسلام اثنا نازک ہے کہ صرف  
 ایک قرآنی آیت کے انکار سے آدمی دائرہ اسلام  
 سے خارج ہو جاتا ہے جو جائزہ وہ اسلام کی بنیاد  
 پر شک کرے اور اسلام پر باقی رہے ان مشنری  
 اسکولوں کے چند مسلم طلباء و طالبات کا فکری و ذہنی  
 ارتداد ملاحظہ کیجئے۔  
 اسی ملک کے ایک مسلم عالم علم سے ملکی ابتدائی  
 تعلیم کا نوٹ میں ہوئی تھی، سرکاری نوکری کے  
 لئے انٹرویو کے دوران امتحان نے اس سے سوال کیا  
 کہ اسلام میں مرد کو طلاق کا حق حاصل ہے لیکن عورت  
 اس حق سے محروم ہے مرد کو ایک ساتھ چار بیویاں رکھنے  
 کی اسلام اجازت دیتا ہے جبکہ عورت کے لئے اسطرح  
 کی کوئی گنجائش نہیں اس سلسلے میں یکنیت مسلمان آپ  
 کا کیا خیال ہے؟ تو اس مسلم نوجوان نے بتائے اس  
 کے کران اعتراضات کا جواب دیتا کہنے لگا کچھ خود  
 ان اسلامی قوانین پر اعتراض ہے عورتوں کے مسئلے میں  
 یہ اسلام کی نا انصافی خود میری گھڑے بھی باہر ہے میرے  
 خیال سے ان اسلامی قوانین میں تبدیلی کر کے عورت  
 کو بھی مرد کی طرح ایک وقت چار شادیاں کرنے کی  
 اجازت دینی چاہئے تاکہ دونوں کے درمیان مساوات  
 قائم رہے ایک مسلمان عالم نے جب مشنری اسکول میں  
 اپنے استفسار سے مراد کو روزہ انسان کے لئے غیر فطری  
 اور غیر ضروری عمل ہے، طبی نقطہ نظر سے چار پانچ گھنٹے  
 تک مسلسل کھانا نہ کھانے پینے سے ایسی کمزوری ہوتی ہے  
 جس کا اثر بڑھ چلے ہیں ہونچے جب یہ فارسیہ اپنے  
 گھر آیا تو اس نے اپنے ناخاندہ لیکن دیندار والد سے

جنہوں نے ملکی و میاری تعلیم کے شوق میں اپنے اس  
 نعت جگر کو کا نوٹ میں داخل کرنا چاہا پوچھا کہ روزہ  
 سے واقعی جسم کمزور رہتا ہے اور یہ فرض دینی  
 عمل ہے تو وہ بے جا رہے اسکے علاوہ کچھ جواب دے گئیں  
 دے سکا کہ یہ ہمارے خدا کا حکم ہے لیکن اس کا طر کا  
 روزہ کے فوائد کو عقلی طور پر بھی ثابت کرنے کے لئے  
 اسرار رکھا تھا اور کہنے لگا کہ اس سے میں بھی بلا وجہ روزہ  
 رکھ کر اپنے کو نہیں شکاؤں گا جب تک آپ مجھے یہ نہ  
 سمجھا دیں کہ اس سے کوئی فائدہ بھی ہے اسی دوران  
 دو تین دن میں اس کا انتقال ہو گیا اس سے پہلے کہ اس  
 کا باپ اس کو کسی کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کرتا  
 اسی طرح روزہ کے انکار پر اس کا انتقال ہوا اور  
 وہ خارج عن الاسلام ہو کر مر۔  
 ایک کانفرنس میں ایک بچہ کا قلم اسکے ہاتھ  
 سے انکی استغاثہ نے چپکے سے نکال کر رکھ دیا جب بچے  
 نے اپنے قلم کے گم ہونے کی شکایت کی تو اس سے کہا گیا  
 کہ تم اپنے اللہ سے اپنا قلم واپس مانگو اس نے بلکہ آواز  
 سے اللہ سے دعا کی کہ اللہ میرا قلم واپس کر دے بار بار  
 مانگتے رہے جب اس کو اس کا قلم نہیں ملا تو وہ رونے  
 لگا تو اس سے اس کی استغاثہ نے کہا اب ہمارے خدا  
 عیسیٰ مسیح سے ایک دفعہ مانگ کر دیکھو منصوبہ کے مطابق  
 اس جگہ جہت پر نظر نہ آنے والا ایک چھوٹا سا سورج کی  
 گیارہ بجے ہی اس بڑے کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ اے  
 عیسیٰ مسیح میرا قلم واپس دو تو وہاں سے اس کو گرا دیا گیا  
 اب بڑے کے دل پر یہ بات میری گئی کہ نوز با اللہ ہمارے  
 خدا سے مانگنے پر تو قلم واپس نہیں ملا عیسیٰ مسیح نے ہماری  
 بات سن لی مگر پہنچا تو اس بڑے کا اس واقعہ کو اپنی  
 والدہ سے بیان کر کے اس امر کا کہ وہ اللہ سے ہر چیز  
 عیسیٰ مسیح سے مانگے گا اس کی ماں نے اس کو سمجھانے  
 کی کوشش کی لیکن وہ اپنے تجربے کی روشنی میں کوئی  
 بات سننے کے لئے تیار نہیں تھا اسی روز وہ کسی کام سے  
 بازا گیا ہوا تھا کہ گاڑی کے ایک حادثہ میں جان بحق



ہو گیا اب بتائیے کہ خدا کے بوائے عیسیٰ مسیح کو کب ملتے پر اس کا خاتمہ ہوا۔ تو وہ مسلمان ہو کر ماریا کا فرہوگر اور اس کا سہرا اس کے سر گیا ظاہر بات ہے کہ اس کے لئے اس کے والدین ذمہ دار تھے ان مسلم بچوں کی ذہنی تربیت اس طرح کی جاتی ہے کہ وہ غیر شعوری طور پر مذہبی شائے سے دور ہو جاتا ہے مثلاً شہادت کے اصول بیان کرتے ہوئے سائنس کے گھنٹہ میں بچوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ چشما کو زیادہ دیر تک روکے رکھنے سے شائد پر اثر پڑتا ہے غلظت کا قسم کی بیماریاں اس سے وجود میں آتی ہیں بالخصوص سفر کے دوران جیسے ہی چشما باندھے تو اولین فرصت میں اس سے فارغ ہو لینا چاہئے پانی کے انتظار میں نہیں رہنا چاہئے ایک مسلم بچہ نے رستناؤں نے صرف اس پر سفر میں عمل کرنا شروع کیا آہستہ آہستہ بچہ پانی کے استسنا کرنا کی عادت بن گئی اور وہ اپنے گھر میں پانی کی موجودگی کے باوجود اس سے استعمال کرنے سے گریز کرنے لگا اس طرح ایک فرضی نقصان سے بچنے کے لئے اللہ کے رسول کی لعنت کا معنی بن گیا ماں باپ کی بڑھاپے میں خدمت کی بچوں کو ترغیب دی گئی اس طرح کہ اگر آپ کو انکی خدمت کئے تو فرصت میرا ہو تو بے دوگوں کو ان کے حوالے کریں جو وقت پر ان کا خیال کو مکمل اور انکی غیر گیری کی مکمل مشنری سکول کے مطابق مسلم طالب علم نے جواب دیا جو کہ برسرِ روزگار ہو چکا تھا اپنے والد کو شہسکو دور سرکاری فٹنس سے قائم ہے ہمارا بورھوں کے گھر میں داخل کرنے کے لئے گیا اسکی والدہ نے اس کو بہت سمجھایا کہ اس طرح نہ کیا جائے لیکن اس کا اصرار تھا اس طرح ہمیں دی گئی تعلیم و تربیت کے مطابق ہمارے والد کی دہکے بچپن کی طرف سے بھی خدمت بھی ہو گیا ہے اس کے لئے ماں باپ کو فحش بنی بچوں نے ادا کرنا پڑے اور میرے بڑھ کر ہمارے گھر سے متعلق جو بھی چلا جائے گا جس پر اب ہونے خرچ کرنے کے مالی آمدنی یا فائدہ کی کوئی امید نہیں ہے گھر میں تو ایک صحت اچھی رہتی تھی عباس

سرکاری بے سارا گھر میں بوڑھے باپ کو داخل کیا گیا تو غم و پریشانی سے انکی صحت روز بروز گھٹنے لگی اور چند ہی دنوں میں وہاں پر اس کا انتقال ہو گیا ہندوستان میں ایک اسلامی ادارے کی طرف سے بعض مشنری اسکولوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ ان مشنری اسکولوں میں خود عیسائیوں کی تعداد بیس فیصد سے زائد نہیں ہے ہندو طلباء کا تناسب دس فیصد کے قریب ہے یا ستر فیصد مسلم طلباء میں جنکی اکثریت متمول یا غریب طبقہ سے تعلق رکھتی ہے والدین والدین اپنے بچوں کو اس لئے یہاں داخل کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک ان سے کم درجہ کے طلباء کے ساتھ ان کے بڑوں کا سرکاری یا دوسرے فاعلی اداروں میں داخلہ قطعاً ناسر کے کہ وہ ان تعلیم کا میاں اچھا ہے یا بلڈائی تو جن کے سزاؤں سے ایسے غریب طلباء کی بھی ایک بڑی تعداد جتنی کسے پرستوں کی آمدنی انکی ضروریات سے بہت کم قحی لیکن اپنے بچوں کو تسلیم یافتہ بنائے یا قبولی ناموری کی دھن میں ان کے والدین نے فرض سے کر اور زیادہ تر چوری یا غنیمت کے ان کو کالونیٹ میں داخل کر دیا ہے یہاں زیر تعلیم بعض مسلم طلباء کی دیہی معلومات کا موبائزہ لیا گیا تو ان کو بائبل کی مسلمات قرآن سے زیادہ تھی۔ گھر میں اردو فارغ اوقات میں فاعلی طور پر ملنے والے خدایہ سے الف اب ات سے نیچے والے الفاظ پوچھے گئے تو انھیں اللہ کے کائناتے انجیل ام سے گھر کے کائناتے مسیح اورک سے کہہ کے بوائے کلیسا بے سمانہ انکی زبان سے نکل پڑا وہ جھجھک کر بیت اللہ حضرت عیسیٰ کے سامنے کو صابا اور بائبل کو دستورات و کتاب مقدس ادا کے اقتضات کو آیات سادہ کہہ رہے تھے جب ان کے والدین سے مشنری اسکولوں میں انکے بچوں کو داخل کرنے کی وجوہات پوچھی گئیں تو ان کا کہنا تھا کہ وہ ان کو اعلیٰ میاریہ تعلیم دلا کر ڈاکٹر، انجینیر اور سائنس دان بنانا چاہتے ہیں ان سے کہا گیا کہ یہ سب دیگر یاں تعلیمی اداروں میں بھی پڑھا کر حاصل ہو سکتی ہے تو انکو حکایت قحی کہ مسلم اداروں

معلوم ہونے لگا۔ غرض یہ کہ برصغیر میں ان مشنری اسکولوں نے مسلم طلباء کو جو افوں کی ایک بڑی تعداد ایسی پیدا کر دی ہے جو ظاہر تو مسلمان ہیں اور نماز روزہ کے پابند ہیں۔ ششما فاعلی کارڈ اور دو ٹرسٹ میں مذہب کے فائدہ میں اپنے کو بطور مسلمان ہی دیکھ کر رہے ہیں لیکن دنیا و نکرانہ وہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں یہ وہ طبقہ ہے جو انھیں کے پاس گیارہ بیویوں کی موجودگی پر مرمز غیب ہے مردوں کے قحی طلاق پر غیر مسلموں سے زیادہ انکو اعتراض ہے، اسلام کے قانون وراثت میں متبرکی کی آواز خود انکی کی فٹنس سے آ رہی ہے مسلمانوں کے لئے تو خود ازدواج کے شرعی قحی کو ممنوع قرار دینے کی ملک میں وہ غیر مسلموں کے ساتھ خاندانہ بٹانہ نظر آ رہے ہیں ملک کی تاریخ میں ادونگ ذیب اور سلطان محمود شہید کو بھی مسلم طبقہ متعصب و متشدد کہہ سکتے ہیں مگر وہاں ہمدوں و منافعت کے لالچ میں اور اپنی کرسی کو بچانے کی فکر میں حکومت کو خوش کرنے کے لئے مندروں میں حاضری اور شریک و کمر بہ اعمال و رسومات کی ادھنگی پر مبنی اس کو ذرہ برابر برصغیر میں ہے یہ سب اسی تعلیم کا غیر شعوری اثر ہے جو آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہا ہے، بقول مکر اسلام حضرت مولانا



جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنی اولاد کے ایمان پر مرنے کا یقین نہیں تھا تو ہم تک طرح کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے دشمنوں کی گودوں میں مل کر بھی جہادی اولاد دین ہی پر مرنے گی، امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، بیہ میل القدر عالموں کے گھر والوں اور نسوں میں بھی بے دینی کا سیلاب آ سکتا ہے تو ہم میوں کا تو خدا ہی حافظ ہے۔

اس وقت سب سے بڑی ضرورت دینی نسوں میں ایمان کی حفاظت کی تدریسوں کی ہے، اب زبانی مترین کا خطرہ قوت کم ہو گیا ہے لیکن ایمان ڈھنوں سے اس طرح رخصت ہو رہا ہے کہ والدین و سرپرستوں کو اس کا احساس ہی نہیں ہوتا یہ سب ان شری اسکولوں کی مضبوط بند زبانی کا نتیجہ ہے جو اب آہستہ آہستہ مسلم معاشرے میں ظاہر ہو رہا ہے

آدمی کو معاشرے میں اپنا مقام پیدا کرنے کے لئے اپنا میاری تعلیم کی ضرورت نہیں، تجربہ بات کی جتنی میں کم رہد کی تعلیم آدمی کو کی محنت اور جدوجہد اور سب بڑھ کر توفیق خداوندی سے دلچسپی سے اپنے مقام پر پہنچا سکتی ہے انعام یافتہ ڈاکٹر عبداللہ مسلم دنا کو انیم سے دانت کینے دئے ڈاکٹر القدر پر گونڈی پر توفیق میزائل کے بانی ڈاکٹر ابوالکلام کی مثالیں سچا سچا مسلمان موجود ہیں سے اکثر کی ابتداء کی تعلیم خود لگنے کے مطابق اردو میڈل اسکولوں میں ہوئی لیکن یہ لوگ آج بھی عالمی سطح پر نمٹنے کے میدان میں جوتی کے عیسائی یہودی رٹنس دانوں کا مقابلہ کر رہے ہیں خود ہندو میں سب اعلیٰ سرکاری اہدوں آئے، اے ایس آئی اے این ایس، آئی اے ایس میں موجود چند مسلم عہدیدار کے بات چیت کی گئی تو انکی بھی ایک بڑی تعداد اور میڈل پاس کرنے والوں ہی کی کھلی، غلامیہ بریک آؤٹ کم محنت کے باوجود دینی دنیا میں اپنا مقام پیدا کر سکتے ہیں بلکہ وہ مسلسل محنت اور جدوجہد سے کام لے اور خدا سے انکی توفیق بھی مانگتا رہے۔

صورت میں ہمارے مخلص اور مجدد نہیں ہو سکتے اب تو پچھ اور میاری مسلم اداروں کا کبھی کبھی ملحقہ میں مدونا دیا نہیں ہو سکتا فرض کیجئے کہ ہمارے قلمی ادارے ۱۲ فیصد بن کر میاریہ کم ہیں لیکن وہاں کے میاریہ تو اسلام کا خطرہ ہے، ایمان کے پلے جانے کا غیر ضروری اندیشہ ہے وہاں ۱۰۰ فیصد نبرات سے مسلم بچے کا کامیاب ہو کر ایمان سے باق دھوئے سے اچھے کہ آدمی ناخاندانہ ہی رہے اس میں سخت میں تو کامیابی یقینی ہے، مصطفیٰ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے گھر میں الگ سے ان کی دینی تعلیم کا بندوبست کرتے ہیں انکی نازدوں کا خیال رکھتے ہیں، مسجدوں میں پابندی سے ان کو نمازوں کے لئے بھیجتے ہیں، ٹھیک ہے آپ نے ان کے ظاہری ایمان کی نگرانی کی، ان کے قلبی و حقیقی ایمان کی آپ کے پاس کیا ضمانت ہے نماز کی پابندی کے باوجود اسلامی قوانین پران کو شک نہ ہونے کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے ان کی تسلیم کے اثر سے اسلام کے سلسلہ میں ان کا دل مطمئن ہے اسکی کیا گارنٹی ہے آپ اگر کہیں کوئی دفسری ارتداد تو ۲۰ فیصد مسلم علماء میں ہوتا ہے تو ہیکل کیا ضمانت ہے کہ آپ کا بچا ۲۰ فیصد ذہنی مترین میں شامل نہیں ہوگا، پھر کیا وجہ تھی کہ تسلیم نہ رہنے کے والدین تھے سلمان رشدی کا گھرانہ دیندار تھا، جس پر ہدایت اللہ اسلامی مائل کے پروردہ تھے، عصمت چغتائی نے ایک دیندار گھرانے میں آنکھ کھولی، خواجہ احمد عباس کا گورا خاندانی پس منظر دینی اعتبار سے قابل رشک تھا محمد علی پھانگلہ، حمید دلاوی، عارف محمد خان گلکنہ بخت اور عباس نقوی بھی تو نماز روزے کے پابند تھے جلتے تھے لیکن دیکھ والدین اور گھر والوں کی دینداری اسلام پسندی میں ان کو ان کی تعلیم کا ہوں کے ناپذیر ضروری اسلام مخالفت اثرات سے بچا نہیں سکی

سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی  
چند طرح کا مسئلہ نظر آتا ہے اگر اس نوجوان بلاغہ لنگر ارتداد کی گھنٹیاں تو کہیں روکا نہیں گیا تو آئندہ کئے والی نسوں میں اسلام و ایمان کے باقی رہنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے جب ان شری اسکولوں کے اسلام کے حق میں خطرناک عزائم سے آگاہ کیا جاتا ہے تو ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ تعلیم کا مذہب سے کی تصدیق ہے، اعلیٰ و اچھی تعلیم کسی بھی ماحول کا جائے اس میں خرابی ہے، جی ہاں اگر کوئی مخلص ہو کر تسلیم و تربیت کا کام کرے تو کوئی بات نہیں یہاں تو ان شری اداروں کے عزائم ہی خطرناک ہیں وہ تسلیم و تربیت کی آڑ میں ان معصوموں کو اسلام ہی سے برگشتہ کر رہے ہیں جدید نفسیاتی حقیقت کے مطابق معصفت و موکف کے اخلاق کا بھی اثر ہے قارئین پر پڑتا ہے تو کسی استاد کی ذہانت و کردار کا اثر کو محض علم پر نہیں پڑے گا، اسلام کی طرف سے نفس تعلیم کی مخالفت نہیں ہے بلکہ ان اساتذہ و مصلحت کی مخالفت کی جا رہی ہے جنکی بنی میں اسلام کی طرف سے فتور و خرابی ہے، اسلام کسی بھی میں یالم کے اصول کا مخالفت نہیں ہے، آج کے اس ترقی یافتہ دور میں سائنس و ٹیکنالوجی کی تعلیم اسلام کو معص منوں میں سمجھنے کے لئے نہ صرف جائز بلکہ ایک حد تک ضروری ہو گئی ہے قرآن کی سینکڑوں آیات کا تصدیق آج کے جدید ٹکنالوجی سے ہے، ہم عمر افراطیاء کے زیر و چلی امتوں کے حالات صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتے علم باحیثی کے بغیر اسلام کے ایک اہم رکن تعلیم پر اثرات واقفیت ہو ہی نہیں سکتی، معاشیات کا علم تو قرآن کے اہماز کو سمجھنے کے لئے از حد ضروری ہے، اسلام میں جدید و قدیم کی کوئی تقسیم نہیں یہ علم قوت پر لے میں اب صرف نام بدل گئے ہیں تو ہم انکی مخالفت تو نہ کر سکتے ہیں۔ مخالفت اسلام ان حیاتیوں اور پودوں کی گود میں اپنے اولاد کو دینے کی کربا ہے جو کسی بھی

# کیا یاسر عرفات یہودی ہیں ؟

ابوالمظفر

اس ام سوال پر بحث کرنا چاہتے ہیں کہ کیا واقعی یاسر عرفات  
یہودی ہیں؟ ان کی مخالفت پر یہودی محافظ  
عامور ہیں اور جو لوگ یاسر عرفات مشیر اور دوست  
واجاب ہیں وہ کون لوگ ہیں اس لئے کہ انسان اپنے  
ساتھی اور دوست سے پہچانا جاتا ہے۔  
یاسر عرفات کے مشیروں اور معاونین اور  
معاہدہ ملک دستا ویزات تیار کرنے والے فنانس  
کے نام اور پتے ہم آپ کی خدمت میں پیش کر رہے  
● خانہ بنائیل مشیر اولیٰ، مسیحی، کلیسا کے  
خدمت خصوصی تحفہ امتیاز پائے روم سے مل چکا  
ہے فلسطینیوں اور یہودیوں کے درمیان رابطہ کا  
لامان کے سپرد تھا۔ فلسطینی وفد کی سرکاری تقریب  
سرگرمیوں کو تنظیم کی رکن رکنین  
● نیل فیس (یادری) فلسطینی وفد میں گفتگو  
کی ترتیب اور تنظیم کے نگراں امریکی اور اسرائیلی  
یہودیوں کے گھر سے روابطہ  
● عقیف جناحانیہ (مسیحی) پائے روم سے  
تحفہ امتیاز پائے ہوئے لاطینی امریکہ میں عیسائی مشنری  
کی نگراں لندن میں فلسطینی سفارت خانہ کی انچارج  
● یاسر عرفات کی بیوی ہنلی لاطینی (مسیحی)  
شادی سے قبل بطور مسکری مشیر کے انھوں نے  
یاسر عرفات کے ساتھ کام کیا پیرس کی سورلون  
یونیورسٹی سے فارغ، جیسا کہ ایک دو نمبر مسیحی مبلغ  
کی حاضری دادی۔  
● ابراہام موم (مسیحی یادری) پیرس میں فلسطینی  
سفارت خانہ کے انچارج، میزبان یہودی دوست مقامی

کیا یاسر عرفات یہودی ہیں؟ انہماں زمین  
نے معاہدہ اوسلو پر دستخط کرتے وقت یاسر عرفات  
سے گرم جوشی سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا کہ مجھے پہلے  
شبہ تھا کہ آپ کہیں یہودی تو نہیں۔ لیکن جب سے  
فلسطین مسئلہ پر آپ کے ساتھ گفتگو شروع  
ہوئی اس کے بعد سے مجھے یقین ہو گیا کہ آپ مجھ سے  
بھی زیادہ یہودی ہیں۔ پھر جب رابین کا قتل ہوا تو  
یاسر عرفات نے رابین کو شہید یا سن اور چار زاد  
بھائی کے الفاظ سے یاد کیا اور کہا کہ میرا بھی انجام  
ایسا ہی ہوتا ہوا اچھا ہوتا۔ میرا حسن اور میرا دوست  
مجھے تنہا چھوڑ کر جلا گیا اس وجہ کے احساسات و  
مذہبات کا اظہار شاہ چین نے کیا مصر کے مئی مبارک  
بھی اس میں ہیں برابر کے شریک تھے اس حد تک  
کہ یہودی ٹوی ٹیفین کے وقت ان کو اپنے سر پر  
چپکانی پڑی ہو کر لڈ کر دونوں حضرات کے یہودی  
ہونے کی بحث یہاں نہیں، اور نہ ہی ہم یہ بتانا  
چاہتے ہیں، ان دونوں حضرات کے ملکوں میں  
یہودیوں کے خلاف نکھنا اور لونہ قابل سزا ہے۔  
اور بیت المقدس کے شہر میں امریکی سفارت خانہ  
کی تشکیلی کے فیصلہ پر کسی عرب ویر سے احتجاج کی  
آواز بھی نہیں نکالی بلکہ عمان بن اسرائیل کی زیر پرستی  
اتحادی کانفرنس میں تمام عرب وزرا، مشرک  
ہوئے اور اسرائیلی وزرا سے ملے اور ملے ساتھ  
تصویریوں کی صورت میں مہفت کو منگے تاکہ وہ  
اس دنیا سے جلتے وقت پروا نہ منگت اپنے  
ساتھ لے جا سکیں۔ ان تمام خبروں سے قطع نظر

کتاب کے مصنف شہنشاہ کی بہن سے شادی کی پیرس  
میں سعد و خرب خانے اور عریاں کلب کے  
ملک ہیں۔

● زہلول الطرزی، ویکین کی طرف سے سچی  
خدمت پر تحفہ امتیاز پائے ہوئے مینیو امیں  
فلسطینیوں اور یہودیوں کے درمیان فزیرک بات  
جیت ان کی نگراں میں ہوتی تھی۔

● اوجین مخلوف (سچی) سوڈن میں فلسطینی  
سفارت خانہ کے انچارج، متعصب عیسائی مبلغ  
افریقہ میں کام کرنے والی عیسائی مشنری کے نگراں  
و منظم پائے روم کے داد پر لبنان کی شہریت  
ان کو دی گئی۔

● حامد رشیدی، تحریک آزادی فلسطین کی انقلابی  
جلس کا ام رکن، یاسر عرفات کے سفر و حضر کے ساتھی  
اسرائیل کے ساتھ خفیہ گفتگو کے ذمہ دار فلسطینی  
یہودی کپیوں کے مالک، تحریک فتح کے بھروسے  
ارکان نے عادیہ جہلمین ڈالر کے گھنڈہ کا الزام لگا دیا تھا  
● ریمون لاطو، یاسر عرفات کی خوش دامن لاطینی  
امریکہ میں فلسطینی لوگوں کا انچارج پائے روم سے یاسر عرفات  
سے کہہ کر انھیں سفارت خانہ کا انچارج بنوایا۔

● جلیع سالم (مسیحی) عمان مشرکوں کے ماموں۔  
امریکی شہر اور امریکی حکومت کے ملازم فلسطینی  
امریکی گفتگو میں دست ویزات یہی حضرت تیار  
کرتے تھے۔

● ایلی خردی، کئی نامی فلسطینی ہانہا بنوں کے  
انچارج و فلسطینی کلیسا کے مبلغ جلیع زہلان کے امیر  
● نیرہ صالح، جسکی امریکی میزبانوں فلسطینیوں اور  
اسرائیلیوں کے درمیان گفتگو کے انچارج۔

● شوقی ارملی، مسیحی فرانسیسی کلیسا کے مبلغ، لیبیم  
میں پورے مشنری مندی میں فلسطینی وفد کے نمائندہ  
● دمزی دلاکچ، مسیحی مبلغ یاسر عرفات کے انچارج  
● کیل مشور (مسیحی) فلسطینی وفد کے قاتلی مشیر

یاسر عرفات کے سکرٹریٹ میں ملازمین کے انکار معافی ملازمین کی ترقی و تہذیب کے دلالتیام  
یاسر عرفات کے ان تمام مشیروں میں وہ  
لوگ ہیں جو صلیب کا خدمت پر ہلکا پائے ہوئے  
ہیں۔ دیکر یاسر عرفات بھی نام کے مسلمان رو گئے  
تھے جن کی نصف بہتر نے یاسر کو آدھا مسلمان باقی  
رکھا۔ اب اس نفع کو بھی اسحق زربین جیسے کسب و کاری  
نے بیہودگی ہونے کی شہادت دیدی۔

والفضلہ ما شہدت بہ الاعداد  
یاسر عرفات کو اب تک کیوں زندہ رکھا گیا بار بار  
موساد کے قابل دستوں نے گرفت میں آنے کے  
باوجود کیوں زندہ چھوڑ دیا جبکہ فلسطین کے  
کویتا دھڑا اور روح رواں یس فلسطینی رہنماؤں  
کو چن چن کر قتل کر دیا گیا اس کی حالت ان آج سے تین  
سال قبل امریکی رسالہ ٹائم میں شائع ہوئی تھی۔  
ٹائم کی خاتون نلڈر نکار نے یس عرفات  
کی حفاظت کے عنوان سے اپنے ایک تقریریاتی مضمون  
میں لکھا تھا کہ عام طور پر یہ سوالات کئے جا رہے ہیں کہ  
اسرائیلی خفیہ سرکس موساد نے اب تک جن جن کو لپٹنے  
تمام دشمنوں کو کیفر کر دیا کہ پوچھا دیا ہے لیکن  
اصل دشمن یاسر عرفات کو اس نے اب تک چھوڑ  
رکھا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے کیا ہم یہ کہہ سکتے  
ہیں کہ یاسر عرفات اتنے جو کھانا اور ہوشیار رہتے ہیں  
کہ ہر وقت وہ اپنی جگہ بدلتے رہتے ہیں اور حفاظت بھی  
لیکن ایسی بات غیر حقیقت تو یہ ہے کہ مسئلہ فلسطین  
پر گفتگو سے پہلے جا کر یاسر عرفات موساد کے  
قابل دستوں کے نشانے پر آگئے تھے لیکن جب  
بھی اسرائیلی حکومت کے اعلیٰ ذمہ داروں نے سب سے  
جھنڈی دکھانے کے لیے کہا جاتا وہاں سے احکامات  
فراتے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے۔

دسمبر ۱۹۸۳ء کے اوائل میں موساد کو خاص ذرائع  
سے معلوم ہوا کہ یاسر عرفات فلسطینی مفہد کرم الزہدی

موجود ہیں خفیہ پولیس کے لوگ اس گھر تک پہنچ  
بھی گئے جہاں یاسر عرفات موجود تھے لیکن وہ  
آسانی سے بھیس بدل کر نکل گئے۔ بالکل اکیلے  
گئے لیکن ۱۹۸۳ء میں جب میونسپل گیارہ اپریل  
کھلاڑیوں کا قتل ہوا تو اسرائیلی حکومت کا نقطہ نظر  
یاسر عرفات کے سلسلہ میں بدل گیا اس مقدمہ کے  
لیے گولڈ کاٹس نے ایک خاص کمیٹی کی تشکیل میں کا  
مقدمہ فلسطینی قیادت کو ختم کرنا تھا جن کی تعداد  
سولہ تھی کمیٹی میں یاسر عرفات کو بھی ٹھکانے لگانے  
کی بات آئی آخر میں دزدانے کہا کہ چونکہ ہمیں کوئی  
دلیل یاسر عرفات کے ملوث ہونے کی نہیں ملی ہے  
اس لیے ان کو اس نہر سے فاصلہ کر دیا جائے۔  
۱۹۸۳ء میں بیک ستمبر کی جانا زوں نے لپٹاؤ  
میں موساد کے ایک بڑے افسر کو قتل کرنے میں کامیاب  
حاصل کر لی تو پھر یاسر عرفات زبردستی آئے لیکن  
ہر بار اسرائیلی حکومت کے ذمہ داروں نے ان کو  
قتل کرنے سے منع کر دیا یہاں تک کہ موساد کے سولہ  
فلسطینی قیادت کے چوٹی کے ارکان کا مٹا دیا گیا  
یہ سب کچھ اس وقت تک سب سے بدستور کا محاصرہ جب  
اسرائیلی فوج نے ۱۹۸۶ء میں کیا تو موساد کے قابل  
دستوں نے یاسر عرفات کا سراغ لگا کر انھیں اپنے  
نشانہ پر رکھ لیا، آخری احکام کے لیے جب فوجی  
ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا گیا تو وہاں سے نفی میں  
جواب آیا اس لیے کہ اسرائیلی وزیر اعظم نام میگن  
یاسر عرفات کے باقی رکھنے کے سلسلے میں سوالات  
کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ان کو زندہ رکھنے میں  
ہمارا قومی مفاد پوشیدہ ہے۔ سب سے بدستور سے جب  
سمندری راستے سے یاسر عرفات اپنے حامیوں کے  
ساتھ امریکی بحریہ کی حمایت میں نکل رہے تھے  
تو چوتھی بار صرف دو سو مشرکے فاصلے پر موساد  
کے قابل دستوں سے دور تھے۔ قابل نے کہا کہ اس  
بار تو اطمینان سے اپنے دشمن کو یقینی طور پر قتل

کر سکتا ہوں لیکن یہ قتل بھی نہ ہو سکا ہمارا  
نے دوسری بار اپنے دزدان کی مجلس میں کہا کہ  
کوبانی رکھنے میں ہمارا فائدہ یہ ہے کہ اگر ان کو قتل  
کر دیا گیا تو کوئی ایسا شخص آئے گا جو کٹر مسلمان  
اس سے معاملہ آسان نہ ہو گا۔ ان دنوں یاسر  
کے جانشینوں میں ابو جہاد (خلیل الزہبی) کا نام  
ہوتا تھا، جن کی اسلامیت معروف دشمنوں و  
موساد نے ان کو بھی راستہ سے ہٹا دیا۔ پھر وہ  
غیر سرکاری قادی قادی کا نام لیا جاتا تھا انھوں  
اسرائیلی کے ساتھ معاہدہ کے بنیادی امور پر  
اعتراضات کرتے تھے۔ اسرائیلی نقطہ نظر سے ناورد  
تشداد اور زندہ اشلٹس حلقوں کی ناکامی کی کوشش  
اور ان کے اخلاقی اثرات فلسطینیوں پر معمولی پر  
اپنی طاقتور شخصیت کی وجہ سے یہودیوں کے خلاف  
معاہدہ ہوا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔

۱۹۸۵ء میں یاسر عرفات کے بعض محافظوں  
تقریب میں ایک بھری جہاز پر حملہ کر کے تین یہودیوں  
قتل کر دیا تھا، اس کے اختتام میں پھر اسرائیلی جہاز  
نے تونس میں فلسطینی فضا پر پٹائی حملہ کیا جس میں  
فلسطینی قیادت کے سران کا کام آئے اس موقع پر  
علم کے باوجود یاسر عرفات کی قیادت کو گہرا غصہ لگا  
گیا، اس وقت بھی دشمنوں سے بڑے (جو ذریعہ خارج  
اور اس حملہ کے انکیش اور پٹائی تھے، یہی کہا تھا کہ  
کی بناء و حفاظت ہمارے قومی مفاد کا بنیادی تعاون  
اور یہ قومی مفاد اس وقت پورا ہوا جب اسرائیلی  
کے مطابق معاہدہ ہو گیا۔ زربین نے کہا کہ ہم قاس کا  
بھی نہیں رکھتے تھے کہ ان کی آسانی کے ساتھ ہم کہ  
ملک میں جاتے گا، ہم اس کے لیے یاسر عرفات۔  
شکر گزار ہیں اور اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ  
ہم سے زیادہ مفلس یہودی ہیں۔

ایک یاسر عرفات ہی کے ادارہ کے مشا  
ہیں اس میں مسلم، غذائی اور دیگر بھی بہتر  
(ذاتی مسئلہ)

مولانا عبدالرشید حسنی ندوی

# تم نے تو پوری عمر ڈوبی

ترجمہ: محمد سجاد عظیمی

میں تیرے اور اس کی تہ میں بوجھنے والی جھلیوں کی طرح ہو گیا۔ اور اس نے ان تمام جدید علوم کو حاصل کیا جن کی فہم رست بہت طویل ہے لیکن وہ اس دنیا میں ایک انسان کی طرح زندگی گزارنے کا طریقہ نہیں سیکھ سکا اور نہ ہی ان صفات سے متصف ہو سکا جن سے متصف ہونا اس دنیا میں ضروری ہے تاکہ وہ جانے لے اترے اس راستہ کو جس کو انبیاء و مرسلین نے دنیا کے سامنے پیش کیا اور اس منہل کی طرف توجہ کر کے صدمے کے وہ بے پایاں کیا گیا ہے۔

اس لئے کہ جب تک وہ اپنے راستہ کو درست نہ کر لے اور اپنی منزل و مقصد کو نہ پہچان لے اور انسانی معاشرہ میں زندگی گزارنے کا طریقہ اور اس میں رہنے سمجھ کا طریقہ نہ سیکھ لے۔ وہ بے سرکون مومن اور اشرار صدر و اطمینان قلب کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتا کیوں کہ انسانی معاشرہ میں رہتے ہیچے کا سلیقہ اور مستقبل کے لیے کسی قسم کی تیاری کئے بغیر ان کا ان علوم و فنون اور TECHNOLOGY میں تہہ اٹھان کو بھونچ جانا ان کے لئے تقابلاً سود ہوگا۔ اور ان کی انھماں حاصل نہیں ہوگا۔ مگر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مظلّم نے اس کیفیت کی تصویر اور وضاحت ایک نقشہ کی شکل میں بہت ہی عام فہم انداز میں اور اس سے ایک حکمت اور دقیق نکتہ نکالا۔ وہ فرماتے ہیں:

”راوی صادق البیان کہتا ہے کہ ایک بار چند طلباء و تفرقہ کے لئے ایک کشتی پر سوار ہوئے طبیعت موج پر تھی، وقت سہانا تھا، ہوائِ طافِ انگیز اور کیف اور سعی اور کچھ کام نہ تھا۔ یہ نو عمر طلباء غامضی کیجے بیٹھے تھے جاہل طبع و دلچسپی کا اچھا ذریعہ، اور فقرہ بازی، مذاق و تفریح طبع کے لئے بہت موزوں تھا، چنانچہ ایک تیز و طرار صاحبِ ہنر انداز نے اس سے مطالب ہو کر کہا: چچا میاں! آپ نے کون سے علم پڑھے ہیں؟“ طالع نے جواب دیا: ”میاں میں نے کچھ پڑھا تھا لیکن سائنس پڑھنے نے تھدی سائنس پھر کر کہا: ”اے آپ نے سائنس نہیں پڑھی

اور جب بھی اس کو معلوم ہوتا ہے کہ کشتی برابر حل سے دور ہوئی جا رہی ہے اور جس سمت اس کو جانا ہے کشتی اس کی مخالف سمت کو دوں دوں ہے تو اس پر بے چین و غصہ و کینہ طاری ہوتی ہے اور حیرت و بے زبانی اور خوف و دہشت میں ڈوب جاتا ہے۔ یہی پھر وہ اس بے زبانی و حلق کے ختم کرنے میں اپنی محنت و کوشش کے ایسے مختلف وسائل کو کام میں لانا ہے جو کانٹے سے کانٹا نکالنے کے مرادف ہوتے ہیں اس لیے کہ وہ تمام سکرات اور فزادہ چیزوں کو استعمال کرتا ہے، نفس کی تسبیح و تہن کی پریشانی اور کلفت و جہد میں کو دور کرنے کے لئے خواہشات و فہوات کے سمندر میں غرق ہو جاتا ہے۔“

یہی تہہ اس کی پریشانی و اضطراب و جہد ہو جاتا ہے، بالکل اس شخص کی طرح جس کو شیطانوں نے کہیں جھگڑا میں بے راہ کر دیا ہو اور وہ ہلکتا مہرتا ہو اس کے کچھ ساتھی بھی ہوں کہ وہ اس کو ٹھیک راستہ کی طرف ہمارے ہوں کہ ہمارے پاس آ جاؤ۔ آپ کہہ دیجئے کہ یقینی بات یہ کہ کونہ راست وہ خاص الشہری کی راہ ہے اور ہم کو یہ حکم دیا کہ ہم پورے طبع ہو جائیں۔ یہاں جس نے مستعد بن کر بندہ گواہی سمندریں اور دوماؤں پر حکومت کی، جنگلوں اور صحرائوں کی خاک چھان اور ایک بات ناخبر امانت کی دنیا میں بہت دور نکل گیا۔ تسکینِ دل و خصلتِ اوصافِ ہیوانی خواہشات کی آگ بجھانے کے لیے اس نے اس عروج و ارتقا کا غلط استعمال کیا۔

اس لئے وہ دنیا میں اڑنے والے پرندوں اور کوندوں کی طرح نہیں رہا۔ انسان جس کشتی پر سوار ہے وہ بہت بڑی ہے اس کے چاروں طرف فرخ ہے اس کے تمام کمرے ایرکٹیشن (A.C) میں تھیں کہ مشین و آلات اور لذت و مستی کے تمام وسائل اس میں موجود ہیں اور اس کا خاندان بھی اس کے ساتھ اس میں سوار ہے وہ اس سے لطف اندوز ہو رہا ہے، اپنے آپ کو تسلی و اطمینان دلا رہا ہے مگر جب وہ اپنے کمرے سے باہر آتا ہے اور سمندر کا موجوں اور اس کی غیر متوقع لہروں کا ایک رنگ مشاہدہ کرتا ہے تو اس پر اپنی جان کی ہلاکت کا غفلتِ غلط و ہراس اور رخ و دم کے بے قرار ٹوٹ پڑتا ہے کہ وہ اپنی زندگی (CABINET) میں کھڑا ہے مگر اس خوف و دم کو بھل جاتے ہیں اس کو لہر پر اندام کر دیا اور جس کی وجہ سے اس کے جوش و جواں جاتے رہے۔



اور اس میں خوف خداوندی سما جاتا ہے، جس کے بغیر  
ماشرے کی اصلاح اور تہذیب و تمدن کی تعمیر  
ممکن نہیں اور جو علم انسان کی آخرت کے لئے زوروار اور  
قیامت کے دن کی تیاری کرنے کے لئے ابھارتا ہے،  
انانیت و تکبر، بڑائی اور خود ستائی دنیا کی ساز و  
سامان کی جو قطع کو کرتا ہے اور جو علم انسان کو مادی  
اور کفایت شعاری کا خوگر بناتا ہے اور اس کو بغیر خدا  
جگہوں پر قوت کو صرف کرنے سے روکتا ہے انسانوں  
کو انسانوں کی طرح رہنا اور پیار و محبت کا سبق سکھاتا  
ہے۔

یہیں معاملہ آج ہر معاشرہ کا ہے جو کشتہ زار ہے  
جس کو اس زلزلہ و جاوید اور ہیبتناں باقی رہنے والے  
دین اور عالمگیر دین ہی کے ذریعہ راہ پر لانا  
ممکن ہے۔

انگلیکا، آریہ جی ہی تمھاری چانی پاسکتی ہے۔ اور وہ تم  
جاننے ہی نہیں۔

یقیناً ترقی یافتہ اور تہذیب و تمدن کا ہے جو علم و  
فنون کا انسائیکلو پیڈیا (ENCYCLOPAEDIA)

صنعت و حرفت کا مہترین اور ایجادات و اکتشافات میں  
سارے عالم کے ہنر و ہنر ہے

لیکن اس ضروری علم سے ناواقف ہیں جو علم خالق  
حقیقی اور اس کی معرفت تک پہنچاتا ہے اور وہ علم جس کے

ذریعہ سے انسان کائنات کو نجات حاصل ہوتی ہے اور جو  
سلامتی اور منزل مقصود تک پہنچانے کا سامن ہے

اور جو نفسیات و خواہشات کو قابو میں رکھتا ہے  
اور نفس پرستی و تناسل کو زیر کرتا ہے اور جو علم اخلاق

کی اصلاح کرتا ہے اور تہذیب بناتا ہے اور جو انسان  
کو برائی سے روک کر بھلائی کے راستہ پر ڈال دیتا ہے۔

ملاح نے کہا میں نے تو اس کا نام نہیں سننا۔  
دوسرے صاحبزادے نے "جائیزہ اور انجیل" کو آپ  
فرور جاننے ہوں گے؟ ملاح نے کہا حضور یہ نام  
میرے باپ کے ہیں؟

اب میرے صاحبزادے نے خوش حیرانہ مگر آپ  
جنزاف اور مسخری تو مجھے ہی ہو گے؟ ملاح نے جواب  
دیا۔ مسکرا کر پیشہ کے نام میں یا آدمی کے؟ ملاح کے

اس جواب پر لڑکے اپنی منہ مضبوط کر کے اور انھوں  
نے تہقیر لگایا، پھر انھوں نے پوچھا "جہاں میں تمھاری

علم کیا ہوگی؟ ملاح نے بتایا "میری کوئی چالیس سال"  
لڑکوں نے کہا۔ آپ نے اپنی آدمی عمر پر ہلکی اور کچھ

بڑھا رکھا نہیں؟ ملاح بچہ ہر شہنشاہ ہو کر رہا، اور  
چپ سا سادہ لی، قدرت کا تماشہ دیکھنے کو کشتی کھڑی

دور گئی تھی کہ دریا میں طوفان اٹھا تو میں منہ پھیلانے  
ہوئے بڑھ رہی تھیں۔ اور کشتی بیکوٹے لے رہی تھی

معلوم ہوا تھا کہ اب ڈوبی، تب ڈوبی، دریا کے سوا  
لڑکوں کا بھلا تجربہ تھا، ان کے اوسان خطا ہو گئے جس

پر جہاں اٹھنے لگیں، اب جاہل ملاح کی باری آئی  
اس نے بڑی سنجیدگی سے منہ بنا کر پوچھا "جیسا تم نے

کون کون سے ملے بڑھے ہیں؟ لڑکے اس بولے جھالے  
جاہل ملاح کا متعجب نہیں کیے، اور کاغذ یا مدرسہ میں

پڑھے ہوئے علوم کی ایسی فہرست لکھائی مشروح کردی  
اور جب وہ بھاری بھر کم پسندیدہ نام لکھ چکے تو اس

نے مسکراتے ہوئے پوچھا "نیک ہے یہ سب تو بڑے  
لیکن کیا پیراں ہیں یہ سب؟ اگر خدا نخواستہ کشتی الٹ

جائے تو کتا سہ کچھ بھونک سگے؟" لڑکوں میں کوئی  
بھی پیر نہیں جانتا تھا، انھوں نے بہت انصاف کے

ساتھ جواب دیا "جہاں جان! یہی ایک علم ہے اور جیسا  
ہم اسے نہیں سیکھ سکتے؟"

لڑکوں کا جواب سن کر ملاح زبردست ہنسا اور  
کہا "میاں میں نے تو اپنی آدمی عمر کوئی مگر تم نے تو اپنی

عمر ڈوبی اس نے کراس طوفان میں تمہارا جہاں کھانکا کام نہ



**CONSTRUCTIONS**



**BUILDERS & DEVELOPERS**

## اعلیٰ تعمیر پر نضام مقام

### بہترین جائے وقوع

### اعلیٰ معیاری ماحول اور اعلیٰ ذوق کے افراد کے لئے

### تین بلڈنگوں پر مشتمل آفسوں اور دوکانوں کے لئے

### تشریف لائیے

انٹرنیشنل امیر پور سٹریٹ سے قریب جدید طرز اور گلاس لفٹ گیارڈ ہاؤس اور جدید  
انداز پر مشتمل ہے۔ تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے۔

### آئیے

### اور ٹران کنسٹرکشن کمپنی کی پیش کش قبول کیجئے

Regd. Office :  
Twin Complex Phase I, Office No. 201, Opp. Marol Fire Brigade,  
Marol Maroshi Road, Andheri (E), Bombay - 400 059.  
Tel. : 837 3203 / 839 1150 / 839 3321 / 839 4227. Fax : 91-22- 839 1563

وہاں حضرت امیر عبدالاعلم صاحب رحمہ اللہ اور صاحبہ امیر عبدالاعلم صاحبہ رحمہ اللہ  
اور صاحبہ امیر عبدالاعلم صاحبہ رحمہ اللہ اور صاحبہ امیر عبدالاعلم صاحبہ رحمہ اللہ

## ایک مطالعہ

## سیرت سید احمد شہید

پروفیسر دینی احمد صدیقی

دوسری قسط

## خاندان

محمد و انصاف الزکیہ شہید کی بارہوی پشت میں سید قطب الدین محمد علی ایک عالم و عارف بزرگ تھے آپ خواب میں حضور کے ارشاد پر غزنی کے راستے سے ایک بڑی جماعت کے ساتھ برائے جہاد دہلی تشریف لائے، قنوج، بانک پور اور کراچی جگہ کر کے اسلامی حکومت میں شامل کیا۔ دہلی میں مدت تک شیخ الاسلام کے منصب پر فائز رہے اور ۹۶ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے سید نظام الدین نے ایک فرزند یا کد کما چھوڑا۔ سید کرن الدین آپ ہی حضرت شہید کے مورث ہیں اس خاندان کے قاضی سید محمود جاس سے نصیر آباد تشریف لائے اور وہی اس خاندان کا وطن قرار پایا۔ ان کے صاحبزادے مقدمہ میں ایک فریق کے زبان سے از جنیں حکم شرع بمنزلہ مسکن ترک وطن کر کے رائے بریلی تشریف لائے۔ آپ کے فرزند سید محمد معظم نے دو نامور فرزند چھوڑے سید محمد اسحق سید محمد فیض سید محمد فیض کے دو صاحبزادے تھے۔ حضرت شاہ داؤد اور حضرت سید شاہ علم اللہ

## حضرت سید شاہ علم اللہ

آپ کے والدین کا آپ کی عمر بیس سال میں انتقال ہو گیا۔ ماموں سید ابو محمد نے ہمدردی و رشک کی اور نظم اپنے بچاؤ اور بھائی دیوان خواجہ احمد سے حاصل کی

اموں نے ملازمت کی کوشش کی لیکن دنیا طلبی سے دل برداشتہ تھے حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ اعظم حضرت سید آدم تھوری سے بیعت کی اور خلافت و نیابت سے سرفراز ہوئے حضرت غوث کی طرف رخصت کیا اور مراقبہ سے پتہ چلا کہ ارشاد فرمایا کہ اودھ کے اولیاء اور عالی مرتبت لوگوں میں تم ستاروں میں چاند کی طرح ہو گئے۔

حضرت آدم تھوری نے ہجرت کی اجازت دی لیکن کہا کہ راہ میں اگر کوئی مرد خدا تمہیں روکے تو رک جائنا راہ میں ایک خدا رسیدہ بزرگ شاہ عبدالکاشمیر مجددی نے شیخ کا قول یاد رکھا رائے بریلی میں روک لیا آپ نے دوسرے مرجع کیا دوسرے مرجع کی واپسی میں کبھی کا نقشہ ساتھ لائے اور سنی ندی کے کنارے اپنے اور اپنی اولاد کے ہاتھ سے خدا کا کھیر تعمیر کیا جس کی بنیادوں میں آپ دھرم ڈال اور اپنی اولاد کو دیں آباد کیا دے ہارے پروردگار میں غائبی اولاد کو کہاں اس نے ٹھہرا ہے کہ یہ نماز قائم کیے ۱۰۸۰ھ میں مالگیر کے مہد میں ۱۴ سال کی عمر میں وفات پائی اور مسجد کے جنوب شرقی گوشہ میں مدفون ہوئے۔ انتقال کی شب مالگیر کے خواب دیکھا کہ آنحضرت نے آج رات وفات پائی۔ مالگیر کو بہت تشریف ہوئی پتہ چلا کہ اس شب شاہ صاحب نے انتقال فرمایا تھا۔ شیخ عبدالحمید ابدال (ایک معاصر بزرگ) فرماتے تھے کہ ابابا صفت میں اس زمانہ میں حضرت کی کوئی مثال نہیں۔ ہمدرد

متواضع اور سادہ تھے جوئی کی کرسی بلند کرنے کے لئے ایک غلطی نے ۵۰۰ روپے بھیجے۔ آپ نے ماسٹر لڈوں اور ساتھیوں کی مدد سے جوئی تعمیر کی اور مزدوری دی۔

شاہ صاحب کا امیر المعروف اور نہی منکر پرستی سے مل تھا۔ شاہ پیر محمد صاحب جیسے بزرگ کوٹہ کی مالا اور گلائی رنگ کے لباس پر نوکالور شاہ صاحب نے جو کرا دیا تے کا ملیں میں سے تھے اعتراض کو قبول کیا۔

فرماتے تھے کہ محل کے لئے مجتہدوں کا قول درکار ہے۔ بزرگوں کا مل نہیں اپنے محبوب فرزند سید ابو حنیفہ کی رحلت پر آپ نے جو ممبر کرامت کی مثال دی۔ اسکا نظیر نہیں ملے گی۔

حضرت کی اولاد میں علیل القدر رشتائے اور مقبول اولیا تسلسل اور کثرت سے ہوئے آپ کے چار صاحبزادوں میں ایک حضرت سید آیت اللہ تھے ان کے فرزندوں میں سید محمد ضیاء کے بیٹے حضرت شاہ ابو سعید صاحب۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے خلیفہ اور حضرت سید احمد شہید کے نانا تھے۔

اس خاندان کے بزرگوں نے ہمیشہ تہاد میں مقدر کیا۔ حضرت سید احمد مہدی آپ کے دوسرے صاحبزادے اور سید صاحب کے پروردگار تھے۔ بڑے متواضع اور بے حد سخی تھے بہت مکان نہیں بنوایا۔ لشکر کے ساتھ دکن تشریف لے جا رہے تھے، میرانپور میں انتقال ہوا جد بابرک رائے بریلی میں لایا گیا۔ اور حضرت شاہ علم اللہ کی مسجد میں مدفون ہوئے۔ آپ کے بڑے فرزند سید محمد نور تھے چاہنے والہ کی صفات رکھتے تھے اصل محل کا بے حد انتہام رکھتے تھے۔ ۱۰۸۰ھ ربيع الاول ۱۲۸۰ھ میں انتقال فرمایا اور نصیر آباد میں مدفون ہوئے۔

سید شاہ ابو سعید صاحب کے نانا اپنے بھائی

پاس بھیجا اس بڑی بارگاہ میں بھی سلام سنونے کا رواج نہ تھا حضرت کے سبب شاہ صاحب نے حکم دیا کہ سلام بطریق سنون کیا جائے آپ شاہ عبدالعزیز صاحب سے تین سلسلوں، چشتیہ قادریہ اور نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔  
توسرے سال کو حضرت نے بت پرستی قرار دیا اور شاہ صاحب نے شعر پڑھا۔

ہے سجادہ کرسی کن گت پر منساں گوید  
کیرکتی غریزہ دوزخہ در رسم مندر لہا (دھن)  
حضرت کا عہدیناں نہیں ہوا حضرت نے فرمایا کہ شرک کی کسی طرح ہمت نہیں ہونی ہاں اگر آپ کتاب و سنت اور اجماع امت سے کوئی سند لائیں تو غفرہ دور ہو سکتا ہے، شاہ صاحب بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ولایت انبیاء سے نوازا۔ پھر شاہ صاحب نے سادہ اور طلق ولایت اور ولایت انبیاء کا فرق بتایا، بیعت و تلقین کے بعد شاہ صاحب نے بیعت و ذکر حضرت کیا شاہ عبدالعزیز نے بھی ایک مدت تک آپ کو سوکھ کی تعلیم و تربیت فرمائی۔

ایک روز سید صاحب نے دیکھا کہ کتاب پڑھتے وقت سارے حروف غائب ہو جاتے ہیں شاہ عبدالعزیز نے فرمایا کہ پڑھا چھوڑ دو۔

یعنی اندر خود معلوم انبیا و

بے کتاب دہے امید و ادب

اس دوران میں بے حد باطنی ترقیات حاصل ہوتی رہیں ایسے واقعات گذرے جو ان کے بے حد عالی درجات پر گواہ ہیں رمضان کی ستائیسویں شب کو سو گئے۔ تہائی رات کے قریب دس شخصوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر جگایا، دائیں طرف سرگرد عالم تھے، بائیں طرف حضرت مدنی بیٹھائے تھے اور آئینہ کا بل آپ کو محال ہوا اسی طرح ایک رات خواب میں حضرت علی اور فاطمہ کو دیکھا حضرت علی نے ہاتھ

سورج نکلنے کے گھنٹوں بعد تک در درش اور کشتی میں مشغول رہتے، تیرنے اور پانی میں ٹھہرنے کی بڑی مشق بڑھاتی تھی، ہفت، ہاڑیں بہاؤ کے خلاف تیرتے تھے۔

## مسئلہ نمبر ۱

آپ کی عمر ۱۸ یا ۱۹ برس کی تھی جب آپ اپنے کچھ رفیقوں کے ساتھ کھنڈ تشریف لائے، یہ زمانہ لوہ سعادت علی خاں کا تھا، سیاسی اور معاشی حیثیت سے ملک داہل ملک سخت مضطرب تھے، اور بددینانی عام تھی، سید صاحب ایک نواب جو سادات سے نہایت محبت و اعتقاد رکھتے تھے متعلق ہوئے اور اپنے ساتھیوں کے بہت کام آئے ایک سر میں جو تین ماہ تک جاری رہا، باجہ حد پر پرتی انھماں پڑی، سید صاحب نے ساتھیوں کو کھمایا کہ اس دنیا بھر خاک ڈالو اور میرے ساتھ دہلی شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں چلو، ساتھیوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔

آپ اکیلے ہی دہلی روانہ ہوئے ساتھیوں نے سمجھا کہ شاید کوئی جنگل میں حادثہ پیش آیا راستہ میں ایسے واقعات پیش آئے جو ان کی بزرگی اور طوئے ہمت کے شاہد ہیں اپنے والد کے ایک مرید کے اختتام سے دہلی پہنچے۔

## شاہ عبدالعزیز سے ملاقات

شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں جب حاضر ہوئے تو شاہ صاحب نے معاف اور معاف کہا، حضرت نے اپنا تعارف کرایا اور جب سید ابوسعید صاحب اور سید نعمان صاحب کا حوالہ دیا تو شاہ صاحب نے دوبارہ معاف اور معاف کہا، اور فرمایا کہ اللہ کا فضل اگر شامل حال ہے تو اپنے دو حیال اور تخیلات کی کیرٹ تم کو مل جائے گی پھر مولوی عبدالغفار صاحب کے

مجمل القدر مشاعر میں تھے، آپ کی نسبت بڑی قوی اور آپ کی محبت بڑی مؤثر تھی آپ کے کلمات اور معارف کا اندازہ ان خطوط سے ہوتا ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے بچے آئے گئے۔

## حضرت سید محمد عرفان اور ان کی اولاد

آپ سید محمد فوز کے بیٹے اور سید صاحب کے والد تھے نہایت متوکل اور پدہرین گار بزرگ تھے، ۱۱۲۸ھ میں کھنڈ سے وطن آ رہے تھے، مدستہ میں انتقال ہوا نقش راہ بریلی لائی گئی، حضرت شاہ علم اللہ کی مسجد میں مدفون ہوئے۔

پہلی بیوی کے انتقال کے بعد آپ نے سید شاہ ابوسعید کی صاحبزادی سے عقد ثانی کیا، ان سے تین صاحبزادے سید محمد ابراہیم، مولانا سید محمد اسحق اور حضرت سید احمد اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔

## حضرت سید محمد کے ابتدائی حالات

سید شاہ علم اللہ کے اُس داسرے میں جواب تکہ کے نام سے مشہور رہے، حضرت ۱۲۱۲ھ میں حضرت کی ولادت ہوئی آپ کا سلسلہ نسب ۵۰۰ سالوں میں حضرت امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب سے ملتا ہے حضرت حسن ششی جو اس سلسلہ کی ۳۴ ویں کڑی ہیں، ان کی شادی شہید کربلا کی صاحبزادی فاطمہ صغریٰ سے ہوئی تھی اس لئے اس خاندان کو محسنی کہنا جاتا ہے۔

بچپن میں آپ کی توجہ تعلیم پر نہیں تھی، مراد اور سچا پناہ کمیلیوں کا شوق تھا، بڑے ہو کر آپ کو خدمت غنم کا ایسا ذوق ہوا کہ اچھے اچھے بزرگ حیران رہ گئے، اسی کے ساتھ آپ کو مہادت اور ڈکھنا کا بے حد ہون تھا، آپ کو والدہ بھی حضرت اسماء کی طرح ملی تھیں، ایک ڈائی میں بڑی خوشی سے بخت کیا، اور مرنا یا خود مارے ٹھہ نہ کھانا۔



لطف سے بیان کیا ہے جو پڑھنے سے تلقین کرتا ہے اس کے بعد حق درج حق ملو فضا و صلیحین بیت ہونگے۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا محمد شریف نے تشریف لائے اور واپسی میں تباہ کیا کرتا ہے اُن کو ظاہر ہے اُن کا علم دہم ہے۔

دن بن آپ کی مقبولیت و شہرت بڑھتی گئی باہر سے کثرت سے دعوت نامے آنے شروع ہوئے سید صاحب نے شاہ صاحب کے رجوع کیا انھوں نے اپنا لباس خاص پہنایا اور بڑی خوشی کے ساتھ رخصت کیا۔

دہلی سے چل کر پہلی منزل خاوری الدین نگر میں ہوئی۔ بکثرت آدمیوں نے روحانی فیوض اور باطنی توجہات سے نفع حاصل کیا پانچ دن قیام کر کے حضرت مراد نگر اور میرٹھ تشریف لے گئے سربراہ درہ لوگ اور ہریٹھ کے لوگ حاضر ہوئے۔ لوگوں کے بیعت سے سرائحانے کی مہلت نہیں ملتی تھی پھر حضرت سرحد تشریف لے گئے وہاں سے برہان۔ اسی طرح راستہ کی کنٹریں طے کرتے ہوئے اور لوگوں کو ہدایت دیتے ہوئے حضرت چلتے ہوئے وہاں سے مظفر نگر اور پھر دہلی دس دن دیوبند میں قیام رہا۔ وہاں سے سہارنپور پہنچے پھر گڑھ درگڑھ حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ موضع چیلکان کا ایک شیخ مذہب شریف زادہ سید رحیم علی تین چار دن آپ کے رفیق مولانا عبدالحی کے وعظ میں شریک ہوا۔ اُس نے تو یہ کہہ کر کے ہاتھ پر بیعت کی، اُس کے اہل خاندان نے یہ کہہ کر دے دیا اور کہا اپنے ساتھ رکھئے یہ نوجوانے حج و سفر جہاد میں برابر ساتھ رہا۔ مہار کی جنگ میں شہید ہوا۔ اسی طرح وعظ سے متاثر ہو کر ایک ہندو مجتہد بھی ساتھ چلا آیا آپ نے

تیس سال فوجی مگر سہاں ہو گئیں اور راست ٹونک کی بنیاد پڑی۔ فوج منتشر ہو گئی۔ توپ خانہ اور ساز و کلام انگریزوں نے خرید لیا یہ صلح ہوئی تھی انگریزوں پر ہوئی اور بہت میقتدار میں ہوئی سید صاحب اسی صلح کے مخالف تھے مگر لوہا پڑا تو وہی اور بہت سختی لاری تھی سید صاحب نے لشکر سے مفارقت اور دہلی کو واپس آئے ان کا نیکو کیا۔ لوہا نے بدیدہ ہو کر رخصت کیا اور صاحبزادہ وزیر خاں کو بھروسہ کیا۔

### دہلی کا تیسرا سفر اور دوبارہ تشریف دہلی

۳۳ سال کا یہ جوان سال شیخ مسلک و تربیت اور متابع و مسارف الہیہ میں وجہ امانت کو پہنچ چکا تھا۔ دہلی پہنچنے سے ایک مہلت تہل حضرت شاہ عبدالعزیز نے خواب دیکھا کہ آنحضرت جانتے سجد میں تشریف رکھتے ہیں اور انھیں معائے مبارک دیکر فرماتے ہیں کہ مسجد کے دروازہ پر بیٹھ جاؤ اور آنے والوں کو میری اجازت سے اندر نہ بھجواؤ شاہ صاحب نے تعمیل کی اور ہزار ہا بندگان خدا نے حضور کی زیارت کی۔

شاہ صاحب نے حضرت شاہ غلام علی خلیفہ حضرت مرزا مظہر جان جانا سے اس کی تمجید بھی انھوں نے فرمایا کہ آپ کے یا آپ کے کسی مرید رشید کے دربار رسول صلح کی ہدایت و فیض کا سلسلہ جاری ہوگا۔ ایک مہلت کے بعد سید صاحب دہلی تشریف لائے حسب معمول اکبر آبادی مسجد میں قیام فرمایا اور لوگوں کا رجوع تشریف ہوا شاہ عبدالعزیز صاحب جو شخص صاحب استعداد اور توجہ و فادہ باطنی کا طالب ہوتا اُسے سید صاحب کے سپرد کر دیتے۔

مولانا عبدالحی صاحب اور مولانا شاہ اسماعیل صاحب جو کہ شاہ صاحب نے تاج المفسرین، فخر المذہبین، ہر کہ ملانے محققین کا خطاب دیا۔ انھوں نے بیعت کی درخواست کی اور مسلک بیعت میں شریک ہو گئے۔ مولانا اکرام علی صاحب نے بیعت کا واقعہ مولانا عبدالحی کے حوالے کر کے

اور حضرت فاضل نے لباس فاخر آپ کو پہنایا اس کے بعد سے طریق نبوت کے کلمات آپ بدلا رہے ہوئے گئے۔ رائے برلی میں واپس تشریف لائے آپ نے سید محمد روشن کی صاحبزادی بی بی زہرا سے نکاح کیا ۱۳۳۳ میں آپ کی بڑی صاحبزادی بی بی سارہ پیدا ہوئیں۔

### دہلی کا دوسرا سفر

آپ ۱۳۳۶ میں دوبارہ دہلی تشریف لے گئے اور طاقتوں کی طرح دو ہیسلکنڈ کے افغانوں نے بھی اپنا مقام بنایا تھا ان کے سردار سبھل کے امیر خان تھے جو سالہ زنی بی بی خانم کے خاندان کے تھے۔ بے حد بہادر تھے مگر اولوالعزمی اور دور رسین سے کام نہیں لے سکے ان کی فوجی طاقت سے مرہٹہ سرداران اور درویشوں نے زیادہ فائدہ اٹھایا سید صاحب امیر خاں کے لشکر میں شامل ہو گئے وہاں آپ کی شہرت تہاب الدعوات اور صاحب کرامات کی ہوئی۔ اپنی سپاہیانہ زندگی میں آپ اصلاً درویش و شاد میں مشغول رہے۔ لشکر میں آپ بڑی کوتاہی اختیار ہوئیں چودہ سال تک حضرت ایران کے ساتھ رہے یہ رفاقت محنت مجاہدہ و جفا کشی اور بلند ہمتی کو چاہتی تھی، سید صاحب نے اس کا حق ادا کیا۔ انگریزوں نے لوہا کو پیغام بھیجا کہ آپ اتنے روپے اور ملک کے تحائف و تدارج سے باز آئیے۔ مگر نے جب انگریزوں سے مصالحت کا فیصلہ کیا تو لوہا نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ لوہا نے اس کی مخالفت کی کہ اور اپنا بلان بنا یا کہ وہ شجاع الملک کو لڑا کر اور نصیحت سنگھ سے معذرت کر کے انگریزوں کو نکالنا چاہتے تھے۔ مہاراج نے کہا کہ نصیحت سنگھ میں ہمت نہیں اور شجاع الملک دلی کا لالہ کا جاہلیت شخص ہے تو اب نہ کہا کہ اپنے اپنے ہون انہوں نے طاقتوں کو قمع کر دیا اور انھوں نے یوسف زئی کے ساتھ لے کر واپس لے گا۔ انگریز طاقتوں اور باستان کو ٹوٹے وہے حالات ایسے تازہ ہو گئے کہ لوہا کو ان سے صلح کرنی پڑی تو لوہا کی



# حُبُّ رَسولِ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند مثالیں

عبدالرزاق مسعود - حیدری ٹیکس

انداز گفتگو، صدق و امانت، اپنے بیگانے سے پہناہ ہمدردی، شرمناک مصائب میں سے پہناہ محض، عرض کمال انسانیت کا ایک خوبصورت پس کر تھا جو اپنی ہر ادائیگی کشی کے ساتھ شب و روز دعوت الی اللہ کا پلنگہ انجام دے رہا تھا اور لوگ بن جاتے تھے اس میں کرا کر شرم سازوں کی طرف کھینچے جاتے تھے۔ عرض حُبُّ رَسول اور جہاد کے بہترین نمونے ہمیں صحاہ کلام کی زندگی میں ملتے ہیں جن کے دل اس سے ہمدردت لبریز رہتے تھے۔

صحابہ کرامؓ، رسول اللہؐ کے اخلاق کو درکار اور آپؐ کے خزان کی اطاعت میں بڑی سے بڑی تکلیف برداشت کرتے تھے بلکہ اس میں راحت محسوس کرتے تھے اور احوال و اسلاک کو درکار اپنی جان تک سے بے نیاز ہو گئے تھے۔ خزان رسولؐ میں یہی ہے کہ تم میں کوئی کامل ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک جس میں اس کے لئے اس کی اولاد ملان باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں چنانچہ صحابہ کرامؓ کی تمام زندگی شاہد ہے کہ انھیں حضورؐ کی ذات اقدسؐ ہر چیز سے زیادہ محبوب تھی مثلاً جب مخرجِ جہاد ہوا تو سخت گری کا موسم تھا حضرت خنیسؓ نے فرزند میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، ایک دن وہ گھر میں گئے تو دیکھ کر ان کی بیوی نے ان کی لبت و آسائش کے لئے بالافانے پر چڑھ کر ڈکھایا ہے۔ پانی سر دیا ہے اور دم کھانا تیار کر رکھا ہے۔ یہ سب سر سامان دیکھ کر کہنے لگے، رسول اللہؐ تو اس اور خد بد گری میں کھلے میدان میں ہیں اور میں سر و پانی اور عمدہ خندے خلف اندوز ہوں۔ خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا میں ہرگز بالافانہ میں نہ جاؤں گا۔ چنانچہ اسی وقت زاردار یا اور جہاد کی طرف روانہ ہو گئے۔

فردہٴ جہاد میں عدم مشرکت کی بنا پر کھلا اللہ نے حضرت کعب بن لکھ سے سب صحابہ کو قطعِ تعلیق کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ انھیں اپنی بیوی سے بھی علیحدگی کی ہدایت فرمائی۔ یہ ہدایت سن کر انھوں نے عرض کیا: میں اسے قطع دے دوں یا حضورؐ کے حامد نہ کہا نہیں عرض کیا

ظلمی ہوئی، چنانچہ فوراً حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت خواہ ہوئے۔ حضورؐ نے تسلی دی اور بالآخر کالے سود کی شادی عرب کے اس معزز سردار کی بیٹی سے ہو گئی۔ ایک دفعہ حضورؐ نے ایک انصاری سے فرمایا: تم اپنی بیٹی میرے حوالے کر دو۔ صحابہ کرامؓ نے اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہ تھی کہ حضورؐ کی کسی خواہش کو پورا کر دے۔ انصاری باغ باغ ہو گیا۔ لیکن تیرہ لاکھ نیا نہ فرمایا: میں اپنے لئے نہیں بلکہ جلیبیت کے لئے یہ پیغام دے رہا ہوں جلیبیت کو لوگ مومنان کی بے جا گرفت کو جسے غلبہ مند کرتے تھے ان کا نام سن کر سوچ بچار میں پڑ گئے۔ عرض کیا حضورؐ! اور ان کی کی والدہ سے مشورہ کر لوں۔ ماں نے جلیبیت کا نام سنتے ہی انکار کر دیا لیکن دلی غم دہلی کہ رسول اللہؐ کی تہذیب و دہلی کی بات سے انکار مناسب نہیں میرے متعلق حضورؐ نے جو فیصلہ کیا ہے اس کے انکے سر تسلیم فرمے۔ کچھ عرصہ کے حضورؐ کی رضا جوئی میں خدا کے خالق نہیں کرے گا۔

یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہؐ سے عشق و محبت عمومی گلوں بہا رہا ہے اور کسی مومن کا دل اس سے خالی نہیں ہو سکتا کیوں کہ یہی محبت اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی ذات و صفات کے صحیح تصور کا واحد ذریعہ ہے۔ مہاجر کلم بڑے خوش قسمت تھے کہ یہ سرایہ سب سے زیادہ ان کے حصے میں آیا تھا۔ ان کے سامنے حضورؐ کا وہ صحنہ عزت بھی تھا، جس کے ایک ایک نقش اور خود خال میں حالِ حشر کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ حضورؐ کی نسبت برفانست

جس سے محبت ہو اس کی رضا جوئی اور اطاعت عادت بنانے میں جاتی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ ہر کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہد پسند کو ملحوظ رکھتے تھے اور حضورؐ کی ناراضی سے بے حد گھبراتے تھے۔ مثلاً حضرت سعدؓ بہت سیباہ نام تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ اسلام کے جاثروں میں شمار ہونے لگے۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے ان کی جاندار کی سے خوش ہو کر فرمایا: سعد! شادی کیوں نہیں کر لیتے۔ انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! جیسے کالے کونٹے بدھت کو لڑکی دینا کون پسند کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا: جو قبیلہ ثقیف کے سردار سے کہو کہ رسول اللہؐ نے میرا ہے، مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دو۔ سندنے جاکر پیغام پہنچایا، سرداران کی صورت کو دیکھ کر بہت برجم ہو کر اچین میں جھیل بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا۔ سعد واپس ہو کر رہا پس جانے لگے تو پردے کی اوٹ سے آواز آئی: جانے والے ذرا ٹھہر جا، وہ ٹھہرے، پھر آواز آئی: کیا رسول اللہؐ نے مجھے میرے خلاف نکاح کرنے کو مجبیا ہے؟ اگر یہ واقعی حضورؐ کا ارشاد ہے تو سب تو قسم قبول ہے۔ اس کے بعد اس سعادت مند بیٹی سے باپ کو سمجھایا۔ آپؐ نے بہت بڑا کیا کہ رسول اللہؐ کے پیغام پر ہاں کہہ دیں اور حضورؐ کے حکم کی تعمیل سے انکار کیا اسلام تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی کے سبب کچھ مرنے کے کا نام ہے بہتر ہے کہ آپؐ حضورؐ کی بارگاہ میں جا کر اپنی ظلمی کی سالی مانگیں۔ بیٹی کی باہن کا باپ کے دل پر گہرا اثر تھا اور بات سمجھ میں آگئی کہ وہ حق ہے

تصور ہے۔ چنانچہ انھوں نے فوراً یوں کہہ کر بیکھڑا دیا۔  
رسول اللہؐ نے شوہر کے علاوہ دوسرے اعزہ کے  
ماتم کے لئے صرف تین دن قرار دیئے تھے، صحابیات نے  
بڑی شدت سے اس کی پابندی کی چنانچہ حضرت زینب  
بنت جحش کے بھائی کا انتقال ہوا۔ جو تھے دن ان سے  
ملنے اور انھیں راضوس کے لئے کھجوریں آئیں، حضرت  
زینبؓ نے ان سب کے سامنے خوشبو لگائی اور کہا مجھے  
خوشبو لگانے کی حاجت دیکھیں میں نے رسول اللہؐ سے  
سنا تھا کہ مسلمان عورت شوہر کے سوا کسی کی موت پر تین  
دن سے زیادہ سوگ نہ منائے، میں رسول اللہؐ کے حکم کی  
نمیل کر رہی ہوں۔

قریش مکہ نے حضرت خبیثہؓ کو چند روز قید بند  
میں بھوکا پیاسا رکھا۔ اسی حالت میں ملیب کے بیٹے بھاکر  
کو اکابر اور کبار کا بھی اسلام سے دست بردار ہوا تو  
تھوڑی جان بچ سکتی ہے۔ انھوں نے کہا اگر اسلام کھ  
دولت ہمسائے نہ رہی تو جان بچا کر کیا کروں گا رسولی  
پر چڑھنے سے پہلے انھوں نے دو رکعت نماز پڑھنے کھ  
جہلت الہی۔ مہلت الہی تو نماز ادا کی اس کے بعد انھیں  
سول پر چڑھایا گیا۔ ایک شخص اقلب نے ان کے جگر کو  
چھیدا اور کہا اب بھی تم پسند کر دے گے کہ تمہیں جس جائے  
اور تم جھوٹ جاؤ۔ حضرت خبیثہؓ نے ہر خوش بھیجی  
کہا خدا جاننا ہے میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری حالت  
خاک جائے اور اس کے عوض رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاؤں میں کاٹا بھی بچھ جائے۔ ان کے ساتھ حضرت  
زینبؓ بھی گرفتار ہو کر گئے تھے۔ ان سے بھی یہی مسئلہ ہوا۔  
انھوں نے بھی ہلکے بے ہوشا جواب دیا۔ اور سطل پر چڑھا  
دیا۔ ایک جنگ کے بعد جب مسلمان واپس آئے  
تو ایک عورت جس کا باپ، بھائی، شوہر تینوں جنگ میں  
سنہرے تھے۔ غریبہ نالی سے باہر نکلی، لوگوں نے  
بتایا کہ تمہارا باپ، بھائی، اور شوہر تینوں شہید ہو گئے  
ہیں عورت نے کہا میں اور کسی کو نہیں چھوڑتی مجھے یہ بتاؤ  
کہ رسول اللہؐ کہاں اور کیسے ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا آپ

بفضل خدا صبح و سلا م ہیں۔ کہنے لگی ڈرا مجھے دکھاؤ۔  
جب اس نے دور سے چہرہ مبارک کو دیکھا تو بے اختیار  
پکارا مٹی، آپ سلامت ہیں تو ہر مصیبت برداشت  
ہو سکتی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب اسلام قبول کیا تو  
سب سے پہلے توبہ باری تعالیٰ پر غلطہ دیا۔ کفار ان کلمات  
حق سے مانوس نہ تھے اور یہ آوازاں کے آبا کی عقائد  
کے بھی خلاف تھے جسے ہی ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں  
اس قدر زد و کوب کیا کہ دیکھنے والوں کو ان کی موت  
کا یقین ہو گیا۔ ان کے قبیلہ بنو تمیم نے انھیں ایک  
کپڑے میں لپیٹا اور اٹھا کر گھر لے گئے۔ شام کے قریب  
انھیں کچھ ہوش آیا تو بجائے اس کے اپنی تکلیف بیان  
کرتے زبان کھٹکتے ہی رسول اللہؐ کا حال پوچھ لیا  
کے لوگوں نے ان سے قطع تعلق کر لیا یا اس پر ان کو  
اسی ایک نمونے کی رٹ مل گئی رہی آخر کار لوگوں نے انھیں  
رسولؐ تک بند پکڑا یا حضورؐ نے یہ حالت دیکھ کر بڑی  
رقت پیدا ہوئی۔ ان کے اوپر گرے اور ان کا بوسہ لیا  
بے پناہ محبت، محض دفعہ دہائی کی شکل اختیار  
کر لیتی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کی زندگی کا مسالو کیا  
جائے تو جہاں رسولؐ سے والہانہ محبت اور آپؐ کی عظمت  
کا سوال سامنے آتا ہے وہاں دیکھنے والوں کو وہ دہانے  
نظر آتے ہیں اور یہ سب اتباع رسولؐ کی حالت  
و جذبہ تھا۔

مثلاً جب عروہ بن مسعودؓ باگاہ نبوت سے ہو کر  
اپنی قوم کی طرف گئے تو انھیں بتایا کہ میں تمہیں کوسری  
کے درباروں میں گیا۔ ان کا جاہ و جلال بھی دکھا ہے۔  
لیکن رسول اللہؐ کی چوہمت ان کے اصحاب کے دلوں میں  
جاگزیں ہے اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ آپؐ تو کسے  
ہیں تو کیا انہیں انھیں سے کہ منہ بدل لیتے ہیں۔ آپؐ  
دھڑکتے ہیں تو آپؐ کے استغفار پانی کو حاصل کر سہ  
کے لئے بول ٹوٹ پڑتے ہیں جیسے ایمان میں لڑائی  
ہوگی۔ اور آپؐ بات کرتے ہیں تو سب تن بے صبر کی طرح

ساکت و صامت ہو کر سنتے ہیں۔

حضرت اسید بن حبیبؓ بڑے عوض طبع اور  
شگفتہ مزاج آدمی تھے۔ ایک مرتبہ ہنس مذاق کھ  
باتیں کر رہے تھے کہ حضورؐ نے ان کے پہلو میں چھری  
جھونکی۔ انھوں نے آپؐ سے انتقام لینا چاہا۔ آپؐ  
اسلامی مساوات کے پیش نظر اس کے لئے راضی ہو گئے  
لیکن انھوں نے کہا کہ میں طبع چھری جھونکتے وقت میرا  
جم پر ہنستا، آپؐ کے جب بھی کسی نہیں ہونے چاہیے۔  
آپؐ نے یہی قیص اوپر اٹھادی، قیص کا اٹھنا حکم وہ  
بے نایاب آپؐ سے لپٹ گئے پہلوؤں کو بوسہ دیا۔  
عروہؓ یا رسول اللہؐ! میرا مقصود اصل یہی تھا در نہ  
میں آپؐ سے انتقام لینے کی کیسے جرأت کر سکتا ہوں۔  
رسولؐ کے دیدار سے صابر کرمؓ کے ایمان  
تازہ ہو جائے اسی نے حضورؐ کی جلدی کمانی کے لئے غنڈہ  
مشاقق رہتے تھے۔ چنانچہ حضورؐ جب عرض الموت میں  
بتلا تھے، نماز کا وقت قریب ہوا، پردہ اٹھا کر صابر  
کرامؓ کو نماز کی حالت میں دیکھا تو چہرہ اذہن جسم  
ہوا۔ اس آخری دیدار سے صحابہ کرامؓ پر مستر و خفا  
کی عجب کیفیت طاری ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔  
بعض صحابہؓ آنکھوں کی بینائی کا کام صابر دیدار  
رسولؐ کھتے تھے۔ چنانچہ ایک صحابی کی بینائی خفا  
رہی۔ لوگ عیادت کے لئے آئے تو پوچھ گئے، اس  
بینائی سے تو صرف دیدار رسولؐ مقصود ہوتا تھا۔  
جب آپؐ دنیا سے رخصت ہو گئے تو اب بینائی  
ہوئی بھی تو کس کام کی تھی۔ رسول اللہؐ کا فیض محبت  
صحابہ کرامؓ کے لئے دولت جاودا لی تھا۔ انھیں ایک  
بل بھی حضورؐ کی مفارقت گوارا نہ تھی، دشمنوں کی طرف  
سے خطرات کے موقع پر حضورؐ تھوڑی دیر کے لئے بھی  
آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے تو جان و جاہ کا بوجھ  
بیرسانی ہوئی تھی۔ چنانچہ ایک بار حضورؐ صابر کرامؓ  
کے درمیان تشریف فرما تھے۔ آپؐ کسی ضرورت سے  
اٹھے، بیٹنے میں زیادہ دیر ہو گئی تو صحابہ کرامؓ گھبرا گئے

## اعلان

جامعہ سید احمد شہید (امرو آباد، ملتان) میں داخلے کے متمنی طلباء آئندہ سال داخلہ فارم ۱۹۹۱ء تک حاصل کر سکتے ہیں اور داخلہ کے لئے امتحان (کپٹیشن) سرسرم مارچ ۱۹۹۱ء بروز اتوار دو شنبہ ہوگا۔ اس کپٹیشن میں کامیاب ہونے والے طلباء ہی داخلہ کے مستحق قرار دیئے جائیں گے داخلہ فارم جمع کرتے وقت اس کے ساتھ تصدیق نامہ منسلک کرنا ضروری ہوگا۔

متمنی طلباء حسب ذیل امور کا لحاظ کرتے ہوئے ہی داخلہ فارم بھریں۔

۱۔ نرسری و ابتدائی درجات کے لئے پانچویں سے دس سال تک کے طلبہ لئے جائیں گے۔ یعنی نرسری کے لئے عمر پانچ سال اور پنجہسم کتب کے دس سال۔

۲۔ درجات متوسطہ میں داخلہ کے وقت عمر دس گیارہ سال ہونی چاہئے۔

۳۔ درجات ثانویہ میں داخلہ کے وقت عمر تیرہ چودہ سال ہونی چاہئے۔

۴۔ عالیہ میں داخلہ کے وقت عمر سولہ سال ہونی چاہئے۔

مذکورہ امور میں عمر کا تھوڑا بہت تفاوت قابل التفات نہیں ہوگا۔ تمام متمنی طلباء سے گزارش ہے کہ جامعہ میں داخلہ کے لیے کپٹیشن میں اس وقت بیٹھیں جبکہ جامعہ کے قواعد و ضوابط سے بالکل مطمئن ہوں کیوں کہ جامعہ کے قواعد و ضوابط پر مکمل طور پر عمل کرنا ہر طالب علم پر لازمی ہوگا۔

درجہ حفظہ میں وہی طلبہ داخل ہو سکیں گے جو انٹرمیڈیٹ پر پڑھ چکے ہوں۔ ان کو ترجیح دی جائے گی جو کم از کم پانچ پارے حفظ کر چکے ہوں۔

جامعہ سید احمد شہید

حضرت ابو ہریرہؓ آپ کی جنوبی نکلے انصار کے ایک بارنگ کا سچا پیچھا اندرجانے کا راستہ نہ ملا دیا۔ میں ایک سورج نظر آیا۔ اسی میں گھس کر اندر پہنچا۔ وہاں حضورؐ کو دیکھ کر اطمینان ہوا اور حضورؐ سے صحابہ کرام کی پدیشائی اور اضطراب کا حال بیان کیا دنیا میں حضورؐ کی محبت اور دیدار سے میری نہ ہوئی تو بعض صحابہؓ نے تمنا کی کہ تمہیں میں بھی ہم اس دولت سے بہرہ مند ہوں۔ چنانچہ حضرتؐ نے میرا بن کعب اکیلی سے جو آپؐ کے خادم تھے۔ ایک بار آپؐ نے فرمایا کہ بھگلو۔ وہ کہنے لگے، جنت میں حضورؐ کھ رفاقت کا ضمنی ہوں۔ ارشاد ہوا۔ کچھ اور بولے پس اسی ایک چیز کی تمنا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اگر یہی بدونت چاہتے ہو تو نماز بکثرت پڑھا کرو۔ حضورؐ کی وفات کے بعد حب آپؐ یاد آئے، صحابہ کرامؓ بے اختیار رو پڑے اور حضورؐ سے ابدی مفارقت کا تصور انھیں بے تاب کر دیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کو رسول اللہؐ کی زندگی میں جو رفاقت و قرب کا شرف حاصل تھا۔ اس نے انھیں بے حد رقیق القلب بنادیا تھا۔ چنانچہ جب رسول اللہؐ نے مرض الموت میں ان کو اپنی جگہ امام بنانا چاہا تو حضرتؐ مائت مدینہؓ نے عرض کیا کہ انھیں کھجئے یہ وجہ حضورؐ کو نہ دیکھیں گے تو خود بھی روئیں گے اور دوسروں کو بھی رونا لگے حضرتؐ بلالؓ جو حضورؐ کے مؤذن خاص تھے

آنحضرتؐ کی وفات کے بعد اذان چھوڑ دی کیوں کہ آنحضرتؐ ادا علی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے دل بھر آتا تھا ایک دن حضرتؐ نے عہد خلافت میں ان کے اصرار سے مجبور ہو گئے اور اذان دینی شروع کھ ان کی آواز میں کہ حاضرین پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ رسول اللہؐ کے مبارک عہد کا نقشہ آنکھوں کے آگے پھر گیا۔ دل بہہ بہن ہو گئے سب کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ حضرتؐ نے اس کا حال عجیب ہوا۔ اسی کی تو بیکاری بند ہو گئی۔ سیرت صحابہؓ میں ہے

حضرتؐ عہد ایام خلافت میں رات کو گفت کے لئے نکلے ایک مکان کے قریب سے گزے تو آواز آئی ایک عورت رو کر دھنک رہی تھی۔ اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی

عسی محمد صلوات اللہ علیہ  
صلی علیہ الطیبین الاخیار  
قد کنت تواما بکاء بالاصحار  
یالیت شعری واطنایا اطوار  
هل یجمعنی وحبی السدار

مگر یہ اشعار کے لئے نہ تھے بلکہ وہ تو راتوں کو جاگنے والے اور سو کر رونے والے تھے موت تو بہت طری سے آتی ہے۔ اے کاش! مجھے یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد حضورؐ کی زیارت نصیب ہوگی۔ حضرتؐ نے وہیں بیٹھ گئے۔ روتے رہے ان اشعار دہلا گئے حضورؐ کی جدائی کے دفر ہرے کر دیئے۔ اس عہد سے یہاں ہو گئے اور چند روز تک صاحب فراش رہے۔

ڈاکٹر طفیل احمد مدنی

## نعت گوئی اور اس کا فن

سیرۃ النبی مولانا شبلی نعمانی نے اس حقیقت کا اظہار  
ان اشعار میں اس طرح کیلئے ہے

فرشتوں میں یہ چرچا تھا کہ حال سہ وصال  
دیر چرچہ لکھا یا تو خود روح الامیں نکلتے  
نڈایا بارگاہِ وصالِ قدوس سے آئی  
کہ یہ کچھ اور کیا ہے اگر نکلتے ہیں نکلتے

لہذا جس بارگاہ میں نڈانہ عقیدت اور خراجِ محبت  
جلیل القدر نبیوں اور رسولوں نے پیش فرمایا ہو، اس  
کے دربارِ عرض و فار میں اگر کچھ عرض کرنے کا شرف  
عامل ہو جائے تو اس سے بڑی سعادت و رحمت اور  
کیا ہو سکتی ہے۔ اس دربارِ گہرا کے خصوصی نعت گوئی  
حضرت حسان بن ثابت کے اس ارشاد میں حقیقت کی  
حقیقت ہے۔

ما ان مدحت محمد اذ عاقلون  
لکن مدحت مقاتل بن حنظل

جس ذاتِ گرامی کی نعت سے عہدہ برآ کر ہوئے ہیں اپنے  
عجز و قصور کا اعتراف بڑے بڑے علماء و فضلاء کا کیا  
ما جان معلوم مدحت اور دانا یا ان اسرار و رموز کرتے  
آئے ہوں اور حضرت حامی کی زبان میں یہ احسانِ مدحت  
قصہ کر رہے ہوں۔

لا تحبک النساء کما کان حقہ  
بعد از خدا بندگی توئی قصہ مختصر

اگر ان کا نام مبارک بجا ہوئے ادب و احترام سے نہ جان  
بہ آجائے تو کیا بہت بڑی نعتِ لادِ نعت ہے حقیقت  
و محبت کی اس کسوٹی پر بھی اترا تو ہر ایک کے بس کا نہیں  
ہے۔ یہاں عرفی خیرِ رازی نے کہا ہے۔

نعت بہ ہر اس کلام کو جس میں رسول کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی صفت و ثناء بیان کی جائے نعت کہتے ہیں۔ اس  
میں نظم کی کوئی قید نہیں۔ اگر بشری ہی معیار پر پوری اثر  
قوت سے نعت ہی کہنا چاہیے۔ لیکن آج کل صرف نظم کی کو  
نعت کہا جاتا ہے اور اس کا رواج زیادہ ہے غیر نعت  
تمام اصنافِ سخن میں موجود ہیں اور ہر صنف میں متعدد  
کتابیں شونے لکھی ہیں مگر غزل اور قصیدے کا رواج  
اس باب میں زیادہ مقبول ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کے لئے  
آپ کی ذات و اوصاف سے انہی لازم اور ضروری ہے  
آپ کے حسن و عرفان کے چشمہ تک پہنچنا واجب ہے  
اور یہ جاننا ضروری ہے کہ آپ کی ذاتِ گرامی وہ ذات ہے  
جس کے افعال محمودہ اور صفاتِ مستحسنة آپ کو  
مقامِ محمدی کی بلند ترین سند پر بطور دلیلہ اور ثبوتِ محمود  
وہ مقام ہے جہاں آدمی حیران و خوف سے بالاتر ہو جاتا  
ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس مقام پہنچا نہیں ہی  
ان کا ذکر بھی ان کے مداحوں کو حزن و ملال اور خوف  
و ہراس سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

حقائقِ بیادگِ دہل اور کئے عام اعلان کر رہے  
ہیں کہ ان کے کلامِ مجید اور عباد اللہ کے نورِ نضر حضرت  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت گوئی کوئی آسان کام  
نہیں جس کی نشا و خواہی اور خالقِ کائنات فرطے اور جس  
کی نعت میں اپنے اسمِ اللہ سے سین و اناس تک کا مانتی  
کا ایک ایک خوش اور لفظِ رطب اللسان ہواں کے  
فضائل و کمالات کو گمانِ بیان کر سکتے ہیں۔ انہی  
تو انسان پر فرشتوں کے بھی پس کی بات نہیں۔ صاحب

ہزار بار بشویم دین ز مشک و گلاب  
ہنوز نام تو گشتن کالے بے ادبی است  
میر علامہ اقبال کے ان فرمودات کی روشنی میں کہہ  
وہ دانائے سب ختمِ انزل کو ملنے لگے جس نے  
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا  
نہ ہفتش وستی میں وہی اول و ہی آخر  
وہی قسم آں وہی نرفان وہی لیس وہی طہ  
اور آخر میں غالب کے الفاظ میں اس کے سوا کیا ہو سکتا  
ہے۔

نعت گوئی

نعت گوئی کی ابتدا آپ ہوئی، پہلی نعت آپ اور  
کس نے کہی؟ اس کا تعین کرنا دشوار ہے۔ البتہ میں  
شک نہیں کہ اسلام کے ابتدائی دور ہی میں نعت گوئی  
کا سلسلہ جاری ہو چلا تھا۔ عرب کے نعت گو شاعر میں  
حسان بن ثابت کا نام سرفہرست ہے۔ وہ سرورِ کائنات  
کی شان میں اشعار لکھا کرتے تھے اور خود حضرت اہل  
میں حاضر ہو کر سناتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے  
اشعار سن کر خوش ہوتے تھے لیکن بے عرض کرنے نہ بیٹھے  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میں اس کلمے آسان کے  
نیچے اور عرشِ عظیم کی بلند میں پرکس کلمہ نہیں بھلا سب  
کہہ نے آپ کو بشارتِ عظمتی سے سرفراز فرما کر رخصتاً  
لفظِ ذکر و فہ کا بلند ترین درجہ عطا فرمایا۔ اس  
مرغیہ ذکر کا سلسلہ تو نور محمدی کی تخلیق کے ساتھ ہی شروع  
ہوئی اور اس لمحے جب لوگ حضرت آپ کے اسلئے  
گمائی ہوئے اور ابراہیم بنی اسرائیل کے لئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم  
ازل کے دے سے جا رہے ہیں افغان محمد کا  
رہے گئے ابد ابد اعزازِ شہانہ محمد کا  
اس میں کوئی شک نہیں کہ عہدِ مہمود سے آگے گئے  
ملا تو وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

ہم کہتے ہیں کہ آپ کا کہنا سچے حقیقت کی ایک سچی  
صحن ہے اسی کا مجموعہ رسالت اللہ کا دل آویز مدح  
و ثنا کا سرچشمہ اور ایمان کی بات لگتی ہے کہ جب تک  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے وابہاد  
شیطان اور ضد بغضاتی وابستگی نہائی جاتی تو کابل  
نعت کہنا ناممکن ہے اسی طرح کہ کلام نعت دیکھتے  
جس سے حضور والا کی شوکت حیات اپنے تمام آب  
و تاب اور اپنے تمام خاص جہلہ کے ساتھ جلوہ گر ہو کر  
دامین دل کھینچ لگے۔

جب مشق سرمدی کے اس محدود محور سے نکلا  
اچانک پھر جوتا ہے قافی نعت پیدا ہوتا ہے جس کا ہر  
لفظ مدح کی اتحاد کو برائے میں انجی جگہ بالیقین ہے۔  
اس کی سب سے بڑی مثال حضرت حسان بن ثابت ہیں  
عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک کا وہ شعر  
کلام ہے جس کا تعلق ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات  
اللہ کے ہے۔ جناب کعب بن زہر کی شاعری کو شہد  
قصیر جو قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہے اور جس  
کے اس شعر کو سن کر

ان اللہ رسولہ فلو ریبستضام

مہشذ من صیون اللہ مسلول

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انجی جا دربارک جو  
آپ اس وقت اور بے ہوئے تھے حضرت کعب کو  
عطا فرمادی ہے اور گھر سے جذبات کی ناقابل تردید  
مثابیر پڑی۔ یہ اور اس طرح کی بہت سی شاعری  
شاعری اپنے بچے جذبات اور تاثیرات کے لیا  
سے مشہور رسول کی جینے جاتی تصویر اور زندہ مثال  
جب تترسلاں کی خواہش میں ابران پوچھیں اور  
مال کے ادب شروع کئے نظر گوئی کی طرف توجہ کی  
تو نعت میں لگتا ہے کہ خدا کی کتابوں کی کتابیں مان  
عزت و تکریم میں شامیں سمجھیں، مٹا جائے اُردھ جی جی  
قدح کے نام نہادہ روشن ہر جگہ کے شمع نگر آج  
لگی ہو گئے کے محدود روح پھر ہیں مصلحت

کی ایک خزل اکثر خدا مان بارگاہ رسالت کی زبان پر ہے  
جس کا مطلع ہے۔

مرحوم سید علی مدنی العصری

ملو جان باد خدایت جو بچ خوش فہمی  
قدح سے خدا جانے کس واپار نہایت میں یہ غزل محمد  
کی فہم کو عثمان رسول و رسالت کے دل میں گر کر جاتی ہے  
اور مطلع سننے ہی دل جوش وحدت سے تڑپے لگتا ہے  
قدح کی آنکھ خزل کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے  
لگایا جاسکتا ہے کہ اردو کے اکثر نعت گو شعرا نے  
اس کی تعینیں کی ہیں اور ان تعینوں کا مجموعہ حدیث  
قدح کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ یہاں اردو شعرا کو  
نعت شاعری کی طرف جس قدر توجہ دینی چاہئے تھی نہیں  
دی۔ یہی سبب ہے کہ ہم خاصہ نعت گو شعرا کے نام  
انگہوں پر نہیں سکتے ہیں۔ یوں تو بلاشبہ سارے ہی  
اردو شعرا نے کچھ نہ کچھ نعتیں کہی ہیں لیکن اس سے اس  
درجہ اور اہم ترین شعروں کا حق ادا نہیں ہوتا۔

میں نے اب تک نعت شاعری کا جو تذکرہ لکھا

مطالعہ کیلئے اس میں نعت کو ایک مخصوص

Voce کا باند اور کسی مضامین تک محدود

ہاں ہے۔ فقط علامہ اعلیٰ کی سب سے مدد جبر اسلام

ایک نعت دستاویز ہے جس میں نعت گوئی کی روح صحیحہ

پکنا نظر آتی ہے۔ یا اس کے بعد کا ایک بہت ہی

قلیل نعت سرماہ جاری توجہ کا مرکز بن چکا ہے جس میں

عصمت کا گورڈی کا نعتیہ قصیدہ اور مولانا ظفر علی خاں

کا بیشتر کلام شامل ہے۔ انہی کی شاعری کے بہت

سے حصے جدید نعت کے ضمن میں ضرور آتے ہیں لیکن

جدید کی طور پر کیونکہ ان کے ساتھ بہت سی دوسری نکتیں

اور جدید یا نعتیں شامل ہوجاتی ہیں جیسے

فارسی اور اردو میں زیادہ تر نعتیں حضور

کے سراب، حسن و جمال اور ظاہری قد و قوال کے

گوشتارے معلوم ہوتی ہیں لہذا پھر ان نعتوں میں ایک اور

کی یہ ہے کہ حضور کی شان میں باوجود برکت کیا ہے باہر  
ان کی حیات اخروی اور عمل اخیر شخصیت کے برعکس  
افضالی احساسات ہی کو نعت کا مشرک نہ کر دیا گیا ہے۔  
مولانا عبدالسلام ندوی نے نعت گوئی کے ذیل میں  
صرف قرآن حکیم کو مہار اور نور ہدایت قرار دیا ہے۔  
ان کے نزدیک جو حضور اکرمؐ رجوعیت کا ملکہ ہے بہترین  
منظر ہے لیکن اس کے باوجود قرآن مجید میں صرف آپ  
کے روحانی اور اخلاقی فضائل ہی مذکور ہیں۔ اس لئے  
ان کے خیال میں نعت گوئی کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ قرآن  
مجید کا تتبع کیا جائے۔ عبدالسلام ندویؒ کے انہی خیالات  
کی دلنشین حد تک بازگشت ہیں پاکستان کے مشہور  
صاحب قلم خواجہ حسن کے یہاں بھی سنانی و تہذیب سے  
وہ لکھتے ہیں ”عصابت رسالت عظمیٰ بیکر ہوئی کے  
حسن و جمال کا نام نہیں۔ یہ نام ہے ان خلق عظیم کا جو  
ساری نوع انسانی کے لئے ایک شاہی حیرت لکھا ہے۔  
ہم مقصد بحث سے اس وقت تک واقف ہی نہیں ہو سکتے  
جب تک حضور خیر البشر کی سیرت کے مختلف پہلو مختلف  
نہ ہوں۔ جناب رحمت اللعالمی کی زندگی سارے انسانوں  
کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔۔۔۔۔ اگر حضورؐ کی زندگی  
جزء مافوق الفطرت واقعات کا مجموعہ ہو کر رہ گئی ہوتی اور  
اس میں عام انسانوں کے رنج و راحت و مسرت و غم  
مصیبت اور کامرانی پر سب موجود نہ ہوتے تو ہم حیرت  
انسان اس زندگی کے کوئی تسبیح نہ سیکھ سکتے۔  
حت رسول کریمؐ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ نعتوں میں  
حضور اکرمؐ کی بشر دوستی، علم و ہدایت، صلہ و اضعاف  
رحمت و شفقت، صبر و حکیمانہ اور دانش و دلچسپی کو تہذیب  
کے اعلیٰ نمونے کے طور پر پیش کیا جائے حضور اکرمؐ کے  
ان اوصاف حمیدہ کو دیکھ کر ان کے عجب و شگفتگی پید ہوتا  
فخری حال ہے اور یہی نعت گوئی کا اصل مقصد ہونا چاہیے  
خواجہ حسن نے اسی بصیرت افزا حقیقت کو یوں اجاگر  
کیا ہے۔

میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا اثر یہی

مذہبِ حقانین کی ذاتِ مگرانی کے قریب لے۔ جس میں حضورؐ کی مدد پر ہوا حضورؐ کے خطاب کی جگہ۔ جس میں حضورؐ کی نفی دے جس میں پیکرِ نبوتؐ کے حضورؐ کی اس سے کھڑے کے کھڑے مقصدِ نبوتؐ سے دل بستگی پائی جائے۔ جس میں رسالتِ نبیؐ کے حریف کی عقیدت کے افکارِ مذہب کے حضورؐ سے ایک قلبی تعلق موجود ہو۔ وہ مدد یا خطابِ نبیؐ اسطے ہو یا بلا واسطہ اور وہ غفلت ہو یا غفلت، عقیدہ ہو یا شکی، اربابی ہو یا خلیفہ، محض ہو یا مدرس اس سے نفی کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ نتیجہِ کلام کی منفی قصدِ خیرات کے ادارہ دار اس کے نفسِ حضورؐ پر ہے۔ اگر اس کا مقصد ذاتِ رسالت کی حقیقی تعلیق کو واضح کرنا اور سرورِ کائنات کی نبوت کی جو اہمیت نوعِ انسانی اور جملہ موجودات کے لئے ہے اسے نمایاں کرنا ہو تو وہ صحیح طور پر علت کہلانے کی مستحق ہے۔ بلکہ اگر نفی کی صرف ادبی اور سانی حیثیت کا پتہ لگنا ہو تو عربی، فارسی اور اردو میں شاعرانہ پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر نفی تو نام ہے ایک مکمل ملاحظہ کیا کے وضع و الفاظ کی پر غور و پیش کش کا۔ ادبی اور سانی غفلت ہی اگر نفی کا طرہ امتیاز ہے تو پھر عربی زبان کے جدید شاعر احمد شوقی کا نام لیا جاسکتا ہے جس کی بیرون اس پہلو کا کباب حکم ہے۔ مگر یہ نتیجہ عقیدہ حضرت اور ہر دلی کے بحرِ خالی ہے اس واسطے میں آندہ ہی اولاد ہے۔ اردو میں مومن کا عقیدہ عقیدہ

"جس میں نغمہِ بلبل ہے یوں عرب مانوس" میا میر

مقصودِ شیر نہیں نالش ہے یہ اندو فارسی خواہ کے بہال استاذِ حضرت گری کی کے غونے نہیں ملتے۔ ان کی فنون میں غلو اور کہیں کہیں سوزِ ادب کا بھی احساس ہوا۔ میرزا مہدی بہرگز نہیں ہے کہ الباسِ شوقی اسطے ہوا۔ عقیدتِ اداس کا بوشن و غلبہ یہاں تک مگر نفی نہ لگائی نہایت حزم و احتیاط کی ضرورت ہے۔

"حقیقتِ شریعت شریعت نہیں، لیکن نہایت مشکل کام ہے۔

جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں خواہش کا ہمار

”جس میں خوفِ بلی ہے یوں حربِ مانوس“ میں مجھے متعدد تاثر نہیں نکالنا ہے۔ جہ اندوفا کے شکار کے بہال استادِ صفت گری کے خوف نے نہیں تھے۔ الٹا فتوں میں خود کو کہیں کسی سوادِ آب کا بھی احساس ہوا۔ میرا مہب پر ہرگز نہیں ہے کہ الباشوری کا تاج ہا۔ عقیدتِ انداس کا بوجھ و ظہار ہیجاہِ مکرر گفٹ نکالنے کی بات خرم و احتیاط کا ضرورت ہے۔

”حقیقتاً نعمتِ خریفہ کننا نہایت مشکل کام ہے  
جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں غلواری کا دھار

پر چلنا ہے۔ اگر طعنے سے تو اُکھرت ننگ پھوٹی جاتا ہے اور اگر کسی کو تائید و توثیق ہوئی ہے، اللہ کا سامان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ یہ غرض محمد میں ایک جانب اصل کوئی حد نہیں اور نفث شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔ یہ بہ نادر مقام ہے جہاں کوخواند اور اسرار محمد جہانگیر کے جوا نگر شاعر عربی کو تھا۔ اس کے دوشعر نفث گوئی کا بارخو بصورتِ مہار بن چکے ہیں۔ خصوصاً دوسرے شعر میں تو عربی نے نفث اور قصیدے کے کونڈے کی بے نیکی اور مماثلت کو بھی قطعی نامناسب قرار دیا ہے یہ انشاء ان لوگوں کے لئے بھی قابلِ وجہ ہے جو نفث کو قصیدہ طور پر بنانے کے لئے انشوری طور پر بلند آہنگ الفاظ اور دلچیز لفظی پینتروں کا سہارا لیتے ہیں تو شعر عربی کے دوشعر ملاحظہ ہوں۔

عربی شاہد اہل رہت است نہ محمد است  
آہستہ کرہ بر دم خج است قدم را  
ہزار کہ تو راں یک آہنگ سرودن  
نعت شہ کوئی و مدح کے و جسم سا  
اس نازک مقام کی خبر عزت بخاری کو بھی و نشہ ور  
مقالے

ادب کا ہیبت زہر آسمان از عرش نازک تر  
 نفس گرم کہد عی ایڈ جید و بازند انہما  
 مگر اس کا وجود بیخ حقیقت ثابت و مسلم ہے کہ ہر  
 بعض شعرا نے انضیا کا دامن ہاتھ سے مجبور دیا.....  
 محسن کا کوئی نے اسی غم سے کام نہ کرنا تھا بلکہ  
 کہدنی ہی کو مٹا دیا ہے۔

کہا اب جو سائل کیجئے کہ کون نہیں پڑتا  
 امداد کو کیجئے یا امداد ہے ہم کو کدھر  
 جبکہ رند مذہب اس پر گزیدہ کائنات سے متعلق ہے  
 نے دد کو فرمادیا تھا کہ لائق سمجھو عین ذات حق تعالیٰ  
 اسی امداد ہے ہم کو دگر انبال نے بھی اپنے  
 ابتدائی کلام میں کیا کہ ہم میں اس کو سوادب کے

پیش نظر رد کردیاسه

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردہ مہم کو اٹھا کر  
وہ بزم شرب میں آئے بیٹھیں ہزاروں کو عجاہا کر  
نیز یہ شعر ہے

بیرکون عشق کاجب حسن ازل نے پہنا  
بن کے شرب میں وہ آپ اپنا خردیار آیا  
مگر جیسا محتاط شاعر بھی کبھی نہیں فریاد پائی کا  
ہو جاتا ہے

لے آکھ دوں پردہ راز  
از خویش را خوشتن رسیده

ابھی تک جو کچھ میں نے عرض کیا ہے اسے قارئین  
 کرامت کوئی سے سلسلے میں نہنے والی بے اعتدالیوں  
 کا کسی حد تک اندازہ ہو گیا ہو گا اور کاویا بے نصرت  
 کے لازم کا احساں بھی، لیکن میری ان گزارشات  
 سے یہ زخم لیا جائے کہ فارسی یا اردو نصرت کو شعرا  
 کے بہانہ کیا کچھ ہے جس کا وہ یہ ذکر ہوا۔ ان شعرا کے  
 یہاں معجزات و خوارق، حضورؐ کی سراپا نگاری اور  
 توصیف کے ضمن میں غلو و اغراق سے قطع نظر قابلِ ملاحظہ  
 سراپا بھی ہے۔ ۷۷

اس کا فن

میدار اور عرض کی جا چکا ہے۔ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات کا اظہار ممکن نہیں۔ آپ کی ذات مبارک کی صحیح تعریف صرف بسود حقیقی کی زبان سے ہونے چاہئے۔ آپ کی ذات کو موضوع بنانا خود تائید کا نقص ہے۔

جدا ہر ماوراء الطبیع کا بیان۔ اس عقیدے کا نیا دلیل یہ ہے کہ وہی جامی کا مصرع ہے: "بعد از خدا بزرگ توئی نہ نصرتی چونکہ حضور کی ذات مقدس محمد ملائک آدم کی غایت اولیٰ ہے اور آپ کے خالق نے آپ کے احترام اور ادب کے مدارج مقرر کر کے آپ کو رحمت العالمین فرمایا۔ اس لئے آپ کی ذات میں عظمت

وا احترام کوئی ہے اور یہ منور سنانوں کا جزو ایمان ہیں  
گیا ہے

بغداد و یوزباش و باغیہ پورستیار

اس اعتبار سے نعت گوئی کا شرف کوئی آسان مرحلہ  
نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نعت گوئی کا کوئی نئی انشراح  
بھی نہیں رکھتے۔ وہ مرتبہ گوئی کی طرح کوئی ادبِ اہل  
فنی صفت نہیں اور نہ اس کے لئے کوئی فنی اسلوب  
مخصوص ہے۔ عام طور پر نعت گوئی کے دو کاماب  
وسائل اور طریقے مقبول رہے ہیں۔ ایک تو خصوصاً  
ذات وصفات کی قرآنی تعلیمات اور قصوں کی اصطلاحات  
میں بیانِ انداز کی مدد، جس میں آپ کے مدارج  
اور دعائی مراتب کا اظہار اس انداز سے ہوا جو مجھے  
تھانہ کدش ہوئی ہے۔ اس میں خواہ کے لئے اپنے  
ضمیر کی کلمات دکھانے کی بھی گنجائش نکل آتی ہے  
اور انداز مجلس ہوجاتا ہے جیسے محسن کا کوئی کا  
کلام ہے کہ اردو شاعری میں اپنی انفرادیت مناسلہ غیر  
نہیں رہتا۔ دوسرا اسلوب جو مجھ سے زیادہ مقبول  
ہے یہ ہے کہ کوئی شاعر کسی بھی صفت کی خصوصیت کی  
ذات سے ایسا دلہانہ شیشی کی بنیاد پر ایسے پڑھوں  
انداز میں عقیدت کا اظہار کرے جس میں اس کے  
جذبات بھی اس سرستی کا اظہار نہ جائیں جیسا شاعر  
کاظم ہے۔ ان مثالوں میں جانی کے علاوہ ضرورت  
پر غزل ایک مثال مقام رکھتی ہے۔ شاعر شاعر  
موجب جائے کون بادم۔

اردو شاعری میں تو اس ہانے کا ہرگز نہیں مگر  
ظہور اور جذبے کا کاف سے امیر غنائی اشعار کوئی  
اور بھی شہزاد کا کلام نہیں کیا جاسکتا ہے۔ شہ میں اس  
مضمون کا پیش حدیق کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔  
سلام اے وہ تیری شان میں آگے نہ تائیدم  
رہے ہیں صد خال ہر وہ دین نکر و نظر والے

لے الحاحِ جذالہ امجد۔ مقدمہ نعت غیر انشراح  
لے احمد رضا خان الملوک خاں صدم ص ۴۰

## تیری سحر و جستجو کو بھولے گاندوہ کہاں بروفات مولینا سید محمد عبد السمیع ندوی

معاذک ناظر شہزاد تعمیر ترقی۔ دار السلام ندوۃ العلماء لاھور

اشہر ہستی

مریم دردِ دلاں اہد دستگیر ناوا سے  
عاصب زہد و درخ، روشن جہیں روشن غمیر  
کون سا گوشہ جو خالی ہو مدحت سے تری  
استقامت کو تری ہائے نہیں کوہِ عظیم  
تیرے اخلاص و وفا کا گیت گائے گا جہاں  
تیری زلفت سے سجائے دل پہ ہے بھی تری  
نریب دینا قلعے المومن غر کر سیو  
دیکھ کہ ہے ساختہ کتنا تھا دل تکیہ ترا  
تیرے شوق و جذبہ دل عشقِ الہی کا بیان  
غیر ممکن ہے کہ پڑ ہو جائے یہ تیرا اخلاص  
اس کے اوصاف حمیدہ کو کہوں کیسے بیان  
زخمِ دل کو جو ٹھہرے جب درد کا درماں نہیں  
ہوئے محروم ہام و در ترے دیدار سے  
تیری رحمت سے ہے سوئی سوئی یہ بزمِ جہاں  
ہے کسی کا ہے سماں خاموش و ساکت ہے نہاں  
کاوش کا ہش تری ندے کی خاطر صبح و شام  
ہیں شریکِ غم تہا ہے ہم بھی اے سہا نگاں  
اے نماز کیا کر گیا ہے وجہ ہم مشکوہ ترا  
متجسسہ اختیار مضطر بھی اے رب جلیل  
اے خدا کے ذوالجلال اے خالق کون و مکان  
جنت الفردوس دے اور قرب محبوب جہاں

ہے بسول کے دست و پا لے اور غم جو باں  
نفس و شیطان جس کے عزم و کھلے کے غیر  
صفتِ دہریہ میں نہاں کی نہ پابندی گنہ  
تیرے حسنِ خلقی سے شہرِ مندہ ہو با و نسیم  
تیری سحر و جستجو کو بھولے گاندوہ کہاں  
تیری زلفت سے سجائے دل پہ ہے بھی تری  
صورتِ انور یا داتا تھا بس رب رحیم  
حضرت رہاں کی سنت کریں جیسے ادا  
ہے کہاں زورِ قلم اگر لکھ سکوں یہ داستان  
ساق میں مدفن تیرے ہو چکا ہے عوہد  
حسنِ برت سے مزین جو رہے ہیں یہ گماں  
سوئے تم صیغی میٹھی نیند اب زہرِ زمیں  
خند لبانِ بچن دکھرا سناں میں گئے گئے  
ہو زکیوں مضطر جہاں سے امیر کارواں  
ذره ذرہ غم زدہ، پر غم ہے چشمِ آسمان  
زندگی تیری تھی اک خاموشی اور ساکت پیام  
اے خداں کا تو ہو جائے کفیل و پاسباں  
ہے سر تسلیم خم اپنا فقط پیشِ خدا  
اقربا و اصدقا کو ان کے دے صبر جمیل

۱۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی الندوی

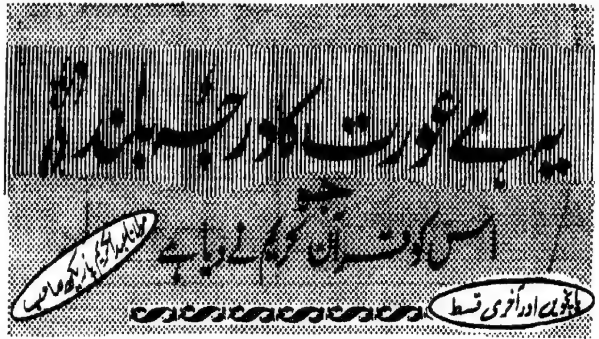
۲۔ تعمیر خزانہ۔ ماہنامہ سہارہ۔ ص ۳۸  
۳۔ تعمیر خزانہ۔ ماہنامہ سہارہ  
۴۔ تعمیر احمد۔ رسولِ نبی ص ۴۹ ص ۴۹



وہ عورتیں کس کام کی جو مطالبہ کریں کہ نہیں نہیں  
ہمارے مطالبات پورے کرنے ہوں گے چاہے  
آپ کو کچھ بھی کرنا پڑے، چاہے آپ قرض لیجے چاہے  
بیل جائے چاہے آپ حلال لائیں حرام لائیں ہمارے  
مطالبات پورے کرنا ہی کرنا ہے چاہے کچھ بھی ہو۔

مطالبات، شوق سنگار کھانا پینا، خادی میاؤ کے  
تڑک بھڑک کے تماشا میں میں دھپسی لینا گھر میں  
بیٹھنا اسونا آرام کرنا میرا اس کے سوا اور کچھ نہیں یہ طریقہ  
ہرگز ہرگز جمیع نہیں ہے بلکہ گھر کے ہم کاٹا بھلی کوسے  
اللہ نہ کرے پھر بھی اگر کوئی ایسا موقع آجائے تو سینا پڑنا  
اور چوٹی چھوٹی آدنی دالے کا بار جو گھر میں رہتے ہوئے  
ہو جائیں وہ کرتے رہنا چاہیے، میں کوئی میر خاندان  
کا زور نہیں ہوں آپ میں سے بہت سے لوگوں کو  
غلط فہمیاں ہیں، میں مغرب ہاں باپ کا بیٹا ہوں میری  
والدہ گودری سی کر بیٹ بھرتی نہیں میں اللہ کے  
کاموں میں ان کا ہاتھ بٹایا کرتا تھا۔ میں وہ وقت  
بھول نہیں ہوں۔

خواتین اسلام کو ایسا ہوتا ہی چاہتے کہ جب  
دیکھیں مرد کی اس وقت آمدنی برا بر نہیں ہے اور گھر کا  
فرج نہیں چلا سکیں گے تو وہ اپنے شوہر کو دلاسا دلائیں  
وہاں سے بندھا دیں اور کہیں کہ سرتاج آپ تنگ کیوں  
کرتے ہیں، میں گھر میں رہتے ہوئے جھوٹے کلام  
کروں گی جیسے بڑے سوئے بنالیے، اگر جی، موم بخور  
بنالیے اس طرح کی اور دوسری بہت کچھ فضیلتیں  
جنہیں خواتین گھر میں رہتے ہوئے اور گھڑ دھڑ داریاں  
نہایت ہونے کو سکتی ہیں، اس طرح عورت اپنے شوہر کے  
لیے دھکار بن سکتی ہے اور مرد کو کل ہمت آجائے گی  
اس طرح کے کام اس زمانہ میں بھی خواتین سوز و غم بنیں  
اور کر سکتی ہیں ہم اس کے حق میں نہیں ہیں کہ وہ جائے  
غاذیں میں جا کر جائے پیچے یا ہونٹ کی زلفت بھنگا لے  
سیل میں بننے کی کوشش کرے گھر کے اندر رہتے  
ہوئے وہ کیا کر سکتی ہے اس کے بارے میں سمجھ



### عورت صبر کا بیکریہ کر جائے تو

وَالْقَنَاطِیْنِ وَالْفَافِیْنِ وَالْقَدِیْنِ  
وَالْقَدِیْنِ وَالْقَدِیْنِ وَالْقَدِیْنِ  
اللہ کی فرمائندہ داری کرنے والے مرد اور عورتیں  
پس بولنے والے اور بچ بولنے والیاں صبر سے جی تمام  
لینے والے مرد اور عورتیں۔

خواتین اسلام صبر کرنے میں ساری دنیا کی خواتین  
سے آگے ہیں، ہم نے اپنے رشتہ داروں میں بعض ایسے  
سوتلے بزرگ خواتین کو دیکھا کہ چالیس چالیس بچاس  
بچاس سال ایسے آدمی کے نکاح کے بندھن میں گرفتار  
دیے جو بالکل نیک تھا اور معاشی اعتبار سے تکلیف  
دیتا تھا لیکن سب کچھ صبر سے برداشت کر لیا کرتے  
بدنکس تک نہیں آئے دیا، عورتوں کو آپ کیا سمجھتے  
ہیں کیا یہ کوئی معمولی چیز ہیں، عورت اگر صبر کا بیکریہ  
بن جائے تو مرد کے لئے دھار سے بندھانے اور  
ہمت بڑھانے کا بڑا سبب بن سکتی ہے کبھی کبھی تنگی  
ہو جائے اور شوہر کی معاشی حالت کمزور دیکھے تو  
وہ کہہ سکتی ہے اور کہتی بھی ہے کہ میرے سرتاج تنگ  
کرنے کی ضرورت نہیں آپ بالکل فکر نہ کریں مگر  
میں رہ کر میں تو زائینا پھر دنا کر لوں گی، گودریاں  
لوں گی دو وقت کھانے کے بجائے ایک وقت  
کھائیں گے، اپنے کپڑے دھینچتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے  
جوڑ کر پہن لوں گی، لیکن میرے سرتاج آپ تنگ نہ کریں۔

### امانت کے نبھانے میں نون لڑائی کے شریک ہیں

وَالْحُومِیْنِ وَالْحُومِیْنِ وَالْحُومِیْنِ  
ایمان رکھنے والے ایمان رکھنے والی عورتیں  
میں مرد جیسے اپنی جگہ پر راز عقیدہ ہیں  
اللہ اور اس کی وصیت پر بکسر یعنی رکھتے ہیں  
ولے ہی ایمان والی عورتیں بھی اس بار امانت  
کو سمجھتی رہی ہیں۔ دنیا میں جو انسان آیا ہے تو وہ  
ایک بار امانت لے کر آیا ہے جس نے اس کو یاد رکھا۔  
اور جان بوجھ کر سوچ، گھر کہ اس کے نبھانے کے لیے  
قرابانیاں دیں اس کو اللہ تعالیٰ نے مومن اور مومنات  
کا خطاب دیا، سورہ احزاب میں ارشاد فرمایا گیا:

إِنَّمَا هُمْ رِجَالٌ مِّنَ الْأُمَّةِ عَلَىٰ شَهِادَتِ  
وَالْأَمْرِ فِي الْبَيْتِ لَا تَابِئُهُمْ أَن يَحْمِلُوهُمْ  
وَأَشْفَقْنَا مِنْهُمْ وَأَحْمَلْنَاهُمُ الْإِنْسَانَ مَا إِنَّ  
كَانَ ظُلْمًا مِّنْ أَجْهَلٍ لَّا يَرْوِيهِمْ  
ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر ایک  
امانت پیش کی کہ اس کی حفاظت اور ذمہ داری ہمیں  
لیکن انھوں نے حذر کر دیا کہ ہم سے یہ بوجھ اٹھایا نہ  
جاسکے گا، اور اس امانت کو نبھانے کی داری  
سے دور گئے جبکہ انسان نے اس بار امانت کو اٹھایا  
اب یہ اور بات ہے کہ جو ظالم اور جاہل رہا اس نے  
اس امانت کی احیت نہ جانی انکار کر دیا اور بیگناہ  
رہا اور پورے طور سے شیطان کے چنگل میں ہے۔



بقیہ نتیجہ امتحان سالانہ

برکت ہی برکت

کبھی بھئی نامہ کام نہ ہوگی

مبارک ہیں وہ ہمیں جو بچتے بھرتے، اٹھتے  
بیٹھتے، کام کاج کرتے، ہر لمحے جو کسے کسے کے لئے  
بجھاتے، گھراور برتن صاف کرتے، کھانے کے ذمے  
مستول رہتی ہیں، اچھے انسان اللہ اولاد و اولاد

عبدانانیہ شریعہ		حبیب الرحمن		علی شانیہ ادب	
ضمنی	مختصر اشعار (دادا انصاف)	فیمل	محمد عبدالربیب	فیمل	عبدالغنی (سید سلطنت)
فیمل	مختصر حبیب الرحمن	فیمل	محمد حسین الدین (نصوص ابر)	ضمنی	خانہ زاد علم خاں (دقائق)
۰	محمد بادل رشید	۰	افروز الدین (نقدی ۱۸)	۰	ابوالاعلیٰ
۰	مختصر حبیب الرحمن	۰	محمد عفت (دقائق)	۰	محمد اشرف (دقائق)
ضمنی	مختصر حبیب الرحمن (دادا انصاف ۱۸)	۰	محمد علی الدین (نصوص)	۰	محمد امجد حسن
۰	محمد فضل الرحمن (حجۃ اللہ)	۰	مرزا یونس بیگ	فیمل	عبداللطیف
فیمل	یار محمد خاں	فیمل	عمران خاں (نصوص مطالعہ)	ضمنی	افضل الحق (حجۃ اللہ ۱۸)
ضمنی	محمد حسین (حجۃ اللہ)	۰	شیخ زکریا (نصوص)	۰	محمد مصعب (کتاب اللہ ۱۸)
۰	محمد طاهر (نقدی ۱۸)	۰	محمد ابراہیم فیض (نصوص)	۰	افضل حسین (حجۃ اللہ)
فیمل	محمد الدین	۰	نقیضہ ضحیٰ طلباء	۰	امین بن احمد
ضمنی	محمد اسلام (حجۃ اللہ ۱۸)	۰	ابوالفتح (دولہ ۱۸)	پاس	حبیب الرحمن (منتخب)
۰	محمد شاد خاں (حجۃ اللہ ۱۸)	۰	محمد اسحاق (دولہ ۱۸)	فیمل	محمد غلام ربانی



بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات کے  
وابستہ نام۔ سیلیمان عثمان

[illegible]

شیریں رواج، شیریں مزاج

سُليمان عثمان مٹھائی والے

۳۴۴۴۲۲

Fax: 009122-6341635 Telex: 011-79341 BARI IN

حميد بنو المآباد

۱۰۲، ۱۰۳ و ۱۰۴

دہ لوگ کہا کرتے تھے کہ کیا تم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کی طرح سے چھوڑ دینا چاہتے ہو؟

۴۔ اَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ مِثْلُ بَعْضِ الْبَیْہِ رَبِّہِ الْمُنْتَفِئِ (سورۃ الطور آیت ۲۱)

(کیا یہ لوگ بھی یوں کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں۔ ان کے بارے میں حادثہ موت کا انتظار کر رہے ہیں)

۵۔ اِنَّہٗ لَقَوْلٌ رَّسُوْلٌ کَبِیْرٌ وَمَا هٰذَا بَقَوْلِ طٰکِرٍ فَلَا تُلٰمُوْهُنَّ (سورۃ الاحقاف ۳۰-۳۱)

ایہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ ایک منور نرسہ کا لایا ہوا اور کسی شاعر کا کلام نہیں کہ بہت کم ایمان لاتے ہو)

رفتہ رفتہ توفیق الہی سے عربوں میں بیانات ذہنی ظہین ہوتی گئی کہ درحقیقت یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے نہ وہ شعر و شاعری ہے اور نہ بھی کہیں

تو وہ لوگ مسلمان ہونے لگے اب سب کے شعر و شاعری کے تلاوت قرآن کرنے لگے اسے حفظ کرنے اور اس کے معنی و مطالب پر غور و فکر کرنے میں اپنا زیادہ

وقت صرف کرنے لگے حضرت امیہ جاہلیت میں بڑے زبردست شاعر تھے لیکن جب خضرہ اسلام ہوئے تو شعر گوئی چھوڑ دی۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ

ان کے اسلام کے بعد کلام سنا چاہا تو حضرت امیہ نے سورہ بقرہ کلمہ کریمہ پڑھی اور کہلایا۔ اب دلدلی

اللہ ھذا فی الاسلام مکان الشعر لا اثر تعالیٰ نے اسلام لانے کے بعد شعر کو یکے علیا کیا ہے

حضرت حسان کا کلام جاہلیت میں بڑا زبردست تھا لیکن اسلام کے بعد وہ بات نہیں رہی تھی اس کی وجہ خود حضرت حسانؓ نے یہ بتائی کہ شعر کی خوبی

کذب و مبالغہ ہے اور اسلام میں یہ کہاں پائز ہے۔ ہمارے ہنر کے مہر ان قدس کو شاعری کے ساتھ

کوئی مناسبت نہ تھی۔ آپ نے بھی ایک شعر لکھا تھا کہ یہ مشرعوں کی بات ہے کہ کوئی شعر معجزہ کو پورا

یاد نہ تھا۔ اگر کسی شاعر کا کوئی اچھا شعر زبان باریک پر آتا تھا تو میر غزل پڑھ جاتے تھے۔ یا اس میں

الفاظ کا الٹ پیسر ہو جاتا تھا۔

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ دوران تقریر آپؐ نے کسی شاعر کا مصرع بولے

نقل کیا۔

کفی بالاسلام والشیب اللسر ناھیا

حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اہل مصرع یوں ہے۔

کفی الشیب والاسلام اللسر ناھیا

اس کے علاوہ تاریخ میں آتا ہے کہ اگر کوئی شاعر حاضر ہو کر آپؐ کو اپنا شعر سناتا تو آپ اس کے جواب میں

قرآنی آیات تلاوت فرما دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں شاعر ہوں میرا کلام نیچے آپؐ نے اجازت دی تو اس نے چند شعر پڑھے آپؐ نے اس کے جواب میں سورہ اعلان پڑھ دی۔

عرب میں اس وقت جس قسم کی شاعری کا رواج تھا اس میں یا تو شہادت اور شوق بازی کے معامین ہوتے تھے یا شراب نوشی کے یا پھر نفی و نفوذ کے

نیکی اور بھلائی کی باتیں ان میں بہت کم پائی جاتی تھیں چنانچہ نبیؐ نے اس قسم کی شاعری کے بارے میں فرمایا

لا ان یمنی جوف احدکم فیما خیر لہ

من ان یمنی شعرا (تم میں سے کسی شخص کا پیٹ نہ لپکے جو شعر پڑھتا ہے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ شعر

پڑھے)

مذکورہ بالا واقعات و حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلامؐ شعر و شاعری کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے بہت سے عرب

مؤرخین اور نقادوں نے مختلف دلیلوں سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ موجودہ زمانے میں تاریخ ادب عربی کے

سلسلہ میں جو حقیقتات ہوئی ہیں ان کی روشنی میں دیکھتے سے ہمیں حقیقت اس کے برعکس نظر آتی ہے یعنی یہ کہ نہ تو قرآن اور نہ ہی آنحضرتؐ نے شعر و شاعری

کو برا کہا اور نہ اسلامی زمانے میں شعر و شاعر کو زبرد

اور نامد پر ہی اس سلسلہ میں ہم سب سے پہلے قرآن کی اس آیت کی گہرائی میں جاتے ہیں جو شعر و شاعری

سے متعلق اسلامی نقطہ نظر کی ترجمانی کرتی ہے وہ آیت سورہ شمرہ کی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّا نُنْزِلُہٗ فِی لَیْلِ وَہٖ یُحْمَلُوْنَ وَ اَنَّا نُنْزِلُہٗ فِی نَہَارٍ یُّحْمَلُوْنَ

مَا لَا یُغْنٰی عَنْہُمَا اَلَّا اَلٰہِیْنِی تَعْمَلُوْنَ وَ عِشْرَ الصَّلٰوٰتِ وَ اَنَّا نُنْزِلُہٗ فِی اَمْنٍ یَّطْبَعُہُمْ اَلْغٰوِلُوْنَ

ترجمہ یہ کہ وہ لوگ جانتے ہیں کہ اسے رات کو بھی نازل کیا جاتا ہے اور اس میں کوئی غم نہیں (خدا ان مسلمانوں کے سر میں ایمان میں

میرا پھر کرتے ہیں اور زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہاں مگر جو کج ایمان لانے اور اچھے کام نہ

اور انھوں نے (اپنے افعال میں) کثرت سے اللہ کا ذکر کیا۔ اور انھوں نے ہداس کے کو ان پر ظلم ہو چکا ہے اس کا بدلہ لیا)

فتح الباری میں روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ رضی اللہ عنہ

بن ثابتؓ اور کعب بن مالکؓ جو شعراء صحابہؓ میں مشہور ہیں روتے ہوئے سرکارِ دو عالم کی خدمت میں

حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہؐ خدا نے اللہ جل جلالہ نے آیت نازل فرمائی ہے۔ اور ہم بھی شعر کہتے ہیں

معجزہ فرمایا کہ آیت کے آخری حصہ کو بطور مقدمہ یہ تھا کہ تمہارے اشعار میں یہود اور غلط مقدمہ کے لئے

نہیں ہوتے اس لئے تم اس استثناء میں داخل ہو جو آخر آیت میں مذکور ہے۔ اس نے مفسرین نے

فرمایا کہ ابتدائی آیت میں مشرکین شعراء مراد ہیں کیونکہ کفر اور سرکش لوگ ان ہی کے اشعار کہہ

اتباع کرتے تھے تاریخ میں ان میں ایسے چند شعراء کا ذکر ملتا ہے مثلاً ابو عرقہؓ لہجی نے اپنے مقدمہ

المیہ کے ذریعہ بھی مذکورہ کلماتوں سے بڑے کئے اہل ارضاء امیر بن ابی الصلت الشقیق نے مکرر بدین مشرکین کے قتل پر غم کیا۔ اس کے علاوہ عقبہ بن ربیعہ اور اس کے بھائی شیبہؓ نے معذرت کی، جو میں

اشعار کہے۔ یہودی شہزاد میں کب بن اشراف تھا جو محمد بن مسلمہ کے اہل قتل ہوا جبکہ اس نے رسول کی ہجو کی اور اذواج سلطنت اور مسلمان عورتوں سے قطعیہ کی۔

اس آیت میں جو یہ کہا گیا ہے کہ وہ جو کہتے ہیں کرتے ہیں یعنی ان کے قول و فعل میں مطابقت نہیں ہوتی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سخاوت کا معنوں اس قدر شور سے بیان کرتے ہیں کہ آدمی کھجے کی شادابی ان سے بڑھ کر کوئی دریا دل نہ ہوگا مگر صل میں کوئی دیکھے تو معلوم ہوگا کہ کلمہ تکمیل ہیں۔ بہادری کی باتیں کرتے ہیں مگر خود بزدل ہوتے ہیں۔ دوسروں کی اذیت کمزوریوں پر لنگاہ رکھتے ہیں مگر خود بدترین کمزوریوں میں مبتلا ہوئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کاس طرح کی مبالغہ آرائی اور بے سندیدہ بات سے ایمان والے شہزادہ جموں نے نیک عمل کئے اور ظلم سمیٹنے کے بعد کامیاب ہوئے وہ شہزاد کے عام حکم سے مستثنیٰ ہیں ایسے شہزاد کی چار خصوصیات بتائی گئی ہیں۔ اول یہ کہ وہ مومن ہوں، دوسرے کہ اپنی عملی زندگی میں صل ہوں، تیسرے یہ کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہوں، چوتھی صفت یہ کہ وہ نافع کسی شخص کی جو نہ کریں، اور نہ ذاتی یا نسلی مصیبتوں کے خاطر انتقام کی آگ بجھائیں مگر جب ظالموں سے مقابلہ ہو تو یقیناً سے وہی کام لیں جو مجاہد و شہید سے لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہر کوئی مطلقاً بری نہیں ہے بلکہ اگر اشعار میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی جو باغی کلام ہو یا شخصی اعتراض کے لئے جو خود وہ موم ہے جہانگیر حضور کی اس حدیث کا اطلاق ہے کہ آدمی اپنا پورا پیٹ پیسہ سے بھرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنا پیٹ خیر سے بھرے۔ اس حدیث کے پیچھے ایک واقعہ ہے ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دفعہ آنحضرتؐ کے ساتھ غزوات میں جا رہے تھے اتنے ہی ایک شاعر کو گانا ہوا تو مارا ہوا آنحضرتؐ نے جو یہ دیکھا تو فرمایا ملینا اس

شیطان کو یا پڑنا اس شیطان کا کہ تم میرے اگر کوئی اپنا پورا پیٹ پیسہ سے بھرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنا پیٹ شہر سے بھرے۔ اس واقعہ سے یہ بات ضرور سمجھ میں آجاتی ہے کہ اس کے گانے کوئے اشعار کا لوگوں پر کوئی غیر معمولی اثر ہوا ہوگا جسے آپ نے محسوس کیا ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس شاعر کے کلام میں کوئی بات اسلامی نقطہ نظر سے قابل اعتراض نہ رہی ہوگی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ شہر محبوب ذکر اللہ۔ قرآن اور علم کے استعمال پر غالب آجائے تو مذموم ہے اور اگر شہر مغلوب ہے تو پھر برا نہیں۔

ہمارے نبیؐ نے اگرچہ بذات خود کوئی شعر موزوں نہیں کہا تاہم آپ کا وہیہ شاعری کے حق میں بڑا روادار نہ تھا۔ آپ عمدہ اشعار کو پسند فرماتے تھے اور دوسروں سے بڑھ کر سنتے تھے، اگر کوئی شعر پسند آجاتا تھا تو شاعر کو دھمکے نیک دیتے تھے چنانچہ جاہلی دور کے مشہور شاعر نابذ کو آپ نے دھمکی دی تھی۔ لا یفرض اللہ فانك (اللہ تیرے مزو کو شکستگی لاحق نہ کرے) چنانچہ الانانی میں روایت ہے کہ سو سال کے قریب مگر کوہ پہنچ کر بھی نابذ کے دانت بے تک نہیں تھے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نے شلو کے قریب اعلیٰ اشعار سنا لئے اور آپ فرماتے گئے ہیبہ! (اورنگی) صمیم بخاری میں مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے حضورؐ نے فرمایا شہر بمنزلہ کلام کے ہے اچھا شعر اچھے کلام کے مانند ہے اور برا شعر برے کلام کے مانند ہے شعرے جاہلیت نے حب اسلام اور نبی کے خلاف الزامات کا طوفان اٹھایا تو آپ نے حسان بن ثابتؓ، کعب بن مالکؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ سے اس کا جواب دینے کی خواہش کی۔ تاریخ میں آتا ہے کہ حضرت حسانؓ کے لئے مسند میں منبر بچھا دیا جاتا تھا۔ رسول مقبولؐ فرمایا کرتے تھے جب حسانؓ خداوند تعالیٰ

اور اس کے رسولؐ کی طرف سے جواب دیتے ہیں۔ تو روح القدس اس کی مدد کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت حسانؓ سے (کہیں کہیں یہ بات کتب بن ملک کے لئے آئی ہے) فرمایا تو کافر کوئی کی ہجو کو تیری اچھو ان کے لئے تیرے زیادہ کاری ضرب ہے آپ کا ارشاد تھا ان المؤمنین مجاہد بسیفہ ولسانہ۔

(مومن عسکر سے بھی لڑتا ہے اور زبان سے بھی) کسی جنگ میں ایک صحابیؓ زخمی ہو گئے ان کا خون دھم سے بہنا بند نہ ہوا۔ اتنے ہی حضرت حسانؓ وہاں آئے انھوں نے کا فور نگھایا اور اسے زخم پر لگایا جس سے صحابیؓ کا خون بہنا توڑا بند ہو گیا۔ حضورؐ نے پوچھا: حسانؓ تم نے یہ علاج کہاں سے سیکھا انھوں نے کہا ایک شاعر کے اس قول سے:

فکرت لیلة وصلھا فی ہجرھا  
فجرت مدامع مقلق کالصدم  
فلطقت اوسع مقلق بھندا  
اذا عادیة الکافرا ہساک الدم

(یعنی میں نے مجبور کے ہجر میں اس کے دمل کھسے رات کا خیال کیا تو میری آنکھوں سے آنسو عدم (سرخ پاؤں کے) مانند ہے تو میں اپنی آنکھوں کو اس کے رخسار سے لگاتے لگاتے آنسو بہنا بند ہو گیا) جیسا کہ کافر خون دک دیتا ہے) یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا ان من الشعر لحکمة اور بعضوں نے اس حدیث میں یہ الفاظ بھی بڑھائے ہیں وان من اللسان لسحر یعنی بعض اشعار حکمت و دانائی اور بعض اسلوب جاہلیائی کا فرائز ہوتے ہیں۔

کعب بن زہیرؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ اسلام لانے سے قبل آنحضرتؐ کی ہجو کیا کرتے تھے۔ آخر رسول مقبولؐ نے ان کے قتل کا حکم دے دیا تو یہ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے دربار نبویؐ میں حاضر ہو گئے اور اسلام لئے۔ آپؐ کی مدد میں اپنا مشہور لایہ

نوٹ :- اس مضمون کو لکھنے میں مندرجہ ذیل کتب یوں سے مدد لی گئی ہے۔

- ۱۔ ادب العربی معادل زبیر احمد علیہ ۱۹۳۷ء
- ۲۔ افتاح عربیہ (مجلد اول) عراق علیہ ۱۹۵۰ء
- ۳۔ علوم و فنون عربیہ عباسیہ۔ رضوان علیہ ۱۹۸۷ء
- ۴۔ عربی ادب کی تاریخ، معادل و دوئم، ڈاکٹر عبدالعلیم ندوی علیہ ۱۹۸۹ء (دفعہ تصحیح القرآن، البراد علیہ مودودی۔
- ۵۔ معارف القرآن، مفتی محمد شفیع
- ۷۔ الاغانی، البراد علیہ مصطفائی۔

### بقیہ :- اولاد کی تربیت

فردی ہیں بچہ کو علم و عمل کا شیدائی بنانے کی کوشش کریں اس کو ایسے بزرگوں کے واقعات سے روشناس کرائیں جو اس کے اسلاف میں پائے گئے ہوں۔ بچہ کو اپنا جوت سے نفرت کرنا کسی بڑے علم پر ناکسی چیز کو بلا اجازت نہ لینا یہ وہ اوصاف ہیں جو ایک بچہ کے ذہن میں بچپن ہی سے جوہستہ کیے جاسکتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ مال کی ہی ذمہ داری ہے کہ وہ ان اوصاف کو بچہ میں پیدا کرے ان پر عمل کرنے اور ان کو اپنانے پر بچہ کو آمادہ کر سکتی ہے کیونکہ بچہ کا زیادہ وقت مال کے ساتھ ہی گزرتا ہے اور میں نے یہ بات پہلے بھی کہی کہ بچہ بہ نسبت باپ کے لبتی مال سے زیادہ افسوس رکھتا ہے۔ لہذا ایک مال اپنے بچہ کو ان چیزوں کا اور دوسری وہ باتیں اور وہ اخلاق جو انسانی فطرت سے غریب تر ہیں تو بلی اپنے بچہ میں پسیدہ کر سکتی ہے اور ان چیزوں کا مادی و مالی غلبہ ناستی ہے اور یہی چیزیں آگے چل کر بچہ کے لئے ٹھوس بنیاد کا کام کریں گی اور بچہ انہیں زیریں اصولوں پر اپنی طویل زندگی اور بہترین مستقبل کی بنیاد قائم کرے گا۔ اور یہ چیزیں انتہائی مستحکم ہوں گی اور پائے ثبات کو تازہ زندگی لفظوں سے محفوظ رکھیں گی۔

ابن عباس فرمایا کرتے تھے: "اذا احیکم تفسیر آیت من اللہ فاطلبوا فی الشعر فانہ دیوان العرب"۔ (جب تم کو کسی آیت کی تفسیر میں دقت پیش آئے تو اس کے معنی شعر سے مل کر کیوں کہ شعر عرب کا دیوان ہے)۔

نور خلیفہ راشدین نے بھی شعر کہے ہیں لیکن بہت تھوڑے ابن عبدالبر نے شبنم کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ غرض شاعر تھے اور حضرت عائشہؓ میں بڑھے ہوئے تھے علی بن شاکر المورستاری نے اشعار صحابہ کرام جمع کر کے ایک مختصر شرح لکھی جس کا نام حسن الصحابہ فی شرح اشعار الصحابہ ہے۔ اس میں چند اشعار حضرت ابوبکرؓ کی طرف منسوب کر کے لکھے گئے ہیں حضرت عمرؓ شعور شاعری کا بڑا پاکیزہ ذوق رکھتے تھے دور جاہلی کی شاعری عربوں کے اسباب اور ان کی کہاوتیں انہیں یاد تھیں۔ آپؓ فرماتے تھے اردو امن الشعر لضعفہ (معدہ شعر بٹھا کر) آپؓ نے تمام قحطی کو یہ فرمان لکھ کر بھیجا تھا کہ اپنی اولاد کو تیرنا اور شہسواری سکھاؤ اور عرب الفضلین اور اپنے شعر یاد کرو اور حضرت علیؓ کم اللہ وجہہ کے جس طرح قطبات مدین کے گئے ہیں اس طرح آپؓ کے اشعار بھی دیوان کھ شعل میں جمع کئے گئے ہیں۔ علما کا اتفاق ہے کہ جس طرح نبیؐ البلاغہ کے تمام خطبات آپؐ کے نہیں ہیں اسی طرح دیوان علیؓ کے بھی تمام اشعار آپؐ کے نہیں ہیں؛ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام مذہب شاعری کا مخالف نہیں ہے بلکہ وہ معنی شاعری کی اس قسم کو ناپسند کرتا ہے جو اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرتی ہے اور دھوکا دہن و بغض و طرد کو برانگیختہ کرتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ اخلاقی جذباتیت خواہ وہ شریک مروت میں ظاہر ہو یا نشر میں اسے نہ آنحضرتؐ نے پسند فرمایا اور نہ خلیفہ راشدین نے اور نہ ہی کوئی تسلیم بطبع انسان پسند کر سکتا ہے۔

قصیدہ کہا جس کو کئی قصوہ اس قدر خوش ہوئے کہ انہیں چادر ہارک اتار کر ان کو اٹھا دی۔ یہی وجہ ہے کہ اس قصیدہ کے نام قصیدۃ البردۃ (چادر والہ قصیدہ) پڑ گیا یہ قصیدہ آج تک عرب ممالک میں سیرت کے جلسوں میں پڑھا جاتا ہے۔ قصیدہ کا مطلع ہے:

بانت سعاد فقلبی الیوم مقبول  
جالی ریت کے مطابق شیب سے شرم رہا کیا ہے  
اور آجے جل کر اپنے اصل قصیدہ یعنی حضورؐ کی مدح پڑاتے ہیں اور کہتے ہیں:

ان الرسول لیسف یستضاء بہ  
مہند من سیوف اللہ مسلول

آپؐ اللہ کی وہ تلوار ہیں جو اپنا روشن اور نور سے ہندوستان کی آباد اور چمکی تلوار کا طرح ہے آگے اس قصیدہ میں مہاجرین کی بھیجیت سے تعریف کی ہے۔ مذکورہ واقعات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے نبیؐ محمدؐ شمار کو پسند فرماتے تھے اور بقول عالم الرازی "أنفرت منہ شمر کو پسند کرتے تھے بلکہ فرمائش کر کے سننے بھی تھے شمرؓ کو عربوں اور غلاموں کو صاف فرما دیا کرتے تھے اور سدرت و توبہ قبول فرماتے تھے اچھا شعر کہے بغیر ان کا دم سے نوازتے تھے اچھا شعر سن کر فرماں بڑا سے جوبنے لگتے تھے۔

خلیفہ راشدین کا وہ بھی شاعری کے ساتھ وہی راہ چلے آنحضرتؐ کا تھا۔ اس دور میں ادبی تخلیق مستعد ہوا کرتی تھیں جن میں شاعر و عوام شریک ہوا کرتے تھے نصیب و اظہار شاعری کو فروغ حاصل ہوا۔ البتہ یہ امر واضح ہے کہ مسلمانوں کی زیادہ تر قرآن کی تفسیر کی طرف تھی ایک مرتبہ زندیق شاعر کا اپنے بیٹے کو حضرت علیؓ کی خدمت میں لاکر عرض کیا کہ یہ شاعر ہے کہ اس کا کلام آپؐ پسند فرماتے تھے نہ فرمایا اسے قرآن کی تعلیم دو لہذا قرآن پاک کی تفسیر میں اشعار جاہلیہ سے مدد متی تھی اس نے بھائے شوگر گئی کہ شوگر بھی اور ادب و تربیت کی طرف زیادہ توجہ کی گئی۔ حضرت

ناظر کتب خانہ شبلی مولانا سید محمد مرتضیٰ صاحب مظاہریؒ

# مدتوں رو یا کریں گم اوپیمانہ تجھے

ملکین اشرف صدیقی، مشعل دارالعلوم ندوۃ العلماء

مولانا موصوف کی نصیحتوں کا خلاصہ ہم طلبائے ندوۃ  
کے نام جس کو میں اپنے مندرجہ حالات و احساسات کو قابو  
میں رکھ کر قلم نہ کر رہا ہوں، یہ جذبات کی عکاسی  
نہیں بلکہ یہ ایک محسن اور مرنے کی دل کی وہ صدا ہے  
جس کو ہم آپ کی زندگی کی مصیبتوں میں سننا یا دیکھا  
کرتے تھے۔

مندوں رو یا کریں گے جام دیوانہ تجھے  
اس جانکاہہ حادثہ کی خبر سن کر عالم ربانی حضرت مولانا  
قاری سید صدیقی صاحب باندوی مدظلہ العالی  
ضلع عمری کے باوجود جنازہ میں شرکت کے لئے  
فوراً دارالعلوم ندوۃ العلماء تشریف لائے آپ کو دیکھ  
کر مرحوم سے آپ کی سب سے بڑی نصیحت و محبت کا اندازہ  
ہو رہا تھا انھیں اسٹیکارٹیں گویا حزن و ملال کی  
کیفیت سے نڈھال نظر آ رہے تھے اس وقت آپ  
کی اس اضطرابی کیفیت کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ  
گویا آپ زبان حال سے فرما رہے ہوں۔

”ویراں ہے منگدہ خم و ساغر اداں ہیں  
حم کی گئے کروٹھے گئے دن بہانے“

نماز جنازہ و حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی  
دامت برکاتہم نے پڑھائی اس کے بعد جب مولانا  
مرحوم کو قبرستان لے جایا جا رہا تھا تو اس وقت  
کا منظر دیکھ کر فاسی کا یہ شعر یاد آیا۔

”سلطان خوابان می رود ہر سو بجوم عاشقان

نازی سواراں اک طرف مسکین گردان ازلین“

بعد نماز مغرب تقریبی جلسہ ہوا جس میں ڈاکٹر محمد  
عہاس صاحب ندوی اور مولانا سید محمد باج صاحب ندوی  
اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم  
نے خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا نے اپنے خمدید رنج  
والم کی کیفیت بیان فرماتے ہوئے مولانا کے اوصاف  
و کمالات پر روشنی ڈالی۔ حضرت مولانا کی تقریر کو  
سن کر اندازہ ہو رہا تھا کہ مرحوم سے آپ کو نہایت  
قلمی لگاؤ اور بہت گہرا رشتہ ہے چنانچہ مولانا نے اپنے

جسٹنا کر معنی ہوئی اگل میں مسیحی نیند سولینا۔

مولانا مرحوم دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فاضل  
علامہ شبلی نعمانی کے ناظر رہے اور نہایت خوش اسلوبی  
کے ساتھ آپ نے اس مبارک کام کو اپنا ذاتی کام سمجھ  
کر انجام دیا۔ ہم طلبائے ندوۃ کے ساتھ جو آپ کا خاندان  
رو بہ تھا وہ لائق غصہ ہے آپ بہت خوش اخلاق  
صالح و متقی اور ایک دفا شعار انسان تھے ناچیز کو بھی  
کئی بار آپ سے مقالہ لکھنے کے سلسلے میں ملنے کا موقع  
ملا، آپ نہایت ہی خلوص کے ساتھ مشورہ دیتے  
اور سچے وقت مواد بھی فراہم کرتے، ملنے جلنے کا اندازہ  
ایسا ہوتا جیسے لگتا کہ میں آپ کا برسوں پہلے کھو ہوا  
بھائی ہوں اور آج آپ کے سامنے آیا ہوں یہ ایک  
حقیقت ہے کہ اس جانکاہہ حادثہ کے اندر مردائے ماتم  
کی فحاشی تھی جس میں اضطراب و الم کی ندائیں  
جس میں چشم خونبار کی اشک فشانہ ہے جس میں درد  
و کسب کی وہ تمام صیغیں ہیں جن کا پتہ آج کے کراسے  
طلباء (اندوہ) تم ہمارے جانے پر غم نہ کر دو کیونکہ  
ہر جاندار کو ایک ایک دن موت کا خروہ کچھنا ہے  
اس لئے ہر مکرر و میرے لئے دھلے حضرت کروادور  
کتب خانہ کی کتابوں کو اپنے سے زیادہ محبوب سمجھو،  
زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرو اور اپنی شخصیت کو  
ابھارو تاکہ اگر تم کو باطل خطرات کا سامنا کرنا پڑے  
تو تم انھیں دندال شکن جواب دے سکو۔ اب میں  
تم سے جدا ہو کر عالمی اصل کو لیک کہتا ہوں یہ تھا

ایک محسن کی یاد میں آج میں اپنے مندرجہ حالات  
و احساسات کو بیکار کر کے خراج عقیدت کی چند سطریں  
پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں جو اپنے دل کی آواز  
غمرہ قلب کی شبائات اور رنج و غم میں ڈوبے  
ہوئے ضمیر کی صدا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے خوشی  
کے موقع پر نہیں بڑھنا اور غموں پر رو پڑنا انسانی فطرت  
ہے لیکن اس وقت تمام طلباء ایک ایسے عظیم جانکاہہ  
حادثے سے دوچار تھے جس کے سبب طلباء اور  
اساتذہ کرام محبین ندوۃ العلماء اور اہل علم حضرات  
کے قلب درد و الم اور غناک آنکھیں اشکبار ہیں۔  
یعنی ہم سب کے محسن و مرنے والے مولانا سید محمد  
مرتضیٰ صاحب مظاہریؒ ہم سب سے ہمیشہ کے لئے جدا  
ہو کر جو ارحمت میں چلے گئے اور ہم زمرہ ۱۹۹۹ء کو اپنے  
داعی اصل کو لیک کہنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہی ہے کہ دیکھنے فانی ہے اور صاف رن آخرت  
کی سر لے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک نازک دن ہر جاندار  
کو موت کا مہر پہننا ہے۔ ”مَوْتُ نَفْسٍ ذَلَّتْهُ الْمَوْتُ“  
ع موت اس کی ہے کہ جس پر زمانہ افسوس  
ہوں تو دنیا میں آج بھی ہم مرنے کے لئے  
بغیر متوقع اور المناک خبر جب کانوں سے ٹکرانی تو  
جند غموں کے لئے دامن ہوش با قیامت سے جاتا رہا آپ  
کے انتقال پر جانے کا غم مجھ کو ہی نہیں بلکہ تمام طلباء  
کو ہے کیونکہ ہم سب کو آپ کا ناقابل فراموش احسان  
ہے اور اس حقیقت سے انکار کرنا اتنا ہی مشکل ہے،

## ان مدارس دینیہ کا ب تحفظ کیجئے

خلیل پرنٹنگ گڈھی

مدارس دینیہ کی کہ جو ہے خالق کون و مکان جس کی ہی خلقی سے ہیں یہ زمین و آسمان  
جس کی رحمت سے ہے یہ شاداب سارا گشتاں ہے شناخوانی میں جس کی ہر بشر رطب و السال

ایسے چرچے ہوں جہاں ترجیح ان کو دیکھئے

ان مدارس دینیہ کا اب تحفظ کیجئے

قابلِ تعزین ہیں وہ باغبانِ بوستان جو تھے آزادی کے نواں وطن کے پاس  
خون کے اک ایک قطرہ سے ہی سینچا گشتاں درمیا ہوں کو کیا قائم مٹا کر اپنی جہاں

ناز ہے ان پر جو میر کا رواں بن کر رہے

ان مدارس دینیہ کا اب تحفظ کیجئے

ان مدارس نے دیئے دنیا کو گوہرِ آبدار وقت کسے پر جموں نے کی ہے اپنی جاں نثار  
جو تھے شب بیدار و دن کی روشنی میں شہسوار ان پر رحمت کی گشا جہاں بغض کر دگار

آپ بھی کچھ کیجئے اپنی بھلائی کے لئے

ان مدارس دینیہ کا اب تحفظ کیجئے

یہ مدارس ملک کے ہیں مثل شمعِ انجم روشنی ہیں ان کے دم سے انجم در انجم  
یہ کھلتے ہیں زمانے کو محبت کا چہلن دیتے ہیں انسانیت کا درس ہے وہ باغبان

یہ رہیں قائم ہمیشہ ایسا ہی کچھ سوچئے

ان مدارس دینیہ کا اب تحفظ کیجئے

پادرسنشین کے ہیں مانند یہ روح رواں ہاتھ ہیں روشنی سکھ شافی کی بے گماں  
یہ زہرہ پائے تو گھر گھر روشنی ہو گی کہاں مٹنے سے تاریکیوں میں ڈوب جائے گا جہاں

کیجئے روشنی جہاں میں علم کے بجتے دیئے

ان مدارس دینیہ کا اب تحفظ کیجئے

نورِ انسانیہ علم و ادب اور فکر و فن مگر کسی نے ان کو ٹوٹا، اٹ گیا تو باطن  
روشنی اٹھ جائے گی ہوگا اندھیروں کا چین ہے یہ قولِ شہرہ آفاق حضرت بوہسن

ان کی رکھو الٹی میں اب راتوں کو جاگ کیجئے

ان مدارس دینیہ کا اب تحفظ کیجئے

انجام ہے آپ سے یہ اسے بھان و دن ان مدارس کو ترقی دینی بھال و جان و دن  
ہوں حافظِ آپ اس کے جو کہے رنجِ چین فوج کھائیں و مگر نہ وقت کے زار و زخم

وقت اس میں لگا کر پانا حصہ کیجئے

ان مدارس دینیہ کا اب تحفظ کیجئے

ہے عین اپنی دعا دل سے کہ ربِ ذوالجلال ان مدارس دینیہ کا ہر طرف بھلائے حال  
ہو چسپ ہر دل میں اس کی دین میں ہو بیجاں نقشِ باطن سے رکھائے ہا کمال

آہی غمزدہ مٹا کر وقت تھوڑا دیکھئے

ان مدارس دینیہ کا اب تحفظ کیجئے

لے ہر نظم فانی پور میں ۸ ربیع الثانی کو حفظ مدارس کا نفرین کے موقع پر چھپائی جو دبیرِ ناظرین ہے۔ (ادارہ)

غاندھان کے ایک اہم فرد ہونے کا بار بار اظہار کیا تھا  
اس کے علاوہ کچھ دوسرے تاریخی حقائق بھی بیان کرنا

جن کو سن کر مرحوم کی عبقری شخصیت ہم طلباءِ اندوہ  
کے سامنے نکھر کر آتی اور معلوم ہوا کہ مرحوم مختلف

مہم افوں کے سرور کا راور و درخشاں ہوا تھے اسی کے  
ساتھ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مظلہ العالی

نے احمد آباد کے جلسہ کی کامیابی کا راز مولانا سید محمد  
مرتضیٰ علیہ الرحمہ کی مخلصانہ جدوجہد کو ٹھہرایا جو ایک

حقیقت بھی ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا مولانا  
کو سب سے زیادہ غم اس بات پر ہوا کہ عصرِ حاضر میں

حاملوں کی کمی نہیں، کمی تو مخلصین و مجاہدین اور وفا  
شمار انسانوں کی ہے اور میں بلاشبہ اس بات کو

بقیوں کے ساتھ کہتا ہوں کہ مرحوم مخلصین و مجاہدین  
وفا شمار انسانوں میں سے ایک تھے جن کی آج عالم

انسانیت کو ضرورت تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ نے بھی  
الہامِ محبت کا پاس و لحاظ نہیں رکھا کسی بھی قسم کا

غزور و غلویت نہ تھا، سادگی ان کی زینت اور صفت  
خاص تھی۔ اور کتبِ خارجہ علامہ شبلی نعمانی دارالعلوم

ندوۃ العلماء کو زیادہ سے زیادہ کتابوں سے  
آراستہ کرنے کے لئے اپنے تمام تر تعلقات اور

قرابانیاں صرف کرتے تھے یقیناً مولانا موصوف کا یہ  
عظیم کارنامہ انصاف و آفاق پر تھا یا سہے گا، مگر

برہمت دونوں کی حرمانت یا مگر مگر ہی کی لطافت  
شہنم کی افتادگی حاصل کیے یا زری عجبوں کی چمک

بھولوں کی نمک اور بجلی کی شہب میں آپ کی پادشاه  
کی قندلیں ہمیشہ صوم خفاں رہیں گی، اللہ آپ کی

قبر کو نور کرے آپ کے درجات بلند کرے، انبیاء  
صدیقین شہداء، اولیاء کے حواریں جگہ نصیب کرے

اور جمع و شام کی ابر پائے رحمت آپ کے سرِ قد کو  
سیر لوب کرے رہیں

اللہ ان پر بارشِ رحمت ہو دم بہ دم  
ان کے لکھنیں ترسے رگم و گرم کے باب



# اولاد کی تربیت میں والدین کی ذمہ داری

مسبب عثمان نقشبندی

اپنی اولاد کے لئے تعلیم و تربیت کا بہتر انتظام کرنے کا ذمہ دار ایک مرد ہے یہ مرد کچھ ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کی نشوونما پر خاص نظر رکھے اس کا ماحول کیا ہے اس کا میلان کس کی طرف اس کی تربیت کیا ہے ان چیزوں پر سخت نظر رکھے بچہ کی جو ضروریات ہیں اپنی مقدور بھر ان کو جائز حدود میں رہتے ہوئے پورا کرے۔

خصوصاً اپنے بچوں کے لئے دینی تعلیم کا بہترین انتظام کرے یہ ایک مرد کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی نشوونما اسلامی ماحول میں کرے اس کو دین اسلام آشنا کرانے والے توحید کا درس دے رسول کی محبت اس کے دل میں بٹھائے اس کو ہر اسی فعل و قول کی تلقین کرے جسے نصرت صحیحہ اور بہتر سمجھتی ہو اس کو زندگی کے آداب اچانے بیٹے کے آداب خلوت و جلوت کے آداب اجتماعی و انفرادی زندگی کے آداب، غرض کہ اپنے بچوں کو ہر اس خوبی سے آراستہ کرے جو تعلیم نبوی اور اسلامی تربیت سے میل کھاتی ہو رسول اللہ کا ارشاد اگر کسی

مَنْ خَلَّ وَلَدًا مِنْ تَحْلِیْ فَفَعَلَ  
مِنْ آدَبٍ حَسْبُ (ترمذی)

کوئی باپ اپنی اولاد کو جس ادب (اخلاق) سے بہتر تعلیم و تہذیب دیتا ہے (ترمذی) مشاہدہ بتاتا ہے کہ ہر باپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو بہتر سے بہتر چیز دے اسے خوش کرے اور اسے خوشحال دیکھے اور اس کے لئے ہر باپ اپنی استطاعت سمیت کوشش میں کرتا ہے لیکن اللہ کے رسول کا اعتقاد و اضطرر پر دلالت کر رہا ہے کہ اگر ایک باپ نے اپنی اولاد کو سب سے بہتر تعلیم سے مزین کیا ہے تو پھر اس کے ہر طریقہ و تہذیب کی تعریف ہے لیکن اگر اس نے حسن ادب نہیں دیا اچھی تعلیمات سے اس کو سجا یا سزا نہیں اسے زندگی گزارنے کے سلیقہ سے روشناس نہیں کیا

لَكُمْ رَافِعٌ وَكُلُّكُمْ مُسْتَوِلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ  
(متفق علیہ)

تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داریوں کے متعلق با زبیر کس کی جائے گی۔ اللہ کے رسول نے ہر شخص کو ذمہ دار بنادیا ہے ذمہ دار بنانے میں کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں ہے کہ عورت ذمہ دار ہے یا مرد ذمہ دار ہے پورے گھرانے کے ہر فرد کو ذمہ دار ہے گھر کا ذمہ دار ہے بلکہ دنیا کا ہر شخص ذمہ دار ہے یعنی جو بھی دنیا میں ہے وہ ذمہ دار ہے ذمہ داری البتہ ذمہ دار کے اعتبار سے ہوگی۔ مرد کو عورت کی ذمہ داریاں نہیں دی جا سکتیں اور عورت کو مرد کی طرح ذمہ داریاں نہیں قرار دیا جاسکتا۔ حاکم کی ذمہ داریاں سلام کی ذمہ داری سے مختلف ہوں گی، لیکن ایک چیز ہر حال قدر مشترک ہے اور وہ ہے ہر شخص کا ذمہ دار ہونا۔

مذکورہ بالا حدیث کے ضمن میں ہی اللہ کے رسول نے فرمایا ہے۔  
الْمَرْءُ رَافِعٌ رَافِعٌ وَ مُسْتَوِلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ  
مرد ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داریوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

ایک مرد کی جو ذمہ داریاں ہو سکتی ہیں اور جس انداز کی ہو سکتی ہیں ان سب کا احاطہ کرتے ہوئے آپ نے فرمادیا کہ ان کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا میں اس وقت مرد کی ساہی ذمہ داریوں سے قطع نظر کرتے ہوئے موضوع کے تحت اس کی ذمہ داریوں کا ذکر کر دوں گا۔

اولاد جو شادی کے بعد خدا کی طرف سے گواہی پر علیہ و تحفہ ہے جو دنیا کی بہترین نعمت اور شادی جیسے مبارک رشتہ کا حاصل ہے اس کا وجود اپنے ساتھ بے شمار حقوق اور ذمہ داریاں رکھتا ہے کسی انسان کے لئے نفس اتنا ہی کافی نہیں کہ وہ صاحب اولاد بن جائے اور دنیا اسے مایا باپ کہہ کر بلانے یا بچہ کرنے کے خوش نصیب یا بد والدین بن کر گوارا اپنی اولاد کی تربیت میں نمایاں اور مؤثر ہے اور بچے والی والدین کے زیر سایہ تربیت پاکر صرف ان کے لئے نیک نامی اور باعث افتخار بننے میں بلکہ اپنے اثرات سے ایک بڑی قوم کی رہنمائی بھی کرتے ہیں۔

بچہ جس وقت کائنات عالم میں اپنا وجود لے کر آتا ہے ماں باپ پر اس کی ذمہ داریاں اسی وقت سے مائدہ ہو جاتی ہیں ان میں بعض نالیس ذمہ داریاں ہیں کہ اگر وہ اُسے اخلاق ان کی ادائیگی نہ کرنے بدیاسائی اور تغافل برتنے والے پر اس کی ملامت کی جاتی ہے اور بعض وہ ذمہ داریاں ہیں جن کا تعلق شریعت سے مربوط ہے اور ان کو نظر انداز کرنے والا مستحق غضب الہی ہوتا ہے۔

بچہ کی تربیت ایک ایسی ذمہ داری ہے جو شریعت مطہرہ کی طرف سے والدین پر مائدہ ہوتی ہے اس ذمہ داری سے جمعہ پراپونے میں جن حقوق کی طرف سے بھی کمی یا غفلت پائی جائے گی۔ وہ از روئے مشرع عند اللہ تاخوذ ہوگا کیونکہ اللہ کے کوئی عزت و معظی علی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر کسی

تو دنیا کی ہی دولت نہیں بلکہ اگر محنت اقلیم کی دولت بھی دیتی تو یہ ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اپنے اولاد کو ساتھ مشفقانہ اور ناصحانہ سلوک نہیں کیا اس نے اپنی اولاد کے ساتھ محبت کا معاملہ نہیں کیا تو کیا جب ہے کہ اس نے دنیا کی دولت دے کر اپنے اولاد کے لیے ہی دال جان بن کر خود اپنے لیے غلام کیا ہو لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرنے پر کیا گھر میں نہیں بیٹھا رہ سکتا ہے کیونکہ اس پر گھر کے باہر کی ذمہ داریاں ہیں جن کو پورا کرنا اس سے مطلوب و مقصود ہے اور تاہی کرنے پر مواخذہ ہوگا کیونکہ مرد جب گھر پر ہے تو وہ صرف گھر کی ہی ذمہ داری سے کام لے کر ہی اللہ سے ہو سکتا ہے اور باہر سے قطع رہتا ہے اور اگر باہر ہے تو وہ صرف باہر کے ہی امور انجام دے سکتا ہے اور گھر کی دیکھ بھال اسکی بساط سے باہر ہو جاتی ہے۔

لیکن اسلام کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو صرف احکام و ہدایات جاری کرتا ہو اور اسے کسی دوسری چیز سے متعلق نہ ہو بلکہ وہ ہر چیز پر نظر رکھتا ہے فطری تقاضوں اور دینی مسائل پر اسکی نظر رہتی ہے اور انسان کی کمزوریوں سے بھی بخوبی واقف ہے یہی سبب ہے کہ اس کا کوئی حکم ایسا نہیں ملتا ہے جو فطرت انسانی کے خلاف ہو ظاہر ہے کہ جب مرد گھر پر نہ ہو تو اس کو گھر کا ذمہ دار بنانا بھی کسی بھی اعتبار سے مناسب نہیں ہے ایسے ہی وقت کے لئے اللہ کے رسولؐ نے بہترین رہنمائی فرمائی ہے ارشاد ہے۔

اَلْمَرْءُ رَءِيسُ بَيْتٍ فَيُؤْتِ رِزْقَ بَيْتِهٖ  
وَمَسْئُوْلُهُ عَنْ رِءِيسِيْهِ

عورت اپنے شوہر کے گھر میں حافظہ و پاسبان ہے اور اس سے اس کی ذمہ داریوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

یہ ہے انسانی فطرت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے

ہدایت جاری کرنا جو محض دین اسلام کا ہی خاصہ ہے آپ نے مرد کی عدم موجودگی میں اس کو بچی کو فخر و مروت سونپی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے گھر کی نگرانی ہے یہ نگرانی محض اس حد تک نہیں ہے کہ وہ صرف گھر کی چوکیزاری کرے اور اپنے شوہر کی امتیاء کو ضیاع سے بچائے اور چور چٹکوں سے ان کی حفاظت کرے بلکہ ہر وہ چیز جو شوہر کی پسندیدہ ہے اسکو اسی طرح برقرار رکھے کہ شوہر کی پسندیدگی اور رغبت اس سے وابستہ رہے اور کسی قسم کا متغیر اس کے دل میں نہ پیدا ہوا اور یہ ایک سلسلہ حقیقت ہے کہ ایک مرد کو اپنی تمام چیزوں میں عزیز ترین متاع اپنی اولاد ہوتی ہے اس میں کسی قسم کا نقص کسی قسم کی کمی یا کوئی برائی ایک مجمع الفطرت مرد قطعاً پسند نہیں کرتا ہے۔

ایسی صورت میں ایک سلیقہ مند بیوی کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے شوہر کی تمام چیزوں میں اس کی اولاد کی صیغہ دیکھ بھال کرے اور اس کا خاص خیال رکھے۔ ہر ایسی بات سے اولاد کو محفوظ رکھے جو کسی بھی درجہ میں بری سمجھی جاتی ہو چھپکے صیغہ تعلیم و تربیت اور اس کی بہتر نشوونما ایک عورت کی بڑی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری ہے ہر کم کی مکمل نگرانی کرنا اور اسکو اچھی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنا ایک عقائد عورت کی بنیادی ذمہ داری ہے جب تک بچہ ماں کی نگرانی میں ہے یہ ماں کی ذمہ داری ہے کہ اس کے اخلاق، اس کی حادثات اس کا ذہن سہمن و سبب چیزوں پر ماں نظر رکھے اور اس کو مسلسل ابھی باتوں کی تعلیم کرتی رہے اس ذمہ داری کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بچہ اپنی ماں سے جس قدر ماؤں سے ہوتا ہے کسی اور سے اس قدر ماؤں نہیں ہوتا لہذا بچہ ماں کی باتوں کو جس دلچسپی، غور و فکر اور توجہ خاص سے سمجھے گا اور قبول کرے گا کسی اور کی بات پر وہ اس قدر دھیان نہیں دے گا یہی سبب ہے کہ ماں کی گو

گوچہ کا بچہ پہلا مدرسہ کہا گیا ہے اگر اس مدرسے بچہ کا حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیا اور اپنی ذمہ داری کو مکمل طور پر پورا کیا تو یہی بچہ بڑا ہو کر ملک و ملت کے لئے فائدہ دنا و کام کرنے کا نیک نامی اور عزت و شہرت کا ذریعہ بنے گا اور اس مدرسے نے بچہ کی تربیت اور اس کی تعلیم میں اپنی حقیقت سے انحراف کیا تو نہ صرف بچہ کو بچہ ملک و ملت کے لئے کام آدہ رہا بلکہ ذہن سے کام لے گا اور عزت و شہرت کا ذریعہ نہ بن سکے گا بلکہ خود اپنے حق میں بھی کوئی نفع بخش اور نائن تحمین عمل نہ کر سکے گا۔ بچہ کی تربیتی اس کا تباہی مستقبل معاشرہ میں اس کا ذہن سہمن اپنی چیزوں کا دار و مدار محض تعلیم و تربیت پر ہی ہے بغضوں بنیادی ابتدائی تعلیم کے ساتھ اعلیٰ تعلیمات کی اساس اور بنیاد ہوتی ہے۔

یوں بھی بہت آسانی سے سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ آج اگر بچہ تعلیم و تربیت سے آراستہ نہ ہوگا تو کل جب یہ ایک قوم کا امین ہوگا اس پر پوری نسل کی ذمہ داری ہوگی تو کس طرح یہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر سکے گا۔ اور حاشا نہ کہ تقاضوں سے یہ کیسے برآمد ہو سکے گا۔ بچوں کی صیغہ و بہری درجہ کی کرنا یہ والدین کی اہم ذمہ داری ہے بچہ کو تمام برائیوں سے بڑی جہتوں سے اور بڑی مجلسوں اور بڑی نشستوں سے اس کو محفوظ رکھنے کی ذمہ داری والدین کی ہے بچہ کو بچپن ہی سے ایسے ماحول میں رکھنے کی کوشش کریں جو ماحول پاکیزہ و پسندیدہ ہو اور اسلامی تعلیمات سے مورا و روشن ہو بچہ کا ذہن اس وقت ایک صاف و شفاف آئینہ ہوتا ہے اگر بچپن ہی سے اس کو مناسب اور بہتر ماحول ملے گا تو اس کا ذہن اس وقت سے بچھلا جائے گا اور بچہ وہی چیزیں آہستہ آہستہ اپنے ماحول سے اخذ کرنا شروع کرے گا جو اس کی آنے والی زندگی کے لئے نہایت اہم اور اس کی ذمہ داریوں کے اعتبار سے انتہائی باقی رہے

# متم دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد رابع ندوی مدظلہ کو صدمہ

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم مولانا سید محمد رابع ندوی صاحب مدظلہ کی الہیہ محترمہ کا ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ کو بھارت کے دل نوبیہ صبح انتقال ہو گیا۔ انشاء اللہ الیراح جون۔

موجودہ کچھ عرصے علیل تھیں، رمضان المبارک سے ایک دن قبل حالات میں شدت پیدا ہو گئی، کمزوری کی شکایت ہو گئی تھی، اسے کو رائے ربی کے ایک نرسنگ ہوم میں داخل کیا گیا، لیکن طبیعت گرمی ہی چلی گئی اور غفلت کی کیفیت پیدا ہونے لگی، اس میں اضافہ ہی ہوتا رہا اور کوما جیسی کیفیت پیدا ہو گئی، ڈاکٹروں کے مشورے سے لکھنؤ لایا گیا جہاں تین دن کے بعد انھوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے ساتھ خصوصی رحم و کرم اور انعام کا معاملہ فرمائے۔ آمین۔

مرحومہ سیدہ زفر بی سابقہ ناظمہ ندوۃ العلماء مولانا حکیم فیاض سید عبدالعلی کی صاحبزادی تھیں ۱۳۵۹ھ میں پیدا ہوئیں، ڈاکٹر صاحب نے خود تعلیم دی، ترجمہ قرآن اور حدیث کی خاص طور سے تعلیم دی، مرحومہ کو مطالعہ کا بڑا شوق اور کتبوں سے بغیر معمولی تعلق اور شغف تھا، اچھا پاکیزہ وادی ذاتی رکھتی تھیں، اسلامیات کا خصوصی مطالعہ تھا اور اس دائرہ کے مسائل پر پختہ رائے رکھتی تھیں، اپنی بات پورے اعتماد سے کہتیں اور اس پر جتنی تصدیق مرحومہ کی تربیت میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی والدہ صاحبہ اور ان کی ہمشیرہ والدہ صاحبہ مولانا سید محمد رابع صاحب خصوصی مدظلہ والدہ مرحومہ کے انتقال کے بعد اپنے مہتمم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت بکاہتم کے زیر سرپرستی رہیں جو آپ کے مرشد و مربی ہیں، اور شفیق باپ کی حیثیت رکھتے ہیں، ان پر اس حادثہ فاجعہ کا خاص طور سے اثر پڑا۔

مرحومہ محمد وسفا دادودیش میں متاثر تھیں۔ حاجت مندوں کی حاجت روائی ہوتی، خوش خلقی، اکرام و ضیافت اور صلاحی آپ کا خاص وصف تھا۔ عبادت و دعائیں خاصا وقت گذارتیں اور وظائف و شراق کی پابندی کرتیں، نماز کے لئے جلدی اٹھنے کی کوشش کرتیں، طہارت کا بڑا خیال رکھتیں، فہر شخص کے ساتھ خیر خواہی جاتیں اور سن سن رکھتیں کسی کے متعلق برائے حال نہیں کرتیں، اگر کسی خطا بات کو دیکھتیں یا کہتیں تو بڑا لکھنے کی جرات رکھتی تھیں۔ بڑی خوبیوں سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نواز ا تھا اور ہر عرصے بیمار رہنے لگی تھیں، عروق النساء کے مرض نے آپ کو بالکل مضطرب کر دیا تھا، لہذا کی شدت سے بے چین رہتی تھیں۔

مرحومہ کا زیادہ تر قیام مذکورہ جگہ پر رہتا تھا، ایسا انھوں نے اپنی محبوبہ صاحبہ والدہ مولانا سید محمد رابع صاحبہ کی خدمت کے لئے کیا تھا۔

دینی امور کی پابندی اور حلال رکھنے والی خیر کے کاموں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لینے والی اور بچوں پر تفسیق خاتون تھیں، اخیر شاہ غلام محمد رائے بریلی آخری آرام گاہ بنی بڑے لیج کو درس میں لکھنؤ، رائے بریلی اور کپور تھ کے بڑے تعداد میں اہل علم کے علاوہ پختہ پور، شیمڑہ، حضرت علی گئے جو برصغیر کے نامور محدث حضرت علی میاں مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، بعد نماز عصر حضرت مولانا مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی، اور سب سے پہلے مٹی دی، اپنی والدہ مرحومہ اور ہمشیرہ مرحومہ کے قریب آسودۂ خاک ہوئیں۔

آپ کے وقت ایک حادثہ انھیں اور ڈراما کو محسوس کیا گیا، خصوصاً سٹوڈنٹس انٹرنیشنل کے لئے اور بالخصوص مولانا مدظلہ ان کی جیو ٹیوٹنڈ مرزا علیہ السلام والدہ مولانا سید محمد رابع صاحب کے علاوہ مرحومہ کی شہینہ بی بی اور کئی بیٹوں کے لئے، ہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کا موراد قابل فرجائی مولانا سید محمد الحسنی اور بڑی تشریف پیسہ کی وفات پہنچا دیں۔

تیمم صاحبزادہ بی بی ماجدی مدیر ماہنامہ "مولانا سید محمد حسن" کا مددگری صاحبزادی استاذہ دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا عبدالحسن صاحب کو انجیری صاحبزادی مولانا سید محمد سعید صاحبہ کی یاد کو مدرسہ عالیہ حجاز میں استاذہ (مستوفیہ)۔

اللہ تعالیٰ ان کی آپس کی قبول فرمائے انھیں صبر سے دنگ نہ فرمائے اور جنت الفردوس میں اصل مقام عطا فرمائے، جو فرشتہ فرشتہ ان کو ہمیشہ چھوئے۔

مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی مدظلہ کے لئے ذاتی طور پر ہر صبح دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تمام فرزندوں اور اس کے کارکنوں کے لئے بھی بڑا ساقیہ خانا بنیوے گا، دعا ہے حضرت اور اہل ذاب کے دستِ امت ہے۔ (ادارہ)

### بقیہ: عبدصاحب کا نظام تعلیم و تعلم

حضرت عثمان

کے دو حرافت میں بھی یہی حضرت اس منصب پر فائز تھے۔ معاذ بن جبل سے ان کی وفات کے وقت پوچھا گیا کہ آپ کے بعد ہم کس علم حاصل کریں تو بتایا کہ ابودرداء سلمان فارسی، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن سلام سے حضرت عثمان نے غنا جاب میں خطبہ پڑھا اور کہا کہ جس کو فرائض حاصل کرنا ہو زید بن ثابت کے پاس جائے اور اس کو مال حاصل کرنا ہو میرے پاس مسور بن خزيمة کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا علم انچھ صحت پر متنبی ہوتا ہے، عمر، عثمان، علی، معاذ بن جبل ابی بن کعب، اور زید بن ثابت۔

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ علم کے دس حصوں میں سے نو حصہ اپنے ساتھ لیتے گئے، اگر علم کا علم ایک بل پر اور دوسرے لوگوں کا علم دوسرے بل پر رکھا جائے تو عمر کے علم کا بل جھک جائیگا۔

ابونوسی اشعری کہتے ہیں کہ ہم صحابہ عمر کو جب کسی حدیث کے بارے میں مشکل پیش آئی اور ہم نے حضرت عائشہ سے اس کے متعلق سوال کیا تو ان کے پاس علم ہوا یا

زید بن کابل کا قول ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود کی مجلس میں بیٹھا تھا میرے نزدیک ان کی مجلس میں بیٹھا ایک سال کے محفل سے زیادہ فائدہ اٹھایا ہے صحابہ کے چہرہ دار و اقوال علم کے صحابہ کے بارے

میں ہیں، اب ان کے تلامذہ تابعین کے چند بیانات اپنے اس تلامذہ کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے مشہور تابعی مسروق بن اجدع کا بیان ہے کہ حضرت اصحاب میں عمر، علی، ابن مسعود زید بن ثابت ابی بن کعب، ابونوسی اشعری اصحاب ثنوی تھے۔ ان کی قول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک صحابی کو اچھی طرح جاننا تو مجھے معلوم ہوا کہ ان سب کا علم چھ حضرات عمر، علی، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابودرداء زید بن ثابت پر مشتمل ہوتا ہے اور ان چھ حضرات کو جاننا تو معلوم ہوا کہ ان سب کا علم دو حضرات علی اور عبداللہ بن مسعود پر مشتمل ہوتا ہے۔

امام شعبی کا قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے چھ اہل علم تھے عمر، ابن مسعود زید بن ثابت، علی، ابی بن کعب، ابونوسی اشعری اور اس امت کے کئی فنی چارے تھے عمر، علی، زید، ابونوسی اشعری، مجاہد بن جبر کہتے ہیں کہ ان صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں محمد بن سیرین کا قول ہے کہ اہل علم کی رائے میں صحابہ میں نادرک حج کے سب سے بڑے عالم عثمان بن عفان اور ان کے بعد عبداللہ بن عمر تھے میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بڑے بھائی عبداللہ بن عباس سے بڑا عالم نہیں دیکھا ہے۔

ان علمائے صحابہ کے فقہی اقوال و ارادہ اور ان کے ضخیم اور متوسط جلدوں میں جو جمع کئے جاسکتے ہیں جو کہ ہماری اس باقاعدہ دینی و دالین کا رواج نہیں تھا بلکہ بعض صحابہ

اور ان کے تلامذہ یادداشت کے طور پر صحیفے اور نسخے لکھ لیتے تھے اسلئے ان کی روایات اور فتاویٰ اس وقت مدون نہیں ہو سکے اور بعد میں اسکی باری آئی چنانچہ خلیفہ مسلمان کے پڑپوتے ابوجعفر بن موسیٰ بن یعقوب نے ابن عباس کے فتاویٰ میں جلدوں میں جمع کئے تھے۔ ان کے کث اگرچہ مجاہد اور مولیٰ بن کعب نے ان سے اس کے نزول شدگان اور غیر قرآن پر کتب لکھی تھیں اسی طرح علی بن ابیطالب اشعری نے ابن عباس کی فقہی روایات کو جمع کیا تھا عبداللہ بن عمرو بن عاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے احادیث کا ایک مجسمہ الصداقہ کے نام سے جمع کیا تھا جس کی روایت ان سے کی گئی، ابورزہ، ابن عباس، جابر بن عبد اللہ، انس بن مالک وغیرہ کے تلامذہ نے انکی روایات کو صحیفوں اور نسخوں کی شکل میں جمع کیا تھا رکن بطل اللحد و مؤرخہ الرحال طبقات ابن سعد جامع بیان اسلام، اعلام النبیین وغیرہ۔ علم سے مراد کتاب سنت اور فقہ۔ عہد رسالت اور عہد صحابہ میں کتاب سنت اور تفقہ الدین کی تعلیم دینا ہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علم تین ہیں ایک عسلاہ زائد ہیں، آیت حکم، مستفادہ فرائض عاقل، عبداللہ بن عمر کا قول ہے کہ علم تین ہیں کتاب، فاضل سنت، مافیہ اور لا اوری عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ علم کتاب، سنت رسول اللہ ہے، اس کے بعد جو شخص اپنی ملت سے کوئی بات بیان کرے تو میں نہیں جانتا کہ اسکی کجی حسرت میں پائے گا یا سعادت میں پائے گا عبداللہ بن مسعود نے

کہا ہے کہ کثرت حدیث مسلم نہیں ہے علم تو خشیت خدا ہے۔

دوسرے علوم اور زبانیں حضرت مصابہ سلم یعنی کتاب سنت اور فقہ کے ترجمان و مسلم تھے اسی کے ساتھ دوسرے علوم و السنہ کے عالم بھی تھے، مثلاً علم الانساب میں ابو بکر صدیقؓ ابو بکر بن حنیفہؓ جبر بن طعم سب کے عالم تھے اور حبیب الساب سب میں سوخ رکھتے تھے ان کے علاوہ عثمان بن عفانؓ، علی بن ابی طالبؓ عقیل بن ابی طالبؓ بھی عالم الانساب نمایاں مقام رکھتے تھے، حضرت ابو بکر تغیر روایا میں سب آگے تھے، زید بن ثابتؓ سریانی زبان کے عالم تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے ستودن میں اس زبان میں مہارت حاصل کر لی تھی جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بھی سریانی اور عربی زبان کے عالم تھے، اور قورات پڑھتے تھے ابو ہریرہؓ نے قورات کو پڑھا نہیں تھا مگر ماضی میں سے جو کچھ واقع تھے، اس کی شہادت کعب احبار نے دی ہے نیز ابو ہریرہؓ فارسی زبان سے واقف تھے اور بعض روایات کے مطابق حبشی زبان بھی جانتے تھے انکے وطن جونین میں اہل اس زبان سے آباد تھے جن کو انہا کہتے ہیں، نیز حبشہ بھی یمن کے سامنے واقع ہے اور وہاں کے لوگ ملک عرب میں کثرت سے رہتے تھے مسلمان کی مادری زبان فارسی تھی، ایک روایت کے مطابق ایرانیوں نے ان سے سوو قاتحطاری میں لکھنے کی قاضی کی تو بس اللہ العزیز الرحیم کا ترجمہ بلام زوال کشایدہ لکھا اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا ایرانیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا نہ دیکھا اور جب انکی زبان نرم ہو گئی تو عربی میں پڑھنے لگے۔

مدینہ منورہ کی دینی علمی برکت اورین علم نبوت میں بہت سے حضرات عہد نبوی اور عہد خلافت میں جہاد و غزوات میں شہید ہو گئے، کتنے حضرات علماء اسلامیہ میں امارت انصاف و تسلیم کے لئے روانہ کئے گئے کچھ اپنے قابل اور طاقت میں پہلے گئے اور ایک بڑا طبقہ دین علم کی تئیں و مسلمہ پہلے دنیا سے رخصت ہو گیا اس دور میں جو حضرات مدینہ منورہ میں رہ گئے وہ جملہ خلاصہ تھے اور شہر نبوت عالم اسلام کا دینی و علمی مرکز تھا امام مالکؒ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں فلاں غزوات سے لے لے پڑا اسی کو لبیک واپس ہوئے تقریباً دس ہزار مدینہ میں رہ کر میں فوت ہوئے زید بن ثابتؓ کا قول ہے کہ جب تم اہل مدینہ کو کسی مسئلہ پر متفق دیکھو تو کچھ لوگو کو و سنت ہے، عبداللہ بن مسعود کو حضرت عمرؓ نے تعلیم کیلئے کوڑ بھیجا تھا جب وہاں کوئی شخص مسئلہ معلوم کرتا تو جواب دیتے تھے، اور جب مدینہ آکر دیکھتے کہ کہاں کے علم کا مکمل اس کے خلاف ہے تو کوڑ واپس جا کر گھر جانے سے پہلے اس شخص کو بتا دیتے تھے کہ اس مسئلہ میں اہل مدینہ کا یہ عمل ہے ایک شخص نے ابو بکر بن عمر بن حزم سے کہا کہ اس مسئلہ میں مجھ کو طحان ہے انہوں نے کہا کہ بھتیجے! جب تم اہل مدینہ کو کسی بات پر متفق دیکھو تو تمہارے دل میں اس کے بارے

میں غلبہ ان نہیں ہونا چاہئے، مجاہدؒ عوف بنند اور دوسرے علماء کو کہتے تھے کہ ہم علم میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں، البتہ علما بن ابی الجاح کو پراسلئے فضیلت حاصل ہے کہ وہ مدینہ سے مسلمہ حال کر کے آئے ہیں۔

ابو العالیہ راجیؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ہجر میں مصابہ سے حدیث سنتے تھے اس کے بعد مدینہ جا کر وہاں کے صحابہ سے سنگم مطمئن ہوتے تھے غرضی نے کوڑ میں ایک حدیث بیان کر کے شاگردوں سے کہا کہ تم لوگوں کو یہ حدیث مفت مل گئی اس سے کم حدیث کیلئے آدمی سواری کر کے مدینہ جاتا تھا ابو تقاہ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں کئی دن قیام کیا حالانکہ اس کے علاوہ میری کوئی حاجت نہیں تھی کہ ایک شخص کے پاس ایک حدیث تھیں اس کو سنوں بجائی ابو بکرؓ نے مدینہ کا سفر کیا باوصحاح ابی ولادہ سے علم حاصل کریں۔

عمر بن عبدالعزیزؒ نے بلاد اسلامیہ حدیث و سنن کو مدون ترتیب کرنے کیلئے مسندوں جاری کیا تو خاص طور سے قاضی مدینہ ابو بکر حرم کو لکھا کہ وہاں کی احادیث خصوصاً عمو بن ابی بکرؓ کی روایت کو مدون کریں، الغرض مدینہ کے دینی و علمی مرکز سے پورا عالم اسلام وابستہ تھا اور اسی مینارہ نور سے ہر طرف روشنی پھیلتی تھی مدینہ کے پانچواں عملہ ادا کیلئے مراکز امام ابن قیمؒ کہتے ہیں:

والدین والفقہ والعلم انتشار فی الامۃ عن اصحاب عبد اللہ بن مسعود واصحاب زید بن ثابت

واصحاب عبد اللہ بن عمر و اصحاب  
عبد اللہ بن عباس فہم الناس  
عامۃ من اصحاب رسول اللہ الامجد  
فاما اهل المدينة فہم من اصحاب  
زید بن ثابت و عبد اللہ بن عمر  
ولما اهل مکۃ فہم من اصحاب  
عبد اللہ بن عباس و اما اهل  
الطائف فہم من اصحاب عبد اللہ  
بن مسعود ۔

وین فہم من اصحاب حضرت عبد اللہ بن مسعود  
زید بن ثابت حضرت عبد اللہ بن عمر  
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے اصحاب و  
فہم من اصحابہ اور لوگوں کا عالم اسی  
پہلوں منسلک کے شاگردوں سے ہے اہل  
مدینہ کا عالم زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمر  
سے، اہل مکہ کا عالم حضرت عبد اللہ بن عباس  
کے تلامذہ سے اور ان کا عالم حضرت عبد اللہ  
بن مسعود کے اصحاب سے ہے ۔

اور امام بخاری کے اسناد امام علی بن ابی حمزہ  
لہم من اصحاب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم من لہم  
یذہبون مذہبہ ویقرن لقواہ  
و یسئلون طریقہ الا ثلاثہ علیہ  
بن مسعود و زید بن ثابت و عبد اللہ  
ابن عباس ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود حضرت زید بن ثابت  
حضرت عبد اللہ بن عباس کے علاوہ صحابہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کوئی عالم ایسا  
نہیں تھا جس کے تلامذہ و اصحاب اس کے تلامذہ تھے

ہو ایک نوری کی طرح تھے بلکہ ان کے تلامذہ  
مطلب ہے کہ ان پارتین حضرت کا فقہی  
مسئلہ بنیادی طور پر امت میں رائج ہوا اور  
فقہ و فتویٰ میں ان کے اصول پر عمل کیا گیا ان  
کے مقابلہ میں دوسرے صحابہ کے فقہی آثار و  
اقوال کم رائج ہوئے، ان تصریحات میں صحابہ کے  
فقہ کی الدین کا ذکر ہے، تفسیر و تاول و حدیث  
و روایت اور دوسرے دینی امور میں ان کے تصویف  
فی السلم سے بحث نہیں ہے ۔

مسجد نبوی کی تعلیمی مرکزیت | رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں مسجد نبوی مرکزی  
درس گاہ تھی صحابہ تابعین اور تبع تابعین  
کے ادوار میں بھی مسجدوں میں یہی صحابہ اس  
ادرس کے قائم ہوتے تھے بلکہ اعیان و اشرف  
اور اہل علم کی عام نشست مسجدوں میں ہوتی  
تھی، ابو اور سید تھائی کہتے ہیں المساجد  
مجاہد الکرام، حضرت عبد اللہ بن عباس  
سے ایک شخص نے یہاں میں شرکت کے بارے  
میں مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ میں تم کو اس  
افضل عمل بتا دوں؟ مسجد بناؤ اور اس میں  
فرائض، سنت اور فقہ فی الدین کی تعلیم دو  
و مسجد میں مسجد نبوی میں تعلیمی حلقوں میں تدریس  
حلقوں کی کثرت کا اندازہ اس واقعہ سے ہو  
سکتا ہے کہ ایک مرتبہ عبد اللہ بن مسعود کے  
ایک شاگرد مسجد نبوی میں گئے اور چاروں  
طرف نظر دوڑا کر کہا کہ

عہدی بعد المسجد و انتہ  
کمثل الروضۃ اغفر منہا  
حیث شئت ۔

اس مسجد میں میری دودھ گڑھ ہے وہاں  
کے آئندہ حق نامی کے جس دشت کے سائے  
میں ہاں ہو جائے گا ۔

ابو الامام حسن کہتے ہیں کہ ہم نے اہل علم کو دیکھا  
ہے کہ ان کی مجلسیں صرف مسجد میں منعقد ہوتی تھیں  
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے علماء کو حکم دیا تھا کہ  
علم کی نشر و اشاعت اپنی مسجد میں کر دیکھو کہ

یشت دشت رہی ہے  
عہدی بعد المسجد و انتہ

خلافت راشدہ میں قرآن کی حفاظت  
واہمیت کے پیش نظر احادیث کی روایت  
سے روکا جاتا تھا، اس کے باوجود مسجد نبوی  
میں فقہ و فتویٰ اور روایت حدیث کے تصدیق  
حلقہ قائم تھے جن میں دوسروں کے طلبہ  
شریک ہوتے تھے، حضرت عمر کے زمانہ  
میں ان کی کثرت کا اندازہ حضرت ابی بن کعب  
متوفی ۲۶ھ کے ایک مجلسی شاگرد کے  
بیان سے ہوتا ہے، جذب بن عبد اللہ بن  
سفیان مکی بیان کرتے ہیں ۔

اتیت المدینۃ ابتغی العلم فند  
خلت مسجد رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم فاذا الناس فیہ حلق  
یتحدون فبعلت امضی الحلق  
حتی اتیت حلقۃ دینار جمل شاحب  
علیہ، فواکانما قد مرین سفن  
میں طلب علم میں مدینہ آیا مسجد نبوی میں  
داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ حلقہ و حلقہ آپس  
میں حدیث بیان کر رہے ہیں ان حلقوں  
سے گزرتا ہوا ایک حلقہ میں گیا جس میں ایک

صاحب الدین ابن کعبؓ نے شکر علیہ بنی ان کے جسم پر ہو کر ہے گویا اسی سونے والی چیز ہے حضرت ابی بن کعبؓ کے مزاج میں کچھ تندہی و تیزی تھی بعض اوقات طلبہ سے بے اعتنائی کرتے تھے ایک مرتبہ ابن ابی جندب بن عبد اللہؓ نے ان کے بے رحمی پر کرسا سلمہ القرم جری جالیہا ان عورت کا شکوہ کر رہے ہیں ہم یہ بھی کہنے لپے اموال فرج کرتے ہیں اپنے جسموں کو کھاتے ہیں سوز جوتے ہیں اور جب ان عورت سے ملنے ہیں تو ہم ہارے سامنے نہ نکلتے ہیں اور انہیں باتیں کرتے ہیں حضرت ابی بن کعبؓ کے دوست شاکر بن قیسؓ کا یہ کہنا بھی عجیب کہتے ہیں۔

قلت لابی بن کعب ناتیکم من الہد نرجو صدکم الخیر ان تعلوننا فاذا انتبکم اسخفتم امرنا کانا نضون علیکم۔ میں نے ابی بن کعبؓ سے کہا کہ تم لوگ دو دفعہ مقامات سے آپ عزت کے ہم ہمارا اس اسید ہر آتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو حدیث کی تعلیم دیتے ہیں اور جب آپ کے پاس آتے ہیں تو ہم کہ جڑ کھینچتے ہیں گویا آپ کے نزدیک جاری کرنا جہنم ہیں۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے اپنے دونوں شاگردوں کا شکوہ سن کر ان کے ساتھ نہایت محبت و شفقت کا معاملہ کیا اور انہیں دلوں جمع کے دن حدیث بیان کرنے کا وعدہ فرمایا مگر اس سے پہلے انتقال کر گئے۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ

فاردی ہی میں مسجد نبوی میں تعلیم و تدریس کے متعدد مصلحت قائم تھے اور عینہ کے باہر کے طلبہ صحابہ کی مجلسوں میں شریک ہوتے تھے تعلیم طلبہ میں نوجوان طلبہ کی کثرت صحابہ کی تعلیم مجلسوں میں شریک ہونے والوں میں توفیق اور نوجوان طلبہ کی کثرت تھی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں پیشین گوئی فرما کر ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور دین کی تعلیم دینے کی تاکید فرمائی تھی۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آپ نے صحابہ سے فرمایا تھا۔

سیاتیکم شباب من اقطاع الزین یطلبون الحدیث اذا اجابوکم فاستوصوا بھم خیراً۔ عقرب یہاں سے پاس اطراف زمین سے نوجوان طلبہ میں آتے ہیں جب وہ آپ کو تم لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں۔ اخبرنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزال اللہ یرسل فی ہذا الدین فرسا یشعل الدین بھم کو ہر گز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس دین میں ہر دس گنا ہر گز نہیں سے اس میں کو تعویث دے گا حضرت عروین عاصیؓ ابی شریش کے ایک طبقہ کے پاس گئے اور کہا کہ تم لوگوں نے ان لوگوں کو کیوں نظر انداز کر رکھا ہے؟ ایسا نہ کرو ان کے لئے مجلس میں مسند پیدا کرو ان کو حدیث سننا اور ذکر و دعا

یہ صغار قوم ہیں عقرب کیا قوم ہو جائیں گے تم لوگ بھی صغار قوم تھے اور کیا قوم آج ہو گئے ہو۔ حضرت حسن بن علیؓ اپنے لڑکوں اور بچپن سے کہتے تھے کہ تم لوگ علم حاصل کرو، اگر آج تم صغار قوم ہو تو کل کیا قوم بن جاؤ گے تم میں سے جو یاد کر سکے وہ کھد لیا کرے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ جب ابی مجلس میں نوجوانوں کو آتے ہوئے دیکھتے تو نہایت والہانہ انداز میں ان کا استقبال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو مہربان ہو آپ نے ہم سے فرمایا تھا کہ میرے بعد لوگ یہاں سے پاس حدیث کی طلب میں آئیں گے، تم ان کے ساتھ لطف و کرم کا معاملہ کرنا ان کو حدیث کی تعلیم دینا حسن سلوک سے پیش آنا اب مجلس میں ہو کر بنانا اس کے بعد ان سے کہتے تھے۔

فانکم خلوفنا و اهل الحدیث بعدنا تم لوگ ہیں بعد ہمارے و ہیں حدیث کے عالم و حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب نوجوانوں کو طلبہ سلم بن دیکھتے تھے تو کہتے تھے۔ مرحبا بیٹا بیع الحکمتا، و معایج الظلم خلقنا الثیاب جلد القلوب حبیب الہوت ریحان کل قبیلۃ مریا کمت کے شریعتی ظلموں کے جبرائے ہرے بڑے نئے دلے والے، گھوڑے کھ زینت اور فائدان و تسبیح کے گل ہوتے،



صاحب گاہو صحابہ کے یہ نوجوان طلبہ آگے چل کر علوم نبوت کے وارث و مسلم ہوئے اور ان کا شمار طبقہ تابعین کے علمائے کبار میں ہوا۔

صحابہ کی بے شمار گروں سے محبت رکھنے والے تھے جن میں سکون و صیت نبوی کے مطابق حضرت صحابہ نے اپنے علم و شہسواروں اور شاگردوں کے ساتھ انتہائی شفقت و محبت اور ایثار و حسن سلوک کا معاملہ کیا ان کی دلگیری و دلجوئی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ حضرت انسؓ کے شاگرد حمید کا بیان ہے کہ ہمارے ساتھ ثابت بن اسلم بنانی بھی حضرت انسؓ کی مجلس میں جاتے تھے راستہ میں جو مسجد بڑی ثابت اس میں ہم ماکر نماز پڑھتے جب ہم لوگ حضرت انسؓ کے پاس پہنچ جاتے تو کہتے۔

ایں ثابت، ان ثابت و دبیہ احبنا

ثابت کہاں نہ گیا؟ ثابت الباکلہ ہے جس کو میں محبوب رکھتا ہوں۔

خود ثابت کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت انسؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم کو دیکھ کر کہا کہ!

واللہ لانتم احب الی من حدتکم

من دلائس الامم علی مثل ما یفتم

علیہ۔

خدا کا قسم میں لوگوں کے برابر انسؓ کی

کی راہنما اعلیٰ سے زیادہ تم لوگوں کو محبوب

رکھتا ہوں البتہ ان میں سے جو تم لوگوں

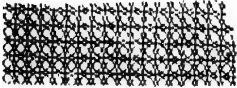
کے مانند ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک رسولؐ کی محترم کن آدمی ہے؟ تو بتایا کہ میرا وہ منشی ہے جو حاضرین مجلس کو پھانڈتا ہوا میرے پاس آکر بیٹھ جاتا ہے۔ اگر میرے بس میں ہو تو اس کے چہرے پر کسی بھی نہ بیٹھنے دوں اس کیون پر مکی مکتبی ہے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے، ان کا قول ہے کہ میرے منشیین کا میرے اوپر ترین حق ہیں۔ اسکو آتا ہوا دیکھوں تو انتظار کی نظر سے دیکھوں جب بیٹھ جائے تو اس کے لئے گنجائش نکالوں اور جب بات کرے تو اسکو خود سے سنوں۔

ابو عبداللہ راجی نے غلامی کی حالت میں ستراؤں پڑھا اور کھانا پڑھا سیکھا وہ کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ مجھے اپنے تخت پر بٹھاتے تھے حالانکہ سریش اعیان و اشرف نیچے بیٹھتے تھے اور کہتے تھے کہ بول علم عزت و شرافت پڑھ جاتا ہے اور عالم کو بادشاہوں کی طرح تخت پر بٹھاتا ہے ابو حمزہ نعمان جعفی بصری کہتے ہیں ابن عباسؓ مجھے تخت پر بٹھاتے تھے اور کہتے تھے کہ تم میرے بہان رہو میں تمہارے لئے اپنے مال سے ایک حد مقرر کر دیتا ہوں۔

زر بن عیش کا بیان ہے کہ میں حضرت صفوان بن عسال کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ کس کا آئے آئے ہو؟ میں نے کہا طالب علم کے لئے حاضر

ہوا ہوں پس انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور مجھے بشارت دے کر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنتا ہے کہ سنا ہے کہ طالب علم کیلئے مال کا اس لئے خوش ہو کر اپنے پر بٹھاتے ہیں کہ وہ علم طلب کر رہا ہے مدینہ سے ایک طالب علم حضرت ابو درداءؓ کے پاس دمشق گیا انہوں نے اس سے پوچھا کہاں کس لئے آئے ہو کوئی حاجت ہے یا تجارت قصہ یہ یا یہ سفر طلب علم کی غرض سے کیا ہے؟ طالب علم نے کہا کہ میں صرف طلب علم کیلئے آپ کے پاس آیا ہوں اس پر حضرت ابو درداءؓ نے سر و بشارت کے انداز میں کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ سنا ہے کہ جو بندہ طلب علم کے لئے نکلتا ہے فرشتے اس کے لئے پر بٹھاتے ہیں وہ جنت کا راستہ طے کرتا ہے اور عالم کیلئے آسمان اور زمین والے حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت زاہد برائسی ہے جیسی چودھویں رات کی چاندنی فضیلت تمام ستاروں پر ہے علما راغبیاء کے وارث ہیں اور اہلبیاء و دہم و دینار وراثت میں نہیں چھوڑتے ہیں بلکہ وہ علم کی وراثت چھوڑتے ہیں جس شخص نے علم کی وراثت حاصل کی اس نے واخر حصہ اصل کیا۔



#~~~~~*Handwritten signature*~~~~~\*

[illegible]

1004

۱۰ اردیبهشت ۱۳۹۷

اردو فرمودی ۱۹۹۷ء







مار ۲۵ فروردی ۱۳۴۶



# تعمیر حیات

پندرہ روزہ

لکھنؤ

بِخْلِيسٍ مَخَافَتٍ وَبِشَرِّ نَارٍ بِدَارِ الْعِيسَى نَدْوَةُ الْعُلَمَاءِ لَدُنْهُ

جلد نمبر ۳۳ ۲۵ مارچ ۱۹۹۶ء - مطابق - ۵ ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ - شمارہ نمبر ۱۰

## زَرَ تَعَاوُنِ

سالانہ ..... روپے  
فی شمارہ ..... پانچ روپے  
- بیرونی ممالک فضائی ڈاک -  
ایشیائی، یورپی، افریقی، امریکی ممالک  
۲۵ ڈالر  
- بیرونی ممالک بحری ڈاک -  
بحری ڈاک جملہ ..... ۱۰ ڈالر

## مُشَاوَرَت

مولانا نذر الحفیظ ندوی - مولانا محمود الازہار ندوی  
مولانا اسماعیل حسینی ندوی - مولانا محمد خالد ندوی  
مولانا عبداللہ حسینی ندوی - مولانا محمد رفیع ندوی  
ڈاکٹر ہارون کریم صدیقی

## تذکران اعلیٰ

مولانا معین اللہ ندوی  
مدیر مسئول  
شیریں الحق ندوی

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ ملحق سورتو پڑے بذریعہ مئی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

## خط و کتابت

خط و کتابت اور مئی آرڈر کے متعلق  
کوئی پیغام سب اپنا پتہ لکھ کر بھیجنا  
محکم نام دہ پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر  
ہر ہدیکہ کی سلیب پر لکھا جاتا ہے اگر آپ  
جدید خریداریوں کو اس کی مرمت ضرور  
کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی  
اور جلدی ہوتی ہے۔ - منیجر

## خط و کتابت کا پتہ

میر تقی میر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷ یو پی  
دفاتل سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ  
محمد اذکرین

پرنٹر: پرنٹر شاہ حسین نے ہارنگھ آفٹ میں پبلشر کے دفتر میں پرنٹر شاہ حسین نے ہارنگھ آفٹ میں پبلشر کے دفتر میں پرنٹر شاہ حسین نے ہارنگھ آفٹ میں پبلشر کے دفتر میں



# اسٹیمائریٹ میچ

## شرائط کنکسی

- ۱۔ ہائی کاپی سے کم کی ایکسی جاری نہیں کی جانی
- ۲۔ ٹی کاپی ۱/۲ روپے کے حساب سے ضمانت پیشی رواد کرنا ہوگی
- ۳۔ کنکسی جو اپنی خط سے معلوم کر رہا۔

## نرخ اشتہار

- ۱۔ تعمیرات کالی کالم کی سینٹی میٹر R. 2.00
- ۲۔ کنکسی تو دلوا شاعت کے مطابق ہوگا جو اگر دیکھنے پر چھوگا
- ۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشی جمع کرنا ضروری ہے۔

## بیسرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.  
P.O.Box No. 842  
MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)

مسلمہ منورہ

Mr. M. AKRAM NADWI  
O.c.I.S.  
St. CROSS COLLEGE  
Oxford OX1 3TA - U.K.

برطانیہ

Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.  
P.O.Box No. 388  
Vereniging  
(S.AFRICA)

مساؤنہ افریقہ

Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.  
P.O.Box No. 10894  
DOHA - QATAR

قطر

Mr. QARI ABUL HAMEED NADVI Sb.  
P.O.Box No. 12525  
DUBAI -(U.A.E.)

دبی

Mr. ATAULLAH Sb.  
Sector A-50, Near Sui Quater  
H. No. 109 Town Ship-Kaurangi  
KARACHI-31 (Pakistan-)

پاکستان

Dr. A. M. Siddiqui Sb.  
98- Condon Ave  
Woodmere  
New York 11398 -(U.S.A.)

امریکہ

۱	آج کے آداب	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب	۲
۲	اسلام تازہ دیکھ (اداریہ)	شخص الحق ندوی	۵
۳	سوانحی ادب	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی	۷
۴	آج کی حقیقت	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب	۱۲
۵	آج کی۔ فضیلت	ترجمہ طبع الرحمن عارف ندوی	۱۳
۶	اپنے فکر پر بیت اللہ تک	انیس چشتی	۱۷
۷	جانوروں کی عدالت	ترجمہ انور حسن	۲۱
۸	سیرت سید المرثیہ	پروفیسر صوفی احمد صدیقی	۲۳
۹	نمودہ العلماء میں حضرت	نظام الدین بستی	۲۶
۱۰	راہِ عالمِ اسلامی کے جہل کی روشنی	(ادارہ)	۲۷
۱۱	نمودہ کے شب و روز	محمد عمر خان ندوی	۲۸
۱۲	مطالعہ عالمی صحیفہ	(ادارہ)	۳۱



# اسلام نازہ دم کا ہے

## کاشت مسلمان بھی تازہ دم ہوتے

خبر ہے کہ حیسانی تنظیموں نے اپنے ۶۴۵۳ قریت یافتہ مسلمانوں کو اس منصوبہ کے ساتھ لائبریا بھیجا کر وہ اپنی دعوت خصوصاً مالی لالچ اور دیگر ترغیبات کے ذریعہ جو ان کا ہمیشہ کا طریقہ رہا ہے مسلمانوں کو حیسانی بنا نہیں۔

یہ مسلمان اسلام سے متعلق اپنی ان معلومات اور بدگمانیوں کے ساتھ اس قسم پر روانہ ہوئے جو ان کو اسلام دشمن مصنفین و مستشرقین کی تصدیقات اور تحریروں کے ذریعہ حاصل ہوئی تھیں، لیکن لائبریا پہنچ کر جب انھوں نے اپنا کام شروع کیا، اور مسلمانوں سے مباشرتوں اور مناظروں میں صحیح اسلامی عقائد ان کے سامنے آئے، اور انھوں نے اسلام کو اس کے اصل آئینہ میں دیکھا اور اس کی اعلیٰ تعلیمات روشن ہو کر سامنے آئیں تو ان کے دل بھی اسلام کا طرفہ مائل ہو گئے اور انھوں نے خود اسلام قبول کر لیا۔

یہ واقعہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ دنیا کی آبادی کا بڑا حصہ اور بیشتر قومیں اسلام کے فطری نظام و عقیدہ اور اس کے منصفانہ اصول و ضوابط سے ناواقف ہی نہیں بلکہ ان کو ایک منظم سائنس کے تحت اسلام سے دور رکھنے کے لئے ایسا خلا لکھ کر تیار کر دیا گیا ہے جس میں اسلام و مسلمانوں کے بارے میں جاہل مہمل باتیں پیش کی گئی ہیں جو کہ بڑے بڑے کرسچن سائنس کی نہایت ڈھائی اور غلط فہمیوں پر مبنی ہے۔ یہاں تک کہ جب کسی قوم و مذہب کے بارے میں سچا مشورہ اور مجوزی تصویر پیش کی جائے گی تو اس سے نفرت و عداوت ہی کے جذبات پیدا ہوں گے، ایک فرسوسی مشفقانہ اور مادی دیکھا کر جو پیرس پلانکریٹش میں اسلامیات کی بد تصویر پیش کی گئی ہے، کہ حلقے کثیر سب منافق ہیں۔ وہ کافر نفسوں میں تو یہ کہتے ہیں کہ اسلام و مسیحیت میں کوئی فرق نہیں لیکن حقیقتہً اسلام کو تسلیم نہیں کرتے، اور مستشرقین کی ایک تعداد تو بالکل شیطان ہے جو اسلامی عقائد کو سب کے پیش کر رہے ہے۔ یہ وہی کفرانہ مادی نے بڑی وضاحت کے ساتھ کہا کہ اسلام کی عظمت اور تمام ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوئی حقیقت ہے۔ مستشرقین اسلام کی صورت بگاڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں، اس لئے اس کی شدید ضرورت ہے کہ اسلامیات پر مختلف زبانوں میں مضامین و کتابوں کو دنیا بھر میں پھیلانے کی کوشش اور جدوجہد کی جائے تاکہ پراسار میں اسلام کے شجرہ صاف سے سیراب ہو سکیں۔

حیسانی تنظیموں کے ان ۶۴۵۳ مسلمانوں نے اس وقت اسلام قبول کیا جب ان کو اسلام سے متعلق صحیح معلومات حاصل ہو گئیں اور اگر کہیں انھوں نے غلط فہمی کے حلقوں میں اسلام کی غلط تصویر دیکھی ہوئی اور ہائپرہ اور صحت خیر اسلامی معاشرہ ان کے سامنے آیا ہوتا۔ انھوں نے دیکھا ہوتا کہ اسلامی معاشرہ میں لوگ ایک دوسرے سے کس طرح محبت کرتے ہیں، ایک دوسرے کا کس طرح تعاون کرتے ہیں۔ مگر وہ ان خیالوں کی کس طرح غلط فہمی کرتے ہیں، اسلام لکھنا یا شہر کا ہر مسلمان اس تلاش میں رہتا ہے کہ کوئی قہم بدوہ ملے اور یہ اس کی خدمت کا شرف حاصل کرے، وہ آدمی کہیں اٹکے جھگڑتے نہیں نظر آتے کہیں کوئی اختلاف نزع کی شکل پیدا بھی ہوتی ہے جو فسادِ بشریت ہے تو وہ اپنے حلقے کا قاضی یا امام کے پاس چلے جاتے ہیں وہ اسلامی اصولوں کے مطابق کتب و سنت کا گوشہ نشین فیصلہ کر دیتا ہے، اور دونوں فرقی ہمیشہ خوشی خوشی اس فیصلہ کو مان لیتے ہیں۔

انھوں نے ان کے ہاں لکھوں میں دیکھا ہو تاکہ ہاں دوکان دار بھوت نہیں بولتا، گاؤں کے پندے اعتماد کے ساتھ صحیح خاص اوردے عیب سولے کر سنا خریدتا اور مٹھن رہتا ہے۔ لڑاؤں ہوتی ہے تو لوگ اپنی دوکانیں کھلی چھوڑ کر مسجد چلے جاتے ہیں۔ جہاں امیر و مہربان حاکم و حکومت و مالک و موقوفہ ایک ساتھ کام کر رہے ہیں، گناہ کا ایک حلقہ کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور نہایت وفادار و محنت کے ساتھ اپنے خدا کے روبرو جوابدہ ہو جاتے ہیں۔

کاش گذاریں اپنا جیون رب کے بندے بن کر لوگ

کرتے ہیں ایمان کا سوا جن کی خاطر اکثر لوگ  
بھول چکے ان لوگوں کو سب نے سیدھی راہ  
نہم دیتا ہے یہاں صلوٰۃ میں سارے اصحاب نئی  
ہجرت ہیں وہ دہریہ سے گرا ہی پھیلے ہیں  
دنیا میں جنت بن جائے مغربی میں بھی میش  
لے لگے ہیں کھوں نہ ملے اپنے من کا مطالبہ ہے پاپاں  
ان کی ہے شرابی کھد ہے ان سے بس اللہ بچائے  
آئے دانی اس وقت دنیا میں ان کو ہر گناہ و غم  
ابھین کھیں خود کو دیکھیں اپنے نسب کو پہچانیں  
دنیا والوں کی ایذا سے اب کتنے محفوظ ہیں وہ  
کیا کوئی منصور ہوا ہے اہل جنوں میں ابھر پیدا  
دیکھ کر سبھی دین کے اہل بھی اپنی سی میں مصروف

امن واماں اک عنقا ہے رب سے باغی دنیا میں !  
امن واماں ک کھوج میں بھر بھی لٹ رہے ہیں جتکے لوگ

کرا اسلامی فوجوں نے شہر خالی کر دیا۔ اس اسلامی فوج کا کوئی کھچ کر ادا نوان کے بیٹھو ابھر سرفرد کی پوری آبادی مسلمان ہو گئی۔ تاریخ اسلام میں ایسے محدود واقعات پیش آئے ہیں۔ کہ مصلوں نے فغانیبن اسلام کادل جیت لیا ہے اردو حلقہ بخش اسلام ہو گئے ہیں۔

کاش ہم مسلمان دنیا کے سامنے اسلام کی چلتی  
بھرتی علی مثال پیش کرتے اور کھولے جھٹکوں کے لئے  
دوشی کا مینار ثابت ہو سکی۔

کاش فرزندِ اسلام انہی حقیقت کو پہچانتے  
 دلاس کی قدر کرتے جلاہ اسلامیہ کے فرزندوں کو  
 سلامی انعام کو اپنانے کی توفیق ملتی اور ان ملکوں میں  
 رہنے یا داخل ہونے والا علمی زندگی میں اسلام کو  
 بیکھتا اس پر اس کو رشک آتا۔ چلتا اور پھر اسلام  
 بول کر لیتا۔

ایک ضروری اعلان :-

مولانا سید محمد عبدالسمیع ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات  
 سے ایک کتاب لکھنے کا ارادہ ہے جن حضرات کا ان سے  
 رابطہ ہو ان حضرات سے درخواست ہے کہ وہ مولانا  
 سے مل کر اس بارے میں اپنے تاخیرات و مشاہدات اور واقعات لکھ  
 کر بھیج دیں تا کہ یہ برآمد سال فراموشی، مشکور ہو جائے گا۔  
 محمد عبدالرشید ندوی، المساندة القیمة، پبلیشنگ کمپنی  
 الریاض ۱۴۲۵ھ (مسعودی عرب)

پندرہ روزہ تعمیر حیات  
ایک تحریک ہے اس کی  
توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔

کرتے ہیں اور الفاظ کو تنقیدی میزان میں گتے کا  
انہماک کرتے ہیں بلکہ اس کی کدھر سرکاری میں پوری  
آزادی اور پوری فراخی کا مظاہرہ کرتے ہوئے الفاظ  
کا انبار لگا دیتے ہیں۔

آپ سب جانتے ہیں کہ کدھر و توصیف میں  
استعمال کیے گئے یہ الفاظ زیادہ تر مشترک ہوتے ہیں  
جو عالم ادیب، صاحبِ کمال، سیاست دان، ادبی  
رہنما، حاکم وقت، فوجی قائد اور دوسرے کمال رکھنے  
والے افراد سب پر بنی ہوئے ہوتے ہیں، لہذا ان کے تذکرہ  
سے نہ تو صاحب تذکرہ کی تصویع تصویر سامنے آتی ہے  
نہ اس کے وصف کی نشاندہی ہوتی ہے نہ اس کے رنگ  
و روپ کا صحیح اندازہ ہوتا ہے نہ اس کے چہرہ کے  
خط وخال کا صحیح پہ چلتا ہے اور اس پر پانی جلنے  
والی کسی ایسی علامت کا اظہار ہوتا ہے جس کی وجہ  
سے وہ چہرہ دوسرے چہرے سے ممتاز نہ رہتا بلکہ  
آہستہ آہستہ لاکھول چہروں کے درمیان ہونے کے  
باد وجوہی دوسرے پہچاننا جاسکتا ہو۔

کدھر و توصیف اور تعریف و توقیر کے الفاظ  
کا جو ذخیرہ عربی زبان میں ملتے ہے، وہ کسی مدحی  
زبان میں نہیں ملتا۔ کدھر و توصیف کے الفاظ جتنے  
کے لئے حمد الرحمن، امن، عیسیٰ الہدیٰ، دم، ۳۳۰ کی  
کتاب ”الافاظ الخالکتاب“ کا مطالعہ کافی ہے، اس  
کتاب کے مطالعہ سے ایک سوانح نگار کو الفاظ کا  
انشا بڑا ذخیرہ مل جاتا ہے کہ وہ اپنے مدوح کا کمال  
میں قلمبہ ملا سکتا ہے، لیکن الفاظ کے بے جا استعمال  
اور تعریف میں مبالغہ سے کام لینے کا نتیجہ نہایت  
خوار و زنا رہتی ہے، کدھر و توصیف سب شخصیات  
کی ہی جیسی نظر آتی ہیں، جس کی وجہ سے قلمی کے  
لئے کسی بھی شخصیت کو اس کے اصلی رنگ و روپ  
میں صحیح خط وخال کے ساتھ دیکھنا مشکل ہو جاتا ہے  
وہ اس شخصیت کو دیکھنا صرف یہ نہیں زندگی کا کوئی  
ثبوت اس کو اس میں نہیں ملتا، لہذا اس میں گہری

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی

## سوانحی ادب تذکرہ نویسی

۱۰۔ نومبر ۱۹۹۹ء میں راجا ابوالاسالی نے دارالمصنفین کے تعاون و اشتراک سے علم کو  
میں اپنا یاد دلوائے سبنا رشید کیا تھا جسے کا موضوع سوانحی ادب ہے تذکرہ نویسی تھا۔  
حضرت مولانا تذکرہ لکھنے اپنا یہ مقالہ اس موقع پر پیش فرمایا جو افادہ عام  
کے غرض سے یہ ناظر بنے ہے۔

(ادارہ)

روٹی، ”اسوہ صحابہ، اسوہ صحابیات، سیرت عائشہ  
”القبال کاظم، ”غلام، ”حیات نبوی، حیات سلیمان  
امام رازی وغیرہ جیسی مستند، معتقد و منصفانہ  
فکر و تجزیہ دل آفرین کتابیں لکھیں۔  
اس تاریخی حقیقت کے استحضار اور اس پر  
جائز طور پر تشکر و انخار کی بنا پر ادارہ کے خط و  
ادب اجلاس کی دعوت دینے والوں کو قرآن مجید کے  
الفاظ میں یہ کہنے کا حق ہے کہ ”بعضاً عفتاً و کثرتاً  
الینا“

فصلائے کرام! اعتقاد و اضطرار کے ساتھ کہا  
جاتا ہے کہ بعض اہل علم اور ادباء کسی خاص شخصیت کا  
تاریخ کرنا، اس کے حالات کا تذکرہ کرنا، اس کی  
خوبیوں کو بیان کرنا اور اس کی زندگی کے مختلف پہلوؤں  
کو اجاگر کرنا، اصناف ادب میں سب سے آسان  
صنف تصور کرتے ہیں، وہ جب کسی شخصیت کا تذکرہ  
کئے کے لئے قلم اٹھاتے ہیں تو نہ تو الفاظ کے متوالی  
میں احتیاط کرتے ہیں، نہ تعریف و توصیف میں الفاظ  
کے حجم اور مودار کے تعاقب کی رعایت کرتے  
ہیں، نہ مطالعہ کی وسعت و گہرائی کی ضرورت محسوس

الحمد لله رب العالمین والصلاة  
والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین  
محمداً وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ومن  
تبعہم باحسان وودعائد صوتہم الخ  
یوم الدین۔

حاضرین کرام! سب سے پہلے تو اس حقیقت  
کا احترام و اظہار اور اس پر تشکر و امتنان ضروری  
اور ایک اخلاقی و علمی فرض معلوم ہوتا ہے کہ رابطہ  
ادب اسلامی، کایہ اجلاس جس کا عمومی و مرکزی  
عنوان ”سوانحی ادب و تذکرہ نویسی“ ہے، ایک ایسے  
مقام و علمی مرکز پر مشتمل ہے جس کا شروع سے  
ایک اہم موضوع اور معاملہ بحث و تحقیق مصنفین  
ذات البیان سوانحی تذکرہ نویسی کا تھا، ہم قریب  
تاریکی بلکہ تاریک سارا اور علمی و اصلاحی شخصیتوں کا  
علمی و تحقیقی معیار پر تعریف و سب سے اہم جس میں کثرت  
کم ہر شخصیت پر کوئی علمی و تحقیقی مرکز یا ادارہ  
اس کا ہر دور و مقام نہیں، جس کے بانی و اولادوں  
اور خلفائے کار کے قلم سے ”الفاہوق، سیرت عربین  
عبد العزیز، ”الماحول، ”الغزالی، ”مولانا ابوالدین



محسوس کرتا ہے، نہ ہلکے محسوس کرتا ہے نہ حرکت،  
نہ وہ جذبات نہ وہ مدخل جس کی وجہ سے ایک زندہ  
متحرک اور باشعور انسان کا غذائی تصور بدلنا پھر  
کے محسوس اور مدخلی اور مجبوراً سبھی چیزوں سے مختلف  
نظر آتا ہے۔

کسی نامور شخصیت کا تذکرہ لکھنا یا کسی انسان  
کے اوصاف بیان کرنا آسان، راسخی عمومی نوعیت کا  
کام نہیں جتنا کہ بعض اہل علم سمجھیں، بلکہ اس کے لئے  
جڑی فرست اور بڑی تلاش و جستجو کی ضرورت پڑتی  
ہے، اور اس میں وہی سوانح نگار کا حجاب ہو سکتا ہے  
اور اس موضوع کا وہی شخصیت حق ادا کر سکتا ہے جو  
اس حقیقت سے واقف ہو کہ الفاظ اور خاص طور پر  
تقریبی تنقیدی الفاظ کا بھی ایک درجہ حرج و مرجع ہوتا  
ہے (پھر پھر) ہوتا ہے اور اس کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے  
اور مدد و مدد و معاونہ دیکھتے ہوئے ان کا استعمال  
کیا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ بعض دوسرے اصول  
و شرائط بھی ہیں :-

۱۔ پہلی شرط یہ ہے کہ سوانح نگار جس شخصیت  
کا تذکرہ کرے اس سے پوری طرح واقف ہو اس  
کے اچھے اور بُرے پہلوؤں پر اس کی نظر ہو اور ان  
میں امتیاز کرنے کی صلاحیت اس کے اندر ہو جو  
اب اگر اس کی یہ واقفیت براہ راست ہے نہ لافقت  
یا طاقات کے ذریعہ تو یہ سب سے بہتر شکل ہے اور  
اگر اس کی واقفیت کا ذریعہ مطالعہ ہے تو اس کے لئے  
ضروری ہے کہ یہ مطالعہ خالی الذہن ہو کر کیا گیا ہو  
اس میں دوسرے عناصر و صورتات شامل نہ ہوں۔  
۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ سوانح نگار کو صاحب  
سوانح سے بے باخلاق ہو جو اس کے اندر اس کے  
حالات کا جاننے کا شوق، اس کی شخصیات سے واقف  
ہونے کا ادراک، اور اس کی زندگی کی گہرائیوں میں  
اتر جانے کا جذبہ پیدا کرے گا۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ سوانح نگار زبان کے

مزاج سے آگاہ ہو اس کی روایت، لفظوں کے صحیح معنی  
اور محاوروں کے صحیح استعمال سے واقف ہو، جو لفظ  
وہ استعمال کرے عورتی کی طرح روشن ہو، الفاظ  
اس کے اشارہ کے منتظر ہوں، اور ان کا آنا بڑا ذخیرہ  
اس کے پاس موجود ہو کہ وہ جس معنی اور مضمون کو ادا  
کرنا چاہتا ہے اس کے لئے موزوں ترین لفظ استعمال  
کے ساتھ میسر آجاتا ہو۔

۴۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ اماندار ہو، نظری  
کا سے پورا احساس ہو، کلمات کی ترتیب کا اسے سلیقہ  
ہو، جملوں کی بندش کا اسے حلقہ ہو کہ وہ جو باس  
صاحب سوانح کو پسند آتا ہے وہ اس کے قدامت  
اور جگہ کے مطابق ہو، نہ کا ہو نہ ڈھلا ہو، کیونکہ  
اگر وہ آجوتے قدامت کے لئے کہا باس تیار کرے  
گا تو جھوٹا شخص اور بھی جھوٹا نظر آئے گا اور دیکھنے  
والا یہ کہنے پر مجبور ہو گا کہ یہ تو کسی اور کا باس ہے  
جو قد میں اس سے لانا ہے، تو جس طرح انسان کا  
ایک جسم ہوتا ہے جس کی مناسبت سے باس تیار کیا  
جاتا ہے، اسی طرح اس کے اوصاف و کمالات ہوتے  
ہیں جن کو پیش نظر رکھتے ہوئے الفاظ کا انتخاب کیا  
جاتا ہے، الفاظ کے انتخاب میں ذرا سی کوتاہی اور  
اس کے پھر پھر میں ذرا سی کمی زیادتی سے صاحب تذکرہ  
کی شخصیت پر دوسری شخصیت کا قول پڑے گا کہ  
اور قد و قامت کے ناپنے میں غلطی کرنے سے بڑا  
جرم مقام و مرتبہ کی صحیح تصویر نہ کرنا ہے۔

اس طرح کسی شخصیت کا تعارف کرانے یا  
اس کی سوانح تحریر یا بیان کرنے کے لئے ضروری ہے  
رکھنے والے کے دل میں اس کے لئے عقیدت و محبت  
کے جذبات ہوں، دوسروں کے سامنے اس کو پیش  
کرنے کا اس کے اندر تقاضا ہو، انکا رد و نظرات  
میں اس کا فی حد تک ہم آہنگی ہو اور صاحب تذکرہ  
کا توصیف اس کے ضمیر کی آواز اور اس کے دل کی  
ایک آندہ کی تکمیل ہو۔

یا پھر اس کے قلم اٹھانے کا محرک ایسی شخصیت  
کا دفاع ہو جسہ حتی جھینا جا رہا ہو، اس کا دفاع  
مجرد و عیاں جا رہا ہو اور اس کو بے جا تنقید انتہام  
میں گھرا گیا جا رہا ہو۔

یا پھر اس کے قلم کو حرکت دینے والی چیز کا تذکرہ  
براہمنہ کی، کھالی یا اس کے فضل کا اعتراف یا اس کی  
دل آویز اور بالکل انسانی شخصیت کی گردیدگی کا اظہار ہو  
جس تحریر کے پس منظر میں یہ عوامل کار فرما  
نہیں ہوتے وہ تحریر یہ اثر اور بے جان ہوتی ہے  
اس کی مثال لکڑی کے اس تختہ کی سی ہوتی ہے جس  
کو خوبصورت نقش و نگار سے سنوارا گیا ہو، یا پھر  
کے اس تختے کی سی ہوتی ہے جس کو ریشمی لباس  
سے آراستہ کیا گیا ہو، اور تجارت کے مقصد سے بازار  
میں لایا گیا ہو، اور ایسے سوانح نگار کی حقیقت ایک شیعہ  
قوال کی سی ہوتی ہے جو اپنے سامعین پر مصنوعی  
حال طاری کرتا ہے، یا اجبت پر لگنے والے نوحہ خوان  
کی سی ہوتی ہے جو مسرت و انبساط کے جذبات کو اپنے  
آنسوؤں کی لڑی میں جھپٹنے کی کوشش کرتا ہے۔

سوانح نگار کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ  
الفاظ کے زیادہ، اتار چڑھاؤ اور ان کی گرم و سرد  
تائید سے پوری طرح واقف ہو گرم لفظ کی جگہ سرد  
لفظ کا استعمال تو درکنار معمولی حرارت رکھنے والے  
لفظ کی جگہ تیز حرارت رکھنے والے لفظ کا استعمال  
بھی نہ کرنا ہو۔

سوانح نگار کے لئے اس کا لفظ بھی ضروری  
ہے کہ وہ ایک متوسط شخص کے لئے ایسے الفاظ استعمال  
کرے جس سے وہ تصویر سامنے آئے جو کسی بالکل  
اور عبقری (Genius) انسان یا غیر معمولی  
ذہانت کا حامل، حسن اخلاق سے آراستہ اور ممتحن  
اور ملحق علم رکھنے والی شخصیت کی ہوا کرتی ہے۔

سوانح نگار کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ  
صاحب سوانح کو اسی طبقہ میں رکھے جس طبقہ کی



”أحمد مشايخ الهند“ ألقى على فضلته علم  
الآفاق وسادت بصفتها السرافاق.

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے نامور و کمال  
فرزندوں میں شاہ رفیع الدین کو عظیم عقیدہ و کامیاب  
میں بہت تازہ خاص حاصل تھا اور اس میں وہ اجنبی  
ثبات رکھتے تھے، ان کے تذکرہ میں لکھا ہے ”الحدث  
المتکثر الاصولی الحمیة الرحلة فرید  
عصرنا لندوة دهره“ اس طرح بے مثال شاہ  
شیخ الہدیہ نامہ محمود الحسن دیوبندی کا جہاں تذکرہ  
ہے وہاں پھر جہاں ان کی پوری شخصیت کا ثقب  
کشائی کر دی ہے۔

”أحمد العلماء في العلوم النافعة و  
أحسن المتأخرين ملكة في الفقه وأصوله  
وأعرفهم بنصوصه وقواعده“

سلطان عالم کے تذکرہ کرتے ہوئے چند  
الفاظ میں انھوں نے ان کی امتیازی خصوصیات اور  
ان کے اصل کارنامہ کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں  
من الله، الفاضل بنصوة الدين الذي أتت  
الاسلام وفتح الفتوحات العظيمة وواس  
المؤيد، یہ مختصر عبارت اہل نظر کی نظر میں مآثر  
عالمگیری کا خلاصہ ہے، بابر کے تذکرہ میں الملک  
المؤید کے لفظ سے جسے ترجمہ شروع ہوتا ہے وہ  
کام کیلئے جو طویل عادت بھی نہ رکھتی، غیر مشاہد  
سمری کے ترجمہ کو ”السلطان العادل“ کے لفظ سے  
شروع کیا گیا ہے اور سکندر لودی کے تذکرہ میں  
”العادل کے ساتھ“ ”الفاضل“ کا لفظ بھی بڑھا یا  
گیلے پھر ”السلطان الصالح“ ہو گیا، جو اس کی زندگی  
کا جو ہر اہم واقعہ ہے۔

حسن انتخاب اور مؤثر فائدہ دہی

ایک مؤرخ کی صمیم کہانی کی گویا ز اور اس  
بات کا شہادت کہ اس کو اپنے فن میں کس درجہ کا

مکرم زاداد حاصل ہے اور وہ اس کو کچھ کی رسم و رواج  
سے کہاں تک آگاہ ہے، یہ نہیں ہے کہ اس نے کتنے  
صفتیں سپاہ کئے اور کتنی ضخیم تصنیف ان سے تیار  
کر دی، اس کا زور اصل اس کے جزئیات و خصوصیات  
کے انتخاب اور رد و قبول میں پوشیدہ ہوتا ہے، جس  
سے اس نے اپنی تصنیف میں کام لیا ہے نیز اس نے اپنی  
سلیب میں جو اس پوری کتاب میں نمایاں ہوئے ایک  
مؤرخ جب کسی خاص شخصیت کے تذکرہ کو نظم اٹھاتا  
ہے تو اس کو حالات و واقعات دیا اگر صاحب رجب  
کوئی حالی مرتبہ شیخ یا با کمال عالم ہے تو کلمات  
و کلمات روایات و بیانات اور مناقب و فضائل

کا ایک جھل نظر آتا ہے، اس وقت اس کے مغز فزون  
اور اس کی قوت انتخاب کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ اس  
میں سے کس کو قبول کرے اور کس کو نظر انداز کرے  
کس کو قابل اہتمام قرار دے اور کس کو ناقابل اہتمام  
بجودہ ان منشر اجاڑے کس طرح اس کی سیرت  
کا قابل یاد کرے۔

جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے۔ یہاں کے  
تذکرہ نگاروں میں کچھ ایسے ہیں کہ ان طویل و عریض تراجم  
میں واقعات اور صاحب سوانح کے حالات کی بعض  
ایسی ضروری گویاں غالب ہیں جن کے بغیر زندگی کوئی  
سوانح مرتب کی جاسکتی ہے اور نہ صاحب سوانح  
کی صحیح تصویر یا انھوں کے سامنے آتی ہے، اور وجود  
میں آئے والی نسلوں کو اس کے تذکرہ میں وہ کولو  
مقتبہ جو ان کے لئے قابل تغیر و لائق تراجہ و تامل  
افرا اور بہت افسوس ناک ثابت ہو، واقعات اور اجرائی  
زندگی کے اس خلا کو بھرنے کے لئے اور اس کے  
پڑھنے والے کے ذہن میں جو فتنی اور کھلی کھاس  
پیدا ہوتی ہے اس کو رفع کرنے کے لئے مؤرخین اور  
سوانح نگاروں نے یا تو بڑے بڑے القاب عظمی  
الفاوادہ پر سیت و پر جلال علی و روحانی مصلحت  
اور عرفی خطبات استعمال کئے یا کثرت و کثرت

کی بھرمار کر دی، ظاہر ہے کہ تاریخ کی جو گویاں اور  
تذکرہ نگاروں میں آئے، یہ نہیں ہیں یا محض روزگار اور  
مصنوعی کی ہے، اتفاقی کی ہے صرف ہو گئیں، ان کو بعد  
کا مؤرخ پر دیا نہیں کر سکتا لیکن پھر بھی اگر مطلب  
صادق اور بہت مردانہ سے کام لیا جائے تو بھارتی  
”جو زندہ یا زندہ“ وہ مشہور گویاں بعض غیر متعلق  
گویاں، بیاضوں، یادداشتوں اور قلمی ذخیروں  
میں مل جاتی ہیں اور ان سے بہت سے ایسے ثمرات  
بند کئے اور ایسے نئے بھرے جاسکتے ہیں جو اہل نظر  
کی آنکھوں کو شگفتگی کے ساتھ ان قدیم تذکرہ نگاروں  
میں چھپتے ہیں۔

اس مقصد میں مصنف مرحوم کو کہاں تک  
کامیابی ہوئی ہے، اس کا اندازہ صحیح طور پر جب  
ہو سکتا ہے جب متعدد شخصیتوں کا تذکرہ کیے گئے  
تذکرہ نگاروں میں پڑ جائے پھر مزید تراجم و اضافہ میں ان  
کا مطالعہ کیا جائے اس وقت اندازہ ہو گا کہ مصنف  
کی راہ کس طرح ان قدیم تذکرہ نگاروں سے الگ ہے اور  
اس نے (خود اپنے الفاظ میں) ”زعم و زعم کے لفظوں  
میں سے ان بھرے ہوئے موتیوں کو تلاش کیا ہے  
جن سے کل الجھارت تیار ہو سکتا ہے، یہ لفظوں  
کا خون نہ ہوتا تو کسی نامور اور مرصع خطیب شیخ یا کسی  
بالکا و مشہور عالم کا ترجمہ پہلے ان قدیم تذکرہ نگاروں سے  
نقل کیا جاتا پھر ”نزدہ الخواطر“ میں اس کا جس طرح  
تذکرہ آتا ہے پیش کیا جاتا، مثال کے طور پر شیخ  
جہانگیر شریف سمنانی یا شیخ بدیع الدین مدائنی  
کے تراجم یا ملک الاعلا شیخ شہاب الدین دکنی  
یا ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کے تراجم پہلے قدیم تذکرہ نگاروں  
میں پڑھ لئے جائیں پھر ان کو نزدیک الخواطر میں ملا  
فرمایا جائے، اسی وقت اس کا مشاہدہ ہو گا  
نہی رویم زرا ہے کہ کاہل و خفیت

لے حرف آغاز با دایم (تاریخ مجرات)

## حقیقت شناسی اور مبصرانہ تبصرہ

سوانح نگار اور مورخ کا ایک امتیاز اور اس کی حیثیت داری اور حقیقت شناسی بلکہ حقیقت کا ایک نمونہ یہ ہے کہ وہ بغیر کسی ہجو اور مذمت کے صاحبِ ترجمہ کے ہائے میں ایسا اشارہ کر دے جس سے اس کا حقیقی درجہ، فذلک اور جس گروہ میں وہ جا کر اور استحقاقی طور پر شامل ہے اس کا تعین ہو جائے۔

اس کی بہترین مثال سرسید احمد خاں مرحوم کی شخصیت ہے جن کی خدمات اور کارنامے ایک طرف واجب الاحترام ہیں تو دوسری طرف ان کے کچھ "نقدات" علمی و دینی و تحقیقی طور پر قابلِ بحث و تحقیق ہیں، اور یہ بات اس وقت اور بھی ان کے بارے میں تواریخ اور انصاف کے لئے آزمائش بن جاتی ہے جب ان کو ایک راج احمد، عالم دین اور مردِ وجد دینی و علمی نصاب اور طرزِ تعلیم کا پھر وہ اور ساختہ سمجھ لیا جائے۔

لیکن مصنف مزید یہ الزام دے کر اس حقہ کو اس طرح حل کیا کہ ان کے بارے میں لکھا کہ وہ علماء ہیں، بلکہ فعلاً میں شمار کرنے کے قابل ہیں جو اہلِ ذوق ان دونوں الفاظ کے مفہوم و معنی سے واقف ہیں وہ اس کا لفظ نہ لے سکتے ہیں اور اس سے مصنف کے ذہنی و سماجی توازن کا اندازہ اور احساس ہوتا ہے۔

## زندگی و دلاوری

ہم نے شرقی ادب و تاریخ کی ایک غالی ہے کہ محققین کے پیروں پر عقیدت و تقدس کے لیے دبیر بدستہ پڑھتے ہیں اور ان کے خارقِ عادت کمالات کو اتنے خفیف و اہانک کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ان کے اصل خط و قال اور ان کی بشریت

کے مظاہر ان کی حادثات و خصوصیات اور ان کی بے تکلف مجلسوں کی اصل تصویر بد کر رہ گئی ہے، ان کی کتابوں کے پڑھنے سے انسان کو ان کا لفظ صحبت اور ان کے مزاج و مذاق سے واقفیت حاصل نہیں ہوتی، عام طور پر ایک ہی طرح کے الفاظ اور ایک ہی طرح کے احوال و کلمات دہرائے جاتے ہیں، یہ عجیب غریب تاریکوں میں کم فائز کی تاریکیوں اور تاریکیوں میں زیادہ ہے۔

مصنف مرحوم نے امریکی کوشش کی ہے کہ زندگی کے اصل جان اور ضائل و مناقب کا ایک بے دریغ مرقع نہوں، ظاہر ہے کہ قدیم تذکرہوں کے لکھنے میں وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے، ان کا ذہنی معلومات تنہا متقدمین کی کتابیں تھیں اور جب کوئی چیز لکھی ہی گئی ہو تو کوئی صدیق کے بعد اس کو کہاں سے حاصل کر سکتا ہے، پھر بھی ملفوظات و ملفوظات کی مدد سے اور بعض معاصرین کے تبصروں اور تاثرات سے کام لے کر انھوں نے بہت جگہ ایسا مواد پیش کیا ہے جس سے ان شخصیتوں کی عورتوں کی تھلک نظر آتی ہے اور ان کے اصل خیالات اچھا سے کسی درجہ میں واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

لیکن انھوں نے جب معاصرین کے تذکرہوں پر تامل اٹھایا اور کتاب کی آخری جلد لکھنے کی قوت آئی تو یہ تاریکی چھٹ گئی اور ان کا یہ ذوق کھل کر سامنے آ گیا، چنانچہ کتاب کی آٹھویں جلد میں ان کے مولے قلم کی لکھی ہوئی بہت سی تصویریں ملتی ہیں جن میں زندگی، بے ساختگی اور دل آویزی نظر آتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ایک زندہ انسان نے ایک زندہ انسان کا حال بیان کیا ہے، ذکر الہیہ جان اور چھب خشک نے دوسروں کی بیانی کی گزشتہ شخصیات کے مناقب قلم بند کئے ہیں، ایسے مواقع پر ان کے قوتِ مدعا اور سلامتِ صبح اور قدیم تحریروں کا بہت نمایاں نظر آتی ہے کہ شامل و اخلاق، عادات

والہار اور علیہ دسرا کی تصویر انہی زبان میں ہی ہر ایک کا کام نہیں، چہ جائے کہ ایک ایسی زبان میں جو اس کے مزے سے بہت دور محض کتابوں کے مطالعے حاصل کی گئی ہو۔

آخر میں اس بات کی مسندت کی جاتی ہے کہ راقم کے اس مقالے میں جس کا رقبہ موضوع کی کثرت و عادی و متعادل تصنیف کے نوع، تاریخی ادوار اور زبانوں کے اختلافات و قطعہ کی وجہ سے بہت وسیع تھا، اور اس کی وجہ سے اس مقالے میں ان سماجی و تاریخی کارناموں اور شاہکاروں پر اکتفا نہیں تو اجمالاً تبصرہ کیا یا ان کا تعارف کرنا ضروری تھا، اس میں راقم نے اپنے والد ماجد کی کتاب "تذکرہ" و بعد المساجد و النواظر پر جو باب دارِ عرفات لکھے بریلی کی طرف سے "الاعلام" میں کی تاریخ الہند میں "الاعلام" کے نام سے شائع ہوئی ہے، تبصروں کے اور اس کی خصوصیات اور اختیارات کو نمایاں کرنے میں فاضل حاضرین مجلس دفتر کا بزم کا بیادہ وقت نے ہاکیں اس پر بوجھنا کہ ایک کتاب کا یہ اور ایک ایسی حقیقت کے افکار ہیں جو اس موضوع کے نوادیدوں اور محققین کام کرنے والوں کے لئے فائدہ سے خالی نہیں، زیادہ مسندت اور افہامیت کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

والعزیز عزیز کرام قلماس مقبول

محمد کاظم رما کی قیمت، بہت سہی سائز

حرمین

اردو عالم

ملے کا نام

کے طبعی جوہر کا نقل و نگار کی اس سوانح کا بے شک

P H 21795

# حج کی حقیقت



شیخ الحدیث حفصہ مولانا محمد زکریا صاحب

احمال سبہ ہر قسم کی اذیت اور تکلیف کا سبب ہیں  
احمال سے نہایت عیسوی و جیل آوی کی صورت میں  
قبر میں ساتھ رہتے ہیں اور اعمال سبہ نہایت قریح صورت  
ڈراؤنی اور گندی بودار صورت میں ساتھ رہتے ہیں  
اس عالم میں جتنی راحت پہنچتی ہے وہ اپنے نیک اعمال سے  
پہنچتی ہے جو مرنے سے پہلے کرتے ہیں جیسا کہ سفر حج  
میں جتنی راحت پہنچتی ہے وہ اعمال ملل دور اور سالان  
سے پہنچتی ہے جو سفر سے پہلے جتنا کر لیا ہوا ہے اس کی تسخیر  
قسمت کے لیے کوئی عزیز قریب یا دوست کہہ نہ سکا  
حدیث نہایت کر کے کہ یہ اعمال ثواب کر دے تو مرنے کے بعد  
بہا اس کا جتنی نہایت ضرورت کے وقت کام آتا ہے  
جیسا کہ حاجی کے پاس کوئی اس کا عزیز یا دوست بذریعہ  
ارشدی دیکھو کوئی دوسرے جیسے جیسے تو اس سفر میں  
کتنی سرت اور خوشی اور راحت کا سبب اس  
کے لیے ہے اس کے بعد سفر کے درمیان میں جتنے غلظت  
ڈاکو، چور، سمت مزاح، مالوں کا غلط استعمال کی تنقید  
حالات کی تحقیقات، پاسپورٹ و دیگر جانچ پڑتال  
جتنے مناظر حاجی کو دیکھنا ہوتے ہیں وہ قبر کے سارے نظائر  
کی یاد دلاتی رہتی ہے کہ مگر کچھ سوال ہیں جو کہ اپنے  
ایمان کا امتحان ہیں جو کہ اور سانبہ و دیگر دیکھو کہ  
مکوڑے بھی قبریں طرح طرح سے ستائیں گے کہ امان  
بھرا ہے ساتھ ہی ہوگا۔ کوئی راستہ ان کو نشانہ  
طاہر میں محفوظ ہے۔ بہت سے انداز میں کو  
اللہ نے دولت ہے شمار دیکھو وہ مولوی اس فیض اور  
پاسپورٹ و دیگر کے بعد چند گفتگوں میں جو ان کے سامنے آتے  
ہیں اور جن کے پاس نیک اعمال کا خزانہ ملا مال کر  
دیتے دلاؤ وہ قبر کے ان سارے احوال سے ہے قبر اور  
بہ نیکو کہنوں کی طرح اس میں ایسے تمام فرشتے ہیں کہ  
قیامت تک کا سارا طوطی زمانہ ان کے لیے گفتگو اور  
مشغول ہیں مگر جانے کا جیسا کہ حق دین پہلی شب  
میں کھجور اور ٹھکانے کے بہترین بر سوئی ہے اس امر  
یہ لوگ قبر میں سوچتے ہیں اس کے بعد احرام کی

کے لیے یہ سب کہ مجھوت یہاں بہت جلد وہ وقت  
بھی آئے والا ہے کہ چھٹے کے لیے یہ سب چیزیں چھوٹنے  
والی ہیں اس کے بعد سواری پر سوار ہونا اگر بہت دور  
کی نگاہ سے دیکھا جائے تو جوازہ پر سوار ہو کر چل دینے کی جگہ  
تازہ کرتا ہے گاڑی میں بیٹھنے کے بعد وہ بھی ہر قدم پر دھن  
اور اجاہ سے دوری اور بدائی برحائی رہتی ہے اور جوازہ  
اٹھانے والے بھی ہر قدم پر سب اجزاء اور گھبراہٹ  
و سالانہ سے دور رہ جاتے ہیں کہ لوگ ضرور جوازہ کو  
ناز تک ساتھ دیتے ہیں اور کہ قبر تک بھی پہنچا دیتے  
ہیں اور کہ قبر میں رکھنے اور کھڑکی والے بھی ساتھ دیتے  
ہیں یہ سارے مناظر حاجی کے ساتھ بھی پیش آتے ہیں کہ کچھ  
لوگ گھر سے مسافر کے فی المان اللہ کہہ دیتے ہیں کچھ  
اسٹیشن تک تکلیف فرماتے ہیں اور کہ بہت ہی خواہش  
ہوتی ہے جو آگے جاز تک بھی پہنچا دیتے ہیں۔ چنانچہ اور  
قبر میں جانے والے صرف وہی رفیق اور ساتھی ہوتے ہیں  
جو اس حال تک ساتھ دینے والے ہوں چاہے وہ عزیز و اقارب  
ہوں یا مال و متاع ہو ان میں بعض رفیق سفر کے لیے  
فکراہت و رمان ہوں گے جو ہر قدم پر راحت  
پہنچاتے ہیں اور بعض رفیق ایسے بدظن کی طرح ہوتے ہیں  
جو کہ اور ہوتے ہیں جو سفر کی ہر منزل میں کھاتے راحت کے  
اور مصیبت کا سبب بنتے ہیں۔ عینہ ہی ساری صورت  
آخرت کے سفر میں پیش آتی ہے کہ قبر میں ساتھ جانے والے  
دو رفیق سفر ہوں جو فکراہت ساتھ رہنے والے ہیں ان میں  
احمال سے ہر قسم کی راحت اور آرام کا سبب ہیں اور

حج اور حقیقت دونوں کا نمونہ ہے اور  
اور اس کی ہر چیز میں دو حقیقتیں پناہاں ہیں اگرچہ  
الذیل شانہ سے ہر عمر میں لاکھوں مصلحتیں اور مصلحتیں  
ایسی ہیں کہ جن تک ہر شخص کے خیال کی گہرائی نہیں  
ہوتی لیکن بعض مصلحتیں ایسی کھلی ہوتی اور ظاہر ہوتی ہیں  
جس سے ہر شخص کے ذہن میں آجاتی ہیں اس طرح حج کے  
ہر ہر رنگ میں بہت سی مصلحتیں لائی ہیں جن تک  
ذہن کی رسائی بھی نہیں لیکن یہ دو چیزیں اس کے  
ہر رنگ میں ہر ہر جزو میں بالکل عیاں ہیں ایک یہ  
کہ نمونہ ہے موت کا اور مرنے کے بعد کے حالات کا  
دوسرا نمونہ ہے عشق اور محبت کے اظہار کا اور  
روح کو حقیقی مشق اور حقیقی جست سے لگنے کا نمونہ  
کے طور پر دونوں منظروں کی شانہ منظر سفر ہے  
تجلیہ کی جاتی ہے اور اس نمونہ پر غور کرنے سے سب  
چیزوں میں یا سور ظاہر اور واضح ہو جائیں گے، پہلا  
نمونہ موت اور اس کے بعد کا منظر ہے کہ آدمی جس  
وقت گھر سے جاتا ہے سب چیزیں اور اقدار گھبراہٹ  
و دلن اجاب کو ایک کثرت چھوڑ کر دوسرے ملک  
گواہ دوسرے عالم کا سفر اختیار کرتا ہے، جن چیزوں کی  
ساتھ مل مشغول تھا گھر پر کتنی باتیں اجاب کھ  
جلیں سب ہی اس وقت چھوٹ رہی ہیں جیسا کہ گھر  
کے وقت سب کو ایک وقت خیر و ماکہ پناہاں ہے  
حج اور دنیا کی وقت میں چھوڑنا یا نمونہ دیکھو  
قابل مریض و اعتبار ہے کہ جیسا آج ماضی وقت

دو علیہ ہا در میں کفن کی چادر دل کی یاد پر وقت تازہ نگینی  
 ہیں اگر محبت کی نگاہ ہو تجھے دن اہرام ہر جا رہے ہر وقت  
 اسی طرح کفن کی چادر دل میں بٹے رہنا یاد رہنا چاہیے یاد  
 اہرام کی عفت ایک (مضرعین حاضر ہیں) قیمت میں پکانے  
 دانے کی آواز پر دوڑنے کی یاد دلاتی ہے۔ یقیناً  
 یثحبون الذی علی لاجوہ کذا (اس دن سبک سب  
 خدا کی طرف سے) پکارنے والے دین سے ہر جگہ کے حاضرین  
 کے کچھ ہوں گے۔ وَتَرَى كُلَّ أُنْثَىٰ جَانِبًا  
 كُلَّ أُنْثَىٰ شَدَّ عِمَامَتِي حَتَّىٰ يَبْهَتَ الْوَيْدُ  
 اُنْتِ کو ٹانوں پر لپی ہوئی اور ہر امت پکارا جانے  
 گی اپنی کتاب کی طرف اور کہ مکر میں داخل ہو ناگزیر  
 اس عالم میں داخل ہو جانا ہے جس میں اللہ کی رحمت  
 کی امید ہے کہ وہ دارالامت سے نکلے اپنی ہر اہمائیوں سے  
 یہ خوف بھی غالب ہے کہ ان کی جگہ میں اس دن کے کمر کا  
 سالہ قیام اسی ہی دم درخشاں کی یاد تازہ کرتا رہتا ہے کہ  
 اس جگہ کا امن کی جگہ ہونا اللہ کی رحمت اور مغفرت  
 اور کرم اور رحمت انعام و احسان کی یاد تازہ کرتا رہتا  
 ہے اور بار بار ہر اہمائیوں جو ساری عمر کی ہمدرد یاد آ کر  
 دہرے ہی میں دن آ کر دھڑکے جاتے ہیں یاد تازہ کرتا  
 یہ خدا کی رحمت اللہ کی مغفرت پر نیا قیامت میں گھر کے  
 مالک کے دیدار کو یاد دلاتا ہے۔ اور جس قدر خوف اور  
 ہیبت عظمت اور جلال کا وہ منظر ہے وہی سانسے کلاب  
 اس وقت ہونا چاہیے جیسا کہ کسی جسے بدافلا کے دیار  
 میں حاضری کی عفت ہے جسے ہر اہم اور ہیبت اللہ کی طرف  
 ان فرشتوں کی یاد تازہ کرتا ہے کہ جو عرض ہوئی ملکوت  
 کہتے تھے جس اور کرتے رہیں اور کہہ کہ ہر دم  
 سے لپٹ کر دینا اور حضور کو چمکانا اور اس حضور والی مثال  
 ہے جو کسی جسے محسن و مہربان کا پڑا حضور کے اس کا سامن  
 بلا کر مافی کے لئے ہے یاد تازہ ہوا اس کے گھر کے ہر دروازہ  
 کو پڑ کر رہتا ہے کہ حضور کی صفائی کے بھی راستے ہیں  
 اور قیمت جماعت میں ہوں کو یاد کر کے روئے کی مثال  
 ہے اور وہ حاضرہ کے درمیان دفتر یا میدان ہر مسکن

اور دھر اُدھر دوڑنے کی یاد تازہ کرتا ہے۔ قرآن پاک  
 کا ارشاد ہے۔ مَسْرُوحُونَ مِنَ الْأَعْدَاءِ لَا كُنْهَم  
 جَزَاءُ وَفَتْحِهِمْ قَبُولِ اس طرح بکھل رہے  
 ہوں گے گویا وہ بڑی دلہے جو بگائے ہوئے ہیں۔ یہ منظر  
 بندہ کے ناقص خیال میں قیمت کے ایک عجیب منظر  
 کی یاد تازہ کرتا ہے جس کا فواضل تفسیر احادیث میں  
 آتا ہے کہ حضور کے دن جب مخلوق نہایت پریشان حال  
 ہوئی اور مصائب کی کثرت سے تنگ ہو کر یہ سوچنے لگے  
 کہ انبیاء کرام بڑی اونچی ہستیاں ہیں اور اللہ کے  
 مقبول بندے ہیں ان سے جا کر سفارش کی درخواست  
 کریں اس خیال سے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کے پاس جا کر عرض کوئی کے کہ آپ ہمارے باپ  
 ہیں اللہ نے آپ کو اپنے آقا سے پیدا کیا۔ فرشتوں سے  
 سے کہہ کر انیاد ہر چیز کے نام آپ کو تسلیم دیے وغیرہ  
 وغیرہ آپ ہماری سفارش کرو میں فدا میں گئے ہیں  
 تو نہیں کر سکتا اگر لہجے سے اس منوع دانے کھانے کا  
 سوال ہوگی تو کیا ہوگا تم نور علیہ السلام کے پاس جاؤ  
 یہ لوگ پریشان حال حضرت نور علیہ السلام کے پاس  
 جائیں گے وہ بھی حضور کی طرف سے کہ میں نے خدا کے زمانہ  
 میں اپنے بیٹے کے پانے کلبے میں سوال کر لیا تھا تم حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ بھی حضور فرما کر حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام کا والدین گئے وہ بھی حضور فرما کر حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام کا والدین گئے، وہ حضور اقدس صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی خدمت میں جانے کا مشورہ دیں گے اور یہ  
 فرشتوں کی کہ ہے کہ اس جلال کے دن میں حاضر  
 کی اجازت فرمادیں گے یہ حضور کے لئے تو نہیں ہی منظور  
 لانا ہے کہ اُدھر سے اُدھر اُدھر اُدھر سے اُدھر اُدھر سے اُدھر  
 پریشان حال ملک میں پھر رہے جو بڑا سخت دھچکا ہوگا  
 حضرت کا میدان تو حضور کے میدان کا بیوقوف نہ ہے ہر کہ  
 آفتاب کی حرارت اور سب کا ایک حق و حق میدان میں  
 ایسی حالت میں جاوے گا حضرت کی امید ہے گناہوں کا  
 خوف ہے۔ بندہ کے ناقص خیال میں حضرت کی میدان

یعنی بڑی خود کو کہ جو چیز ہے وہ محدود و متناہی ہے  
 جو اہل میں اُکسٹ بڑے کچھ سے لیا گیا تھا کھلم  
 ارواح میں حق سبحانہ و تعالیٰ سے ساری ارواح سے  
 یہ سوال کیا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ہر سب سے  
 ایک زبان ہو کر کیا تھا کہ بیشک آپ ہمارے رب ہیں  
 مشکوٰۃ شریف میں بروایت مسند احمد حضور اقدس صلی  
 علیہ وسلم نے اسلام کا پاک ارشاد نقل کیا ہے کہ یہ  
 عہد فرشتوں ہی کے میدان میں چھوٹا تھا۔ یہ وقت اور یہ  
 جگہ اس کے یاد کرنے کی ہے کہ کبھی کبھی کیا تھا اور اس عہد  
 کو کس طرح یاد رکھنا اس کے بعد مزدلفہ منیٰ و عرفہ کے  
 اجتماعات ہیں اہل خیال ترستے ہیں کہ ان مواقع میں لوگوں  
 کا تڑپ اور ان کا شور و غلبہ مختلف زبانیں مختلف  
 آواز میں اور لوگوں کا اپنے اپنے اہل امین کے پیچھے چلنا  
 کے میدانوں میں اپنے اپنے انبیاء اور مشاہدوں کے پیچھے  
 چلنے کی اور حیرانہ اور پریشان کی حالت میں کبھی پہلے  
 اور کبھی وہاں جانے کی یاد تازہ کرتا ہے ان مواقع میں  
 عاجزی اور داری کا اہتمام کہ کو کام آنے والی چیز ہے۔ یہ  
 مختصر خاکہ ہے جس کے ساتھ اس کا جو قیمت کی یاد تازہ  
 کرتا ہے جس کو مختصر الفاظ اور مختصر احوال کے ساتھ لکھا  
 کے طرز پر میں نے لکھا ہے خود کیا ہے تو اسی نمونے سے  
 بہت سی تفصیلات لکھ دیں آسانی ہیں دوسرا مختصر  
 اظہار مشق و محبت کا ہے وہ دعا کی حالت سے لیا اظہار  
 اور واضح ہے کہ اس کے لیے کتب فضیلت کی حاجت نہیں  
 ہر مذہب کا خلق حق تعالیٰ و تقدس کے ساتھ وہ طرز  
 کہ ہے ایک نیاز مندی اللہ بندگی کا کہ وہ پاک خدات  
 خلک ہے۔ خالق ہے اس خلق کا منظر تازہ ہو سرسبز  
 نیاز و اظہار عبادیت ہے اسی لیے اس میں ساری چیزیں  
 اسی خلق کا منظر ہیں کہ نہایت دلدار اور سکھ کے ساتھ  
 خود لباس اور شای آب کے مناسب حالات  
 کے ساتھ حاضر یوں یاد دہانی ہے کہ وہ خواہد پاک کپڑوں  
 کے ساتھ نہایت دلدار و سکھ کے آواز کلابوں پر ہاتھ  
 رکھ کر عبادت اللہ والے حق جلال کی بڑائی کا اظہار کرے



سید احمد شہید صاحب کاسفر ہج

## حج کی عدم فریضہ کے بعد آغاز نو

ترجمہ: مطیع الرحمن ٹنڈی

بعض علما، ہند نے اس فقہی حذر کی بنا پر کوراستہ پر امن نہیں ہے اور سمندر بھی مانع مشرق ہے کیونکہ اس میں ہلاکت کے اندیشے ہیں مشرق اور وسط اور اس کے آس پاس حج کی عدم فریضہ اور ہندوستانی مسلمانوں کے ذمے اس کے ساقط ہو جانے کا باضابطہ فتویٰ صادر کیا۔ ایسے نازک دور میں ہندوستان کے اندر سید احمد شہید جیسا داعی و مجاہد پیدا ہوا، جس نے سکھوں اور انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا، سید صاحب کی دعوت، مشرک و بدعت سے پاک، خالص اسلامی عقائد پر مبنی تھی اور آپ نے مشرک کی تمام آلودگیوں سے ملک کو پاک کیا۔

ہندوستان میں سید صاحب کی تحریک و دعوت، جزیرہ عرب میں بھی محمد بن عبدالوہاب کی تحریک سے ملتی جلتی ہے، اگرچہ بلوراستہ ان دونوں میں ربط و استفادہ کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے، لیکن دونوں تحریکیں خالص اور مالی اسلام کی دعوت پیش کرنے کا ہنما مشن سمجھتی ہیں، یہی وہ چیمپنہ ہے جس میں انہما کار کے اقباسے دونوں تحریکوں میں شاہدیت پائی جاتی ہے اور دونوں کی منزل ایک ہی نظر آتی ہے۔

حج کی عدم فریضہ کے اس فتوے کی عظیم داعی اسلام شاہ عبدالعزیز نے سخت مخالفت کی اور اس کے مخالفان آپ نے مولانا عبدالحی اور مولانا اسماعیل کے جوابات کی بڑی قوت سے تائید فرمائی اور ان کی مدح و توصیف کی اور فرمایا کہ اگرچہ فرض نہ ہونے کے فتوے پر اظہار کر کے عمل شروع کر دیا جائے تو گمراہی کا دروازہ کھل جائے گا اور احکام و فرائض دین اور ارکان اسلام معطل ہو جائیں گے آج حج ساقط ہوتا ہے، کل روزہ، پیر یوں ناز کی باری ہے اور زکوٰۃ تو اس سے زیادہ خطرے میں ہے۔ ان حالات میں حضرت سید احمد شہید نے حج کی ادائیگی کے لئے لوگوں کو دعوت دی اور خطوط و دودھ روانہ کئے ان کی آواز پر علماء و مشائیر کی اتنی بڑی جماعت اکٹھا ہوئی کہ ہندوستان کی ہزار ہا سو سال کا تاریخ میں اس کی قطعاً نظیر نہیں ہے کہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت نے اس ذوق و شوق اور جوش و خروش اور لغت و محبت اور اس متحرک اسلامی ماحول کے ساتھ حج کا سفر کیا ہو۔ حج کرنے والوں کا شمار کیا گیا تو ان کی تعداد سات سو تک پہنچی، یہ جماعت جس خطے سے گذری وہیں جیش میں آگیا، اس کے علمبرداروں کی اصلاح و تبلیغ کا ایک عظیم سیلاب تھا جس میں مشرک و بدعت، فسق و فجور اور جاہلیت کے کرم خود غلطی کی طرح بچے جاتے ہیں۔

سید صاحب نے دہلی اور سہارنپور اور دیگر طاقتوں میں خطوط روانہ کئے، ان خطوط کا مقصود تھا ہم اداے حج کے واسطے بیت اللہ شریف کو ملتے ہیں، جن ماحول کو حج کا منظور ہوا ان کو اپنے ہمراہ لائے گا اس مشرک کے ساتھ کہ پہلے پاس نہ کہ مال ہے نہ خزانہ، محض اللہ پر توکل کر کے جاتے ہیں، اور ہم کو اس کی پاک ذات سے قوی امید ہے کہ وہ اپنے کرم و فضل سے ہماری سزا پوری کرے گا اور ہمیں کہیں راستے میں خرابی ختم ہو گا دکان ٹھہر کر ہم لوگ مفت مزدوری کریں گے، اور جو ضعیف عورتیں اور مرد و عورتوں کے قابل نہ ہوں گے تو ہم ہی میں قدرت رکھنے والے ان کے مکلف ہوں گے شوال کے آخر ۲۳ صراطی، سرجون ۱۱۱۱ کو دوشنبہ کے دن لوگ سید صاحب کے وطن رائے بریلی میں جمع ہوئے جیسا کہ بعض قافلہ شاہ اسماعیل شہید اور بعض مولانا عبدالحی کی دعوت پر اور بعض قافلے والے دور دراز علاقوں سے آئے جنکی تعداد چار سو سے زیادہ تھی، جمالیوں کے ان قافلوں کی نگہداشت و نگہ رانی کے لئے سید صاحب نے مولوی محمد رفیع پھلتی کو متعین کیا، چار روزہ مولانا عبدالحی نے عطف فرمایا اور اس میں مشرک و بدعت کی برائی اور توحید و سنت کی خوبی اور حج و عمرہ کے فضائل بیان کئے، پھر سید صاحب نے لوگوں کو خطاب کیا اور فرمایا۔

”بھائیو! اگر تم اپنے گھر بار چھوڑ کر حج و عمرہ ادا کرنے اس نیت سے جاتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو تو تم کو لازم ہے کہ آپس میں مل کر ایسا اتفاق اور خلق رکھو جیسے ایک ماں باپ کے نیک بخت بیٹے ہوتے ہیں، ہر ایک کی رفعت کو اپنی محنت ہر کسی کے رنج کو اپنا رنج سمجھو اور ہر ایک کے کلام و عمل میں بلا تکار حالی و مددگار ہو اور ایک دوسرے کی خدمت کو تنگ و ملحد نہ جانو بلکہ عزت و آقا رکھو۔“





# طیب کے مسافر

ذکر ہوا

لے جا تو میری نذر جانے والے  
مبارک تجھے یہ سفر جانے والے  
لے گی در پاک پر جانے والے  
پہچے یاں فرشتوں کے پر جانے والے  
یہ جنت کی ہے رہ گزر جانے والے  
تو چلتا یہاں رکھ کے سر جانے والے  
گزر گا وہ خلیعہ شمس جانے والے  
لائیں گی آنکھیں گھر جانے والے  
ہے کم، ناز بخت بھی کرتانے والے  
دکھا کر تجھے اپنا گھر جانے والے  
سہر حشر ہوں گے پھر جانے والے  
کیا تو نے زیر و زبر جانے والے  
کردل روح کو ہم سفر جانے والے  
برے دل کو بے چین کر جانے والے

حوالے ترے دل جگر جانے والے  
قدم چوتے ہیں ترے ماہ و انجم  
نرا دل کی منزل، حسد کا مرانی  
یہ شہر مکرم، یہ شہر نہیں ہے  
یہاں جذب ہے جلوہ طرز ہر سو  
دیباہ حشرم ہے یہ آفرین مقدس  
ادب سے لگا نا تو آنکھوں سے اپنی  
ترے سامنے ہو محراب سبز گنبد  
ملا ہے وہ رتبہ، گرفت ہے اپنی  
کیا دل کو آباد تیرے حشر دانے  
طواف حسد، بوسہ محشر، آسود  
خدا کی قسم میری دنیا ہے دل کو  
تری خاک پر پناہ اپنے دل کو بسا دوں  
سلامت رہے تیری یہ مشاد کامی

تو بدو آواز کا یہ سلام عقیدت  
لے جاتے ہیں کے گھر جانے والے

ہم سے ان سے مقابلہ کرنا ہرگز ہوا نہیں، یہ کہہ کر  
آپ نے ہاتھ بھی کر کے گول کر زمین پر ڈال دیا اور فرمایا  
کہ اگر ہم یہ کوئی علامہ اور ہوگا تو ہم سارا سامان اس کے  
سامنے ڈال دیں گے، ماشہ دینے والا ہے وہ کم کو پھسرا  
عطا کرے گا، یہ سن کر تمام اہل قافلہ نے اپنے ہتھیار نکال  
دیے اور اس طرح خلیا باہر مدینہ منورہ میں چل پڑے ہوئے  
وہ خطبہ ہر صبح کو پڑھا کرتے اور کہہ دیتے تھے کہ ہمارے  
میدان طوی میں آپ نے قیام فرمایا وہاں ہے کوئی کس کے  
دامی خاطر ہمارے ہاں کے بعد طبع میں قیام فرمایا اور سارا  
جہاد فرمائی، راستہ میں شتر مالوں نے کہہ تو گئے تھے میرے  
چھاڑ کی، اس وقت شیخ العالیین نے اپنے ہاتھوں کے  
ساتھ سب کو سید صاحب کے خاندان کی ملافت کی۔

قائد وادی صفادہ جہاں کا کھانا لایا (بشندہ ہے)  
پہنچا، ایک دن قافلہ بل فصر اور پھر وادی صفادہ  
روانہ ہوا، وادی حیف میں قیام کیا، انسانی کے ڈوبنے کے  
وقت قافلہ اس جگہ پہنچا جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
آتا تھا، ہر ایک پر محبت و مشتی ان کا طبع تھا، درود  
و دعاؤں کے ساتھ اور اشعار نصیب زبان برتے رات کے  
پہنچا پھر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے کہ یہ قیام مسافر  
میں آرام کیا، پھر غسل کیا، بلے اور جب مدینہ  
طیبہ کی فصیل کا دروازہ کھلا اور مصطفیٰ و اہل بیت علیہم السلام  
جن کو محمدؐ میں علم نے آپ کے آنے کی اطلاع کر دی  
تھی، آئے تو آپ ان کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے، اور  
باب السلام سے مسجد نبوی میں داخل ہوئے خانہ سے  
نہایت غور کر مدینہ منورہ کی زیارت کی اور آپ پر درود و  
سلام بھیجا، اور سید صاحب نے سیدہ ہدیٰ کو مصنف  
کتاب و دعا و دعا کی اخبار و الامام علیؑ کے مکان میں  
باب الرزق (باب جبریل) کے قریب قیام کیا، دوسرے  
رہنے والے کے دوسرے مکانوں میں بھی رہے، مدینہ طیبہ  
کے قیام میں آپ نے مسجد نبویہ، بیت خیر و آثار و مشاہد  
کی زیارت کی۔

کہ کر میں شیخ نے چاندی اہل حق کے لہجہ میں

کے لئے اپنے اپنے جہازوں پر سوار ہوئے، نورانی سے  
اپنے دلوں کو منور اور روشن کرنے کے بعد انھوں نے  
اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد بالسیف کا قصد  
کیا، اور انھوں نے جہاد نفس اور شیطان کے دوسروں  
اور خواہشات کو کچلنے کی تربیت حاصل کی اور ان کی  
جو انہر ویدہ شہادت اسلام و دشمنوں کے خلاف  
اور بر صغیر میں ایک خاص اسلامی حکومت کے قیام  
کے سلسلے میں بعدی دنیا میں شہید ہوئی۔

سے ملاقات کی اور جب رمضان المبارک کا چہینہ دوبارہ  
سید صاحب اور ان کے رفقا کو وہاں گزرنے کو ملا تو  
پچھلے سال کی طرح تمام اہل قافلہ مدینہ منورہ اور مدینہ  
طواف میں حسب معمول گزرم و تفریق ہوئے، شوال کی ۱۱  
تاریخ کو قافلہ نے لٹے کی تیاریاں شروع کر دیں، غازی  
حمید اللہ ریٹھی کو جہانگیر کے انتخاب و اختتام کے لئے حبس  
بھیجا لیکن اہل مکتلہ نے آپ کے رفقا و سفر کے لئے ملک انصر  
نای جہانگیر دیکھا، یکم ذی قعدہ ۱۲۳۲ مطابق ۱۲ جون  
۱۸۱۷ کو آپ نے طواف و دارع کیا اور کہہ سنے کو طواف  
کیا پھر شخصیت اللہ کی برائی سے اسٹاک بارڈل لگا تھا  
دوسرے روز ہندو گاہ جہہ پہنچا ہوا جماع وطن لاپسی



بے آل جمہور کیا ہے۔ عقیدے کے سوانح زیرِ ملاحظہ  
 "اپنے عمرے بیت الشریک میں بے اشار ہے۔ لیکن  
 مصنف نے عقیدے کے احترام کیا ہے، اور جہاں عقیدے  
 کی بے دہاں پوجا ایک شخص صلیح اور مرنی والے ہے۔

مصنف نے جس زمانے میں یہ مقدس سفر کیا  
 اس وقت کی حالت اور مرقم شریف کا نقشہ آج مجھ  
 لفظوں میں اس سفر نامے کے ذریعہ ملاحظہ ہو گیا ہے۔  
 کوئی اور مصنف ہوتا تو مذکورہ عقیدے کے حاجوں اور  
 بدوئے نظامِ حرم کے بچے اور حیرت دینا۔ سنی کا ذکر  
 ملاحظہ فرمائیں:-

"مقدمے سے ہم زمرہ پرکے پہلی مرتبہ  
 ہو کر زمرہ شریفین پیدا اس کے اعلیٰ مقام پر  
 پہنچے۔ یہاں باب المصنفا سے نکل کر ہم سنی کے  
 مسکن آئے۔ ہمیشہ یہ تصور تھا کہ حجاز اور  
 مروہ دو پہاڑ ہیں۔ ان کے درمیان غیر آباد  
 سارا سفر ہو گا۔ طویل طویل، اس پر لوگوں کو  
 ہول لگے۔ یہاں کچھ اور بھی نظر آیا کہ پہاڑوں کے  
 اس سے بڑی بڑی عمارتیں ہیں جن کی تعمیر پختہ  
 مگر مکہ کے کنارے ایک ذرا سی بڑی تھی۔  
 چند میٹر موصول کا ایک زیرِ نہ تھا۔ اس پر چڑھ  
 کر سنی کی اور کہا،

"ابداً یا مبداء اللہ بہ ان العباد  
 المردہ من شہادۃ اللہ (میں چیز کو اللہ  
 نے مقدمہ رکھا ہے اس کو سب مابقی مقدمہ لگتا  
 ہوں۔ بے شک خدا اور مروہ اللہ کی نشانیں  
 میں سے ہیں، بہت اشرک کی طرف منکر کے ہاتھ  
 اٹھا کر حمد و ثناء وغیرہ تمسلیل کی دعا کی۔ پھر  
 اترے اور مروہ کی طرف چلے۔۔۔۔۔ اور مروہ  
 کی طرف جا تو پہلے اور مروہ سے صفائی کی طرف  
 آئے اور اولوں کے قافلے تھا اور اندر قطار سے  
 رہے۔ کئی جاوا ہی پاس سے گزر جاتے۔ کبھی  
 صحری چھپے ہوئے نکل جاتے۔ کبھی مریخی پہاڑ

قائم کی ہے۔ اس کی وجہ سے ہاتھ میں زبردست دھڑ  
 اور اسلوب میں انفرادیت پیدا ہو گئی ہے۔ پس اس  
 ایک شش جہتی (Six Dimensional)  
 فلم کی طرح قاری کو اپنے احاطے میں لے لیتا ہے۔ یہ  
 اسلوب علمی منظر کشی اور علمی ڈیٹن کیمرے جیسا لگتا ہے

سے زیادہ دلچسپ اور دل کو چھو لینے والا ہے۔ یہ  
 مناسک اور ایمان، درود و سلام، مناجات اور دعا میں  
 پہلی پہلی تاریخ اور عرب کا جغرافیہ، عرض کر رہا تھی  
 ضرورت کی ہر وہ چیز اس سفر نامے میں درآئی ہے جو  
 "یا مبداء" اور مصنف "طرز کی سیکڑوں کتابیں پڑھنے

کے بعد بھی حاصل نہ ہوں گی۔ یوں محسوس ہوتا ہے  
 گویا قاری مصنف کی انگلی قلم کے ایک مصدوم ہونے  
 کی طرح مناسک کی آدا کر رہا ہے، غیر محسوس طریق پر  
 حاجی اپنی ناکارگی، نگہاری اور شامت نفس کے  
 استغفار اور اللہ کے بے استحقاق عطا کارِ اقدس کا  
 آج کل کے مسافرانِ حرم اور حج نامہ نگار عقیدہ  
 کو اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان کی آواز خدا  
 بصر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اس کے برعکس  
 مولانا سید ابوالحسن علی ندوی حکومت کے ایوانوں  
 میں برقی بن کر برستے اور رہنما بن کر گونجتے ہیں۔ انہیں  
 سلطانِ جائز کے سامنے کھڑے ہونے کی بجائے شرف

حاصل ہے۔ مولانا نے عالم اسلام کی قیادت اور  
 رہنمائی کا فریضہ سہرا لے وقت میں انجام دیا ہے۔  
 انھیں ایک وقت مسلم اور غیر مسلم قوموں کا اتحاد حاصل  
 ہے۔ دنیا کی شاید ہی کوئی یونیورسٹی جو جہاں آپ کی  
 کتب داخلِ نصاب نہ ہوں۔ اور پھر یہ کہ ان کا وہ  
 سفر نامہ بھی نہیں ہے۔ اس کے قریب سفر نامہ مولانا  
 کے سیال قلم سے نکلے ہیں۔ شرق وسط کی ڈائری  
 دہلی کے کابل سے دیبا کے رومک تک، اشرقی اوسمان  
 کی دیکھا ہے، مغرب اقصیٰ مراکش میں وہ پہنچے، ان میں  
 سے چند ایک نہایت معروف سفر نامہ ہیں۔ بعض مقامات  
 پر ان سفر ناموں میں مولانا نے کھل کر تنقید کی ہے اور

جانتے کسی طرح نظر ہی نہیں بھرنی۔ جمہیات  
 الہی اور انوار کا احساں تو ان نظر ہی کر سکتے  
 ہیں، لیکن حلال و حلال کا ایک بیکر میں سے بچا  
 اور کم نظروں کو بھی نظر آتا ہے

اس سفر نامے کا انداز دیکھا اور دل میں مگر کہہ  
 دلا ہے۔ اس میں فرانز کو وہ اتنے دالے سرکش کیا  
 کا شور نہیں بلکہ میدانِ محراب میں بیٹے والہ صلیبی  
 مسلسل کا بھاڑ ہے۔ جو احترام مکان اور عام حاجی کی  
 تربیت کے لئے ضروری ہے۔ سفر نامہ آہستہ آہستہ  
 سفر کی تیاریوں اور کمرے نصرت ہونے سے شروع  
 ہوتا ہے اور ریل، ساحل، بیٹن، بحر عرب سے لہتا ہوا  
 ساحلِ جہدہ پر جا پہنچتا ہے۔ اس وقت مصنف کو  
 اپنے قلم سے قباور کھانا دشوار ہے۔ اس کی تیز دھار  
 دل میں اتنی محسوس ہوتی ہے۔ دیکھئے:-

"وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ اب وہ پہنچنے  
 کی باتیں ہونے لگیں۔ تیر کی طرح ایک گشتی کا۔  
 ارکانی عرب جہاز پر چڑھا اور حجاز یورپین  
 کپتان کی نافرمانی سے نکل کر ایک نافرمان  
 کی رہنمائی میں آئے۔ جہاز ٹکرائے ہوا۔  
 حجاز عرب کی سرزمین پر پہنچ گئے۔ دل  
 سینے سے نکلا ہوا ہے۔ کیا دعا بھی عرب کی  
 سرزمین پر ہیں؟ کیا ہم عرب دیارِ محبوب میں  
 ہیں۔ کیا ہم مکہ مکرمہ سے چند میل کے فاصلے پر ہیں؟  
 آنچلہ مناسک برپیدار بیت یا رب یا محبوب؟"

بظاہر اس سفر نامے کا مقصد حرمین شریفین  
 کی منظر کشی نہیں بلکہ حجاج کی جذباتی و دو عالمی تربیت  
 اور اخلاقی دوست ہے۔ آپ نے حج کی حمد و ثناء  
 کیا ہیں، پھر بھی ہوں گی۔ ان میں مناسک اور ایمان کی تربیت  
 نہایت باقاعدگی سے کی ہے۔ حجاج کی طرف تامل ہوتی  
 اور فوجی طرز کی باتوں میں نہ لگتا۔ کوکھ میں  
 ختم ہوتی ہے۔ زیرِ بحث پورے سفر نامے میں مصنف نے  
 کسی رنگ و باغ کا احسان نہیں کیا ہے اور ذرا سی فنی

سلطے آئے نظر کرتے کبھی ترکی و بخاری راستے میں  
ساتھ ہو جاتے کبھی ٹکرونی و سوڈانی قدم بڑھانے کے  
آگے ہو جاتے۔ ہر ایک احرام میں مجلس و ننگے سر پہنے  
ہاؤں، حاشا نازِ حال، مستانِ چال۔ دینا سے بے خبر  
انہی دھن میں مست ..... ددِ نولِ طون پر رونقِ دھکائیں  
مسک کا ہاتھ اپنے لو سے شباب پر اہر ہار بہ۔ موٹر  
کار میں ہارن بگانی ہوئی اور آدمیوں کو بگانی ہوئی انگلی  
رہتی تیر۔ دوکانوں پر سدا سے ہک سے ہک ہر شے  
کے گلاس کے دھڑل سے ہیں۔ مراغوں کی دوکانوں  
پر روپیہ گنتے اور سکوں کے گرنے کی آواز کانوں میں  
آ رہی ہے۔ لیکن حشاک کا مجمع سر جھانکے نظریں پکے  
انہی دھن میں چلا جا رہا ہے۔ عشق کی پوری تصویر۔  
دنیا میں سوچ کھینے کی شکل تفسیر، خلوتِ دواغین کا  
پہلا منظر۔ دنیا کے بازار میں جتنی بھرتی مسجدیں اور  
گوتھیں ہوئی اذانیں، سنی کیا ہے؟ مومن کی پہلی زندگی  
بھرے بازار، مسجدوں سے لے کر گزریں رہا اور دل  
نہ لگا نہ متحد کو پیش نظر رکھا۔ مہر اور شہزی کو نہ  
بھوتا۔ اپنے کام سے کام نہ رکھا۔ صفائے ملک نہ وہ کو  
فراموش کرنا نہ مردہ سے مل کر صفا کو محول جانا کہیں  
نہ لگنا، کہیں نہ لگنا۔ جہم گردش، مسلسل حل، سستی  
میں دکانوں طرف دوکانوں کے ہونے اور سستی کے اس  
محل وقوع سے کسی میں ایک خاص معنویت اور لطف  
پیدا کر دیا ہے۔  
ساحلِ جہد پر اترنے کا منظر آپ دیکھ چکے ہوں  
جہد کا یہ صحنہ بھی دیکھ لیجئے:

”جہد کوئی مقدس مقام نہیں۔ یہ نہال بیتِ نذر  
نہ مسجدِ نوحی۔ نہ جہمِ ابراہیم نہ جہمِ رسول۔  
لیکن محبت کا آئینہ نثار ہے۔ اس کو کیا بچھ کر  
جہد کی بھول سے بھی اس وقت معلوم ہوتی ہے؟  
غریب العیاد راسخ کو یہاں لڑنے کو بلانے لیں  
آئی۔ یہ سونے کی محبت نے انہیں پاس لگائی۔  
محبت۔ فلسفہ قانون سے آزاد ہے۔ یہاں

کے قلبی اور مزدور، سپاہِ خام سوڈانی اور پیر  
دہیدہ بدو بھی دل کو لپٹے لگتے ہیں یہاں کے  
دوکانداروں، خانہ فروشوں کی صدا میں ہجوم  
بچوں اور بچوں کے گیت، جہن میں وہ چارے سے  
سوال کرتے ہیں۔ دل میں اترتی چلی جاتی ہیں۔  
محبت عقل کو تنہا کی فرصت ہی نہیں دیتی اور  
اچھے کہ اس کو بچھ کر دن فرصت نہ دے  
اچھے کہ دل کے پاس نہ ہے پاسبانِ عقل  
لیکن کبھی بھی اسے نہا بھی چھوڑ دے  
جب جہد سے معنویت کا یہ حال تو دیا جیسا ہے معنوی  
کی کیا کیفیت ہوگی۔  
”نظرِ اظہار کر لیجئے۔ یہ دونوں پہاڑوں کی قطاریں  
ہیں کیا جب ہے کرنا؟ ذہنی اسی راستے سے لگتی  
ہو۔ یہ نغض کی دکنش، یہ ہوائی دلاؤ زری اسی  
وجہ سے ہے لپٹے شہد آگئی۔ اب بیزِ طلی  
(ذوالِ علیفہ) کی ہاری ہے۔  
منزلِ دوست چل شود نزدیک  
اکتسبِ شوق تیز تر گردد  
دردِ شریف زبان پر جاری ہے۔ دل و فو شوق  
سے اشد ہے۔ عربِ ذرا بخیر اس ہے کہ یہ  
جلی کیا بڑھتا ہے اور کیوں دلتا ہے؟ بھی حرقی  
میں لگتا ہے۔ کبھی دوسری زبانوں میں شعر  
پڑھتا ہے۔  
بھینسی بھینسی ہولے اور ہلکی ہلکی ہانڈی بھیں  
قدِ طربِ قریب ہوتا جا رہا ہے ہوائی ٹکلی، پانی  
کی شہینہ اور شہد کی لکڑی، لیکن دل کی گری بڑھتی  
جا رہی ہے۔ سینے کوئی کپڑا ہے۔  
بادِ جہم آج بہت متکبا ہے  
شاید ہوا کے سٹے کھلی لہجہ دیا ہے  
دارِ غلامیت گردِ رتبہ خرو بند  
میر و ولایت شود بندہ اس سلطانِ طرب

میں نے عرض کیا تھا کہ پورا سفر نازِ شمشیر جہنمِ ظہری  
کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ اس بیج میں مصنف نے اپنی  
قلبی کیفیت کا لٹا کا جا رہا ہے نہ کہ لے کر عریٰ نکاحی  
اور اسدو کے بیش بہا اشعار کا سہارا لیا ہے۔ آگے  
چلے۔  
”صبح ہوئی۔ نماز پڑھی، موٹر واڑ ہوئی، کبھی جہاں  
سر کے بل آنا چاہئے تھا وہاں موٹر پر سوار ہو کر  
جا بیٹھتا ہے؟ بات کرتے کرتے بڑے بڑے آدمی و عورتیں  
اتریں، وہ دیکھتے ہیں اور نظر کر رہے ہیں وہ سدا  
مدینہ کے درخت نظر کرتے، کیا یہ وہی درخت ہیں  
جن کے حلقے شہیدِ مرحوم نے کہا تھا  
قتابہ درختوں پر ترے روٹنے کے جانیٹیں  
قصص جس وقت ٹوٹے ظاہرِ روح متبدل کا  
وہ مجاہدِ حاضر نظر آیا۔ دل بھٹکا اور قدم اٹھایا۔  
پورا سفر نازِ صرون و فو شوق اور جذبات  
کی آفاقی کیفیت میں تم نہیں بلکہ بعض ارضی حقائق کی  
نشاندہی ایک ماہرِ تامل کی حیثیت سے کر رہے ہیں  
کا یہ صحنہ دیکھئے۔  
”ہم نے دین و دنیا کی خیرات پیسے سے پائی۔  
آدیت پیسے سے کھینچی۔ یہاں کی دستگیری نہ ہوتی  
تو ہم تم سے کہتے محاذِ الشہد غارِ آتش کرہ  
اور کلیسا میں ہوتے۔ لیکن ہم نے اس کا کیا حق  
ادا کیا۔ فاصلے کا عذر صبح نہیں۔ ان کے بڑھوں  
نے صندرا اور صحرا جو رکے اور پہاڑوں کو  
کر کے دین کا پیغام ہم تک پہنچایا۔ ہم نے بگاڑنے  
فرصت کا احساس بھی کیا؟  
آج کی نہایت اعلیٰ درجے کی خوش حالی سے  
پہلے ہمارے مقدس کی تعلیمی اور معاشی کیفیت پر مطلع ہوتا  
کا یہ صحنہ پڑھتے اور عمل کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کچھ  
ریالت کی فراوانی کے باوجود بعض بنیادی کمزوریں  
آج بھی وہاں کی مدنی زندگی میں پائی جاتی ہیں۔  
مدینہ منورہ کی عاصری کے کچھ کچھ کی عاصری

# حج کا سفر تمہارا صد بار ہو مبارک

مولانا سید محمد رابع صاحب بنی ندوی موجودہ ہفتم دارالعلوم ندوۃ العلماء جب پٹنہ میں آئے تھے تو ان کے لئے قنات کے بڑے بھائی مولانا محمد ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل کا منظوم خط لکھا جو ایسی معنویت رکھتا ہے کہ ہر حاجی کو نادراہ کا کام دے سکتا ہے اس لئے وہ بدیہہ ناظرین ہے۔

بعد از سلام میرا تم کو پیہ پہونچے  
قابل ہے شکر کے جو تم کو ملی سعادت  
بس میں نہیں کسی کے، اللہ کا کرم ہے  
میںہر کی طرح پرستے صبح و شام رحمت  
بھولوں نہ عمر بھر میں احسان گو کرو تم!  
کعبہ کے پاک درپر عرفات میں منی میں  
مردہ کی سیر حیلوں پر سستی میں رہ گزرا پر  
دکن کا پیچھو کر در پر کرم کے بھی  
چل کر مطاف میں پھر کر ہر اک قدم پر  
کعبہ کے پاک در پر کسم کو جھکا کے کہنا  
اور رحمت و محبت بے کیف و کم کا صدقہ  
ایک اور مضطرب ہے جو مبتلائے غم ہے  
دنیا سے دل شاکر اپنا ہی تو بنا لے  
میری طرف سے بھی تم وہ چار بار پینا  
آنسو جو چند نگلیں نذر غلاف کرنا  
قلب و زبان میں پیدا جب دردہ ساز ہوگا  
پہلو بدل رہے جو بیہوش سے کھڑے ہو  
ایسی تجھ ہی گئی ہو چاروں ہویا کمالوں  
جب دم اک آسے رہے ساخنہ خدا کو  
قلب و نظر پر طاری کین و سرور ہوگا  
ذکر و دعا سے لڈ لڈ لڈ کو بھی شاد رکھنا  
اپنا بنا کے تم کو دونوں جہاں میں لگے

میرے عزیز بھائی تم کو سلام پہونچے  
تم کو بہت مبارک کعبہ کی ہو زیارت  
بتا بھی فخر تم کو محسوس ہووہ کہے  
اس وقت تم جہاں ہو وہ ہے مقام رحمت  
ہے ایک کام تم سے میرا اگر کرو تم!  
بھوکھ بھی یاد رکھنا شام و صبح دعا میں  
کوہ صفایہ چڑھ کر کعبہ ہو جب کہ رخ پر  
منبر کے سائے میں بھی اندر عظیم کے بھوسے  
دیوار سے لگا کر سینے کو مستلزم پر  
پر وہ سے تم لپٹ کر آنسو بہا کے کہنا  
بیت صیق کے لب اپنے کرم کا صدقہ  
نہنے لگے بلایا تیسرا بہت کرم ہے  
بے تاب ہو رہا ہے اس کو بھی تو بلا لے  
دن رات جگے نہ خرم تم بار بار پینا  
قد میری جانب سے بھی طواف کرنا  
ہو گا تو میں کو عرفہ، رحمت کا روز ہوگا  
تمہی قرار ہو کر مسجد میں جب پڑے ہو  
اسکول سے بیگ جائیں جب حاجیوں کے مکان  
جہنوں سے اپنی حاجی فخر! دین جب فغا کو  
ہو گا وہ ایسا عالم ہر سمت نور ہوگا  
لے رہی ہائے عالم میں مجھ کو... یاد رکھنا  
اللہ تم کو ہر دم اپنی اماں میں رکھے

حج کا سفر تمہارا صد بار ہو مبارک  
جانا بھی ہو مبارک آنا بھی ہو مبارک

ایک حاجی زمینیہ سے رخصت ہونا چاہتا ہے نہ مکہ  
چھوڑنا چاہتا ہے، اس کی کیفیت سے ہر عاشق حرم  
کو سائبہ پڑتا ہے۔ مصنف نے دل پر تھر تھر کر لکھیں ہر بات  
جا بکد سچا ہے اس کیفیت کو لکھنے کی کوشش ہے۔  
ملاحظہ فرمائیں:-

آخری سلام عرض کیا، مسجد نبوی پر حسرت کی نگاہ  
ڈالی اور باہر کے غسل کر کے احرام کی تیار کر لی  
تھی۔ ذوالخلیفہ میں جانے کا موقع ملے نہ ملے۔  
موت پر بیٹھے، محبوب شہر پر محبت کی نگاہ ڈالتے  
چلے۔ اُحد کو ڈب ڈبائی ہوئی آنکھوں سے دیکھ  
مکہ مدینہ سے باہر ہو گئے۔ جو لوگ دریاہ مدینہ  
دور اور مکہ قریب ہونا چاہتے تھے، اللہ لکھ کر ہم  
حرمین کے درمیان ہی رہیں گے  
مذکر کہ کہ سنیم میان دو کریم

چلے مصنف کے ساتھ مکہ سے قریب قریب حرمین سوار  
ہوئے ہیں:-

”جہاد آباد گند گیا۔ اب ہشتادہ ذوالحلال کا  
شہر اور اس کا گھر قریب ہے۔ باادب اپنی بیوی! را  
مدینہ اگر مکر جمال تھا تو یہ مکر جمال ہے مدینہ  
کے درد دیوانے اگر محبت بیت چینی ہے تو یہاں  
کے درد دیوانے عاشق نمایاں ہے۔ یہاں انشا  
آئے کی ضرورت ہے۔ ہر ہنر سر کھنکھروں میں  
پریشان حال، یہی یہاں کے آداب ہیں ہے“  
اسے اللہ! مجھے اپنے شہر میں... ٹھکانا عطا فرما اور  
مجھے اس میں رہنے کی طاعت نصیب فرما۔

تعمیر حیات  
ابھی تھے فسوس کہ عالم  
حالات سے باختیار کئے گئے  
تقریر حیات کے مطالعہ کو تفریح ہے  
دیئے

کی ذمہ داری قتل کے حالات پر محدود نہیں تھی بلکہ قتل کے تمام زیادتیوں میں وہ ذمہ دار ٹھہرائے جاتے تھے۔

مثلاً کوئی شخص کسی انسان کو کاٹ کھاتا تو اس

وقت قتل کے ملک پر ضروری ہو جاتا کہ وہ فوراً اس

کے حوالہ کر دے جسے اس نے کاٹا ہے ورنہ غیر ملکی

باندھ کر لے گا۔ وہ جس طرح چاہے اپنے زخم کا بدلہ لے

لے، خواہ قتل کر کے یا کسی دوسری سزا کے ذریعہ

اسی طرح ان کے نزدیک یہ قانون تھا کہ جانوروں کو

سزا دی جاتی، آٹا کی زیادتی پر یا اس کے خاندان کی

زیادتی پر بعض جانوروں میں، چنانچہ میں برسی کر کے

ارنگھاب کے سلسلے میں فیصلہ جاری کیا جاتا جلدوئی

کا خواہ وہ جرم دین یا حکومت کے خلاف ہو۔ آٹا لوٹ

کے اہل بیت اور اس کے تمام جانوروں اور اس کی

ساری جائداد پر حکم لگایا جاتا جلاوطن کیا، منہدم

کرنے کا اور قریبی قبیلہ کا۔

تقدم بعد میں کے قانون کی ایک دفعہ ہم نے مذہبی

یہ بل اور اس کے ملک کو جلاوطن کر کے حکم لگایا جاتا جب

میں صلہ جرتے ہوئے حکمت کے جینڈا پارک جاتے اور وہیں

میں اس نکتے کی یہ سزا متروک کی گئی تھی جو کسی انسان کو کاٹ

کھانے کو لے کر آتا تھا اپنے گھر کو زخم خوردہ شخص کے حوالے

کر دے اور جس طرح چاہے اس نکتے کے ساتھ معاملہ کرے

اسی طرح ایک دفعہ اس جانور کے لیے بھی یہی حق چر جائے

کے علاوہ کسی اور کے حلالانہ کی گئی جس چر جائے۔

اور بالکل اسی طرح کے قوانین جانوروں کی سزا کے

سلسلہ میں تقدم جرمی اور یونانی میں تھے۔

تقدم فارس کے نزدیک معاملہ اس کے بھی زیادہ

انوکھا اور زیادہ تھا کہ وہ تھا جو ایک دوسرے کے لڑکر

زخمی ہو گیا ہو اور وہ کسی بکری کو کاٹ کھائے۔ بعد

کو وہ بکری مرگئی، یا اسے انسان کو زخمی کر دیا تو

اس صورت میں اس کا دایاں کان کاٹا جائے لگایا اور

اگر اس نے دوبارہ یہ حرکت کی تو بائیں کان کاٹا

جائے لگا اور تیسری حرکت میں دایاں سیرکھٹا جائے لگا اور

# برائے زمانہ کا ایک عجیب سا

## جانوروں کی عدالت

### ترجمہ: انور حسن

ہلکت کا سبب بنا ہو تو بیل کو جرم کیا جائے گا اور مالک کو بھانسی دی جائے گی۔

وہیں ایک دوسری صورت بھی تھی، وہ یہ

کہ اگر کوئی مرد یا عورت کسی جانور سے اپنی مجلس

خوابشات پوری کرے تو مرد یا عورت اور جانور

دونوں کو قتل کیا جائے گا۔

تقدم یونانی قانون میں جانوروں اور وہ

بھڑھو سبب بنا ہو کسی انسان کی ہلاکت کا اس کے

لیے خاص عدالت تھی۔ اس کو (بر تانیوں) سے موسوم

کیا جاتا تھا اور یہ اس جگہ کا نام جہاں عدالت

لگتی تھی اور جیسا کہ افلاطون نے اپنی کتاب "تھائٹیس"

میں ذکر کیا ہے کہ جب کوئی جانور کسی انسان کو لڑاؤ

تو مقتول کے ورثہ کو یہ حق ہے کہ وہ عدالت میں

جانور بدعنوانی دائر کرے اور ورثہ کو کسٹوں میں

سے تاقی مقرر کرنے کا اختیار ہے اور جانور پر ثبوت

جرم کے بعد قصاص واجب ہو گا۔ اور اس کے مردہ

جسم کو شہر سے دور ڈال دیا جائے گا۔ اور اس حکم سے

وہ قتل مستثنیٰ ہے، جو انسانوں اور جانوروں کے

درمیان مقابلہ آزادی کے آئینہ سے وجود میں آیا ہو

اس پر کسی قسم کا زور جرم عائد نہیں ہو گا۔ اور جب

کوئی بھڑھو کسی انسان پر لڑ گیا ہو اور وہ جانور نہ ہو گا

ہو تو قریب ترین ورثہ کو یہ حق ہو چنانچہ تھا کہ وہ

اپنے بیٹے یا بیٹی سے کسی کو قاضی مقرر کرے تاکہ وہ

بھڑھو کے خلاف فیصلہ صادر کرے کہ اسے شہر بکھڑو

سے باہر پھینک دیا جائے، اور ان کے نزدیک جانور

اگر اس سلسلہ میں آپ غور نہ کر کریں تو دوسری قوموں کی تسلیم میں جانوروں پر جرم کرنا ناممکن نہیں پائیں گے اور اسی طرح ان کے یہاں جانوروں کے مالک پر بددیہ مجال اور خرچ کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

دوسری طائفہ قابل توجہ بات یہ ہے

کہ جانوروں پر اس کی زیادتی یا اس کے مالک کی زیادتی

پر مواخذہ کیا جاتا ہے اور ذمہ داری میں اس کا

معاہدہ اس انسان کی طرح ہے جو عقل و غرور اور

شکر و نفرت رکھتا ہے۔ اور یہ انوکھا معاملہ قریبی

کی تاریخ کے مختلف ادوار میں حتیٰ کہ انیسویں صدی

میں ملتا ہے۔ جانوروں پر انسان ہی کی طرح عقوبت

داشر کرے جاتے ہیں اور ان پر قید بند جلاوطنی

اور موت کی سزا کا حکم سنایا گیا ہے ٹھیک انسان

ہی کی طرح۔

بہودی قوانین میں یہ ہے کہ اگر کوئی بیل

کسی مرد یا عورت کو سینگ سے زخمی کر دے

اور اس زخم سے اس کی موت ہو جائے تو بیل کو

رجم کیا جائے گا۔ اور اس کا گوشت حرام قرار دیا

گیا۔ اور اگر یہ بیل سینگ مارنے کا عادی ہو

تو مالک پر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی

اور اگر اس کی یہ فعلیت بن جاتی ہو اور عوام نے

مالک کو خنبہ کیا ہو اور اس نے ٹوٹ پھوٹ کے خنبہ

کرے پر کوئی توجہ نہ دی ہو اور اسے آزاد چھوڑ دیا

ہو۔ یہاں تک کہ وہ جانور کسی مرد یا عورت کے



جو نئی حرکت میں آیا یا پیر کا ناجائز تھا اور باوجودی مرتبہ اگر اس سرکشی سے اس طرح کی حرکت صادر ہوتی تو اس کی قوم کو بڑے سے کاٹ دیا جائے گا۔

یورپ کے حضور روملی میں فرانس وہ پہلا ملک ہے جو تیرہویں صدی کی میں جانوروں کی جنابت پر سسر کا مقدمہ اس اصحابات میں پیش کیا جہاں سے انسانوں کے مقدمات فیصلہ ہوتے ہیں پھر جو وہیں صدی میں سہ دینا کا اس پر عمل ہوئے تھے پھر "بلجیکا" میں پندرہویں صدی میں بعد ازاں کچے بعد دیگرے ہالینڈ جرمنی اٹلی اور سوئٹزرلینڈ میں سو اسیں صدی میں اور یہ عمل ایسویں صدی تک ان کی قبول میں جاری رہا۔

یورپ میں جانوروں کا مقدمہ فیصلہ بلجیکا کی طرف سے دعوے پر قائم ہوا تھا پھر جرمن جانور کی طرف سے انڈیکٹ دفاع کرتے اور عدالت جانور کو اختیار حراست میں رکھ رہی ہے پھر جج حکم صادر کرتا اور یہ حکم عام کی موجودگی میں نافذ ہوتا جس طرح انسانوں کے بارے میں فیصلہ جاری ہوتا ہے اور کبھی جانور کو سنگسار کرنے ختم کرنے کا فرمان جاری ہوتا ہے اور کبھی سزائے موت اور کبھی بعض اعضاء کا کاٹنے کسی کے ذہن و دماغ میں یہ بات نہیں آسکتی ہے کہ فیصلہ فیصلہ تقریباً طبع کے لیے ہے بلکہ یہ طبعی اور حقیقی فیصلہ ہوتا اس دلیل کی بنیاد پر اس پر یہ فیصلہ کیا گیا مثلاً عدالت کے قاضی نے اس کو پھانسی دی جائے

جو کہ اس میں ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ وہ اسباب جو اب یورپ کو جانوروں کے خلاف معاملہ کو عدالت تک پہنچائے میں آدہ دہائی کے اسی کے نزدیک طبعی اور فطری قوانین کی خلاف ورزی ہی تھی۔ چنانچہ اس پر جادو کا الزام لگایا جاتا تھا اور یہ ایک بہت بڑا جرم ہے جس کے مرتکب کو

اگ میں جانور کی سزا دی جاتی تھی بڑے دلف کی بات یہ ہے کہ وہ اس موقع پر ایک عجیب و غریب تقریب منعقد کرتے تھے اور ایک بڑے بگ کے سامنے حکم صادر کیا جاتا تھا پھر جلد گڑی کے ایک گھنٹے کے ساتھ آجاتا اور اسے وہ ایک میدان کے بیچوں بیچ رکھ دیتا تھا اور وہ بلایا حاضر ہوتی تھیں جن کے خلاف فیصلہ صادر کیا جاتا ہر دلی لوہے کے ایک مضبوط بڑے سے چوکی ہے اور جب حکم جاری کرنے کا وقت قریب ہوتا اس وقت بعض پادری آتے اور ان کے ساتھ مختص سرکاری افسران بھی ہوتے چنانچہ ان میں سے ایک آگے بڑھتا اس کے دونوں ہاتھوں میں آگ کا انگارہ ہوتا تھوڑی کوٹنگ کے لیے پھر ایک افسر بیٹوں کو آگ میں ڈالنے کا حکم جاری کرتا ہے یہاں تک کہ ساری بلیاں خاکستر ہو جائیں۔ (یا خاک ڈھیر ہو جائیں) جادو کی سزا میں

مناسب ہے کہ ہم جانوروں کے سلسلے میں یورپ میں جو شہر فیصلے ہوتے قرون وسطیٰ میں اس کا ذکر کریں۔

سب سے مشہور مقدمہ پندرہویں صدی میں فرانس کے شہر "اوتون" میں جو ہوں کا پیش آیا تو نیچے گوش گزار کیجئے

اس گاؤں کے جوہوں پر الزام تھا کہ یہ مسکروں پر جمع ہو گئے پریشانی کن شکل میں جس سے لوگوں کے آرام میں خلل واقع ہوا اور اس کی

والد محترم جناب مولانا سید محمد سعید صاحب دہلوی نے فرمایا کہ ان میں سے کسی ایک اور مختلف افراد اور اداروں سے مالی لین دین رہا تھا۔ تاہم یہ قیامت اور تمام اہل حق حضرت سے دعوات ہے کہ اگر ان میں سے کسی کا بیان کے علم میں کسی اور یا ان کا والد صاحب کے ذکر سرکاری یا ذاتی کوئی حق لکھا ہو تو ہمیں برادرست یا بذریعہ قیامت مطلع کریں ہم سب ان کے معذرت ہوں گے۔ انشاء اللہ ایسی کی کی مسامت حاصل کریں گے۔

وکالت مشانیہ "فرانسیسی" نے اور اس نے بہت طلب کی اس لیے کہ جو وہ حاضر رہنے پر قادر تھے

**تقریباً دو صدی پہلے**  
تقریباً دو صدی پہلے کے بارے میں تادہ خیال کیا تو لوگوں نے اسے بہت اعلیٰ میاں پر چڑھایا نہ وہ کہ بارے میں اپنے عقیدت و محبت کا اظہار کیا پھر اس کے بعد میراج اشولہ پیر کا پورا اور کمرنگ کے چند حلقہ کا دورہ ہوا انہیں انہیں تقریرات کا تعارف کر لیا الحمد للہ بڑے ذوق و شوق سے اس پر چڑھ کر لیا گیا اور کچھ مزید خریدار فوراً بڑھ گئے لوگ اپنے تعلق و محبت کا اظہار نہ وہ کہ بارے میں بھی کرتے رہے خصوصاً ان کے عہد اوچدندہ وی صاحب و سیٹھ مسیح اللہ صاحب میراج کے مولانا محمد اعظمی ابوبکر صاحب عہد مجتبیٰ العلماء علیہ السلامی و ڈاکٹر خان صاحب اشولہ پیر کے حاجی حفیظ صاحب موتی والا و سیٹھ معین الدین خان نے کافی کا و تعلق کا اظہار کیا اور ہاتھوں ہاتھ اس کے غریبہ بنے خاکسار کا یہ دورہ تقریباً ایک ماہ تک ہی چلے گا پس جس میں تقریر کی پر ڈراما بھی ہوئے لوگوں نے بڑی قدر و شہرت کی اور بہت ہی عزیز و محبت کے ساتھ پیش آئے ان دوروں میں سیٹھ حفیظ اللہ خان میراج والے و سیٹھ صادق صاحب مدداسی ابھکر بھائی والے کو بھی بھلا جائیں جاسکتا جو ہر قدم ہر کوئی پر دینی جذبہ کے ساتھ رہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دونوں عالم میں حرقی عطا فرمائے آمین۔

**عذر عرض :-** والد محترم جناب مولانا سید محمد سعید صاحب دہلوی نے فرمایا کہ ان میں سے کسی ایک اور مختلف افراد اور اداروں سے مالی لین دین رہا تھا۔ تاہم یہ قیامت اور تمام اہل حق حضرت سے دعوات ہے کہ اگر ان میں سے کسی کا بیان کے علم میں کسی اور یا ان کا والد صاحب کے ذکر سرکاری یا ذاتی کوئی حق لکھا ہو تو ہمیں برادرست یا بذریعہ قیامت مطلع کریں ہم سب ان کے معذرت ہوں گے۔ انشاء اللہ ایسی کی کی مسامت حاصل کریں گے۔

خط و کتابت  
مولانا سید محمد سعید صاحب دہلوی  
دفتر لکھنؤ و قلمی خدمات  
دعوات و خط و کتابت  
مولانا سید محمد سعید صاحب دہلوی

## ایک مطالعہ

## سیرت سید احمد شہید

پروفیسر وی ایم احمد مدنی

پیشگی قسط

بنارس آپ تشریف لائے۔ بارش کا موسم تھا اور یہاں مدد آپ کے مریض تھے اس لیے ایک مہینہ قیام کا ارادہ فرمایا دو سائے شہر حاضر ہوئے اور استفادہ کیا۔ بارش میں لوگ آتے اور پتے گھر لے جاتے۔ حضرت اور ان کے رفقاء کو زحمت ہوئی مگر اس اس کر اس کچن پانی میں پھر ناصاف اندر کے لیے ہے سب کی طہانیت کا باعث ہوتا۔ ہزاروں لوگ راور راست پر آئے۔ ایک جگہ تو گولن نے تھڑوں کو ڈوکر کھانا پکانے کے ایندھن کے طور پر استعمال کیا۔ مریضوں کو دیکھنے اسپتال تشریف لے گئے۔ ایک چار اور اس کے ہم کو بھی ہیبت سے سرفراز ہوئے اس کا نام تلک کے بدل کر الٹی بخش دیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس نے دین اور دنیا دونوں پائی۔

نور باؤں میں دو جماعت آپس میں برسرِ پیکار تھی ان میں صلح کوئی اور نصیحتیں کیں۔ برادری کے ہزار ہا لوگوں نے اور مستورات نے ہیبت کی، سید صاحب نے جماعت اور رسوم کے اصلاح کے لیے دخل کیا۔ اس نکتہ کو واضح کیا کہ اللہ کے دربار میں صرف لہجہ اعمال کام آئیں گے۔ کوئی اور پیر و مرشد مددگار نہیں ہو سکتا۔ وہ خود اپنے اعمال کی حساب دہائی میں چولہے سید صاحب بنارس سے ملے اور عظیم آباد ہو گئے جہاں گئے لوگ بھی حیرت و ہیبت سے سرفراز ہوتے گئے۔ نور مہنت سے توبہ کرتے رہے انھیں حاکم سے شکایت کی گئی مگر اس نے شکایت پر اعتنا نہیں کیا۔

عظیم آباد میں چند تہذیب سے ملاقات ہوئی وہ بھی جگہ کے لیے ہمراہ ہونا چاہتے تھے مگر حضرت نے انھیں اپنے وطن واپس بھیجا تاکہ وہاں لوگوں کی اصلاح کریں۔ بعد میں پتہ چلا کہ ان تہذیبوں نے نصیحت کا حق ادا کیا تھا اور اللہ نے انھیں بہت خوشحال کر دیا تھا۔ یہاں شیعہ دو سائے ہیبت میں آئے اور توبہ کر کے ہیبت کی۔

عظیم آباد سے حضرت کلکتہ کے لیے روانہ ہوئے راہ میں ہی سبیل سنی سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ حضرت کلکتہ پہنچ گئے۔ ایک مصلح غلام بخش قدی کو کہ حضرت کو اپنے یہاں ٹھہرنے پر آمادہ کر دیا بعد میں اور لوگ بھی اس فرائض کے ساتھ پہنچے مگر حضرت دودھ کر چکے تھے، نماز خرب کے بعد حضرت منشی امین الدین صاحب کے بلخ اور مل سراسر میں آئے۔ بہت فائدہ دیا۔ تیس تھے جو دخل تو اضع کی مگر انہی زمانہ زندگی اور آزاد خیالی کی وجہ سے ہیبت سے گہرے رہے مگر جلد ہی حضرت سے ہیبت و فطرت کی برکت اور کرامت کی دیکھ کر کوشش سے توبہ کی اور مذہبی باندی اختیار کی۔

دو چہنک مددنا ایک ہزار آدمی کو تہذیب ہیبت سے مشرف ہوئے مدد و ہجوم بڑھتا جاتا تھا کثرت ہیبت کا یہ حال تھا کہ صبح سے دو دو چار ہر رات گئے تک مردوں اور عورتوں کا ہجوم رہتا تھا جس کی مانگ دیکھ کر اہل سلاطین نے ہزاروں ٹکڑوں کی تعداد میں جسے چاہے اور دوکانیں لگا دیں۔

غلام بھی بڑی تعداد میں قبول اسلام کرتے رہے۔ نکاح کے بغیر ازدواجی تعلقات والوں کا نکاح کر دیا جاتا۔ برادر اور اور خاندان کے چودہ عہدوں نے خلافِ مشرع کام کرنے والوں کا مقابلہ کیا۔ شراب کی وہ کساد بازاری ہوئی کہ اس کے ناظر بدحواس ہو گئے۔ مسلمانوں میں بے پردگی کا بے حد رواج تھا۔ ایک رئیس شیخ امام بخش نے بتایا کہ ہمارے اس پورے ملک میں کسی کے یہاں شریعی پردہ نہیں ہوتا۔ اور عورتیں ہیبت شریک و برکت میں مبتلا ہیں۔ سید صاحب نے جنگی سر جوگر لڑائی عاجزی اور ناری کے ساتھ سب کے لیے دعا کی۔ دھاک، سلطنت، چاٹ کام اور آسام وغیرہ کو لوگ کلکتہ آئے۔ وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ رہنا سہنا اور سارے رسوم مندوں کے لیے ہیں۔ نہ کئی نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے۔ سید صاحب نے ان میں ہیبت سے لوگوں کو اپنا غلیظ بنایا تو حیدر سنت کی خوبی اور شریعت ہیبت کی برائی کے مسائل کو خوب کھائے اور نصیحت کیا سلطان شیخ کے پوتوں نے جو وہاں نظر بند تھے جب سید صاحب کی شہرت سنی تو ایک خواجہ مراد کو اپنا بیٹا بھرنی کر بھیجا اور حال دریافت کیا کہ سید صاحب کس کے خاندان کے ہیں کیوں کہ سید البصیر اور سید ابو علیہت مرحوم منظور ہمارے خاندان کے مرشدوں میں ہیں سید صاحب نے بتایا کہ وہ ہمارے حقیقی نانا اور اباؤں ہیں یہاں شاہزادے عبدالرحیم نام کے ایک فلسفی تھے بہت متاخر تھے مولانا اسماعیل صاحب نے اس شخص کو لا جواب کیا پھر شاہزادوں کے پاس پہنچے۔ جسے شاہزادے نے جو کہنے استاد کی شکست سے آزاد تھا اور ملی اور نازک میں گفتگو کی مگر سید صاحب نے اردو میں بات کرنے کی ہدایت کی، بیگمات نے ہیبت کی اور شاہزادے بھی ہیبت سے سرفراز ہو گئے

سارے شاہزادوں نے کہا کہ حضرت ہم تو ان الاسر نو مسلمان ہوئے ہیں آپ ہمارے لیے دعا کریں۔ اس طرح ایک گراہیز نوادے کی اصلاح ہوئی۔ کلکتہ میں مدد سائل اور شرفا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدد طلب کر کے آپ کسی کے سوال پر نہیں نہیں کہتے تھے۔ بغداد کے ایک پیر نواز سے جو وہاں ایک امیر کے گھر قیام پذیر تھے اپنے گھر سے مدد سائل کا بلایا کہ ان کا اعزاز ہو حضرت تشریف لے گئے، اصول نے پوچھا کہ اتنے بڑے قافلہ کو کرایہ اور خرچہ آپ کیسے برداشت کریں گے آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ کرایہ دے کر سب بھائیوں کو ہمارے گرجاؤں لگاؤ۔

اسی طرح بہت سے اہل خیر احوال کو کرایے لے کر آئے۔ حضرت نے لینے سے اس لیے انکار کیا کہ ان کی ضرورت نہ تھی اور وہ بوجہ ہوتے مگر امرایہ و دواہم ہر شخص کے لیے قبول کیا۔

۱۱ جہاز کرایہ پر لے گئے ہر جہاز پر ایک امیر مقرر ہوا۔ ۱۲ ہزار روپے کی اجاس خرید کر جہازوں پر رکھ دیا گیا۔ ایک صاحب خیر نے اپنے جہاز پیش کیے مگر آپ نے قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ ہم نے عہد کیا ہے کہ جب بیت اللہ جائیں گے تو سوائے انہی قرائی کے کسی خلق کے احسان کا باز نہیں آئیں گے نا خداؤں کو مسافروں کو آرام پہنچانے کی تائید کر کے سب آفر کے جہاز پر سوار ہوں گے۔

کلکتہ سے آپ کی روانگی کا منتظر بہت جذباتی تھا۔ حضرت بھی پر سوار بڑے لمحے سے کر رہے اتنا لہجہ کہ گلتا تھا گھبراہٹ میں جاتے۔ غیر مسلمین بھی بہت شاعرانہ قافلہ کے مسافروں کو دیکھ رہے تھے عصر کی نماز دیا کہ کن دے پڑھا اور سفر کی کشتیوں پر جہازوں پر اہل قافلہ کی تعداد ۹۹۳ تھی ان کے علاوہ مسکین ۱۰۰۰ کی تعداد میں تھے حضرت نے فرمایا تھا سفر کے دوران سارے کام کاج عبادت پر آپ کا

دوران کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد جو اب حجر پڑھتے اور مولوی یوسف صاحب سورہ زمرت کا پہلا دو کوڑے سنتے سوا پھر دن تک لوگوں کے سوا کسی کا جواب دیتے رہتے، پھر آپ اندر تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے۔ حضرت نے اس اندیشہ سے کہ اگر نماز جمع نہیں کی تو ضائع ہوگی۔ جمع بنی الصلاۃ میں قبول کیا۔ جہاز سیلون سے گئے تھا جو ماس کمار کی ایک کڑا کر اتنی غیر اسفہر جاتی رہا۔ جب عدن کا پہاڑ دکھائی دیا تو آپ بہت خوش ہوئے۔ آپ نے عدن میں انٹر کنٹر کا دو گنا بڑھنے کا ارادہ کیا۔ سخت بخشش بھی نہ کہیں سایہ دار درخت تھا۔ اکدم چار اونٹ نظر آئے ان پر جڑھ کر لوگ عدن پہنچے۔ یہ اونٹ اور اونٹ والے پھر نظر نہیں آئے۔ ہر چند کرایہ کی ادائیگی کے لیے بہت ڈھونڈھا گیا۔ ایک رات وہاں مسجد میں قیام کر کے پھر سوار ہوئے اور باب المندب ہوتے ہوئے جہاز آگے بڑھے جہاز میں حضرت پر اور دو سیکس مسافروں پر جو کیفیت طاری تھا اس کی لذت بقول ایک راولی سید زین العابدین کے زبان سے بیان نہیں کی جاسکتی۔ کوئی آپ نے ضروری سامان اتار کر ایک مکان کرایہ پر لیا۔ اس دیار میں برہنہ غسل کا رواج تھا جس کو حضرت نے روکنے کی کوشش کی۔ دھت اور جو دیر گفت گو سے سختی سے منع فرمایا۔ سفر بھر جاری ہوا۔ بیعتات بدر آپ نے غسل منوں فرمایا اور احوال باندھا۔ ۲۳ شعبان کی رات آپ مدہ پہنچے۔ بہت سے لوگ منتظر تھے۔ معلم صاحب نے آپ کے ہاتھوں حضرت شاہ ابوللیث کی سند پیش کی وہی معلم مقرر ہوئے راستہ میں کچھ دیر حدیبیہ میں ٹھہرے اور ساتھیوں سے بیعت جہاد لی۔

سورہ میں حجاز میں :-

۲۱ شعبان ۱۲۳۳ھ کو آپ کچھ دن بیٹھے مگر معظمہ کے قریب پہنچے۔ رنقا جو پہلے پہنچ چکے تھے آپ مزمن سے بھرتے ہوئے اور مریضی کے موجود تھے۔ مگر معظمہ میں داخل ہوتے وقت ہر شخص پر گرہی طاری تھا۔ باب عمرو کے قریب ایک حویلی میں آپ کا قیام ہوا۔ دوسرے روز رمضان المبارک کا جائیداد دیکھا گیا۔ حرم میں سکون ہونے کے بعد آپ تراویح پڑھتے۔ حافظ سید محمد بن شاہ ابوللیث دو پارے روز سناتے۔ ۱۷ رمضان المبارک کی شب سے آپ نے اسکان فرمایا۔ عید کے روز مگر معظمہ کے علماء اور علماء ملاقات کے لیے تشریف لائے شیخ عمر بن عبدالرحمن حنفی جنھوں نے سلطان ترکی کا ہدیہ قبول نہیں کیا تھا۔ اور شریفوں سے لدا ہوا اونٹ واپس کر دیا تھا۔ انھیں بائج ریال بطور ہدیہ دیا جسے انھوں نے قبول کیا بلکہ کہتے تھے کہ مگر مرجع عالم ہے لیکن جو انجذاب اور کشش سید صاحب کی طرف ہے وہ کسی کی طرف نہیں دیکھی تھی۔

مناہک بیج :-

۸ رذی الحج کو آپ نے اپنے رنقا کے ساتھ حلیم میں بڑے تفریح و ناری کے ساتھ طویل دعا فرمائی، صبح مغربان دعا نہ ہوئے آپ نے بدعا دہی فرمائی اس قافلہ کا کوئی فرد حاجی کے نقد سے شہور نہ ہوا، مغرب آفتاب کے بعد مردہ تشریف لے گئے۔ رات وہاں گزرا دی پھر نماز فجر کے بعد منی کو روانگی ہوئی۔ آپ نے قربانی کے لیے شتر سے زیادہ جانور خریدے تھے۔ طواف زیارت کے لیے مگر معظمہ دعا نہ ہوئے، طواف سنی و شریف اور طواف کی دو رکعتیں پڑھ کر منی واپس تشریف لائے۔

عقبہ میں آپ نے اپنے ساتھیوں سے جہاز کی





مدت دواز کے بعد مادہ علمی

نظام الدین ہستی

## دارالعلوم ندوۃ العلماء میں حاضری

خاکد رستی سے ہر کوئی کو گذر رہی میں گھنٹوں  
گیا وہاں اپنے والد علیؑ کی لاش کی سب سے بڑی اسلامی  
علوم کی یونیورسٹی "دارالعلوم ندوۃ العلماء" گھنٹوں مسر  
دراز کے بعد پہنچا ندوہ کے گیت پہ پہنچے جسے  
عجیب نقشہ نظر آیا سانسے گیت کیسے بڑھا ہوا تھا اس  
کے سامنے ایک روبرو تھا، ہانے والے لوگ اپنا نام  
دہن سے پڑھ کر رہے تھے پھر اسے اندر جانے لگے  
اجازت ہوتی طلباء کی بھی آمد و رفت جاری تھی چند  
ٹھلے کے لے ناچیز گیت پہ نظر گیا گیت کے دائیں  
جانب دیوار سے لگا ہوا ایک خوبصورت دلکش  
پارک نظر آیا جس میں گلاب کے رنگ برنگ بھول  
دارالعلوم کو اپنی خوشبوؤں سے مسطر کر رہے تھے  
ہائیں طرف سامنے ایک پرکشش عمارت تھی جو نگاہوں  
کو چکا چوند کر رہی تھی۔ راقم ٹھلے کے طرف اپنے  
ماضی کی یادوں میں گھول گیا یہی جہن ہے جس کے ہم  
بہل دیا یہاں پہ پہلے زندگی کی مختصر بہاریں گذر گئی  
ہیں جس کی کو اسی پر سر زمین دے رہی ہے یہاں  
کے ذرہ ذرہ سے ہیں پیار سے یہ دیکھو ہائیں جانب  
ایک دلکش عمارت نظر آ رہی ہے جو بھی سنان  
و دیران کی تھی لیکن اب جسکی میں سنگ نظر آ رہا  
ہے اپنے آپ کو سمجھاتے ہوئے قدم آگے بڑھایا  
تو اس میں اسٹیج، بینک، دفینر تعمیرات، عکبر  
و دفتر دارالعلوم وغیرہ نظر آیا۔ جو بھی یہ تمام شے  
دارالعلوم میں تھے۔ نظر لطف اندوز رہی تھی  
قدم آگے بڑھ رہے تھے کہ ہاتھ اسرود کے رخ

میں سرور کرنے والی عمارت نظر آئی، ہم نے ایک  
طالب علم سے پوچھا کہ یہ کسی عمارت ہے اس نے  
بہت اچھے انداز میں جواب دیا کہ یہ حفاظت طلباء  
کا دارالاقامہ ہے اس کے دائیں طرف ایک وسیع  
میدان ہے جس میں سے طلباء دارالعلوم کی طرف  
اپنے اہل قہوں میں آتا ہیں لے ہوئے جارہے تھے۔ یہ  
جب غریب نظر دکھائی دے رہا تھا سارے طلباء  
کرتا پاجامہ میں ملبوس سر پر ٹوپی لگائے ہوئے قطار  
در قطار چلے جارہے تھے کچھ تیزی سے چل رہے  
تھے، کچھ آہستہ آہستہ، میدان کے آخر میں ایک  
خوبصورت ٹائبر بری بھی ہے جس کی عمارت بھی  
جاذب نظر تھی میں قدم بڑھاتا اور لطف اندوز  
ہوتا ہوا آگے بڑھتا دوسلے سلیڈز، شبل، اظہر  
ہوسٹل نظر آیا اور ہوسٹلوں کے سامنے خوبصورت  
ہالک جس میں گلاب کے رنگ برنگ کے پھل پھولنا  
کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے اور انچلی بھی  
بھینی خوشبوؤں سے پورے ہوسٹل کی فضا کو  
مسطر کر رہے تھے یہ تمام مناظر کو دیکھ کر دل پر  
عجب و غریب کیفیت طاری ہوئی اور آنکھیں پھٹا رہی  
ہو گئیں یہ ساز و زبان سے یہ دعا نکلی کہ خدا یا بھگ  
اس جہن کو قیامت تک باقی رکھنا اور کسی کی نظر  
لے نہ لگے۔

یہ دعا دل سے نکلتی ہے وہن باقی ہے  
ہند میں دین حدی کا جہن باقی رہے

شکلی، موٹیری، کی یا رب انجمن باقی رہے  
اور علیؑ با مصفا رہے لیکن باقی رہے  
مہمان خانہ ہو گیا، استاد محترم و ایڈیٹر تعمیر حیات  
حضرت مولانا شمس الحق صاحب ندوی سے ملاقات  
ہوئی، ملاقات کے بعد پھر کیا تھا وہی شفقت و رحمت  
سے ہنستے ہوئے حالت کو پوچھنا اور محبت آمیز لہجے  
میں دانشا شروع کیا کہ تم لوگ ایسے امینی بن گئے  
کہ اپنے والد علیؑ کو فراموش کر دیے یہ کیا ظلم تم لوگ  
کرتے ہو۔ استاد نے فرم سے کہ مجھے لے لے لے لے  
لگے دے تھے کہ طبیعت جاہلی تھی کہ آپ مجھے ڈانٹتے  
جائیں اور میں سستا جاؤں کیونکہ میں ماضی کی یادوں  
میں پوچھ گیا اور اب محسوس کر رہا تھا کہ آپ مجھے  
کلاس روم میں تنبیہ کر رہے ہیں بار بار بڑبڑا  
زبانہ نظر لوں کے سامنے آ رہا تھا پھر آپ نے مجھ پر  
کو ندوہ کے مہمان خانہ میں بحیثیت مہمان رکھ دے  
میرے لئے بڑی محنت کی بات تھی اور مجھے ایسا محسوس  
ہو رہا تھا کہ میں اپنے گھر میں ہوں۔

میں اپنے گھر میں آیا ہوں مگر انداز تو دیکھو  
میں اپنے آپ کو مانند یہاں کے لے آیا ہوں  
ندوہ میں دو دن قیام کے دوران اپنے دیگر سامانہ  
کرام سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا انصاف  
کے وقت ناچیز دفتر تعمیر حیات میں حاضر ہوا تو مولانا  
نے مجھے حضرت کا وہ پیغام پڑھنے کے لئے دیا جو  
مرزا جلیل حضرت مولانا علیؑ ماں مظلہ اعلیٰ نے ندوی  
برادری کے نام دیا ہے، پیغام پڑھ کر بہت خوشی ہوئی  
ساتھ ہی ساتھ انجمن کا نام بھی پڑا یہ بڑی شرمندگی ہوئی  
اس کے بعد سلام و دعا کے بعد حضرت نے فرمایا  
کہ جنوبی ہند کے سفر میں بھی اپنے احباب سے تعویض  
کا تعارف کرادیں گے کیا ضرور۔ اس نے بعد جنوبی  
ہند کے لئے دعاؤں ہو گیا لکھنؤ سے سب سے پہلے  
پونہ پہنچا، پونہ میں اپنے احباب کے پاس چند دن  
تک قیام رہا اسی دوران اپنے اپنے احباب سے

(باقی صفحہ ۷)

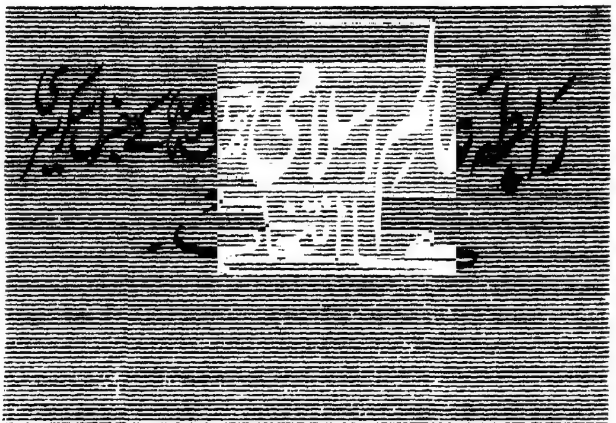
عہدے کے لیے شیخ عبداللہ بن صالح عسکری نامزد  
کاملاً لائق تھے۔ تمام اراکین نے اتفاقاً اتفاقاً  
جنرل سکریٹری نے سعودیہ عرب کے شاہ ملک کو  
اور تمام اراکین کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر سعودیہ  
اسلامی اوقاف کے فزیر شیخ عبداللہ بن عبداللہ عسکری  
نے نو منتخب جنرل سکریٹری کو مبارکباد دی اور ان کے  
سابقہ کارناموں کو سراہا۔ جلسے کے اختتام پر سعودیہ  
مفتی عام شیخ ابن باز نے حاضرین کو خطاب کیا۔

## نو منتخب جنرل سکریٹری کے بارے میں چند اہم و مفید معلومات :

موصوف منصفہ تقسیم کے مقام پر واقع ہیں  
۱۳۳۱ھ کو پیدا ہوئے۔ ۱۳۸۵ھ میں محمد سعود بن  
اسلامی یونیورسٹی سے بکالوئس کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۳۸۵ھ  
میں اقوام متحدہ کے اٹارنہ یونیورسٹی سے اخلاقیات  
تربیت کے موضوع پر ماسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ اسی  
یونیورسٹی سے مذکورہ موضوع پر بی۔ اے ڈگری کی اور  
۱۳۸۵ھ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

موصوف کی علمی زندگی کے مختلف مہل ہیں۔  
چنانچہ ۱۳۸۲ھ میں مقام ذی القیام میں تعلیم نجات کی  
ڈیواری سنبھالی۔ پھر ۱۳۸۵ھ میں وزارت دفاع و  
طيران کے عہدے پر فائز ہوئے۔ رشتہ فیل کالج  
میں عربی زبان کے استاد بھی رہے۔

۱۳۸۵ھ میں حرمین شریفین کے امجد کی  
دیکھ کر دیکھ کے لیے صالون کی حیثیت سے تعین کیا گیا۔  
۱۳۸۵ھ میں مدینہ منورہ کی اسلامی یونیورسٹی کے  
نائب صدر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ پھر سال بھر کے  
بعد اسی جامعہ کے صدر بن گئے۔ سالوں کے  
ماہ دہس الاقل تک اسی عہدے (صدارت) پر فائز رہے  
یہاں تک کہ اب جدید تبدیلی کے بعد رابطہ عالم اسلامی  
کے جنرل سکریٹری کے عہدے پر فائز ہیں۔



اس تنظیم کا پورا نظام و ڈھانچہ شوالی طریقے پر قائم ہے  
اس لیے اس کے سب سے اعلیٰ عہدے۔ جنرل سکریٹری۔  
کے منصب پر مختلف لوگ فائز ہوتے رہتے ہیں۔ اس  
منصب کے لیے جس شخص کا انتخاب مل میں آتا ہے اس میں  
سعودیہ عرب کے شاہ کا براہِ دخل ہوتا ہے۔ چنانچہ جب  
یہ تنظیم چھوڑی آئی ہے اس وقت سے لیکر آج تک اس  
کے جنرل سکریٹری کے عہدے پر پانچ لوگ فائز ہوچکے  
ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں :

- شیخ محمد سرور جہان۔
- شیخ محمد صالح قزاز۔
- شیخ محمد علی حسکان۔
- شیخ عبداللہ عمر نصیف۔
- شیخ احمد محمد علی۔

پانچویں جنرل سکریٹری شیخ احمد محمد علی  
لیکن ابھی حال ہی میں شیخ کو معزول کر کے ان کی جگہ پر  
اس کے چچے جنرل سکریٹری شیخ عبداللہ بن صالح عسکری  
انتخاب عمل میں آیا ہے۔ چنانچہ اس کی تنفیذ کے لیے  
۸ شعبان ۱۴۱۶ھ کو سعودیہ عرب کے مفتی عام کی  
صداقت میں رابطے نے ایک جلسہ منعقد کیا جس میں  
رابطے کے اراکین اس کی دعوت دی گئی اور ان کی  
موجودگی میں مفتی عام نے شاہِ نجد کی طرف سے جنرل سکریٹری

رابطہ عالم اسلامی مسلمانوں کی وہ باوقار مجلس  
بین الاقوامی تنظیم ہے جو تقریباً رجبِ صمدی سے دعوت  
الامجد اور مسلمانوں کے مسائل کے میدان میں سرگرم عمل  
ہے۔ اس کی اساس شاہِ نجد پر رکھی گئی۔ چنانچہ کارٹر  
مکہ مکرمہ میں ہے۔ روزِ اول ہی سے اس تنظیم کا مقصد  
یہی رہا ہے کہ دعوت کے میدان کو وسیع سے وسیع تر  
کیا جائے۔ تاکہ پوری دنیا میں اسلامی تعلیمات کا انداز  
ہو۔ لوگ اسلامی شریعت کی پاکیزگی اور اس کی شرفی  
سے واقف و آگاہ ہوں۔ چنانچہ اسی تنظیم کی طرف سے  
اسی مقصد کی تکمیل کے لیے دنیا کے مختلف گوشوں میں  
ہزاروں داعی و علمائے سچے بھیجے گئے، جن کی مخلصانہ  
کوششوں سے بہت سے خدا کے بندوں کو اسلام کی  
دولت ملی۔ اور آج بھی یہ تنظیم پوری تہذیب کے ساتھ  
اپنی بُرائی روکٹوں پر گامزن ہے۔ بلکہ پہلے کے مقابلے  
میں کہیں زیادہ اس کا دائرہ عمل وسیع ہو چکا ہے۔  
چونکہ یہ تنظیم ایک بین الاقوامی تنظیم ہے جو  
پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کی غائے گائی ہے  
اس لیے دنیا کے مختلف و متحدہ ممالک کے اصحاب علم و فضل  
اس کی شرکت میں داخل ہیں۔ جو برابر اس کے اجلاس  
میں شریک ہوتے ہیں، اور مسلمانوں کے مسائل کے مسئلے  
میں تبادلہ خیال کرتے ہیں۔



# تعارف و تعارف

محمد شمس خان ندوی

شعبان المعظم کے اخیر عشر میں دارالعلوم ندوۃ  
میں سالانہ امتحانات حسب معمول مکمل و امتحان کے انعام  
اپنی انتہا کو پہنچے پانچ سوال تک کے لیے تعطیل کا اعلان  
ہو گیا اور طلبہ اپنی خوشی اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے  
چند سوال کو دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا  
آغاز ہوا قدیم و جدید دونوں ہی قسم کے طلبہ آج کا  
سلسلہ شروع ہو گیا تقریباً نو ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ کے ستائیس  
بعد دارالعلوم میں پھر سے چل پھل شروع ہو گئی اور  
دارالعلوم کی فضا خالق اللہ وقال الرسول کس  
صدائوں سے گونجنے لگی۔

دارالعلوم کا اتفاق ہفتہ

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی حضرت  
اہم صاحب مولانا سید محمد راج حسنی ندوی کے ایما پر  
دارالعلوم میں طلبہ کے سامنے ان کی ضرورت اور  
تعلیمی سال کے آغاز کی مناسبت سے مفتاحہ مختلف  
موضوعات پر ساتہ کلام کی تقریریں ہوتی رہیں ان  
تقریروں میں طلبہ کو ان کا مقام و مرتبہ بھی یاد دلایا  
جاتا رہا۔

پہلے ان تمہیدی طور پر مولانا محمد خالد غازی پوری  
ندوی کی تقریر ہوئی اس کے بعد موضوعات کے اعتبار سے  
تقریروں کا سلسلہ شروع ہوا سب سے پہلے جناب  
مولانا شمس الحق صاحب ندوی نے ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ  
کی تاسیس کا مقصد اور ان کے اشیائے ذات و  
خصوصیات کے موضوع پر نہایت جامع تقریر کی  
جو طلبہ کے لیے ندوۃ العلماء کے مقصد تاسیس کے  
اعتبار سے بالخصوص جدید طلبہ کے لیے چشم کھلتی تھی۔

اس کے بعد استاذ گرامی مولانا عبد الغفار معاذ  
ندوی نے بدلتے ہوئے عالمی حالات اور مدارس کا  
کردار کے موضوع پر تقریر کی، مولانا نے اپنی تقریر  
کا آغاز کلام پاک کی آیت تبارک الذی ہدینا  
للملک الخ سے کیا، اس کے بعد فرمایا کہ:

دنیا کی قیمتی درسگاہیں ہیں وہ خدا کی طرف سے  
ایک نعمت ہیں لیکن آپ کا یہ ادارہ (ندوۃ العلماء)  
دو دنیاؤں سے قابل قدر ہے کیونکہ یہ صرف دینی تعلیم  
و تربیت کا ادارہ ہی نہیں بلکہ یہ ایک دبستان فکر  
اور جدید حالات کی روشنی میں دینی ادارہ بھی ہے۔

مولانا نے ورپ لمر کے حالات پر روشنی  
ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آج ساری دنیا ورپ لمر کے  
اپنا آئیڈیل بنانا چاہتی ہے حالانکہ آج وہاں  
انسانیت ذلت و نکبت کی اس پستی تک پہنچ  
چکی ہے جس کا تصور کرنا نا ممکن ہے اس کے بعد استاد  
متمم مولانا محمد عارف صاحب ندوی نے ۱۱ ذی الحجہ  
ندوۃ العلماء میں ہم اپنا وقت کس طرح گزار رہے  
کے موضوع پر نہایت جامع تقریر کی۔

مولانا نے طلبہ کو وقت کی اہمیت کی طرف  
توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:

جیسے طلبہ یہاں آئے ہیں خواہ وہ قدیم ہوں یا  
جدید وہ سب یہ سمجھیں کہ یہ ہمارا تعلیمی سال ہے  
وہ یہ طے کر لیں کہ وہ اپنا وقت فضول ضائع نہیں  
کریں گے، ہر کام وقت پر کریں گے اور دارالعلوم  
کی طرف سے جو بابت ویاں ان پر عائد کی جائیں گی،  
وہ اس پر عمل پیرا ہوں گے پھر ان شاء اللہ خدا علی انصیب

ضائع نہیں کرے گا۔

دارالعلوم کے یہ پروگرام برابر اسی طرح  
جاری تھے، طلبہ اور ہر روز نئی نئی باتوں اور نئے نئے  
تجربات سے مستفید ہو رہے تھے۔

انہی ایام میں دارالعلوم میں ایک بزرگ  
نہاں (مولانا رشید الحسن صاحب) کی تشریف آوری  
ہوئی ان سے بھی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے کلمات  
سے طلبہ کو مستفید فرمائیں، چنانچہ انھوں نے خوشی  
اسے منظور کیا۔

مولانا نے طلبہ کی توجہ علم کے ساتھ عمل کرنے کے  
طرف مبذول کرتے ہوئے فرمایا کہ: صرف جافنا  
فردی نہیں بلکہ اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے سب  
تک مل جل کر جو امتیازات تک علم حقیقی حاصل نہیں ہوگا  
مولانا نے فرمایا کہ تمہیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ  
اس نے تمہیں ہزاروں لاکھوں، اربوں میں سے انتخاب  
کر کے یہاں بھیجا ہے۔ اس لیے تمہیں اس کی تہنیت چاہیے  
اور ساری دنیا کے لیے نمونہ بننا چاہیے۔ مولانا کی توفیق  
دیر کی گفتگو کا طلبہ پر کافی اثر ہوا۔

آخر میں طلبہ کو اطلاع دیا کہ مولانا محمد  
مولانا صاحب الرحمن صاحب ندوی انہری کے دینے  
و شریعت کے لیے ادب سنی کا سیکھنا ضروری ہے  
کیونکہ جو موضوع پر مطالب فرمایا۔

مولانا نے اس اہم موضوع کی اس انداز میں  
بیان کیا کہ گویا سمندر کے کدوہ میں بند کھدیا ہو۔

مولانا نے فرمایا کہ انسان کو اللہ نے در حقیقت  
آخرت کے لیے پیدا کیا، تخلیق انسانی کا مقصد  
اسی آخرت ہے، اور حصول آخرت کے لیے  
فرد انسان کو اعمال کا مکلف بنایا اور اعمال کے  
حقیقت سے آشنائی علم کے بغیر نہیں ہو سکتی، اللہ  
علم کی اس ذات و مدد پر یہ ہے اللہ ہی تمام  
عروجے زبان جس سے لہنا ہمیں ملے گا اس سے  
یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حاکم حق دین و شریعت پر

بالفعل ہے



## بقیہ۔ حج کے آداب

ترجمہ ۱۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حاجی حلال مال کے ساتھ حج کو نکلتے ہیں اور سواری پر سوار ہو کر کہتا ہے بیک النعم بیک تو فرشتہ بھی آسمان سے اس کی تائید اور تقویت دیتا ہے بیک و صدیک کہتا ہے (یعنی تیرا بیک کہنا مقبول ہے) وہ فرشتہ کہتا ہے کہ تیرا خوش حال ہے سواری بھی حلال ہے اگر حلال مال سے حاصل ہوئے، اور تیرا حج مبرور ہے جس کا یہاں فصل اول حدیث میں مذکور ہے، اور کوئی بادل چھ پر نہیں اور جب آدمی حرام مال کے ساتھ حج کو جاتا ہے اور سواری پر سوار ہو کر بیک کہتا ہے تو فرشتہ آسمان سے کہتا ہے کہ نہ بیک نہ صدیک یعنی تیری بیک کہنا مقبول ہے تیرا خوش حال ہے تیرا خرچہ حرام ہے تیرا حج معصیت ہے یہ حج مبرور نہیں۔

ف۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب آدمی حرام مال کے ساتھ حج کو جاتا ہے اور بیک کہتا ہے تو اللہ جل شانہ کا پاک ارشاد ہوتا ہے کہ تیری بیک نہیں یہ مردود ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہ کا پاک ارشاد ہوتا ہے کہ یہ حج تیرا مردود ہے یعنی مقبول نہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اس کا حج لہیت کہ اس کے منہ پر مالدیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص حرام کالے کے ساتھ حج کو جاتا ہے اس کا سفر اللہ کی احاطہ میں نہیں ہے اور جب وہ سواری پر سوار ہو کر بیک کہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ نہ بیک نہ صدیک تیری کالی حرام تیرا لباس حرام ذکر حرام کالی سے تیار کیا، تیری سواری حرام تیرا خوش حال تو ایسے حال میں لوٹ کہ تھک پر واپس ہے اور کوئی کافر وہ اپنے ساتھ لیتا جاتا اور جب آدمی حلال مال کے ساتھ حج کو جاتا ہے اور سواری پر سوار ہو کر بیک

کہتا ہے تو فرشتہ بھی اس کے ساتھ بیک و صدیک کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تیری کالی حلال ہے تیرا لباس حلال ہے، تیری سواری حلال ہے تیرا خوش حال ہے حج مبرور ہے ساتھ داپس ہو تھک پر کوئی بادل نہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حج کیا تو صفحہ مروجہ کے درمیان وہ بیک بچے ہوئے وقرے تھے کہ آسمان سے آواز آئی بیک عبدی انا ملک (میرے بندے میں بھی بیک کہتا ہوں اور تیرے ساتھ ہوں) پس حضرت موسیٰ علیہ السلام صبر میں گر گئے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ فصل اول میں گذر چکا ہے کہ جب احرام باندھا تو بیک کہنے کے وقت چہرہ زندہ ہو گیا اور بدن پر کبھی آنکھی اور بیک نہ کہنے کے کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کہ مجھے وہ ہے کہ اس کے جواب میں آلا بیک "نکہہ دیا جائے کہ تیری بیک مبرور نہیں۔ اگرچہ فقہاء کے نزدیک حج فرض اس سے بھی ادا ہو جاتا ہے لیکن وہ حج مفیل نہیں ہوتا اور اس حرام کا گناہ مستقل علاحدہ رہتا ہے ہر لوگ اس میں بہت تساہل اور غفلت کرتے ہیں انجائنت اور زور کے قہور پر دوسروں کے مال پر ظلم سے بغض کرتے ہیں اور دل میں خوش ہوتے ہیں کہ کسی کی مجال ہے جو ہم سے مطالبہ کرے یا ہم پر الزام قائم کر دے لیکن کل جب ہر مظلوم قوی ہوگا اس وقت کہنے اس ظلم کی حقیقت واضح ہوگی جب ایک دانی جو تقریباً دو پیسے کے برابر ہوتا ہے اس کے بدل میں سات مظلوم نازیں ادا کرنا جس کی حالانکہ اتنی مقبول نازیں شاید ہمارے پاس ہوں بھی نہیں لیکن فی وہ پیر یہ ادائیگی قیامت میں کرنا پڑے گی (دشانی) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے دریافت کیا کہ جانتے ہو مطلق کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ تو مطلق اس کو کہتے ہیں جس کے پاس مال و متاع نہ ہو مگر حضور نے ارشاد فرمایا کہ مطلق تو وہ ہے جو قیامت کے دن

بہت سی نازیں دے دے وغیرہ لے کر کہے لیکن کسی کو دنیا میں کیا دیا دی نہیں کسی پر رحمت لگائی تو کسی کا مال کا کیا تھا۔ کسی کو مارا تھا۔ قیامت میں اس کی نیکیوں میں سے کچھ اس نے لے لیا کچھ اس نے لے لیا اور جب نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان مظلوم لوگوں کے گناہ اس کے ظلم کی بقدرے کہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر جب نیکیاں ختم ہو گئیں اور گناہ اپنے علاوہ دوسروں کے بھی سر پہ گئے تو اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ جس کے ذمہ کسی دوسرے کا حق ہو، اگر مرد بڑی کا ہو یا کسی اور قسم کا وہ آج دنیا میں صاف کر لے قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں روپیہ پیسہ آدمی کے پاس نہ ہوگا اگر کوئی ایک عمل اس کے پاس ہے تو اس سے ظلم کا بدلہ دیا جائے گا اور اس کے پاس ایک عمل نہیں ہے تو مظلوم کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں حضور پاک کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایک پشت زمین کسی دوسرے کا ظلم سے چھین لے گا قیامت کے دن وہ صحر سات زمینوں تک طوق بنا کر اس ظالم کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ) اس کا جتنا بوجھ اور وزن گردن پر پڑے گا وہ ظاہر ہے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ رہے تھے اس میں حضور کے سامنے جنت اور دوزخ کے احوال ظاہر ہوئے تو حضور نے جہنم میں ایک عورت کو دیکھا جس نے کسی بچی کو دنیا میں باندھ رکھا تھا اور اس کے کھانے کی خبر گیری میں کوٹا بچی کی جس کی وجہ سے اس کو عذاب ہو رہا تھا کہ اس نے اس کے کھانے کی خبر گیری اور ذرا اس کو آڑ دھجھوڑا کہ وہ اپنے آپ زمین پر گر جائے پھر وہ اس سے بھرتی نہ ہو سکا۔ (مشکوٰۃ) جو لوگ جانوروں کو ہاتھ میں اور سانپ پالتے والوں کو اپنے کاروبار میں خیال بھی نہیں رہتا۔ ایک حدیث میں حضور پاک کا ارشاد ہے کہ قیامت میں بدترین شخص

ڈاکٹر سید طفیل احمد مدنی

جہیں سید محمد رفیعؒ نے ہر چشم گریاں ہے  
نہیں وہ خانہ غرضِ نظم و خوش الحلق و خوش طبع  
وہ چشمِ دم و چراغِ خانہِ جعفر علیؒ بے شک  
رفیقِ بوالحسن، مددِ ثانی کا قہار، مکتب  
بہت سی خوبیاں ایسی تھیں اس مردِ جاہد میں  
خدا کا نیک بندہ، حاملہ اپنے خالق سے  
اطلا سارے عیسٰی و خالد و عمار کے سرے  
محمدؐ، انتبا علیکین، عبداللہؐ و نجیدہ  
الہی مبرر دے مرحوم کی بیوی خدیجہ کو  
یہ صالح خانوادہ منسلک ہے سید احمدؒ سے  
محمد رفیعؒ کے خوش نامہ اعمال کا بدلہ

کردل اس رعبِ جال کا ہر سب کا پر فیصلہ ہے  
تو اب شیلِ کتب خانہ پر لگتا ہے کہ دبر ال ہے  
نظم کا یہ نگہش جہن کی خدمت سے گھٹا ہے  
جہاں میں جن کا علم و فضل اور تقویٰ نمایاں ہے  
کہ جن کا محترفِ بندوے کا یہ سارا گھستا ہے  
کہ انساں دار فانی میں تو بس کچھ دن کا جہاں ہے  
عبد اللہؐ کی ہر آرزو بھی حق میں غلط ہے  
سید و طاہر ہو کوئی اہم ہے حدو پایاں ہے  
کہ اب تیرے سوا دنیا میں اس کا کوئی ٹھکان ہے  
عمل میں اس نے تقویٰ ہے، دل میں خوفِ بڑا ہے  
یقیناً خلد میں قربِ شہنشاہ و رسولان ہے

پھر ساتھ باندھ کر مسجد میں لے گئے پھر سر جھکا کر  
تقسیم کر کے اور پھر زینب پر ہاتھ رکھ کر اپنی نانی زینبی  
اور جوگنا اظہار کر کے اور آفا کی بڑائی کا زبان سے اقرار  
کرنا رہے۔ اور کوئی قول و فعل اس کی بڑائی اور اپنے  
جوگنے خلاف نہ ہوا اس نوع میں سکون و وقار کی جتنی پہچانی  
کی جائے گی اس کے شایان شان ہوگا کسی ایسے ہی نازکے  
پے بھی لگ چکا کر دہ ہے۔ نماز کے اختتام میں بیٹے ہوئے  
بھی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر بیٹنا کر دہ ہے نماز میں  
انگلیاں چٹھانہ کر دہ ہے یہ ضرورت کا نشانہ کر دہ ہے  
حتمی کر لودھر نظر کرنا کر دہ ہے یہ توبہ یعنی کمزوری  
امیٹ سے کھڑا بیٹنا کر دہ ہے ایسے ہی بدن پر کپڑا اٹھانا  
کر دہ ہے یہ عبادت نماز میں بات کرنے سے ضائع ہو جاتی  
ہے وضو ٹٹ جانے سے جاتی راجی ہے حتمی کا اعتبار  
اور یہ ارادہ بھی افسوس بیٹنے سے ضائع ہو جاتی ہے حتمی کر  
سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھ جانے سے ضائع  
ہو جاتی ہے اس پے کر یہ بھی سکون اور وقار کے خلاف  
ہے حق تعالیٰ تعذیب کے ساتھ دوسرا تعلق محبت اور  
مشتی کا ہے کر دہ مرتلے ہے منہ پر محسن ہے لور جمال  
و کمال کے جتنے لوصاف ہو گئے ہیں ان سب کے ساتھ متصف  
ہے ادھر ہر آدمی میں نظری طور پر محسن و محبت کا  
نور موجود ہے۔

دملے مغفرت پر غم کرتا ہوں کلام اپنا  
یہ مروجین کے حق میں شمار اہل ایسا ہے

**گدارش منکرو :-** والد معظم غائب مولانا عبدالغفور رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کتب خانہ کی ذمہ داری والہ علوم کی طرف سے مختلف اور متنوع اسفار اور بعض اہل تعلق حضرت کے عزیز خزان و معزز کی دوران تعلیم و لاعلمی میں نگرانی اور سرپرستی کی وجہ سے مختلف افراد اور اداروں سے مالی لین دین کے بارگاہ کار تھانہ قائم تھیں جو حیات اور تمام اہل تعلق حضرت سے درخواست ہے کہ اگر ان میں سے کسی کا بیان کے علم میں کسی ادارہ یا فرد کا والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ سرکاری یا ذاتی کوئی حق نکلتا ہو تو ہمیں براہ راست یا بذریعہ جو محلات مطلع فرما کر ذمہ اللہ اللہ بھیجیں، ہم بیان کے مخون ہوں گے اور انشاء اللہ ادائیگی کی سہادت حاصل کر دیں گے۔

محمد عبید اللہ الأسعدی و پیاداران

ہی میں قیام پذیر رہے کہ مگر طبیعت ناساز رہی ضعف  
بہت رہا اسی لیے اس میں عائد ظلم کی تقریر نہیں ہو سکتی

(بقیہ) شب و سحر و روز

عمل کرنے کے لیے عربی زبان و ادب کا سیکھنا نہایت ضروری ہے۔

الحمد لله دار العلوم کا یہ رفعتی پمدگارم حسن خوی  
بنی انہماکو جوہر نجا اور اب باقاعدہ تعلیمی گھنٹوں کا  
سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

اسی اثنا میں حضرت مولانا مظہر العالی دارالعلوم

فتوح اکرام کی حقیر آیت اور حادثہ نوبی دینی  
 سلوات میں ملنا اور عیسٰی کیلئے کھانے کی بات اور اس کا  
 اصرار آپ پر فرض ہے لہذا میں حقارت پر آیت صحت  
 ہوں ان کو کہ سلامتی طریقہ کے مطابق یہ فرض سے غلط ہو سکتا ہے



# تعمیر حیات

پندرہ روزہ لکھنؤ

بجلی کی صحافت و نشریات دارالاعمالیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۳۳ ۱۰ اپریل ۱۹۹۶ء مطابق ۳۱ ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ شماره نمبر ۱۱

## زرتعاری

سالانہ ————— ۱۰۰ روپے  
 فی شمارہ ————— پانچ روپے  
 بیرونی ممالک فضائی طرک :-  
 ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک  
 ۵ روپے  
 بیرونی ممالک بحری ڈاک :-  
 بحری ڈاک جملہ ————— ۱۰ روپے

## خط لکھنا

خط و کتابت اور ذمہ آؤ ذکر سے وقت کو اپنا پیغام سب، پیغمبر کی خبر کیساتھ  
 مکمل نام پر مہر و جوڑ بھیجیں، خریداری نمبر  
 ہر ہفتہ کی سب پر کچھ ہوتا ہے اگر آپ  
 جدید خریداری تو اس کی حرات ضرور  
 کریں اس سے فرتی کارروائی میں آسانی  
 اور جلدی ہوتی ہے۔ ————— منجھ  
 حامد

## مشاورت

مولانا ندوۃ العلماء ندوی۔ مولانا محمود الازہار ندوی  
 مولانا سلمان حسینی ندوی۔ مولانا محمد خالد ندوی  
 مولانا عبدالرحمن ندوی۔ مولانا محمد رفیع ندوی  
 ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

## مکرمات اعلیٰ

مولانا معین الدین ندوی  
 مدیر مسئول  
 شمس الحق ندوی

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ  
 پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب  
 کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ  
 چندہ مبلغ متبادل پنے ہدیہ میں آؤ دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

## خط و کتابت کا پتہ

میں تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷ یو پی  
 ڈانٹ سکرٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ  
 پر ہدایت کریں

ہر ممبر شاہد مجلس نے ہر کچھ آفٹ میں بیج کر کے دفتر تعمیر حیات و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ میں شائع کیا



# اسٹیمائری میں

شرائط ایجنسی

- ۱۔ پانچ لاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جانی۔
- ۲۔ فی لاپی ۷ روپے کے حساب سے ضمانت پیشی رواد کرنا ہوگی۔
- ۳۔ کمیشن جو اپنی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

- ۱۔ تعمیرات کافی کالم فی سیٹمی میٹر R. 20/-
- ۲۔ کمیشن تعدلات اشاعت کے مطابق ہوگا اور ڈرنیہ پرنٹیشن ہوگا۔
- ۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیسرون ملک کائنات

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.  
P.O.Box No. 842  
MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)

ملینہ منور

Mr. M. AKRAM NADWI  
O.c.i.s.  
St. CROSS COLLEGE  
Oxford OX1 3TL - U.K.

برطانیہ

Mr. M. YAHYA SALLU NADVI Sb.  
P.O.Box No. 388  
Vereniging  
(S.AFRICA)

سافوٹھ افریقہ

Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.  
P.O.Box No. 10894  
DOHA - QATAR

قطر

Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.  
P.O.Box No. 12525  
DUBAI -(U.A.E.)

دبی

Mr. ATAULLAH Sb.  
Sector A-50, Near Sau Quater  
H. No. 109 Town Ship Kaurangi  
KARACHI-31 (Pakistan-)

پاکستان

Dr. A. M. Siddiqui Sb.  
98- Conklin Ave  
Woodmere  
New York 11598 (U.S.A.)

امریکہ

۲	ڈاکٹر سید محمد رفیقان اعظمی ندوی	درس حدیث
۵	شمس الحق ندوی	ملک کی جڑوں کی بولی صد نکال
۷	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	دعوت ایمان
۱۰	مولانا برہان الدین سنہلی	مسافر کے اصلاح
۱۳	مولانا محمد خالد ندوی	عشر ذی الحجہ کا پیغام
۱۵	مفتی سید عبدالرحیم لاہوری	مدرسی
۱۹	مولانا سید محمد رابع ندوی	مولانا محمد عبدالحق ندوی
۲۱	ماخوذ	فتحوں کی برکت
۲۴	پروفیسر رمی احمد صدیقی	سیرت سید احمد شہید
۲۷	مید اشرف ندوی	عالمی خبریں
۲۸	محمد طارق ندوی	سوال و جواب
۲۹	حبیب بستوی	دینی مدارس کے طلبہ
۳۱	ارشاد اعظمی	مطالعہ کی منزل

شمس علی نقوی

ملک کے بگوتے ہوئے صورت حال

اخطار

# اسباب و محرکات

جب ہم بدیسپول کے حکومت سے تو بہت ذلیل و سواتھے، بدیسی ہم کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، حقیر دے و قوت سمجھتے تھے، ہمارے ساتھ ہر طرح کا توہمی اکیز سلوک روا رکھتے تھے، جب ان کو یہ خیال ہوتا کہ یہ ہندوستانی آمر متحد ہو کر ہمارے خلاف ہو گئے تو پھر ہمارا بستر گول ہو جانے لگا، اس وسیع و خداداد ملک سے نکل کر پھر اپنے ملک کے تنگ دائرہ میں پہنچ جائیں گے، لہذا وہ ہم کو آپس میں لڑانے کی اسکیم تیار کرنے اور لڑاتے رہتے اور حقدار اور مصنف بن جاتے، انھوں نے ہم کو خوب لڑایا، خوب مارا، خون خرابہ کیا، ہماری عورتوں کی عزت لوٹی، جوانوں کو موت کی نذر سلا یا، اس نے کروہ انسان بنا دینا تھا، اپنی دزدانہ گہرہ ہڈ ڈالنے کی غرض سے انھوں نے ایسی تاریخ لکھی جس میں انسانیت کا پیام سننے والوں کو دینہ ثابت کیا گیا۔

وہ اپنی اس حال میں کامیاب رہے اور نہ صرف یہ کہ وہ بہاں کے باشندوں کو لڑاتے اور حکومت کرتے رہے بلکہ انھوں نے ہمارے اندر سے غربت و بخلیت کو ختم کرنے کے لئے ایسا نظام تعلیم جاری کیا جس میں محبت و انسانیت کا شائبہ نہ تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم آپس ہی میں ایک دوسرے کا خون بھی بہانے رہے، ذہنی و فکری لحاظ سے بھی داناوت و بدیسی کے گہرے خا میں گرے چلے گئے، مسلسل سو سال تک پیتے رہنے کے بعد ہم میں کچھ ایسے افراد پیدا ہوئے جنھوں نے اپنے ہم وطنوں کو بیدار کر کے آزادی کی جنگ شروع کی، جنگ نے طول پکڑا، بہت قربانیاں دینی پڑیں، جیلیں بھریں، تختہ دار پر بھی چڑھے اور بہنوں کے نو ٹوروں کی کوڑا کران پر پہنچا دیا گیا، مگر اہل ہند کی عزت جال اٹھی تھی، اس نے اب کوئی طاقت ان کو دبا نہیں سکتی تھی، بالآخر یہ قربانیاں رنگ لائیں اور پھر یہ ملک چھوڑ کر جاتے ہی جی معزہ نہایت ہی سکارے جاتے جاتے بھی وہ ہم پر ایسا دار کر گئے کہ اس کی شیس سے ہم آج تک تلا رہے ہیں اور زخم یہ کہ کسی طرح مدد ملتا نظر نہیں آتا۔ وہ دار تھا ملک کو ہندوستان و پاکستان کے نام سے دو حصوں میں تقسیم کر دینا، آنا تو سب لوگ جاتے ہیں، اور یہ کہانی بندہ آگست کی تمام ملکی تحریکات اور اجالات میں ضرور ہی دہرائی جاتی ہے۔

لیکن سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ ہمیں پوچھا گئے اس کو کہ یہی لوگ محسوس کرتے ہیں حالانکہ یہ دنیا زمند مل ہونے والا زخم ہے جس سے مسلسل خون بہہ رہا ہے اور جو ہمیں کسی طرح چین و قرار نہیں لینے دیتا، اندوہ ہے مگر اہل کین تعلیمات اور انجی تہذیب کے دلدیو ہمارے اندر ایک دوسرے کے خلاف نفرت کا بیج بونہا رہا ہے ان کے بعد حکومت سے ہم ہندو مسلم اور ہندو مسیح کے نام پر برابر لڑتے رہے اور ان کے جانے کے بعد اس سے کہیں زیادہ خون بہایا جا چکا ہے سب سے بڑی بات جی حد تک مسلمانوں ہی تک محدود تھی کہ وہ اصل فریق بنائے گئے تھے۔

کچھ اہل نظر اور درمند حضرات نے ہمارے وطن کو مطمئن کرنے سمجھانے بھانے کی بڑی کوشش کی، انسانیت کا سبق پڑھایا مگر جو کہ ان بدیسپول کے حامی سے انسانیت گہری ہندو سبھی تھی، اس نے یہ اکاڑیں صدارت مہر انابت ہوئیں جس کا یہ نتیجہ ہونا ہی چاہئے تھا کہ مظلوموں کی آہ و بھلائی کو مردہ بنائی جائے اور یہی ہی محبت و انسانیت کو ختم کر دے جاتے اور اس حال تک پہنچا کہ پوچھا کہ کتنے ذات و دھار دوسرے کے نام پر جھگڑنے شروع ہو جائیں گے، نہایت زیادہ علاقہ نیٹے کے نام پر اساتذہ فاضلے ہمارے ہمارے سے بھگتے جڑ کر مرضہ اپنے ذات اور مفاد پر دوسرے چاہے پورا ملک ڈوبے جائے اس کے کٹے ٹکڑے نہ ہو، جسے کو ہم میں وقفے وقفے کے اندر دیکھ رہے ہیں۔ اب ہمارا ملک پانچ لاکھ آدمی کے درجہ کو پہنچ گیا ہے مگر جو مختلف عنوانوں سے فخر و فدا کی آہ بھوک رہی ہے ملک کا جس سے بڑا کوئی لپٹے کو فخر محض ہے کچھ ہمارے جو لوگ حفاظت کے لئے مقرر ہوئے ہیں وہ ملک کا ناقابل اعتبار ہوتے چاہے ہیں، وجود ہی ہے کہ جب یہ حفاظت کا معصوم و بے گناہ، اس کے اور جو لے لے جانے لوگوں کو مائدہ ہے تھے اور ان کا خون چوس رہے تھے تو ان کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا گیا، ان کی کوئی تربیت



حضرت مولانا سید ابوالحسن علی مدظلہ

## دعوتِ ایمان اور پیامِ انسانیت

دعوت کی خاصیت

دوستو! اور بھائیو! آج میں آپ کی خدمت میں دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس طرح اشیاء میں خاصیتیں پیدا کی ہیں اور وہ ہزاروں بلکہ شاید لاکھوں برسوں سے چلی آ رہی ہیں، انہیں ہم نے انقلابات کہنے، مسطرتوں کے پردے میں دیکھ لیا ہے، لیکن ہم نے ان میں جو خاصیتیں لگاؤنی اور جو نہ تھا یہ بھی لکھا ہوتا ہے کہ کبھی شام اور ہندوستان کی سرحد ایک تھی، مصر اور ہندوستان کی تہذیب میں جو مماثلت پائی جاتی ہے ان کے عقائد میں بلکہ خزانہ تک میں جو اشتراک ہے اس سے لوگوں نے اندازہ کیا ہے کہ کسی زمانہ میں مصر و ہندوستان فرمیتے اور یہ ایک تختہ واحد پر ہوا ہے وہاں ایک چلا گیا تھا یہ سب انقلابات جوئے زمین اللہ تبارک و تعالیٰ نے اشیاء میں جو خصوصیات رکھی تھیں وہ آج تک چلی آ رہی ہیں، پانی آگ بجھاتا ہے، آگ جلاتی ہے، سنسکرت اور عربی کے متنی نسخے یہاں یہ کام تمام کر دیتی ہیں، سردی گرمی کے وہی اوصاف ہیں اور انسانوں کو کھانے کی ضرورت ہزاروں لاکھوں برس سے ہے، غریب سے پالا جاتا ہے، انسان کے لئے اس کے ماحول میں جو چیزیں رکھ دی گئی ہیں ان سے اس کا تعلق بہت قریب ہے، اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے اخلاق میں، اعمال میں اور خصوصیات میں تاثیر رکھی ہے۔ ایمان میں اس کے چاہئے تعلق کی صفت رکھی ہے، ایمان پاد میں، اپنے ذکر اور اپنی خدمت میں، تو یہ ہیں جو خصوصیتیں دیکھ کر لاکھوں برس سے ہے اور اگر ابھی دنیا کے عقور میں نظر آتا

برس باقی رہنے پر تو یہ خاصیت رہے گی۔

تاریخ کا کسی ایک شہادت سے نہیں معلوم ہوتا کہ ان اخلاق، اعمال اور عقائد کی خاصیت کسی زمانہ میں کبھی آئی تھی، تاریخ تو کیا جانتی کوئی صحیفہ آسمانی نہ تھا کہ تو حید میں جو خاصیت ہے وہ کبھی شرک میں تھی جو نیک اعمال میں خاصیت ہے کبھی بد اعمالی میں تھی جو بد اعمالی میں خاصیت ہے وہ کبھی بے دردی میں تھی جو عدل میں خاصیت ہے کبھی ظلم میں تھی کوئی آسمانی صحیفہ یہ نہیں بتاتا، تو ریت ہو، الجیل ہو، صحن ابراہیم ہو، زہر ہوا اور پھر آخری صحیفہ قرآن مجید ہو، سب یہی بتاتے ہیں کہ ایمان میں تو حید میں نیک اعمال میں، عبادت میں، عدل میں، انصاف میں، ہمدردی میں محبت میں ہے، جب یہ حقیر اشیاء جو انگلیوں سے مسلی جاسکتی ہیں، پیروں سے روندی جاسکتی ہیں انہیں استعمال کر کے انسان نہایت خلب حالت میں پہنچا سکتا ہے جس کو جانور چرہ لے جاتا ہے، لکھا جاتا ہے، جان کو پانی پہلے جاتا ہے ان میں یہ خاصیت ہے تو وحشی جو خدا سے اور اس کی ذات حالی سے تعلق رکھتی ہیں ان میں یہ خاصیت کیوں نہ ہوگی۔

## صفات میں تغیر یہاں کیجئے

میرے دوستو! اور بزرگو! اس بات کو بھی جاننا چاہئے کہ ہمارے اور آپ کے لئے دنیا میں حالت کا عزت کا اور مخالفت کا راستہ اس کے سوا نہیں ہے کہ ہم خدا کے پیغمبروں کی تعلیمات پر چلیں اور اپنے اندر وہ صفات پیدا کریں جن سے تعلق خدا تعالیٰ سے ہوگا۔  
وَأَن تَجْعَلُوا لِلّٰہِ الْغَنَیَّیْنَ ذِلَّةً

جَعَلُوا لِلّٰہِ الْغَنَیَّیْنَ ذِلَّةً

بے شک ہمارا ہی لشکر غالب کئے والا ہے بے شک

ہمارے ہی لشکر کی مدد کی جائے گی۔

وہ اخلاق پیدا کریں جو دلوں کو کھینچے ہیں جو دشمنوں کو دوست بناتے ہیں، ہمارے اندر بھی یہ صفات پیدا ہوں کہ خدمت کا جذبہ پیدا ہو، ہمارے اندر دند پیدا ہو کہ یہ کیا ہو رہا ہے ہم اپنے اندر سے حمد کو نکال دیں، کینہ کو نکال دیں، خود غرضی کو نکال دیں، ہماری سطح بلند ہو جائے، ہم مال و دولت کے پرستار نہ ہوں ہم تو گریہوں اور آسمانوں کے عبادت گزار نہ ہوں، ہم عروج و اقبال، طاقت و دبدبہ اور اقتدار کے پیاری اور غلام نہ ہوں، ہم ان اہم اوقات اور موقع پرست نہ ہوں، ہم مسیہ پر جان دینے اور جان لینے نہ ہوں، یہ اخلاق اگر ہم اپنے اندر پیدا کریں گے تو سامنے عالم کی کیفیت بدل جائے گی اور ہم خدا کے محبوب بن جائیں گے اور پھر آسمان سے صدا آئے گی کہ مجھے اپنے ظالم بندہ سے محبت ہے تم بھی اس سے محبت کرو، اس سے جڑھ کر کوئی شمشیر، اس سے جڑھ کر کوئی تلوار پھیر کر اسے اور دیا اللہ کے لئے کہ وہ ہم مسلمانوں تک نہ کبھی تھی اور نہ کبھی چھوٹی کوئی سیاحی رہتا کوئی دنیا کا فلسفی نہ تھا کہ آپ کو اس سے بہر مشورہ نہیں دے سکتا اور کسی کے مشورہ سے آپ کو وہ فائدہ نہیں ہو سکتا جناب کو خدا کے پیغمبروں کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے سے۔ یہ عالم بہت وسیع ہے اور اس کی کثرت میں اتنا انتشار ہے اور اس میں اتنی چیزیں اتنی اکابرانہ ہیں ہیں کہ آپ ان کو سمجھ نہیں سکتے آپ ایک شہر کی ایک عورت کی، اکائیوں کو نہیں سمجھ سکتے، اسی کثرت میں آپ کا ہمت پیدا کر رہا، اسی کثرت میں اگر اسی ذات واحد سے آپ کا تعلق پیدا ہو جائے اور اس کو آپ اپنا بنالیں تو پھر سدا عالم آپ کا بن جائے گا محبت میں جب تک تغیر نہ ہوگا حالت میں تغیر نہ لگے گا آپ





اسے خیر و بد، ایم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانی  
ہیں، ہم یہاں جہاد کی جہان جاتے ہیں، ہم یہاں بیٹھ کر  
اللہ کا کھانا کھاتے ہیں اور اللہ کی حکومت قائم  
کرنا چاہتے ہیں، ہمیں کوئی جان باری ہو فلاں وقت تک  
صلوات ہے چلا جائے اور اگر وہ سب کا تو اس کی جان کی  
خیر نہیں، لوگو! نہ کہ اللہ العظیم ہم سے اپنی آنکھوں  
سے دیکھا ہے کہ جتنا بھانجا جلا جا رہا ہے، اور اس کی وہ  
اپنے بچے کو گود میں لے لو سب سے، بغل میں دبائے ہے  
اور بھائی چلا جا رہی ہے خودی کا دیر میں میدان صاف۔  
برہقان کا طریقہ انھوں نے نیک با خدا کے حکم  
سے تفریق کیا اللہ اس کے بعد اس پر ثابت قدم ہے۔  
ان کا طریقہ یہ نہیں تھا کہ اعمال کا تقاضا پورا ہے تو یوں  
ہو جاؤ پھر تقاضا پورا ہو تو یوں ہو جاؤ، فلاں پارٹی  
جو اس کرو، وہ دل بدلی نہیں کرتے تھے اور دل بدلی  
بھی نہیں کہتے تھے، نہ وہ دل بدلتے تھے اور نہ دل بدلتے  
تھے، ایک دل اور ایک دل، یہ صفات میں تفریق۔

### ہندوستان میں ہیں کس طرح رہنے

مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ اگر ہندوستان میں  
رہنے، عزت کے ساتھ رہنا ہے، جمہوریت کے ساتھ  
رہنے، تو یہ رستے جو رستے کب تک رہیں گے، یہ حالت  
جنگ کہاں تک قائم ہے گی کہاں تک یہ شکوے خصایت  
کہ ہمیں جبر ہے، جیسے بعض بچے ہوتے ہیں، احساس  
کسری کے مرتب ہوتے ہیں، وہ جلتے ہیں ہمیں جبر ہے  
ہیں، ادھیچ ہیں جبر ہے، بعض کچھ جبر ہے جبر ہے  
ہیں، یہ ایک نفسیاتی مرض ہے اس میں خدا سا جو جانا  
خدا کو دیکھتے ہیں جبر ہے، کوئی کہے ہے جبر ہے  
ہے اور کوئی جبر ہے، کوئی کہتا ہے نام ہے جبر ہے  
ہے لہذا یہ جبر ہے، تو ہم کب تک ہندوستان  
میں خسرے لگتے، آہستہ آہستہ کہے ہیں پریشان کرتے  
ہیں یہاں کی صورت یہ ہے کہ ایک تو اپنے اندر صفات  
میں تفریق کر رہا ہے کہ اپنے اندر ایمان پیدا کر رہا ہے

پیدا کر رہا ہے، اخلاق حسنہ پیدا کر رہا ہے، ہمارے دوست  
ناصر الصودی نے بڑی اچھی بات کہی کہ اگر آپ کے اخلاق  
درست ہیں، اور آپ کے معاملات درست ہیں تو لوگ  
آپ کو دیکھ کر کہیں گے کہ ان کا دین بھی اچھا ہے، اللہ  
انھوں نے یہ بات بھی خوب کہی تھی کہ اکثر لوگ سلفی نظر  
کے ہوتے ہیں، زیادہ گہرائی میں نہیں جاتے، وہ ادنیٰ کو  
دیکھتے ہیں، کتاب پڑھنے کی کفر ہے، فرصت ہوتی ہے یہاں  
جو لوگ مسلمان ہوتے وہ مسلمانوں کو دیکھ کر مسلمان ہوتے  
تھے، انھوں نے خواجہ معین الدین چشتی کو دیکھا تھا،  
خواجہ معین الدین چشتی قطعاً مصنف زلف، چشتی حضرت  
رہتے ہیں کہ خواجہ محبوب الہی حضرت نظام الدین لودھی  
نے فرمایا ہمارے بزرگوں نے کتاب نہیں لکھی، زمین کتاب  
کی نسبت خواجہ معین الدین چشتی کی طرف ہے، وہ صحیح،  
زمین کتاب کی نسبت خواجہ قطب الدین گنگوہی کی طرف  
ہے وہ صحیح، زمین کتاب کی نسبت خواجہ فرید الدین  
گنج شکر کی طرف ہے وہ صحیح، خواجہ نظام الدین  
لودھی اُسے بھی کتاب نہیں لکھی، ان حضرات نے تصنیف  
و تالیف کے ذریعہ اور تقریر و خطابت کے ذریعہ دلوں کو  
نہیں جیتا، انھوں نے اپنے اخلاق سے جیتا ہے، قرآنی  
سے ارتداد سے کسی سے جتنے دلسے تھے جیت سکتے تھے لیکن  
ہمارا دل، ادب لگے، غصہ نہ لگے، لگائی سنی، کسی نے  
لوٹ لیا، جو رہی کی تو اس کو حاف کر دیا، عزیز کا بچا  
اور دوسرے لگے، اس کو سیزے لگایا، دوسروں کو کھڑک  
خود کھایا، باجھو کہ سب یہ اخلاق تھے جنھوں نے دلا  
کو کھینچا ہے اور انھیں اخلاق نے، انھیں صفات نے  
اندویشیا میں بھی اپنا کام کیا ہے، سارا اندویشیا محبوب  
تاہرول کے اخلاق دیکھ کر یا صوفیائے کرام کی کدھانیت  
دیکھ کر مسلمان ہوا اور آج تک کوئی سراغ نہیں لگا سکا  
کہ اندویشیا میں یا جیس میں کوئی اسلامی لشکر لگا ہوا،  
اسلامی لشکر ان دور حداثہ صفات تک گیا ہی نہیں ہوا  
آج دیکھ لیجئے ہندوستان میں جن مخالفت ہرماں ہر کس  
میں مسلمانوں کی حکومت قائم رہی وہاں آج تک مسلمان

اقلیت میں ہیں، یہ آپ کو پنی کا صوبہ، مدھیہ پردیش کا  
صوبہ، بہار کا صوبہ اور راجستھان میں ان سب جمہور میں  
اسلامی حکومت قائم رہی، خاص دلی میں مسلمان پیشہ  
اقلیت میں ہے، لیکن مسلمان اکثریت میں کہاں ہیں یا غیر  
میں ہیں جہاں ایک اللہ کا بندہ، امیر کبیر سید علی ہدایت  
تشریف لائے اور سارا کشمیر ان کے ہاتھوں پر مسلمان  
ہو گیا، اسی طرح بنگال ہے خاص طور پر مشرقی بنگال  
سارا کاسا صوفیائے کرام کے حساب میں ہے۔

تو اخلاق بدلنے کی ضرورت ہے یعنی بیکہ آپ عزت  
لے کر کھڑے ہوں اور اپنے درمیان بھی دعا میں نہیں مسلمانوں  
کو آپ تبلیغ کریں تاکہ آپ کی بات کا مسلمانوں میں قبول  
ہو اور آپ مسلمانوں پر اثر انداز ہو سکیں اور مسلمانوں  
میں اصلاح کا کاروبار، تحقیق باللہ کی رحمت ان کے  
اخلاق درست ہوں، وہ نہ تو نہیں، تو پہلے تو مسلمانوں  
میں ضرورت ہے پھر مسلمانوں کو ضرورت ہے کہ کہاں  
علمی انداز میں تبلیغ کریں، اس طرح دعوت دینے  
کے کہ آؤ مسلمان ہو جاؤ، اپنے اخلاق سے ان کے قلب  
میں، ان کے دل میں جگہ پیدا کریں چاہے اور ہمدردی کا  
جذبہ کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں وہ ملک ڈوب نہ جائے۔

### ظفر اللہ زہدیت

اب مسلمانوں کی ذہنیت ایسی ہو گئی ہے کہ کوئی سیرا  
بھی آتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں جولو آجھا ہوا یعنی ہا  
پریشانی ہو چیک ہے، کہیں آگ لگ جاتی ہے تو خوش  
ہو جاتے ہیں اور اب ایسی ذہنیت بہت ہو گئی ہے کہ  
اگر کرکٹ میں، یا کسی ملک کی فیم بار جائے تو خوش  
ہوتے ہیں تو کسی اسلامی ملک کی ہرمت جاتے تو خوش  
ہوتے ہیں، یہ بالکل ظفر اللہ زہدیت ہے، اس سے کام  
نہیں لے لیا، کچھ ہمدردی آکھیں پیدا ہوئی چاہئے  
کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں اس سے ہمیں ہمدردی  
ہو، دیکھئے اگر آج ہمارے اسلاف کرام نے اس ملک  
کو نہ بنایا ہوتا، نہ سونا ہوتا تو آج ہم اس ملک کو

مطالع محمد بن ابی الدین بن سخی، ان تاز حدیث و تفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء، مکتبہ

سب واقف جانتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے جس کی تفصیلات و ہدایات انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں پسیدائش سے لے کر وفات تک جتنے مراحل آتے ہیں ان سب کے لیے احکام و ضوابط موجود ہیں اس وقت ان تمام احکام کا بیان اور پیش کرنا مقصود نہیں صرف اس حصہ کا ذکر مقصود ہے جو شریعی بیابان، اطلاق و دراشت دینرو سے مشتمل ہے، جسے عام طور پر ممالکی نظام کہتے ہیں۔ کیونکہ آج کل ان کی خلاف ورزی عام ہر جہاں ہے جس کے نتیجہ میں مسلمان دنیا بھی سخت پریشانی کا شکار ہو رہے ہیں اور آنت میں بھی باندہ برس اور سسزا کا خطرہ ہے۔ ممالکی قوانین کا باندہ نہ نہ کرنے کی ایک وجہ مسلمانوں کی ان قوانین سے لاعلمی بھی ہے اس لیے بھی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ان کا مختصر انازہ میں نہ کر کے عام مسلمانوں کو باخبر کر دیا جائے۔ اس قسم کے قوانین (ممالکی قوانین) کی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لیے تنہا یہ بتا دینا کافی ہو گا کہ قرآن مجید کی چھ سورتوں۔ بقرہ، شہ، نور، احزاب، ممتنعہ اور طلاق میں تقریباً چالیس آیتوں کے اندر یہ بیان جوئے میں اور ان احادیث نبویہ کا قوشہا ہرے مشکل ہے جن میں اس قسم کے احکام و ہدایات دی گئی ہیں۔ ان میں جوہت اہم ہیں ان پر علیحدہ علیحدہ بیان گفتگو کی جا رہی ہے۔

**نکاح :-** سب سے زیادہ شرمناک تو انین کہ

خلاف ورزی، بلکہ پامالی، نکاح یعنی شادی بیاہ کے موقع پر کی جاتی ہے اور عجیب قابل افسوس بات ہے کہ شادی کے موقع پر ہر ایک عزیز کو راضی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے حتیٰ کہ غلاموں، خادموں اور نوکروں کو بھی، مگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے بجائے شرعی احکام کی خلاف ورزی کر کے ناراض کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ ایسے موقع پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کی پوری کوشش کی جاتی (خواہ اس کے نتیجہ میں کوئی بھی ناراض ہوگا) شادی کے موقع پر عورت (دلہن) پر شرم کا کوئی خراج لازم نہیں ہے، نہ جہیز، نہ بارات کو کھانا کھلانا، نہ باراتیوں کی خاطر مارت کرنا، بلکہ لڑکے (ہونے والے شوہر و دلہا) کی یا اس کے سر پر تلپا کی طرف سے، ہر نہ والی بیوی (دلہن) یا اس کے سر پر بستوں (باپ و بیوی) سے جہیز کا یا بارات کو کھانا کھلانا کا یا ان کی خاطر ولادت کرنے کا طالعہ کرنا اور انھیں اس پر مجبور کرنا، شرعاً ممنوع ہے، اگر بارات کے لیے کھانے یا ناشتہ کا لڑکے یا اس کے سر پر بستوں نے جبراً انعام کیا تو اس کا کھانا کسی باراتی یا دوہا اور اس کے رشتہ داروں تک کے لیے جائز نہیں ہوگا۔ (حدیث شریف میں ہے: لا یجوز مال امرئ مسلم الا بطیب نفسہ) اس طرح اگر فرائض کے جہیز یا بارات یا نقد رقم کی گئی تو وہ بھی مرد (دلہا) کے لیے جائز نہیں، نہ اس کا استعمال کرنا جائز ہے بلکہ شرعاً

ادا کرنے کی جلد سے جلد کو کشش کرنی چاہیے عورت کی طرف سے دھمی اور دکھاوے کی سمائی سے بھر جانا نہیں ہونا۔ ہاں واقعتاً خوشنمائی سے۔ بغیر کسی دباؤ اور دھونس کے وہ عورت کو دے تو عفاف ہو سکتا ہے نکاح کے وقت جو بھر مقرر کیا گیا ہے اس میں اضافہ اور کمی بھی نہ دینے کی حقیقی رہنمائی ہے کہ جسکی سے نکاح کے بعد نہ ذمیت کا عملی تقاضا قائم ہو جائے، یعنی محبت کے بعد دلیر کرنا مسنون ہے، اس میں نام و نود اور دکھاوے کے لیے بہت سے لوگوں کو تولا کر نکاحاً خیراً پسندیدہ نہیں بلکہ ہر آسانی (بلا قرضی) سے بچنے کو تولا کو نکاحاً جائے نکاحاً دیا جائے۔ عورتوں اور نادانوں کو اس میں ضرور دعوت دی جائے کیونکہ مکلف کی جس دعوت میں صرف بالذرا دلوں اور دو تین دلوں کو بلایا جائے، عورتوں کو چھوڑ دیا جائے اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین دعوت قرار دیا ہے۔

## زوجین کے حقوق و فرائض

بیوی کے تمام اخراجات، کھانا، کپڑا، رہائش، خوراک، ذمہ بڑھاوا، بیوی تنقہ ہی، وہ تندرست ہو اور چاہے شوہر غریب ہو، بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی (بلا وجہ اس کی دلالت بخشنی کرنا) اللہ کے صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اسے معقول اور مناسب وجہ کے بغیر طلاق دینے کو تاثر ممانعت ہے۔ اس کے حزیروں بالخصوص والدین کو بھی مناسب انداز میں یاد کرنا جس سے بیوی کی دل آزاری ہو مشرعا ممنوع ہے، اس کی جگہ اگر مناسب باتوں پر روک ٹوک کرنا درست نہیں ہے، بلکہ ناجائز اور نامناسب باتوں پر روک ٹوک کرنی چاہیے مثلاً بے پردہ ہو گھٹے پہنے، غیر فرم کے سامنے آنے سے منع کرنا چاہیے۔ کھانا نہ پختہ ہو، عورتوں کی جاکتیں نہیں بیوی کے ذمہ۔ اپنے شوہر کی ہر بات کو کام میں اطاعت کرنا اور اسے خوش رکھنا ہے، اس کے مای اور اولاد کی نگہداشت کرنا بھی بیوی کی ذمہ داری ہے خاص

طور پر جبکہ شوہر موجود نہ ہو (سفر وغیرہ گھبراہٹ)۔ اس وقت بیوی کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ خلاف مشرع کام کرنے پر ہر ایک دوسرے کو کھسکا ہے (مگر مناسب انداز میں اور فرائض مراتب کا لحاظ رکھتے ہوئے) کس خلاف مشرع کام میں اطاعت نہ کی جائے چاہے اس پر شوہر ناراض ہی ہو، مثلاً شوہر اگر غیر حرام کے سامنے آنے کے لیے اپنی بیوی سے کہے تو بیوی اس کی یہ بات نہ مانے۔ دونوں ایک دوسرے کو دلوں کی کشش کرتے رہیں اور دل آزاری سے بچیں۔ ایک دوسرے کے جھوٹ کو حتی الامکان چھپائیں۔

## تعلق ازبہ کی عورت میں کیا کرنا چاہیے

نہ خود راستہ اگر مایاں بیوی میں سے کسی کو دوسرے سے شکایت پیدا ہو جائے تو انھیں آپس میں ہی دودھ کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ اس بارے میں شوہر کو کابل بیوی سے اگر شکایات ہیں تو وہ بیوی کو پہلے بھانے بھانے اس سے بھی شکایات دور دہوں اور بیوی کے مناسب مدد میں تبدیل دلتے تو وہ کچھ عرصہ کے لیے بیوی کی خواب گاہ سے علیحدہ سوئے اس سے بھی کام نہ چلے تو کئی وجہیں کر سکتا ہے۔ طلاق بھی لا کر گذرے تو وہ دوسریاں بیوی بقیہ میں پیشہ دار درمیان میں بیکر مع غفلت کرنا اور دونوں کے تعلقات درست کرنا کی پوری کوشش کریں، یہ تدبیریں دونوں کے تعلقات خوشگوار بنانے میں بہ اثر ثابت ہو۔

## طلاق کب اور کیسے دی جائے؟

شوہر صرف ایک طلاق دی جائے وہ بھی ایس صورت صورت میں جبکہ عورت پاک ہو اور اس سے قریب زمانہ میں ایسی پائی کے زمانہ میں صحت نہ کی ہو، اگر یہ پہل مرتکب طلاق ہے (یا دوسری) تو عدت پوری ہونے سے قبل تک شوہر کو حق رہتا ہے کہ وہ، نیا نکاح کیے

بغیر بھی جب چاہے اسے بیوی بنائے، مثلاً اس کے ساتھ اس طرح کا کوئی عمل کرے جو بیوی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے یا زبان سے کہہ دے کہ میں پھر بیوی بنانا ہوں، یا اس بیوی کوئی اور بات کرے جس سے دوبارہ ازدواجی تعلقات قائم ہونے کا پتہ چلتا ہو۔ عدت مکمل ہونے کے بعد اس شخص کے لیے یہ عورت بالکل اجنبی ہو جائے گی جیسے کہ نکاح سے پہلے تھی البتہ عدت ختم ہونے کے بعد دوبارہ نکاح کر کے بیوی جا سکتا ہے (میں طرح پہلے نکاح کر کے بیوی بنانا اہم احکام میں یہ غلط شبہ رہ گیا ہے کہ تمنا سے کہ طلاق ہی نہیں ہوتی بلکہ وہ بیوی ہی رہتی ہے، حالانکہ جب اس کی بیان کی گئی اگلی عدت ختم ہونے کے بعد ایک طلاق دینے سے بھی وہ عورت بالکل غیر اور اجنبی ہو جاتی ہے۔ البتہ تین طلاقیں دینے سے۔ خواہ ایک ساتھ دی گئی ہوں یا الگ الگ بار بار نکاح کرنے کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہرگز تین طلاقیں نہ دی جائیں تین طلاقیں ایک ساتھ دینا بہت بڑے گناہ کہ بات ہے اس سے دینا اور نہادی دونوں نقصانات ملتے ہیں اس لیے اس سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔

## طلاق کے اسباب دور کرنے کی کوشش

عام طور سے معمولی معمولی باتوں کی وجہ سے طلاق دے دی جاتی ہے، حالانکہ معمولی بات پر دفعہ ایک طلاق دینا بھی گناہ ہے، طلاق دینے سے پہلے وہ تدبیریں کرنی چاہئیں جن کا ذکر ابھی ہوا تھا بلکہ شرعی احکام سے غفلت اور بے دینی کی وجہ سے مردوں، بالخصوص فوج والوں میں نفرت (دگ) کی بری عادت بھی طلاق کا بڑا سبب بن جاتی ہے اور فوری وجود صحت ختم ہوا ہے ایک کھٹ خریدنے اور بیچنے میں کھٹ کے لیے نیس بیچ کر بیچے افراجات توڑ جانے سے بہت سے شوہر پریشان ہو یوں کے واجب حقوق انھیں کو پاتے اس لیے بھی طلاق کی نفرت ہو رہی ہے ان اسباب سے جو خود اپنی جگہ سے نکاح میں اور خداوند تعالیٰ کو سنت ناراض کرنے والے

ذمہ داری رکھنا۔ ان تمام مسائل کے دلائل اور مزید تفصیلات جاننے کے لیے دیکھو لائق کی کتاب "مسائل و مسائل" شائع کردہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام آباد، لاہور، کراچی اور موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل شائع کردہ "مسئلہ حرم کھنڈ" اللہ تعالیٰ صاحب مسلمانوں کو تمام شرعی احکام پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت کی تکلیفیں فرمائے۔

کی تقسیم کے حکم کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ اور یہ برائی خانہ روزہ، جیسے شرعی احکام کے پابندی بہت سے لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ (زیر اد تکلیف) اور اس سنگ بات ہے، حالانکہ ترک شریعت سے مستغنی میں تقسیم کرنا بھی دیگر ذرائع کی طرح ایک اہم فریضہ ہے۔ خود قرآن مجید میں اسے "فریضہ" قرار دیا گیا ہے۔ اور ترک سے متعلق تفصیلی احکام بھی قرآن مجید کے اخلاقی (سورہ نساء) بیان ہوئے ہیں عام طور پر اس بارے میں کوئی ایسی صورت کو باطل و حرم مرنے والے کی پیشوں اور بہنوں کو ترک کر کے محروم رکھ کر کی جاتی ہے، کسی بھی ترک کے مستحق کو ترک نہ دینا اور اس کا حقد دے دینا ایسا ہی ہے جیسے کسی کا مال غصب کر لینا یا زبردستی بچھین لینا۔ اسکا استعمال غیر مستحق کے لیے حرام ہے اور حرام مال استعمال کرنے والے کے ناز، ورنہ بھی قبول نہیں ہوتے۔ خوف آخرت کے پیش نظر ترک کے مسائل جاننے والے کسی عالم سے مسئلہ دریافت کر کے نام شرعی تحقیق تک ترک ہو چکا ہوا ہے، اس طرح کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں بہت سی دنیاوی مشکلات سے بھی دوچار ہو رہے ہیں، مثلاً غیر مسلموں کی طرح بہنوں، بیٹیوں کو ترک نہ دینے کے رواج کی بنا پر حکومت سلوواکیا نے کو غیر مسلموں ہی کی طرح مسلمانوں میں بھی جیسر اور تنگ جیسی برائیاں عام ہو جاتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں بہت سی جوان لڑکیاں رشتوں سے محروم رہ جاتی ہیں، اور پھر بعض تو اخلاقی خرابیوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں بلکہ غیر مسلموں تک سے شادی کر کے اسلام سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں (احادیث اللہ متنبہ)

لڑکیوں یا بہنوں کی شادی بیاہ میں ہوئے والے افراد سے ان کا ترک میں استحقاق قطعاً ختم نہیں ہوتا اور نہ جیسر دینے سے ترک والا حلال ہو جاتا ہے بلکہ ترک و سب لگا کر انہیں ان کا پورا حصہ دینے سے یہ ادا ہو گا۔ ورنہ شرفنا وہ ان لوگوں کے

ہیں۔ جسے بھی ترک کر دیا جائے تاکہ دنیاوی کمالات کی برادری سے بچا جائے۔ شریعت نے شوہر اور بیوی دونوں کے انتخاب کے لیے دینداری کو سب سے زیادہ اہم اور قابل ترجیح وصف بنالیا ہے، اس لیے شادی کے وقت ہی اس وصف کا خیال کیا جائے، اگر دیندار سے شادی ہو تو بہت سکون رہے۔

## طلاق کے بعد شوہر کی ذمہ داریاں

طلاق: خواہ ایک دوا یا زیادہ کے بعد عدت مستحق ہوئے تک مطلقہ (طلاق شدہ) عدت کے تمام ضروریات کو بجا رکھنا، کھانا، پہنا، لباس، طلاق دینے والے کے ہی ذمہ رہتے ہیں۔ البتہ حق طلاق کے بعد اگر مطلقہ عورت کا طلاق دینے والے سے پردہ ضروری ہو جائے۔ اگر طلاق دینے والے کے گھر میں طلاق دینے والے سے مطلقہ کے پردہ کا اہتمام نہ ہو سکتا ہو یا اس سے کسی قسم کا غرض ہو تو مطلقہ عدت نہیں اور محفوظ جگہ مثلاً اپنے میکہ منتقل ہو سکتی ہے، اگر طلاق دینے والے شوہر سے اس مطلقہ کے چھوٹے بچے ہیں تو یہ چھوٹے بچے دراصل سات سال کی عمر تک اور لڑکیاں بالغ ہونے تک، ایسے والدہ (مطلقہ عدت) کے پاس پرورش پانے کے مقدار ہوں گے۔ اور ان بچوں کے تمام اخراجات باپ پر یعنی طلاق دینے والے پر ہی ہوں گے۔ اگر یہ مطلقہ بچوں کی ماں بچھلے گی پرورش کی خاطر اپنا نکاح کسی اور شخص سے نہیں کرتی ہے تو وہ جب تک پرورش کرتی رہے گی اس کے اور ان کے بچوں کے تمام ضروریات اخراجات بچوں کے باپ کے ذمہ رہیں گے۔ ہاں اگر وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے گی تو پھر اس کا بچوں کی پرورش کا حق ختم ہو جائے گا۔

## ترک کی تقسیم

مسلمانوں کے اندر حق شرعی احکام کی خلاف ورزی کا دواج پر گناہ ہے ان میں غالباً سب سے زیادہ ترک

## بہنوں کی تفریق حیات سے

بہنوں کے تفریق حیات تحفظ سے گزراش ہے کہ تفریق حیات کے بعد میں رقم جمع کرنے یا خریدا لینے کے سلسلہ میں ذیل کے تفریق رابطہ قائم کریں۔ وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی دیکھنا ملے گی۔



ALA UDDIN TEA  
Tea Merchants

44, Haji Building,  
S. V. Patel Road, Null Bazaar, Bombay-400 003.  
Tele. : Add Cushtole Tel. : 3762220/3728708  
Tel. (R) 3095852

۲۳ نمبر اور ۱۲ نمبر کی اسٹیشن چائے  
ماہر ملے گی۔

# عشرہ ذی الحجہ کا بیعت نام

مولانا محمد خالد ندوی

اسلوب میں ان عقلمندوں کی نشاندہی فرمائی ہے ایک حدیث میں فرمایا ہے:

”اچھے کاموں کے لئے اللہ تعالیٰ کو کوئی دن ان دنوں سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے نہ دنیا میں ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا:

”ذی الحجہ کے دس دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب دنوں سے افضل ہیں، ان دنوں میں عبادت اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے لہذا تم ان دنوں میں کثرت سے لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے رہو، ذکر الہی بہت کرتے رہو، اور ان دنوں میں ایک روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے، ادنیٰ نیکیوں کا نواب سات سو نیکیوں کے برابر ہے۔“ (ترغیب و ترہیب)

اس پورے عشرہ میں نویں تاریخ صبحِ عرفہ کا جاتا ہے ایک خاص حیثیت کی حامل ہے، حدیث پاک میں ایک خاص انداز میں اس کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے، پورے سال کے دن سے اس کو افضل گردانا گیا ہے اس خاص دن کے اعمال کی فضیلت نہایت ہی اشرافیہ انداز میں یوں بیان فرمائی گئی ہے، ارشاد ہے:

”عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے بندوں سے بہت قریب ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور ان کے بابرکت اعمال کو فرشتوں کے سامنے رکھتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے فرشتو! دیکھو یہ ہیں میرے بندے۔“

اسلامی تقویم کا آخری ہندو عید الاضحیٰ ہے جس کو عام طور پر بقرہ عید بھی کہا جاتا ہے، اس ہندو کی آمد سے قریبوں کا وہ عظیم تصور پیدا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا شمار ہوتا ہے۔ انسانی عقلمندوں کی حیرت انگیز اس حقیقت کی عظیم قربانیوں سے وابستہ ہے، یوں تو پورا ہندو خدا کی قدرتوں اور عقلمندوں کی نیکیوں کی آئینہ دار ہے لیکن عشرہ اولیٰ (دشروہ) کے دس دن، کی عقلمندوں کا کیا پوچھا، اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتیں اس کے بندوں پر کس کس انداز میں سایہ نفعی ہوتی ہیں اور اس کی نوازشیں کس کس عنوان سے اس کے دکھان مراد کو بھرتی ہیں احادیث نبوی کے آئینہ میں ان کی جھلکیاں دیکھیں جاسکتی ہیں۔

یوں تو پورا عشرہ زحمت پرکتوں کا دھارا ہے بھر پور ہے، بلکہ اس کے ساتھ ایک ایسے عظیم حکیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ولود، انقیاد و تسلیم و رضا، ایثار و قربانی کی تاریخ وابستہ ہے، جو اپنی فطری تعلیمات اور اپنے پیغام کی دلکشی اور برگزیری کی وجہ سے مسلمانوں ہی کا نہیں دنیا کی دیگر قوم کا بھی پیوستہ سمجھا گیا ہے۔

جہاں تک ان دنوں کی غیر معمولی خصوصیتوں کا تعلق ہے اسلامی تعلیمات میں ان کا مقام بہت اونچا ہے۔ حضرت علیؓ اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں آج کے ان عقلمندوں کی تفصیل کا گوشہ کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بجائے

اس کے روزے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو، روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس روزے کی برکت سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کی سزا سے کفارہ بنا دے گا۔“ (مسلم)

اسلام کا عظیم رکن حج اس کی ادائیگی کے لئے فاقوں انسان اسی تاریخ میں میدانِ عرفات میں اپنے مالک کے حضور میں جمع ہوتے ہیں تو دل کی گہرا ہول سے اپنے مالک کو یاد کرتے ہیں، یہی اہم ترین کو دیکھتے ہیں اور اس تصویر میں کھو جاتے ہیں کہ اسی تاریخ میں سید المرسلینؐ ائمہ جعفریہ جو مصطفیٰ علیہ السلام اسی پہاڑی کے دامن میں اپنے ایک مالک سے نامہ جاں نثاروں کے ساتھ قیامت فرمایا تھا، اللہ کے حضور میں گڑھ لڑکر وہاں کی تھیں۔ لہذا جماع کرام سر بہرہ پہنچاتی ہوئی دھوپ میں اللہ کے حضور کھڑے ہو کر دعاؤں میں مصروف رہتے ہیں، غیر جماع کے لئے اس دن روزے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ اس تصویر کا استحساناً عالم پر لہذا اس دن خاص طور پر روزوں کا اہتمام کرنا چاہئے، البتہ اس ہندو کی ۱۰ مارچ اور ۱۳ مارچ کا چاند راتوں میں روزہ رکھنے کی ممانعت کی گئی ہے ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

عشرہ ذی الحجہ کی ان عقلمندوں کا تصور کچھ اور ان آیتوں کی تلاوت کیجئے اللہ عز و جل ارشاد ہے ولا تغرب ورنہ انی عسیبہ اور قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کھ، اکثر مفسرین نے اس سے مراد ذی الحجہ کی ان دس راتوں کو لیا ہے، تو جس عشرہ کی خاتمہ کا اہتمام نے قسم کھائی ہو، اس کی عقلمندوں کا کیا پوچھا، بلکہ یہی کہ یہ پورا عشرہ ہماری عقلمندوں کا خدا ہو جاتا ہے، قربانی کے جانوروں کی خرید و فروخت، بلاؤں اور برائیوں توڑ، سونپنا اور دھجھکیاں کی فرہمیاں ہمارا سارا وقت صرف ہو جاتا ہے اور ہم اس طرف



توجہ نہیں دے پاتے، حالانکہ قرآنی کاظمیہ فریضہ مجتہدین  
کے بوجہ بھگت بکری کی شکل میں ذبح کرنے سے پہلے  
جبروری تھا کہ پہلے اپنے نفس کی قربانی کا اعلان کیا  
اور تسلیم کر دیا میں مغفرت اور درجی مطلوب ہے،  
اور شاد باری تعالیٰ ہے،

ثُمَّ لَنُثَاقِلَنَّ اللَّهُ لَكُمْ مَوَاقِدَ لَدُنَّا وَهَذَا لَكُنَّ  
ثُمَّ لَنُثَاقِلَنَّ اللَّهُ لَكُمْ مَوَاقِدَ لَدُنَّا وَهَذَا لَكُنَّ  
ہرگز اللہ تعالیٰ کو قربانی کے جانور کا وقت  
اور خون نہیں پہنچتا تمہاری طاقت  
واقفہ کا منظر، اتنی حد کے بیان ہو چکا ہے  
یعنی بارگاہِ رب العزت میں شرف قبولیت اسی کو ملتی  
ہے اور سرفہ سراسر اسی طاقت واقفہ کے استحقاق  
کا نام ہے، "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" روزہ اس لئے فرض  
کیا گیا تھا کہ تم متقی ہو جاؤ۔ اس آیت میں روزہ کے  
اسی استحقاق کی صحت اور اثر انگریزی کو بیان کیا  
گیسا ہے اور قربانی سے پہلے اس حشر میں روزہ کی  
ترغیب ہے کہ انسان کو اس بلند مقام پر فائز کرنے  
کی عملی ترکیب بتادی گئی جہاں سے اس کی قربانیاں  
زمین پہنچانے کے لئے پہلے مقبول ہو جاتی ہیں۔

اسلامی عہد کا تصور بھی یہی ہے کہ روزہ سے  
زیادہ عہدیت کا تصور قائم ہوا ہے گناہوں کو یاد کیا  
جائے اور اپنے مالک کے احساناتِ عظیم کا شکر ادا کیا  
جائے، اس کے شکر کا طریقہ نماز ساز نہیں، بلکہ اس  
نے خود فرمایا،

وَنُكَبِّرُ وَاللَّهُ عَلَيَّ مَا هَدَىٰ لَكُمْ وَصَلَّيْكُمْ  
تَشْكُرُونَ

اور یہ اس لئے ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان  
کرو اور ان کا شکر گزار بنو۔

یہی وجہ کہ مشرف ذی الہیوں نبوت سے اللہ  
اکبر اور لا الہ الا اللہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے بلکہ  
نویں تاریخ کی صبح کی نماز سے شروع ہونے والی تاریخ کی صبح  
کی نماز تک تجبرت شریفی کا کہنا واجب قرار دیا

گیسا ہے، چنانچہ فرض نماز کے بعد اعلان و مقصدی قوالہ  
منفرد ہی کیونکہ ہو بلند آواز سے پکارتیں گے، اللہ  
اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ  
اکبر واللہ الحمد واللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے  
بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے  
بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے  
ساری تعریف ہے۔

مردوں کو بلند آواز سے اور عورتوں کو سست  
آواز سے کہنا واجب ہے، اگر تنہا نماز پڑھ رہا ہے تو  
بھی تجبر کہے گا۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی مشہور کتاب  
خزینۃ العالین میں لکھا ہے،

"میں تو یہ کہ انسان میں قبولیت واقفہ اور  
عبادت الہی کے آثار پائے جائیں اور انگوٹھوں  
کے کنارہ کے لئے کوشش کی جائے، برائیوں کو  
لیکھوں سے بدلتے کے لئے جہد جہد بڑا دل  
قوت ایمان اور یقین سے معمور ہو۔"

زبدۃ السالکین میں لکھا ہے،

"عید میں مومن اور کافر دونوں شریک ہوتے  
ہیں اور ہر ایک کے واسطے اپنی اپنی عبادت  
علاحدہ عید ہے، مومن کی عید تو رمضان المبارکی  
ہے اور کافروں کی عید یسوعیہ اور عیدِ مسیح  
نوشی ہے، مومن تو اپنی عید گاہ کی طرف جاتا ہے  
اور اس کے سر پر تاجِ ہدایت ہوتا ہے اور  
اس کی آنکھوں میں رحمت اور فکر کی علامت  
ہوتی ہے اور اس کے دل میں نور و مغفرت ہوتا  
ہے، عاجزی و انکساری کا شیوہ ہوتا ہے۔"

حقیقت میں عیدین انھیں جذبوں کے فروغ  
کا اہم ذریعہ ہیں۔ لیکن کچھ غفلت و جہالت اور کچھ  
برادران وطن کی تقاضی و مصاحبت نے اس جذبہ  
ہم کو سب سے محرم کر دیا ہے، ہمارے لئے طر فوری  
ہے کہ اس جذبہ کو بیدار کیا کریں، اور عید الاضحیٰ کی

آمد سے پہلے اس فکر کو جو کوششوں کے ذریعہ عام  
کرنے کی کوشش کی جائے، اس سلسلہ میں اگر کھانا  
کو توجہ دینا چاہئے اور خاص طور سے اس موقع پر  
بھی سلامتی کا لحاظ رکھا جائے، نام و نمود، ریا اور فرس  
کے دکھاوے سے پرہیز کیا جائے، بجائے کی خریداری  
میں بعض جھگڑوں پر حصولِ طبع میں جو ایک بڑا نقصان  
پائی جاتی ہے کہ ظالمانہ بھرا پاچ ہزار کپے تو ہمارا  
بجرا دس ہزار کا ہوگا، اور اس میں اسراف کی حد تک  
اپنے قیمتی سرمایہ کو لگا کر ضائع کیا جاتا ہے۔ موجودہ حالات  
کی روشنی میں اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ جانور ایک  
دو ہزار میں لقمے لے جائیں گے، اگر قریب بیسے کسی  
تیمر کی داد دے، کسی سوہ کی انک شوی ہو جائے تو  
یہ بڑا عظیم کام ہوگا۔ دنیا کی نظر میں اس کی واہ واد  
شاید نہ ہو سکے لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کا چرا  
ادینا مقام ہے۔

## بقیہ: دعوت ایمان

دکھانے کے قابل نہ ہوتے اتنے آدمیوں کو ہم نے دکھایا  
آپ ہماری نمائش گاہ میں جائیے دار العلوم میں جہاں  
نمائش ہال ہے وہاں دیکھئے کہ اس ملک کو چاہے بنگلہ  
نے کیا دیا ہے انداس ملک کو کیا مالامال کر دیا، اگر ان  
کے اندر یہ جذبہ نہ ہوتا اور ہمیشہ ان کا دین معصائب  
سے خوش ہوتے کا ہوتا، کہتے کہ لعنت ہو اس سرزمین پر  
ذوب جلتے یہ ملک، ہمارے ساتھ یہ نا انصافی ہوئی ہے،  
جنا انصافی ہوئی ہے، تو کچھ بھی نہ ہوتا، لیکن انھوں نے  
اس ملک کو اپنا ملک سمجھا، اور اس ملک کی مخلوق کو اللہ  
کی مخلوق سمجھا، خلقِ حیا اللہ، مخلوق اللہ کا کہنے ہے  
اس کو ڈوبنے سے بچانے کی کوشش کی، اللہ کا بیٹا سمجھا  
اس کو انسان بنانے کی کوشش کی اس کا نتیجہ یہ ہمارا  
صعب بن گئے، ہر دوسرے میں ملے آنکھوں کا مارا بن گئے  
(الحوذبرہ ردو لوچینا)





دعوت میں نہیں جاتے تھے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱۹)

اسی قوم پر اللہ کی رحمت نہیں اترتی جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۰)

ملازمہ روپوشی فرماتے ہیں مردودہ ذمہ پر جو قطع رحمی کرنے والے کی مدد کرتی ہو اور قطع رحمی کرنے کے باوجود اس پر پکڑ کر لے کر ہو اور یہ بھی عقابلہ کے رحمت سے باطن مراد ہو۔ قطع رحمی کرنے والے کی وجہ سے بارشیں ٹوٹ کر رہ جاتی ہیں۔

ایک اور حدیث کا مفہوم یوں ہے۔

رحم عرض الہی سے نیک کردار کرتا ہے کہ جو مجھے جوڑے اللہ سے جوڑے دے۔ اور جو مجھے کاٹے اللہ سے کاٹے۔ چنانچہ فقہاء اس پر متفق ہیں کہ: قربت کا لحاظ واجب ہے اور قطع رحم کرنا جرم ہے (قرطبی)

سورہ نساء کی آیت ۱۱ میں صمد رحمی کے بیان میں اہم ہے مفہوم ملاحظہ ہو۔

اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کے شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو۔ اور اہل قربانیت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غریبوں کے ساتھ بھی اور باس ٹالے بڑوسی کے ساتھ بھی اور اہل مجلس کے ساتھ بھی اور راہزواروں کے ساتھ بھی اور اہل جنگ کے ساتھ بھی جو تمہارے مال کا ذقیعہ ہیں ہیں بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں لیکن ان کی باتیں کرتے ہوں۔

یہ آیت لوگوں کے حقوق بیان کرنے میں مٹی ہے، والدین سے خاص قسم کے شرف سلوک کا حکم اس آیت میں ملتا ہے۔ اور دوسری آیتوں میں بھی، بلکہ جہاں تک حکم ہے اگر والد کا نفرت ہو تب بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اس سے سبق ظاہر ہو کہ اگر حق بنی ہو مگر کافر ہوں تو ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو۔

سورہ تہائم آیت نمبر ۱۱ میں یوں ارشاد ہے:

یعنی یہ اس لئے نیک کردار اور اپنے مال باپ کا مشکر اور اگر وہ متعدد آیات میں (والوالدین احسان) آیا ہے، احسان کا لفظ بڑے وسیع معنی رکھتا ہے جس کو چاہیں کہہ سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ سلوک میں ان کی ہر ضرورت کا اکیلا ذرا رکھا جائے۔

تو ذی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا باپ کی رعایا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔

بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ والدین کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھنا حج مقبول کتاب رکھتا ہے۔ بیہقی ہی کی ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ سامنے کھن ہوں کو سامان فرمادیتے ہیں لیکن جو شخص مال باپ کی نافرمانی اور دل آلودی کرے اس کو آخرت سے پہلے دنیا ہی میں فساد طبع کی آفتوں میں مبتلا کر دیا جائے۔

سورہ بقرہ آیت ۱۷۰ میں نیک کاموں کا شمار کرتے ہیں اللہ کی محبت میں رشتہ داروں یتیموں مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور گردن چڑھانے والوں کو مل کر فرمایا ہے۔

سورہ بقرہ آیت ۱۷۱ میں یوں فرمایا ہے کہ: جو کچھ مال تم کو فروغ کرنا ہو سو مال باپ کا حق ہے رشتہ داروں کا اور یتیموں کا۔۔۔

سورہ نمل آیت ۱۷ میں یوں ارشاد ہے کہ: بیشک اللہ تعالیٰ اہل اہل اور احسان اور اہل قربت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں۔ اور کھلی برائی، اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تم کو اس لیے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک خیر و شر کے بیان کو اس آیت میں اکٹھا کر دیا ہے صلا صالحان کو اپنا لینے والا حسن سلوک کا حکم ہے اور بوجہ کا۔ ابتداء ذی القرنی میں صلہ رحمی کا حکم ہے۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۷ میں صلہ رحمی کا اہم ہے

دوسرا احکام کے ساتھ ارشاد ہے:

اور مال باپ کی اچھی طرح خدمت گزار کرنا اور اہل قربت کی بھی والدین کے ساتھ بھی سلوک یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کیا جائے۔ ان سے برادری پیش آیا جائے۔ ان کے حکموں کا کمال کی جائے اور ان کی وفات کے بعد ان کے حق میں دیکھا نہیں جائے اور ان کے دوستوں سے حسن سلوک کیا جائے۔

سورہ مائے اسراء کی آیت ۱۷ میں صلہ رحمی کا حکم ہے اور قربت دار کو اس کا حق دینے سے بڑھا، اور حق دار کو اس کا حق دینے سے بڑھا۔

سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۷ میں صلہ رحمی کا حکم ہے۔ پھر قربت دار کو اس کا حق دیا کہ اگر وہ مسکین و مسافر کو بھی یہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو ان کے مال باپ ہیں اور اللہ یہی ہوا تو کلام بانیے والے ہیں۔

قربت داروں کے حقوق کی ادائیگی کا نام ہے صلہ رحمی ہے، مسافروں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک اسی کو کہتے ہیں ایک چیز ہے۔

ذی القرنی کا حق صرف مالی لوگوں ہی نہیں بلکہ خیر گیری جیسا کہ خدمت اور کچھ دیکھ کر کہہ سکتے ہیں اگر کوئی مالی ہمدردی اور نیکو دینو بھی صلہ رحمی کی قبیل سے ہے (مستحق)

سورہ فاد آیت نمبر ۱۷ میں صلہ رحمی کا حکم ملاحظہ ہو۔ اور جب وارثوں میں ترکہ کے تقسیم کے وقت رشتہ دار موجود ہوں اور یتیم اور غریب لوگ تو ان کو بھی اس ترکہ میں سے (بالفعل کے حصے) کچھ دے دو اور ان کے ساتھ خیر دے بات کرو۔

میں بتا رہا ہوں ہے کہ وہ شخص کامل صلہ رحمی کرنے والا نہیں جو صرف برابر کا بدلہ دے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا ہے کہ جب دوسری طرف سے قطع رحمی کا معاملہ کرنا پڑے تو یہ ملانے اور جوڑنے کا کام کرے۔

صلہ رحمی بعض اور احادیث ملاحظہ ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ



مال باپ کوستانے کی نذر دنیا ہی میں ملتی ہے

## عبرت ناک واقعہ

دوبہنکا واقعہ ہے کہ ایک بڑے میاں تھے، بازار میں کہنے لگے، میرے سامنے دو کاغذ ہے جس نے دیکھا ہیکہ اس کا باپ بوڑھا آدمی ہے اس بوڑھے آدمی نے میرے سامنے اپنے باپ کو مارا اور اس کا باپ بوڑھا اس نالی میں گر گیا بعد میں باپ مر گیا کچھ ہی دنوں میں اس کا باپ اس بوڑھے آدمی کے یہاں کوئی اولاد خیر نہ نہیں تھی، لوگوں ہی دیکھا تھیں، بے چارے لکھا آدمی یہ جو بیان کر رہا تھا کہنے لگا، میں یہ سنا تھا کہ ماحول سے میں نے یہ سنا ہے کہ مال باپ کے ساتھ جو بڑا سلوک کرتا ہے اسے دنیا ہی میں اس کی سزا اور اس کا بھل ملتا ہے اولاد اس کے ساتھ وہی سلوک کرتی ہے، میں جو بڑا تھا اس کا تو کوئی ملا ہے ہی نہیں، اس کو اس کا بدلہ کہاں ملے گا؟ کہنے لگا میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ کل میں کی لڑکی آئی اور اس نے مارا اور جس طرح اس کا باپ نالی میں گر گیا اس طرح میں نے اس کو گرتے ہوئے دیکھا۔

مال باپ کا احسان تو بڑا عظیم احسان ہے اس کا کوئی دنیا میں بدلہ ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ اسی لیے فرماتے ہیں کہ جب ان کے ساتھ معاملہ خراب ہونے لگے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمت کے دروازے بند ہو رہے ہیں۔ حضرت ملا ناظم شاہ اختر صاحب مظلایا اسی نذر فرمایا کہ:

”میرے شیخ شاہ عبدالغنی مادی بظاہر تھے کہ ایک شخص نے اپنے باپ کے گلے میں رسی باندھی اور اس کو گھسیٹ کر بانس کے درختوں تک لے گیا جو سامنے دس بیس گز پر تھے باپ نے بیٹے سے کہا کہ جیسا اب اس کے آگے مت کیجنا ورنہ تو ظالم ہو جائے گا“

اس نے کہا کہ اب کیا ابھی تک ظالم نہیں ہوں یہ جرمیں گزرتی ہیں باندھ کر کھینچا ہے؟ باپ نے کہا کہ ہاں تو ابھی تک ظالم نہیں ہوا، کیونکہ میں نے بھی اپنے باپ کو یہی تیرے دادا کو یہی لک کینچا تھا لہذا ابھی تک تو مجھے اس کا بدلہ ملا۔ اب اس جگہ سے اگر تو آگے بڑھے گا تو ظالم ہو جائے گا۔ (منقول از تسلیم فضائل)

## فرمانبردار لڑکے کی اللہ تعالیٰ سے دعا

رسم والدہ کہ ہر نفس ہر قسم والدہ ہمیشہ کر اپنا کرم

جن پر فرمایا دل و جان کرتے ہیں ہم جن کے قدموں تلے ملک وجہا و مشم

ان کو آغوش رحمت میں لے بیٹھو

تو ہمارا ہر ملک ترے ہم ملام

ان بزرگوں نے ہمیں یہ ہلالا ہمیں لعلیہ انھوں نے سنبھالا ہمیں

ہم اسٹک رکھوں سے نکالا ہمیں ہر قدم ہر نفس دیکھنا ہمیں

ان بزرگوں پر یارب کرم کر ملام

تو ہمارے ملک ترے ہم ملام

مولانا محمد نالی حضرت

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جو روزہ، صدقہ، نماز کے درجے سے بہتر ہے، ہم نے عرض کیا خیر، ارشاد فرمایا ہاں، تعلقات کی درستگی اور باہمی فساد (ثواب اور نیکیوں کو ہونڈے والا ہے، واضح رہے کہ یہاں غلام روزہ، صدقہ، اور نفل نماز مرد ہے لا مشکوٰۃ ص ۴۷۸) ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آپس میں قطع تعلیق نہ کرو اور ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو آپس میں بعض نہ رکھو اور حسد نہ کرو اور اللہ کے بندو! سب بھائی بھائی بن کر رہو۔ جیساکہ اللہ نے تم کو حکم فرمایا ہے (مسلم ۲ ص ۲۱۷) ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے:-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیٹا! اگر تم اس بات پر قدرت رکھتے ہو کہ تم اس حالت میں بھی دشنام کرو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے کھوٹ (کینڈ کپٹ) نہ ہو تو تم کیسا فخر و کرم۔ پھر ارشاد فرمایا: یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ آج کل، بہنوں کو میراث میں حصہ نہ دینا عام ہو چکا ہے بعض جگہ تو مال کو بھی حصہ نہیں دیا جاتا قطع رحمی کی یہ بدترین شکل ہے۔ چاہے ان بہنوں سے بڑے اپنے تعلقات ہوں۔ بشریت سے ان کو ایک عقدا ہے اور ہم نے اسے ٹھپ کر لیا۔ اس کا بدلہ اچھے تعلقات ہرگز نہیں ہو سکتے چاہیے کہ ان کو حق بھی دیں اور اچھے تعلقات بھی رکھیں۔ اس لیے کہ ان کو حق قرآن نے بیان فرماتے ہیں اور یہ حقوق بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

(ہانی ص ۶۷)

# مولانا محمد عبد السمیع ندوی صاحب

مولانا عبد السمیع ندوی رحمۃ اللہ علیہ

ندوة العلماء کے خلیفہ ترقی کے سادہ ناظر مولانا عبد السمیع صاحب ندوی ایک باوقار و بااخلاق خادم ملت و عالم دین اور کرامہ و دانشمندی تھے جو سالہا سالہ شعبان کے ادا میں ایک تلی دورے کے تہجد میں اس حیات ثانی سے حیات باقی کی طرف کو رخ کرتے۔ انھوں نے ۷۰ سال عمر پائی۔ مگر غریب و محروم اور فعال طبیعت کے مالک تھے۔ زندگی علوم و دینی کی خدمت کے تبادلہ کی اشاعت اور علوم دینیہ کے اعلیٰ مقام کے داروں کی خدمت میں صرف کی۔

انھوں نے تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء اور دارالعلوم دیوبند دونوں جگہوں سے حاصل کی اور دونوں جگہوں کی خصوصیات سے استفادہ کیا تعلیم سے فراغت کے بعد چند سال کانپور کی ایک معروف علمی و ملی مجلس جمعیۃ مرکز تہذیب الاسلام کے کاموں سے دلچسپی لی پھر ندوۃ العلماء کے کاندھاروں میں شامل ہوئے۔ خلیفہ ترقی کے قیام کے بعد اس کے ناظر کے معاون کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھالی جو تاحیات قائم رہی۔ خلیفہ ترقی ندوۃ العلماء کے قیام سے، اشاعت اور ترجائی کاموں کے ذمہ دار شوق و اشتیاق سے ۱۹۵۰ء میں قائم ہوا۔ اس کے تحت مطبعہ، تھراؤنگہ اور ندوۃ العلماء کی امداد کے لیے تحصیل و حصول کے کاموں کے لئے کروا اہتمام کے ذمہ داری سے مولانا مرحوم کو کتابوں کی طباعت و اشاعت کے معاملات سے آگاہی پہلے ہی سے تھی۔ انھوں نے علمی زندگی کے آغاز سے ہی پانچویں سہائی کے آخر سے چھٹی دہائی کے نصف تک جو خوش قسمت

اضیاء کا تھی اس میں نظیر آباد کھٹو میں واقع حلقہ کھٹو کن بوں کے ایک بڑے مرکز شیلیک ڈپو کی ذمہ داری بھی سنبھالی کہ پرائیویٹ مرکز تھا جو معمری، شاہی کن بوں نیز دارالعلوم ندوۃ العلماء اور دارالمصنفین کے تعلق کی کن بوں کا تجارتی مرکز تھا۔ اس کو آؤ لکھنا ندوۃ العلماء کے سابق مہتمم مولانا کلیم احمد پیراگچی رحمت اللہ علیہ شخصی کتبہ کی حیثیت سے چلاتے تھے اس کے چلنے میں دشواری اور دیگر اسباب کی بنا پر قابل فروخت ہوا تو مولانا عبد السمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سنبھال لیا کتبہ نوال کے رستہ پر آگیا تھا لہذا ان کے قابو میں بھی نہ آسکا اور انھوں نے اس سے دست بردار ہو کر اختیار کر لیا اسی درمیان ان کو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں اسی جیسے کام کی جگہ مل گئی۔

مجھ کو مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے تعارف اسی زمانہ میں حاصل ہوا۔ آؤ شیلیک ڈپو کے واسطے سے چونکہ اس میں مولانا کلیم احمد پیراگچی کے زمانہ ہی سے آگیا تھا۔ دوستی یہ کہ مولانا عبد السمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو رامپان آباد ضلع فقیر کے تھے جہاں ہمارے خاندان کے متعدد افراد کی درشتہ داریاں رہی ہیں، جیسے سر ندوۃ العلماء میں مولانا کی تعلیم کے دوران جو رفتار ان کے قریب تھے ان میں میرے بڑے بھائی سید محمد علی اور مولانا عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ شامل تھے۔

ان وجہ کی بنا پر مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا پہلے سے علم محمد علی بن میں آیا اور ملتا ہوا تھا اس وقت میرے بڑے بھائی مولانا عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ دوستوں

مولانا سید محمد رفیع صاحب نقوی بھی وہیں رہتے تھے۔ یہ دو تین دوستوں کا ایک حلقہ بن گیا تھا جو بے تکلف مرحوم مولانا سید محمد شفیع سے دلچسپی میں وحدت کی بنا پر دوستانہ اور رفیقانہ انداز سے ملتے اور کچھ وقت گزارتے تھے۔ ان جلسوں میں شرکت کا موقع ملتا تھا اس سے میل مولانا مرحوم سے عزیز بننا اور قدس بے تکلفی کا رابطہ قائم ہو گیا۔ جو ان کے عقد العلماء سے متعلق ہوجانے کے بعد قائم رہا بلکہ بخت ہوا۔ ندوۃ العلماء میں مولانا سید محمد صاحب مرحوم بھی آئے تھے اور مولانا تاجی محمد بن عبد السمیع صاحب باغیچہ بھی تھے۔ جن سے ندوۃ العلماء میں مرحوم کے تہجد کے زمانہ میں معاشرت و رفاقت رہ چکی تھی چنانچہ مولانا سید صاحب نے ان کو اپنا معاون بنالیا۔ مولانا سید صاحب کے ناظر تھے۔ مولانا مرحوم معاون ناظر مقرر ہوئے۔ مولانا مرحوم کا خوش اخلاقی کی صفات کے حامل تھے۔ سب اخلاق و ہمدردی سے پیش آتے۔ باوقار طبیعت کے آدمی تھے لیکن ان کا وقار و سروسر پر باد نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ وہ برادرانہ دائرہ میں رہنا تھا ان میں اخلاقی صلاحیت بھی تھی۔ چنانچہ ندوۃ کے انتظامی و سرکاری کاموں میں بعض کام ان کے سپرد کئے جاتے تھے۔ خاص طور پر جن کاموں کا مزاج علمی ہونا کچھ موصدہ روائی سیلان کے گنگاں بھی رہے ان کو مجلس انتظامی ندوۃ العلماء کے مشاوریہ جلسوں کی نمائندگی کے موقع کے بعض کام ان کے سپرد کئے جاتے تھے۔ ندوۃ کی نمائندگی کے بعض کام ان کی خدمت محسوس کر کے اشاعت کی تجویز کرنے کا کام بھی انہماں دیتے۔ ندوۃ کے لئے حصول تعاون کے لئے جو حضرات بھیجے جاتے ان کے سلسلہ کے احمد میں حضرت حضرت کے مشوروں، پھر ناظم صاحب کی اجازت پر ان کے برادر گرام کو ملے کرنے اور پھینکے کے کاموں سے ان کی ذمہ داری ہوتی۔

مولانا مرحوم سنجیدہ طبیعت کے تھے لیکن اس کے ساتھ مزاج میں انبساط رکھتے تھے۔ وہ اپنے زلف و انداز دوستوں سے بے تکلف رہتے تھے۔ ان میں درندازی







نہانہ جلدی جلدی گزرے گا۔ (یعنی بڑے بڑے  
انتخابات تیزی سے آئیں گے۔  
نیک ملائی کی ہو جائے گی۔  
دین سے نادانیت پھیل جائے گی۔ اور دین کا حقیقی  
مسلمان نہ جائے گا۔  
نعل اور بیک کی محبت عام ہوگی۔  
قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوگا۔ دغا بازی بھاری ہوگی۔  
خود قاتل کو معلوم نہیں ہوگا کہ یہ کیوں قتل کر رہا ہے  
مذمتوں کو بہت ہوگا۔ کچھ کچھ قتل کیے گا۔ کچھ مسلم عورتیں  
شراب کو شربت کہہ کر حلال کہا جائے گا۔ سود کو  
تجارت کہہ کر حلال کہا جائے گا۔ رشوت کو دیر کہہ کر حلال کیا  
جائے گا۔ کرکڑ کو تھوڑا کر دیا جائے گا۔ کچھ حلال ۱۲-۱۳  
اولاد کی خواہش کے بجائے اس سے کراہت ہوگی  
اور بارش سے ٹھنڈک کے بجائے گرمی کی حس تکلیف ہوگی  
اور بدکاری سیلاب کی طرح پھیل جائیں گے۔  
جھوٹے کو سچا کہا جائے گا اور سچے کو جھوٹا۔  
خائن کو امانت دار اور امانت دار کو خائن بنایا جائے گا  
غیروں سے رشتہ بٹھا جائے گا اور باپوں سے توڑا  
جائے گا۔  
ہر تہیجے اور گروہ کی سربراہی کے منافقوں کے  
ہاتھ میں ہوگی۔ اور بازار کی سربراہی اس کے بدکاروں  
کے ہاتھ میں ہوگی۔  
جو شخص عیسائی میں مومن ہوگا وہ معاشرے میں  
جھوٹی چھوٹی بکریوں سے زیادہ ہے وقت کھا جائے گا۔  
مسجد کے ائمہ زندہ گارے سے متفق ہوں گی لیکن دل  
ویران ہوں گے۔  
مرد مردوں سے جنسی خواہش پوری کریں گے اور  
عورتیں عورتوں سے۔  
مسجدوں کے احاطے بڑے بڑے اور غریب اپنے  
اپنے ہوں گے۔  
دنیا کے ویران علاقے آباد ہو جائیں گے اور  
آباد علاقے ویران۔

گمانے بھانے کا دور دورہ ہوگا اور شرابیوں  
پلی جائیں گی۔  
بلیس والوں کی کثرت ہوگی۔  
حبیب چھپی کرنے والوں، چٹل کھانے والوں۔  
اور طعنہ بازوں کی ہستات ہوگی (کچھ اعمال ۱۲-۱۳)  
لوگ غارتوں کو غارت کریں گے اور انہیں براہ ہوگی  
سود خوری کو حلال قرار دیا جائے گا اور جھوٹ  
مسام ہوگا۔  
لوگ انسان کی جان کی کوئی وقعت نہ سمجھیں گے  
اور ادنیٰ ادنیٰ عمارتیں بنوائیں گے۔  
دین کو دنیا کے بدلے فروخت کریں گے۔  
انصاف کمزور ہو جائے گا۔ اور ظلم کا دور دورہ ہوگا  
مظالم کی کثرت ہوگی اور ناگہانی موت بڑھ  
جائیں گی۔  
لوگ ایک دوسرے پر جھوٹی باتیں لگائیں گے۔  
کچھ لوگ سیلاب کی طرح امیر بڑی بڑی گناہوں میں  
لوگ سمٹ جائیں گے۔  
امیر اور وزیر جھوٹے ہوں گے امانت والے  
خائن ہوں گے۔ قومی نمائندے ظالم ہوں گے اور قزاق  
کے قادی بدکار ہوں گے۔  
لوگ جانوروں کی کھالوں کا لباس پہنیں گے  
اور ان کے دل مردار سے زیادہ بدوبدار ہوں گے۔  
ان کم ہو جائے گا۔  
قرآن شریف کے نسخوں کو آڑستہ کیا جائے گا  
مسجد میں خوبصورت بنائی جائیں گی ان کے مناسے  
اونچے اونچے ہوں گے مگر دل ویران ہوں گے۔  
قرآنی حدود معطل ہوں گی۔  
ماں اپنی مالک کو بچے کی دینی بیٹی ماں کے ساتھ  
ابا سلوک کرے گی جیسے مالک اپنے کزن کے ساتھ کرتا ہے؟  
جو لوگ غلے پاؤں گے بدن بھر گئے وہ  
حکومتوں کے سربراہ بن جائیں گے۔  
عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ تجارت میں

شریک ہوں گی۔  
مرد مردوں کی شہادت اختیار کریں گے اور  
عورتیں مردوں کی نفالی کریں گی۔  
اللہ کے بجائے دوسرے چیزوں کی معیت کھائیں  
جائیں گی۔  
مسلمان بھی بغیر کچھ جھوٹی گواہی دے گا۔  
دین کا علم لاشکی خوشنودی کے بجائے کسی اور  
منفعہ سے بڑھا جائے گا۔  
آخرت کے کاموں سے غور نہ کیا مقصود ہوگی۔  
مالغیبت (قوی خزانے) کو آئی سراپا لتور  
کر لیا جائے گا۔ اور امانت کو لوٹ کا مال سمجھا جائے گا  
اور زکوٰۃ کو جراثیم قرار دیا جائے گا۔  
قوم کا بیشتر ان کا ذیل ترین فرد ہوگا۔  
انسان اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا۔ ماں کے  
ساتھ سنگدل کا برتاؤ کرے گا۔ دوست کو نقصان  
پہونچائے گا۔ اور بیوی کی نرا سہرا داری کرے گا۔  
مسجدوں میں بدکاروں کی آوازیں بلند ہوں گی۔  
گائے والی عورتیں داشتہ بنا کر رکھ جائیں گی۔  
گائے بھانے کے آلات پھیلنا پھیلنا کرے گا  
جائیں گے۔  
راستوں میں شراب نوشی ہوگی۔  
ظلم پر فخر کیا جائے گا۔  
عدالتی فیصلوں کی خرید و فروخت ہوگی۔  
قرآن کو موسیقی سمجھ لیا جائے گا۔  
آخوندانے کے لوگ اپنی امت کے پہلے لوگوں  
پر لعن لعن کریں گے۔ (اللہ اللہ ۷-۷)  
ظلم یعنی ظلم سے بھی ہوئی تحریریں پھیل جائیں گی  
اور حق بات بھائی جائے گی۔  
لوگ مسجد کے اندر نماز کے مگر مرد و عورت  
بڑھنے کی توفیق نہ ہوگی۔  
ایک جھوٹا سا بچہ بوڑھے کو حرف ماس کے  
فریب ہونے کو وجہ سے لٹاڑے گا۔

کیا کہ بنا کر تشریف لے گئے ہیں؟ اور چودہ سو سال پہلے ارشاد فرماتے ہوئے الفاظ آج کس قدر حیرت انگیز طور پر موجود حالات کی تصویر کھینچ رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ آپ نے یہ باتیں وہی الہی کی روشنی میں بیان فرمائی ہیں اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی و وحی آنے والے ان فنون کا علم عطا فرمایا تو یقیناً یہ بھی بتایا ہوگا کہ ان فنون کے درمیان رہنے والوں کا کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے؟ جتنا چہرہاں اپنے ان فنون سے خبردار کیلئے وہاں ایک مسلمان کے لیے وہ راہ عمل بھی بتائی ہے جو ایسے مواقع پر اختیار کرنی چاہیے اس سلسلہ میں ارشادات نبوی سے جو رہنمائی ملتی ہے وہ میرے اس مضمون کا دوسرا حصہ ہے جو انشاء اللہ آئندہ ہفتے کے کام میں عرض کروں گا۔ (جاری)



ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ملات کا آغاز ہی اسلام کے بجائے کٹالی اور نعت کے کریں گے۔

لوگ ٹھٹھے سے شاندار زین پوشوں پر بیٹھ کر مسجد کے دروازوں پر اتریں گے اور ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود برہمن ہوں گی ان کے سر دلوں پر دھجے اونٹ کے کھان کی طرح ہالی ہوں گے۔ (البتغا ۵۵)

دین کو الٹ دیا جائے گا یعنی حرام چیزوں کے نام بدل بدل کر انھیں حلال قرار دیا جائے گا (مذکورہ ص ۲۸)

یہودیوں اور نصرانیوں کی پوری پوری تعالیٰ کی جائے گی (ایضاً ص ۲۵۸)

امتداروں کا انقدان ہوگا کہ یہاں تک کہ یوں کہا جائے گا کہ کفلاں مقام ہر ایک امانت دار شخص رہتا ہے۔

ایک شخص کی قلندری از بندہ دلی اور مہادری کی تشریف کی جائے گی جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان نہ ہوگا۔ (بخاری ۲-۱۷۰)

مولا نا اہل آدمی جوہر کے اہم معاملات میں رائے زنی کریں گے۔ (کنز العمال ۱۲-۲۱۷)

یہ چند مثالیں ہیں ان پیشگوئیاں کی جو انفسر نے فنون کے دور کے بارے میں چودہ سو سال پہلے بیان فرمائی ہیں اور صدیوں سے احادیث کی کتابوں میں بھی چلی آرہی ہیں جیسا کہ یہ باتیں حدیث کی مزید کتابوں سے اس وقت سرسری طور پر بحث کی جا رہی ہیں نہ اس قسم کی احادیث کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ یاد رہے کہ یہ تمام مولا نا محمد یوسف لودھی نے اس موضوع پر ایک ہیبت انگیز کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "معرفہ حضرت نبی کریم کے آئینے میں"۔ اس میں انھوں نے تفصیل کے ساتھ اس قسم کی احادیث جمع فرمائی ہیں۔ خود آج کے دور میں یہ تمام ہر مسلمان کی نظر سے گزرنی چاہیے، لیکن جو مثالیں مجھے سرسری طور پر ذکر کی ہیں مرضی انھیں کے مطالعے سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سیکر دعاء

بھئی میں  
اعلیٰ معیاری مٹھائیں : سیکری مصنوعات  
خصوصی مصنوعات :-  
ڈرائی فوٹ، انجیر برنی، اظلاطون، بانٹائل برنی، میگو برنی، بادی حلوہ، کاجو حلی، کاجو رولہ، گلاب حسان وغیرہ  
شیرینی دنیا کا تاج  
تاج کی مٹھائیاں

کرافٹ مارکیٹ جکشن ۳، راک ناک روڈ مقابل  
کرافٹ مارکیٹ بھئی۔ ۳۰۰۰۳  
فون نمبر: ۳۳۲۱۵۵۸



اعلیٰ تعمیر پر فضا مقام



BUILDERS & DEVELOPERS

دسترس ترین جائے وقوع

اعلیٰ معیاری ماحول اور اعلیٰ ذوق کے افراد کے لئے  
تین بلڈنگوں پر مشتمل آفسوں اور دفاتر کے لئے

تشریف لائیں

انٹرنیشنل ایر پورٹ سے قریب جدید طرز اور عمارتوں میں لفٹ گیئر لائٹ اور جدید انداز پر مشتمل ہے۔ تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے۔

آئیے

اور لو ان کنسٹرکشن کمپنی کی پیش کش قبول کیجئے۔

Regd. Office :  
Twin Complex Phase I, Office No. 201, Opp. Marol Fire Brigade,  
Marol Maroshi Road, Andheri (E), Bombay - 400 059.  
Tel. : 837 3203 / 839 1150 / 839 3321 / 839 4227. Fax: 91-22- 839 1563

## سیرت سید احمد شہید

پروفیسر وی اے احمد مدنی

پانچویں قسط

ہجرت مجاہد

اس جدوجہد کے عزائم اور سبب لکھتے۔ آپ کے نہیں کی گئیں اور عزائم معلوم کرنے کے لئے مصنف کتاب سید صاحب کے خطوط کے اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

تعمیل حکم

اپنے مال و جان کے ساتھ مجاہد کرو۔ فرمانبردار نہ بنو کہ مالک کے حکم کی تعمیل کرتی ہے ہم نے مجاہد پر کلام الہی کو نا ملق مان لیا ہے۔ سو رسول کے اتباع میں سفر کے لئے نکل کر ہوئے ہیں۔

رضا و محبت الہی

ہم اپنی آنکھوں اور کانوں کو غیر اللہ کی طرف سے بند کر کے ہیں ہم اللہ کو مال و جان و دولت و ریاست اور حکومت و سیاست کے طلب اور آرزو سے آگے نکل گئے ہیں۔ خدا کے سوا ہمارا کوئی مطلوب نہیں۔

مسلمانوں کی بے بسی اور اہل کفر کا غلبہ

اس زمانے میں کہ اہل کفر و طغیان کی سرکشی حد گزر چکی ہے مظلوموں کی آہ و فریاد کا غلط جذبہ ہے۔ شخاٹ اسلام کی توہین ان کے ہاتھوں صاف نظر آ کر رہی ہے اس بنا پر اب اقامت رکھ دو یعنی اہل فتنہ کے جہاد عامہ مسلمین کے ذمہ واجب ہو گیا ہے۔

ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط

جہاں کو فوج معلوم ہے کہ یہ پر دہی مسند باد کے سہنے والے دنیا جہاں کے تاجدار اور یہ سدا ایچے

دولت (اجرا) متاع فرشتی، سلطنت کے مالک بن گئے ہیں۔ جو حکومت اور سیاست کے مرد و مدد لگتے وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں اس لئے مجاہدین مغرب و وسط و وسطاں کمر بستہ باندھ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ مال و دولت کی ان کو ذرہ بھر طمع نہیں۔

اعلائے کلمۃ اللہ و اجماعی سنت

اس تمام محرک آرائی اور جنگ آزمائی کا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ رسول کی سنت زندہ ہو اور مسلمانوں کا ایک ملک کفار و مشرکین کے قبضہ سے نکل آئے، دین کا قیام سلطنت سے ہے اور سلطنت کے نہ ہونے سے دینی احکام صاف ہاتھ سے نکل جاتے ہیں، میرا اس منصب (امامت) کا مقصد دوسرے کے جہاد کو شرعی طریقہ پر قائم کیا جائے۔ اس تعداد کو رکھنا ہوں کہ تمام ممالک عالم میں رب العالمین کے احکام جن کا نام شرع متین ہے کسی کی مخالفت کے بغیر چلی ہو جائیں۔

عزم راسخ اس عبادت عظمیٰ کا ادا کرنا اور سادہ عالیہ کے حصول کا عزم اس فقیر کا کیا کیلئے۔ کہ اس عظیم المرتبت کام کے انجام دینے میں جان و مال قربان کر دینا، اہل ایمان کو فریاد کہنا اور وطن سے ہجرت کر جانا خس و فاشاک کو دور کرنے سے نادمہ نہیں معلوم ہوتا۔

ہمارا جھگڑا امر اولیٰ نے اسلام سے نہیں بلکہ کولابے بالوں والے بلکہ تمام فتنہ انگیز کافروں سے جنگ

کر لیں، میرا مقصد اصلی ہندوستان پر جہاد ہے کہ ملک خراسان (مرحدہ افغانستان) میں سکونت اختیار کر

منفعت عامہ

اہل دولت کی سناوت و قیامی اور عام لوگوں کی تنگ دینی سے آسانی برکتیں نازل ہوتی ہیں آسانی برکتوں کے نزول کے سلسلے میں دم اور ترکی ہے ہندوستان

کا مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ آج کے ہندوستان کا مقابلہ دوسو تین سو برس پہلے کے ہندوستان سے کرو آسانی برکتوں کا کیا حال تھا اور ادائیہ عظام اور علمائے کرام کی کتنی بڑی تعداد باقی جاتی تھی۔ جہاد کے میدان کا راز کے خواں مردوں کو جو فائدہ پہنچتے ہیں ان کے تفصیل کی ضرورت نہیں ان کے علاوہ

ارباب باطن کو تھوڑے تھوڑے وقت میں جو بڑے بڑی ترقیاں حاصل ہوتی ہیں اور مولیٰ باتوں سے مراتب و ولایت اور مناصب و درجات پر فائز ہو جاتے ہیں، مسلمہ حق کی عام اشاعت ہوتی ہے، دین حق کی فتنہ کھلی جاتی عمومی دعوت اور عقائد حق اور احکام شریعت کی اشاعت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ انبیاء و علیہ السلام کی نیابت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ عام اہل صلاح بھی اس کی برکات سے محروم نہیں ہوتے۔ نیکی کا ارتقا، کاحراز ہوتا ہے اور فاجرانہوں کی تہذیب کا زناں ہوتا ہے گوشت فانی بھی اس کی برکات سے

محروم نہیں رہتے وہ منکرات و بدعات کے اظہار سے کوسنگسٹ ہو جاتے ہیں اہل نفاق بھی اس کی برکات سے محروم نہیں رہتے۔ اولیائے عظام اور علمائے کرام کے ساتھ اختلاف اور بے سہنی وجہ سے ان کے الزام کا ان کے قلوب پر عکس اور ان کے مواظف کا ان کے دلوں پر آخر بیٹے اس کے لیے امید کی جاتی ہے کہ دین کا نور ان کے دلوں کی گہرائی میں اتر جائے گا دینی کافر بھی جو یہ دوسری اس کے

جاری ہو جائیں؟ مکتوب بنام سردار سلطان محمد خان  
دلی پٹا اور اس دلی امیر الہ آباد جہاں سے  
سید صاحب نے بڑھ کر کٹر اسلامی کا معاملہ اور  
خلافت نبوت کا بڑا تو کامل ہندوستان کے ہزار  
سال تاریخ میں نہیں ہے۔

## سید صاحب کا انتخاب اور پنجاب افغانستان اور سرحد کے حالات

سید صاحب کا ہمد گرام تھا کہ ملک ہندوستان  
کو کفر و مشرک سے پاک کیا جائے۔ سرحد افغانستان  
میں سکونت اختیار کرنا ان کا مقصد تھا مگر پنجاب  
میں ریخت سنگھ کی حکومت میں مسلمانوں کے حالات  
بہت خراب ہو گئے تھے اور ان کے قریب امداد کی ضرورت  
تھی تو یہ مصالحہ کا تقاضہ تھا کہ وہ ہم ہندوستان کے  
شمال مغربی سرحد سے شریعت کی جائے۔ انھوں نے ہندوستان  
کے اندر اپنی عمارت نہ سرگرمیوں کو نہیں بنایا جس کے ایک  
ایسا جو میرہ بن جانے کے قوی امکانات تھے جس کے  
چاروں طرف مشرق مغربوں، مراٹھوں اور سازشوں کا  
سمندر چھلچھلا رہا تھا۔ امیر خاں کہے بس اور  
سلطان تپو کی شہادت نظر کے سامنے تھی۔

افغانستان اور سرحد پنجاب کے پناہ و جہاد  
کے وجود چھوٹے چھوٹے منافقات میں اپنی طاقت  
کو ضائع کر رہے تھے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ وہ چھوٹے  
ملت کے مطابق نہ بھاگتے ہیں انھیں بڑا ناخوش  
پنجاب میں مسلمانوں کی حالت

کے ہاتھ سے نکل کر سکھوں کے ہاتھ میں منتقل ہو چکا تھا  
اب پنجاب میں مسلمان ایک ایسی غلام قوم کے درجے  
جس سے مالکوں کو شہید مذہبی نفرت تھی مسلمانوں کو  
ایک نیم وحشی اور مسخ شدہ میسر شرافت و جلال کے  
ہاتھ سخت ذلت و عذاب کا سامنا کر رہا تھا۔  
جنگ۔ ملتان میں ان لوگوں نے جو کہ کیا

سرداروں سے صرف اس بات کی خواہش ہے کہ جان  
و مال سے اسلام کی خدمت کریں اور اپنی مسند  
حکومت پر برقرار رہیں۔

ہاں سید صاحب انگریزی اقتدار کو نقصانی  
خطرہ سمجھتے ہیں اور اس خطرہ کے ازالے اور ان  
مہمکنگان بیدار لوگوں اور تاجران متابع فرخش  
کے اخراج کے لیے غیر مسلم والیان ریاست کو اپنے  
ساتھ جبر و جبر کرنے اور لوگوں کی دعوت دیتے  
ہیں جو ان کے اعلیٰ سیاسی بصیرت کی دلیل ہے  
مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ گویا انگریزوں کے  
افراج کے بعد سید صاحب اقتدار اعلیٰ اور ہندوستان  
کی حکومت والیان ریاست اور غیر مسلم شخصیات کے  
حوالے کر کے خود گوشہ نشین اور ذکر و مبارک  
میں مشغول ہو جائیں گے۔ اور ایسی سیاست کے  
قیام پر رضامند ہو جائیں گے، جس میں اسلام  
اور قوانین اسلام کو کوئی بنیادی اور مرکزی  
چغیت نہ حاصل ہو سید صاحب کی زندگی گمان  
کے اصلی جذبات اور ان کے رد و جبر کے  
مادہ حقیقت کی دلیل ہے انھیں خطوط کے اندر  
اس کے خلاف ہر حق شہادتیں موجود ہیں۔

## مکتوب بنام شاہ سلیمان اور جنگ آزادی

کا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو اور  
رسول کی سنت زندہ ہو اور مسلمانوں کا ملک کفار  
اور مشرکین کے قبضہ سے نکل جائے اس کے سوا کوئی  
مقصود نہیں سید صاحب کے سامنے ایک  
ملک کی آزادی اور غلامی کا مسئلہ جس ہے۔ ان  
کے سامنے تو ساری دنیا پر خدا کی حکومت قیام اور  
تمام انسانوں پر قوانین الہیہ کے نفاذ کا مسئلہ ہے۔  
"اس تمدن آفرینہ رکھنا جو کہ کافر انسانوں  
بلکہ تمام ملک عالم میں رب العالمین کے احکام  
جن کا نام شرع نہیں ہے بلکہ فطرت کے

برکات سے محروم نہیں رہتے، تمہارے کے فروغ  
بادشاہوں کے انصاف اور رہنمائی سے امن و  
اطمینان کے سبب وہ اسلامی ملک کی تاریخ اہل اللہ  
خوشحال رہتے ہیں اہل حب بھی اس کے برکات سے  
محروم نہیں رہتے۔ ان کے حق میں ان کا قتل جو نا  
مذاب خداوندی کی تعظیم اور مسخ کی تعظیم کا  
سبب ہوتا ہے۔

## جہاد کی مثال بارش کی سی ہے

بارش جس کا نفع عام انسانوں کے حق میں  
بدیہی ہے گو بعض آدمی عمارتوں کے انہدام یا  
سیلاب اور نہروں کی طغیانی سے تلف ہو جائے  
پس لیکن اس کے باوجود بارش کی برکت اور نفع  
میں کلام نہیں۔

## مخمس جنگ آزادی

مخمس جو کہ سید صاحب جنگ آزادی کے ایک رہنما  
تھے جن کا مقصد ہندوستان سے انگریزوں کا  
افراج اور ملک کو غیر ملکی حکومت سے آزاد کرنا  
ایک خالص ملکی حکومت قائم کرنا تھا جس میں مقبذہ  
وامول اور مکران کے ذین دمل کی کوئی بحث نہ تھی  
یہ نتیجہ یاد اس خط سے نکالا گیا ہے جو اپنے  
ہماراج دولت راؤ سندھما کے دربر بارہ شہنشاہ  
راجہ ہند راؤ کو تحریر کیا تھا۔ اس خط کا حوالہ پہلے  
آچکا ہے۔ اس کے آخر میں انگریزوں کے تسلط و  
اقتدار اور اس کے تباہ کن نتائج کا ذکر کرتے ہوئے  
کہتے ہیں۔

"جمہوریت ہندوستان ان غیر ملکی چٹھوں  
سے خالی ہو جائے گا حکومت کے عہدے اور عہد  
ان لوگوں کو ملیں گے جن کو ان کی طلب ہوگی اور ان  
حکام و اہل ریاست کی حکومت و قوت کی بنیاد مستحکم  
ہوگی مگر وہ مسلمان ریاست اندر جسے جس



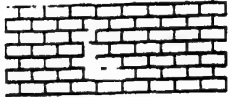
## مختصر

# عشاقی حشریں

معدا شتر ندوی

● روس کے مسلح افواج کے برقی اسلحے کے ادلی نامیہ جیف مشرو کشر نے روس کے پارلیمنٹ کے ایوان زیریں میں بتایا کہ چیچنیا میں روس کے ایک ایک ۲۱۳۴ فوجی مارے جا چکے ہیں ان میں نیم فوجی دستوں کے جو اتنے شامل نہیں ہیں۔ انھوں نے ہمران پارلیمنٹ کے سوال پر بتایا کہ چیچنیا میں فوجی کارروائی پر دہائی بجٹ سے ایک ایک ہاتھ بڑھ کر روپوں خرچ کئے جا چکے ہیں

● سعودی عرب کے طبعی مرکز سے سب سے بڑا قرآن مجید شائع کیا ہے۔ یہ پاک سائز قرآن مجید ۱۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے جس کی موٹائی ۱۱ سینٹی میٹر اور وزن دو کلو گرام ہے۔ یہ قرآن شریف پائڈل کے پریس میں خصوصی اہتمام کے ساتھ شائع کرایا گیا ہے قرآن مجید کا خلافت فرانس سے ہی حاصل کیا گیا ہے۔



کے حامی نوجوان ہیں، اہرین کا خیال ہے کہ سنہ ۲۰۰۲ تک منشیات کا استعمال کرنے والوں کی تعداد دو گنی ہو جائے گی۔ جبکہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ہلاک و گم منشیات کا استعمال کرتے ہیں۔

● اسرائیل جلد ہی اپنی اور فلسطین حکومت کے علاقوں کے درمیان ایک دیوار تعمیر کرے گا جس کی لمبائی تقریباً ۱۱۰ کلو میٹر ہوگی دیوار کا منصوبہ اسلئے بنایا گیا ہے تاکہ یہودی بستیوں کو مقامی فلسطینی اور خاص طور سے حماس تنظیم کے لوگوں سے محفوظ رکھا جائے۔

● سعودی عرب نے دنیا بھر کے مازین جگ کو آگاہی دی ہے کہ وہ اپنے ساتھ کسی قسم کا سیاسی اثر و نفوذ یا تصویریں نہ لائیں یہ اطلاع ریاض میں وزارت داخلہ کی طرف سے جاری کیا گیا ہے وزارت داخلہ کے ترجمان نے بتایا کہ جو لوگ اس کی خلاف ورزی کریں گے ان کو سخت سزا دی جائے گی اور ان کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہیں برتنے والے کسی سعودی حکومت اور عوام مازین جگ کو ہر ممکن سہولت پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ تاکہ وہ جگ کے امکان بکری یا بھام دے سکیں۔ سعودی حکام اس بات کا مزہ نہیں چاہتے ہیں کہ جگ کے دوران احترام اور حفاظت کے قانون کو خراب نہیں ہونے دیں گے۔

● فلپائن کے مشہور اداکار رابن پوٹو نے اسلام قبول کر لیا ہے وہ جیل میں آتشیں اسلحہ رکھنے کے جرم میں ۱۲ سال کی سزا کاٹ رہے ہیں۔ رابن کا کہنا ہے کہ اسلام نے جذباتی طبع پر مجھے مزید مستحکم بنا دیا ہے۔ ۲۲ سالہ اداکار نے بتایا کہ اس سال جیل میں پہلی بار رمضان کے روزے رکھے انھوں نے فلپائن کے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اسلام کو بہتر طور پر سمجھنے کی کوشش کریں واضح ہو کہ فلپائن کی ۹ کروڑ ۹۰ لاکھ کی آبادی میں ۸۰ فیصد کی کیتھولک میراثی اور کس فیصد کی مسلمان ہیں۔

● روس کے انٹیل جنسیات مرکز کے سربراہ نے اپنے ایک اخباری بیان میں بتایا کہ روس میں تقریباً ۱۰ لاکھ افراد منشیات کے حامی ہیں جن میں بیشتر منشیات

## شتر مدینے کی

حاجات غیبت ہے شام و مکر مدینے کی ہے خوش نظری ہر اک رہگذر مدینے کی

قدم بڑے ہیں بہاں پر رسول اکرم کے انھیں نغضاًؤں میں گونجی تھی تو انھوں نے رسولؐ کو بہاں پر ہی استراحت میں وہ سیل نور کا عالم وہ گنبد مضر کی لکھتے ہیں کہتے ہی اسرار عقبہ میں ہر ہیں اہل دل کی نگہ ہوں میں متبرہ وہ تہم آ رہے ہو دیار رسولؐ سے ہو کر

اسی پر کھل گیا تخلیق کائنات کا راز وہ جس نے کچھ لی جس کی شتر مدینے کی

کرتا کیلئے؟  
۱۰۔ مسنون ہے، بغیر مذکر قبلہ کی جانب منہ نہ کرنا  
خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

## محمد طارق ندوی

# سوال و جواب

ہول سیل چشموں  
ٹیکنیسی غنیم اور لیس کے بے

## نانج آپٹیکلس

ٹیکنیسی غنیم اور لیس کے بے  
ڈی 35/152 - کوئی کیسے جو کہ  
(دھرم پانی گلی) دارانی

**TAJ OPTICALS**  
WHOLE SALE SPECTACLE  
FANCY FRAMES & LENSE  
PLEASE  
CONTACT  
**TAJ OPTICALS**  
D-37/152 KODAI - KI -  
CHOWKI (MADHUR JAL PAN)  
GALI) VARANASI  
P.H. 352737 RES. 342127  
342106

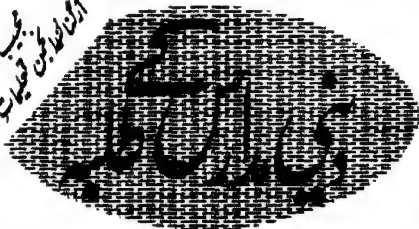
ختم ہیں اندر دل، انہوں نے غلطی کا نام  
دوسروں اور ملتوں وغیرہ کی میناروں کے  
۶۵ سالہ پہاڑی صاحب نے غریب بھائی جی دادا

## دل آرام تیل

تیار کردہ حکیم قاسم صاحب گھنٹی  
اسٹاکٹ۔ ہارون جنرل اسٹور مجنہ گھنٹی۔  
لوٹ ۱۰ جائز صحت بخور یا شوگر سے جڑے شالی  
کے لئے ہے ملاحظہ فرم کریں۔ فون: 233624

- ۱۔ قرآنی کس پر واجب ہے؟  
۲۔ قرآنی ہر اس مسلمان عاقل، بالغ، بالغ، بالغ پر واجب  
ہے جس کی ملک میں  
سارے بادل تو رہا ندی یا اس کی قیمت کا مال حاجت  
اصلیہ سے زائد ہو۔  
۳۔ کیا قرآنی واجب ہونے کے لیے سال گذرنا شرط ہے؟  
۴۔ قرآنی واجب ہونے کے لیے سال گذرنا مشروط  
نہیں ہے۔  
۵۔ ایک شخص قرآنی کی استطاعت رکھتا ہے بھر بھی  
نہیں کرتا ہے تو کیا اس پر کچھ وعید ہے؟  
۶۔ ہاں اس کے لیے سخت وعید ہے۔ آخرت نے  
فرمایا ہے کہ جو شخص قرآنی کی استطاعت رکھتا ہے  
اور قرآنی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب  
نہ آئے دین و خدا کے حضور میں حاضری کے لائق نہیں ہے  
۷۔ عید الاضحیٰ کے دن سب یہ کہ عید کی نازک  
کھانے پینے سے رکھتا ہے یہ حکم کس کے لیے ہے جو قرآنی  
کرنے والا ہے اس کے لیے؟ یا سب کے لیے  
۸۔ قرآنی کرنے والے کے لیے سب کے لیے کہ کھانے سے  
رکاوٹ ہے اور قرآنی کے گوشت کھانے کی ضرورت ہے کہ  
۹۔ ایک شخص بھر قرآنی واجب تھا لیکن اس نے  
قرآنی نہیں کی یہاں تک کہ دن گزر گئے تو وہ اب  
کیا کرے؟  
۱۰۔ قرآنی کی قیمت حد قدر کرے۔  
۱۱۔ چرم قرآنی خود استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟  
۱۲۔ خود استعمال کر سکتے ہیں لیکن اگر اس کو فروخت  
کر دے تو اب قیمت کا حد قدر اکرنا لازم ہے۔
- ۱۔ اگرچہ صاحب نصاب ہے تو اس پر قرآن  
واجب ہے یا نہیں؟  
۲۔ بھر قرآنی واجب نہیں اگرچہ وہ صاحب نصاب ہو  
۳۔ ایک شخص قرآنی کا گوشت تقسیم نہیں کرتا بلکہ فروز  
میں رکھ کر کھاتا ہے شرعاً یہ عمل کیسا ہے؟  
۴۔ اس میں عمل خلاف اولیٰ ہے کیونکہ افضل یہ ہے کہ  
قرآنی کا گوشت تین حصوں میں تقسیم کرے ایک حق  
اپنے اہل و عیال کے لیے رکھے ایک حق احباب و دیگرین  
تقسیم کرے، ایک حصہ فقراء و مسکین میں تقسیم کرے،  
۵۔ کیا اس جانور کی قرآنی کر سکتے ہیں جو صرف ایک  
آنکھ سے دیکھتا ہو؟ اسے دوسری آنکھ سے دکھائے  
نہ دیتا ہو؟  
۶۔ نہیں ایسے جانور کی قرآنی نہیں کر سکتے ہیں۔  
۷۔ کیا اس جانور کی قرآنی کر سکتے ہیں جس کے کان  
کٹے ہوں؟  
۸۔ نہیں ایسے جانور کی قرآنی نہیں کر سکتے ہیں جس کے  
بڑے کان کٹے ہوں یا اکثر کان کٹے ہوں؟  
۹۔ کیا بیوی کی فطر سے قرآنی واجب ہے؟  
۱۰۔ واجب نہیں ہے۔ اگر بیوی کی اجازت سے قرآنی  
کر دے تو وہ جو بیوی کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔  
۱۱۔ ایک بکرا لنگھاتا ہے تو کیا اس کی قرآنی کر  
سکتے ہیں؟  
۱۲۔ اگر نانا لنگھاتا ہے کہ خود مذبح تک نہ جا سکے  
تو قرآنی درست نہیں ہے۔  
۱۳۔ ذبح کرنے وقت جانور کا رخ قبلہ کی طرف





اگر ان طلبہ کی تعلیمات میں غلطی ہو تو اس کی اصلاح کرنی چاہیے

مکملی

دینی مدارس کے طلبہ کے اندر کج کل دینی رجحان اور غلط ذوق و ذوق اور محنت کی انہیں سناٹا حرکت کی آگئی ہے، ہر سال پوسٹے ملک سے ہزاروں کی تعداد میں مختلف اداروں سے طلبہ فارغ ہو کر نکلتے ہیں لیکن دس فیصد بھی کام کے نہیں ہوتے، مقررہ وقت میں سکول نہیں ملتے اس کا بڑا بڑا نقصان ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ طلبہ خود اپنی تعلیم و تربیت و اصلاح کی غفلت و غور نہیں کرتے، داخلہ بھی ایسے مدارس میں چاہتے ہیں جہاں ان کو سیر و تفریح کی مکمل آزادی ملے۔

اسی کے ساتھ ایسے بہت سے مدارس کی بھی یہی نظریہ ہیں جہاں کے اساتذہ بڑے فخر کے ساتھ کہتے ہوئے ملتے ہیں کہ ہمارے یہاں کی تعلیم اور اس کے اعلیٰ معیار کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ دارالعلوم دہلویہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ایسی مرکزی درس گاہوں میں جا کر داخلہ کے امتحان میں پاس ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہتے کہ ہمارے یہاں سے کچھ دوسری بڑی درس گاہوں میں جاتے ہیں انہیں تعلیم و صلوات کے پابند ہوتے ہیں، وضع قطع میں فرق نہیں کہ ان کے اخلاق و اطوار قابل اطمینان ہوتے ہیں اساتذہ انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ان کے ساتھ خصوصی مراعات ہوتی ہیں۔

آج دنیا بھر کی جگہ جگہ پر بڑے اداروں میں طلبہ غیر شرعی لباس استعمال کرتے ہیں غیر شرعی مردانہ لباس کے ساتھ ان سے انہیں ہر وقت تہہ ننگے سے بچے کا نگاہ اور سر پر گھڑی بال ٹوٹا ہوا ہے۔

میں دینی تعلیمی کونسل کا آرگنائزنگ ہونے کے ناطے برابر مدارس کا دورہ کرتا رہا ہوں اس لئے مجھے اس کا تجربہ ہے، طلبہ کی حالت اتنی قابل افسوس ہے کہ اگر اساتذہ ہدایت نہ کریں تو وہ کسی جہاں کو سلام نہیں کریں۔

مندرجہ بالا سطور سے میرا مقصد مدارس پر تنقید نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ اساتذہ طلبہ کی تعلیم و تربیت دونوں کی طرف دھیان دیں، سختی سے نہیں سمجھا جائے کہ اگر وہ جہاں بھی رہیں اس پر کاربند

رہیں۔ نماز، ہجرت کے عادی نہیں، اساتذہ دیکھا کرتا ہوں کہ احترام کریں جس پر صبح چل کر حصول وقت ہے۔ والدین کے ادب و احترام کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھیں، وضع قطع میں فرق نہ کرنے دیں، اخلاقی حالت نہ گرنے دیں، اسی کے ساتھ تعلیمی مواد کو بھر سے بہتر بنانے کی سعی کریں اور طلبہ کو اپنے بہاں پر مقرر نہیں، ایک باصلاحیت استاد مدرس بن جائیں کیونکہ انہیں مدارس سے بہتر، جمہوریت بھی ملے گی ہیں اور کنگرہ بھی، اساتذہ سے میں باادب رہی، عرض کروں گا کہ وہ علماء پر تنقید و تنقیص کا طریقہ نہ کریں اور اساتذہ کا رنگ طلبہ پر جڑے گا اور وہ بالکل بننے کے بڑے ہیں جسے غنا اور بے ادب ہوں گے یہ باتیں آج کل مدارس میں ہوجاتی ہیں کہ اور کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

## امریکی کے بیان کے بعد امریکہ میں اسلام کی تعلیم نو کی کوششیں

واشنگٹن، امریکہ کی خاتون اول ہیلن کلنٹن کے اس بیان کے بعد کہ امریکا میں اسلام کو صحیح طور پر سمجھنے کی کوششیں نہیں کی گئی ملک میں اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کنگ و دو شروع ہو گئی ہے، محکمہ انسداد و دہشت گردی کے کوآرڈینیٹر سٹیفن ولس کا کہنا ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے مشرک کا کہنا ہے کہ اسلام اور قتل و دہشت گردی کے درمیان کسی قسم کے تعلق یا مماثلت کے تصور کو سمجھنے کے ساتھ مسترد کر دیا ہے انہوں نے کہا کہ عرب دنیا میں اس بات پر عمومی اتفاق رائے کی صورت میں پیدا ہو رہی ہے کہ دہشت گردی کی خدمت کے لئے اور مشرق وسطیٰ میں امن کے جاری مل کی حمایت کی جائے امریکہ کے ایک نائب وزیر خارجہ ایڈورڈ ہیلری جیان نے کہا کہ امریکہ اسلام کو ہرگز کوئی ایسا نیا ازمنہ نہیں سمجھتا جو مغرب کے مفاد میں ہو۔ اور عالمی امن کے لئے ایک جتنا برا خطرو بننا جا رہا ہو۔ امریکہ میں اسلام کے بارے میں بڑھتی ہوئی دلچسپی اس کے بارے میں محسوس کاغذ ہاں جا رہی ہے لیکن لگایا جاسکتا ہے جو رائے مل رہی ہے کہ اس کے لئے ۱۹۹۳ء کے بعد سے کیا گیا، سروے کے مطابق پانچ فیصد امریکی اسلام کے بارے میں کوئی رائے نہیں رکھتے تھے جبکہ ۲۷ فیصد امریکیوں نے اسلام کے بارے میں مثبت رائے کا اظہار کیا، مسلمانوں کے بارے میں تمام سوالوں کے جواب دہندہ ۱۱۱ میں سے ۳۵، ۲۰ فیصد ایسے تھے جو یا تو یقینی کیفیت سے دھماکے یا کھلی رائے اپنی نہیں رکھتے تھے، اس ہائز سے سے میڈری کلنٹن کے اس دورے کے بعد بھی ہوجاتی ہے کہ امریکیوں کو اسلام کے بارے میں ابھی بہت کچھ جاننے کی ضرورت ہے۔

## بقیہ: درس حدیث

ان کو ان تک نہ کہنا اور نہ انہیں چھو کر اور ان سے بات ادب کے ساتھ کرنا اور غرور و دنیا سے ان کے آگے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسا انھوں نے مجھے پہچن میں (شفقت سے) پہنچاؤ کیا ہے تو بھی ان کے حال پر رحمت فرما۔

"اگر تم اے سامنے بڑھ چکے ہو پوچھ جائیں: بڑھ چکے کا معاملہ بالکل الگ ہے بڑھ چکے کی حضرت عثمان اس کے تقاضے اور اس وقت کے احکامات جلد متاثر ہونے کی کیفیت جو ان کے احکامات سے جدا گانہ ہوتے ہیں۔ لہذا لڑکے کو ان نراکتوں کو سمجھنا چاہئے۔ اور حسن سلوک اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ فرما نبیوار بیٹا محمد بن عبد اللہ سے پوسے ادب و لحاظ کے ساتھ بات کرے، لڑکے کو کوئی ایسی بات نہ سناؤ جو مجھ سے اتنا ہٹ دھرمی کا مظاہرہ ہو، یا اس میں تو یہی پہلچا کا شائبہ پایا جاتا ہو۔

"ان سے بات ادب کے ساتھ کرنا یہ ادب کا اعلیٰ درجہ ہے کہ مہمان باپ سے گفتگو کے انداز میں ادب و تعظیم کی ادائیگی جاتی ہو۔

"عجز و دنیا سے ان کے سامنے جھک رہو، ان الفاظ میں ان کے ادب و لحاظ کو نہایت لطیف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ بوجھل کے پردوں پر دستک دینا اور اساتذہ محبت کو بیدار کرنا ہے۔

رہا دوسری بات جس کی طرف حدیث رہنمائی کرتی ہے کہ بزرگ و بزرگ کی طبیعت بالکل جدا گانہ ہوتی ہے وہ خاموشی، وقار، کم بات کرنے اور سوال کرنے اور سوال میں اصرار کرنے، اور بلاوجہ باتوں سے دھڑلہ نہیں ملنا اور اس سے قنات نہ ہونا ہے۔

"متواہرات" وہ حالت ادب کا مطلب کرنا یعنی خود پر جو حقوق واجب ہیں ان کے ادا کرنے سے پہلے ہی

کرنا اور جس کا سے حق نہیں پوچھنا اسے مانگنا آیت پاک (وَسْئَلُوهُمُ الْخَاوِصُونَ) سے کسی چیز کی حاجت نہیں دیتے۔ اس طرف اشارہ کرتی ہے۔ مانگتے کہتے یہ روکنے کا مطلب جس چیز کے دینے کا سے حکم دیا گیا ہے اسے روکنا اور جس کا سے حق نہیں پوچھنا اسے مانگنا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ مطلق سوال ہی سے روکا گیا ہو، جس کا ذکر یہاں اس کے مد مقابل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ حدیث کی تشریح میں امام نووی فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ "منع وہاں" اور دوسری روایت میں ہے "ولا وہاں" ت پر زبرد کے ساتھ، حدیث کے معنی ہیں کہ آدمی کو اپنے لاپرواہ جب حقوق کی ادا کرنے سے روکا گیا ہے، یا جس چیز کا اسے حق نہیں پوچھنا ہے مانگے، اس سے منع کیا گیا ہے۔

## بقیہ: ۱۔ صلہ رحمی

یہ سب احکام مذکورہ خداوندی فطریہ ہیں

اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ایسی بہشتوں میں داخل کر دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جیوش جیش ان میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے غائب علی سے نکل جائے گا اس کو آگ (یعنی جہنم) میں داخل کریں گے۔ اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اس کو ایسی سزا ہوگی جس میں مذمت بھی ہے (سورہ نباہت سورہ)

کیا اس کے بعد بھی کسی ایمان طے میں یہ جرات ہو سکتی ہے کہ وہ یہ نہیں کان کے شرعی حق سے محروم کرے ایک حدیث میں یوں آیا ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے والد یا والدہ کی میراث کو کاٹ دیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کا حصہ کاٹ دیں گے (بخاری ص ۳۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کو اپنی خیریت یا خیریت و میت سے اپنے کسی وارث کو محروم نہ کرنا چاہئے۔ حق العباد کی بڑی اہمیت ہے، جب تک خیر والا اپنا حق نہ پالے گا یا باحق نہ کر دے گا حق ماننے والا جھٹکا رہا نہیں پاسکتا۔ لہذا ہم کو چاہئے کہ پہلی فرصت میں اپنے معاملات صاف کر لیں۔ حدیث لائحہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس برائے کے بھائی کا کوئی حق اس کی آبروریزی یا مال سے شتم ہو تو اسے چاہیے کہ آج ہی اس سے صفائی حاصل کر لے۔ اس سے پیشتر کہ (قیامت کا دن آئے) وہ ان اس کے پاس نہ مینا رہوں گے، نہ درہم، اگر اس کے پاس نیکیاں ہوں گی نیکیاں ملے لی جائیں گے اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو صاحب حق کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے (بخاری ص ۳۹) ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے:

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی کی غلطی ایک بالشت زمین سے لی تو قیامت کے دن اس ایک بالشت کے بعد رسالہ زمین کا حصہ اس کے گئے میں طوق (بار) بنا کر ڈال دیا جائے گا۔ (مسند کوفہ ص ۲۵)

(تفصیل مکن ہوئی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے) آمین۔

## دعاے مغفرت

توبہات کے غریب و غریب مولانا حیات الرحمن مظاہری کے مائدہ عشرت فاضل شریعت احمدیہ کراچی کے مدرسہ تہذیبیہ میں پڑھنے کو منتقل ہو گیا۔ اٹالہ ڈاکٹر ابو جواد: تاریخی تہذیبیہ دعاے مغفرت کے درخواست ہے۔



کھنڈ

بِأَمْرِ مُحَمَّدٍ وَشَرِيفِهِ دَارُ الْعَمَلِ لَوْ تَذَرُ الصَّلَاةَ لَا تَقِيَنَّ

جلد نمبر ۳۳

نکړان اعلیٰ

مولانا معین الدین ندوی  
== مدیر مسئول ==  
شمس الحق ندوی

بحری ڈاک جملہ ————— ۱۰ روپے

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ بہرہ آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ یوں وہ اب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ متوازی پندرہ مئی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے بہرہ پر ارسال فرمائیں۔

خَطُّ وِکْثَابِتْ کَایْتَهْ

**میں تجربہ حیات** پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء کھنڈو 26007 یو۔ پی  
ڈرافٹ سکیئرٹی مجلس صحافت و نشریات کھنڈو کے نام سے بنائیں اور دفتر تحریکات کے پر  
پرمودان کریں

ہر فخریہ پبلشر شاہد حسین نے ہارکے آفس میں طبع کر کے دفتر تعمیر کیا جس میں صمان و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ شائع کیا

# اِسْتِمَارَاتِ حیات

شرائط ایجنسی

- ۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جانی۔
- ۲۔ فی کاپی ۱/۱۰ روپے کے حساب سے زر ضمانت پیش کیلئے روزانہ فراہمی کی جائے گی۔
- ۳۔ کمیشن جو انی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

- ۱۔ تعمیر حیات کافی کام فی سینیٹی میٹر R. 20/-
- ۲۔ کمیشن قدر اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر نہیں ہوگا۔
- ۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیش کیلئے جمع کرنا ضروری ہے۔

بیسرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.  
P.O.Box No. 842  
MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)

مدینہ منورہ

Mr. M. AKRAM NADWI  
O.c.I.S.  
St. CROSS COLLEGE  
Oxford OX1 3TU - U.K.

برطانیہ

Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.  
P.O.Box No. 388  
Vereniging  
(S AFRICA)

سאותھ افریقہ

Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.  
P.O.Box No. 10894  
DOHA - QATAR

قطر

Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.  
P.O.Box No. 12525  
DUBAI -(U.A.E.)

دبی

Mr. ATAULLAH Sb.  
Sector A-50, Near Sau Quater  
H. No. 109 Town Ship Kaurangi  
KARACHI-31 (Pakistan)

پاکستان

Dr. A. M. Siddiqui Sb.  
98- Conklin Ave  
Woodmere  
New York 11598 -(U.S.A.)

امریکہ

۱	درس حدیث	مولانا ڈاکٹر محمد لقمان عظمیٰ ندوی	۲
۲	اسلامی شریعت (اداریہ)	مولانا سید محمد رابع حسینی ندوی	۵
۳	مردان کا راز اور خفیہ حقائق	محضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی	۸
۴	ردائق عبدالحی کا اقتدار	محمد شاہ ندوی بارہ ٹکوی	۱۱
۵	میرے بھائی صاحب	عبدالحق تنہا مدنی	۱۳
۶	آمد بہار	جناب غیب صاحب نگرانی	۱۷
۷	شیخ محمد الغزالی مرحوم	ڈاکٹر محمد لقمان عظمیٰ ندوی	۲۰
۸	سیرت سید احمد شہید	پروفیسر وحید احمد مدنی	۲۳
۹	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۲۶
۱۰	مشاہدات و تاثرات	ابوالحسن ندوی	۲۷
۱۱	تاثیر و نفوذ مولانا محمد رفیع ندوی	عبد الغفور خان رستوی	۲۸
۱۲	اسلام کی دین و مذہب	ترجمہ: سید محمد حسینی	۳۱

اداریہ

(مولانا) سید محمد رابع حسینی ندوی

# اسلامی شریعت

## ایک محکمہ قانون اور انسانی زندگی کی ضرورت

مسلمانوں کی دینداری اور ان کی اسلامی زندگی پر نام نہاد دانشوروں اور اہل علم بعض وقت عجیب اعتراضات کرتے ہیں، ان کے اعتراضات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان اعتراضات کرنے والوں میں سے اکثر لوگ علم و دانش کے جو عمومی تقاضے ہیں ان کا بھی خیال نہیں کرتے۔

ہماری مسلم سوسائٹی میں جو خرابیاں بے راہ رد و انحراف لوگوں کی بد عملی سے پیدا ہو گئی ہیں۔ صرف ان کو دیکھ کر لوگ اسلامی سوسائٹی کے عقیدہ اور مذہبی تعلیمات کے خلاف رائے زنی کرتے ہیں، اور اسلامی احکامات کو پوری طرح بڑھے اور جانے بغیر بعض اپنی انکس سے مذمت کرنے لگتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں ایک جگہ شراب کی حد تک حرمت کے دوران ایک مرحلہ پر قرآن مجید میں یہ حکم آیا ہے کہ اگر تم نشے میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔ تو اس تم اگر نشے میں ہو تو کو چھوڑ کر یہ کہا جلتے کہ قرآن مجید میں تو یہ ہے کہ تم نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، اس کے باوجود مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ اسلام سے کہہ دو کہ کھانے والے ایک صحابی ان دن شوروی صاحب نے اخبار میں متعدد دفعہ مبین اسلامی تعلیمات کی مذمت میں لکھے ہیں ان میں اسی طرح کی حرکتیں کی ہیں، اردن شوری صاحب نے قرآن و حدیث کا جو اسلامی احکامات و تعلیمات کا منبع ہے۔۔۔ اور اسلامی فقہ کا جو قرآن مجید اور حدیث شریف کے الفاظ سے حاصل ہونے والے اشاروں اور مضامین کا جو محور ہے۔ کیا مطالعہ کیلئے؟ وہ اپنے کو اس کی تشریح کرنے اور نقص نکالنے کا کام کرنے کے لئے وقف کر لیتے ہیں۔

اردن شوری صاحب ہی کی طرح بعض ان ہی جیسے دانشور ایسے ہی جاننے اسلام سے ناواقف لوگوں کے لئے شائع کرتے ہیں، ابھی چند دنوں قبل ایک جائزہ بہت مطراق کے ساتھ اخبار میں شائع ہوا ہے کہ مسلمان عورتوں کی ایک بڑی تعداد سے دریافت کرنے پر ان میں ۹۰ فیصد عورتوں نے بتایا کہ اسلام میں عورتوں پر ظلم ہے، اس کی اصلاح ہونا چاہیے۔ یہ کون عورتیں تھیں؟ قرآن و حدیث سے اور اسلامی احکام سے کتنا واقف تھیں یا غیر مسلم عورتیں تھیں جن کو برقع پہنا کر مسلمان عورتوں کے لباس میں لاکر سوالنامے کے دائرے میں لایا گیا تھا۔ پھر دیکھنے کی بات یہ بھی ہے کہ ہندوستان میں یوں بھی تعلیم یافتہ افراد اوسطاً کم اور عورتیں تو زیادہ غیر تعلیم یافتہ ہیں۔ بھر ملک کی آبادی کا بیشتر حصہ دیہاتوں میں رہتا ہے جو بے پل اور کھیت کی معلومات سے زیادہ معلومات نہیں رکھتا۔ مسلمان عورتوں میں تعلیم یافتہ عورتوں کا تناسب اور بھی کم ہے، ان میں سے بیشتر پر سنسنی اور غیرہ کی اصطلاحات ہی سے ناواقف ہیں ان سے شریعت اسلامی کے متعلق دریافت کرنا کیا بات ہے۔ یہ اسی طرح کی بات ہے کہ کسی پرائمری اسکول میں جا کر پوچھا جائے کہ امریکہ کا کیا ہوا عالمی نظام ہندوستان کے لئے کہاں تک مناسب ہے؟ اور اس کے نتیجے میں کیا ہو گا؟ بچے جو جواب دیں اب اس کو عقل کی بات قرار دے کر پیش کریں۔ یہ ہے مثال اس طرح کے جاننے کی جو اسلام سے ناواقف اور مخالفت لوگ ابتداء دل خوش کرنے کے لئے لیتے رہتے ہیں۔ اسلام کے سیکولوں قوانین سے ایک قانون کا بھی بڑا مطالعہ نہیں کرتے۔ پھر بھی اس کی بال کی کھالہ نکالتے ہیں۔

اسی طرح کی ایک کوشش کے بارے میں مجھے ایک صحتی شاہد نے بتایا کہ دہلی کی ایک یونیورسٹی کی متعدد غیر مسلم لڑکیوں کو جن کو وہ پہچاننے کے بغیر پہچان کر یا مسلمان لباس میں پرسن لاء کے موضوع کے ایک سیمینار میں لایا گیا اور اس کی کوشش کی گئی کہ کوئی ایسا مسلمان ذرکت نہ کرے جو ان لڑکیوں کو پہچان کر یا شریعت اسلامی کا ناقد نہ ہو۔ اس صحتی شاہد کو بھی انداز نہیں جانے دیا گیا۔ لیکن اس نے کوشش کر کے ان نام نہادوں کو دیکھ کر یا مسلمان عورتوں کی بالائی نہیں تھیں۔ اور دوسرے دن اخبار میں ان کی قیمتی آزاد چھاپ دی گئیں۔ اب اس کو اگر کوئی کہے کہ غلط ہے تو اس کو فخر ملے، زندگی کے تقاضوں سے ناواقف بننا بدست ہرگز ضرر نہ دے گا۔ یہ طریقہ نہ صرف یہ کہ مخالفین کو تو لامر و نہ کے پیش کرنے کے ہیں بلکہ قوم کو بہت سے عقائد سے اندھیرے میں رکھنے کے ہیں، یہ نہ تو قوم کے

دو دنوں کے اختلافات دور کر لیں اور صلح کر لے لے  
کوشش کریں اگر صلح نہ ہو سکے اور دونوں کا ساتھ رہنا  
قابل برداشت نہ رہے تو اختیار دیا گیا ہے کہ تعلق توڑ  
لیں لیکن شریعت کے بتائے ہوئے طریقے سے۔ تعلق توڑ  
کا طریقہ واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ مرد پہلے ایک طلاق  
دے اور الگ رہے اگر ایک ماہ کے اندر مصالحت  
کی صورت نہ بنے تو دوسری طلاق دے اور پھر ایک  
ماہ انتظار کرے اور مسئلہ حل نہ ہو تو تیسری طلاق  
دے۔ اس پر دونوں میں جدائی ہو جائے گی اس  
طرح اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریں اور مصالحت کی کوشش  
کرنے کے لئے دو ماہ کی مدت مل جاتی ہے لیکن شوہر  
بوی میں جھگڑا ایسا برپا ہو کہ اعزہ کی کوشش بے  
ہو رہی ہو اور نہ بار بار کی فائزنگ کا اثر ہو رہا ہو تو پھر  
کون سا اہانت ہے کہ کھاجائے کہ جھگڑا کرتے رہا اور  
ساتھ رہو بلا حادہ نہیں ہو سکتے، تو پھر عجب نہیں کہ نتیجہ  
اس طرح کا نکلے کہ جس طرح دو حقیقی بھائی بعض وقت  
سخت اختلافات کے نتیجہ میں ایک دوسرے کو قتل تک  
پر آمادہ ہو جاتے ہیں شوہر بھی بوی کو قتل کر دے گا۔  
چنانچہ یہ بات علی الاعلان پور ہو کہ مرد اور بوی بوی  
سے جھگڑا رہا حاصل کرنے کے لئے باورچی خانے میں  
اس کو آگ لگا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ کھانا پکانے  
میں مل گئی اور جھگڑا حاصل کر لیتا ہے، یہ عورت اس  
بات کو پسند کرتی ہے اور کیا کسی حال میں عورت طلاق  
کے لئے تیار نہیں بعض مواقع ایسے بھی آسکتے ہیں کہ طلاق  
دینے کی ضرورت ایسے حالات میں پیش آجائے کہ وہ  
ماہ کا انتظار بھی قابل عمل نہ ہو ایسی صورت میں شریعت  
کی طرف سے تینوں طلاق میں ایک ساتھ دینے کی بھی اجازت  
دی گئی ہے لیکن اس کو بہت برا قرار دیا گیا ہے اور پسند  
کیا گیا ہے بلکہ اسلامی قانون کے بعض ماہرین نے اس کو  
ناکار بھی قرار دے دیا ہے لیکن بلاشبہ ایسی صورت میں  
آگستہ ہے اور اس کے لئے انجائش کا ہونا ضرورت  
..... کا لحاظ رکھنا ہے، لہذا شریعت اسلامی کے

نکاح کے جدید بوی شوہر سے مل جائے کہ شوہر کے ذمہ ہے  
جس کو ویسے کہتے ہیں، نکاح کے تعلق سے بوی کو ایک  
وقع رقم پر دی جاتی ہے، وہ بھی لڑکے کے ذمہ ہوتی  
ہے، لڑکی نہ تو کچھ دیتے ہیں اور نہ اس پر کچھ لانا کی ذمہ داری  
ہے۔ لڑکی اپنے گھر سے اگر خود کچھ لے کر آتی ہے تو اس  
بھانجے کا کوئی حق نہیں ہوتا، وہ خاص لڑکی کھ  
ملکیت رہتا ہے۔ لڑکی کے اپنے شوہر کے پاس پہنچنے  
کے بعد اس کے تمام اخراجات شوہر کے ذمہ ہوتے  
ہیں، اور وہ اخراجات اسی معیار کے ہوتے ہیں جس  
معیار پر شوہر رہتا ہے اور جب تک لڑکی اپنے شوہر  
کی زوجیت میں رہتی ہے اس کے مصارف شوہر پر  
لازمی ہوتے ہیں۔ اور جو ہر ہوتا ہے اس کی ادائیگی  
بھی لازمی ہوتی ہے۔

اگر کوئی فرد اس خیال کے ساتھ شادی کرے  
کہ ہر نہ دیکھے تو اسلامی قانون میں اس کی شادی صحیح  
نہیں ہوتی اور شوہر بوی کا رشتہ ہی نہیں بننا ہاں  
یہ الگ بات ہے کہ لڑکی اپنے شوہر سے خوش ہو کر خود  
اس کو حیر کی رقم بدیہ کر دے۔ لیکن شوہر کے دباو سے  
ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسی صورت میں عورت کے لئے  
سب فائدہ ہی فائدہ ہے، اور مرد کے ذمہ خرچہ ہی  
خرچہ ہے، اس کے بعد کیا مرد کا اتنا ہی حق نہیں کہ وہ  
عورت سے اس کا مطالبہ کرے کہ وہ گھر کے اندر وہی  
انتظام کرے جو وہ اٹھائے اور شوہر کی راحت کا باعث  
بنے وہ شوہر کے معیار زندگی کے مطابق میوا پر دینے  
ہوئے گھر کی اور بچوں کی فکر رکھے، پھر جب مرد پر الزام  
تھانی نے مصارف کا اپنی بوی کی حیثیت کے مطابق  
اس کا خرچہ برداشت کرنے کا سارا بوجھ ڈالا ہے تو  
اس کو ہی حق دیکھے کہ بوی سے اس کی حیثیت بوی ہو  
جیسے دوسرا تھیں میں ایک کی سب سے اور دوسرے  
کی جو ٹیکہ کی حیثیت ہوتی ہے، پھر اگر دونوں میں نہجانی  
ہو جائے اور ایک دوسرے کے ساتھ نباہ نہ ہو سکے  
تو شریعت کا حکم ہے کہ دونوں کے اعزہ کوشش کرے

معاذ میں ہیں اور نہ ملک کے مفاد میں، علامہ اناس کا  
مزاج زیادہ غور کرنے اور سمجھ کا نہیں ہوتا۔ ان کو  
تو قوم کے نمایاں افراد جو بتا دیں اس کو مان لیتے ہیں  
اور صبح سمجھتے ہیں ان سے کہہ دیا جائے کہ سنو کھانا  
کھایا جائے، تو جس کے سامنے امراض دھند ہو جاتے  
ہیں لہذا تم سب لوگ روز صبح سنو کھانا کھانا کرو تم  
سب کی صحت بہتر ہو جائے گی۔ یا رکھ جائے کہ خدا نہ  
تم فلاں مقدار میں اہم کھانا کرو، تم دن بھر راحت کے  
ساتھ رہو گے۔

اس خیال کو رد و ارج دیا جائے تو پھر قوم کا کیا  
ہوگا اور ملک کہاں جائے گا؟ مسلم معاشرہ کی صحیح  
خصوصیات سے ناواقف لوگ اسی طرح سے اپنی قابلیت  
کا انکار کرتے رہتے ہیں۔ ان کو اس کی توفیق نہیں ہوتی  
کہ وہ صحیح علمی طریقہ سے معلومات کے لئے قائم کریں  
مسلم معاشرہ کے بالکل جاہل اور مذہب سے  
بے تعلق رہنے والوں میں جو عادتیں پیدا ہو گئی ہیں اور  
ان کے اندر جو بدعنوانیاں ہیں، صرف ان کو دیکھ کر  
پورے مسلم معاشرہ پر ہی نہیں بلکہ اسلام اور اس کے  
احکامات پر بھی بے آسانی رائے رکھنی کی جانی چاہیے۔  
اور جو باتیں اور عادتیں خود اسلام کی نظر میں بدترین  
ہیں اور ان سے سختی سے روکا جاتا ہے۔ ان کو بھی اسلام  
کے سرگرم اسلام کا عیب بتایا جائے لگتا ہے۔ حالانکہ  
ان میں متعدد باتیں اپنے ساتھ لےنے والے غیروں  
سے آئی ہیں، خلافت جبریت کا مسئلہ کہ لڑکی اگر مطلوبہ چیز  
نہیں لاتی تو اس کو سخت اذیت دی جاتی ہے۔ تنہا کر  
جلا ڈالا جاتا ہے۔ اگرچہ مسلمان معاشرہ میں یہ واقعت  
نہند معاشرہ کے غلط ہیئت میں کہی اور اصل یہ کہ اسلام میں  
شادی کے تعلق سے لڑکی پر کسی طرح کے ضرر کی نظر رکھی  
نہیں والی گئی ہے۔ نکاح کے سلسلہ میں جو مصارف  
کئے ہیں وہ سب لڑکے کے ذمہ رکھے گئے ہیں۔ نکاح  
کے وقت جو عثمانی باج ہے فقہ میں ہے تو یہ بھی لڑکے کے ذمہ  
ہوئے ہیں لڑکے کو تو پھر کھانا بھی لڑکی والوں کے ذمہ نہیں ہے۔

اکثر اُن کے اس کی گنجائش اور یہ عمل شریعت کے حکم کے مطابق تسلیم کیا ہے۔

شریعت میں طلاق دینے کا حق مرد کو دیا گیا ہے بعض نادان فقہ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں عورت کے ساتھ انصاف نہیں کی عورت کو بھی حق ہونا چاہیے حالانکہ یہ خیال بہت سسطی ہے کیونکہ شوہر بیوی دونوں کی حیثیت متساوی علاحدہ ہے خیارِ زوجیت کا تعلق قائم ہونے میں سب مصارف اور جوہر مرد پر ڈالا گیا عورت پر ایک جرح بھی فرق نہیں ڈالا گیا اس لئے طلاق کی صورت میں سارے انصاف مرد کو ہونے عورت کو کوئی نقصان نہیں ہوتا وہ تو اپنے ہرگز رقم اور اپنی ملکیت کا سارا سامان لے کر اپنے باپ یا بھائی کے پاس واپس آجائے گی اور اگر اس کے پیٹ میں بچہ ہے تو بچہ کی ولادت تک بلکہ اس کے بعد دو سال یعنی دودھ پھرانے تک وہ اپنا سارا خرچ مرد سے لیتی رہے گی، دودھ پھرانے کے بعد بھی بچوں کی پرورش کے مصارف وصول کرے گی، اگر بچہ نہیں ہے تو عورت عدت کی مدت تک خرچ مرد سے لے گی۔ اور عدت کے بعد وہ اپنی نئی زوجیت قائم کرنے کے لئے بغیر کسی نائد ہو بھگے اپنا نیا پردہ گرم بنائے گی اور اسلامی شریعت میں اور مسلمانوں کی سوسائٹی میں دوسری شادی مذہب میں بھی نہیں سمجھی جاتی اس لئے عورت کو اس سلسلہ میں کوئی پریشانی نہیں البتہ مرد طلاق دینے کے بعد جب دوسری شادی کرے گا تو پہلی شادی کی طرح اس دوسری شادی کے سارے مصارف اس کو دوبارہ کرنے ہوں گے، اور عورت دوسری شادی کرے گی تو باادنیٰ مصارف کے دوسرے شوہر کی .... بیوی بنے گی اور اس کو اس نئی جگہ بھی وہ تمام حقوق حاصل ہو جائیں گے جو پہلے شوہر کے یہاں حاصل تھے تو یہی ہے کہ طلاق دینے میں املائی کو نقصان پہونچتا ہے، اور اس کو نہیں پہونچتا، اگر عورت کو طلاق دینے کا حق مرد کی طرح یا مرد کے بجا عورت کو دیا جائے تو کتنی عورتیں بھول گی جو اس کو دوبارہ اور تجارت و بائیں کی کرک

شادی کی جب ہر کی ہزاروں کی رقم لے لی اور شوہر کے یہاں کے سارے فوائد بھی حاصل کر لے تو طلاق دے کر دوسرا شوہر کر لیا اور وہاں اسی طرح دولت اٹھا کر اٹھا کر لے، پھر اس کو چھوڑ کر تیسرے کے پاس بامانی چل جائے گی کیونکہ عورت کو طلاق کا فیصلہ کرنے میں کوئی بوجھ یا دشواری تو ہوگی نہیں، لیکن مرد طلاق دینے کے وقت ... یہ سوچے گا کہ اس کے پیچ میں اس پر کیا بوجھ پڑ رہا ہے اور کیا نقصانات ہوئے ہیں شادی کرنے میں جو مصارف ہوئے وہ ضائع کئے ہرگز رقم جو بیوی کو نجات دینے کے لئے صرف کی وہ بھی ہاتھ سے گئی اور دورانِ زوجیت جو کچھ بیوی پر خرچ کیا اور اس کو دینا پڑا وہ بھی گیا، اب نئی بیوی کرنے پر یہ سب خرچ دوبارہ کرنا ہے، تو کیا یہ عقل کی بات نہیں کہ طلاق دینے کا حق اسی کو ملنا چاہیے جس کو فیصلہ کرنے میں دس بار سوچنا پڑے اب رہا یہ کہ بعض حالات ایسے ہو سکتے ہیں کہ مرد طلاق نہیں دے رہا ہے اور عورت پریشان ہے اور وہ مرد کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتی تو اس کے لئے شریعت نے طلاق کی صورت دی ہے کہ وہ فاضل کے یہاں شکایت کرے مرد سے طلاق حاصل کرے فاضل حالات کا جائزہ لے کر مرد سے طلاق دلاوے گا۔ یہ سب سہولتیں اور گنجائشیں اور پابندیاں شریعت نے رکھی ہیں اس میں دونوں کے لئے انصاف ہے کہیں کسی کے حق کا نقصان نہیں پہونچے گا، لوگ اس پر عمل نہیں کرتے تو اس میں شریعت اسلامی کا کیا قصور ہے اور مسلم معاشرہ میں ان باتوں پر پورا عمل نہ کر کے بے جا ایک حد تک عمل کیا جاتا ہے اور اس سے خاصا فائدہ پہونچتا ہے اس کے متعلق بدگمانی جو کہ اس وقت عداوت پیدا گئی ہے اس سے بچر جائداد بچ کر جائزہ لیا جائے تو پتہ چلا گا کہ اس میں ہر دو پرکڑے کا اثر بھی ہے ورنہ مسلمانوں کا معاشرہ نکاح و طلاق کے سلسلہ میں درحضر حاضرین سے ابھی خاصا بہتر ہے۔ اس میں مسادات اور ہمدردی کی مثالیں زیادہ ملیں گی اور وہ عملی اور پریشانی بہت

کم پئے گی جو دوسرے معاشروں میں پائی جاتی ہے اگر عدل و انصاف کے ساتھ مطالعہ کیا جائے اور موازنہ کیا جائے انفس کی بات ہے کہ بعض جدید تعلیم یافتہ مسلمان عورتیں بھی فاضل اسلام کے پرہیزگار کے لئے اٹھ رہے ہیں، لگتی ہیں کہ واقعی اسلام میں خلیفہ یہ عورتیں پرچی نکلی ضرور ہیں لیکن شریعت کا علم نہیں رکھتی ہیں ان کا حال اسی طرح کا ہے کہ کوئی شخص سائنس کا علم رکھتا ہو اور مسئلہ آبِ جالے قانون کی بعض دفعات کا اور وہ بغیر ان دفعات کو پڑھے ہوئے یا اس کے ماہرین سے دریافت نہ کر لے لے کر اس کا حقدار گئے کہ وہ قانون کی کسی دفعہ پر جو رائے چاہے قائم کر سکتا ہے، چاہے یہ کہ جو شخص جینس کا علم رکھتا ہے وہ اس کے بارے میں رائے دے وہ دوسرے حکم کے بارے میں کیا رائے دے سکتا ہے، اسی طرح اگر کسی سوسائٹی میں کسی ملک میں دستور اور ضابطوں پر عمل نہ کیا جا رہا ہو اور لوگ میں ملتی کر رہے ہوں تو ہر دستور کو برا کرنا کوئی عقل کی یا پسندیدہ بات نہیں ہو سکتی بلکہ اسی وقت ہندوستان میں جو فرقہ وارانہ دہشت انگیزی ہوتی ہے، فساد ہوتے ہیں ہر جگہ لالے جلتے ہیں، رشوت عام ہے محض قانونی حق کی بنا پر کام نہیں کیا جاتا بلکہ رشوت دے کر ہونے لگے تو کیا اس بنا پر ہندوستان کے دستور کی قربانی بتائی جائے گی اس وقت ہمارے ملک اور دنیا میں کیا کیا قانونیت کے معاشرے میں اس قدر لگاؤ آجکا ہے سیکھائی زندگی گزار رہے ہیں اور ایک دوسرے پر ظلم کر رہے ہیں، یہ ایسے حالات ہیں کہ اس میں مذہب پر اثر اٹھ کر کہنے پر بحث کرنا اور معاشرہ میں سنگین برائیوں کی کوئی فکر نہ کرنا کسی کو معقول بات ہے لیکن انفس کیسے کہ کوئی یہ نہیں دیکھ رہا ہے کہ ملک اخلاقی انارک کی اور تہذیبی بربادی کی نادر ہر جا ہے حیا و احتیاد کا مین ختم ہو رہا ہے خود غریب اور غریب پر عام ہو گئی ہے دھوکہ اور جھال کی کا دور دورہ ہے اکل مال عطا ہوتا جا رہا ہے اور دھمکیت کا بھی وہ چمکیت (بقیہ صفحہ ۵ پر)



حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی

کام لینا تھا اس لیے شہداء میں ان کا نام نہیں آتا۔  
 اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ٹکھڑے کے بجائے مصلحت اور  
 تقدیر فرمائی تھی اور دعوت کا کام مقدمہ فرمایا تھا  
 چنانچہ وہ ہندوستان واپس ہوئے اور انھوں  
 نے ایسے وسیع پیمانہ پر براہِ عقید اور موثر انداز سے  
 دعوت کا کام کیا کہ جس سے زندگیوں میں تبدیلی آئی  
 اور سستی سے لے کر نپال کی سرحد تک اور نیپال کی  
 سرحد سے بھی آگے مدارس قائم کئے اور عقائد کھس  
 اسلامی ہوئی، رسوم کی اصلاح ہوئی اور اخلاق کے  
 اصلاح ہوئی۔ اور بالکل ایک انقلاب آگیا، جس کو  
 ابھی تک فلیع ہستی اور اس کے آس پاس کی بستیوں  
 کے لوگ یاد کرتے ہیں۔ بہار کی سرحد پر ایک مدرسہ  
 ہے جو ان کا قائم کیا تھا وہاں ہے اور اس کا نام وہ کے ساتھ  
 الحاق ہے۔

احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خاص رفقاء، رفقا، دولت اور رفقاء جمادیں سے تھے، وہ جب سرحد میں گئے جہاں حضرت سید صاحب کا قیام تھا توسید صاحب باہر نکل کر ان کا استقبال کیا اور بڑی گرمخوشی سے ملے اور دلربا جانے سے پہلے چٹائیوں میں ایک مقابلہ ساتھ کون کون جائے، پھر مالہ والہ بن برحقوڑا لکھا۔ مولانا سید معجز علی صاحب کا انتخاب ہوا اس کے

آپ کو سلام ہے کہ کئی تنظیموں سے وابستگی اور ادا سے تعلق کی بنیاد پر مجھے مختلف موصوٰات پر تقریریں کرنی پڑتی ہیں، لیکن میں آپ کے سامنے اس بات کا اعتراف کرنا چاہوں کہ سب سے مشکل موضوع تقریر کا موضوع ہے اس کا تعلق انسان کے تعلقات سے ہے، قلب سے ہے، دماغ ہی سے نہیں قلب سے بھی ہے اور خاص طور پر عزت پر بھی ایک ایسی شخصیت کی جس سے عزیزانہ، دوستانہ اور خاندانی تعلق ہو، اور تعلق بھی ایک دوسرے، دوس ایسے برس کا نہیں بلکہ دو دھاتی سو برس کا ہو۔

لیے اوردہ جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ جب سید صاحب کی قیام گاہ کے قریب پہنچے تو سید صاحب نے باہر نکل کر ان کا استقبال فرمایا اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور پھر عمارت یہاں ہمارے خاندان کے رہائے۔ بریل کی خیریت بہتر ہوئی اور فرمایا آپ خود گئے تھے یا معلوم ہوا کہ انہیں مسلم ہوا یا پھر وہاں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد خاص رہے اور حالات میں آتا ہے کہ ایک شعبہ غالباً خط و کتابت کا شعبہ حضرت سید صاحب نے مولانا سید جعفر علی صاحب کے سپرد فرمادیا۔

آپس میں سے بہت کم لوگوں کو معلوم ہو سکا کہ مولانا مرتضیٰ صاحب (الذی ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے) ان کا تعلق مولانا سید جعفر علی صاحب نقوی بستیوی کے خاندان سے تھا وہ ان کے احفاد میں تھے۔

اللہ تعالیٰ کو مولانا سید جعفر علی صاحب

مولانا سید عیوب علی صاحب حضرت سید احمد

پیر افضول نے حضرت کی شہادت کے بعد لوگوں  
کا سفر کیا کہ جہاں حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
کا خاص متعلقین تھے اور اہل خانہ ان کا بڑا حصہ  
وہاں موجود تھا۔ اور کتاب لکھی "ص منظرہ  
السعداء و الخواص العزاة والشهداء"  
جو ہمارے کتب خانہ کی زینت ہے اور سید صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے مستند ترین نمونہ میں  
ہے۔

سید صاحب کے حالات یہاں دو گنا ہیں  
یہاں جو سب سے زیادہ متبر ہیں اور گویا سامن ہمارے  
رقعا کی ہیں ایک منظرۃ السعداء فی احوال الغزاة  
والشہداء مولانا سید جعفر علی صاحب کی اور دوسری  
قواعد احمدی شیخ محمد علی کی جو فہرست ذریعہ الدولہ  
مکھوائی تھی جو دلی سلطنت تھے۔ نواب صاحب  
سید صاحب کے جو رفقاء یہاں جہاد سے زندہ رہا  
دلیس آئے انھوں نے ان سے درخواست کی کہ آپ  
لوگ روزانہ بیٹھ کر محضر کے حالات اور ان  
کے بارے میں معلومات بیان کریں۔ اہل ذکر و اجلہ

اور ایک جماعت کچھ دالوں کی مقرر کیا جو اس کو کچھ۔ و قانع احمدی کچھ تو ہمارے تعلق کی وجہ سے اور پھر مولانا مرتضیٰ صاحب کی دلچسپی اور ان کتب و اسبغی کی وجہ سے وہ بھی کتب خانہ میں آگئی جو ہمارے خاندان میں محفوظ تھی اور بالکل گھر کی چیز سمجھی جاتی تھی یہ تعلق اتنا مستحکم ہے کہ جن لوگوں کو اس کا تجربہ نہیں ہوا وہ اس کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ سید صاحب سے بیعت و دعوت اور مقصد کا تعلق رکھنے والوں کو سید صاحب کی ذات سے سید صاحب کے خاندان سے کیا تعلق ہوا اس کا اندازہ کوئی ایسا شخص نہیں کر سکتا جس نے تجربہ نہیں کیا۔ ان لوگوں کو دیکھا نہیں جن لوگوں کو سید صاحب کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کا موقع مل گیا۔ اور ان کے دامن سے وابستہ ہونے کا ان کی حالت یہ تھی کہ وہ شیعہ کے پروانے بن گئے، اور وہ آنسر وقت تک بالکل دم آخر تک بلکہ آخری سال تک ان کا دم بھرتے رہے اور اس پر غصہ کرتے رہے اور اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتے رہے۔

مولانا مرتضیٰ صاحب سے ہمارا تعلق اس وقت ہوا جب وہ مظاہر علوم میں پڑھتے تھے اور ہمارے عزیز بھائی محمد علی محمد زانی مرحوم (جو چوتھم دارالعلوم مولانا محمد رابع کے ٹیپے بھائی تھے) ناٹان کے ہم نغمے تھے یا ہم زمانہ تھے ہم سب ملائے دو دنوں کو ساتھ بیٹھا اور دو دنوں میں دو حالی اور خاندانی تعلق کی بنا پر ..... اخوت پیدا ہو گئی تھی ایک عقیدہ مندانا تعلق پیدا ہو گیا تھا، پھر اس کے بعد وہ یہاں آئے، اور لئے رہے اور اس تعلق کو انھوں نے قائم رکھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا موقع عطا فرمایا اور اس کی توفیق دی کہ وہ یہاں آکر اپنی زندگی اس ادارہ کے لیے وقف کر دیں۔ اور یہاں آئے، ابتدا میں مددگار تھے پھر کتب خانہ کے لیے ان کا انتخاب ہوا، اور جیسا کہ

مولوی محمد رابع نے ابھی بیان کیا اور ہم اس کی تعلق کرتے ہیں ہمشہادت دیتے ہیں کہ کتب خانہ سے انھیں تعلق کتب خانہ کا نہیں گھرانہ جیسا تھا۔ ایک عزیز امانت کا تعلق تھا کہ وہ اس کو ہر طرح سے ترقی دیتے تھے اور اس میں قیمتی چیزیں اور بیش قیمت مسودات اور نایاب کتابیں جو کہ ہندوستان میں عام طور پر نہیں ملتی، ان کو ہتیا کرنے میں ان کا خاص دخل تھا۔ کتب خانہ نے جو ترقی کی کہ دور میں کہ وہ اس سے پہلے اس کو نصیب نہیں ہوئی انھیں کے زمانہ میں یہ عادت بنی۔

جب انھوں نے کتب خانہ کی ذمہ داری سنبھالی اس وقت سے اگر آپ مقابلہ کریں کیت کے لحاظ سے بھی اور کیفیت کے لحاظ سے بھی تو آپ کو بہت بڑا فرق معلوم ہوگا کہ پہلے کتب خانہ کی وسعت کیا تھی اس میں کتابوں کی تعداد کیا تھی اور اب تعداد کیا ہے اور صرف تعداد ہی نہیں بلکہ وہ بنیادی کتابیں جن کا کتب خانہ میں ہونا نہایت ضروری تھا اور بعض کتابیں تو ایسی ہیں کہ ہندوستان میں ان کا اس نام ہی تھا کسی نے دیکھا بھی نہیں تھا یا ان کے بننے یا ترقی شائع ہونے کے تحقیق کے ساتھ اور تشبیہ کے ساتھ اور تعلق کے ساتھ اس کو کتب خانہ کے لیے جتیار کرنا اور حفاظت سے رکھنا تاکہ اساتذہ اور مدرسین پھر طلبہ ان سے فائدہ اٹھائیں۔

کسی کتب خانہ یا کسی دفتر کتب کے لیے سب سے زیادہ بیش قیمت اور سب سے زیادہ فزری چیز یہ ہے کہ وہاں اہم کتابیں جو آئندہ کا درجہ رکھتی ہیں، وہ وہاں جیتا ہوں اس سے بڑھ کر کتب خانہ کے لیے جگہ کا ہونا اور اس کے لیے بڑی عمارت کا ہونا اور نہ روشنی کا انتظام اور نہ ہوا کا انتظام کوئی چیز اتنی اہم نہیں جتنی یہ بات اور یہ بات وہی کہ کتنا ہے جس کو اللہ نے علم بھی دیا ہو، اور، ہمدردی بھی دلا اور امانت کا احساس بھی دیا ہو۔

ذمہ داری کا احساس دیا ہو تو مولانا مرتضیٰ صاحب نے کتب خانہ کو گویا مال مال کر دیا اور جو کچھ مجھے یاد آئے حیثیت سے بھی ایک تعلق تھا اس لیے معلوم ہوتا رہتا تھا کہ اب انھوں نے فلاں جگہ سے کتابیں منگوائی ہیں۔ اب انھوں نے حجاز سے اپنے فرزند کے ذریعہ (اللہ ان کے علم و عمر میں برکت دے) ..... سے یا اور احباب کے ذریعہ سے یا اندوہ کے فضلہ کے ذریعہ سے انھوں نے کتابیں جیتا کیں۔

پھر اس کے بعد ان کے اندر اللہ تعالیٰ نے تواضع، سادگی اور جو خاندانی خصوصیات ہوتی ہیں عالی نسبی کی جو خصوصیات ہیں موروثی، وہ سب ان کے اندر پیدا کر دی تھیں۔ دین کی خدمت کا ایک شوق اور صحیح مقصد کے لیے محنت اور جفا کشی۔ ابھی گجرات میں مسلم پرنسپل لاہور ڈیو جلیسہ ہوا۔ بورڈ کا بار ہوا اس اجلاس کو دہلی کی پوری تاریخ میں سب سے زیادہ کامیاب اور بڑا کامیاب اجلاس تھا، اس میں بہت بڑا احمد اور دخل مولانا مرتضیٰ صاحب کی کوشش کا تھا دو تین مرتبہ انھوں نے گجرات کا سفر کیا اور گجرات کے لوگ اس بات کی خدمت دیتے ہیں میں نے خود اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لوگ ان کی طرف منسوب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس جلسہ کی کامیابی میں مولانا مرتضیٰ صاحب کا بڑا دخل ہے۔ وہ خود بار بار گئے اور یہاں سے جو لوگ مفید ہو سکتے تھے مولوی عبدالقادر گجراتی، مولوی سلمان اور مولوی خالد غازی پوری خاص طور سے ان تین حضرات کو دہ لے گئے۔ اور ان کا دورہ کرنا زمین تیار کی اور ایسا جلسہ ہمیں کی مسلم پرنسپل لاہور کی تاریخ میں اب تک نظر نہیں ملتی۔ میں خود اس میں شریک تھا اس کے بعد گجرات کا ایک دور بھی کیا۔ وہ جو کہ دارالعلوم کے کام سے گجرات جایا کرتے تھے اس لیے وہاں سے بہت واقف تھے وہاں کون سا مدرسہ یا کتنے مدرسے ہیں یہ تو بہت سے لوگ جان سکتے ہیں

اور نہ کسی اور طرح سے اس کا اعتراف ہے اور ان کا شکریہ ہے، سب سے قیمتی چیز یہی ہے کہ آپ نے کیلے دعا کیوں اور ایصالِ ثواب کریں۔ اس سے خود آپ کو بھی نائدہ ہو گا۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق دے گا تو آپ کی توفیق میں امانہ نہ کرے گا۔ اور آپ سے کام بھی لے گا،  
دَاخِرُ عَوَانِ اِنَّ اِلٰهَ الدُّرِّبِ الْعَالَمِیْنَ۔



**بہمنی کے تائین تعمیر حیات**  
بہمنی کے تائین تعمیر حیات حضرات سے گزارش ہے کہ تعمیر حیات کے سلسلے میں رقم جمع کرنے یا خریدنے کے سلسلے میں ذیل کے طریقہ پر رابطہ قائم کریں۔ وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔



**ALAUDDIN TEA**  
Tea Merchants

44, Haji Building,  
S. V. Patel Road, Nulli bazaar, Bombay-400 003.  
Tele. : Add Cuptella Tel. : 3762220/3728708  
Tel. (R) 3095852

۲۴ نمبر مارچ ۱۲ امریکی اس پبلیش چائے  
حاصل کیجئے۔

ایک توبہ ہے کہ سب سے بڑی نایاب جنس جو ہے وہ اس وقت مردان کار کی عافیت کی اور ظلیفین کی سب سے قیمتی چیز ہو سکتا ہے۔ آپ انہیں بنائیں چاہیں تو باقی ممبر ہو جائیں آپ چاہیں تو ہزار دو ہزار اور چند ہزار اس کے ممبر ہو جائیں۔ سیاسی جماعتوں کو دیکھ لیجئے اور بھی بہت سے کلب ہیں، اور بہت ساری آرگنائزیشن ہیں کہ ان کو ممبر حاصل کرنے میں کوئی وقت نہیں ممکن کسی ادارہ کو کسی دینی مقصد کو کسی منصوبہ کو کسی مخلصانہ اور دایمانہ منصوبہ کو اپنے فکر کے آوی مل جائیں جن کو اس کی دھن لگی ہو، اور ان کے دل و دماغ پر نیز سوار اور یہ پوست ہو جائے وہ بالکل ایک مخلصانہ چیز بن چکے ہیں کہ جیسے مخلص کا ملنا ضرب المثل بن گیا ہے۔ اس طرح ایسے لوگوں کا ملنا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے مخلص کی صورت میں ہمیں ایک مرد کار مرد کامل، مخلص مرد کار عطا کیا تھا۔ اللہ کھ جائے کھ اس نے دی تھی اس نے اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے اور قادر ہے اور حقیقی مالک ہے اور ہر حال اس کا فیصلہ ہر چیز سے قیمتی ہے اب اس سے زیادہ ہم کیا کہیں۔ کہ ہمارے جھوٹے علمی دینی خاندان کا ایک عزیز فرزند ایک دن ایک واقعہ دکن ہم سے جدا ہو گیا۔ ہم اس پر اپنے سے خود تعزیت کرتے ہیں آپ سے بھی تعزیت کرتے ہیں اور ایک طرح سے ہم دینی کاموں سے اور دینی ادارہ سے تعزیت کرتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں اور آپ سے ہماری مخلصانہ درخواست ہے کہ آپ ان کو اپنے دعاؤں میں یاد رکھیں اور انھیں ایصالِ ثواب بھی کریں اور ان کو بھائی سے جانے کے بعد بھی یاد رکھیں جب بھی یاد آجائیں دعا کر لیا کریں اور ایصالِ ثواب کر دیا کریں کہ ہمیں ایک مسلمان کا متحدہ دوسرے کے لیے ہے۔ اس سے بڑھ کر تعزیت ہے نہ شامسری کا

رافرد میں کوئی کس بیعت کا ہے۔ کس مرتبہ کا ہے اور ال کے لوگوں کو اس سے کتنا تعلق ہے اور اس پر کتنا تہادہ اور کتنا ڈر ہو سکتا ہے۔ یہ بات وہی جان لیتا ہے جو کچھ دن رہے اور اللہ نے اسے شعور بھی عطا کیا ہو اور سلبقہ بھی عطا کیا ہو اور توبہ بھی اور پھر اس کی منکر بھی۔

تو انھوں نے وعدہ کر لیا تھا بعض مدارس اور داروں سے لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ وقت تنگ ہے اور میری صحت بھی تنگ نہیں تو انھوں نے ایک دو نو حذف کیا لیکن کچھ ان کے مفاد اور کچھ دینی مفاد در کچھ مسلم پیرسل لاہور کے مفاد میں اور کچھ اس تعلق لی بنا پر جو ہم سے رکھتے تھے ان کی خواہش تھی کہ خواہ خودی دیر کے لیے جایا جائے لیکن بعض مدرسوں اور مراکز میں ضرور جایا جائے چنانچہ پانچ چھ مراکز میں ذکر لفظی کے ساتھ انشاء اللہ کارولن دنگ کی بھی جلد میں آئے گا کہ وہ کہاں کہاں لے گئے۔ ترکیمر انتھار یہ سارے مختلف مقامات پہلے لگے۔ کہہ رہے بنیادیں لکھوئیں، کہیں خطاب کروا، کہیں رات گزاراں اس کی بعد مسورت آئے۔ اور پھر مسورت میں انھیں کے مشورہ اور ان کی دلچسپی کی بنا پر اور تعزیت کی بنا پر مفتی عبدالرحیم لدجوری کی خدمت میں حاضری ہوئی وہ بڑی قیمتی ملاقات تھی پھر وہ ہمارے ساتھ بھی آئے اور ہمیں سے پھر ان کی واپسی کھنٹو ہوئی۔ ان کی محنت اور کوشش کا احساس پورا پورا مولانا نظام الدین صاحب جو مسلم پیرسل لاہور کے جنرل سکریٹری ہیں انھیں اس کا بہت احساس ہے، ایک سے نائیدہ مرتبہ جسے ذکر کر چکے ہیں شکر ہے اور کچھ ہیں اور انھیں اندازہ ہے، ان کا ٹیلی فون بھی آیا اگر کچھ براہ راست، ہم سے بات نہیں ہوئی ان کو بڑا حدمد ہو گا اور ان کے مل پر اس کا اثر پڑے گا۔ اس لیے کہ ان کو پورا پورا احساس و اعتراف تھا کہ جلسہ کھے کا سیاسی میں مولانا نظام الدین صاحب کا بلا حصر تھا۔

# رواق عبدالحی کا افتتاح

محمد شاہ ہندوی بارہ بن سکوی

ایک بہت ہی سٹوڈنٹ اور جامع تقریر کی آپ نے فرمایا۔

دارالعلوم کی طرف طلبہ علوم دین کا رجوع عام ہے تعلیم گاہ اور اقامت گاہ دونوں میں وسعت کی ضرورت ہے۔ ہر سال ہزاروں کی تعداد میس دن خواستیں آتی ہیں اور ان سے معذرت کی جاتی ہے۔ لیکن قطعہ مدارس سے جو طلبہ آتے ہیں ان کو قبول کرنے کے اہم اخلاقی اور ضابطہ کی رو سے بابت ہیں

مگر ان کے لیے بھی یہاں اتنا امت کی گاہیں ناکافی ہیں بہترین ملک اور خاص طور پر عرب ممالک کے طلبہ کو ہم قبول نہیں کر سکتے کیوں کہ ان کے لیے متوسط درجہ کا دارالافتاء نہیں بنائے جو معمری در سکا ہوں کے دارالافتاء کے طرز پر ہو یعنی ہر طالب علم کے لیے ایک مختصر لیکن علیحدہ کمرہ، کچن، سالن کی جدوجہد کے بعد اہل خیر کی مدد سے ایک نیا دارالافتاء تیار ہوا ہے جس کا افتتاح عمل میں آیا جب یہ دارالافتاء تیار ہو چکا تو اس کے لیے کوئی نام بھی ہونا چاہیے تھا۔ اس وقت تک جو

دارالافتاء یہاں ہیں ان کے نام ندوہ کے محسنوں اور بانیوں کے نام سے موسوم ہیں حضرت مولانا فضل الرحمن رنج کے نام سے مولانا بادی اور ان کے خلیفہ اول اور بانی ندوۃ العلماء مولانا محمد علی منگھڑی رحمانی کے نام پر ایک دارالافتاء ہے۔ علامہ شبلی نعمانی علیہ الرحمہ کے نام پر ایک دارالافتاء ہے جو سب سے قدیم اقامت گاہ ہے۔ حضرت مولانا سید سلیمان ندوی کے نام سے ایک دارالافتاء موجود ہے۔ دارالافتاء جس کے سلسلے لان پتہ آپ تشریف فرما ہیں یہ شبلی

الطہری صاحب رئیس کا کوری مرحوم کے نام پر ہے یہ وہ نام ہے جس کو تاریخ کا مظاہر فراموش کر چکا تھا۔ حالانکہ یہ وہ بزرگ ہیں جن کی بدولت ندوہ کا مستقر

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے احاطہ میں ایک نئے دارالافتاء کا افتتاح ۱۹ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۹۷ء عمل میں آیا۔ اس تقریب میں طلبہ و اساتذہ دارالعلوم اشد شہر کے متعدد ایمان نے شرکت کی۔ اور کا ندھلہ سے مولانا نور الحسن راشد کا ندھولی اور اجڑاڑہ سے مولانا حکیم عبداللہ المنشی ہنجامہ کھلمیر نے اس تقریب میں حصہ لیا۔

افتتاح کی کوئی جدوجہد رسم نہیں ادا کی گئی محنت کی دوسری منزل میں دارالافتاء میں جہانوں اور اساتذہ کے ساتھ حضرت باغ نعیمہ العلماء مولانا سید ابوالحسن علی اسلمی ندوی مدظلہ تشریف لے جا کر دعا کی، دسوا کے درمیان ششوع اور یکسوئی کا روحانی منظر قابل دید تھا۔

مغرب سے پہلے کارکنان ندوہ کی طرف سے ایک اعتراض درج کیا اور نماز مغرب کے بعد رواق الطہر کے سامنے لان پر ایک جلسہ ہوا۔ ایک بہت ہی سادہ لیکن انتہائی دلکش اور جاذب دل و فطرس

بزم آراستہ ہو گئی۔ طلبہ بلا تکلف سبزہ دار بزمیہ کے کچھ کرسیاں جہانوں اور اساتذہ کے لیے بچھا دی گئی تھیں ایک مختصر سا ڈانٹس بھی تیار کر لیا گیا تھا جس پر میر ساروان قبیلہ دیدہ و دل حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی دامت برکاتہم علوہ

فرمود ہوئے ان کے دیکھیں بایں ندوہ کے اعلیٰ درجہ اور وہاں کرام جن کو اس موقع پر خطاب کرنا یا کوئی عقائد پیش نہ تھا تشریف فرما تھے۔

مذہب تعلیم مولانا فاضل عمر علیہ الرحمہ صاحب ندوی مدظلہ نے نظامت جلسہ کی خدمت خود انجام دی تلاوت ازادہ کے بعد مولانا نے تہنید و تعارف کے طور پر

مکتوبہ قرار پایا۔ ان کی مالی مدد سے ندوہ کا مدرسہ یہاں قائم ہوا۔ اور جن کے ذریعہ ندوہ کا شہرہ جرمین ترقی پزیر مکتبہ ہو چکا۔ پھر سو برس گزر جانے کے بعد وہ لوگ بھی مستم ہو گئے جنکو ندوہ کی ان بنیادی تاریخ کا علم تھا۔ چاہے مخدوم و مرلی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے اندر احسان شناسی اور محسنوں کی خدمات کا اعتراف اور اس کی تقدیرانی

مراج کا جزو اور طبیعت کا خاصہ ہے اور اس معاملہ میں آپ کا عاست بہت نازک گزار ہے آپ نے حضرت مرحوم شبلی الطہری کا کوڑی کے نام سے اس وسیع و عریض دارالافتاء کا نام رکھ دیا رواق رحمانی جو تیار فرمایا۔

علامہ شبلی نعمانی کا ندوہ پر جو احسان ہے اور علمی و تحقیقی ذوق پیدا کرنے میں آپ کا جو کارنامہ ہے ندوہ کا کل گھر شہرت دینے میں آپ کی خدمات کا اعتراف اور اس کی صحیح قدر داری حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مدظلہ نے کی اور ندوہ کے مرکزی کتب خانہ کی سرفہرہ عمارت تیار ہوئی تو آپ نے ان کے نام محسنوں کی وجہ یہ نیا ہوشیار بن کر تیار ہوا تو اس کا نام ندوہ کے ایک بزرگ استاد مولانا محبوب الرحمن صاحب ازہری

نے جب یہاں کے دارالافتاء کے نگران اعلیٰ ہیں رواق عبدالحی جو تیار کیا مولانا قاضی حسین اللہ صاحب نائب ناظم نے نام لکھا کہ اور ہم غلام نے اس کو ایک عجیبانہ تجویز سمجھا اور اس طرح اس ہوشیار کا نالہ کی بدولت رکھا گیا حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا حکیم سید

عبدالحی حسینی علیہ الرحمہ کے احسانات کا کوئی بدلہ نہیں ہے۔ بلکہ ہم سے اس معاملہ میں کوتاہی اور تاخیر ہوئی۔ حضرت مولانا حکیم سید عبدالحی حسینی کی خدمات کو ندوہ کی تاریخ اگر فراموش کر لی تو یہ ایک بڑا تاریخی جرم ہوتا۔ حضرت مولانا سید

عبدالحی نے آج سے ٹھیک سو برس پہلے یعنی ۱۸۹۳ء میں ندوہ کے اس اجلاس میں شرکت کی جو مکتوبہ میں منعقد ہوا تھا اور ان لوگوں میں سے



# بجائی صاحب

عبدالحق بن سنا صدیقہ

چنانچہ اس مضمون میں جو کچھ لکھا رہا ہوں وہ اپنے  
حافظ کے زور پر لکھا رہا ہوں اور کچھ بجائی صاحب  
مرحوم کی اس نامک ڈائری سے جس کا ذکر اوپر کیا  
بجائی صاحب اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں میں

تاریخ ۳۲ صفر ۱۳۵۷ھ (۱۳ فروری ۱۹۳۸ء) بوقت  
صبح صادق اپنے نائبان واقع محلہ کٹرہ اوترا پٹال  
لکھنؤ میں پیدا ہوا۔ دادیہال قبرستان دیہہ  
ابتدائی تعلیم اپنے مکان (سندیلہ) میں تعلیم سے  
حاصل کی (اس میں قرآن مجید نافذ، حساب فارسی  
اور ضروری دینیات شامل ہے)۔ تقریباً دو سال  
مدتہ العلماء لکھنؤ میں پڑھا، وہاں میسرے اساتذہ کرام  
عبدالودود صاحب رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عبدالغنی صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا سید علی زکی رحمۃ اللہ علیہ  
سے اس کے علاوہ دوسرے اساتذہ سے بعض سہا  
پڑھے۔ اس کے بعد مدرسہ عالیہ فرغانہ میں داخل  
ہو گیا۔ درمیان میں ایک سال کے لئے مراد آباد چلا گیا  
جہاں مدرسہ فاسم العلوم شاہی مسجد میں تعلیم حاصل  
کی۔ پھر واپس آکر مدرسہ عالیہ فرغانہ لکھنؤ سے  
فراغت حاصل کی اور درس نظامی کے ساتھ قرأت  
سبکی کی سند بھی حاصل کی۔ قرأت سبکی  
تفصیل فارسی عبدالمجید صاحب سے کی۔ پھر بیچ صاحب  
کالج لکھنؤ میں داخلہ کرطب کی سند حاصل کی  
(۱۳۵۷ھ) میں درس نظامیہ دورہ حدیث کی سند  
حاصل کی۔

بجائی صاحب نے اپنی ڈائری میں اپنے تمام  
اساتذہ کا تذکرہ بڑے عقیدت اور احترام سے  
کیلئے۔ جن میں مدتہ العلماء کے مجدد جلالہ اساتذہ  
کے علاوہ مولانا عبدالحق علیہ الرحمۃ صاحب رحمۃ اللہ  
علیہ کا نام بھی شامل ہے۔ شاہی مسجد مراد آباد کے  
مولانا خورشید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا اختر علی  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا محبوب نور صاحب رحمۃ اللہ  
علیہ کا تذکرہ خصوصیت سے کیلئے۔ مدرسہ عالیہ فرغانہ

ان کے ساتھ رہا جب وہ قاسم کے باغ میں کرائے  
کے مکان میں رہتے تھے۔ درمیان میں وہ کچھ عرصے  
مطب ختم کر کے سندیلہ آگئے تھے اور تقریباً آٹھ ماہ  
رہے تھے اور اس دوران وہ مجھے ایک بہت ظالم  
شخص لگتے تھے جس کی وجہ بعد میں بیان کر دیں گے  
میرٹھ کے پور میں تعلیم کے سلسلے میں سندیلہ سے  
بہر حال، علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی، دو تین سال  
ملازمت کی پھر پاکستان آگیا اور یہاں سے ملازمت  
کے سلسلے میں ناچیرا چلا گیا جہاں سے مستقل طور پر  
۱۹۸۳ء میں پاکستان واپس آیا اور ۱۹۸۳ء سے  
بجائی صاحب میرے ہی ساتھ رہنے لگے اور آخری  
دن تک میرے ہی ساتھ رہے مجھے افسوس ہے کہ  
میں ان کی اسی حدیث نہ کر سکا جو مجھے کرنا چاہیے تھی۔  
اس مضمون کا مقصد نہ تو ان کی علمی کمزوریوں  
کا جائزہ لینا ہے نہ ان کی تصانیف اور عقائد پر تبصرو  
کرنا ہے۔ کیونکہ میں ان کا اہل نہیں ہوں نیز مقصد  
مختصر طور پر ان کے حالات زندگی بیان کرنا ہے اور  
جذباتیہ واقعات بیان کرنا ہے جن سے آئندہ نسلوں  
کو کچھ سبق حاصل ہو سکے۔

میرے بہت قریبی دوست تھے۔ پر بجائی صاحب مرحوم  
نے اپنے حالات زندگی ۱۳۵۷ھ میں ایک ڈائری میں  
لکھا شروع کرتے تھے لیکن ان کو اپنی ذات کے بارے  
میں سوچنے اور لکھنے سے بہت دلچسپی تھی۔ ۱۳۵۷ھ  
اور ۱۳۵۸ھ کے درمیان انھیں صرف چند صفحات  
لکھنے کا موقع ملا۔ لکھتے ہیں: "اندازاً دو سال کے  
بعد ۱۳۱۳ محرم ۱۳۱۵ھ ۲۳ جون ۱۹۹۵ء کو میر  
سفر طویل رہا ہوں۔"

میں ایک بیٹی اور تین بیٹوں کا باپ ہوں۔ سب  
کی شادیاں ہو چکی ہیں اور میں عرصہ ہوا ناٹا اور  
بن چکا ہوں۔ عمر کے ۶۹ سال گزر چکے ہیں لیکن  
عمر قبل تک میں جوان تھا پھر ایسا ہوا کہ وہ  
جس نے مجھے جوان بلکہ بچہ بنا رکھا تھا تاریخ  
۱۲ نومبر ۱۹۹۵ء بروز پیر بوقت تقریباً تین بجے  
ایک ایک بند ہو گئی اور میں ایک لمحے میں جوان  
ما ہو گیا۔ بجائی صاحب مرحوم میرے بجائی تھے  
دل میں باپ کی شفقت رکھتے تھے۔ اس طرح  
تین کسے تھے جس طرح بچوں کو کیا جانی ہیں۔  
ان کی کسی کمی ان کی نصیحتیں ناگوار ہوتی تھیں۔  
اللہ سے اس ناگواری کی معافی مانگتا ہوں۔  
جس میں کسی بھی آنی تھی کہ وہ انھیں تک مجھے بوجھے  
اب سوچتا ہوں کہ ان کی شفقت اور محبت کا  
کیسے دوں۔ بس دعا کرتا ہوں کہ اللہ انھیں  
ان کو معاف فرمائے، ان کی عبادت کو قبول  
کے اور ان کی شفقت اور محبت کو ان کی عبادت  
شامل کر کے اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔  
ہر تین بجائی ہیں۔ بجائی صاحب دھولا ناٹا  
بہر (مرحوم) ہم سب سے بڑے تھے۔ منجملہ بجائی  
پہنشلہ حسین طارق جواب فکر لکھنے کرنے  
صاحب دیوان ہیں، ہمیں سب سے چھوٹا ہوں،  
اور جوانی میں میرا اور بجائی صاحب مرحوم کا  
بہت کرم ہے۔ ان کا زیادہ وقت لکھنؤ میں گذرا  
پری ابتدائی تعلیم سندیلہ میں ہوئی۔ وہ ہجرت  
ام کو آئے تھے اور جگہ کی خاشاک کو واپس چلے جاتے  
پھر لکھنؤ میں میرٹھ کرنے گیا تو ایک سال

کے مولانا مفتی خورشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بڑی عقیدت اور احترام سے کیا ہے۔

طب کی سند حاصل کر کے جن مہنج کا پور میں مطلب شروع کیا اللہ نے ہاتھ میں شفا دی تھی چند ہی دنوں میں ان کا شمار کا پورے کوئی کے طور پر میں ہونے لگا لیکن یہ پیشہ بھائی صاحب کے مزاج کے مطابق نہ تھا۔ مطب کے دوران علوم عربی کے دوس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ مدرسہ تکمیل العلوم میں جزوی طور پر پڑھایا اور گھر پر ایک نئی فرامانی عالم کو طب کی کتاب لکھتی پڑھائی، چند ماہہ جاری تعلیم میں بھی پڑھایا۔ ایک بار کا پور گیا ہوا تھا شام کا وقت تھا بھائی صاحب کے پاس ان کے ایک بچپن کے ساتھی بیٹھے تھے جن کا ایک جلد آج تک مجھے یاد ہے۔ بولے "سمعتی ائمہ را تو انڈین ندوۃ العلماء سے لیکن وہاں تمہیں کوئی گھاس نہیں ڈالے گا۔" بھائی صاحب ایک شخص کی سانس بھر کر خاموش ہو گئے۔ اب اس جملے پر غور کرتا ہوں اور ندوہ سے بھائی صاحب کی محنت کے اظہار کا تجزیہ کرتا ہوں تو ...

۱۸۹۸ء سے اس دنیا سے رخصت کے وقت تک..... بھائی صاحب کو ندوۃ العلماء کا تذکرہ کہیں نہ کیا تھا۔ دیکھا..... ایک بار میں ان کے کمرے میں کسی کام سے گیا تو انھوں نے مجھے دیکھ کر جلدی جلدی اپنے کمرے کے دامن سے آنسو پونچھے اور اپنا غم مجھ سے چھپانے کی کوشش کی لیکن میں نے خدا کی توفیق کا بندھن ٹوٹ گیا اور دائمی آنسوؤں سے بھیج گئی اور بہت دیر تک ندوہ کے بارے میں گفتگو کرتے رہا۔ اور وہاں کی خوبیاں بیان کرتے رہا۔ اس ادارے سے انھیں بے حد محبت تھی۔ وہاں کی اینٹوں سے گھاس سے مٹی سے اور درختوں سے انھیں گلاب کی خوشبو آتی تھی۔ وہاں کے اساتذہ انھیں سیکھے بھائیوں کی طرح

عزیز تھے اور وہاں کے طلباء اولاد کی طرح پیارے تھے۔ وہاں کی کن بین انھیں اپنی طرف کبھی نہیں لیکن غیب کی بات ہے کہ انھوں نے اس ادارے کی ملازمت کے لئے بھی کوئی درخواست نہیں دی اور باوجود اس کے اس سے علاحدہ بھی نہ رہ سکے۔ اپنی ڈاکری میں لکھتے ہیں "دا ان علوم میں خود سے نہیں کیا تھا۔ میں نے کوئی درخواست بھی ملازمت کے لئے نہیں دی تھی بلکہ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود گرامی نام لکھ کر مجھے دارالعلوم کی خدمت کے لئے بلایا تھا۔" حضرت سید صاحب سے تعلق و طالب علمی کے زمانے سے تھا لیکن موصوف نے جو مخصوص عیاشی فرمائی اس کا محرک "اسلام کا نظام سیاسی" میری کتاب تھی۔ یہ کتاب حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ملاحظہ فرمائی اور پسند فرمائی۔ اسی دوران اسلام لیگ کی طرف سے اسلامی نظام کا خاکہ تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی کا تعین ہوا۔ صدر علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ شاہد میری کتاب یا میرے بعض سیاسی مضامین سے متاثر ہو کر مجھے اس کمیٹی کا رکن بنا دیا گیا کمیٹی کا پہلا اجلاس دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ہال میں ہوا لیکن بدقسمتی کی وجہ سے مجھے اس کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔

سید صاحب نے مجھے خط لکھا کہ اسلام کا سیاسی نظام مرتب کرنے کا کام آپ کے سپرد ہوا ہے۔ جو فیصلہ تھالی ایک سال سے کم کی مدت میں پورا کرنا۔ اس کے بعد مجھے سید صاحب کا خط ملا جس میں مجھے دارالعلوم سے وابستہ ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔ میں فوراً تیار ہو گیا چنانچہ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں میرا تقرر بحیثیت استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ہو گیا۔ میرے والد صاحب مرحوم اور ان کے کم عمر بزرگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ بچوں کی اصلاح کا واحد طریقہ ڈنڈے کا استعمال ہے۔ بچوں کو بڑھنے کی طرف راغب کرنے یا ان کے کردار کی اصلاح صرف

جسمانی سزا سے ممکن ہے۔ خط لے بزرگوں کی گفتگو سن کر غصہ میں اپنے بزرگوں کی نیت پر کوئی شبہ نہیں کر سکتا تھا۔ اپنے خیال میں بچوں کی بھلائی کے لئے ایسا کرتے تھے۔ بھائی صاحب مرحوم بھی شروع میں اسی فلسفے کے قائل تھے چنانچہ والد صاحب کے علاوہ وہ بھی میری حرمت ترک نہیں کی اور غصے سے کہتے رہتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بھائی صاحب کا پور سے واپس آکر سرت یا آٹھ ماہہ سندھ میں مقیم رہے۔ اس زمانے میں میری عمر تیرہ باوجود سال تھی اسی وجہ سے میں والد صاحب اور بھائی صاحب کو بہت غالم سمجھنے لگا تھا۔ زیادہ تر حرمت خرب سے پہلے گھر نہ پہنچنے پر، ناز تفتنا کر دینے پر یا گھر کے کسی بزرگ سے بد چرخی سے بڑبڑانے پر ہوتی تھی اتفاق کی بات کہ اسی زمانے میں ایک بزرگ جناب عبدالجلیل صاحب مرحوم جو کہیں بیڑا مارتے جا رہے ہو کر سندھ آ گئے اور بھائی صاحب سے ان کے ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ میری اصلاح میں مصروف تھے۔ عبدالجلیل صاحب مرحوم نے بھائی صاحب کو بہت بلند آواز سے اسلام علیکم فرمایا وہ رکا نہ کیا۔ بھائی صاحب ان کی طرف متوجہ ہوئے تو میں گھر کے اندر بھاگ گیا۔ عبدالجلیل صاحب میرے والد صاحب کے دوست تھے۔ والد صاحب موجود نہ تھے اس لئے اپنا تعارف کروا دیا اور بھائی صاحب سے باتیں کرنے لگے۔ یکایک بھائی صاحب کے رویہ میں تبدیلی آنے لگی۔ کئی سالوں کے بعد معلوم ہوا کہ انھوں نے بھائی صاحب کو بچوں کی انصاف پر کچھ باتیں دی تھیں جن کا بھائی صاحب نے اثر قبول کیا اور مارنے پینے کے بجائے سمجھانے کیلئے کا طریقہ اپنا یا جس سے میرے اندر بڑی تبدیلی واقع ہوئی۔ اور یہ تبدیلی اتنی نمایاں تھی کہ والد صاحب مرحوم نے بھی محسوس کی۔ جہاں تک میرے علم میں ہے بھائی صاحب نے اس کے بعد سے اپنے نام





تھے میرے پاسی رہ گئے ہی ہوتا تھا۔

جو باتیں انھوں نے اپنے انتقال سے ایک ہفتہ قبل کہنا شروع کر دی تھیں اب ان کو سوجھا ہوا تو یہ خیال ہوتا ہے کہ ان کو اپنا آخری وقت آجائے گا یقین ہو گیا تھا۔ جب بھی کھانا کھانے یا چائے پینے آتے تھے تو کہتے تھے میرے بعد، غلام جعفر غلام نصیر کو دے دینا۔ آخری دن بتایا "میرا وصیت نامہ غلام احمد و فی میں رکھا ہے، اور بہت سی باتیں ہیں کہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو یقین تھا کہ اس کے بعد انھیں غلام کو کسے کا موقع نہیں ملے گا۔ آرام سے سوئے لیکن اللہ کے مقرر کردہ وقت پر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ واللہ وانا الیہ راجعون۔ کسی کو زندہ کے لئے تکلیف دی نہ علاج کے لئے روت

دی۔ اللہ ان کو اپنے بوار رحمت میں جگہ دے اور ہم سب کو ان کی نصیحتوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ان کی کئی کتابیں اردو، انگریزی میں شائع ہو چکی ہیں اور دو کتابیں زیر اشاعت ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار مضامین مختلف اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ میرے منجملہ بھائی ان کے مضامین کجا کجا کئی شکل میں شائع کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کی مشہور کتابوں میں نور حیات، انبیات، نظریات امامت، اخبار حقیقت، بحجاب خلافت اور طوالت، قادیانی فتنہ، BEHIND THE CURTAIN ہیں۔ اسلام کا سیاسی نظام کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کتاب کا ایک ایڈیشن کسی نے ان کی بغیر اجازت کچھ رد و بدل کے ساتھ شائع کر دیا جس سے بھائی صاحب کو بہت تکلیف ہوئی۔

### دعائے مغفرت

علیٰ اوائل شریعہ کے طالب علم و شرف علم انہاؤں کی والدہ محترمہ کا رابر پر ۱۳۵۰ کو ایک طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔ جو ربی کے مہینہ رمضان کی پانچویں تاریخ کو اس کے بعد سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

بنک (جواب بند ہو گیا) سے ۲۵ ہزار روپیہ ملانہ کی پیش کش ہوئی۔ بھائی صاحب کو ملے جا کر خط دیا، بھائی صاحب چپ ہو گئے۔ کمال نے کہا "بڑے ابا آپ جانتے ہیں گے تو یہ ملازمت کروں گا ورنہ نہیں کروں گا۔" بھائی صاحب مرحوم نے کہا "یک دم تم سے نہیں کہتے ہوئے جھجک رہا تھا اب کہتا ہوں کہ میری عمر میں نہیں ہے۔" کمال نے وہ خط پھاڑ کر روڈ کی ٹوکر میں لٹا ڈال دیا۔ بھائی صاحب نے گلے لگایا اور خوشی سے رونے لگے۔ اور کہا "انشاء اللہ تم کو اس سے ابھی ملازمت مل جائے گی۔" اللہ کے فضل سے بھائی صاحب کی زندگی ہی میں کمال کو اس ملازمت سے بہتر ملازمت مل گئی۔

بھائی صاحب مرحوم انتقال سے تین چار سال قبل کئی مرتبہ تھکے پتھر ہوئے لیکن چند دنوں کے بعد ٹھیک ہو گئے۔ رمضان کے روزے چھوڑنا نہیں چاہتے تھے لیکن آخری سالوں میں حالت یہ ہو گئی تھی کہ روزہ رکھ کر بے ہوشی کی سی کیفیت ہو جاتی تھی میرے منہ کھلنے پر کہتے تھے "محلوم نہیں کس وقت بلاؤ آجائے اس لئے اس وقت کی تیاری کر رہا چاہیے۔" میں ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا جو مولانا مفتاح علی صاحب تھانویؒ کے خلیفہ تھے اور بھائی صاحب ان کا اور وہ بھائی صاحب کا بڑا اچھا دوست تھے۔ ان سے میں نے بھائی صاحب کی حالت بیان کی اور روزہ کی ضد کی شکایت۔ وہ بچا رہے۔ اللہ ان کو جنت نصیب کرے، خود شریف لائے اور بھائی صاحب کو ان کی حالت کے پیش نظر روزہ رکھنے سے مست کیا۔ اس کے بعد سے بھائی صاحب مرحوم دو تین دن بچ کر کہہ کر روزہ رکھنے لگے۔

آخری سال میں بے حد کمزور ہو گئے تھے لیکن مسجد میں ساری نمازیں ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ جب مسجد جانے کے لئے گھر سے نکلتے تھے تو محلے کے بچے دوڑ کر ان سے ہاتھ ملاتے تھے اور دعا میں لیتے

ستان آگئے تھے۔ والدین کی حیات ہی میں ایک زمین کھنڈو لیا تھا بھائی صاحب نے کسی صاحب کا خط لکھا حضور نے ان کو کراچی آنے کی دعوت دی تھی۔ اس سے پوچھا "تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے کہا "اچھا ہے ہم سب ایک جگہ ہو جائیں گے۔" انھوں نے ناگواری سے کہا "تم نے جواب دیتے وقت اپنا اور اماں کا خیال رکھا۔" میں خرمندہ ہو گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ بھائی صاحب کے علاوہ ہم میں سے کسی نے والدین کی خدمت نہیں کی۔ بھائی صاحب عالم فاضل، طبیب سب کچھ تھے لیکن جب سنبھیلے جاتے تھے تو والد صاحب مرحوم کے پاؤں دبا تے تھے۔ حق بھی بھر دیتے تھے لیکن والد صاحب نے انھیں اس کام سے منع کر دیا تھا۔ اور عام ہونے کے بعد سے وہ بھائی صاحب کو "مولانا مفتاح" کہتے تھے۔ میری والدہ اور بھائی کی بچی نہیں تھی لیکن بھائی صاحب مرحوم نے دونوں کے حقوق کا ہمیشہ خیال رکھا۔ والد صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد بھائی صاحب نے ہم سب کی اجازت سے مکان اور جائیداد بچی اور ایک بھائی کا حساب رکھا اور اس کے قصداً ان کو ان کا حق پہنچایا۔

تین مرتبہ آواز دینے بغیر کبھی گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے میں نے سنبھیلے میں بھی کبھی دیکھا اور کراچی میں بھی کبھی دیکھا۔

میرے لئے یہ بات بڑے سکون کا باعث رہی کہ میرے بیٹے علی کی تعلیم ناچنگر با سعودی عرب، انگلینڈ اور امریکہ میں ہوئی ہے بھائی صاحب کا بے حد ادب اور احترام کرتے تھے جو شاید بھائی صاحب کے بے لوث محبت اور شفقت کا رد عمل تھا۔ مجھ سے تو اپنی اخلاف رائے کا اظہار کر لیتے ہیں لیکن بھائی صاحب سے کبھی اختلاف رائے نہیں کیلئے بھائی صاحب مرحوم کے کردار اور نصائح کا نتیجہ ہے کہ میرے بیٹوں بیٹوں رشوت والے ملکوں میں ملازمت سے دامن بچا رہے۔ میرے چھوٹے بیٹے کی مدد لینی کو بی۔ سی۔ سی۔ آئی

## جنابے شعیب صاحب بنگرہی



گاز مقدس سے دس بجے کے وقت حضرت مولانا مدظلہ کو ۲۴ گھنٹے ظہرانے میں گذارنے کے لئے جہاز سے  
مولانا کے مرقوم و محبوبہ دوستہ شیخ الغیر دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا محمد اویس کے بڑے صاحبزادہ شعیب  
صاحب نے اپنا ہاتھ نانا باعشہ خیر ار سادات سے بجا شعیب صاحب نے اپنے اس وقت کے  
ناثر اسے تحریر کئے ہیں جو بدینہ ناظرین سے ہیں۔  
(ادارہ)

یہ ایسا بھاری بھانتی جان  
ہوئے اور وہ بہانہ کر لپٹے گھر کے بجائے ہوئے  
قیام کرتے ۱۹ برس میرے استاد کا جواب تھا  
ٹھیک ہے تم جو بھی فیصلہ کرو بہر کیف ہم لوگ کل شہ  
انشاء اللہ ظہران پہنچ رہے ہیں۔ استاد مکرّم  
جب باتیں ہو رہی تھیں میرے دونوں لڑکے اس  
عقبہ دار کوئی ناکہ انیس گھنٹے میری باتیں سن  
تھے، فون رکھنے کے بعد خوشی و مسرت سے پورا گھر  
اٹھا بچے کا بار گھر سے پوچھ رہے تھے کہ "ڈیڈی  
"دادا" کی پرواز یہاں کس وقت پہنچے گی اور  
فصلیں ایئر پورٹ چلنے کے لئے تیار ہیں تو،  
متین بھائی کو فون کیا اور منگوا لیا "اس میں مکرّد  
مشکل ایک خلیف سے عبارت ہے اس کے پیش  
ان کو اطلاع دی کہ وہ جس ضیافت کی سادت  
حصول کئے ہیں قرآن میں وہ صرف چند گھنٹوں  
فاصلہ پہلے میں سے ان سے یہ بھی کہا کہ جو کہ مولانا  
ہجرت میں اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے تھک گئے  
اور کئی راتوں سے ان کی نیند بھی پوری نہیں ہوئی  
اس لئے آپ اس خبر کو صیغہ راز میں رکھیں کیونکہ  
اگر عقیدت مندوں اور نازنا مندوں کو مولانا کی آمد  
کی بھوک بھی مل گئی تو آپ کا کئی منٹوں پر مشتمل  
بھی ان محبت کے متوالوں کے لئے ناکافی ہو گا کہ  
ہے کہ انتظار کے لمحات بڑے ٹھن اور صبر آزمایا  
کرتے ہیں اس کا اندازہ اگلے دن یعنی بعد کو ہوا  
ہی سے ہر شخص کی نظر میں بار بار گھڑیوں کی جان  
اٹھتی ہیں اور ہر شخص کو ہم سے کا انتظار تھا کیونکہ  
بہی وقت جیسے ظہران آئے۔ "الی پر کار کا تھا، بعد  
دن ام سامنے پہلے سے ہی چندا جواب اور ان  
اہل خانہ کو عشاء پر مدعو کر رکھا تھا ان احباب  
میرے ایک عزیز دوست جناب معاذ کے کافی  
خام اصرار کی گئی تھے، میں نے جب ان کو فون کے مو  
کی آمد کی اطلاع دی تو وہ خوشی سے جھوم اٹھے

خواہش اور تمنا ہے کہ ان چند گھنٹوں کی مولانا کی منیت  
کی سادت چھو کو نصیب ہوا اور جو تک آپ حضرت مولانا  
کے ساتھ اپنے خاندانی تعلقات کا دم بھرنے میں اگلے  
اس سادت کے حصول کی ذمہ داری میں آپ کو پہنچنا  
ہوں، متین بھائی سے بات کر کے اچھی فون رکھا ہی  
تھا کہ دوبارہ فون کی گھنٹی بجی، اس بار دوسری جانب  
جدہ سے میرے چھوٹے بھائی "یونس" جن کے نام  
کے ساتھ اب "ڈاکٹر اور پرو فیسر" لگے ہوئے، ان کا  
بڑا لڑکا عمار انیس تھا اس نے کہا کہ اچھے بابا اچھی  
میں مولانا سے مل کر آ رہا ہوں اور مولانا سید محمد صالح  
صاحب نے کہا ہے کہ میں آپ کو اطلاع کر دوں کہ  
مولانا کل شام ظہران پہنچ رہے ہیں اور رات  
ظہران پورے میں گذار کر سنیچر کی صبح دہلیکے لئے  
ردوان ہو جائیں گے۔

حجاب سے بات کرنے کے بعد میں نے فوراً جدہ  
جناب نور دلی صاحب کے گھر فون کیا، "دوسری جانب  
سے ہمارے مشفق و محترم استاد مولانا ربیع صاحب  
کی محبت و شفقت سے بھری آواز نے کانوں میں اتر  
گئی، انھوں نے کہا کہ کیا کہ یہاں ظہران میں میری  
موجودگی میرے بھائی کے آپ کو فون کا قیام ہو

دسمبر جنوری کے ماہ یہاں سعودی عرب کے  
منطقہ شرقیہ کے بڑے حسین ماہ ہوتے ہیں، ساون  
بھدوں کی ایسی تھری گئی ہے کہ کئی کئی دن سورج  
دیکھنے کو آنکھیں ترس جاتی ہیں، بادلوں سے لہے  
ہوئے آسمان اور بریلی سرد ہواؤں کی وجہ سے درجہ  
حرارت گر کر چار ڈگری تک پہنچ جاتا ہے، عرصہ  
الذوالحجۃ کی ان گھنٹوں کی وجہ سے نشاط و سرور کا ایک  
کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ یہی عیسے موسم میں ہر لوگ  
خیر و برکت اور رحمت مغفرت کے ماہ صیام کے استقبال  
کی تیاریوں میں مصروف تھے، مگر نگہبندی کی آمد آمد تھی کہ  
جہاز کی ایک شاخ کو صیبر عزیز دوست اور یہاں کے  
مشہور تاجر عبدالمتین بھٹلی کا فون آیا کہ قبل آپ  
ہیں کہاں؟ آپ کو شاید یہ اطلاع نہیں ملی کہ حضرت  
مولانا "مکرّم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی حفظہ  
اللہ" و علامہ الاسلامیہ "محمد علی شام یہاں ظہران  
تشریف لائے ہیں اور ظہران انٹرنیشنل ہوائی  
رات گذار کر سنیچر کی صبح دہلی کے لئے روانہ ہو جائیں  
گئے، حسین بھائی جو "شاب نشا فی عبادۃ اللہ  
تعالیٰ اور جل تلبہ معلق فی المساجد" کی  
جینی جاتی تصویر ہیں، انھوں نے کہا کہ لیکن میری دلی

عند الناس یحیی الناس“ کی حدیث نبوی کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ مولانا مظلہ کے چہرہ پر رنگارنگ کے اثرات نمایاں تھے اس لئے صبح کے ناشتہ کھے درخواست کی منظوری کے بعد گھر واپس ہو گیا جہاں وہاں کھانا شروع ہونے کے لئے نہیں بلکہ مولانا کے بارے میں باتیں کرنے کے لئے بے چین تھے، میں نے اس سے کہا کہ بھٹکل وہاں فاذ کی صورت حال یہ ہے کہ روشن جمالی بارے ہے انجمن تمام دھکا کا ہوا ہے آتش گلے سے جمن تمام میرے یہاں کو ہم لوگوں کے ساتھ مولانا کی محبت و شفقت کا علم تھا، انھیں نکلنا میوں کا کلمہ کہ حسنی خاندان کے ساتھ عقیدت مند تعلقات کا بھی بخوبی اندازہ تھا، میں نے انھیں بتایا کہ رافضیوں کی اہل بیت“ کی جھوٹی اور بے معنی اصطلاح کو آپ اگر اپنے ذہنوں سے نکال دیں تو برصغیر کا یہ وہ اٹھانٹان ہے جس پر مجازاً اہل بیت کا اطلاق کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس خاندان کی تاریخ سید احمد شہید نے اپنے خون سے لکھی ہے اور مولانا عبداللہ نے اپنی جگر جلی سے اس کا لوبا منوایا ہے

اور ہمارے مولانا اپنی تبحر علمی، اپنے اخلاقی و عبادی اور عربی تحریر و تقریر پر عبور کی وجہ سے دیناے عرب کے ہر طبقہ میں ہاتھوں ہاتھ لے جاتے ہیں، وہ مصر کے شہرہ کے انقلاب سے قبل متعدد بار قاہرہ تشریف لے گئے، وہاں ان کے استقبال و پذیرائی کھے داستانیں آج بھی زندہ ہیں، قاہرہ میں جمعۃ الشیخ المسلمین“ میں ان کی سحر انگیز تقریروں کی بازگشت آج بھی لکھی جاسکتی ہے۔ مذکورہ جمعیت کے صدر منجم جرنل صالح حرب مرحوم سے جب بھی ملاقات ہوتی وہ مولانا کا نام بڑے ادب احترام کے ساتھ لیا کرتے تھے، مصر اجدیدہ میں امام شیخ محمد ابو زہرہ اور مشہور مفتی شیخ محمد شاکر کی گفتگو کا موضوع سمن اکثر ہمارے مولانا ہوا کرتے تھے۔ فقہانہ سے کسب

کے لئے باعث رشک اور جس کی تقلید رکھنے کے لئے غمان سکندر کی بے نور بے رونق ہیں اور جس کے کردار میں وہ بائیس اور اسیلہ انداز ہے جس میں علم و عفو، جود و سخاوت، عبادت و ریاضت، استقامت و بردباری اور تواضع و خاکساری اس طرح بیستہ ہو گئی ہے۔ جیسے بھولوں میں خوشبو اور ستاروں میں روشنی چھوٹے اس نے حقیقت کا اعتراف اپنے اس سپاس مند میں کیا تھا جو انھوں نے نگرام میں مولانا کی آمد کے موقع پر پیش کیا تھا، اگلے اپنے بھائی پونس کی قسمت پر ناز ہے کہ مجھے بھائی جان کے انتقال کے بعد ہمارے مولانا جیسا شفیق حرمی ملا اور پونس نے رائے بری اور بد نگرام کے دونوں خاندانوں کے ان روحانی تعلقات کو برقرار رکھا جن کا ذکر خود مولانا نے اپنی کتاب ”برائے چراغ“ کی جلد دوم میں کیا ہے اور پونس نے جو ہمارے خاندان کی روایات کے متباہفاظ ہیں انھوں نے مولانا کے علم اور ہمت افزائی پر نگرام کے مدرسہ معون العلوم میں نئی روح پھونک کر اسے ماضی کی داستان ہونے سے بچایا۔

میں ابھی انھیں خیالات میں گم تھا کہ حواجر بھائی نے کانڈھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ آپ کہاں گئے ہیں قیدہ کی پرواز آگئی ہے اور مسافر آمد ہاں میں آنا شروع ہو گئے ہیں، اب پورٹ کے باہر عقیدت مندوں کا ایک ہجوم اور کاروں کا ایک قافلہ تھا میں نے زمین بھائی سے کہا کہ میرا آپ کا معاہدہ تھا کہ اس خبر کو صیغہ راز میں رکھا جائے لیکن یہ آپ نے کیا کیا وہ خوشی و مسرت کے اس عالم میں تھے کہ میری بات کو سنی ان سنی کردی اور میں بھی عمر بن ربیع کی بات کا چاند بھی کہیں چھپ سکتا ہے یا کہم کے خاموش ہو گیا۔ بھٹکل کے یہاں غانہ میں جن کاسماں تھا، الجبر اور دمام کی نمائندہ اور سر بار آورہ شخصیات اپنی قسمت پر نازاں اس شخصیت کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھیں جو ”ازھد فی اللدنا یحیی اللہ، وازھد فینا

کے لئے کر شیب صاحب کیا آپ ہم کو اپنے ساتھ مولانا استقبال کی سعادت میں شریک نہیں کر سکتے ؟ رنج بھائی جو تیس سال سے ”پوسٹن“ میں مقیم اور وہاں کی علمی و ادبی محفلوں کی جہاں میں مولانا ساتھ ان کے والد باذ تعلقی کے پیش نظر یہ طے ہوا کہ دونوں ایک ساتھ اب پورٹ چلیں گے۔ جیسا کہ ابھی عرض کر چکا ہوں کہ جدہ سے کئے والی پرواز کا نہ تو ۲۰۰۴ء تھا لیکن میں اپنے دوست کے ساتھ اساتذہ کبکے اب پورٹ پر موجود تھا۔ اس شام ماظر ان کا موسم چراہی حسین تھا، اٹکی ہلکی ہوا اور ساتھ بڑی ہی خوشگوار اور جواہل رہی تھی ہر طرف طاوہا طاق کا عالم تھا ایسے میں مجھے حسان بن ثابت یہ دو شعر یاد آیا وہ آہستہ سے تھے۔

ولمزلنا منزل طلعہ النذی  
انبعاثا بستانا ثمن النور حالیا  
أجد لنا طیب المكان وحسنه  
منی فتمینا فکنت الامانینا

عالم تصویر میں اس جواہر سے بائیں کر رہا جس کا طیارہ عالم اسلامی کا ”کوہ نور“ اپنی آغوش رائے نظر ان کی جانب محور واز تھا، میں اپنے بھائی اس کی زبان میں اس سے کہہ رہا تھا کہ آج مجھے بڑی حسرت پر نازاں ہونا چاہیے کیونکہ آج تیسویں سال آغوش میں ایک ایسی شخصیت موجود ہے جو دنیا علمی محفلوں اور دانش گاہوں کی رونق اور ان ذ باعث صداقت ہے اور جس کی موجودگی فکر و فطن، منتہی افق اور علم و دانش کی سحرانہ پیدا کرتی ہے ہمارے اور جس کی شخصیت نے دینکے بڑے بڑے ی و دینی اعزاز و ایوارڈز کو قابل اعتبار بنا دیا ہے اس کے وفادار میں اضافہ کیا ہے اور جس کی محبوبی ہر اوسلاطین اور حکمرانوں نے اپنی جبین نیاز خم کے ”لعمرو اللہ علی باب الفقیہ“ کی نشاندہی سے اپنے کمر فرار کیا ہے اور جس کی درویشی شہنشاہی

ان کی بی بیات ام اسامہ کی محنت کا صلہ تھی، اس فارغ ہونے کے بعد کالوان سید" ایرپور لے روانہ ہو گیا جہاں "دعا لگی ہال" کے باہر حقہ کا ایک کھجور تھا جن میں سب سے کچھ امریشم تھے جو میرے عزیز دوست ہیں اور مولانا کی عمر بڑھ چکے ہیں وہ بڑے امرا سے مولانا کو اپنے ذمے لے گئے جہاں سب کی دعاؤں سے تھوڑے سے ضیافت کی گئی تھی کے دوران ہی اس نے امریشم کی کار ختم کرادی اور پھر دہلی کی پروان سے جیڑت قبہ سب امریشم ہال سے گندے ہوئے تہاڑی جا۔ روانہ ہوئے، امریشم اور دہلی ہال میں کام کر دے اور دول کے ملازمین مجھے بار بار پوچھا کرتے کہ "اھذا اھو العلامة الہندی" اور قہر محبت بھری نظروں سے انھیں الوداع کہہ رہا تھا سمود کی پرانے وقت مغربہ پر دم لگے اندر کا ایرپور کی جانب اپنی پرواز شروع کر دی اواز ابو فراس الحمدانی کا یہ شعر ہے

لیت الکوکب مندولونی فانی نظمہا

عقود مدح فخلارض الکوعین کلمہ

بڑھتا ہوا گھر واپس ہو گیا تاکہ ان کو ملے ہوئے دو گونا گوں جہیز میں سے ایک ہمارا کی اطلاع نہیں دی تھی۔

## دُعائے مغفرت

مدوۃ العلماء کے نید بائیں بیٹلر کے کارکن بنے۔ منگو احمد عباسی صاحب کے چھوٹے بھائی شاکر علی صاحب سمود احمد عباسی (مستقر حرم) جو اس سال حج بیت کے لیے مع اہلیہ خیرات لائے تھے۔ ۱۸ اپریل کو کاشب میں کم کمہر میں انتقال فرما گئے۔

ان اللہ دانا الیسر رحیمون۔ مرحوم ہرے ملنا۔

باغداد کو ایک اچھے خیر بھی گئے۔

قارئین تعمیر حیات دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

مقصد حیات بنا رکھنا ہے اور جو ساری دنیا میں ملاتی تعلیمات کو جاری دساری دیکھنا چاہتا ہے اور جس کے حصول کے لئے وہ صحرا بہ صحرا، جنگلی بہ جنگلی دوریاب دریا، فضا در فضا دیوانہ وار ہے

اذاں دی کبیر میں ناقوس دہریں بھونکا

کہاں کہاں ترا عاشق تجھے پکار آیا

کی زندہ دہلی تغیر میں کرو ماند شبنم جگر لار میں

عشوق پید کر رہا ہے۔ میرے دوست اور ان کے

اہل خانہ بہر تن گوش تھے اور وہ اس طرح کوہری

ملا دے کے مطابق گویا کر بیباں ان کے سروں پر

بٹھی ہوئی۔ لیکن اللہ الکلام کی زبان میں بلائے قہر

کی زلفیں نصف تک پہنچ چکی تھیں اور دہریوں

کو صبح دتر جانا تھا اس لئے وہ "صل من مزید" کہتے

ہوئے رخصت ہوئے لیکن میرے گھر میں تو آج چاند

رات تھی، ہر شخص جاتی و چوند میری بیٹی نالہا جی

مال کے ساتھ باورچی خانہ میں مصروف میرے دونوں

لڑکے اسامہ اور عقبہ گھر کی صفائی ستمائی میں لگے۔

غریب گھر کے ہر فرد نے صبح سحادت کے انتظار میں

پوری رات آنکھوں میں کاٹ دی۔ فجر کے بعد تین

بھائی کا خون آیا کہ آپ کے جلنے کے بعد مولانا نے

آپ کا ذکر متعدد بار کیا اور اب ہم لوگ کچھ ساڑھے

سات بجے کے سات بجے آئے ہیں۔ اور وقت مغربہ

پر سحادت کی گھڑی آگئی جس کو بیان کرنے کے لئے

جب خیرۃ الفاظ کے دروازہ پر دستک دی تو

انھوں نے حالتِ تیمور کی زبان میں اپنے ہاتھ پر

ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ جذبات کے غلام

بہشتہ الفاظ کے ذریعہ ہی نہیں بیان کئے جاتے ہیں بلکہ

آنکھوں سے سوال آنسو بڑی مؤثر زبان میں جلتے

ہیں اور شاید وہ بلاغت کی منتہی بھی ہوتے ہیں جس

کا ذکر عبدالقادر جرجانی کرنا بھول گئے۔

"ناشتہ میرے ہمارے شفیق استاد مولانا سید محمد

رابع صاحب نے خاص اودھ کا ناشتہ قرآن باور

سابق اہم مشہور مبلغ محمد غزالی جو اس وقت وزارت

اوقاف میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے وہ اکثر مجھے

آواز میں مجھ سے مولانا کی خیریت معلوم کیا کرتے تھے

اور خود وزیر اوقاف احمد حسن الباقریؒ کی آنکھوں

میں مولانا کے ساتھ ان کی محبت کی جھلک دیکھی جاسکتی

تھی، خاموش زبانیں آنکھوں کے سہارے مولانا کے

ساتھ محبت و تعلق کا اظہار کیا کرتی تھیں کیونکہ صرف

چند سال قبل یعنی ۱۳۵۸ میں، افغان کے ممتاز رہنماؤں

کے تختہ دار پر چڑھنے کا سامنا تازہ تھا، افغان سے تعلق

رکھنے والا ہر شخص مشرب تھا، عقیدہ کو حیدر کے طور پر

کی لغت و حرکت پر زور دار اہل بل کے شہر کا پہرہ تھا۔

عبد گمر کی کاہر پرت بول بالا تھا، منافق اہل علم و ادب

تَوَلَّوْا السُّفْهَاءَ اَتَوَلَّوْا الْکُفْرَ کی آیت شریفہ کے ذریعہ

"مارکس" کی اشتراکیت کا جواز تلاش کر رہے تھے اس

فکری اتار کی کے دور میں قاہرہ کی "جمع النحوت الاسلامیہ"

کی سالانہ کانفرنس صرف پر مغز ہی نہیں بلکہ عالم اسلامی

کے متعدد علماء و مشائخ کو اس حکام وقت کی تھیں دعائی

کرتے ہوئے دیکھا جس کے دامن پر جبریت اور جودہ

اور سید قطیب کے خون کے دھبے تھے، منتہی کے قول

کے مطابق ان نام نہاد علماء و مشائخ کی کاہر سے واپس

کے وقت ان کی جہیز "قصر قہر" کے حکام کے جودہ کاؤ

کی جھٹی کھائی گئی تھیں، میں نے اپنے ہاتھوں کو بتایا

کہ میں یہ بات مجھے وثوق اور اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا

ہوں، کلمہ رائے بریلی کے عقیدہ کو حیدر کے اس

مواضع نے اس بنا پر پُر نظر بھی نہ آئی جہاں بد فہمی

قول، آبرو باختہ افکار اور دعائیں و فکری

دفاعا دیوں کی تبدیلی کا لالہ دھندھا ہوا ہے، میں نے

اپنے دوستوں کو مزید یہ بھی بتایا کہ ہمارا یہاں

اپنی اس بچھائی ایمان کو جسے آج تاریخ اسلامی

کا جز اور اثاثہ حصہ ہے اور جس نے حضرت ابوالمکر

عبداللہؓ کی تاریکی میں چمکانا اور فطرت ایمانی سے بھرپور

قول "ایفخص اللہ بین دنا وناحی" کو حرم جان اند

شیخ محمد ابراہیم خاں

### ترجمہ:

محمد سالم اشرف عالیہ شامہ شریہ

(۲)

مسلم جوانوں کی رہنمائی

فرماتے ہیں کہ: میرا حق اسلامی  
مہداری کے حامل اُن فوجیوں سے ہے جنہوں نے  
اسلام کی خاطر کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ان  
فوجیوں نے افغانستان کے اندرونی سیول  
وہربر بیکار ہو کر انہیں پیغام موت سنایا اور  
اُن کو راہ فرار پر مجبور کر دیا۔ اس سے پہلے وہ  
الجزائر میں فرانسیس کے دانت کٹے کر چلے تھے۔  
تاؤفیک خدائے ان کے متعاصد کو پورا انہیں گویا  
پورے جسم و جان و مال و زند کے ساتھ ان کی  
قربانیاں جاری رہیں۔ اور جس وقت اسلامی  
طریقین کی قیادت کا معرکہ رونما ہوا تو اس کے  
نتیجے میں یہودیوں کو اپنی ناکامی کے آثار نظر  
آئے تھے۔ والدین کی آرزو میں چکن چور ہوئی دھکا  
سنے لگیں۔

فرماتے ہیں کہ: میری فکر اس اسلامی بیداری کے ساتھ ہے جس کے لیے عالمی شائشِ خطرے کا ادارہ بن رہی ہیں۔ اسلامی جہاں مسلسل ظلم و ستم اور قتل و غارت گری کا شکار بن رہے ہیں۔

شیخ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”در اصل دین الہی کا قیام جو کہ ہر سنیہ برائیت رکھتا ہے یہی تھا خالق و مخلوق کے درمیان

شیخ محمدہ الغفرالی کی پوری زندگی  
کے گز کے لیے قربانیوں اور جلال و شانوں  
پر ہے۔ وہ ہر لمحہ اس کے لیے بے چین دکھائی  
دیتے ہیں۔ انہوں نے ہندوستان، پاکستان  
طبع کے ملکوں میں، افغانستان، الجزائر و  
ایمان اللہ ام کے علاقوں کی کانفرنسوں  
میں سالوں میں شریک ہو کر اپنے افکار و  
ت کو تحریری و تقریری طور پر پیش کیا۔  
و جامع مسجد کے ممبر خاص طوع ریاضۃ  
عمر کی ادارہ عمر بن العاص سے لوگوں کو  
بیکار کرتے تھے۔ شیخ کی یہ تقریریں موجود  
مل و مشکلات کے علاج کا حقیقت سے  
آہنگی کی بنیاد پر بہت ممتاز ہوا کرتی ہیں۔  
موجودہ اسلامی سرگرمیوں کے سلسلے  
اشیخ کے دو نظریے تھے۔ ایک محبت،  
ت اس معنی کو کہ جس حق کی تعلیم  
یا ہوں اُسے عقربہ انشا، اللہ فلیسہ  
سل ہوگا اور وہ دنیا کے اندھیل ہی کام  
نہوں کو متاثر سکے گا۔ دوسرا خوف،  
معنی جو کہ دشمن کو لیسہ مادگی جسمانی وسائل  
صلح ہو کر دین کا تمام کام کو بند پر نکالنا  
اور وہ ہر آن کسی مناسب موقع اور ناک  
است کی ناک میں لگا رہا ہے۔

امریکہ کے بہت سے ائمہ میں اُن سے مشورہ بھی کیا جاتا تھا۔ وہ کانفرنسوں و سیمینار میں مدعو ہوتے، جو ان کے بلچر کے طلباء، عزائم سے ملاقات کرتے اور دعوتِ تبلیغ کی جانب اُن کی رہنمائی کرتے۔

شیخ بالغ نظر دود میں تھے۔ عالمی دعوت کی شہادت اور اسخ العقیدہ ہونے کی بنیاد پر بہت بڑا مسیحا تھے کہ حضرت نبی دین کا دل بالا ہو گا۔

یہ جن محمود ہو گا، انگریزوں سے! لیکن ترقی یافتہ ملکوں کو دکھ کر پاس دما اور شرمندگی سے دوچار ہونا فرما کر پہلی اور دوسری دہائی میں کوئی "تبع اسلام" کی کہ نہیں نظر آتا۔ مشہور ہے کہ جاپان نے ایک صدی میں ترقی کے دو مراحل طے کیے تھے اسلامی قوموں نے نصف صدی میں طے کیے لیکن صورت حال یہ ہے کہ جاپان آسمان بلندیوں کو چھو رہا ہے اور ہم کھائی میں گر جاسے ہیں۔ ایسا صرف سیاسی نگاہ بنیاد پر نہیں بلکہ یہ شخص تہذیبی و ثقافتی کا نتیجہ ہے۔

### شیخ کا نظریہ اجتہاد و تقلید:

اس سلسلے میں شیخ نے معتدل طریق اختیار کیا۔ ادیب ذوقِ شیخ علی الطنطاؤہ کی رائے سے بہت متاثر ہوئے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں کہ مسلمان اٹلا کسی ایک تہذیب میں تعلق پیدا کرے اور اس کے دینی احکام مستحقِ کفر کے دلائل میں مبتلا رہے کاملاً طریقہ ارتداد الیحدۃ و مستحکم دلائل جلیب کے لیے ایسے علوم حاصل کریں جو اس میں ثابت ہوں۔ پھر نظر ثانی کرنے کے بعد

دورانِ ریڈیو، ٹیلی وژن اور اجتماعات میں شیخ کے علمی و دعوتی پروگرام نشر ہوتے جسے لوگ بہت پسند کرتے تھے۔ خاص طور پر اُن کی توجہ اعلیٰ علوم کے طلبہ کی تدریس کی جانب ہوتی تھی۔ انہوں نے مملکتِ سعودیہ عربیہ سے اپنے تعلق کا اس وقت پُر زور انداز میں اظہار کیا، جب ان کو شاہ فیصل الاورڈے سے نوازا گیا۔ انہوں نے اس موقع پر کہا کہ: یہ مملکتِ سعودیہ عربیہ کا پرچم ہے جس نے بعض کلمہ "توحید" کی وجہ سے ایک سو ساٹھ ملکوں کے لوگوں میں ان کو امتیاز اور شرف و فضیلت بخشا ہے۔ اس کلمہ توحید نے ان کو رسم و رواج سے پاک رکھا۔ اور جس کو مملکت نے اپنے پرچم پر واضح الفاظ میں ظاہر کیا جب کہ دیگر دینیوں میں ماکہ مکہ کے لیے دو کسری علاقہ میں رکھ رکھی ہے۔ اگر اُن میں اسلامی فکر کی نشر و اشاعت کے لیے ان کی قابل تحسین کوششیں کارفرما ہیں اور غالباً وہ اس سلسلے میں مدد شاذی بن جید کے اقتدار سے فائدہ اٹھاتے رہے۔ جو حفظہ کے جامعہ "جامعۃ الامام عبدالقادر الاعظمی" کی مکمل دیکھ کر سمجھ کر رہے تھے۔ اور ایک دوسرے کا ربط اس حد تک بڑھا کہ جامعہ جو صرف ایک ہی کالج تھا، آج ایسے کالجوں پر مشتمل ہو گیا جو الجزائر کے دورانِ علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

مسجدوں، مجلسوں اور ایسی ملاقاتوں کے توسط سے سیکلہ الشریعہ کی ترقی اور اسلامی بیداری کی اشاعت میں شیخ کا بہت اہم رول رہا ہے۔

شیخ کی عزت و کرم ملک کے ایسے نامور سے کی حیثیت سے کی جاتی تھی۔ یوں

حاصل کی اور پسندیدگی کے ساتھ وہ ہاتھوں ہاتھ لگے۔ امت کے اسبابِ زوال کے سلسلے میں خود و غرض کر لے سے مسلم ہوتا ہے کہ امت کی ہر علمی طوط پر سر اس کی کے ماحول میں رہنے لے رہی ہے۔ اور اس کی جذباتی، عقلی و معاشرتی اور نفسیاتی خدائے باریک ہے۔ جو لوگوں کی تربیت اور اس میں مقرر کے احکام کے لیے شیخ نے مکلفِ تقسیم الاسلام؟ اور دینِ خدا علم جیسی شہرہ آفاق کتابیں تصنیف کیں جس کے اندر شیخ خالد محمد خالد کی کتاب "بین ہنا و ہنا" کا جواب دیا ہے۔ اس کتاب میں شیخ خالد نے ثقافتی گمراہی کو پیش کیا ہے اور اسلام کی جانب ایسی چیزیں منسوب کی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ فکرِ اسلامی کے میدان میں شیخ محمد الغزالی کی جان فشانی اور ان کی سرگرمیاں بیش بہا ہیں، شیخ کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اسلامی محاکم کے اُن تاریک پہلوؤں کو روشن کیا جن پر غلط افکار و خیالات، اور اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ سکتے والے مسائل کے گرد و خراب سے شرکات کا اتنا بار لگا ہوا تھا جسے شیخ نے ان مرفوعات پر مختلف کتابیں تصنیف کیں:

- (۱) الاسلام والناسیج الاشتراکیت
- (۲) الاسلام المقتری علیہ بین الشیوعین والراسمالیین
- (۳) الاسلام والاقتصادیہ
- (۴) التفتیح والتسامح بین المسیحیہ والاسلام
- (۵) الاستعمار احتقاد واطماع وظلام من الغرب

سیرت نبوی رفقا السیرۃ - دستور الحداۃ الثقافیتہ



استقال سے ایک بہت بڑا خلا محسوس ہوتا  
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت  
نازل فرمائے، اور انہیں جنتِ نعیم میں  
بہترین ٹھکانا عطا کرتے۔ اور مسلمانوں  
کو بہترین نعم البدل سے نوازے۔  
اصیبت

### بقیہ: اسلامی شریعت

مارکیٹ میں چل رہا ہے، بڑی بڑی خواہیں پالنے والے  
اچانقرض صرف اسی وقت انجام دیتے ہیں جب ان کو  
اس فرض شامی کا علاحدہ سے مولدین رنوت،  
مقتا ہوا ہمام کے ٹانگے جو منتخب ہو کر حکومت میں  
جاتے ہیں کتنا خرچ کر کے جلتے ہیں پھر اس خرچ کو  
دو گنا گنا وصول کرنے کی بجایا کیا جائز نا جائز طریقہ اختیار  
کرتے ہیں۔

ذات بات کے تعصب اور فرقہ وارانہ جہولانی  
کا جن کتابچہ گلیہ ملک دو قوم کے رکھوالے ملک  
دوم کے لئے کچھ کرنے کے بجائے اپنی ذاتی ترقی اور  
دودت و خوشحالی کی فکر میں گئے ہوئے ہیں، ملک کی  
بدنامی دنیا میں کتنی ہو چکی ہے اور جو وہ سبے ٹیکنالوجی  
کے خلاف اہل قلم کو دھمکی ہے تو اسلام اور مسلمانوں  
میں عیب تلاش کرنے کی لہر ان کی غیبول سے صرف نظر  
کرنے کی اور جو خدا ان کے معاشرے میں لگا لگی ہیں  
ہیں ان کو نظر انداز کرنے کی یا بہت بھونکا بنا کر ظاہر  
کرنے کی، اس طرح ذہن بے ساتھ انصاف ہونے سے نہ  
دوسرے کے ساتھ۔

ہر کتابچہ کہ مقدس آیات و احادیث کا دعویٰ دینی  
مسلکات میں ملتا ہے اور تبلیغ کیلئے شائع کی گئی ہیں ان کا  
اعلام آپ بغرض ہے، لہذا جن صفحات پر آیات و احادیث  
ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقہ کے مطابق پڑھ کر شریعت کے مطابق

لحاظ نہیں رکھا گیا ہے۔  
ظاہری صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے  
فرماتے ہیں کہ: میں نے علمی آسودگی کی خاطر  
آٹھ گھنٹہ نہیں لکھا جتنا کہ موجودہ حالات اور  
راج غلطیوں کی اصلاح سے متعلق لکھا  
انہی ہر عصر داعیوں اور مصنفین

میں سے شیخ کا تعلق شیخ عبدالعزیز بن باز  
شیخ ناصر الدین البانی، ————— پسند  
الوالا علی مودودی اور دیگر اسلام حضرت مولانا ربیع  
ابوالحسن علی ندوی مدظلہ و غیرہم سے تحاب شیخ  
ان حضرات سے تبادلہ خیال کرتے اور بعضوں  
سے بحث و مباحثہ اور جرئی مسائل  
میں اختلاف بھی کرتے۔ کتاب ”السنۃ النبویۃ  
بعین اہل الفقہ و اہل المحدث“  
کی روشنی میں بعض لوگوں سے مناسبت کرتے  
کرتے نا ماضی بھی ہو جاتے۔ لیکن یہ تمام  
اختلافات جزئیات میں ہوتے تھے۔ اسلامیات  
میں بالکل اختلاف نہ کرتے تھے۔

قرآن و حدیث کی زبان سے شیخ کو  
آتما بے نیاز کیا کہ دوسری زبانیں پسند  
ہی نہ آئیں۔ اس کے باوجود انہوں نے  
خالص عصری مسائل سے متعلق بہت سی  
ابتدائی کتابیں تصنیف کیں۔ شیخ اپنی  
تقریروں میں آیات و احادیث اور ایسے  
اشعار پیش کرتے جو سر و جذبات و  
احساسات میں روح بخونک دیتے۔ شیخ  
اپنی کتابوں کے عنادوں بڑے انوکھے اند  
دل نواز رکھتے۔ مثلاً ”تجدد و حیثیات“

تذات الف الحقیق، حصاد الغرور و اھم داعیہ  
شیخ معاشرتی اتحاد و اتفاق کے  
عملی پیکر تھے اور کسی سیاسی پارٹی سے  
کوسوں دور تھے۔ آج یقیناً شیخ کے

اند کے زیادہ قوی دلیل سے تو اسے  
زباچیہ علامہ ابن عابدین شامی  
نفع کیا ہے کہ جب ملک ختمی پر چلے ولا  
بہب کے خلاف کوئی صحیح حدیث  
تو اس پر عمل کرے۔ خاص کر عبادات  
میلے میں۔ کیوں کہ یہ کوئی ایسی چیز  
جو اسے خفیت سے خارج کرے۔  
سالی نے مسلمانوں پر کتاب و سنت  
ایح لازم قرار دیا ہے۔ شیخ اعتدال  
اور شریعت کے اسرار و رموز سے  
بے خبر۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن  
ابلامہ ابن تیمیہ اور امام عزلیؒ ابن  
زغیرہ کی تحریروں کو پڑھا اعلان کے  
ت حصے مستفید بھی ہوا اور میں نے  
دور کو جن میں متاثرین علماء و ائمہ ہوئے  
کیسے ترک کر دیا۔ شیخ غزالی حقیقت میں  
نا بازی کے ساتھ اپنے دیکھ و صفی  
کی انجم دی ہیں ہمہ تن مصروف  
۔ اور وہ دعوتی و اصلاحی میدان  
ہر مؤثر و بلند فکری و بالغ نظری کی  
بے ممانہ سمجھے جاتے رہے۔

### ی و دعوتی قافلے کے متعلق خ کے افکار و خیالات:

شیخ کی تالیفات اسلامی دعوت  
جدید نقوش اور روشن و پرامید  
کی جانب رہنمائی کرتی ہیں جس کی  
میں ہر طرح سے دورے سے مدد ایسے  
ہے ہیں۔ ان کتابوں کے مطالعے  
م موتا ہے کہ تخریج و تبویب کے  
میں علمی طریقہ کار کا بالکل پاس د

## ایک مطالعہ

## سیرت سید احمد شہید

پروفیسر وی اے ایم صدیقی

قسط نمبر

## شہید کی جنگ

۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۲۳۲ھ کو سید صاحب نے بیت امامت کی قہمی اور مجبور کے خطبہ میں آپ کا نام داخل کیا گیا تھا۔ اس کی اطلاع سید صاحب نے بڑے اہتمام سے نامور سرداروں، علماء و مشائخ اور دوست ہندوستان کو بھیجی تھی۔ یوسف زئی سرداروں نے سردار یار محمد خاں اور سلطان محمد خاں و ایالین پشاور کو ایک بے زور دعوتی خط لکھا جس میں انھوں نے سید صاحب کی رفاقت کی دعوت دی۔ سردار یار محمد خاں نے رعایت بزرگہ ڈالتے ہوئے سید صاحب سے بذریعہ خط آپ کی فوجی طاقت اور امامت کے متعلق استفسار کیا۔ سلطان پر نظر رکھتے ہوئے ان دونوں بھائیوں نے سید صاحب کو اپنی رفاقت اور شرکت جہاد کی اطلاع دی اور شکر اور قرب خانہ کے ساتھ پشاور سے نوشہرہ لائے۔ یہ لوگ موضع سرمائی میں داخل ہوئے۔ آپ خاوی خاں، اشرف خاں اور فتح خاں اور کئی سو آدمیوں کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ ان سرداروں نے بیعت کی۔ نوشہرہ سے لشکر نے شہید کی طرف کوچ کیا۔ ایک لاکھ آدمیوں سے زیادہ کی جمیت تھی۔ یہیں پر زہر خورانی کا واقعہ پیش آیا۔ لشکر میں جرحا ہوا کہ یار محمد خاں نے آپ کو زہر دیا ہے۔ سید صاحب کی طبیعت بہت خراب ہوئی تھی مگر یار محمد خاں نے کاعھار پر آپ کو ملا کر اسماعیل کے ساتھ باقی بریڈنگ کروچ پر لے گئے۔ صبح ہند وہیں اور توب جلائی شروع کر دی۔

مڑائی کی صورت حال ایسی ہوئی کہ صاف نظر آنے لگا کہ لشکر اسلام کو فتح ہونی اور گرفتار شدہوں کے ایک گولے سے جس سے کسی سوار شہید ہوئے یار محمد خاں پر بیت طاری ہو گئی اور اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ بھاگ نکلا۔ سید صاحب یہودی کے عالم میں مع التیر پہنچ گئے ہوش آئے پر آپ نے بوجھ کر ہمارے مجاہدین بھائی کہاں ہیں۔ مولانا اسماعیل نے بتایا کہ پنجار اور تورو میں۔ حضرت نے ننگے سر ہو کر جناب باری میں الحاح و زاری کے ساتھ دھاک۔ یہ وقت بہت سخت تھا اور ہر طرح کی تنگی تھی۔

یار محمد خاں نے یہی کیا جو میر جعفر نے سراج الدولہ کے ساتھ کیا تھا اور میر صادق نے سلطان بیگ کے ساتھ۔ اس کو سید صاحب اور ان کے دشمن سے کوئی غلصہ نہ تھا۔ سیاسی اور ملکی مصالحت کی بنا پر ساتھ آیا تھا۔ شہید کی جنگ سے پہلے سکھ سپہ سالار سردار بدھ سنگھ نے اس کو بلایا تھا۔ یہ مسلمانوں کے ہر دہر کی ترقی ہے۔ لاہور میں اس جیت کا جشن منایا گیا۔

سید صاحب کے عزم و ہمت میں اس سے کوئی فرق نہیں آیا۔ آپ علاقہ بونیر کی طرف روانہ ہوئے۔ مجاہدین کی جماعت باقی چھ سو کی ہو گئی۔ کچھ روز آپ نے مختصر فاصلے میں قیام کیا۔ مولانا اسماعیل اور شیخ مولانا جلیلی جلیلی بیمار ہو گئے تھے۔ ان کو دہیں بھجوا اور سفر کرنے ہوئے علاقہ سوات میں داخل ہوئے۔ مولوی قلندر صاحب ۸۰ یا ۸۵ آدمیوں کے ساتھ آکر ملے۔ حضرت سردار ہوئے۔ کوئی گرام میں آپ نے نماز عید پڑھی

وہاں سے درخواست پر بیعت کی طرف روانہ ہوئے۔ قاضی احمد اللہ صاحب بھی اپنے قافلہ کے ساتھ آکر ملے۔ مولانا اسماعیل بھی تندرست ہو کر آئے تھے۔ راہ میں مولانا محمد یوسف صاحب کا انتقال ہو گیا۔ سب کو بہت صدمہ ہوا۔ حضرت آگے بڑھے اور سستی باندھ بیٹھ مولوی رمضان صاحب سو آدمیوں کے ساتھ آکر ملے۔ منگورے میں تین دن قیام کر کے آپ جاریہ آئے۔ بیت کا سلسلہ بڑے شہر و مدسے جاری ہوا۔ آپ ایک بڑے رئیس اور سپہ سالار کے ہماں ہوئے۔ وہاں سے شاہ جہراں کو مخالف بھیجے۔ مولانا عبدالحی صاحب تشریف لائے۔ آپ جاریہ باغ سے ہولی گرام تشریف لائے وہاں میاں نعیم صاحب رامپوری ۳۰۰ آدمیوں کے ساتھ آکر ملے۔ وہ کچھ فاصلے پر آئے اور اسلحہ لائے تھے اسے اندر کیا۔ حضرت مختلف علاقوں سے گزرتے ہوئے پنجار واپس آئے۔ بونیر اور سوات کا بدھورہ تبلیغ و دعوت، افادہ اور ہدایت اور جہاد کا ترغیب کے لحاظ سے بہت کامیاب رہا ہندوستان سے تازہ دم مجاہدین کے قافلے پہنچے۔ انھیں مجاہدین کی تقویت اور راحت کا پورا سامان تھا۔

## پنجار کا مرکز مجاہدین

بہتر و سوات کے دورہ کے تقریباً تین ماہ بعد آپ نے پنجار کو اپنا مرکز بنایا۔ اس مقام کو اسلام کی جھانڈی اور مرکز اصلاح و ارشاد دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مجاہدین کے یہاں کے مشاغل قبول و طاعت کی یاد دلاتے ہیں۔ مولانا عبدالحی صاحب نے اپنے ہندوستانی احباب کو یہاں سے جو خط لکھا اس میں وہاں کے حالات تحریر کئے۔

(۱) یہاں کے رئیس فتح خاں کا سلوک مجاہدین کے ساتھ اٹھارے سلوک دھمکی یا دلاتا ہے۔ (۲) مجاہدین مختلف موانع میں پھنسے ہوئے ہیں دس بارہ من جنس بیت المال سے سفارہ تقسیم ہوئی

اور اسی صاحب سے کہیں۔

(۳) مجاہدین کا محب عالم ہے۔ جہاد کفار کے ساتھ جہاد نفس بھی اور مجاہدہ روحانی خانقاہوں سے زیادہ بڑا ہے۔ بہت سے لوگ معمولی کاموں کی بنا پر دینے کو کنگ و حار کا باعث سمجھتے تھے سید صاحب نے ایک انتہائی اثر انداز تقریر میں یہ غلط فہمی رفع کی آپ کچھ پسینے میں شریک ہوتے، لوگوں کے ساتھ کلاڑھیالے کر جنگ میں لکڑی کاٹنے جلتے نیاز جو کئے لئے میدان میں گھاس چھیلے میں شریک ہوتے۔ جھوٹے بیڑیاں بنائیں۔ کپڑے دھوئے۔ پتھر کاندلہ ہو گیا کہ ایک صاحب عزم شخص ہیں اور ان کے ساتھ اکثر کی مختلف نایاں ہیں۔

### ہزارے کے سرداروں کی امداد

اس غلام کی تاریخ اٹھارہویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے شروع کی لغات، دغا بازی، قتل، فاجر جلی اور عام بد امنی کے علاوہ کچھ نہیں۔ ہزارے میں سکھوں کی حکومت مسئلہ میں قائم ہوئی۔ دفعیہ کے سرداروں میں آپس میں لڑائی ہوئی۔ ایک نے بدلے کے لئے سکھوں کی مدد چاہی۔ سکھ داخل ہو گئے۔ بغیت سنگھ نے جب کشمیر پر قبضہ کر لیا تو مکھن سنگھ، عکا سنگھ، دیوان رام دیوان وغیرہ نے بہت باکری مختلف علاقوں پر قبضہ کرنا چاہا۔ کچھ حصہ سکھوں کے قبضہ میں آ گیا۔ رغبت سنگھ نے اس سنگھ کو جو بی ہزارے کا گورنر مقرر کیا۔ وہ مارا گیا۔ اس کے بعد مائی متا گورنر وغیرہ سنگھ کے بڑے خیر سنگھ کی سرکردگی میں لاہور سے مزید ملک آئے۔ تربیہ میں اس نے قلعہ جو گیا۔ متا گورنر نے سکھوں کے سردار محمد خاں کو متنبی کر لیا۔ بغیت سنگھ نے کشمیر کے گورنر علی گڑھ ہری سنگھ کو لہوہ کی طرف علی گڑھ کی جانب پیش کرنے کے لئے بلایا۔ راستہ میں ہری سنگھ نے حملہ کرنے کا بہت سے قبائل کو شکست دی۔ اس سے خوش ہو کر بغیت سنگھ نے اسے محب

د اغل کرنے سے معاف کر دیا اور اسے مکمل ہزارے کا بھی گورنر مقرر کر دیا۔ ہری سنگھ نے قبائل کو بڑی سختی سے دیا اور سکھوں کی طاقت میں بہت اضافہ کیا۔ تاہم اس میں ہری سنگھ سے ٹوٹاؤ اور سید خاں انہما زبوں نے کم کر دیا اور اس کی فوج کو شکست دی۔ ہری سنگھ کی موت کی خبر سن کر سکھوں نے مگر وہ پھر دسے ٹھکانا ہوا زندہ بچ گیا اور قتل و غارتگری سے بدلہ لینے کی کوشش کی۔

ہری سنگھ کی شکست کی خبر سن کر رغبت سنگھ خود آیا۔ اگر مواضع کو برپا کیا اور برہمن کے قہر خاں کو ساتھ لے کر باہر چلا گیا۔ اس کی دایمگی کے بعد ہری سنگھ نے سخت کارروائی کی۔ پھر خاں کی جیسے اس نے پاس ہزار روپے میں خرید لیا تھا زہر دلوایا اور دوسرے من زاشی ص کو توپ سے اڑا دیا یا ملک بدر کر دیا۔ ہزارے کے زخم خوردہ سرداروں نے سید صاحب اپنے تعلق کا اظہار اور حمایت اور امداد کی درخواست کی یا ہزارہ خاں کی بھی عرضی آئی۔ سید صاحب نے اس کی جو انگریزی اور شجاعت کی تعریفیں سنیں تھیں۔ خواجہ خان نے اس کی بد عہدی اور بے وفائی کے واقعات سنائے مگر سید صاحب نے فرمایا کہ ہدایت اور اصلاح اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ انھوں نے جواب لکھا کہ ہمیں پشاور کی ہم اور کفار سے جہاد دو ہمیں دیش ہیں، سید خود نازادہ اور خاں عالی شان سید نعیم کو روانہ کیا جا رہے۔ آپ ان کو اپنے خیالات سے آگاہ کریں۔

### اگر دوار کچھلی کے علاقہ میں

سید صاحب نے کچھلی کے لئے لشکر مرتب فرمایا اور مولانا اسماعیل خیر کو امیر پیش مقرر کیا۔ انھوں نے خطوں سے سید صاحب کو پورے حالات سے باخبر کیا۔ خطوں کے اقتباسات حسب ذیل ہیں۔

(۱) جناب والا سے رخصت ہو کر موضع ٹوٹی میں

پہنچے۔ راستہ میں پتہ چلا کہ کسی تقریب کے سلسلے میں اس علاقے کے خواجین اور اکابر خانے میں جمع ہیں۔ میں شاہ سید کے گرد ہاں گیا اور سب حضرت کو جہاد کی ترغیب دی اور جناب والا کی بیعت امامت لی لی۔ امب میں سردار پانڈہ خاں نے ہمارا استقبال کیا۔ گنگوے اندازہ ہوا کہ پانڈہ خاں ہمارا ساتھ دینے کے لئے بالکل بہت اور آمادگی نہیں رکھتا۔ ہم نے ایک گھاٹ کو چھوڑ کر جس سے دشمنوں کے قتلے راستہ میں پڑتے تھے دوسرے گھاٹ کا انتخاب کیا۔ دیاے سندھ کے کنارے پر جو قبائل آباد تھے ان کو دعوت اور ترغیب کے لئے ملا حضرت اللہ خود نازادہ اور مولوی محمد اللہ خاں کو دو تین آدمیوں کے ہمراہ بھیجا۔ ہم لوگ اس گھاٹ سے خیر و عافیت کے ساتھ پانڈہ گئے۔ وہاں سے جل کر موضع نکا پانی پہنچے۔ وہاں علما اہل علم نے آئے اور جہاد کی نیت ظاہر کر کے پانڈہ خاں کے اجماع تک حسن سلوک کا معاملہ رہا ہے۔

(۲) گزراشیں ہے کہ چونکہ یہ پہاڑی علاقہ ہے اس میں جاہلیں بھیجیں جو اہل ایمان کے لئے بہت اور رغبت اور اہل فکر کے لئے مروجبت اور ہشت کا باعث ہیں۔ (۳) نکا پانی سے کوٹہ کے ہم لوگ شری گڑھ پہاڑ کے رئیس عبدالغفور خاں جمار تھے۔ ہم لوگ ان کے کھائی کے ساتھ حیات کو گئے۔ جو کو موجود تھے انھوں نے میرے ہاتھ پر بہت امامت کی۔

(۴) شاہ غلام حسین کی طرف سے آوی آیا اور پیغام لایا کہ جب تک دوسرا لشکر نہیں آتا یہاں کے لوگ جہاد اور آپ کی رفاقت کے لئے نہیں اٹھیں گے۔ (۵) سید محمد علی شاہ اور ناصر خاں کے خطوط آئے جن کا مدعا یہ تھا کہ بھیجیہ جہادین امیر ہی میں قائم کریں یہاں کے لوگ بظاہر سکھوں کے ساتھ دنیاوی مصالح کی بنا پر وابستگی رکھتے ہیں۔

(۶) اگرچہ یہ خواجین زبان کی ایک دوسرے سے بڑھ کر خاطر امن وضع کی بات کرتے ہیں لیکن ان کے دلوں

۱۹۹۶

معین طارنی ندوی

## سوال و جواب

## محرم الحرام کے مسائل

س:۔ تعزیر سازی جائز ہے یا نہیں نیز اس سے مرادیں مانگی کیا ہے!

ج:۔ تعزیر سازی کا ناجائز ہونا اور اس کا خلاف شرع ہونا ظاہر ہے۔ قرآن پاک میں ہے: **وَالْعُقُودُ**

مَاتَقْفُونَ ویک ایسی چیز کی پرکشت کرتے ہو جو

خود ہی تراشتے اور بناتے ہو (ظاہر ہے انسان اپنے ہاتھوں سے تعزیر بنانا ہے اور پھر اس سے دوائیں مانگی جاتی ہیں جتنیں مانی جاتی ہیں، اس سے اولاد وصحت کی دھاک جاتی ہے، سیدہ کیا جاتا ہے۔ اس کی زیارت کو زیارت حسینؑ بھی جاتا ہے یہ ساری باتیں شریعت کی منافی ہیں۔

علامہ سندھی تحریر فرماتے ہیں کہ رافضیوں کو براہیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ لوگ حضرت حسینؑ کی قبر کی تعویذ بناتے ہیں اور اس کو کمزین کر کے گلی کی چوڑیوں میں لے کر گشت کرتے ہیں اور

یا حسینؑ یا حسینؑ پکارتے رہتے ہیں اور نغول خرچ کرتے ہیں یہ سب باتیں بدعت و ناجائز ہیں اور اس مسئلہ میں اختلاف بھی نہیں ہے۔ احمد رضا خاں صاحب بریلوی فرماتے ہیں کہ تعزیر دار کفلاً بدعت و ناجائز ہے۔

س:۔ ماہ محرم کا تاریخی پس منظر کیا ہے اس کی ابتدا کیسے ہوئی؟ اس کی اہمیت کیا ہے۔ اس طرح اور دوسرے مہینوں کی اہمیت کیا ہے اور کس لئے معروف و مشہور ہیں؟

ج:۔ عربی سال کا ابتدا کی ہجرت محرم ہے اور آخری ذی الحجہ یہ قدیم زمانہ (زمانہ جاہلیت) سے انھیں ناموں

کے ساتھ چلے آ رہے ہیں۔ اہل عرب نے مہینوں کے نام موسم یا کسی اور وجہ سے رکھ لیے تھے مثلاً محرم اس لیے کہ اس میں جنگ کرنا حرام سمجھے تھے اور ذی قعدہ اس لیے کہ یہ زمانہ زراعت کا ہے مثلاً جب اس لیے کہ اس کے معنی غفلت کے ہیں اس ماہ میں ایک خاص قسم کی قربانی فرمائی کر رکھی تھی، جس کی وجہ سے اس مہینہ کو عظمت حاصل تھی، اس کے ساتھ کبھی اہل عرب انہیں ضرورت کے لحاظ سے مہینوں میں تقدیم و تاخیر کر دیا کرتے تھے۔ مثلاً ان کو محرم میں جنگ کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اس میں جنگ کرنی اور محرم کو دوسرا مہینہ قرار دیا اسلام نے ان مہینوں کو توباتی رکھا، مگر حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقدیم و تاخیر سے جو فرق پیدا ہو گیا تھا اس کو ختم کر دیا۔

س:۔ ماہ محرم میں حضرت حسینؑ کی محبت کے گمان میں تعزیر داری کا شرعی حکم ہے اور اس کی کیا اصل ہے؟

ج:۔ ماہ محرم میں حضرت حسینؑ کی محبت کے گمان میں تعزیر داری بدعت ہے، فقہاء نے تعزیر فرمایا ہے کہ ہر سال حضرت حسینؑ کی تعزیر کی جاتی ہے یہ مکروہ تحریمی ہے، اصلاً ماہ محرم میں تعزیر داری روافضیوں کی ان بدعات میں سے ہے جو بدعتوں میں پھیلی ہوئی ہیں اس کی اسلام میں کوئی اصل نہیں، خیر القرون میں اس کا ثبوت

نہیں ملتا ہے۔

س:۔ بغیر اعتقاد کے محض تماشائی کی صورت میں تعزیر دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ تعزیر داری بدعت ہے اور بدعت کے کام کو خواہ تماشائی کے طریقہ پر ہونہ دیکھنا چاہیے بلکہ بدعت کے ہر کام کو اولاً ہاتھ سے روکنا چاہیے نہیں تو زبان سے، تیسرے درجہ یہ ہے کہ دل سے نفرت کی جائے اور یہ ایمان سب سے ضعیف درجہ کا ہے، اور حدیث شریف میں یوں آتا ہے:۔

"من رأى مسلماً منكراً فليغيره بيده وقلوبه لو رجع فليسا له وإن لم يرجع فليقلبه وذاك أضعف الإيمان"

س:۔ تعزیر سے مراد مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ جائز نہیں کیونکہ اور مانگنا صرف اللہ رب العزت سے درست ہے غیر اللہ سے نہیں بلکہ تعزیر غیر اللہ کے ہاتھ میں یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ خود مراد پوری کر سکتا ہے، تعزیر اور حقیقتاً تعزیر سے مراد مانگنا جہالت ہے کیونکہ وہ نہی مانگنے والے کی مراد سن سکتا ہے، اور نہ اس کی حالت دیکھ سکتا ہے۔ اور نہ کوئی نافرمان ہو سکتا ہے۔

س:۔ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ تعزیر بنانا سنت ہے ایسا شخص شریعت کی تعزیر کیا ہے؟

ج:۔ وہ شخص جاہل، غلط دار، مجرم ہے، تعزیر داری بدعت ہے اور بدعت کے بارے میں صاحب شریعت تصور علی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ فرمان ہے: کل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار۔ (ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔)

س:۔ کیا ماہ محرم میں شادی کرنا شرعاً ممنوع ہے؟

ج:۔ نہیں شریعت مطہرہ میں کوئی ایسا مہینہ نہیں ہے جس میں شادی کرنے سے منع کیا گیا ہو لہذا محرم میں بھی دیگر مہینوں کی طرح شادی کر سکتے ہیں اس میں شرعی مانگی قسم کی کوئی تباہی نہیں ہے۔

## مدرسۃ المحنات آزاد نگر اندور کی تقریب سنگ بنیاد

# مشاہدات و تاثرات

ابو حامد مندوی

موقع پرائیمن شہر کی محد بہ تعدلو موجود تھی، جو کی نماز سے پہلے مولانا محمد رضوان صاحب ندوی نے تعلیم کی تعلیم و تربیت کے موضوع پر مؤثر تقریر فرمائی اور لوگوں کو بچوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دینے پر زور دیا۔

اندور بندرچرترین جھوکی شہر میں تھی، جو کی ہوئی، اسٹیشن پر ڈاکٹر محمد آصف خاں صاحب اور مدرسۃ الفلاح کے مہتمم جناب حافظہ عبد اللہ صاحب صدیقی استقبال کے لئے آئے اور خود تھے۔ مہتمم صاحب دارالعلوم ندوۃ العلماء کی آمد کی وجہ سے اہل اندور کو بڑی مسرت تھی، جناب ملک صاحب اور ڈاکٹر آصف خاں صاحب ابدان کے دیگر برادران کے ہنگامہ کو لیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوت جو ایک کامیاب سرگرم ہیں اپنے پرسنگ ہوم بھی لے گئے اور بچوں کی تعلیم کے لئے جو ادارہ انھوں نے قائم کیا ہے اس کا بھی جائزہ لیا، جناب ڈاکٹر صاحب جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی دامت برکاتہم سے خصوصی ربط و تعلق رکھتے ہیں، ہر وقت ساتھ رہے، اپنے ادارہ میں بھی لے گئے۔ جناب قاضی عبدالعزیز صاحب جو حضرت مولانا غلام کی بعض کتابوں اور تقریروں کو انگریزی میں منتقل کرنے کی خدمت بڑی محنت و خلوص سے انجام دیتے ہیں، ہر وقت موزن جہانوں کے لئے فرشتہ راہ بنے رہے، اہل اس کے ساتھ دولت کدہ پر بھی لے گئے، ان کے گھر کو دیکھ کر ان کی علمی کا دشوں کا اندازہ ہو رہا تھا۔ جناب مولانا ابوالبرکات صاحب ندوی بھی ساتھ

مدرسۃ الفلاح آزاد نگر اندور جو ۱۹۹۵ء میں قائم ہوا جس کے بانی و مؤسس حضرت مولانا سید محمد صاحب ندوی دامت برکاتہم نائب ناظم ندوۃ العلماء، چنانچہ العلماء کے نصاب و نظام کے مطابق تعلیم و تربیت کا معقول نظام ہے، بیرونی طلباء کے لئے دارالافتاء کی سہولت بھی ہے۔ مدرسہ کے احاطہ میں پرشکوہ مسجد بھی موجود ہے، یہ مدرسہ سرزمین مالوہ کے ان اہم اداروں میں ہے جو علم و ہدایت کی ساقی گمری کا فریضہ اس پر آشوب و پر فن دونوں انجام دے رہے ہیں۔

اس مدرسہ میں اس سے قبل بھی حاضری ہوئی تھی، اور قریب سے اس کی سرگرمیوں کو دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ لیکن اس قدر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم جناب مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی دامت برکاتہم اور استاذ ادب جناب مولانا سید محمد واضح رشید صاحب ندوی، جناب مولانا ضیاء الحسن صاحب ندوی پر وقصیر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی اور مولانا محمد رضوان صاحب ندوی کی محبت میں حاضری کا شرف حاصل ہو رہا تھا۔ اس مبارک موقع پر مدرسۃ الفلاح کی زیر نگرانی بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے ایک الگ ادارہ مدرسۃ المحنات کے سنگ بنیاد کی تقریب ہوئی تھی۔

بعد نماز جمعہ مورخہ ۱۹/۱۱/۱۹۹۶ء کو مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء اور دیگر استاذہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے بدست اس ادارہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس

کے مدرسہ افاضی العلوم میں بھی مہتمم صاحب کی حاضری ہوئی۔ مفتی صاحب موصوف نے بے حد کمونیت کا افکار فریاد مہتمم صاحب اس ادارہ کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے چند سالوں میں اس ادارہ نے بڑی ترقی کی ہے، وسیع بارونی مسجد دارالافتاء اور مدرسہ ہوں پر مشتمل یہ ادارہ سرزمین مالوہ کا معروف و مشہور دارالعلوم بن چکا ہے جہاں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نصاب کے مطابق تعلیم کا نظم ہے۔

جمعرات کی شب میں بعد نماز صبح مدرسۃ الفلاح میں موزن جہانوں کے اعزاز میں خصوصی پروگرام ہوا جس میں مدرسہ کے بعض طلباء نے مؤثر تقریریں کیں۔ مدرسہ کے نائب مہتمم جناب سراج اللہ صاحب نے موزن جہانوں کی خدمت میں ہدیہاں پیش کیا۔ مدرسہ کے استاذ مولوی کلیم اللہ صاحب ندوی نے نظام تعلیم عقیدت اس تقریب سمیت کے موقع پر پرشکوہ جہاں میں پیش کیا جس کو مولانا محمد خالد صاحب ندوی نے ترتیب دیا تھا۔ مدرسہ کا ہال ماحصین سے بھر ہوا تھا اس موقع پر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذہ حدیث مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری نے ولور اور انگریزوں کو مؤثر تقریر فرمائی، اخیر میں صدر جلسہ جناب مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی دامت برکاتہم نے خطاب فرمایا، جس میں آپ نے اپنے اس دیرینہ ربط و تعلق اور اپنی ونکری السجاء کا تذکرہ فرمایا جو اس مدرسہ کے ناظم جناب مولانا مصین اللہ صاحب ندوی دامت برکاتہم سے ہے۔ اس مدرسہ کو دیکھ کر اور اس کی سرگرمیوں کا قریب سے مشاہدہ فرما کر اپنی دلی مسرت کا اظہار فرمایا، اور مدرسہ کی اہمیت و ضرورت پر بھی روشنی ڈالی گئی۔ صدر جلسہ کی دعا پر یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ دعاؤں سے قبل جناب مولانا دلی اللہ صاحب ندوی کے دولت خانہ پر پُر تکلف دعوت کا اہتمام تھا مولانا نے بڑی محنت و عقیدت کے ساتھ جہانوں کا استقبال کیا اور بے حد مسرور ہوئے۔

باقی صفحہ پھر

## تاثرات

بروفاتِ حضرت آیاتِ محمدی حضرت مولانا سید محمد تقی صاحب نورالفرقہ:

از: محمد عبدالغفور شاکر الاسعدی بستوی

## بارگاہِ اقبال میں

اصین خالد راہنہ اسرہوی

عجیب و سادہ دو دکش پیام ہے تیسرا

دلوں میں اپنی نظر کے مقام ہے تیسرا

ہوا جو اب بھی میں بھی تیسرا ذکرِ جمیل

یہ نشان ہے تری یہ احسرام ہے تیسرا

ہیں تیسری دیدہ وری کے حرم میں بھی چرچہ

علی میاں کی زبان بھی نام ہے تیسرا

ہے میری چشمِ تصور میں وہ نماز اس وقت

جب ایک مردِ مجاہد امام ہے تیسرا

مری زبان و قلم پر گرفت ہے تیسری

مرا کلام ہی کیا ہے، کلام ہے تیسرا

"اگر سیاہ دلم داغ لالہ زار تو ام

وگر کشادہ جبین کھی بہار تو ام



ہول سیل چشموں

کے فنیسی خرم اور فنیسی کے بے

ناج آپٹیکل

نیشنل لائسنس

ڈی 37/152 - کوڈائی کے جوکے

دارالسی (دھرم پلاٹن)

TAJ OPTICALS

WHOLE SALE SPECTACLE

FANCY FRAMES &amp; LENSE

PLEASE

CONTACT

TAJ OPTICALS

D-37/152 KODAI - KI -

CHOWKI (MADHUR JAL PAN)

GALI) VARANASI

P.H. 352737 RES. 342127

342106

مولانا سید محمد تقی صاحبؒ کے جواہرِ حضرت مولانا محمد تقی صاحبؒ نے جہاد سے والہی کے بعد بستی اور اس کے قرب و جوار کے ضلعوں میں بناد عونی کام کیا تھا۔ مدارس قائم کئے تھے اس کی وجہ سے ان اطراف کے لوگوں کو آپ کے خاندان سے عقیدہ پڑا۔ حضرت مولانا محمد تقی صاحبؒ کی تفتی کی بنا پر ان اطراف میں بہت محبوب و مقبول تھے۔ اور ان کے دور رس ہونے لگے تھے۔ ان اطراف کے مدارس سے آپ کو خصوصی ربط و تعلق تھا۔ لہذا آپ کے انتقال کا افسانہ طاقوں میں پھیلنے لگا۔ جس کا اندازہ ذیل کی نظم سے لگایا جاسکتا ہے۔ مولانا مرحوم کے ساتھ اس علاقہ کے بعض اہل حق میں ..... سنو کی سادات حاصل ہوئی ہے۔ اور بہت وفادار و عقیدت کے یہ مناظر دیکھے ہیں جس سے کہ جب مولانا بدرالغیوم صاحبؒ مدفون ہوئے تو مولانا کو نہ لگا کہ اہل بیت کی کسی اور قوم میں ہے جن کی نظر میں ترجائی کی گئی ہے۔ (اصطلاح)

پیش آیا ندوۃ المسلمان میں ایسا سانحہ  
رو پڑے مذہبی جس کے آخری ویدار پڑ  
آپ سے ہو کر خدا مودنا ہے مجھ کو مگر مگر  
عمر بھر دیتے رہے مگر پھر کے وہ جاہل کتاب  
جنگ کا جس نے کہا نیت تھی مگر سے پاؤں تک  
کنی۔ یہ پاؤں فیصل کے تھے مولانا کا فیصل  
گو مگر مشکل ہو رہے تھے ہمیشہ مستعد  
اُس سفر میں ملطف آتا تھا حضرت سے بھی سوا  
دین کی خاطر کیا تھا آپ نے ترک وطن  
سید احمد سے عقیدت کی ہے یہ روشن دلیل  
جو خدا کی راہ میں مرنے ہیں وہ مرتے نہیں  
اُن کے چھٹنے کا اہم کرنا ہے دل کو پاش پاش  
ایک دو خوبی ہو تو کھنکھ کی کچھ گوشہ نشین کروں  
حشر تک سوتے رہیں آرام سے برور دگار  
روح بن کر طائرِ قدس صفت اڑتی پھیرے  
جس نے دنیا میں نہیں اپنا بنا یا کوئی قصہ  
زندگی تھی باعثِ مدد رشک حضرت آپ کی  
شاگردِ خستہ جگر تھا ان کا اک ادنیٰ منہ سلام

آسمان تیری لحد پہ پہنچنے افشانی کرے

قبر کو تیری منور فضل رحمت لائی کرے



## بقیہ۔ دس حدیث

اس کے مطابق ملائی کسی زیادتی کے معصی حساب لگا کر دیا جائے، اور ملائی تاخیر و تاخیر کے وقت پر دیا جائے۔ نمبر ۱۰ بصریت اور امانت دار لوگوں کو کام پر لگانا اور مالوں کو ان کے حوالہ کرنا تاکہ کام ٹھیک ٹھیک انجام پائیں، مال محفوظ ہوں۔ نمبر ۱۱ حکم بذات خود کلاموں کی نگرانی کرے اور حالات کی تحقیق کرے تاکہ امرت کی قیادت اور عدالت کی حفاظت کا فکر و اہتمام کہے، لذت کوشی میں پڑ کر باعدادت میں مشغول ہو کر دوسروں ہی پر بھروسہ نہ کرے کہ کبھی کبھی امانت دار شخص سے بھی خیانت سرزد ہو جاتی ہے اور یہی خواہ دھوکا دے دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

”يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ“

اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں بادشاہ بنایا ہے تو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں خدا کے رستہ سے بھٹکا دے گی۔

اللہ تعالیٰ نے صحت کا کام حوالہ کرنے پر اتنا نہیں فرمایا بلکہ عطا کرنے کا حکم دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم میں سے ہر شخص نیچا ہے اور تم میں کا ہر شخص اپنی نیچائی کے باسے میں مجھ جیسا ہے۔“ امام کی ذمہ داری زبردست ذمہ داری اور گماننا ر امانت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص مسلمانوں کے کسی معاملہ کا ذمہ دار یا جو کوئی کام کسی ایسے شخص کے حوالہ کیا جس سے بہتر آدمی موجود نہ تھا تو اس نے اللہ اور رسول اور مسلمانوں کی خیانت کا ارتکاب کیا۔“

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”جو شخص مسلمانوں کے معاملات میں سے کسی کام کا ذمہ دار بنا پھر اس نے اس میں سے کوئی ذمہ داری، دوستی یا رشتہ کی بنا پر کسی شخص کے حوالہ کی تو اس نے اللہ اور مسلمانوں کے رسول خیر مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی۔“

لہذا ضروری ہوا کہ حاکم اپنے نائب کے طور پر دوسرے شہروں پر جو گورنر، قاضی یا فوجی جنرل مقرر کرے ان کی صلاحیت اور کام کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے کی صفات کو اچھی طرح معلوم کرے، ایسے ہی لشکروں کے سپہ سالار اور مالیات کے ذمہ دار ذرا، لکھن، سرکاری دفاتر سے ایسے حقوق نگہبان والے جن کے معمول میں دشواری ہوتی ہے، ایسے ہی خارج و صدقات اور دیگر مالوں کو جو مسلمانوں کے لئے ہیں وصول کرنے والے عمال، ان میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے کہ اپنا نائب و عامل اس شخص کو بتائے جو اس کام کے لئے سب سے باصلاحیت ہو، یہاں تک کہ مساجد کے ائمہ اور مؤذنوں، قاریوں اور استادوں حج کے ایروں، مالوں کے خزانچی، قلوں کے پیر و اشرافوں کے نگران، قبولوں، بازاروں کے حالات معلوم کرنے والے ان تمام قسم کے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ جو شخص بھی مسلمانوں کے ان معاملات میں سے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنے تو اپنے دائرہ اختیار میں ایسے ہی شخص کا تقرر کرے جو اس کام کے لئے سب سے بہتر اور اہل ہو، اگر اہل و حق کے قتل سے ہٹ کر شخص رشتہ، دوستی، آئندہ ذمہ داری یا ایک شہر میں رہنے کے تعلق یا مذہب و قومیت جیسے عربی و فارسی، یا رشتہ کی وجہ سے خواہ وہ مال کی شکل میں ہو یا نفع یا کسی اور سبب کی بنا پر جیسے باصلاحیت شخص کی طرف سے دل میں کینہ نہ لگے ہو یا دونوں میں دشمنی ہو، اس لئے مقرر حق کو ذمہ دار دے دی تو اس نے اللہ اللہ کے رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی آیت پاک میں جس چیز سے اس کو منع کیا گیا ہے اس کا مرتکب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا لِلَّهِ عِلْدًا

وَقُولُوا أَمَّا نُنْكِرُ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ تَقُولُونَ سَتَه  
اے ایمان والو! نہ تو خدا اور رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور نہ حق دان باقول کو کہہ جاتے ہو۔

”وَأَعْلَمُ الْاٰثِمَ الْاَمُو الْاَكْبَرُ دَاوُدُ وَكُلُّ مَنْفَعَةٍ كَانَتْ  
اللَّهُ جَعَلَ الْاَجْرَ عَظِيمًا“

اور جان کو کھو کر تمہارا مال اور اللہ اور نبی کی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس نیکیوں کا بڑا ثواب ہے۔

انسان اپنے بچے کی محبت و آئندہ ذمہ داری کے تعلق کی بنا پر اثر ہو کر ان کو ان سبب دیدیتا ہے جس کی ان میں باصلاحیت نہیں ہوتی ایسے ہی اپنے کسی خوشامد کو عہدہ دیدیتا ہے اسب صورتوں میں وہ امانت میں خیانت کا مرتکب ہوتا ہے، اللہ اور اللہ کے رسول کی خیانت کرتا ہے۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا حکمرانی ایک امانت ہے جس کا ان مواقع کا لحاظ رکھتے ہوئے جس کا ذکر ہوا ادا کرنا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امانت کے سلسلہ میں حضرت ابوذر سے فرمایا ”وہ ایک امانت ہے جو قیامت میں ندامت و ندامت کا سبب ہوگی سو اسے اس شخص کے جس نے اس کے حقوق کے ساتھ اس ذمہ داری کو سنبھالا اور اس امانت کے سلسلہ میں اس پر جو ذمہ داری تھی اس کو پورا کیا۔“

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ سے روایت فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب امانت خالص کی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔“ حدیث کے اس معنی پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے لہذا جس شخص کو قیامت کے دن مال کے سلسلہ میں (بجانب بھال کی) وصیت کی گئی ہو یا جو شخص وقف کا نگران ہو، یا کسی شخص نے اپنے مال میں کسی اور شخص کو وکیل بنادیا ہو، تو ان سب کو ان ذمہ داروں سے کی ادائیگی میں بہتر سے بہتر طریقہ اپنانا چاہئے، عہدہ دار اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:- وَلَا تَقْرَبُوا اَمْوَالَ الْيَتٰمٰی

مسلمانوں کے حق میں ایک اچھے مستقبل کی امید کھجاسکتی ہے۔ اور اس کے لئے دردمند حضرت کوئی بھی ہیں، اللہ تعالیٰ ان دردمندوں کے ساری عیال کو قبول فرمائے اور ان دینی، علمی اور دھرمی مراکز کو ترقی و فروغ سے نوازے۔ آمین۔

### ارشاد الساری اور شرح بخاری

حضرت مولانا محمد الحق صاحب مدنی پوری غفرلہ دہلی مجاز حضرت مولانا عبد الجبار صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ امدادیہ مراد آباد پوری نے آسان اردو زبان میں بخاری شریف کی یہ شرح طلباء مدارس دینیہ کی علمی اور دینی ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر مرتب کیا ہے جس میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نورالذکر قدہ اور شیخ الحدیث مولانا عبد الجبار صاحب کی درسی نکات کا عطر کشیدہ کیا گیا ہے۔ طلباء کی اسہولت کے لئے بخاری شریف کا عربی متن بھی شامل کتاب ہے ارشاد الساری کی جلد اول باب بدالو الحی کتاب البیاض اور کتاب العلل پر مشتمل ہے، اساتذہ حدیث کئے بھی یہ کتاب چشم کشام اور فائدہ کی چیز ہے۔

ملنے کا بہتر ہے۔ مکتبہ تحفہ دہلی پورہ سہارن پور۔ پوری۔  
داعلموں حسینہ منگل محل جو ناگڑہ گجرات

### ناشر حضرت توحید دین

جو ناشر حضرت اشاعتی ادارے بادیہ شاعر اپنی کتاب میں تبصرہ کئے ہیں روا دکتے ہیں وہ اس کا ضرور خیال رکھا کریں۔

(۱) کتاب زیادہ سے زیادہ ایک سال کے عرصہ کے دوران شائع ہوئی ہو، زیادہ پرانی کتابوں پر تبصرہ ممکن نہیں ہے۔

(۲) چند صفحات پر مشتمل بے غلط قسم کی کتابیں بھیہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے، نہ ہی تبصرہ نگار کے پاس وقت ہے اور نہ ہی غیر حیات کے صفحات میں اس کی گنجائش ہے۔

لکھا ہے، اس کی جنس کا احترام کرتا ہے، بہت سی یورپی عورتیں اس وجہ سے بھی اسلام لائیں۔  
اخبار نے آخر میں اس شکایت کا ذکر کیا ہے کہ یورپ میں اسلام کو بری شکل میں پیش کیا جا رہا ہے، اور اس کو ایک بڑے دشمن کی حیثیت سے بتایا جا رہا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کو اس کی اصلی اور صحیح شکل میں پیش کیا جائے، افسوس کی بات تو یہ ہے کہ جس کو امانتدار اور سچا پہنچا جائے، وہ بھی اسلام کو بگاڑ کر پیش کرتا ہے۔ اور یہ یاد رکھنا کہ اسلام تشدد، خرابی و فساد کا نام ہے، بلکہ اسلام امن و سلامتی اور بھائی چارگی، اعلیٰ اخلاق و کردار کی دعوت دیتا ہے، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اسلام جو بے بہرہ و مذہب ہے، اور بے بہرہ راہ عمل لکھا ہے، آخر کیوں پولا یورپ و مغرب اس کے پیچھے پڑا ہے، اور اس کی تعلیمات کے لئے کراؤٹ بن رہا ہے۔

### بقیہ مشاہدات و تاثرات

اندو سے دایہ پر یہ تاثر پیدا ہوا تھا کہ ہرگز راجاؤں کا یہ تخت اندو جہاں مسلمان اقلیت میں آیا اور ان راجاؤں کے زیر اثر اس علاقے کے ہونے کی وجہ سے مسلم معاشرہ میں غیر اسلامی طور پر حق اور ہندو مذہب کا اثر جس حد تک پیدا ہو گیا تھا، اس کی زیادتی و اسلامی تعلیمات سے دوری اور صالح مسلم معاشرہ کا فقدان ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ الحمد للہ آج ذمہ اس شہر میں بلکہ اس کے مضافات میں بھی بہت سے دینی و علمی مراکز قائم ہو گئے ہیں، جہاں نوجوانان اسلام کی تعلیم و تربیت کا نظم کیا جا رہا ہے، تعلیمی مراکز میں جو حقوں کی آمدورفت اور اعلیٰ شہر کی تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ تبلیغی اور دعوتی کاموں میں حصہ لینا علاوہ کی قدر، مرکزی اداروں سے والہانہ عقیدت اور وابستگی، یہ وہ باتیں ہیں، جن سے اس علاقہ میں

جائی ہی اُحسُس اور تہم کے مال کے پاس بھی نہ پہنچنا مگر ایسے طریق سے کہ بہت بہتر ہو کہ تمہ آپ نے احسن کے بجائے حسنہ کا لفظ نہیں استعمال فرمایا اس لئے کہ حاکم کوگوں کا بالکل ایسے نگران ہے جیسے بکریوں کا چرواہا بکریوں کا نگران ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث میں تفصیل گزرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی بھی نگران نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے نگرانی سونپی ہو پھر وہ اس حال میں مرے کہ دھوکہ دہی سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو حرام فرمادیتا ہے۔ (رواہ مسلم)

لے الاحکام السلطانیہ والوایات الدینیہ لابی الحسن علی بن محمد بن صیب المادردی ص ۱۱۰۔

لے رداء حاکم فی صحیح

لے انقال ۲۸-۲۷۔ لے اسرار ۳۴

### بقیہ اسلام کی دین حق ہے

و غلب کی بائزگی اور صفائی کی طرف خصوصیت سے زور دیتا ہے، اور اعلیٰ اخلاقی کردار پیدا کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

ایک نو مسلم یورپین قانون نے یورپین تہذیب پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسلمان قانون دوسری نوعیت سے اپنی بہت سی چیزوں میں متاثر ہے کہ یہ باوجود عریضہ ہو جانے کے اپنی نسوانیت کی حفاظت کرتی ہے، اور اسے ضائع ہونے نہیں دیتی، برصغرت یورپین طوروں کے کہ تیس سال سے عریضہ ہوتو کریم و پاؤڈر سے اپنا چہرہ لگاؤ لیتی ہیں، میک اپ کر کے اپنی ہیبت خراب کر دیتی ہیں، ایک فرقہ اور امتیاز پر بھی یہ مسلمان اپنی بیوی کا زیادہ خیال رکھتا ہے، اور اس کی ذات کو معاشرہ کی خرابیوں سے دور



# تعمیر حیات

پندرہ روزہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبَشِّرَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَثِيرًا

جلد نمبر ۳۳ ۲۵ مئی ۱۹۹۶ء - مطابق ۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ - شمارہ نمبر ۱۳

## زیر تعاون

سالانہ ..... ۱۰۰ روپے  
فی شمارہ ..... پانچ روپے  
- بیرونی ممالک فضائی ٹھکانہ -  
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک  
۲۵ ڈالر  
- بیرونی ممالک بحری ڈاک -  
بحری ڈاک جملہ ..... ۱۰ ڈالر

## تخلیفات

خط و کتابت اور رقمی آرڈر کر کے وقت  
کون پر ایضاً سب پر پڑھنا لکھ کر کیراٹہ  
مکمل نام دیتے ہو تو ہمیں خریداری نمبر  
ہر مہینہ کی سب پر کھاتہ سہا ہے اگر آپ  
جدید خریدار ہیں تو اس کی مراحت ضرور  
لیں اس سے فرقی کاروائی میں آسانی  
اور جلدی ہوتی ہے۔ - منیجر  
حامد

## مشاورت

مولانا نذر الحفیظ ندوی - مولانا محمود لانگھار ندوی  
مولانا اسلام حسین ندوی - مولانا محمد خالد ندوی  
مولانا عبدالرحیم ندوی - مولانا محمد رفیع ندوی  
ڈاکٹر ارباب رشید صدیقی

## منکران اعلیٰ

مولانا معین الدین ندوی  
- مدد و مشورہ -  
شیریں الحق ندوی

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ  
پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ وہ لایب  
کایر خادمہ ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ  
چندہ مبلغ مندرجہ ذیل بذریعہ رقمی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

## خط و کتابت کا پتہ

مینیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء کھنؤ 226007 یوپی  
دفاتر سکریٹری پلس صحافت و نشریات کھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ  
پر دوا کر دیں

پندرہ روزہ شمارہ نمبر ۱۳ آف میں ملے گا کہ دفتر تعمیر حیات پلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء کھنؤ سے شائع کیا



# اسر شمایہ میں

## شرائط اجنبی

- ۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایکٹیو جاری نہیں کی جانی۔
- ۲۔ فی کاپی ۱/۱۰ روپے کے حساب سے زر ضمانت پیشگی روادار کو ملے گی۔
- ۳۔ کمیشن جو ابی خط سے معلوم کریں۔

## نرخ اشتہار

- ۱۔ تقریرات کالمی کالم فی سینی میٹر R. 20/-
- ۲۔ کمیشن تو دلہ اشاعت کے مطابق ہو گا جو آرڈر دینے پر منحصر ہو گا۔
- ۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

## بیرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.  
P.O.Box No. 842  
MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)

مدینہ منورہ

Mr. M. AKRAM NADWI  
O.C.I.S.  
St. CROSS COLLEGE  
Oxford OX1 3TU - U.K.

برطانیہ

Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.  
P.O.Box No. 388  
Vereniging  
(S.AFRICA)

سאותھ افریقہ

Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.  
P.O.Box No. 10894  
DOHA - QATAR

قطر

Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.  
P.O.Box No. 12525  
DUBAI -(U.A.E.)

دبئی

Mr. ATAULLAH Sb.  
Sector A-50, Near Sau Quater  
H. No. 109 Town Ship, Kaurangi  
KARACHI-31 (Pakistan-)

پاکستان

Dr. A. M. Siddiqui Sb.  
98- Chalkin Ave  
Woodmere  
New York 11598 -(U.S.A.)

امریکہ

۲	مولانا ڈاکٹر محمد رفیع اعظمی ندوی	۱	دکتر سید حدیث
۵	ع — ع — ع	۲	ایکشن کے نتائج (اداریہ)
۶	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی	۳	حالیہ کئی خاص مہمہ.....
۹	فتیل پرتاب گدھی	۴	یہا عشق نبی کی انتہا ہے
۱۰	ڈاکٹر بارون رشید صدیقی	۵	شہدائے اسلام کا تذکرہ
۱۳	مولانا عبداللہ عباس ندوی	۶	پہلے کی زیارت
۱۵	شارق ملوی صاحب	۷	ملح دامن کے پیامبر
۱۷	پروفیسر وصی احمد صدیقی	۸	سیرت سید احمد شہید
۲۰	ماخوذ	۹	فرانسیسی ڈاکٹر کا نقول اسلام
۲۱	انیس چشتی	۱۰	دلہا کا فیصلہ کنوشن
۲۳	محمد طارق ندوی	۱۱	سوال و جواب
۲۴	نجیب الرحمن مملی	۱۲	ندوہ کے شب و روز
۲۶	زادہ حسین ندوی	۱۳	کریکٹ کی بے اعتدالیات
۲۸	محمد عرفان صدیقی ندوی	۱۴	بے خطر کوڈ پڑا.....
۲۹	ڈاکٹر بارون رشید صدیقی	۱۵	مطالعہ مینیرہ
۳۱	ایس۔ ایم۔ احمد	۱۶	امریکہ میں اسلام

# الکشن کے نتائج

الکشن کا ڈرامہ ختم ہوا۔ اس جناب "آئے اور" آں جناب "گئے۔ کچھ اٹھے اور کچھ بیٹھے۔ کوئی گرا اور کوئی ابھرا۔ اور ہم مسلمان ذابھرے اور زگمے۔ جہاں تھے وہیں آج ہیں۔ لیکن ایسا بھی نہیں کہ ہم اس ہنگامے سے تعلق اور نتائج سے بے پروا ہوں۔ ہاں ہماری امیدوں اور اندیشوں کا میدان الگ تھا۔ ہماری فکر و نظر زیادہ یہ تھا کہ یہ زیادہ زہر ملا ہے یا دہ، عجز و غرور کا اور ہونے والا مناسب ہے یا بغیر غرور کے کاٹ لینے والا۔ کردار ملتے جلتے ہیں۔ نصف مری رات اس کی شانہ ہی کہنے میں کوتاہی نہیں کرتے، استیج اور کرسی دی ہے، کردار ایک ہی ہے، البتہ اداکار بدل گئے۔

الکشن کے اس "بھیر اور بوسے" میں کسی کو "چلتا بچتا" کسی کو تھوڑا حلوہ اور ہمیں دور کا جلوہ ملا، مگر سب سے زیادہ محروم و بد قسمت یا جو جانیں کھو بیٹھے۔ اور ان کا خون برسات کے پانی کی طرح بہہ گیا۔ ان بد نصیبوں کے نام بھی نہیں سنے گئے، اخباروں میں صرف دہائی گئی کہ بہار کی بونگ میں استے ہلاک ہوئے، اور یو پی میں مرنے والوں کی تعداد آتی تھی۔ آخر یہ جانباز کس کے لئے جانضحہ ہارے بیٹھے والا امیدوار ان کو کیا دے دیتا، اور ہارنے والا ان کی ہمدردی کے عوض کیا کرتا۔ عربی کے محامدوں میں انہی لوگوں کا جاتا ہے۔ بے جنگ کے جنگ کرنے والے، ٹھنڈے ٹوبے پیٹنے والے، بغیر اسم کی ٹکڑی میں پھونک مارنے والے۔ زبان پر آسمان سم آ یا نہ زمین کو۔

ان سے بھی ایک قدم آگے بہار کے ایک ذریعہ صاحب نے لکھا یا۔ الکشن کے نتائج جب ان کی آنکھوں کے خلاف آنے لگے تو ان نے اپنے پیٹ میں چھرا بھونک لیا۔ حسرت و غم کے یہ "جسم" شاید ہی کہیں سستی مٹی ہو، حالانکہ وہ خوب جانتے تھے کہ الکشن نامہ جنگ زمری کا ایک شاخسانہ ہے۔ کامیابی کے لئے کسی اخلاقی و کردار کی شرط نہیں ہے، قوت خرید اور قوت بازو مطلوب۔ اور قوت بازو بھی ایک اصطلاح یا رمز ہے، مقصد شہیدہ سہ جان باز، کار گزار علی کی قوت علی ہے، اگر ذریعہ موصوف مسلمان ہونے تو مصلحت ہندی میں ان کو تسکین کا سامان ملتا۔ ان کا ضمیر اندر سے آواز دیتا ہے

ہاں مشو کہ میہ دچوں غافل نہ از سب غریب

باشخدا اندہ بانی ہلے پنہاں غم غور لے

ایک وہ ہیں جو ایک گرم بھونک کے تاب نہ لاسکے۔ اور ایک ہم ہیں کہ آگ کی آندھیوں میں اپنے ایمان کا چراغ روشن کئے بیٹھے ہیں۔ اُسے برق و باران قریب سے سن رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ ہواؤں کا رخ کون ہے، اقبال کا مصرعہ "کھڑے پڑتے تھے ہم جھاڈوں میں تلواروں کو"۔ ناکی و ظلم ہی نہیں حال کا ترجمان بلکہ ہے اور عزم و ارادوں کا نشان بھی ہے۔

لے حافظ شہرانی: بیوہ نامید نہ ہو، جو سکتا ہے کہ اس ہانک میں کوئی مارت نہ پال ہو۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی Nadwi

# جاہلیت کسی خاص عہد کا نام نہیں

۳۰ نومبر ۱۹۹۹ء کو تحفظ شریعت ہفتے کے موقع پر دارالعلوم ندوۃ العلماء، کٹرہ مسجد میں  
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ کے تقریر فرمائی جو فائدہ عام کی غرض سے  
شائع کئے جا رہے ہیں۔ (ادارہ) ناقل: ذاکر حسین بھٹکی

بسم الله الرحمن الرحيم - الحمد لله  
رب العالمين والصلاة والسلام على  
سيد المرسلين وخاتم النبيين محمد وآله  
وصحبه اجمعين ومن تبعهم باحسان  
الى يوم الدين - اما بعد !  
فاخوذ بالله من الشيطان الرجيم  
اذكركم انما هيليت يبعون ومن احسن  
من الله حكما لقوم يوقنون -

میرے دوستو! بھائیو! اور عزیزو! عام طور  
پر بڑے بچے اور اچھے خاصے فاضل حضرت محمد پر لکھتے  
ہیں کہ جاہلیت ایک عہد کا نام ہے اور خاص طور پر  
اس عہد کا نام ہے جو نبوت محمدی سے پہلے اور انسانی  
سے پہلے دنیا میں عام طور پر اور جزیرہ العرب میں خاص  
طور پر اور مجاز تقدس میں اور اس کے قرب و جوار  
میں جو عہد تھوڑا جاہلی عہد ہے۔

عام طور پر جب جاہلیت کا لفظ بولا جاتا ہے تو  
ذہن اس کی طرف منتقل ہوتا ہے کہ پانچ سو عہد تھا  
انقطاع پذیر اور برسر تسلل اور ایک ہاسکل افراتفری  
کی زندگی تھی جس میں اللہ کا قانون اور اللہ کا فرمان  
اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جو تعلیمات مختلف معجزانہ  
کی صورت میں آئیں پھر انہی کے ذریعہ ان کے دنیا

نا آشنا ہو چکی تھی یہ بھی بہت جلد میں پھر لکھنے والوں  
نے لکھا اور جن کو اللہ نے توفیق دی اور جن کا زیادہ  
گہرا مطالعہ تھا تاریخ کا جاہلیت کو ایک وسیع نظریے  
دیکھنے لگے، صرف عرب میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں  
وہ چھٹی صدی مسیح اور اس سے پہلے کی ساری دنیا میں  
جاہلیت کا ایک شامیانہ تناہو تھا اور جاہلیت کا بادل چھایا  
ہوا تھا اور جاہلیت کا ایک اندھیرا تھا۔ اور عام طور پر  
سیرت نگاروں نے بھی جب جاہلیت سے بحث کی ہے  
تو صرف عرب کے ماقبل اسلام عہد کو سامنے رکھا ہے  
لیکن اب بھی جن لوگوں نے دنیا کی جاہلیت کا مطالعہ کیا  
اور اس کے حالات پیش کیے اور اب جو کتابیں لکھی  
جائے گی جس میں دنیا بھر کے ایمان میں بھی جاہلی  
عہد تھا، جاہلی عادات تھے، جاہلی عقائد تھے اور جاہلی  
دور دورہ تھا، اور وہ میں بھی ایسے ہی تھا۔ باطنی  
سلطنت کے علاقوں میں بھی ایسے ہی تھا اور یہاں تک  
لوگوں نے جب مغربی زبانوں کا مطالعہ کیا خاص طور پر  
انگریزی کا (ہندوستان میں انگریزی کا رواج ہے)  
تو انہوں نے یورپ میں بھی عہد جاہلیت کی تصویر کھینچی  
اور مصنفین اور مؤرخین کے حوالے اور ان کے  
کتابوں کے حوالے صفحت کے حوالے انہوں نے  
تباہ کر انگلستان میں یہ حال تھا، جرمن میں یہ حال تھا

اور یورپ کے مختلف ملکوں میں یہ حال تھا، لیکن ابھی  
تک جاہلیت کا جو تصور مفہوم ہے اور جو اصطلاح  
اللہ تبارک وتعالیٰ نے استعمال فرمائی ہے اللہ تعالیٰ  
نے اس کو کئی بار دہرایا ہے: اذکركم انما هيليت يبعون  
ومن احسن من الله حكما لقوم يوقنون  
ولا تذرنا نحن نبوح انما هيليت يبعون  
یہی قرآن مجید میں کئی جگہ ہے، جب اللہ تعالیٰ کو یہ کہنا ہوتا  
ہے اور انسانوں کو یہ سمجھانا ہوتا ہے کہ خود انسانی نفس کی  
زندگی اور نفس پرستی کی زندگی اور اپنی خواہش اور  
لذت یا اپنے منفعہ، محدود شخصی منفعہ کے لئے کوئی  
کام کیا جاتا ہے تو اس کو جاہلی فعل کہتے ہیں اور جاہلی  
عہد کہتے ہیں، لیکن ابھی تک اس پر زیادہ تحقیق یعنی تر  
اور وسیع تر مفہوم سوچا نہیں گیا کیونکہ یہ ہمارے  
طلبائے علوم وغیرہ کا اور عربی زبان کے طلباء کا اور  
تفسیر و حدیث اور تاریخ اسلامی کے مطالعہ کرنے  
والوں کا کام تھا وہ اس کی حقیقت تک پہنچ سکتے تھے  
اس لئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہر دور میں جو نفس  
کے تقاضے سے کی جلتے یا رسم و رواج کی پابندی میں  
کی جلتے یا اس میں محدود مافع سامنے ہوں وہ اس  
کا کوئی ماخذ شریعت الہی نہ ہو اور جس چیز کا ماخذ  
شریعت الہی نہ ہو اور جس چیز کی نص کتاب اللہ میں،  
حدیث نبوی میں، اور سنت رسول میں، اسوۂ کامل  
میں، اور اس زمانہ میں اسلام کی تعلیمات سے جو تعلق  
رائج ہوا جو طرز زندگی جاری ہوا جو چیز اس میں  
نہیں پائی جاتی، قرن اول میں نہیں پائی جاتی، عہد  
نبوی میں نہیں پائی جاتی، عہد خلافت راشدہ میں  
نہیں پائی جاتی، وہ جاہلیت ہے، اور جاہلیت کے معنی  
یہ ہیں کہ کسی کام کو اللہ کے حکم اور رسول کے فرمان  
ہدایت اور شریعت اسلامی کے سہارے کے بغیر،  
اس کے حوالے کے بغیر، اس سے استفادہ کرتے ہوئے  
اس کی تعمیل میں جو کام نہ کیا جائے بلکہ شخص اس کو  
رواج کی خاطر کیا جائے اس کو رواج کی پابندی میں

تو ہم مزد دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے اور اپنے غنا کے  
میں بھی ذیل ہوں گے، شہر میں بھی ذیل ہوں گے،  
معاشرہ میں بھی ذیل ہوں گے، یہ سب جاہلیت ہے۔  
جاہلیت ایک ایسا بیخ موجز از لفظ ہے کہ اس کے  
بدلا کوئی لفظ نہیں ملتا، عربی کے ایک طالب علم ہونے  
کے باوجود اور زبان اور ادب اور فہم کے ساتھ  
ساتھ تفسیر و حدیث اور قدیم و جدید زبانیں اور  
اصطلاحات سے تھوڑے بہت واقف ہونے کے باوجود  
ہم صفائی کے ساتھ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ جاہلیت کا سا  
طاقت رکھنے والا، وسعت اور گہرائی رکھنے والا کوئی  
لفظ عربی میں ہی نہیں ملتا اور ویسے کی زبان میں  
بھی اس کا صحیح ترجمہ جس کو انگریزی میں Paon  
نہیں کہتے، یہاں سب کہہ گئے ہیں، لیکن جو بات جاہلیت  
میں ہے وہ بات مشکل سے ادا ہو سکتی ہے، کسی دوسرے  
لفظ سے، یہ بہت بیخ یعنی اور علی لفظ ہے تو بیکہ  
یہ تحفظ شریعت کا جو مضمر نہایا گیا اور یہ جو ہندوستان  
میں خدا کا شکر ہے کہ آپ اخبار میں دیکھتے ہوں  
گے کہ کوئی شمارہ خالی نہیں جاتا کہ ایک، دو، تیس،  
چار جیسے نہ ہوتے ہوں، ہمارے شہر میں بھی اور اہل  
میں بھی ملتے ہوئے، ان سب کا مقصد اصل میں اس کی  
دھت ہے، اس کی تحریک ہے اور اس کی مدد و جد  
ہے کہ جاہلیت سے نکل کر ہم فاضل اسلام حاصل کریں  
اور جیسے ہم نام رکھتے ہیں اسلام میں اس کا خلاف کرتے  
ہیں اگر جو جاہلوں میں ان وافقوں میں جیروں جیسے  
ہوئے لگے ہیں اس طرح نام رکھنے میں ہم اس کا خیال  
رکھتے ہیں کہ معلوم ہو کہ مسلمان کا نام ہے اور اسی طرح  
ہم نماز شریعت کے مطابق پڑھتے ہیں، اجماع علیہ  
اس میں کوئی تحریف نہیں ہوتی روزہ بھی ویسا ہی  
جب چاند نکلتا ہے جب ہی رمضان شروع ہوتا ہے  
اور روزہ رکھا جاتا ہے، زکوٰۃ بھی عداوتے اگر  
اللہ تو نہیں دیتا ہے، بہت بڑی تعداد زکوٰۃ لگانا جاتی  
ہی نہیں اور وہ زکوٰۃ ادا ہی نہیں کرتی۔ لیکن جو جانتے

یہاں اللہ کے قانون، انشراح الہی اور قرآن مجید کے  
نصوص، اور احادیث کے خلاف حالت اور وضع احکام  
سے قطع نظر کر کے آنکھیں بند کر کے بلکہ ان کی ایک  
طرح سے استہانت، جس کو عربی میں کہتے ہیں ناس  
معمولی سمجھ کر، ناقابل توجہ سمجھ کر جو چیزیں ہماری اجتماعی  
زندگی میں داخل ہو گئی ہیں وہ سب جاہلیت میں شمار  
ہوں گی، شفا شادی ہے، میراث کی تفسیر ہے، بچوں  
کی ولادت ہے اور ہدیت سے خوشی کے کام ہیں اخص  
سب میں یہ پونچھنے کی ضرورت ہی نہ بھی جائے اور اگر  
معلوم ہے تو اس کو نظر انداز کیا جائے کہ اس میں اللہ  
کا حکم کیا ہے، رسول کا فرمان، رسول کی ہدایت کیا ہے،  
قرآن سے کیا ثابت ہے، حدیث سے کیا معلوم ہوئے؟  
بس یہ کہ ایسا ہونا آیا ہے، ”وَجَدْنَا خَلْقًا أَكْبَارًا“  
ہم نے اسی پر اپنے آباء اجداد کو پایا، یا نہیں کسی معیار  
ہے، یا اس حیثیت کو جو ہمیں حاصل ہے اس کو برقرار  
رکھنے کے لئے، اس کو بند کرنے کے لئے یہیں ایسا کرنا  
ضروری ہے۔ ہمارے اس شہر میں جو ہماری عزت ہے  
ہمارے معاشرے میں جو ہمارا انعام اور مرتبہ ہے جس  
جس نظر سے لوگ دیکھتے ہیں جس میں عداوت ہے جانچنے  
ہیں اس کے خلاف ہے اگر شادی کے لفظ سے نکلنے لفظ  
نکال کر اگر سادی کر دی گئی تو جگہ کہیں گے کہ بچاؤ  
معلوم ہوتا ہے کہ غریب ہو گیا ہے، بیسہا نہیں رہا  
یابستہ تحلیل ہے یا ان کو معلوم نہیں کہ خرفا میں کیا ہوتا  
ہے، خاندانوں میں کیا ہوتا ہے تو ہم اس بدنامی کو  
مول نہیں لے سکتے پھر سب کچھ کیا جائے جو ہونا آیا ہے  
یا جو غیر مسلموں میں ہو رہا ہے غیر مسلموں میں جو علاج  
ہے سب اختیار کیا جائے، محض اس بنا پر کہ ایسا ہوتا  
آئیے، یہاں تک کہ ہماری برادری میں، ہمارے  
خاندان میں بھی اسی طرح کا رواج رہے کہ بہت  
ہی دھوم دھام سے شادی کی جائے اور اس میں  
اس طرح کا نا کھلا جائے اور اس طرح اس میں اپنی  
شان و شوکت دکھائی جائے، اگر ہم ایسا نہیں کریں گے

اے اپنی ذاتی منفعہ حاصل کرنے کے لئے  
بچہ بچہ افساد کی جائے اور اس میں تمام حدود سے  
نہ کر دیا جائے اس کو بھی ایک قانون سمجھا جائے،  
بت سمجھا جائے وہ سب جاہلیت ہیں۔ اب اس  
نہ ہمارے مشرقی ممالک میں بالخصوص ہندوستان  
خاص طور پر ان ملکوں میں جہاں اشریت پر مسلط  
ہے وہاں پر زندگی میں جو چیزیں شامل ہو گئی ہیں،  
تاک کہ بالکل شریعت کی طرح ان کی پابندی کی  
اسے بلکہ شریعت سے زیادہ پابندی کی جاتی ہے  
سب جاہلیت ہے، اور اس میں سنی میں جاہلیت کا  
تہاں آپ کو حدیث میں اور سیرت کی کتاب میں  
کا خلا ایک صفائی سے کوئی ایسا عمل ہو اچھا اسلامی  
ات اور اسلام کی تربیت کے خلاف تھا تو آپ نے  
”یا ائدھ امرًا فیک جاہلیۃ“ کہ تم ایک ایسے  
ی ہو جس کے اندر جاہلیت کی بو پانی جاتی ہے،  
اہلیت محض ایک دور سے مخصوص اور اس کے ساتھ  
دوسری قوی بلکہ قیامت تک جو کالھی کتاب و سنت  
و شریعت کے بغیر کتاب و سنت کی افادہ کے بغیر  
اس کے بر خلاف کیا جائے گا وہ جاہلیت ہے  
لئے کہ اس میں یہ منافع ہیں شخصی منافع ہیں،  
قلمی منافع، خاندانی اور قومی منافع ہیں، سیاسی  
منافع ہیں، اور پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ ایسا ہونا آیا  
کہ ہم نے اپنے آباء اجداد کو ایسے ہی پائے، یہ  
یہ جاہلیت میں شمار ہوگا۔ ہر وہ چیز کہ جس میں کوئی  
ان کی حدیث کی اور شریعت کی دلیل نہ پائی جائے  
کہ اسے میں کوئی حکم الہی پایا نہ جائے اور انشراح  
ی نہ پائی جائے محض نام و نمونہ کے لئے کیا جائے،  
نیکوئی کو خوش کرنے کے لئے کیا جائے، عزت  
ملک کرنے کے لئے کیا جائے اور شہرت حاصل کرنے  
لئے کیا جائے، نفس کی تسکین کے لئے کیا جائے لوگوں  
مطالبات اور توقعات کو پورا کرنے کے لئے کیا  
لئے یہ سب امور جاہلی ہیں، اب اس وقت یہ ہمارے



کا مقابلہ کرنا ہے ہم کو اور تحفظ شریعت اور پسرسل لا،  
بورڈ کا جو کام ہے دراصل جاہلیت کے خلاف ایک  
محاذ ہے لیکن وہ محاذ خلیفہ نہیں ہے، وہ محاذ اسلامی محاذ  
ہے، وہ محاذ سنت کا ہے شریعت کا محاذ ہے اور قرآن  
کا اور حدیث کا محاذ ہے، جس کو اب اس کے بعد جب  
آپ کچھ جائیں کہ دو چیزیں ہیں اور یہ ہیں گی انظار  
قیامت تک یہ دو محاذ رہیں گے یہ دو ماحول رہیں گے  
یہ دو قانون رہیں گے، اور یہ دو طرح کا طرز زندگی ہے  
ایک طرز زندگی خالص اللہ اور اس کے رسول  
کے حکم کے مطابق، آیات قرآنی کے مطابق، احادیث  
نبوی کے مطابق اور عہد نبوی کے عمل کے مطابق۔

اب ہو گیا رہا ہے ایک دوسرے کو بوجھنا  
ہے، آپ کے کہاں کیا معیار ہے اور جانتے ہو ایک  
کہ کہاں یہ معیار ہے جیسے ظالم جگہ شادی ہوئی تھی  
ایسی دھوم دھام سے کہ پورے شہر میں ایک زلزلہ  
سا اٹھیا ہے اور ایک ہنگامہ ہے، اور پھر اسی  
طریقے سے دوسرے مواقع ہیں جس میں آدمی کو اپنے  
خمول کا انہار یا اپنے خاندان کی حیثیت کا بلند ی کا  
انہار کرنے کا موقع ملتا ہے، اس کو مسلمانوں نے بالکل  
اپنا ایک اکلار بنالیا ہے، ایک ذریعہ بنالیا ہے شہرت  
کا، عزت کا، اور اس کے سامنے بالکل وہ طرز زندگی  
ہیں سرسبز ہو گئے ہیں اسی کا نام جاہلیت ہے اور  
اسی کا نام جاہلیت کی پیروی ہے اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا  
ہے "اتَّقُوا اللَّهَ الْجَاهِلُونَ يُغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ" اور یہ جو حکم کا لفظ  
ہے یہ عربی میں اور قرآن مجید کی اصطلاح میں بھی  
بہت وسیع ہے اس کے معنی صرف امر کے نہیں ہیں،  
اس کے معنی فیصلہ کے بھی ہیں اور اس کے معنی حکومت  
کے بھی ہیں اور اکمل اور قانوں جس پر جلا جلا ہے  
حکم کے اندر آتے ہیں، حکم کا لفظ بڑا وسیع اور وسیع ہے  
ایسے ہی سمجھ لیا جائے کہ درحقیقت یہ جاہلیت عربیہ  
جاہلیت عالمی کی مرکز موسم میں جیسا کہ اس وقت ملت  
نبوی سے پہلے کا جو عہد تھا اس پر عمل کرنا ہے بہت

آدمی کے کہاں یہ رسم ہو رہی ہے، فحری اسلام پوٹلی  
میں ٹھہرانا، فانیو اسلام ہوٹلی میں ٹھہرانا، ہزاروں  
روپیہ اس میں صرف کرنا اور پھر اس کا ویرانہ بنی  
شان کا، اب بہت دن سے یہ واقعہ ہے کہ انگریزی  
میں ویڈیو بنگ کارڈ جو آتے ہیں، شادی کے دعوت نامہ  
انگریزی میں ہوتے ہیں، انشائیہ احساس نہیں  
مسلمانوں کو کہ نکاح ایک شرعی عادت ہے اس پر توجہ  
ہے اور اس کو زیادہ سے زیادہ عہد اول، قرن اول  
کے طریقے کے مطابق ہونا چاہیے۔

اس فضول خرچی سے بہتر رہے کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو اور صحابہ کرام کے عمل  
کے مطابق کرنا چاہیے، تو اس میں پرواہ نہیں کرتے  
صرف ویڈیو بنگ کارڈ پر لوگوں نے بتایا کہ کئی کئی ہزار  
روپیہ صرف ہو جاتے ہیں، کہاں سے ہوا ہے اس  
کارڈ کہاں آتے ہیں، کہاں سے وہاں جاتے ہیں تو دوسرے  
ملکوں میں جاتے ہیں، اس کے علاوہ پھر اس میں  
اور جو رسمیں ہوتی ہیں کہ بس الامان والہ غلیظہ، اسی  
طرح میراث کی تقسیم کہ بالکل یعنی بہت ہی چند دینار  
اور خوش قسمت خاندان ہیں کہ جن کے کہاں میراث  
کی تقسیم بالکل قرآنی تعلیمات کے مطابق ہوتی ہے  
اور اللہ نے جس کا جو حصہ مقرر کر دیا ہے اس کو دیا جاتا  
ہے پھر اس کے بعد اسی طریقے سے فقہ کی رسم، فقہ  
کی رسم، اور شادی کی تو رسموں کو بوجھ لیا ہے ہر  
ایک کے کہاں ایک الگ شریعت سی بنی ہوئی ہے، ایک  
بورڈ قانون بنا ہوا ہے کہ اس علاقہ میں، اس میں کل  
کبھی فرق ہے، صوبوں کا کبھی فرق ہے، اور بعض جگہ  
شہروں کا فرق ہے، اور سوائیوں اور اس کے  
مجاہدوں کا کبھی فرق ہے وہاں اس طرح شادی ہوگی  
یہاں اس طرح شادی ہوگی، آپ کو انشاء اللہ اللہ  
مبارک فرمائے، اور آپ کو انشاء اللہ واسطہ ہے  
کا شریک ہونے والا کچھ کہنے سننے کا بھی تو بھی اس کو  
کچھ لینے کہ بہت جاہلی کی رسمیں جو ہیں، اس جاہلیت

ہیں وہ ادا کرتے ہیں، اللہ اسے بوجھ لیتے ہیں کہتے  
نصاب میں کتنی ممانیت میں زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اور  
کہتے میں کتنا لگانا چاہیے، اور حج ہے کہ کہا سفر کر کے  
جاتے ہیں، اگرچہ اس میں بہت سی کمزوریاں پیدا ہوئی  
ہیں کہ بہت سے اس نیت سے جلتے ہیں کہ وہاں سے  
کچھ دہاں کی چیزیں لائیں گے پھر کہاں بڑی قیمت میں  
کتنی ہیں اور یہ بات بہت ہی ہوئی ہے کہ کہاں تک کہ  
غیر مسلموں کو بھی معلوم ہو گیا ہے وہ بھی بعض مرتبہ غلط  
دیتے ہیں کہ خود سن دینے دینے کے لیے پوچھ کر  
لوگ چند سچوے کر آتے تھے زحرم کا پانی لے کر آتے  
تھے لیکن اب غلام چیز لے کر آتے ہیں، غلام چیز لے کر  
آتے ہیں، لوگوں نے بتا کر جان کر امجدہ میں اپنے  
پاسپورٹ دکھا ہے تھے اور ابھی ان کو دافتر کی  
اجازت نہیں ملی تھی تو دیکھا کہ سامنے سے ایک بہن تھیں  
شیروانی وغیرہ بہن کہ جا رہے تھے، انھوں نے کہا  
مولوی صاحب یہاں آنا یہاں آنا، تجاے گھڑی کہاں  
سستی مٹھے، کہا بھائی شرم کرو، ابھی تم اندر داخل  
بھی نہیں ہوئے ہو، ابھی اس کی کارروائی بھی نہیں  
ہوئی، ابھی سے تم کو مٹھے کہ گھڑی کہاں سستی مٹھے ہے  
تاکہ گھڑیاں خرید کر ہندوستان میں جا کر جو گئے دن  
گئے دام میں بچو، اور ایسے ہی واقعات ہیں چونکہ  
احمد نگر مجاز مقدس جہان کی بار بار ساحت حاصل  
ہوئی ہے، دیکھتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی ج میں جو  
اس کے مسائل ہیں علم کی بدایت کے مطابق یا کسی  
عالم کی صحبت میں اور اس کی رہنمائی سے جا رہے ہیں  
مگر اس کے بعد مسلمانوں نے اپنی زندگی میں اپنے  
کو بالکل آزاد سمجھ لیا ہے، اس کا دین سے کیا تعلق  
ہے، حج اس طرح ہو اس میں ان چیزوں سے بچا جائے  
بعض دوسروں نے بتایا کہ بھئی میں شادی  
موقع پر، ہمالے، گھوڑ اور جھوہار سے تقسیم کر کے  
نوٹ تقسیم کر گئے، پچاس پچاس کے نوٹ، سو سو  
دو سو کے نوٹ تاکہ معلوم ہو کہ بہت دولت مند

## یہی عشق نبی کی انتہا ہے

خلیل برتا پگڈنڈی

کیس جس جگہ محبوب خدا ہے  
مستطاف صفتی ہے  
نبی اپنا امام الانبیاء ہے  
سبھی کہ وہ نبی کا نقش پا ہے  
جہاں یہ آج بھی لہرا رہا ہے  
کرم سدا سدا تے پاک کا ہے  
یہی عشق نبی کے انتہا ہے

نظر میں کند خضر با ہے  
سدا کے بعد ہے جس کے بزرگ  
یہی کما شرف کم اپنے لیے ہے  
الو کبیر و مسٹر عثمان شہید  
ملی تھی جو رسالت اس کا پرچم  
اندھیری رات میں دن کا اُجلا  
رفائے رب میں راضی رہنے والو

خلیل اے سانس مل جاتی ہے سبھی  
دہری جو خاک پائے مصطفیٰ ہے

بے خال قربانی کو یاد کر کے اس عظیم پیغمبر علیہ السلام کو  
خارج عقیدت پیش کرتی ہیں۔



ہول سیل چشموں

کے فنیسی خیریم اور لیس کے بے

نانج آپٹیکل

ٹشلیف لاشین  
ڈی 37/152 - کوڈی کے جو کہ  
ڈھریاٹھ گلی، دارانی

TAJ OPTICALS

WHOLE SALE SPECTACLE

FANCY FRAMES & LENSE

PLEASE

CONTACT

TAJ OPTICALS

D-37/152 KODAI - KI -

CHOWKI (MADHUR JAL PAN)

GALI) VARANASI

PH-352737 RES. 342127

342106

بقیہ: بے خطر کو دپٹا.....

الرَّحْمٰنُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الْكَرِيْمُ  
اِنَّ هَٰذَا الْقَوْمَ الْكَافِرُوْنَ  
يَذُنُّ عَظِيْمٍ  
اور ہم نے پکارا اے ابراہیم تو نے نواب پجا  
کر دکھایا ہم نیکیوں کو پونہی جزا دیتے ہیں بیشک  
یہ صحت آزمائش ہے کہ اس کا ذریعہ عظیم  
کے ساتھ کر دیا اور اسے بعد والوں میں باقی رکھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی اللہ تعالیٰ نے  
قبول فرمائی اور بطور یادگار جانوروں کی قربانی  
مک و واجب قرار دیدی جسے ہم عید قربان کے نام سے  
یاد کرتے ہیں، آج عالم کے گوشے گوشے میں ہر سال ماہ  
ذی الحجہ کی دس تاریخ کو اس عظیم قربانی کی یاد  
تازہ کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ  
غریب و سادہ و بے تکبر ہیں داستان حرم  
نہایت اس کی حسین انتہا ہے اس میں  
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دو بندھے ذبح  
فرما کر اس یادگار کو دوام بخش دیا اس نے صلہ قربانی  
میں سنت ابراہیم اور سنت رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم دونوں کی ادا کی ہوئی ہے اور دنیا اس

سلمانوں میں بھی ہوتا ہے کہ جو نماز روزہ کے بھی پابند  
ہیں اور حج بھی کئی کئی بار چکے ہوں گے اور رمضان کے  
روزے بھی رکھتے ہیں، یہ سب کرتے ہیں لیکن جب  
ہی کوئی ایسی خوشی کا موقع آتا ہے تو بالکل آزاد  
ہوجاتے ہیں اور پھر اس کے بعد شریعت کو بالائے  
طاق رکھ دیتے ہیں اور بعض اوقات اگر سنایا جائے کہ  
لہذا رسول کا حکم ہے تو ان کی زبان سے بعض مرتبہ  
یہ لفظ نکل جاتے ہیں کہ وہ معلوم ہوتا ہے کہ کہیں  
میں سے کوئی جسطرح اعلان نہ ہوا اور کہیں کفر کا ان پر  
توئی نہ لگ جائے۔

بہن عزیزو! اس کو تم لوگ یہاں اپنی تعلیم کا  
فرہ سمجھو اور اس کا ایک فرض سمجھو، اس کا ایک فریضہ  
سمجھو، اس کا ایک تقاضا سمجھو، اور اس کا ایک حق سمجھو  
فرمان پاک میں ابراہیم علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
پنے خاندانوں میں اللہ تعالیٰ کی خیر خواہیت کے ساتھ خوشی  
کے ساتھ وہم و گداز سے اپنے خاندان میں بھی محمد  
میں بھی، اور گاؤں، نصیبت سے تعلق رکھتے ہو تو گاؤں  
نصیبت میں، اگر شہر سے تعلق رکھتے ہو تو شہر میں اور  
نگریزی تعلیم یافتہ طبقے اگر تمہارا تعلق ہے تو اس میں  
ور اگر زمیندار طبقے تو اس میں مطمئن نہ ہو کہ دنیا  
بقیہ اس کے یہاں تو ایسا نہیں ہوتا ہوگا، سب کچھ  
ہو رہا ہے اور آخری درجہ پر بات پہنچ گئی ہے  
معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی وہاں  
لوٹی بے برکتی نہ ہوا اور بے برکتی ہوا ہے، تو یہ ایک  
بہت بڑا فریضہ ہے، تم لوگ اچھے سے اس کا حکم کر لو  
جہاں رہو گے کام کرو گے۔ انشاء اللہ مدارس کا قیام  
میں تعلیم کی اشاعت اور ابراہیم علیہ السلام اور نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کے عذاب کے لئے لیکن یہ فقط شریعت کا بھی  
کام نہ ہوگا اور رسوم و عادات کی کوکوشش  
کو گے اور یہ سب خوشی کے مواقع اور یہ تقریبات جو  
ہیں خاصہ سنت و شریعت کے مطابق ادا کرنے کی  
کوشش کرو گے۔ اللہ تعالیٰ تم کو ہم کو سب کو خوشی عطا فرمائے۔

# شہدائے اسلام کا تذکرہ

## شہداءِ زندہ ہیں

شہیدوں کو مردہ نہ ہرگز کہو تم! وہ زندہ ہیں بے شک یہ کہتے رہو تم

کتاب خدا میں یہاں یہ ہوا ہے

رسولِ خدا سے عیال یہ ہوا ہے

شہادت کی عظمت کچھ اتنی بڑھی ہے

کہ پراسے نبی نے دعا اس کی کی ہے

”وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُفْتَلِحُ مَنِ هَمَلْنَا

عَنِ الْخَطَاةِ وَكَانَ فِي شَفْعِ مَوْنٍ“

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان

کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ معمولی مردوں کی

طرح ہوں گے بلکہ وہ تو ایک نمازِ حیات کے

ساتھ زندہ رہیں گے تم (ان واس سے اس

حیات کا ادا کر نہیں کر سکتے۔ (سورہ بقرہ)

آج ان سطروں میں شہداء کی تاریخِ نبیرین

کرنے سے کس کو ہار ہے یہ لیکن کتنے خوش قسمت

ہیں وہ لوگ جو شہادت کی موت پا کر حیاتِ جاوید سے

نوائے جاتے ہیں کسی کی بھی موت میرا اس کے متعلق

کو علم ہوتا ہے اور مرنے والا بھی ہوش و حواس نہ ہونے

متحققین کی جہان کی تصویر سے غائب ہوتا ہے اور اس

جہانِ موت کے اندر وہ تو آگے رہتا ہے۔ اور اپنی

آمد کے قصور سے اچھے چھوٹے لوگ نہ برا نام کر دیتے

لیکن جو تکِ بند شہداء کے ہاں سے میں قرآن کے

بیان کو لکھ لیتے ہیں اور مصنفہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث

کے ذریعہ شہادت کے مقام کو پہچان لیتے ہیں وہ موت

## دلگڑھ دارِ رضی اللہ عنہ

سے دُسنے کے بجائے شہادت کی تمنا کرنے لگے ہیں

دماغِ عربے کی موت کی دعا اور تمنا کرنا ممنوع ہے جب

اگر شہادت کی دعا کرنا عمودِ بلکہ قوی الایمان ہونے پر

دلیل ہے۔

شہادت کی بہت سی قسمیں ہیں اور اس کی اعتبار

سے شہیدوں کے درجات ہیں جو ہر کے اپنے اثر سے مرے

وہ شہیدِ جمعیٹ کے مرتب ہیں مرے وہ شہیدِ جو اپنے

جان و مال کی حفاظت میں مرے وہ شہیدِ جو دل کو یا

دوب کر مرے وہ شہیدِ جو عورتِ استطاعہ کی بچہ

بچے میں مرے وہ شہیدِ مخفی کو جو شہرِ موت کی تمنا لکھے

اور اپنے بستر پر مرے وہ بھی شہیدِ علماء نے ایسے

شہداء کی تفصیل بیان فرمائی ہے لیکن اصلی درجہ کہ

شہادتِ وہ ہے جو میدانِ جہاد میں کانفرے کا ہوا

حاصل ہو۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنوئی شہادت

کہا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھانا کھاتے

ہیں جو سانپ نے کاٹا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

معمز سے اس کے سبب موت تو نہ ہوئی تھی مگر زہر کا

اثر تازہ ندگی رہا اور آخر میں اسی کے اثر سے پہچلا گیا

سنو کو وہ فات ہوئی لہذا آپ کو بھی ایک قسم کی

شہادتِ نعیب ہوئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شہادت کھے

دعا کرنے تو کنگ خیال کرتے کہ اس وقت مسلمانوں کا

موجودہ دشمن ہے کس کی مجال ہے کہ مدینہ طیبہ میں اگر تک

شہید کر لیکن بہر حال اللہ کو منظور تھا کہ شہادت

کی عظمت والی موت سے آپ کو فائدہ جائے چنانچہ

آپ شہید ہوئے

شیخ ازلی ابوالولہ جو سی، ہمدانی ابو جریج

کو عرب میں سجد میں چھپ کر بیٹھ گیا اور قبر کی ناز کی نیت

کرتے ہی نہ ہرگز وہ خبر سے آپ کو زخمی کر دیا آپ امامت

فرما رہے تھے، امامت حضرت عبدالرحمن بن عوف

نے سنبھالی حضور نے خالی کا ٹکنا آسان نہ تھا اگرچہ جب

ناز تھا مجھے چنانچہ تامل ابوالولہ لوگوں کو زخمی کر کے

ٹھکنے لگا۔ اس طرح اس مردود نے مزید ۱۳ صحابہ کو زخمی

کے جس میں سے سات شہید ہو گئے۔ آخر کار ناز تمام ہوئی

اور وہ کھلا گیا اس کو سزائی آپا ہے ہوش ہو گئے تھے اللہ کی

گھر سے آیا گیا۔ ہوش آیا، فخر کی ناز ادا کی، دعا دعا کی

ساری کوششیں ہوئیں مگر آپ جانبر نہ ہو سکے، ناز کے

ادعات میں ہوش آتا تھا اور کرتے ادھر سے تھے ان اس

شخص کا اسلام کی حد تک جسے ہوش ناز نہیں بڑھتا پھر

دیکر مجسمہ ۲۳۳ کی کشتہ کو اپنے رب سے جاتے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ اے مجھے بچا ہے دین کھے

خدمت کے لیے جزلے اور شہادتِ نعیب فرمائے۔

## حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت

خلیفہ ثالث دلا رسول، دلا نور علی حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ کھنکھرتے ہمدانوں نے گھر سے یادِ طاہرہ

کرنے لگے کہ خلافت سے معزول ہو جائیں، ابنِ سبکافندہ

کام کر رہا تھا صحابہ نے چاہا بلکہ اجازت مانگی کہ وہ اسے

نقدہ پر مردوں سے لڑیں اور ان کو مار بھجائیں لیکن آپ

نے فرمایا میں کسی کلمہ کو کافروں نہیں پہنا چاہتا اور مجاہد

زدی کا مصلوب ہو گیا۔ ۴۰ روز ہو گئے کھانا پانی بند

تھا۔ دروازہ پر حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما

بیٹے بھی جوں اور صحابی زادوں کا ہر وہ تھا۔ بختِ ناز پر

مردی ابو جریج کو مغمی کر دیا وہ بہت بڑا چڑھ کر گھر میں

آئے آپ روز سے تھے اور تلاوت میں مشغول تھے۔

کامیابی و محفوظی کا باعث بنی خاصاً تو اشد شہید ہوئی اللہ ان سب راضی ہوا، جسے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شہیدان کی کوششوں سے باہمی لڑائیاں ہو گئیں ان لڑائیوں کا ذکر کچھ ایسا نہیں لیکن یہ ضرور معلوم ہر نیا جانتے کہ ان کی باہمی لڑائیاں اظہار برہمنی تھیں اس لیے دونوں جانب کے لوگ اللہ کے ہاں اجر یا عین گئے البتہ لڑائی میں سالوہینے اور مارنے والوں کا مشرک ان کی قبول ہر ہوگا، اگر وہ شخص نے تو حق پرستے اور مارنے کے اشد شہید ہوئے اور جو لوگ سادہ دین کے تحت لڑائی میں شریک ہوئے وہ بچے حضرت علی کی طرف رہے ہوں چاہے حضرت عائشہ کی طرف اور کچھ حضرت صدیق کی طرف لڑے اللہ تعالیٰ کے ہاں سزا بابت جسے کچھ بچہ نہ جنگ میں ہلاک ہوئے ہوں ایسے لوگ ان جنگوں میں ضرور تھے مگر ان کی تعداد بہت کم تھی البتہ ان سے لڑائیوں میں شریک تھے والہ عمارتیں سب علی سے تھیں ان جنگوں میں کام آئے وہ شہید ہوئے بس بقیہ لوگوں میں سے کتنے شہید ہوئے اس کا اللہ ہی بہتر جانے البتہ تاریکیوں بتاتی ہے کہ جنگ علی میں تیرہ ہزار جاہلی تھیں اور چھ گن رکھے ہوئے سب کو خیمہ کیجئے ہیں اس طرح جنگ صفین میں پچاس ہزار مسلمان شہید ہوئے اللہ تعالیٰ ہم کو باہمی لڑائیوں سے محفوظ رکھے اور ایسی شہادت سے نوازش فرمائے جو اعلیٰ مرتبہ والی ہو۔

### واقعہ کربلا اور شہادت حسین رضی اللہ عنہ

دور یزید میں دو حادثے بڑے ہی ناگوار ہوئے حادثہ کربلا اور واقعہ حرہ ان دونوں حادثوں میں کافی مسلمان شہید ہوئے واقعہ کربلا مگر میں جس میں اعلیٰ مقام پر ہوں واقعہ کربلا کو انصاف کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہوں یزید کی دلی ہمدی سے باطنی صحابہ نے کئی اختلاف کیا تھا حضرت عیین، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن ابی بکر اور حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت صدیق کی وفات کے بعد جب یہ بخت پر ہوا تھا تو اس نے اپنے لیے بیعت لی جیسے بھی ہوا لوگوں نے بیعت

صحابہ شہید ہوئے رضی اللہ عنہم انھیں شہداء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی بچے جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سید الشہداء حمزہ۔

### پہلی خاتون اسلام حضرت سیمہ کی دردناک شہادت

ہجرت سے قبل حضرت سیمہ کی خبات ہوئی جو اسلام کی پہلی شہیدہ ہیں ان کے شوہر حضرت یاسر بھی شہید ہوئے ان دونوں کی مخلوۃ شہادت کا نزول کے ظلم سے ہوئی۔ ہجرت کے تیسرے سال ۶ پہلین کو کافرانہ نے دھوکے سے شہید کیا انھیں میں حضرت خیمہ بھی تھے حضرت خیمہ کو میں طوع شہید کیا گیا اس کی مثال ملنا مشکل ہے، برسرِ موند میں ۹۹ شہیدوں کی شہادت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑا اثر ہوا اور آپ نے شہید کرنے والوں کو بد دعا دی۔ ان شہداء کو جسیلے کے ہانے بلایا گیا اور پھر دھوکا دے کر شہید کر دیا گیا۔

### شہداء غزوہ خندق و غزوہ موتہ

غزوہ خندق میں سات صحابہ شہید ہوئے غزوہ موتہ میں جعفر طیار، زید بن عارڈ اور عبداللہ بن رواحہ شہید ہوئے یہ دہ شہداء ہیں جو سب کے سب صحابہ ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان کی شہادت سے سرفراز ہوئے انھوں نے اپنے اللہ کو رضی اللہ عنہ اور اللہ ان سے راضی ہو گیا رضی اللہ عنہم ورضوانہ

### عہد نبوی کے بعد شہدائے اسلام

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شہداء یاد آئے ان کا ذکر کیا۔ خلفائے راشدین کے عہد میں کتنے جہاد ہوئے اور کتنی فتوحات ہوئیں لیکن میں کتنے صحابہ اور غیر صحابہ شہید ہوئے ان کا حال مشکل ہے۔ سب کے دیجات اللہ پر فرمائے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں امداد کا کھنڈہ اٹھ لڑائیاں جو کئی لڑنے

میں حالت میں آپ کو شہید کر دیا گیا خون کے قطرے نکلے، آیت خسیکۃ کھڑا اللہ دھر السبع العظیمہ مگر بڑی مخلوۃ شہادت ہوئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون اللہ ہم کو بھی دین پر استقامت نصیب فرما اور شہادت میں صبر فرما۔

### غیر علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

یہ جو تھے خلیفہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بھائی اور لڑائی میں حضرت فاطمہ کے شوہر حضرت من وحمین رضی اللہ عنہما کے والد محرم حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ فرما کر تازے کے صلۃ، الصلاۃ کی آواز سے لوگوں کو دھکا دے دے اور ان کی تازہ کے لیے سجدہ کی طرف بارہ ہیں۔ معصوم کے تحت سجدہ کی قریب بدعت بدعات میں جن لم بچھا ہوا ہے اس نے پھانک آپ پر تلوار بلا دی، آپ حضرت جبریل علیہ السلام کے گروہ میں پر گئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بچے گئے مگر عرب کاری تک چکا تھا یہ خبر کا نہ تھا۔ ابن عمر کی لڑائی ۱۸ رمضان ۳۵ تک شہید ہوئے آپ نے اپنے جانے اور شہادت کی عظمت سے سرفراز ہوئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون آپ کی شہادت کے بعد ابن عمر کی طرح قتل ہوا۔

### شہدائے بعد کی شہادت

اس میں خلفائے راشدین کا مرتبہ سب کے انہماک پر نظر مشورہ مدینہ کا عین مسند سعید و دبیر و بدعات جن و علی و ابی بکر اس کے بعد ان کے مرتبہ ہے غزوہ بدر ۱۸ رمضان ۳۳ کو پیش آیا جس میں مسلمانوں کو زبردست فتح حاصل ہوئی گرم صحابہ شہید ہوئے انا اللہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ ان کی ہمدی میں ہم کو بھانہ نصیب فرمائے۔

### شہدائے امداد حضرت حمزہ کی شہادت

مرد شہید سے کہ غزوہ اہد پیش آیا جس میں ۱۰

## یوم عاشورہ اور بدعات

شہدا کا ذکر اگر بہت ہے مگر ہم اب اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہوئے واقعہ کو بلا سے پیدا ہوا کی بعض بدعات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ماہِ محرم اور یومِ عاشورہ میں ہم کو کیا کرنا چاہیے۔

شہیدِ حضرت نے منہ محرم میں عزاداری کی بابت نکالی جس میں فوسد نام کی مجلس کرنا، مکمل مکانِ غزیرہ رکھنا، اسمیل لگانا، شربت پلانا وغیرہ۔

چونکہ اہل سنت حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہیں اس لیے شیعوں کی یہ بدعات ان کو بھانگیں اور بہت سے سنتوں نے بھی یہ بدعتیں بڑھائیں تقریر داری اور عزاداری کی بدعتیں ناجائز ہیں۔ اس میں بریلوی اور دیوبندی علماء کا اختلاف نہیں ہے یہ بدعات سب کے نزدیک قابلِ ترک ہیں۔ لہذا ہم سنتوں کو یہ بدعتیں ترک کر دینی چاہیے۔

غور کرنے کی بات یہ کہنے شہدائے کرام ذکر آچکا ہے ان میں کتنے ایسے ہیں جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے تہمت میں بہت بُرے ہیں اور کتنے ہیں جو بہت اہل مظلوموں کا شہید کئے گئے۔ بدعت تو بری ہے ہی مگر ان میں سے کسی کے لیے نہ قریرہ رکھا گیا نہ علم اٹھایا گیا۔ نہ سبیل لگائی گئی نہ زور و نام کی مجلس منعقد ہوئی نہ آخر کچھ بے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ سب شہیدِ حضرت کی کاغذی ہے خود ہی دھوکا دیا شہید کرنے میں حصہ لیا اور خود ہی عزاداری کرنے لگے۔ انھوں نے تو اس میں کوئی برائی دیکھی نہیں ہم سنیوں کو بھی اس برائی میں مبتلا کر دیا۔

## مسئلہ اُسر نکاح

شیوٹا اس جہیز کو رقم کا جہیز قرار دیا سنیوں نے بھی اس کو قبول کر لیا چنانچہ محرم کے جہیز میں نکاح کی تقریبات تقریباً متروک ہیں جبکہ ارجوہ کو جس نکاح کرنا باطل جائز ہے اور یہ جواز دیوبند فقہاء ہی کی طرف سے نہیں

باقی مسئلہ پر

دکھایا کہ آپ میں اور سلم میں فرق ہے آپ کے پہنچنے ہی حالات کا رخ بدل جائے گا حضرت کو کشفِ خوب سے تہیہ معلوم ہو چکا تھا آپ اپنی تقدیر پر راضی رہتے ہوئے سفر جاری رکھا یہاں تک کہ یزید یومِ عاشورہ آگئی اور آپ کو کوہِ نہر سے دوک کر میدانِ کر بلا میں اتار دیا۔ ایک طرف چار ہزار کی بڑی فوج تھی دوسری طرف ۱۲ افراد و دو لڑکوں سے گفت و گو چلی رہی تھی کچھ نہ نکلا، عبداللہ بن زیاد کا حکم ہوا کہ سر اتار دیا جائے، ار محرم کو یزیدی فوج نے حملہ کیا دفاع میں ان حضرات نے بھی تلواریں نکالیں ایک بعد دیگرے سبیں مردوں نے جامِ شہادت پیا۔ آخر میں تو اس رسولِ ملی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ بیشک سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہمارے امام ہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہمارے امام ہیں، خلفائے راشدین بھی اللہ عنہم ہمارے امام ہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہمارے امام ہیں مگر اس معنی میں امام نہیں جس معنی میں شہیدِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا امام کہتے ہیں یعنی امام معصوم نہ بہت میں تکیل و تحریم کا اعتبار رکھتے والے اس معنی سے امام کہنا ناجائز سمجھتے ہیں اور کسی لیے دھوکے سے بچانے کے یہ حضرات حسین کے ساتھ امام کا لفظ لگانے سے عموماً گریز کرتے ہیں اور کبھی کبھی استعمال بھی کرتے ہیں۔

## حضرت حسن کی زہر دینے سے وفات

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بُرے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات نہ ہر دینے سے ہوئی لہذا وہ بھی شہید ہیں حضرت حسین کے بارہویے حضورِ ملی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں سیدنا شہید اہلِ کونہ آیا ہے لہذا یہ دونوں حضرات پہلے ہی سے جنت کے خوشخبری پاتے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو ان کی سچی محبت عطا فرمائے اور ان کی طرح دینِ بہت قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ کی راہ میں سرکشانے کی بہت عطا فرمائے۔

ان پانچوں میں سے عبدالرحمن وفات پا چکے تھے چاروں نے اختلاف کیا۔ اس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ مدینہ میں تھے جب ان سے بیعت کا مطالبہ ہوا تو راتوں رات مکہ چلے گئے وہاں اس زمانہ سے رہ رہتے تھے کہ کوہِ نہر فوجیوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس خطوط و فوج بھیجنا شروع کر دیا اور بہت زور دیا کہ وہ کوہِ نہر جائیں کوہِ نہر کے سارے لوگ ان کو اپنا تاج و در نہا بنائیں گے اور یزید کی مخالفت کرتے ہوئے ان کی بھرپور مدد کریں گے۔ ہم نہیں کہے کہ ان شہیدِ حضرت نے سازش سے یہ خط لکھے لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ یہ اپنے ایمان میں پختہ تھے اگر ایمان کے کوہِ نہر سے سب گزر کر آسکے تو شہادت قبول کر لیتے مگر حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ چھوڑتے بہر حال ان کے خطوط و فوج کا اتنا دباؤ پڑا کہ حضرت نے کوہِ نہر سے گرا دیا کر لیا مگر اس سے پہلے اپنے بچاؤ اور بھائی مسلم بن عقیل کو تفتیشِ حال کے لیے بھیجا۔ وہ کوہِ نہر پہنچے۔ ایک روایت کے مطابق ۱۸ ہزار فوجیوں نے ان کے ہاتھ پر حضرت کے لیے بیعت کی، مسلم بن عقیل نے اس کی رپورٹ حضرت حسین کو بھیج دی اب حضرت نے سفر کے ارادہ کا اظہار کر دیا۔ کہ میں موجود صحابہ عبداللہ بن زبیر عبداللہ بن عباس وغیرہ اور دیگر صحابہ و سرداروں نے روکنے کی کوشش کی مگر حضرت عزمِ محکم کر چکے تھے بالیوں کے ساتھ میں امام جعفر یعنی ۸۷ سال کا لڑکا کو مکہ کے روانہ ہو گئے اور کسی کی بھی کوشش سے نہ روکے، بعض

ہمدردوں نے غور توں اور بچوں کو لے جانے سے روکا مگر آپ نے مشورہ بھی قبول نہ فرمایا۔ اگر حضرت کہیں بیعت جہاد دیتے تو بڑی امید تھی کہ ایک فوج تیار ہو جاتی مگر مقتدرات کے آگے سہی بے کار رہتی ہے آپ نے اس پر بھی فوج نہ فرمائی۔ راستہ میں کوفیوں کی غداریاں اور سلم کی شہادت کی اطلاع ملی۔ اب دایہ کی کچھ خیال بھی ہوا مگر مسلم بن عقیل کی محبت اور ان کی جانب سے انتقام کے جذبہ سے آگے بڑھتے رہے اب بھی عورتوں اور بچوں کو واپس نہ کیا۔ کوئی دفعہ کے لوگوں نے سبز پان

قدیم طرز کی نشانی جو اسے مل رہی ہے، اس کے نصرت محمدی  
عطر ہوا ہو ہے اور اس کے کان سے جبکہ ہوا مٹے مبارک  
ہے۔ اب خواہ کوئی کچھ کہے، مگر یہ وضوح جو مجھے یاد آئے  
ہیں بڑھ کر رکھوں گا۔

دو عالم بہ کامل گرفتار داری

بہر ہو ہزاراں سید کار داری

تو تاسرے تار بہا رحمتی یا محمد

نظر جانب سرگرم گار داری

ہر گنگار کو آپ کی تعلیمات نے راحتی حق دکھائی  
ہے آپ کا سواہ مبارک ایک دائمی سرچشمہ ہدایت  
ہے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت  
ہر گنگار پر قائم ہے۔

بھلت کے سفر کی فیت تو اس زیارت سے بھول  
ہوئی، بلکہ سچ بولتے اگر اپنے قہر سے پیدل سفر کرے  
جاتے اور اس نعمت مبارک کو انھوں سے دیکھ لیتے تو  
ساری تھکن کا نور ہو جاتی۔ لیکن یہاں صورت حال اس  
شکر کا مصداق ہے۔

دامان بگڑے تنگ دل گل حسن تو بسا پر

مجھیں یہاں تو زردمان گل دارو

یہاں ایک مدرسہ ہے "فیض الاسلام" اور مدرسہ نسوان  
فخر النساء بھی قائم ہے اور ان دونوں کا تاریخی ورثہ  
اور ان کی روحانی نسبت حضرت الامام شاہ ولی اللہ  
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مربوط ہے مناسب ہوگا  
کہ اس کی مختصر اور جامع تاریخ مدرسہ فیض الاسلام کے  
تعارف نامے سے نقل کر دی جائے۔

"اس بستی میں حضرت شاہ ولی اللہ کے محرم راز،

آئینہ کمال، آپ کی کمال تحائف کے تحریک رکھتے

کل عاجز لوگوں کے اصل مستاذ شیخ مرحوم،

شاہ صاحب کے فیضانِ علم حضرت شاہ محمد عتیق

بھٹائی بھی پیدا ہوئے، جن کے بارے میں شاہ

ولی اللہ صلی علیہ وسلم قائم الزمان شخصیت نے وہ

الغاف فرماتے ہیں جو کسی دوست کے پاس

مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی

## پھلت کی زیارت

بھلت کی پوری بستی گل و گلزار ہے اور چمن اندر  
مجھ ایک نعت عظمیٰ یہاں محفوظ ہے یعنی سید الاولین  
والآخرین، ہادی النسل، مولائے کل صلی اللہ علیہ وسلم کی  
ریش اطر کا ایک بال ہے۔ جس کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ  
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسلمات میں بندر بویں  
حدیث اسی طرح نقل فرماتے ہیں۔

"آخری والدی انہ کان مولیٰ فزای

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النعم فخال

(صلی اللہ علیہ وسلم) کیف حالک یا

بُنی؟ نعم بیتیہ بالشفاء و اعطاء شعرتی

من شعور لحيته، نفعانی من الموصی فی

الحال، و بقیت الشعرتان عندہ فی القیفة

فأعطانی أحدہما فہو عندی"

میرے والد مبارک تھے انھوں نے خواب میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا (آپ نے)، دہشت فرمایا

میرے بچے تم کیسے ہو؟ پھر آپ نے اپنی ریش اطر کے

دو بال عطا فرمائے، میں اسی ٹخنہ زردست ہو گیا

اور وہ دونوں مونے مبارک جو خواب میں میری رحمت

ہوئے تھے ہمداری کی حالت میں مجھ پر باقی ہے،

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے فرماتے ہیں میرے

والد نے ان دو بالوں میں سے ایک بال مجھے عطا

فرمایا۔

یہی مونے مبارک بھلت کے ایک قدیم طرز کے

مکان میں محفوظ ہے، اس مکان کے سامناں میں ایک

قدیم ان سارو کا جو بی کیسی ہے، اس میں ایک ادوات کا

نوشہ مسجد و مدرسہ، خانقاہ ہے

کر دروے گود قبل و قال محمد

صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹا شہر یا بڑا سا

نصہ کھولی نام کا ہے، اس سے تین کلومیٹر پر بھلت نام

کا ایک بستی ہے۔ اس میں بہت سے اولیاء اللہ گزرے

ہیں، اس بستی کو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور آپ

کے شاہزادوں کے مولد ہونے کا شرف حاصل ہے انور

دہر کا تے سمور بستی آج بھی اہل قلب و نظر کے لئے

روحانی کشش رکھتی ہے، مگر ان انوار کا شاہد ہر گنگ

کے لئے ہو نظر اور ذوق تماشا" درکار ہے ہمارے

جیسے عایوں کو کہاں میراں ہاں طبیعی اور کینت کا فضا

عام و خاص، مسافر و مقیم ہی محسوس کرتے ہیں، در

ودیا ماراوس کی خوشبو میں بسے ہوئے معلوم ہوتے

ہیں ایک روز کا مسافر بھی یہ محسوس کرتا ہے جیسے بویں

سے یہاں غمیسے، اجنبی جگہ کی دھن کسی گلی کو چسے

بھی نظر نہیں آتی ہے۔ قبرستان جہاں کبار اولیاء اللہ و اولاد

ہیں ایک دلچسپ و حیدرہ زیب میں نظر آتا ہے انہ

کے خوب کھولیں گی قبریں اور ان ہر درختوں کا سایہ اس

درجہ دل کو کھینچتا ہے کہ۔

"السلام علیکم ما اهل القبور انتعلنا

صلت و انما بلک للاحقون"

کہتے وقت آخری فقرہ "انما بلک للاحقون" بجا فرما

نہیں بلکہ تائید میں کہتا ہے۔

سر سبز بزم ہو جو تار با تار ہوا

نغمہ ہے تو جس شجر کے تنہ وہ نہال ہوا

میں کسی کی انتہائی قدر دانی کا اظہار نہیں اپنے  
مکتوب میں فرماتے ہیں کہ "دھڑلہ میری نصیحت  
میرے علم کا خزانہ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے  
علوم لوگوں میں انھیں کے ذریعے پھیل سکیں گے  
ایک جگہ فرماتے ہیں کہ قسم اس ذات کی جس  
کے قبضہ میں میری جان ہے تم میرے سب سے  
زیادہ محبوب و افضل ہو میرے قلب میں سلاطین  
ہوئے ہو۔ شاید تم اس زمانے سے واقف نہیں  
یا تم چشم پوشی کر رہے ہو، اگر تم نہ سہتے تو  
دنیا نہ ہوتی یہ ایک جگہ شاہ محمد عاشق کا وصفا  
میں ارشاد فرماتے ہیں "میں یہ بات خدا کو گواہ  
کر کے کہتا ہوں کہ وہ شاہ محمد عاشق ہی" اس  
مخوف میں برگزیدہ ہستی اور اس زمین میں  
محبت ہیں، صاحب السراوان اور وصفا نفیحت  
ہیں، برکتوں کی کان اترتی کہ نیاواں میں سے  
سبقت کہنے والے آفاق میں نادر عجوبہ و نادر  
صاحب صدق و یقین و صاحب جمال ہیں۔  
ادیلے کا عین میں کریم ابن کریم ابن کریم  
ابن کریم جیسے ہمارے نبی کی شہادت کے مطابق  
انبیاء علیہم السلام میں حضرت یوسف مہدنی  
کریم ابن کریم ہیں۔ وہ میرے اسرار کا مخزن  
میرے انوار کے حامل ہیں میرے قلب و نظریہ  
ان کے ساتھ ہیں۔ ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ان کی  
صحبت میری صحبت، ان کے اقوال و افعال  
دراصل میرے اقوال و افعال ہیں۔ ان کی رضا  
کشف و جہد ان میں میری رضا کشف و جہد کیا  
ہو شاہ محمد عاشق ہیں جن کے شاگردوں  
اور خلفاء میں عالم اسلام کے مایاں و مایاں  
خیریت و طریقت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی  
مفسر قرآن شاہ عبدالقادر تبرہان القرآنی  
حضرت شاہ رفیع الدین اور عالم ربانی حضرت  
شاہ عبدالغنی دلدراہ مولانا اسماعیل شہید

جیسے اکابر امت شامل ہیں اور جس قدر کہ ان  
سب کی ولادت بھی بھلت میں ہوئی۔  
بارہویں صدی میں تحریک اصلاح و جہاد  
کے سب سے بڑے علمبردار امام بکر سید احمد شہید  
بھی اسی خانوادے کے تربیت یافتہ تھے اور  
اس بستی کو یہ اہمیت بھی حاصل ہے کہ سید  
صاحب نے جہاد کا علم اور حرب و حرب کی  
مشقیں اسی قبضہ میں شروع فرمائیں اور اس  
خانہ مجاہدین کے اکثر سپہ سالار اور زعماء  
بھلت کے رہنے والے تھے بھلا مولانا غلام  
رسول ہر، حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب کی  
روایت کے مطابق سید صاحب کے نور افش  
خانہ مجاہدین بھلت کے ہر خاندان سے ایک  
فرشہ شہادت کی سرخروئی حاصل کرنے کی نیت  
سے شریک ہوا اور جام شہادت سے سرفراز  
ہوا۔ مولانا اسماعیل شہید اور مولانا عبدالغنی  
بھلتی لشکر میں قاضی تھے مولانا یوسف صاحب  
بھلتی (نیر و شاہ اہل اللہ صاحب) کو سید  
صاحب نے لشکر کا قطب بنایا تھا وہ لشکر میں  
راستی تعمیر کرتے تھے۔ مولانا شیخ ولی بھلتی  
لشکر کے ایک حصے کے سالار تھے۔ میاں جی محمد الدین  
اور قطب الدین بھلتی جیسے دوسرے متوجہ مجاہدین  
اسی مبارک سوز میں کیہ یاد آ رہے گویا  
اس سلسلہ فلاٹے ناب امت  
ابن خانہ ہمہ آفتاب امت  
حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنے ایک مکتوب  
میں یوشین گوئی فرمائی "مجھے اپنے سب سے  
کوثر الصالحین بھی اہل اللہ سے خالی نہ رہا"  
بعد کے دور میں بھی اس سستی میں رہے  
علیل القدر علماء پیدا ہوئے جن میں مولانا  
وحید الدین اور مولانا قطب الدین بھلتی شریک  
ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے سابق استاد

عبدالسمیع صاحب فرمایا کرتے تھے کہ دیوبند  
میں دین سے بہت بے رشتی ہو گئی تھی تو مولانا  
وحید الدین بھلتی نے مسخ و دوغٹ کے لئے دیوبند  
آ کر کھڑے تھے ان کے دغٹ سے رشید ہدایت  
کا باز ابد باہر گرم ہوا اور دین کا جذبہ پیدائش  
جڑھا شاہ محمد اسحاق اور شاہ محمد یعقوب بھی  
اسی بستی کے چشمہ چرغ تھے جن کے حکماء  
سے عرب و عجم میں ایک کثیر تعداد نے استفادہ  
کیا۔ قطب اللہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی  
کے تین خلفاء مولانا قاضی ابوبصیر صاحب، مولانا  
محمد فاضل صاحب اور مولانا محمد صاحب  
بھلتی ایک زمانہ میں یک وقت موجود تھے اور  
اور ان سے ملاقات کی عرض سے حضرت شیخ احمد  
بھلا خادب کھٹولی سے پایادہ تشریف لے گئے۔  
حضرت مولانا قاضی ابوبصیر راست بھویال  
کے قاضی تھے جو فقیر العصر حضرت مولانا عبدالقیوم  
صاحب بھلتی (صاحب زادہ حضرت مولانا عبدالغنی)  
کے بعد ریاست کے قاضی ہوئے ان کے بعد  
قاضی محمد رحیم صاحب بھلتی اس منصب پر فائز  
ہوئے ان حضرات کی برکت سے دیانت محبوب  
اور لوگ علم دوستی اہل دینی اخوت میں مشہور  
ہوئی۔ مولانا فاضل صاحب دارالعلوم دیوبند  
کے شروع کے ائمہ اور جمعۃ الانصار میں حضرت  
شیخ الہدیکہ رفقا میں تھے۔ وہ جمعۃ الانصار  
کے ناظم بھی رہے۔  
حضرت مولانا محمود احمد بھلتی حضرت اقدس  
مولانا قاسم نانوتوی کے خاص دست بستہ  
صاحب باطن و ظہر اور دارالعلوم دیوبند  
کے شروع کے استفادہ آپ کی تہذیب سے  
سادات قاضی چاند اور منصور پور شریعت  
سے تائب ہوئے ان حضرات و بھوتان کی  
کے لوگ آپ سے محبت تھے۔ دار حضرت گنگوہی  
بانی صلی



## تبلیغی جماعت

## صلح و امن کے پیامبر کیا ملک دشمن ہیں؟

مشائری علوی

تبلیغی جماعت کے متعلق قومی پریس کے ایک صفحے میں جو خبریں شائع ہوئی ہیں وہ یقیناً قابلِ مذمت ہیں کیونکہ اس جماعت کے قیام کے بعد سے آج تک اس کے کسی ہمنوا پر کبھی کوئی مقدمہ چلائے نہ ہی اس کے کسی اجتماع پر کسی انتظامیہ نے کبھی پابندی عائد کی ہے۔

البتہ جن شہرلوں میں بھی اس کے اجتماعات ہوتے وہاں کی پولیس اور انتظامیہ نے اس کی تعریف ہی کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے بیشتر اجتماعات غیر مسلم حضرات کے کیستوں اور زمینوں پر منعقد ہوتے ہیں جس کی وہ حضرات رضا کارانہ پیشکش کرتے رہے ہیں۔

بنا نہیں وہ مضمون ہمارے بعض صحافی کیسے پڑھ لیتے ہیں جو مضمون انشائی جینیس اور سی آئی ڈی بھی نہیں پڑھ پاتی۔ تبلیغی جماعت ہماری اطلاعات کے مطابق مسلمانوں ہی کا ایک طبقہ ناراض ہے اور بس۔ دوسروں پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

(ادارہ)

اجتماع کے دوران حکومت کے خلاف چلائے جانے والے ایجنٹوں کو لٹوئی کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے اجتماع کے انعقاد اور اس کی اہمیت کے بارے میں عالمگیر پیمانے پر تشہیر ہو گئی جو کہ اس نے کچھ ہی دن قبل پڑوسہ میں اجتماع ہوا تھا اس لیے ہمارے کچھ باریک بین اخبار نویسوں کو جو ایک مخصوص سیاسی نظریے سے متعلق رکھتے ہیں ہندوستان میں مسلمانوں کی کُتب الوطنی پر نہ صرف شبہ کرنے بلکہ پڑوس کے مسلم اکثریت والے ممالک سے ساز باز کر کے ملک میں اخلافی پھیلائے اور امن وامان کو برہم کرنے کے الزامات تراشنے کا موقع مل گیا۔ پڑوسہ اتفاقی سے ہندو نپال سرحد سے ملحق ہے وہاں لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کا وہ دن کے لیے اکٹھا ہونا ذاتی علماء کے کلام کی تقاریر سننے اور رات میں عبادت و ریاضت میں ان کی معروضیات کو مختلف پہلوؤں سے جامد زیب کیا جانے لگا۔

ملک کے کثیرالاضاعت انگریزی دُعا سے پڑوسہ کے اجتماع کو مسلم شدت پسندوں کا قتلِ عقد کے بجایا ہونے سے تعبیر کیا ہے۔ اور اپنی تفتیشی صفات سے یہ خبر لائے کہ پاکستان کی غلطی ایکس (آئی ایف آئی) نے اجتماع میں شریک لوگوں میں مسلمہ تفسیر کے اس طرح کی رپورٹ کسی مستبر کے جانے والے اخبار میں شائع ہو تو ”سگھہ پڑوسہ کے افراد کو مسلمانوں کے خلاف زہر افشانی کا اچھا مسالہ تھک لگ جاتا ہے۔ اور وہی ہوا۔ ان کے اخبارات میں تبصرے شائع ہونے لگے۔ اور تبلیغی جماعت کے خلاف کانالپوس کی تحریک چل نکلی۔

تبلیغی جماعت دراصل کوئی منظم جماعت نہیں ہے بلکہ دینی مسلح بریک تحریک ہے جس کا مقصد مسلمانوں کو ان کی کھڑی ہوئی ذہن دہشت سے واقف کرانا اور پیامِ انسانیت کے ساتھ ساتھ معاشرے کی اصلاح کی طرف قوم کو متوجہ کرنا ہے۔

بنگلہ دیش کا عالمی اجتماع پانچ ہندوستان میں منعقد ہونے والے اجتماعات جو نہ پوری طرح مذہبی رنگ لیے ہوئے ہیں اور ان میں کی جانے والی تقریریں اور مشورے سیاست کی چاشنی سے متبرہ ہوتے ہیں اس لیے عام طور سے ہمارے اخبارات یا دیگر ذرائع ابلاغ ان کی طرف توجہ نہیں دیتے اور نہ ہی ان اجتماعات کے داعی کسی قسم کی تشہیر کے خواہاں ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عام طور پر تبلیغی جماعت کے کام اور ان کے پیغام کے بارے میں خبریں مسلول کو معلومات ہوتی ہیں یہی نہیں ہیں زیادہ تر مسلمان جو اس تحریک سے وابستہ نہیں ہیں ان میں بھی اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ اتفاق سے لسانِ بنگلہ دیش کا اجتماع اس زمانے میں ہوا جب وہاں میگنٹا عالمیہ کی حکومت کے خلاف انقلاب نے زبردست تحریک چلا رکھی تھی اور پوری دنیا میں بنگلہ دیش کی صورتحال خراب اور ریڈیو بیسلی و بیرون کی خبروں میں بھائی ہوئی تھی۔

کچھ موصوفی ائمہ پڑوسہ کے مشرقی ضلع دیوریا کے شہر پڑوسہ میں تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع ہوا تھا۔ اس طرح کے اجتماعات ملک میں پیراں مختلف مقامات پر ہوتے ہیں جن میں شرکار کی تعداد لاکھوں میں شمار کی جاسکتی ہے اس کے نورانی بود بنگلہ دیش میں عید کے بعد عالمی اجتماع ہوا جو وہاں ہر سال ہوتا ہے اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جگہ کے زمانے میں عرفات کے میدان میں شریک ہونے والے مسلمانوں کے بعد اگر عالمی مسلم برہمنان کہیں جگہ ہوتے ہیں تو وہ ہیں جو بے غریب بنگلہ دیش جو بیت اللہ کی سعادت سے محروم رہتے ہیں وہ اسی عالمی اجتماع میں اپنی مشرکت کو ملتِ نباتت سمجھتے ہیں، غرضیکہ الیشیاء، الزلیقہ، یورپ، امریکہ کے ممالک سے جہانگیر بنگلہ دیش کے اس اجتماع میں شریک ہوتے ہیں اور اسالی تقریباً تیس لاکھ مسلمانوں نے اس میں شرکت کی۔

## بقیہ: شہدائے اسلام

بریلو صغرت کی طرف سے بھی ہے۔ (احکام شریعت ص ۱۴)  
 پر مولانا احمد رضا صاحب کا فتویٰ یوں درج ہے۔

### سوالیات

- ۱۔ بعض اہل سنت والجماعت عشر محرم میں نہ قرآن پھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کچے ہیں بعد دفن تشریہ روٹی پکاتی جائے گی۔
- ۲۔ ان دس دن میں کپڑے نہیں اتارتے۔
- ۳۔ ماہ محرم میں کوئی بیہوش دی نہیں کرتے۔
- ۴۔ ان ایام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے کسی کی نیاز و فاکر نہیں دلاتے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز، جینوا اور جروا۔

### الجواب

پہلی تینوں باتیں سوگ میں اور سوگ حرام ہے اور جو قربات جہالت ہے، ہر چیز میں ہر تاریخ کی روک لی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاکر ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم  
 رحمہ اللہ (مفت احمد رضا صاحب مدظلہ العالی)

اس فتویٰ کی رو سے۔ اگر محرم کو سوگ میں جھاڑو نہ دینا، کاٹنا نہ پکانا، کپڑے نہ بدلنا اور شادی بیاہ نہ کرنا حرام ہے جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ خود حرام کام کرتے ہیں اور اگر کوئی، اگر محرم یا محرم کی کسی تاریخ میں نکاح کچھ قریب کرنا ہوتا ہے تو اس پر لعن لعن کرتے ہیں۔ ہم اہل سنت کو چاہئے کہ کوئی شخص کر کے حرم کے جینے میں شادی بیاہ کرے تاکہ یہ رسم بدھوٹے۔

اسلامی تاریخ میں محرم کا ہیبت بھری مہینہ ہے اور بابرکت جینے ہے۔ اس میں عبادات کی کثرت ہے اس کو اور بابرکت ماننا چاہیے، اگر محرم کو روزہ رکھنا چاہیے یہ روزہ فرضاً واجب تو نہیں مگر صحابہ کرام یا بزرگ سے اس میں روزہ رکھتے تھے، اس روزہ کا فوہر بلا سے کوئی قطع نہیں ہے۔ یہ دن پچھلے بابرکت ہے اور درود پچھلے سے جلا آ رہا ہے۔

میں ان کے بارے میں مزید سے مولانا محمد میاں اور ان کے بہنو حضرت مولانا محمد ایاس صاحب نے یہ زبرداری کی سہمائی۔ مدرسہ میں پنجاب کے مشہور علمائے میوات نے جواب ہر بات کے ضلع گرد گھاڑی مجھے کے رہنے والے کا پیسے طلبا کو پڑھنے اور رہنے کا موقع دیا کیا جن کے والدین سے اور گھر والے سرکش اور جرائم پیشہ تھے میواتی طلباء پر تعلیم و تہذیب کا اچھا اثر مرتب ہوا۔ اور میوات سے آنے والے طلباء کی تعداد بڑھ گئی، اُدھر مدرسے سے فارغ ہونے والے طلباء نے بیوات میں واپس جا کر اصلاحی کام شروع کئے اور اپنے خاندان و اولوں کو جائز ناجائز کے فرق سے آگاہ کیا۔ خود حضرت مولانا محمد ایاس صاحب میوات تشریف لے گئے اور وہاں مختلف مقامات پر قائم فرمایا۔ اور مسلمانوں کو اپنی دعوت سے روشناس کیا مولانا کی کاوش سے پورے علاقے میں ایک انقلاب آ گیا۔ اور جام کی دنیا کو خیر باد کہہ کر مسلمانوں نے صاع اور پاک زندگی کو اپنا لیا۔ آہستہ آہستہ یہ تحریک بڑھتی چلی اور دلی و پنجاب سے نکل کر اس نے ملکہ مگر حیثیت بنیاد کر لی۔ چھوٹی چھوٹی جماعتیں ملک کے کونے کونے میں پہنچنے لگیں اور اسلام کا صلح و آمشقی اور صاف ستھرے مسلمان کے قیام کا بیانیہ گھر گھر پہنچانے لگیں

تیلینی جماعت کے رکن مذہبی مسالط میں فیہر مسلم تو درکنار مسلمانوں سے بھی اخلاقی مسائل کی گفت و شنید نہیں کرتے۔ جن ہوں کی اللہ سے معافی مانگتے ہیں اور آخرت کے سونے کے لیے آئسو بہاتے ہیں دعائیں مانگتے ہیں۔ ان کی تقریروں اور مشوروں کا مرکزی محور صرف مسلمانوں میں اسلام کی صحیح تعلیم کا فروغ اور عمل ہوتا ہے یہ نہ تو کوئی حقہ جملہ کرتے اور نہ ہی بندہ کروں میں مشورہ ان کے اجتماعات زیادہ تر سادہ ہیں ہوتے ہیں میں میں کسی مذہبی فرقہ کے کوئی شریک ہو سکتا ہے ایسے غصے بندوں پر بہت بستی اور ان کے اسلئے سے میں چوٹے جیسے ان کے غلط ہی نہیں بلکہ شرعاً حد تک قابل ملامت ہیں۔ (بلکہ یہ بظن بھی)

نہ قوان کا کوئی باقاعدہ دفتر ہے اور نہ ہی مہدیہ دہنو کی فطرت ہے اور نہ کوئی اثنا عشریہ تحریک کو نظم دینے کے لیے ایک مرکز ضروری سستی حضرت نظام الدین سے دہلی کی جنگ والی مسجد کو قرار دے دیا گیا ہے جہاں سے چھوٹے چھوٹے تبلیغی جماعتیں ملک کے مختلف مقامات پر روانہ ہوتی ہیں اور اصلاح کا کام کرتی ہیں۔ جماعتوں میں شرکت کرنے والے اپنے اخراجات کے خود کفیل ہوتے ہیں، ان میں کسی طرح کی کوئی مالصہ اعانت جیسا کہ جاتی، تبلیغی جماعت نہ تو کسی سیاسی جماعت سے شارف ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اپنے اجتماعات یا جلسوں میں کسی سیاسی مسئلہ پر بات کرنے کی اجازت دیتی ہیں۔

اس تحریک سے فیہر مسلم تو بالکل ہی نااہل ہیں مسلمانوں کا بھی ایک وسیع طبقہ اس سے اپنی سیکولرزم و کمیونزم جیسی آئیڈیالوجی کے زبر اثر ہونے کو جس سے دور رہتا ہے۔ اس تحریک کو سمجھنے کے لیے مناسب جگہ اگر اس کے ارتقا پر ایک اجمالی نظر ڈالی جائے۔ دلائے تقریباً دو کو بیرون ہالوں کے معبر سے قریب ایک تاریخی عمارت چونسٹھ کھمبا کے نام سے مشہور ہے جو حضرت نظام الدین اولیاء کے آستانے سے قریب واقع ہے۔ ۱۸۶۷ء میں انگریزوں کے ضلع مظفرنگر سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ مولانا محمد اسماعیل اس عمارت میں قیام پذیر تھے مولانا اسماعیل کا یہ دستور تھا کہ وہ پنجاب (دب ہریانہ) کی طرف سے دلائے والے زیادہ تر مزدور پیشہ لوگوں کو جو بیدل اس راستے سے گزرتے تھے۔ ان کی ہر گز مدد فرماتے تھے ان کے لیے کھانے پانی کا انتظام بلکہ ضرورت ہو تو آدم کے لیے کچھ بھی فراہم کر دیتے تھے ان میں سے جو مسلمان ہوتے تھے ان کو دن سے بھی جمع واقفیت دلانے کے کوشش کرتے تھے اس سلسلے میں قریب ہی ہی جنگ والی مسجد میں انھوں نے باقاعدہ درس و تدریس اور تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ مولانا کی رحلت کے بعد ۱۸۹۸

## ایک مطالعہ

## سیرت سید احمد شہید

## قسط نمبر

## پروفیسر وی احمدمدنی

کی تیاری کی۔ منزل طے کرتے ہوئے موضع ٹوٹھی میں داخل ہوئے۔ شورہ ہوا کہ آسمان زلزلہ چاہے مارا جائے۔ راہ بڑی کھٹن کھٹن تھی۔ جاہدین کی آرائش سخت پیاس سے ہوئی۔ راہبر کو لامنت کر رہے تھے۔ آخر اس راہبر نے کہا کہ صبح جگہ پہنچ گئے۔ دو ٹیلے جھوڑ کر تیسرا ٹیلہ تھا جہاں گوجروں کی آبادی تھی جاہدین کی پیاس بھی دور ہوئی اور دودھ وغیرہ سے توفیق ہوئی۔ لوگوں نے چھاپہ کے لیے کہا لیکن سید صاحب سب کی خشکی دیکھ رہے تھے۔ ایک رات اسی چراگاہ میں رہے۔ نماز فجر کے بعد کوٹھ ہوا۔ پانی کا انتظام کر لیا گیا تھا، پتہ چلا کہ درانیوں کا لشکر یکایک اور سوار ملا کر چار ہزار کے قریب تھا۔

آپ نے لشکر کو دو گروہوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ نے شیشوں مارا۔ درانیوں کے دولوں تو بیس لیں۔ ان کا ایک گوند مارا گیا۔ لشکر کے دو ستر حصے کے ساتھ سید صاحب بھی آگئے صبح سے شام تک لڑائی ہوئی رہی۔ جاہدین کو شش ہینوں کی گولیاں نقصان پہونچا رہی تھیں مرزا حسن بیگ کی حکمت عملی سے شش ہینوں کا پھینا بند ہو گیا عالم خاں جو اس طرائی کا باعث تھا اس کی نیت میں غور آیا۔ ساتھ ہی خیر کے جو لوگ متدد ہوئے تھے وہ لوگ درانیوں سے جا ملے۔ طے ہوا کہ درانیوں کی پشت پر چل کر شیشوں مارا جائے سید صاحب نے زبردست حکمت عملی سے کام لیا۔ عالم خاں سے کہا کہ ہم چاہا پر ماریں گے۔ اس نے فوراً درانیوں کو اس کی اطلاع دی۔ یہاں ایک ہندو راجہ رام سلون ضلع رائے پور میں کا دونوں توپوں پر رہ گیا۔ وہ توپ چلاتا رہا۔ سید صاحب تو لشکر کے ساتھ رات کو کوٹھ کے جلا کے طرف لوٹ گئے مگر درانیوں کے مارے دن چڑھے تک توپوں کے پاس نہیں آئے۔

اس قیام کے دوران حربی مشقیں جاری رہیں۔ آپ نے مانتہ کیا اور بہت مطمئن اور خوش ہوئے۔ فرمایا کہ بھائیو اس پر اعتماد نہ کرنا پھر اس کو موقوف کیا۔

سرحد کے ایک غلغلے عالم تشریف لائے آپ نے پہلے بیعت کرائی پھر ایک ناخواندہ آدمی نظام الدین نے آپ کے حکم سے جھوکی۔ یہ عالم بہت خوش اور مطمئن ہوئے۔ مردان کو جنگ میں شہید ہوئے۔

## آسمان زلزلے کی جنگ

موضع آسمان زلزلے کے عالم خاں اور جلالہ کے رسول خان سید صاحب کے پاس آئے اور اپنی جلا وطنی کا شکوہ کیا اور کہا کہ درانیوں نے ہمارے گھر کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور ہمیں بستی سے نکال دیا۔ آپ ہمارا کچھ انتظام فرمائیں ارباب بہرام خاں اور ان کے بھائی ارباب مجر خاں بھی ان کے ساتھ آئے ہوئے پہلے سے موجود تھے۔ درانی سکھوں کے خیر خواہ معاون اور مددگار تھے۔ آپ نے ملایا سے فتویٰ بوجھا کہ یہ لوگ باغی ہیں کہ نہیں فیصلہ ہوا کہ باغی ہیں اور ان سے لڑنا درست ہے۔ دونوں ارباب بھائی کو حکم دیا گیا کہ وہ خیر خاں سے اور اپنی قوم کو خفق کر کے پٹ اور پے لائیں۔ سب لوگ خیریت کے ساتھ خیر میں داخل ہوئے اور دہان سے قبائل کے انتقام کی خبر بھگد آپ نے کوٹھ

تھوڑی سی فرصت دیکھ کر سید صاحب نے ایک تبلیغی دورہ پکڑ کر جہاد میں تشریف لے گئے ہر جگہ لوگوں نے بیعت کی۔ سفر کرتے ہوئے صلوات سوات میں تشریف لے گئے اور وہیں لٹا کر طلب فرمایا یہاں پورے ایک سال لشکر جاہدین کا قیام رہا۔

## مولانا عبدالحی صاحب کی وفات

مولانا مرض بواسیر میں مبتلا تھے روز بروز بیماری بڑھتی گئی یہاں تک کہ نزاع کی حالت ہوئی سید صاحب تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا اور پہچانا۔ فرمایا کہ میرے واسطے دعا کریں اور میرے لیے پیر پیر رکھ دیں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس معیت کے لمحہ کو نجات دے سید صاحب نے فرمایا آپ کے سینے میں قرآن و حدیث کا علم ہے۔ آپ نے سینہ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اللہ العزیز فی الاصلیٰ کہہ کر تعالٰیٰ فرمایا۔ نماز جنازہ سید صاحب نے بڑھائی اور اعزاز کو تسکین دی۔ ایک خورد سال بیٹا عبد القیوم تھا مولانا عبدالحی کے سونپیلے بھائی انتقال کے بعد تشریف لائے دونوں بھائی کبھی نہیں ملے تھے سید صاحب کے ساتھ رہے اور بالاکوٹ میں شہید ہوئے۔

سید صاحب پر زہر کا بہت اثر تھا لوگوں کے مشورہ پر آپ نے اپنی دوسری زوجہ حضرت بیچڑ بی بی صاحب کی اجازت سے ایک چترالی لڑکی سے شادی کی۔

## کی طرف سے سفارت جہاد

سید صاحب نے لوگوں کے مشورے سے جی جیشی کے ساتھ نو آدمیوں کو تحائف کے شاہ بنھار کے پاس بھیجا۔

مولوی محبوب علی صاحب کے ساتھ بہت فدا پس لوٹ گئے تھے۔ آدمیوں کی کمی ہوئی۔ دوسو پنجابی مسلمانوں کو چار چار دوپہہ مرع سے ملا کر دکھایا گیا۔ اندازہ ہوا کہ ان کا کوئی نہ تھا۔ بغیر ضروری طور پر تفتوا ہی دی جا رہی تھیں موقوف کر دیا گیا۔ حضرت نے اُسے باد کے فضائل پر بات کی جس میں اہلس آدھے تھے۔ اور باقی اپنے گھر وں کو لوٹ گئے۔

## بائیں شریعت کا نفاذ اور اجراء

سید صاحب کو خیال ہوا کہ ان اطراف کے قانون کو احکام شریعت کے قبول کرنے، رسوم خدائی م کرنے اور امام کے اطاعت کی دعوت دی جائے اور فتح خاں اور اشرف خاں نے مدعو کیا میں سلسلہ میں بات کرنی چاہی مختلف ماہر علماء اور سربراہان و درجہ اشخاص کی میٹنگ ہوا اس سلسلہ میں گفتگو ہوئی۔ پچھتا رہا تھا، علماء کو اتنی ضرورت کی بڑی ضمانت ظاہر ہوا۔ اور سید صاحب نے سب کو بشمول ماں سمجھا یا کہ ہمارے مطالبہ کو قبول کرتے ہوتو میں قبول کرو ورنہ ہمارے اتحاد سے کچھ ہوا۔ اس وقت خاں بھی رضی ہو گیا۔ علماء اور درویش جت امامت کی تجدید کی۔ مولانا نے تاضی لقب کا فقرہ کیا۔ اس نظام شریعت کی بکات رہو تے۔ اس کی ایک مثال ماہر کی ایک لکھنؤ میں بنیت تھی جہاں سو برس سے جھگڑا چل رہا تھا۔ زبردست اور شورہ پشت لوگ حقدار لوگوں

کو بہ من بنائے ہوئے تھے۔ سید صاحب ان کے تادیب کے لئے چلے اور لوگوں نے محبوب جو کہ فیصلہ کو فوراً قبول کر لیا۔ اسی طرح کوسوں دور تک کوئی بہ نازی نہیں ملتا۔

## ممتاز مجاہدین کے ذکر

پنجتار کی چوٹی میں پہاڑی مجاہدین کی ایک بارونٹی جھانڈی تھی جس کا کوئی نہ مجاہدوں اور عابدوں سے آبار اور ذکر و عبادت، جہاد اور مجاہدے، محبت اور اخوت سے نکلنا تھا۔ شہر پناہ کے مشرق اور شمال کے کونے میں جو برج تھا اس میں سید صاحب موافق جماعت خاص کے قیام پزیر تھے۔ دوسرے برج میں باورجی خانہ اور غلہ کی تقسیم کا کون تھا یہیں مسجد کے حجرے تھے۔ تاضی احمد اللہ صاحب میرٹھی پوٹوں کے پیر خاں، مولوی سید مظفر علی مظہر آبادی اور ان کی جماعت مولوی احمد اللہ ناگپور، مولوی وارث علی بنگالی، مولوی امام الدین بنگالی، سید احمد علی، سید ابو محمد، سید ابوالحسن اور سید موسیٰ، امام اللہ لکھنؤ، حافظ کانی اور حافظ نالی نے رفیقوں کے ساتھ تاضی حیات اللہ، تاضی برہان الدین، شیخ عبدالوہاب، شیخ عبدالعظیم بھٹائی اور سید اسماعیل رائے بریلوی، ابراہیم خاں خیر آبادی، امام خاں شیخ حسن علی، صوفی نور محمد، مولوی خیر الدین، شیخ صلاح الدین، حاجی زین العابدین وغیرہ حضرات تھے جن کا دیرہ سید صاحب سے متعلق تھا۔ غلہ کی تقسیم کے لیے میرٹھی علی ماور تھے۔ ان کی غیر معمولی احتیاط سے سہولت میں فرق آتا تھا۔ پھر مولوی عبدالوہاب صاحب کا فقرہ تھا۔ وہ ہمارے میونس اس ذمہ دار تھے ان کو ندرست کر دیا۔ غرض ایسے حضرات سید صاحب کے قریب جتھے جن کا عزم باہر ایشیاء اور بے نفسی بڑے بزرگان دین کی کسے یاد دلاتی ہے۔

## خادی خاں کا اختلاف و انحراف

پیشخص والی ہنڈ ایک با اثر اور صاحب موعود سردار فتح خاں پنجتاری کی اہمیت بڑھنے سے کبیدہ خاطر اور آزدہ ہوتا جا رہا تھا۔ اُس نے ضرورت ضرورت کی مختلف واقعات ایسے ہوتے رہے جس سے اس کی دشمنی بڑھتی گئی۔

اس زمانہ میں اکثر سردار فتح شر کے خاطر رنجیت سنگھ کو نفل بندی دیتے تھے۔ سید صاحب اس کو کربا کیا۔ فرانسیسی فوجی افسر و ملٹوہ جو رنجیت سنگھ کا ملازم تھا نفل بندی لینے آیا۔ سوائے خادی خاں کے کسی نے نہیں دیا اور خادی خاں نے وینٹورہ کو اپنی فوج لے کر اُسے کا دعوت نامہ دیا اور اپنے بھائی امیر خاں کو بطور ضمانت بھیجا وینٹورہ سید صاحب کو تعظیم کے ساتھ خط لکھ کر ان کا ارادہ کے متعلق پوچھا اور بتایا کہ یہ ملک خالہ کی زیر نگیں ہے۔ آپ نے سنت جواب لکھا اور مولوی خیر الدین نے صاحب کو بطور وکیل بھیجا۔ مولوی خیر الدین صاحب نے پہلے قبول کیا وینٹورہ کو پتہ چلا کہ سید صاحب شیخوں ڈالنے والے ہیں وہ معذرت فرما ہو گیا۔

سید صاحب نے قلعہ الگ کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ قلعہ دار کو خبر نے اطلاع دی خادی خاں نے بھی خبر کی کہ وہاں مسلمان عورتیں اور بچے بچھڑ گئے مگر وینٹورہ کی دخل اندازی سے رہا کر دیے گئے۔

## مسلمانوں کی نا اتفاقی کا گلہ

سید صاحب ہندواری اور اسٹروں سے بہت مبہر ہو گئے تھے۔ خادی خاں کی کہیں ساکشین سامنے تھیں فتح خاں کے مشورے سے آپ نے اجتماع کیا نماز پڑھ کر سید صاحب نے تقریر کی۔ کامل آخون زاد سے قریب کھڑے اس کا ترجمہ کرتے جاتے تھے۔ سید صاحب کی تقریر میں عجیب رفت اور تاثیر

اپنی عادت کے مطابق لوٹ مار میں لگ گئے۔  
یار محمد خاں کو کاری رحمہ اللہ نکالنا تھا۔  
پہنچے پہلے مر گیا۔ اس کے سات بڑے سردار  
اور تین سو کے قریب لشکر کی مقتول ہوئے  
مجاہدین میں صرف چار آدمی شہید ہوئے۔

حضرت امیر المومنین (سید صاحب)  
توب خان، لشکر مشرق اٹھا اور اپنے اہل ملک  
کے ساتھ پنجتار میں داخل ہوئے، حضرت نے  
لوٹ مار کی خدمت بدر ایک بہت بڑا اثر و مظلوم  
اس زمانے کے عزیز الوطن مجاہدین کو امان ملنے  
راستے کھل گئے۔

یہ سال مغضن کی بکیت اور زوال کا تھا۔  
مال غنیمت کی تقسیم میں ایک حصہ بیت المال میں  
داخل کیا گیا، اور چار حصے غازیوں میں تقسیم  
کئے گئے، ہندوستانی غازیوں میں زیادہ تر نے اپنے حصے  
بیت المال میں داخل کر دیئے۔

ایک روز پنجتار اور زیدہ کے دونوں  
فتح خاں آپس میں مشورہ کر کے سید صاحب  
پاس آئے اور اپنے واسطے ایک خاص کی تقرر کے  
لیئے درخواست کی، کہا کہ ہماری بستیوں سے  
عشکر کی ادائیگی ہوگی، اپنے قاضیوں کا نفرو صیب  
فرمانش کیا۔

حضرت نے توب خان کا مرکز چنا، غازیوں  
نے توب خان کو اپنے بہنچاد میں گوند زوں کے  
مکان بنائے گئے۔ توب خان کے گولوں کو کم جان کر  
موضع قائم خیل میں کاغذ قائم کیا۔

حضرت نے فخرانے سپہ گری کے شوق  
میں بہت دلچسپی لیا، ہر کی تھوڑا سا  
نیزہ بازی، بھری گد، رستم خوانے سب کی  
شوق مشورہ ہوئے۔

(جاری)

فتح ہو گیا۔ اس طرح کو کسی مجاہد کی تکریم تک  
نہیں پہنچی۔ مغضن میں صرف ایک ہوا اور  
خادی خاں تھے۔

## جنگ زیدہ اور یار محمد خاں کا قتل

خادی خاں کے حقیقی بھائی امیر خاں نے  
انعام لینا چاہا، اور ان رشتہ داروں سے مدد کا  
خواستگار ہوا، سید صاحب کے قریبی تھے لیکن  
انھوں نے انکار کر دیا، اس دوران بدو اتر پیش آیا  
کرسید صاحب نے اس سید شاہ نامی ایک معتمد کو  
جو وہ غیر مسلح آدمیوں کے ساتھ ایک غریب شاہوں  
لانے کے لیے پنجتار بچھا، امیر خاں کے سواروں نے  
ان پر حملہ کیا۔ بارہ کو شہید کر دیا اور شاہ اپنے  
ساتھ لے گئے۔ مغرب خاں اس اندیشہ سے کہ

مولوی اسماعیل صاحب نے اس کی شکایت تو نہیں  
کی ہے، سید صاحب سے الگ ہو کر اپنے گھر بیٹھ گیا  
حالات ایسے ہوئے کہ بہت سے لوگ دشمن چمکے  
اور راستے مسدود کر دیئے، امیر خاں ملج کی بات  
چیت کرتا رہا، اور یار محمد خاں سردار پٹا ور کے  
پاس گیا۔ وہ بہت سی مضعفوں کا خیال کر کے  
رونے کے لیے آگیا۔ سید صاحب جو لڑائی کا طریقہ  
اختیار کرنے کی ہدایت دی تھی اسے لوگ فراموش  
کر گئے لیکن مجاہدین اللہ کی مدد سے کامیاب رہے۔

یار محمد خاں توب خان کے ساتھ آیا تھا، دال  
کے لوگ توب خان کی آواز سے بہت ڈرتے تھے۔

سید صاحب معالمت کی گفتگو کر رہے تھے لیکن  
یار محمد خاں نے بہت متکبرانہ جواب دیا، سید صاحب  
کی حجت کو جو شش آیا اور شیخوں کا حکم دیا، مولانا  
اسماعیل نے لشکر کو زیدہ سے باہر مرتب کیا۔  
مجاہدین نے آگ کی بارش میں کود کر باروتوں  
پر قبضہ کر لیا۔ دڑائی بے حاشہ بھاگے، باقی دُور

توب خان بھی قبضہ میں آگئیں، تھوڑا سا اور ولایتی

سید صاحب واپس چلے گئے اور مولانا اسماعیل صاحب  
نے گفتگو شروع کی، اس نکتہ پر جو کلام پاک کی  
آیت سے مٹوڑے تقریر کر کے ایمان والوں اللہ  
کی اطاعت کرو۔ اس کے رد کی اطاعت کرو اور  
تم میں سے جو صاحب حکومت ہیں ان کی بھی اطاعت  
کرو۔ خادی خاں دماغے اللہ گیا، اور سید صاحب سے  
گفتگو میں متکبرانہ ہجو اختیار کیا۔

## دیندھورہ کی دوبارہ آمد اور جنگ پنجتار

مجاہدین کی اطاعت سے دیندھورہ شرمندہ تھا  
خادی خاں نے اسے بلایا۔ وہ ٹرائل کر لے گیا، سید  
صاحب پنجتار کے درے کی طرف چلے۔ دیندھورہ  
کے بیچ میں آپ نے دیوار تعمیر کا حکم دیا، صورت حال  
بالکل مغرورہ خدی کی سی ہو رہی تھی۔ پورے انتظام  
کے بعد پوری حریف مکت علی گیارہ کی، مولانا اسماعیل نے  
آیت بیت رمضان کی تلاوت کی، سب شہادت  
کے لیے تیار ہو گئے۔ دیندھورہ نے پسپائی اختیار کی۔  
سید صاحب نے خادی خاں سے پھر گفتگو چاہی  
اس نے کہلا یا کہ ہم لوگ رئیس اور حاکم ہیں، سید  
بادشاہ کی طرح ظالموں کی نہیں، ہمارا شرفیت  
جد ہے، ان کی خدا، بار بار سید بادشاہ ہمارے  
بچے کھول پڑتے ہیں، جو کر سکیں کو میں تنگی والوں  
نے بھی فریب دہی کی۔

سید صاحب نے قلعہ ہند کی تسخیر کی یاد دہانی  
عصر کے وقت کو چاہا، مگر چونکہ پورہ قلعہ تقریباً  
ایک دشت تھا، لہذا ہر جنگ گئی، دوسرا ہر جو  
خادی خاں کا عزیز تھا، سید صاحب سے بد لے گیا۔  
بڑی کھینچ کر جب ظاہر ہوئی تو قلعہ کے سامنے  
پہنچ گئے تھے۔ اندر گئے، خادی خاں جو بہت  
الہیان سے تھا بدحواس ہو گیا، مجاہدین کی گولیوں  
سے اس کا کام تمام ہو گیا۔

مولانا اسماعیل کے صحنہ بدھیر سے ہند لاکھ

# فرانسیسی ڈاکٹر کی قبول اسلام کی کہانی، خود اپنی زبان میں

یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ کے لا اقلاد  
تلا مذہ اس وقت ہندو پاکستان میں دین کی  
خدمت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ مولانا  
مروم نے آخری عمر میں لاہور کی طرف انتقال  
مکا کی کیا اور وہیں آسودۂ خاک ہوئے  
آسمان الٰہی کی قدر پر شہنم افشاں کرے  
اللہ کے تمام تلامذہ میں مفسر قرآن مولانا  
ڈاکٹر حسین عید کی پچھلی مصنف خطبات موقوف  
نے مدرسہ کی ایک مہر صلیک نہایت اعلیٰ صلیک  
ساتھ خدمت انجام دی۔ اور اپنے حلاقہ کے  
حلاقہ حنبلی خصوصاً بنگلور اور مدراس میں  
اجیاسنت، رتبہ بدعت اور علوم قرآن و حدیث  
کے سلسلے میں شاندار قابلِ فخر خدمات انجام دیں۔  
گویا صدیوں تک یہی علوم و علما کرام کز  
رہے اور اس نے ہر دور میں امت اسلامیہ  
کی قیادت کا فریضہ انجام دیا ہے۔ اور اس کی  
تاریخ نامہ، درختہ نامہ اور تابانی میں اپنی

نظر ناقص ہر کجا کی منگرم  
کرشمہ دامن دلی کی شکر گاہی امت

یہ درس گاہ جناب مولانا محمد کرم صدیقی کھ  
سرستی میں، دارالعلوم ندوۃ العلماء کی ایک شاخ بن چکی  
ہے۔ مولانا محمد کرم صدیقی سے جو لوگ واقف ہیں ان کی  
اطلاعات کے اعرض ہے کہ وہ اپنی عمر کے خلاف جو سال  
وجوال بخت ہیں اور اپنے جذب و کیف، کام کی دھن،  
اصول معاشرہ و دعوت حق میں بڑی عمر کے علاوہ اشخاص  
کے نمائندہ ہیں۔ صاحب عزم و حوصلہ، دل پر سورۃ تہم قرآن  
اور دلی بیدار کی دولت رکھتے ہیں۔ وقت کے تمام اہل علم  
کی شغفوں کے حامل ہیں، اور آج حضرت شاہ ولی اللہ  
دیوبند کے فیوض کو عام کرنے میں سہمہ ہیں۔ جادیت  
فیہ دلہ۔

✽✽✽

ایک فرانسیسی ڈاکٹر سمندری جہاز میں سفر کرتا تھا۔  
بصرے پاس اپنا سفر قطع کر کے وہ ایک عالم  
ابھو پڑا۔ اور مسلمان ہو گیا۔  
یہ ڈاکٹر فریضہ تھے جو پیرس کے ایک کامیاب پکشنر  
نے علاوہ فرانسیسی ہونے کے علاوہ فرانسیسی باپینٹ  
نئے اسلام قبول کرنے کے بعد پارلیمنٹ سے الگ  
رہیں کی سکونت ترک کر کے فرانس کے ایک چھوٹے  
لوہی سکونت اختیار کر لی اور خدمت خلق میں مشغول  
ہوئے۔ دہے مصری زبان سے ان کے مکان پر مل کر ان سے  
دل کرنے کا سبب دریافت کیا۔

ایک آیت ڈاکٹر فریضہ نے جواب دیا۔  
آپ کے مسلمان ہونے کے بعد فریضہ نے  
میں میری اب تک مسلمان عالم سے ملاقات نہیں ہوئی  
میرے ساتھ کوئی نہ پیش آیا۔  
ڈاکٹر فریضہ نے جواب دیا: ”مجھے کبھی سمندری موقوف  
نے کا اتفاق ہوا ہے۔ میری زندگی کا بڑا حصہ بالہ  
ان کے درمیان بسر ہوا ہے۔ اسی طرح کے ایک سفر میں  
مجھے قرآن کا ایک فرانسیسی ترجمہ ملا جو یسوسا  
ترجمہ میں نے اسے کھولا تو سورۃ قدر کی ایک آیت  
تھی جس میں ایک سمندری نظامہ کے کیفیت بیان  
ہے۔ اُن کی کلمات..... فَعَالَمٌ مِّنْ نَّبْرَةٍ  
(سورۃ قدر، آیت ۱)

پھر اگر سمندری اس کو دعا پناہ یا جو موع نے۔  
بہر اہل کے کوبر بادل اندھیرے پڑا دھیرے اہل  
تسلیم بنا ہاتھ نکالے تو توقع نہیں کہ وہ اس کو دیکھ سکے  
و خداوند سے اس کے لیے کوئی رشتہ نہیں۔  
میں نے اس آیت کو نہایت دلچسپی سے پڑھا جس میں  
نظامہ کی کیفیت بیان کی گئی تھی میں نے یہ تیرہ ہی

نویسار دل کشیل کی عمر کی اور انداز میان کی واقعیت سے بے  
مناظر ہوا۔ میں نے خیال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نور ایک ایسے  
شخص ہوں گے جن کے رات اور دن میری طرح عمدہ کی موقوف  
میں گزرے ہوں پھر میری حیرت تھی کہ انھوں نے کلموں کی  
آؤنگہ اور ان کی حدود جہد کی حاصل کو کیے تھے الفاظ بیان  
کیا ہے کہ وہ خود اتنے سیاسی با دلوں کی اور جوں  
کے طوفان میں ایک جہاز پر کھڑے ہیں اور ایک ڈوبتے ہوئے  
شخص کی مدد کو اس کو دیکھ رہے ہیں اس سہمتا ہوں کہ  
سمندری خطرات کا کوئی ٹرس سے بڑا ماہر بھی اتنے کم  
الفاظ میں اتنے کامیاب طور پر خطرات بحر کی تصویر کشی  
نہیں کر سکتے ہیں۔

لیکن اس کے تصور سے ہم مراد بعد مجھے معلوم ہوا  
کہ محمد عربیؐ بعض ایسی تھے اور انھوں نے زندگی بھر کبھی  
سمندر کا سفر نہیں کیا اس انکشاف کے بعد میری دل روشن  
ہو گیا۔ میں نے سمجھا کہ یہ محمدؐ کی آواز نہیں بلکہ اس خدا کی آواز  
ہے جو رات کی تاریکی میں ہر ڈوبنے والے کی بے حاشی کو دیکھ  
رہا ہوتا ہے اس کے بعد میرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ  
تھا کہ میں مسلمان ہو جاؤں۔  
(تقریر ہفت روزہ الجمعیت)

## بقیہ۔ پچھلتی زیارت

کے یہاں آپ کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔  
اس روشنی و تابناک تاریخ کے بعد اس  
دور کا خطاط میں بھی اسناد العلماء حضرت مولانا  
علا الدین صاحب کی ذات گرامی بخت کے لے  
قدرت کا ایک بے مثال عطیہ تھی انھوں نے  
اسی مدرسہ فیض الاسلام میں تقریر کیا ساتھی سال  
میں سمندری کو رونق بخشی اور علامہ

# دہلی کا نیشنل کونشن

از: انیس چشتی

۱۹۷۰ء رانا پرتاپ روڈ، پونہ ۴۱۱۰۲۲

انجم الحرف نے ذمہ داروں کے سامنے ایک تجویز  
پر بھی رکھی کہ یہ کونشن محض وقتی ثابت نہ ہو بلکہ  
ان سماجی اور معاشرتی برائیوں کو دور کرنے  
کے لئے ایک مستقل پلیٹ فارم کو وجود بخشا جائے  
اسی نظریے کے تحت مشہور نکل اور مورخ نینز  
گانڈھی جی کے قدیم سماجی ڈاکٹر بشپھرناتھ پانڈے  
صاحب کی صدارت میں قومی سطح کی ایک تنظیم

(SOCIETY FOR COMMUNAL  
HARMONY) وجود میں آئی اور جس کا صدر دفتر  
دہلی میں ایو جی اسٹیٹ میں رکھا گیا، اس کی  
پہلی سالانہ مولانا علی میاں اور پی این بکر اور  
بگم عابدہ علی احمد اور سر سید روہن کے علاوہ ملک  
کے چوٹی کے افراد رکھے گئے اور (PRESSURE  
GROUP) کی حیثیت سے یہ تنظیم بابر کام کر رہی  
رہی۔

عالیہ "حوالہ" معاملہ نے ملک کے دانشوروں  
کو پھر ایک بار بے چین کر دیا اور اس کی سب سے  
بڑی وجہ چوٹی کے سیاست دانوں کی اس میں شمولیت  
تھی، خانہ ۱۱ مارچ ۱۹۷۰ء دہلی میں پھر ایک بار  
نیشنل کونشن بلائے کی بات طے کی گئی۔

یہ کونشن گانڈھی اسمبلی کے تعاون سے دہلی  
میں پارلیمنٹ انیکسی میں منعقد ہوا۔ اور ملک بھر  
سے تقریباً ۳۵۰ دانشوروں، قانون دانوں،  
سماجی کارکنوں، مصنفوں، اخبار نویسوں اور  
مختلف جمیوں میں کام کرنے والے افراد کو نمائندے  
بھیجے گئے، مرکزی خیال کے طور پر اس کونشن میں  
بحث و تمیز کے لئے ۳ رکات رکھے گئے۔

۱۔ سیاست میں غنڈہ گردی کا رخصتا ہوا رجحان  
(Criminalisation of the Politics)  
۲۔ رشوت ستانی (Corruption)  
۳۔ فرقہ واریت (Communalism)  
اس کونشن میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے

علاوہ سیاست کا غنڈہ عناصر سے الحاق اور برصغیر  
ہوفا شرسٹ اور فرقہ وارانہ رجحان اس ملک کیلئے  
ایکے چیلنج ہے۔

ان خطرات کو نظر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی  
نے آزادی کے وقت ہی محسوس کر لیا تھا۔ جیسے جیسے دن  
بیتے گئے ان معاملات میں مزید سنگینی آئی گئی، نوبت یہاں  
تک پہنچی کہ سیاست دانوں نے آج پورے ملک کے عوام  
کو زندگی اور موت کے درمیان پر لاکھڑا کر دیا ہے  
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے جب اس خوفناک محسوس  
کیا تو انہوں نے ۴۷ء سے باقاعدہ ملک بھر کے چاروں  
تحرک پیام انسانیت کا آغاز کر دیا اور بھارتی عوام  
کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلانے کے کام میں جٹ

گئے، انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ یہاں کی عوام  
کو انسانیت کی بنیادوں پر جوڑا جا سکتا ہے۔  
یہ ان کا بھولا ہوا سبق ہے، چنانچہ ملک کے طول  
و عرض میں دورے کئے گئے، جلسے، سیمیناروں  
اور دعوی خطابات کے ذریعے انسانیت کا پیمانہ  
انسانوں تک پہنچایا گیا، ان تمام جلسوں میں  
غیر مسلموں کی بھاری اکثریت شریک ہوتی رہی  
اور انہوں نے بڑا اچھا اثر لیا۔ ۱۹۹۰ء  
اسی طرح کا ایک نمیشن کونشن ۱۷ مارچ  
کو دہلی میں طلب کیا گیا تھا جبکہ بابر کی تحریک  
اپنے شباب پر تھی، اس کونشن کے دوران

فساری کا ایک مشہور مصرعہ ہے  
میل بہ نگاہ مجوں باید دید  
یعنی یہ دکھائی دے گا تو یہی لیکن اس کے حسن کو دیکھنا  
ہے تو مجوں کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔  
اسی مصرعے کو اگر ہمارے ملک سے متعلق کہنا چاہیں تو  
کچھ اس طرح ہو گا کہ

بھارت پر نگاہ بیرون باید دید  
یعنی اگر آپ بھارت کی اصلیت سے واقف ہونا چاہیں  
تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ بھارت سے باہر قدم  
رکھیں اور وہاں سے بھارت کو دیکھیں۔ یا باہر والوں  
کی آنکھ سے دیکھیں۔ کسی زمانے میں یہ سید ہون، جادوگر  
فیروز، مادھو داس اور بھاراجوں کی بھڑکی بھڑکی  
لیکن اب یہ "اسکینڈل" اور "توالوں" کی سر زمین کے  
نام سے پہچانا جاتا ہے، اس میں غیر ملکیوں کی بھڑکی بھڑکی  
ہیں کوئی ایک اسکینڈل ہو تو بیان کیا جائے۔ جیپ  
اسکینڈل کیس ۱۹۷۷ء، سینٹ کس فور جری ۱۹۷۹ء،  
پولینڈ رولور اسکینڈل ۱۹۸۵ء، ویسٹ لینڈ میڈیا کا پٹر  
اسکینڈل ۱۹۸۴ء، امیر بس اسکینڈل ۱۹۹۰ء، فکھر  
اسکینڈل ۱۹۹۴ء، ہر شہ ہند (رزرو بینک) اسکینڈل  
۱۹۹۲ء اور اب حوالہ معاملہ۔

ملک کے باہر اور درون مشہور ہوں کو ان تمام  
باقول نے پریشان کر رکھا ہے اور ملک سے سچی محبت  
کرنے والوں کی باتوں کی نیند چاہئے۔ پھر اس کے



(UNFORTUNATE) قرار دیا۔ اور کہا کہ اس فیصلے کو حکومت لاؤنٹری سے اکثر این کر دے اور پارلیمنٹ کے اسی اجلاس میں آرڈی ننس آنا چاہئے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ۔ پولس کا ٹرینا جو دباؤ (TERRORISM) کو جنم دیتا ہے بلکہ یہ ملک پولس خود میرا لیسٹ بن جاتی ہے، دست ملٹھ مشہور دانشور، مقرر اور پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ یہ مرکزی وزیر بھی رہ چکے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ۔ ویلنٹ چلیا رپورٹ کے مطابق ہمارے ملک میں ہر سال ایک لاکھ ساٹھ ہزار کروڑ روپیہ کا لاپروسیہ پیدا ہوتا ہے جبکہ قومی آمدنی صرف ۸۸ ہزار کروڑ روپے ہے، ہم انسانیت کے دھرم کو نہ مانتے ہوئے الگ الگ ذوق دار دنیا کیسیاں ملنے لگے ہیں۔

شعبہ راجی و جی نوجوانوں میں کام کرنے والے ایک عمر رسیدہ مجاہد آزادی اور گاندھی جی کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ وہ چنے بچپن سے نوجوانوں میں کام کر رہے ہیں۔ انہیں مرکزی حکومت نے ایک پوری ریل دے رکھی ہے کہ وہ پورے ملک میں نوجوانوں کی فوج کو لے کر گھومیں اور ان میں اتحاد و یکجہتی پیدا کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے کام ہر شخص ایماندار ہو سکتا ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے پر اعتبار کرنا سیکھیں۔ اس ملک میں ۱۶۵۲ مادری زبانیں بولی جاتی ہیں، اس کے بجائے کناڈا میں صرف دو زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن دودھ پیلے وہ ملک بھی ٹوٹے ٹوٹے رہ گیا۔ چنانچہ بھارت میں توڑنے کے لئے بہت کچھ کیا جا رہا ہے، جوڑنے کیلئے کچھ نہیں کیا جا رہا ہے، نئے دلدوز بیان نے لوگوں کو جو کھا کر رکھ دیا۔

گاندھیائی تحریک سے منسلک ایک عمر رسیدہ قانون اداشن بھی اس مجلس میں موجود ہیں، انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے مفروضہ کو ایک لائحہ بنانا چاہئے جو ملک میں حکومت ہر کر اس پھیلائے جوئے نذر کا اپنی باقی ۲۲

رقعہ تھا ہے۔ اسی طرح احمد آباد کے بھائی فاد کی ذمہ داری سپریم کورٹ نے آر، ایس، ایس پر رکھی ہے، نہایت انکس کی بات ہے کہ ہم نے بڑے بڑے باندھ اور بلی گھر بنائے لیکن ہم نے بھارت کے بچوں کو بنائے کا کام آر، ایس، ایس پر محصور دیا، کنونشن میں گاندھی جی کے پوتے راج مہن گاندھی بھی شریک تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں ایکشن اصلاحات سے متعلق بہت ماری باتیں کہیں، ان میں ایک اہم بات یہ بھی کہ۔ ایکشن لڑنے سے پیپ ہر ایڈر کو لینے اتنا (ASSAS) بنائے ہوں گے۔ وہ لینے کھانے کھلے کھیں کیونکہ گاندھی جی اور ٹیگور ایکشنی اخراجات سے بہت پریشان تھے، حالانکہ ان دونوں میں یہ اخراجات صرف چند ہزار تک محدود تھے۔ وہ ہندو تو سے متعلق سپریم کورٹ کے عالیہ فیصلے کے بھی جی میں نظر آئے اور یہ کہا کہ اس کا تمام تر افتاد اس کی تشبیح پر موقوف ہے۔

موصوف کے بعد مولانا عبدالمکرم پانچھ صاحب نے قرآن و سنت کی روشنی میں اتحاد و یک جہتی اور انسانیت کو لڑکی کا متد مثالی پیش کیا اور اس ردائی سے اپنی بات کہی کہ شہر کا نئے محل مہوت جو کر رہ گئے۔

سابق جیشن کھنڈ اپنی خالی صحت کے باوجود تشریف لائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ابھی تک سیکولرزم کی صحیح فہم نہیں کر سکتے ہیں سیکولرزم نہ تو خدا کا لہجہ اور نہ ہی خدا موافق ہے۔ با بری سجد کی شہادت ہمارے ملک کے ساتھ پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ ہندو ازم کے صبر و رضا اور قوت برداشت (TOLERANCE) کی ہوا کی دو کھانڈ، آچار یہ گوش، گاندھی جی، میگور سے لے کر ڈاکٹر رادھا کرشنن سب نے تعریف کی ہے ہندو مذہب میں تمام مذہب کے اجزاء موجود ہیں۔

ہیں ان کا احترام کرنا چاہئے۔ جسٹس ہر نے ہتھوڑے متعلق سپریم کورٹ کے عالیہ فیصلے کی کل کر مذمت کی اور اسے انہوں نے

بقی بیج، تین سابق گورنر، ۶ سے زائد سابق رلنٹ، ۵ سابق ہائی کسٹر اور مسٹر۔ یوں کے وائس چانسلر، ان کے علاوہ تعلیمی جی نیز سماجی میدانوں میں کام کرنے والے کے نامزدوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

یہ کنونشن ڈاکٹر بشیر ناٹھ پانڈے صاحب کی میں منعقد ہوا۔ اور انہیں کے کلیدی خطبے سے غاڑا ہوا، پانڈے صاحب کی عمر ۹۲ سال کی با وین چیمبر پر لایا گیا۔ پچھلے دنوں وہ صحت فے۔ لیکن اسکے باوجود وہ سارا دن کنونشن ڈگرام کو کنڈرل کرتے رہے، انہوں نے بڑے رسے بلکہ ایکسکیس باؤسی کے لیے میں کہا کہ میرے یہ پوری صدی پیمانی ہوئی ہے۔ میں نے اس کی فانیج کو ان آنکھوں سے دکھا ہے، گاندھی جی دی کے بعد ایک باندھ کہا تھا کہ ملک اندھکار رجا رہا ہے۔ پانڈے جی نے یہ بھی کہا کہ

۱۱۹ میں لوگ بتا کر ہی جیل میں تھے، اس وقت میں، ایس کے بانی ڈاکٹر مہنڈے دارمی ہمارے تھے، بالکل ایک عام مجاہد آزادی کی طرح جین لیک ج ڈاکٹر مہنڈے آئے اور انہیں مادہ کر کے باس

۱۔ پھر وہ روز بھانے لگے اور وہ اتنے بدل گئے، وہ جیل سے باہر آئے تو انہوں نے ایک نہایت ارادہ تحریک اور تنظیم راشرہ موم سوک مگھ قائم کیا۔ اس کے نتائج آج ہم دیکھ رہے ہیں، انہوں کا گاندھی جی کا قتل کیا جس کا اعتراف خود ہمارے نے اپنی رپورٹ میں کیا ہے، میں حکومت سے رہتا ہوں کہ سرور ایشل کی وہ رپورٹ ہم حکومت کے سامنے رکھے۔ دوسری ایک اور اہم بات یہ ہے کہ ہم نے بھارت کے پورے دستور پ سے لیا ہے، چنانچہ وہاں جو خوبیاں تھیں ی کی پوری انگلی ہیں۔ آج اس بات کا پرچار لا دنیا میں ہو گیا ہے کہ بھارت کے ساکھیا راشی

محمد طارق ندوی \*

# سوال و جواب

س: مسجد کی رقم سے لائبریری کھول سکتے ہیں؟

ج:۔ اس رقم سے لائبریری قائم نہیں کر سکتے ہیں۔

س:۔ میوزک کے ساتھ نظم سننا کیسا ہے؟

ج:۔ میوزک کے ساتھ کچھ بھی سننا شرعاً ممانوع اور باعث گناہ ہے۔

س:۔ گھڑی کس ہاتھ میں پہننا چاہیے؟

ج:۔ دائیں یا بائیں گنگھا ہاتھ میں پہن سکتے ہیں۔

س:۔ یک شخص کے پاس بقدر نصاب شرعی نقد عدیہ

موجود ہے مگر اس کی اولاد کی شادیوں کی ذمہ داری اس

پر ہے کیا ایسی صورت میں زکوٰۃ اس پر واجب ہوگی؟

ج:۔ اگر مال پر حلال حل (مال گزونا) ہو جائے تو اس

پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ اور اگر سال کرنے سے

پہلے ہی اس کو ان معاف میں صرف کر دیا تو اس پر

زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

س:۔ کیا سودی رقم سے کوئی اسلامی شعبہ قائم کرنا درست

ہے؟

ج:۔ سودی رقم سے جس کی حرمت قرآن دھرم کے

حرز کا لغوی سے ثابت ہے، کوئی بھی اسلامی شعبہ

قائم کرنا خواہ وہ کتنا ہی بڑا کار خیر ہو مشروطاً حلال

س:۔ نقد الیپسٹ کارڈ کو عیب میں رکھ کر جبکہ اس میں

تصویر بنی ہوئی ہے، نماز جیسے کام کیا کر سکتے ہیں؟

ج:۔ تصویر والے نوٹ اور الیپسٹ کارڈ وغیرہ کو عیب

میں ضرورتاً رکھ کر نماز پڑھنے میں کوئی قرابت نہیں آتی ہے۔

س:۔ ایک شخص ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھتا ہے جس میں

بقدر معافی نجات لگی ہو تو اس کا یہ عمل کیسا ہے؟

ج:۔ کسی شخص کا ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا جس میں

بقدر معافی نجات لگی ہوئی ہو مکروہ ہے۔

س:۔ برہہ وغیرہ کا لحاظ کرتے ہوئے کیا مستورات کی تعلیم

ہو سکتی ہے، بعض لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں؟

ج:۔ برہہ وغیرہ کا اہتمام کے ساتھ لڑکیوں کی تعلیم تربیت

کا نظم کرنا اور دینی تعلیم کو عام کرنا کا خیر ہے لڑکیوں کو

دینی تعلیم کے لیے اس قسم کے ادارے بروس ہندوستان میں

قائم ہیں شرعاً ان کے قیام میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ جس

طرح مردوں پر تعلیم فرض ہے اسی طرح عورتوں پر بھی ایسا

برہہ وغیرہ کا اہتمام کرنا لازم ہے۔

س:۔ کیا اسلامی نقطہ نظر سے محدث و کاتب یعنی بنانا لکھ

جانا کرہ ہے یعنی کیا کوئی اس طریقہ اپنا جائز سے اولاد کو روکا

جاسکے مثلاً زور دے کر دماغ حمل داریوں کا استعمال کرنا؟

ج:۔ غلامانی منصوبہ بندی کی خطرناک عمل داریاں یا زور

وغیرہ کا استعمال ناجائز ہے، زنا و زنا کے عمل سے بعض غیر جائز

کے خوف سے بایں حلی ذرائع استعمال کرنا صحیح نہیں ہے قرآن

مجید میں ہے کہ اپنا اولاد نہ کرواؤ اس کے اندر بچے سے قتل

نہ کرو تم ہی تم کو بھی روزی دیتے ہیں اور ان کو بھی۔

س:۔ درس کی ایک بڑی رقم بینک (BANK) میں ہے

جس پر انٹریسٹ بھی ملتا ہے۔ کیا درس کے کسی کلام میں یہ

انٹریسٹ کی رقم لٹا سکتے ہیں اگر نہیں تو اس کا کیا معروف

ہوگا؟ زبیر کہنا ہے کہ اس رقم سے بیت الخلاء و استسجا خاتمیہ

کر سکتے ہیں؟

ج:۔ درس کی جو رقم بطور انٹریسٹ منجمد یا سود ہے۔

جو شرعاً حرام ہے اس رقم سے بیت الخلاء اور استسجا خاتمیہ

غیر درست نہیں ہے، کیونکہ اس سے بیک وقت امیر

وغریب دونوں نامہ اٹھا سکتے ہیں، البتہ یہ رقم کسی

فناج کو بغیر نیت قربان دے سکتے ہیں۔

س:۔ ایک شخص حرام و حلال دونوں قسم کے کارڈ یاد کرتا ہے

اور اس کا الگ حساب نہیں ہے اگر وہ دعوت دے تو

کیا لوگوں کو اس میں شرکت کرنی چاہیے؟

ج:۔ ذکرہ دعوت میں اگر ذکرہ شخص کی اکثر اعلیٰ مدد

جائز ہے تو اس کی دعوت میں شرکت ہو سکتے ہیں۔

س:۔ مگر غنٹ کی جانب سے دہشتاں میں جینڈر پب

لگائے جاتے ہیں اگر کوئی جینڈر پب یا حکومت کسی مسجد میں

از خود جینڈر پب لگانے کو کہے کیا کوئی ادارہ مسجد کو اپنے

مرضی سے دے تو کیا جینڈر پب لگانا یا ادارہ قبول کرنا

شرعاً درست ہوگا؟

ج:۔ اگر جینڈر پب یا حکومت مسجد میں جینڈر پب لگانے کا

نظم کرے یا کسی قسم کی امداد بلا قید و شرط کرے تو مسجد

میں اس کا قبول کرنا درست ہوگا اس کے استعمال سے

شرعاً کوئی قیاحت نہیں ہے۔

س:۔ کیا اگر نمازی زیادہ ہوں تو اقامت درمیان صف

سے کہہ سکتے ہیں؟

ج:۔ نماز میں کہیں اور صف اول میں تکبیر کہنے سے سب

کو آواز پہنچتی ہو تو اقامت صف اول میں کہنا بہتر ہے۔

البتہ اگر تعدد زیادہ ہو اور اکل صف میں پہنچنے میں حرج

لاحق ہو تو اقامت درمیان کی کسی بھی صف میں پڑھنے سے

کوئی حرج نہیں ہے۔

## دعائے مغفرت

شعبہ تعمیر و ترقی کے کارکن سید محمد علی جعفری

کے بڑے بھائی جناب شفیع شفیق علی جعفری صاحب کا

فطر حالات کے بعد ۱۱ مارچ ۱۹۹۷ء کو انتقال ہو گیا

اللہ وانا الیہ راجعون۔

مروم کے پسماندگان میں المیرہ کے علاوہ تین

لڑکے، دو لڑکیاں ہیں اللہ تعالیٰ پسماندگان کو مہربان

کی تو فیض دے اور مروم کو درجات بلند فرمائے۔

فاریں کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست

کے قصاص کی تکمیل کا ایک ذریعہ سمجھتا ہوں اور میں نے اپنے حقوق و رابطے کے اس پہلے دور میں مجھے اصلاح کو ہی نظر سے دیکھا اور اس کی ترقی کو، اس کی اچھی تنظیم کو اور اس کے طلبہ کو نفع پہنچانے کی صلاحیت کو قائم رکھنے کی نہ صرف یہ کہ قدر کی بلکہ اپنی حیثیت، اپنے امکانات اور اپنے دائرہ عمل کے مطابق اس میں حصہ لیا۔ مددۃ العلماء کی تحریک کا ایک بڑا جز یہ تھا کہ دارالعلوم کے طلبہ درسیات میں محبوس و مقید نہ رہیں بلکہ اسلامی ادبیات سے، دنیا کی تاریخ، فک و فطرت اور علم و ادب اور دعوت و تحریک کے جو متعدد جز آئے ہیں اور جن مراحل سے انسانی ثقافتی فائدہ علمی ادبی فائدہ، یہاں تک کہ مذہبی اور اعتقادی فائدہ گزرا ہے اس سے واقف ہوں۔ اس لئے اگر ہمارے مدارس کے طلبہ درسیات میں اپنی پوری صلاحیت پوری محنت و جدوجہد کی تہذیبیت کے ساتھ محسوس ہے، اس میں انھوں نے امتیاز پیدا کر لیا تو اس کا اندیشہ ہے کہ وہ اپنے عہد کی نئی تعلیم یافتہ نسل کو خاتمہ نہیں کر سکیں گے تو یہ بہت بڑی کوتاہی ہوگی۔

اس کے بعد مولانا نے اپنے دھاریہ کلمات پر تقریر ختم فرمائی اور اس کے بعد جل ختم ہوا۔

نئے تعلیمی سال کے آغاز پر حضرت مولانا مظلہ کا طلبہ سے عمومی خطاب

حسب سابق دارالعلوم کے تعلیمی سال کے آغاز پر حضرت مولانا مظلہ العالی نے مسجد دارالعلوم میں طلبہ سے خطاب فرمایا اور ان کو یہاں آنے کا مقصد بتایا اور ان پر واضح کیا کہ اچھی نیت سے پڑھنے کے تو بہرکت ہوگی اور اس میں تمہاری کامیابی ہے، تقریر بڑی دلنشیں اور دل دہیزدہی جس کی وجہ سے طلبہ پراس کا گہرا اثر پڑا۔

انجمن الاصلاح (درواق سلیمانی) کا افتتاح  
اس انجمن کا نفاذ طلبہ کی شرکت کی وجہ سے ہوگا

# مدظلہ العالی

## نجیب الرحمن مدظلہ

صاحب دامت برکاتہم نے بھی طلبہ سے خطاب کیا۔

## جمعیت الاصلاح کا انتخاب و افتتاح

جمعیت الاصلاح جس کی پورا نظم و نسق طلبہ کے ہاتھ میں رہتا ہے، اس کے نو منتخب اراکین نے ۱۸ ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ کو عاصیہ ہال میں مہتمم دارالعلوم جناب مولانا سید محمد باقر صاحب حسنی ندوی اور مباحضہ الاصلاح جناب مولانا شمس الحق صاحب ندوی کی اور جناب مولانا خالد صاحب ندوی کی موجودگی میں اتفاق رائے سے برادر م مسعود الحسن کو نائب صدر اور م محمد عابد حسین مظفر شہزی کو ناظم اور برادر محمد اقصیٰ کو نائب ناظم منتخب کیا۔

اس کے بعد اراکین جمعیت الاصلاح کی طرف سے الاصلاح کے افتتاحی جلسے کے انعقاد کا اعلان کیا گیا اور ۱۸ ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ کو یہ افتتاحی جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی الاصلاح کے مجاہد ہال میں منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا، تلاوت کے بعد برادر محمد عابد حسین ہمارا شرمی نے کلام اقبالی پیش کیا، اس نظم کے بعد ناظم الاصلاح محمد عابد حسین نے مختصر اپنا مقدمات پیش کیا جس میں الاصلاح کی اہمیت اور اس کے اہم شعبوں پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد میر کا رواں صدر جلسہ حضرت مولانا مظلہ العالی نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ "میں جمعیت الاصلاح کو مددۃ العلماء

دارالعلوم میں تعلیم کا آغاز دافضل مکمل ہونے پہ لگا، ابتدائے سال اور جدید طلبہ کی ایک بڑی نا آمد کی وجہ سے حسب ایما و حضرت مہتمم صاحب برکاتہم ثقافتی ہفتے کے تحت متحدہ اساتذہ کرام برکوبہاں آنے کا مقصد اور قیام کو کس طرح مفید و آمد بنایا جائے، کے موضوع پر اہم تقریریں کیں۔

## بی العریٰ کا انتخاب

انادی العریٰ جو طلبہ میں عربی تحریر و تقریر اور کاذوق پیدا کرتی ہے اور ان کو ایسے مواقع فراہم ہے کہ وہ بے جھجکی تقریر کر سکیں، اپنے مقالات لکھیں، باطلی قوموں سے منافقت و مہارت کر سکیں، انتخاب دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کے لئے بی العریٰ کے صدر جناب مولانا سید الرحمن صاحب ندوی اور مہتمم دارالعلوم جناب مولانا سید محمد صاحب حسنی ندوی کی موجودگی میں ۱۳ ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ کو عمل میں آیا، اور برادر محمد عابد حسین مدظلہ العالی اور برادر م ولی حسن کو ان کا نائب مقرر کیا۔

طلبہ کی اس تنظیم نے اپنا افتتاحی جلسہ ۱۵ مدہ شوالہ کو استاد محترم جناب ڈاکٹر عبد اللہ صاحب ندوی کی صدارت میں منعقد کیا۔ تقریر میں مولانا نے انادی العریٰ کے صدر کو مبارکباد دی اور مکتبہ ابراہیم سے استفادہ کی توفیق دے کر اس کے بعد صدر انادی العریٰ اور حضرت مہتمم

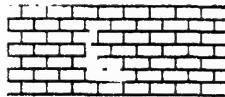
## بقیہ:- امریکہ میں اسلام

ایک ایڈیٹورلٹ ویں مئی ۱۹۷۵ء میں لکھا کہ یہ مسلم تنظیم امریکا میں ہزاروں مساجد اور بیوروں کا انتظام چلا رہی ہیں۔ اگر امریکی مسلمانوں میں سیاسی اور جمہوری شعور میں زیادہ سرگرم ہونے کا یہ عمل جاری رہا تو امید ہے کہ مستقبل قریب میں مسلمان حکومت کی خاطر اور خارجہ پالیسیوں پر اثر انداز ہو سکیں گے (دشکریہ دہشتہ دہائی)

اور مسراج الدین کھیم پوری ناظم بنائے گئے۔ ۵۵ ہفتہ روزہ اسلام کو زیر صدارت مہتمم دارالعلوم جناب مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب اس کا افتتاحی جلسہ تلاوت کلام پاک سے ہوا، تلاوت کے بعد ناظم الاصلاح نے اپنا مختصر مقالہ پیش کیا۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں بڑی ہی سبق آموز باتیں بتائیں اور قیمتی نصیحتوں و مشوروں سے نوازا اور ساتھ ساتھ طہرکی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے کہا کہ اس سلسلے میں جس قسم کے تعاون کی بھی ضرورت ہوگی انشاء اللہ پیش کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی مولانا کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

## عید الاضحیٰ کی تعطیل

یہ تعلیمی سرگرمیاں ۸ مئی ۱۹۷۵ء کو تک باقاعدہ جاری رہیں۔ دارالعلوم کی جانب سے عید الاضحیٰ میں ایک ہفتہ کی تعطیل کا اعلان کر دیا گیا۔ جنازہ عطا اپنے اپنے گھروں کو عید قرباں منانے کے لئے چلے گئے۔ مجلسیں منگلی ہوئی تھیں، اوقات پر مدارالعلوم آگئے۔ اور تعلیمی و تدریسی سرگرمیاں شروع ہو گئیں۔



ہے جس میں طلبہ مصروفیت ہیں اور اپنے علمی و ادبی ذوق کو پروان چڑھاتے ہیں، اس انجمن کا افتتاح ۲۳ ہفتہ روزہ اسلام کو بعد نماز مغرب حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کی صدارت میں تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کے بعد ناظم انجمن الاصلاح برادر محمد شیب پرتاب لکھنؤ نے انجمن کے اغراض و مقاصد پر مختصراً لیکن جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی، اس کے بعد صدر جلسہ نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ آپ بڑے ہی خوش قسمت ہیں کہ آپ کو یہاں اپنے آپ کو بولنے اپنے اندر علمی و تحقیقی صلاحیت برکات سے کے مواقع فراہم ہیں تو آپ کو چاہیے کہ آپ اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ حضرت مولانا مدظلہ العالی کی صدارتی تقریر کے بعد مشتاق و محترم استاد ڈگری اور میرا انجمن الاصلاح خود جناب مولانا عبدالعزیز صاحب ندوی کی خواہش پر استاد مكرم جناب مولانا نذر اللہ خفیف صاحب ازہری ندوی نے بھی مطالعہ کتب کے سلسلہ میں مفید کام کرنا باتیں جہاں اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اس کے بعد اس جلسہ کے مہمان خصوصی جناب پروفیسر محمد یونس سخا کی صاحب ندوی نے اپنی مختصر سی تقریر کے دوران بڑی اہم اور قابل عمل باتیں بتائیں اور اتر پردیش اردو اکیڈمی کے چیرمین ہونے کی حیثیت سے یہ اعلان کیا کہ انجمن الاصلاح خود کو اکیڈمی کی جانب سے وہاں کی ایک تنگ کی تمام مطبوعات کا ایک سیٹ ممکن دیا جائے گا۔

آخر میں ناظم الاصلاح نے صدر جلسہ اساتذہ کرام اور عزیزان ساقیوں کے شکریہ کے ساتھ جلسہ کے اختتام کا اعلان کیا۔

## انجمن الاصلاح معبد القرآن کا افتتاح

جھوٹے طہر کی اس انجمن کا انتخاب یہاں خود جناب مولانا عزیز الرحمن صاحب ندوی کی موجودگی میں عمل میں آیا محمد ابراہیم جھکلی ناظم

عہدہ کاغذ، رہائی قیمت، بہترین سائز

حرمین

اردو کاغذ

ملنے کا ہنہ

کتاب الحرمین بکد کڈلی، ڈاکٹر ای، دارالعلوم، لاہور

## اعلان منجانب

کلیۃ التبیۃ دارالعلوم ندوۃ العلماء دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فضلاء کو تدریس کی شوق کرانے کے لیے ایک پندرہ روزہ تربیتی کیمپ اس سال جامعہ اسلامیہ مظفر پور قلندہ اعظم گڑھ میں۔ ۱۷ جولائی سے ۵ اگست تک قائم ہوگا اس کیمپ میں شرکت کے لیے دو سترہ مارچ کے تاریخ العمل اور مدارس اسلامیہ کے مدرسین بھی شرکت کر سکتے ہیں۔

خواہشمند حضرات دفتر دارالعلوم ندوۃ العلماء اور مہتمم صاحب جامعہ اسلامیہ مظفر پور قلندہ پور اعظم گڑھ کے نام درخواستیں ۵ مارچ تک بھیج دیں۔

# کریکٹ کی بے اعتدالیاں

کالج ہول یا یونیورسٹیوں میں علاء مغل ہو کر رہ جاتی ہیں اور خواہ امتحانات کا قریبی زمانہ کیوں نہ ہو، طلبہ کا قیمتی وقت کریکٹ کی نذر ہو کر رہ جاتا ہے۔

تمام سرکاری و نیم سرکاری دفاتر بھی اس طرح مغل و مغلوں ہو کر رہ جاتے ہیں کہ ان کے محلے کے لوگ یا تو کھیل کے میدان میں پہنچ کر بے نفس لگیں جو کھانا ہوتے ہیں یا ٹیلی ویژنوں سے اپنا ٹوٹ رشتہ جوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں اور سلسلہ کئی روز تک بلکہ کئی ہفتوں جاری رہتا ہے۔ اس عرصے میں زچلے مغل کوئی سطح پر کیا کیا نقصانات ہوتے ہوں گے اور کتنے ضرورت مندوں پر کیا کیا گزند جاتی ہوگی لیکن حکومتیں ہر رب اور بے دست و پا نظر آتی ہیں۔ عوام کی تو پوچھا ہی کیا عوام کا ایک بڑا طبقہ تو اپنی تمام ذمہ داریوں سے منہ موڑ کر ریڈیو اور ٹیلی ویژنوں کے سامنے اس طرح چڑھتا ہے کہ بیٹھتا ہے جیسے اس سے بڑھ کر خوشی کا کوئی اور موقع ہو ہی نہیں سکتا ہے اور استغراق کا یہ عالم

کہ کھر یو سودا و سلف تک کا بھی ہوش نہیں رہتا، ہلکی ہلکی اور معمولی چیزیں کھا کر رہ جاتے ہیں لیکن ٹیلی ویژنوں کے پاس سے ان کا ہٹنا آسان نہیں ہوتا۔ برطانوی دانشور برنارڈ شا (BERNARD SHAW) نے کریکٹ کی لاعینت اور بچر پر کچھ انھیں لفظوں میں کہا تھا کہ ”گیا رہے وقت دکھلاڑی وہ ہوتے ہیں جو اسے کھیلتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور گیارہ سو بے وقت وہ ہوتے ہیں جو اسے بیٹھ کر دیکھتے اور تائیاں بجاتے ہیں اور گیارہ سو بے وقت وہ ہوتے ہیں جو محض سن کر ہی تائیاں بجاتے اور خوش ہوتے ہیں۔“ لیکن اب تو گیارہ کروڑ بلکہ ایک سو اسی کروڑ اس کا دیوانہ نظر آتا ہے اور دوران کھیل زچاٹے کیا کیا قباغ، ہونٹ، شور شرابے اور نوحات کھیل کے میدان میں اور جا بجا آبادیوں میں عام ہوتے ہیں اور کھیل کا نتیجہ خلاف منشا ہوجاتا ہے۔

برائیاں وحشت و ناشائستگی اور ناہنجاری کا مظہر

نہیں کرکھیل یا ورزش کے لئے ایک معین اور محدود وقت کا ہونا ہی مفید و ضروری ہے۔

ہاکی، فٹ بال، والی بال یا اس قسم کے کھیل جو ایک معین اور محدود وقت میں ہوتے ہیں، تیز رفتاری سے کھیلے جاتے ہیں اور ان کھیلوں کی تیز رفتاری ایک طرف کھلاڑی کی جسمانی قوت و جسمتی کی طالب ہوتی ہے تو دوسری طرف کھیل کی تکنک اور اصولوں پر گرفت رکھنے کے لئے ہر لمحہ ذہنی بیداری اور جو کسی کی متقاضی بھی، اور ایک محدود وقت میں مسابقت کا یہ تیز رفتار مظاہرہ حاضرین اور تماشا بینوں میں بھی انشراح و انبساط کا بہرہ ور اسے بغیر نہیں رہتا اور ایک محدود وقت میں کھلاڑیوں کے لئے انبساط و صحت مندی کا وہ مکمل غذا ہوتی ہے جو کھیل کا مقصد ہے۔

لیکن کریکٹ جس کا شمار ورزش کی قسموں میں سے کسی قسم میں تو کیا جاسکتا ہے لیکن دن بھر کھلا جاتا والا اور بعض صورتوں میں باجی بھ روز تک سارے دن جاری رہنے والا یہ کھیل کسی طرح کھیل کہلانے کا مستحق نہیں اور اگر کسی طرح کھیل کہلانے کا مستحق ہو جب بھی اس میں تنصیف اوقات کی جو خاصیت اور دبا کی شکل اختیار کر لینے کی جو صلاحیت ہے اور جس طرح یہ عوام کو اپنے دبا کی شکل میں لے لیتا ہے وہ ملک و معاشرہ کے لئے انتہائی افسوسناک و مضار کا سبب ہے۔ ہفتوں جاری رہنے والا یہ سریر بڑا کھیل جس ملک اور جس شہر میں ہو تلے سیرکولونا نہیں لپنے ساتھ لگتا ہے۔ تمام تعلیمی ادارے خواہ سکول

جسمانی و ذہنی صحت و توانائی کے ضمن میں ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ورزشی یا ایسی فطری چیز ہے جو ایک طرف جسمانی صحت دلاتی ہے تو دوسری طرف دل و دماغ کی منت و تازگی اور صحت مندی کا بھی ذریعہ ہے۔ وجہ ہے کہ عہد قدیم سے ہی کھیلوں کی تاریخ کا پتلا ہے۔ اگرچہ سرعہ کے کھیلوں کی نوعیت انجمن نہ رہی ہوگی اور قیاس غالب ہے کہ عہد قدیم کا زیادہ تر کھیل فن سپر گری اور ورزشی نوعیت رہے ہوں گے۔

قبل مسیح کا یونان جو اپنے علم و فلسفہ اور تہذیب و تمدن کے لئے مشہور رہے، اجتماعی کھیلوں کے ران میں بھی اپنی تاریخ رکھتا ہے، دور حاضر کے ایمپک (OLYMPIC) مقابلے اسی عہد قدیم یادگار ہیں جو یونان میں ہر چار سال بعد ہوا کرتے تھے لیکن ان کو ایمپک (OLYMPIC) کا لفظ صرف ان اور ورزشی مقابلوں کے لئے ہی خاص تھا۔

عربی کا مقولہ ”الفعل السليم في الجسم سليم“ اور انگریزی کا مقولہ ”SOUND BODY HAS SOUND MIND“ (یعنی صحت مند جسم میں صحت مند دماغ ہوتا ہے) بالکل درست ہے۔ ورزشی کھیل جہاں جسمانی و ذہنی نشو و نما اور سادہ کا موجب ہے وہیں باہمی اتفاق و اتحاد اور جماعتی انس و محبت کے معصوم جذبہ کے اظہار کا ناظر ہے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار ممکن

کیا جاسکے کہ اپنی ہی ٹیم کے ارکان کو جوتے چیلوں

بقیہ: دہلی کا میسنل کنونشن

دن بھر کے اس کونشن میں کئی لوگوں کی تقریریں ہوئیں۔ جنہیں شری باغنا، میڈیٹا بالین (ایم پی)، جیسے دارہر ہندرسنگھ (سابق ایم پی)، برگڈر جتہ پنجن ساونت، ڈاکٹر اسحاق تمھانہ والا

دیوندر بجائی، ڈاکٹر والی پائی آئند اور پیر و فیکر کلمہ  
اور راجہ سیما کی نائب صدر نجمہ حبیب اللہ قابل ذکر ہیں  
کنونشن کے وسط میں بد مزگی اس وقت پیدا  
ہوئی جب گاڈ مچی کے پرانے ساجھی اور شیوہ و منکر  
سرسٹرام بجائی جیئے اپنی تقریر میں کھول کر پاکستان  
انجارات، مولانا محمد علی جوہر، ڈاکٹر اقبال اور اسلام  
کے نظریہ وحدت پر تنقید کی کہاکہ، "ہمارا آپ کا  
اتحاد جوہی نہیں سکتا جبکہ تم تصور وحدت کے قاضی  
ہو اور ہم ایک سے زیادہ خداؤں کی عبادت کرتے  
ہیں۔ ساتھ ہی سے عمل کو اتحاد نہیں کہہ سکتے پاکستانی  
انجارات کرکٹ جیسے کھیل میں بھارت کی ٹیم کو کافر  
کہتے ہیں جبکہ مولانا محمد علی جوہر نے خود گاڈ مچی کی جو  
کافر کہا ہے اور کہا ہے کہ ایک تانگے والے مسلمان یہودی  
نظر میں گاڈ مچی سے افضل ہے۔ اسی طرح اقبال  
نے پاکستان بنایا۔ انہوں نے مذہب نہیں سکتا تھا  
ایس میں ہر کونسا کھیل تھا؟ یہ کیوں نہیں کہا؟

پاؤں سے صاحب نے راقم الحرف کو انکار سے اپنے پاس بلا یا اور اس پر پدا شدہ بدمرگی کا جواب مؤقرض ملنے کے لئے کہا۔ چونکہ یہ دھماکا اچانک تھا اور اس سے قرحصل ہو گئی اس لئے تیار نہیں تھا اس لئے راقم الحرف نے اپنے تمام تر حواس اور اپنا دماغی اور تقریری صلاحیتوں کو مجتمع کر کے بھرپور داریاں اور باتیں اور تحمیل کی گونج میں اس نگرے کا مسکت جواب دیا اور تقریری جہت میں سوچنے کی بات کہی، اسکے بعد نمونشن کا رخ بدل گیا اور ہرگز اس نے نظریے کی خوب خوب فری

اس کنونشن کی جگہ کاروائی اور تجاویز ایجنسی  
مرتبہ پور ہیں اور ایک (PRESSURE) سے  
کی تشکیل ہو رہی ہے کہ وہ مندرجہ تمام برائیوں سے  
نبرد آزما ہونے کے لئے عملی میدان میں کود دڑے۔

دل کی گھسرایوں میں اتر جانے والا !

مٹھاس کی دنیا میں ایک ہی نام

طہور السومین

نبہاں کی میٹھائیاں ہر دل کو بھار ہی ہیں۔

اپیشل مٹھاسیاں

۱۳۵/۳۲۵ جاسوس بدو کا بیچا کر جکشیس پہنچا کرے

۳۰۹۱۳۱۸ : ۳۰۸۲۴۴۲ : ۳۰۸۲۴۴۲

٢٠٩١٣١٤ : ٢٠٨٢٤٤٢ : ٢٠٧٣٥٥٣

عقل ابھی تازہ تھی دیکھ رہی تھی کہ عشق نے چھلانگ دی،  
دی، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔

”اینا فانگوئی میرونا و سلا علی ابن اہلبیہ“  
اے آگ میرے ابراہیم برکھدی ہو جا اور ملاستی  
والی ہو جا۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا اسماء پیدا  
اس کہر سکتی ہے انداز گستاخ پیدا

دنیا میں چند جنس سب سے عزیز ہوتی ہیں جان اولاد  
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جان قربان کرنے کے بعد  
مولیٰ حاصل کی پھر آپ کو اللہ تعالیٰ نے عقل، اللہ کا لقب  
عطا فرمایا، لقب کو مزید بچہ کرنے کے لئے تخت عجب کو  
قربان کرنے کا حکم دیا اس لئے کہ جان کے بعد اولاد کا  
مقام آتا ہے، جب حضرت اسماعیل علیہ السلام مدظلہ  
کے قریب پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم  
علیہ السلام کو آپ کی قربانی کا حکم دیا حضرت ابراہیم  
علیہ السلام اپنے تخت عجب سے فرماتے تھے:-

”یٰ اٰی اٰی اٰی فی النّام اٰی اٰی اٰی  
فانظرو ماذا نقول“

سب سے پہلے میں نے خواب میں دیکھ لے کہ میں  
تجھے ذبح کر رہا ہوں یا تیری کیا مرض ہے  
سودا مند بیٹے نے جواب دیا۔

یا بَنَتِ اٰصْلَکَ مَا لَوْ کُنْتُ مَرْسُیْہَ فِیْ اِنَّ شَءَ  
اللّٰہِ مِنْ الْعُشْبِیْنِ“

اے با جان! آپ کو جو علم ملا ہے بلا خوف و خطر  
پورا فرمائیے مجھے آپ انشاء اللہ قبول کرنے والے  
پائیں گے۔

ڈاکٹر علامہ اقبال فرماتے ہیں:-

یہ فیضانِ نظر تھا یا کتب کی کراہت تھی  
سمجھنے کے لئے اسماعیل کو ادبِ فرزند

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام امتحان میں کامیاب ہو گئے  
تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

”وَنَادٰ دَیْنٰہُ اَنْ یَّاٰ اِبْرٰہِیْمُ قَدْ صَلَّیْتُ  
بَاقِی صَف

# ”بے خطر کو دپڑا آتشِ نمرود میں عشق“

قدم چومنے پر مجبور ہو گئی۔

جب ہم تاریخ کے صفحات پر نظر ڈالتے ہیں تو کہیں  
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی بے  
مثال قربانی کی ایک مثال قائم کی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے پروردگار کی رضا  
اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ماں باپ، عزیز  
و اقارب سے الگ تھلگ ہو گئے اور کسی کی پروا نہیں  
کی اور عزیز ترین اولاد کو بھی قربان کرنے میں تامل  
نہیں کیا نمرود نے آپ کو عقیدہ کو عید سے بٹانے کے  
لئے آپ کو جلائی آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے  
تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کے شعلوں میں  
پھینکنے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں، کفر خوش ہے کہ آج  
کے بعد ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے والا کوئی نہیں  
ہو گا اور حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں اور  
عرض کرتے ہیں اے اللہ کے پیارے پیالے میں کوئی حکم  
کوئی حاجت، آپ نے فرمایا ”اے اللہ! فلا“ تیرے  
ساتھ کوئی حاجت نہیں پھر جبریل نے عرض کیا اچھا  
تو اللہ کی بارگاہ میں عرض کیجئے آپ نے فرمایا اے

جاننے دہ مرا اب جلیں

آگ میں پڑتا ہے اب اس کا خیال

بالآخر نمرود نے آپ کو آگ میں ڈالا اور آپ آگ  
میں خوشی سے داخل ہو کر اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے  
اور دنیا اس خطر کو دیکھ کر حیران ہو گئی علامہ ڈاکٹر اقبال

فرماتے ہیں بے خطر کو دپڑا آتشِ نمرود میں عشق

عقل بھی چھوٹا شائے بے باہمی

ہزاروں سال قبل جب دنیا تہذیب و تمدن کے  
لغظ سے نا آشنا تھی اور زندگی گذارنے کے آداب  
اور طور طریقے انسانوں کے دماغ سے باہر تھے جمالت  
لوگوں میں عام ہو چکی تھی مگر موسم کو انہوں نے اپنا گڑھ  
اور شرک و بدعت کو اپنا اور خدا کی پوجنا بنایا تھا انسانیت  
پرشیہ طائنت شب خون مار رہی تھی قتل و غارت کا بازار  
گرم تھا انسان محال و حرام کے تیز سے خبر نہا جانے پر  
سے فائدہ اٹھا رہا تھا اپنے شخص و عداوت کے اٹھانے  
لئے غیر ضروری چیزوں کو بہانا بنا کر لاتوا تو عربیوں کے  
گھروں میں آگ لگا دیتا اور ان کو تباہ و برباد کر دیتا تھا  
بے پردگی کا عالم یہ تھا کہ حد میں ستر پوشی کرنا کافی سمجھی  
تھیں لیکن اس کے باوجود اس وقت بھی اس دنیا میں  
زندگی کا کوہِ ماریاں اور خوش حالی سے ہلکا کرنے کا جذبہ  
موجود تھا اس جذبہ کو عام کرنے اور عملی جامہ پہنانے  
کے لئے انسانوں نے اپنی طاقت کے مطابق کوششیں کیں  
کسی نے بہادری کے میدانوں میں عوام کو خوش کر کے  
اس جذبہ کو تسکین پہنچایا تو کسی نے اپنی قوت و ہمت  
پر اعتماد کر کے اپنے آپ کو خوش حالی سے ہلکا کیا لیکن  
تاریخ کے صفحات شاہد ہیں کہ ایسے لوگوں کی تعداد بہت  
تھی جنہوں نے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے اپنے  
آپ پر اعتماد کیا، اپنی ذات پر یقین رکھا، منزل کی جستجو  
میں کانٹے دار راستہ کو بھی طے کیا اور سلاخ زار کشتی  
کو ہوار کر دیا، مالی قربانی دی یہاں تک کہ اپنی  
محبوب اولاد اور عزیز جان کو آگ میں بھی پھینک دیتے  
میں ماتھے پر خشک ہاتھ نہیں دیا اور نیچے ہوا کر لیا



# مذہبِ احمدی

تبصرے کیے ممکن ہوں گے دونوں کا آنا ضروری ہے !

ڈاکٹر ہارون رشید مدنی

”اسلام خصوصیات اور عقائد“ ترجمہ مولانا حبیب ریحان ندوی از ہری، اصل عربی کتاب کا نام ”الاسلام وحاجۃ الانسان الىہ“ از ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ (بیادق ترجمہ اصل کتاب کے پانچ بابوں میں سے صرف تین بابوں کا ترجمہ ہے) ساٹھ ۱۸/۲۲ صفحات، ۲۲۲ کتابت و طباعت متوسط، قیمت پچاس روپے۔

ملنے کا بڑے۔ دارالمنصفین والزجر۔ ۲۴ روپیہ سکہ لاد۔ بھوپال۔

جناب حبیب ریحان صاحب ندوی محتاج قدر نہیں، آپ سابق سیکرٹری دارالعلوم ندوۃ العلماء اور دارالعلوم تاج المساجد بھوپال کو قائم کرنے والے اور اس کے سابق روبرو لوں اور تاج المساجد جیسے شہرہ آفاق فنادر مسجد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والے جناب مولانا محمد عمران خاں صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سفر ہیں اور اصحاب قلم و تدریس میں ایک مقام رکھتے ہیں۔

کتاب کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ عام کتابوں جیسی کوئی کتاب ہو گی، لیکن ایسا نہیں ہے، کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے، دینی مدارس کے اعلیٰ تدریسات کے طلبہ کے لئے اس کا مطالعہ ضروری معلوم ہوتا ہے، علماء و دانشور کو بھی اس کتاب کے مطالعے ان کے کام میں بڑی مدد ملے گی۔

کتاب کے بعض عناوین درج کردہ بابوں جن سے اہل علم کو کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہو گا۔ ”اسلام واضح اور فطری دین ہے“ اسلام فطرت

کا دین ہے، علم کلام کی ابتداء، دارالافتاء، اللہ کی قدرت ہدایت و ضلالت، نبوت و رسالت، اخروی زندگی، مسخر اور اہل سنت کے درمیان مصنف کا محاکرہ قابل دید ہے۔

کتاب کو تین ابواب پر منقسم کیا گیا ہے، پہلے ابواب تفصیلات پر منقسم ہے ہر فصل کے عنوان پر اطمینان بخش لکھا ہے، ترجمہ کے حوالے اور آخر کے صفحوں نے ترجمہ میں چار چاند لگا دیے۔

ہر بیان آیات قرآنی اور تاریخ اسلامی کے استدلال سے مزین ہے لہذا کو لگتا ہے بعض بیانات کے مراجع کے حوالوں کی کمی محسوس ہو رہی ہے مگر خود کتاب کے بالے میں فرماتے ہیں:-

”اس کتاب کا ترجمہ نہ لکھی ہے اور نہ عربی کتاب کے معنی طرح ترجمہ جانی کرنے کی کوشش کی گئی ہے

کر اردو اسلوب میں مصنف کا صحیح اور پورا مفہوم منتقل ہو جائے بعض جگہوں پر حوالے اور ضروری تشریحات بھی کی گئی ہیں، ڈاکٹر صاحب نے بعض مقامات پر مراجع کا حوالہ نہیں دیا ہے اس کی کمی محسوس کئے جاتے گی۔

کاش کہ کتابت فدا واضح ہوتی تو بڑے دالے کا دل بڑھے میں زیادہ لگتا۔

مشہور ہے:- ”آئندہ ایڈیشن میں بعض اصلاحات کا مشورہ ہے۔“ ۱۳/۳۳ اپجرام کپانی سنانی کی بغیر مصلح نہ دیا جائے۔

۱۸۱ ”ایمان کی توقعات و مباحث“ عنوان کی ترکیب پر نظر ثانی فرمائی جائے۔

۱۵۹ پہلے پیرا گراف کی چار سطروں میں ”کیونکہ“ کا تین بار استعمال نظر ثانی کا محتاج ہے۔

مجھے یقین ہے کہ مولانا نے کتاب پر کار خود فیصلہ فرمایا ہو گا کہ اردو ادب کے لحاظ سے خود لکھیں قابل اصلاح و ترمیم ہیں لیکن اس کا موقع تو اب آگے

ایڈیشن سے پہلے ممکن نہیں۔

ان مشہور سے کتاب کی افادیت ناظر نہیں ہوتی، کتاب بہر حال حدود جغرافیہ و کارآمد ہے،

اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

## بصائر

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم

۵۹ صفحات پر مشتمل مولانا غلام کادہ گرانقدر رسالہ ہے جس میں ہندوستان کی عظیم دیندار اسلامی تحریکات اور دعوتوں، مدارس و مہلتاں، سکول تعلیمی و ترقی میں مکرر ذکر کا اہل پسند تعریف، اصلاح عقائد، غیر اسلامی عادات و شعائر اور جاہلی رسوم و عادات کے خلاف ان کی مٹاؤ رانی و کامیابی کی مختصر و داد اور ان کے بارے میں غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کے ازالہ کی کئی عمدہ و درازان کوشش کی گئی ہے۔

قیمت ۱۲/۵ روپے مصنف ڈاک مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۱۱۱، کھنڈو کے پورے گئے، آرڈر اس پر پتہ دیدیے

## بقیہ: درس حدیث

خُذُوا کَثِيرًا مِّنْ ذَٰلِكَ (نساء - ۱۹)

اور ان کے ساتھ اچھی طرح سے رہیں، اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور خدا اس میں سے بہت سی بھلائیوں پیدا کرے۔

اس آیت کی روشنی میں مرد کو علم و مہر سے کام لینا ہوگا، خواہ ناگوار بات ہی کیوں نہ بن جائے، مرد کو علم و مہر ناگوار ہے پس پردہ اللہ تعالیٰ کا حکم سے بہت سی بھلائیوں ہوتی ہیں جو مہر کا محرک و محرک رہی حاصل ہوتی ہیں، آیت ”فَضَّلْتُ اَنۡی اَتُكَلِّمَ اَشِيَّتًا وَّيُفَضِّلَ اللّٰهُ فِيْہِ خَيْرًا کَثِيْرًا“ کی علامت کہ یہی صورتیں جو ناپسندیدہ ہیں بری خیر و برکت کا سبب بنیں، اللہ تعالیٰ ان کے لئے اس خیر کو محفوظ رکھے، لہذا یہ ٹھیک نہیں کہ یہ خیر ہاتھ سے نکل جائے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لو ابویوں کے ساتھ بہتر سلوک کے بارے میں میری وصیت مانو دینی میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کی ان بندہ یوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نہی اور مدارات کا برتاؤ رکھو، ان کی تخلیق پسلی سے ہوتی ہے (جو قدرتی طور پر تیز رہتی ہوتی ہے) اور زیادہ کی پسلی کے اوپر کے حصہ میں ہوتی ہے“

اگر تم اس میں تیز رہو پسلی کو زبردستی، بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر اسے اونہی اپنے حال پر چھوڑ دو گے (اور درست کرنے کی کوئی کوشش نہ کرو گے) تو یہ جوہر بیشبہ ہی تیز رہی رہے گی اس لئے یوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی میری وصیت ہے۔ (مسلم و بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ نے مجلس ایک دوسری حدیث میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی

مومن بندہ مومن عورت کو نقصان نہ پہنچائے اگر کسی ایک حالت ناپسند آئے گی تو اس کی دوسری عادت کو وہ پسند کرے گا (۱ احمد و مسلم)

اسلام ہیوں کے انتخاب میں اس کی نشانیوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیتا ہے کہ اس کی روشنی میں آدمی بوی کا انتخاب کرے،

حضرت سعید مقبریؒ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی بوی اچھی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: ”اچھی بوی وہ ہے کہ اسے دیکھ کر شوہر خوش ہو، اور اس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کو ملے، عورت اپنے جان و مال میں شوہر کی مرضی کے خلاف ایسا نہیں کرے جو اس کو پسند نہ ہو۔ (مسند نسائی)

بندہ کا سب سے بہتر فرض ہے کہ وہ اپنے گھر میں اہل و عیال اور خود بوی کا تربیت و دعوت و اصلاح کی فکر کرے اس لئے کہ مسلم گھر ان ہی جماعت اور مسلم عورتوں کا راج اور بنیاد ہے، گھر ہی وہ خلیفہ ہے کہ اس سے اور دیگر خلیفے اسلامی معاشرہ کا زندہ جسم بنا رہتا ہے اور مردان جڑ جڑ سے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم مردوں عورتوں دونوں کے لئے نازل ہوا تھا اور گھر کو نظام کو اسلامی طریق پر منظم و درست کرنا تھا۔ مسلمانوں پر ان کے گھر والوں کی ذمہ داری ایسے ہی ڈال رہا تھا جیسے کہ خود ان کی ذات کی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی تھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَفُوا اٰلۡفُسۡكُمۡ وَاٰهۡلۡكُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُهَا النَّاسُ وَاۡلۡحَارُۃُ عَلٰیہَا مَلَاۡئِکَۃٌ جَلۡلُوۡنَ عَلٰیۤ اَکۡاۡفِیۡمِہِۖۤ اَللّٰہُ مَا مَوۡجُہُہٗ لَیۡفَعۡلُوۡنَ مَا یُؤۡمُرُوۡنَ“

مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا اندھن آدمی اور پتھر ہیں، اور جس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں، جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس

کی نافرمانی نہیں کرتے اور حکم ان کو ملتے جاتے ہیں۔ (تحریم - ۶)

## بقیہ: امریکہ میں اسلام

ایجابات حکومت تک پہنچا سکیں اور سنا سکیں۔

مسئلہ امریکہ کی انتخابات میں مسلم مردوں نے امریکہ کا گھر کے عہد امیدواروں اور گورنروں کی حمایت کا اعلان کیا تھا اس سال مسلمان عمارتی انتخاب میں کان دیکھیں گے، یہ ہیں اور خیال ہے کہ مسلمان اس مسئلہ کی حمایت کا اعلان کریں گے جو صدر منتخب ہونے کے بعد کسی مسلمان کو کم سے کم ایک اعلیٰ عہدہ پر نامزد کرے گا۔ ماضی میں امریکی مسلمانوں نے اپنی سرگرمیوں کو چند غیر اہم مسائل تک محدود رکھا ہے، لیکن اب وہ سیاسی عمل جماعت لینا چاہتے ہیں۔ امریکی مسلم کونسل کے علاوہ امریکی اسلامی تعلقات کمیٹی اور مسلم سیاسی امور کونسل اپنی سے دوسرے شعبوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کر رہی ہیں اور انھوں نے استطاعت حاصل کرنا، امتیازات کے استعمال اور ہوسٹیا جیسے مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا کیلئے یہ تنظیمیں عام امریکی مسلمانوں کے سیاسی جمہوری اثر و نفوذ کی حقوق سے باخبر کرنے کا کام بھی سر انجام دے رہی ہیں۔ ان تنظیموں کو اپنے کام میں افراد اور سرمائے کی کمی کا سامنا ہے۔ مسلمانوں کے حقوق کے لیے سرگرم افراد کی تعداد تین ہزار سے زیادہ نہیں ہے جبکہ امریکی یہودی کا گھر جس کے سرگرم کارکنوں کی تعداد کئی لاکھ ہے، امریکی یہودی کا گھر جس کے اشخاص کی تعداد ایک سو چار سو کا سالانہ بحث ۷۰ لاکھ ڈالر ہے۔ اس کے مقابلے میں امریکی مسلم کونسل کے اشخاص میں صرف کئی افراد ہیں اور ان کا سالانہ بجٹ مقررہ لاکھ ڈالر ہے۔

مذکورہ بالا مسلم تنظیمیں اپنے تمام درجہ تنظیموں، مسلمانوں کی تاریخی تاریکیاں (ناراضا) اور اسلام کی سرکاریانہ تاریخ امریکہ (کھانا) کے خلاف سے سرگرم عمل ہیں اور ان کے پاس ایک



# تعمیر حیات

پندرہ روزہ

لکھنؤ

بَیِّنَاتُ مَحَافِظِ دِیْنِ بَارِعِ دَارِ الْعِلْمِ نَدْوَةُ الْعُلَمَاءِ لکھنؤ

جلد نمبر ۳۳ | ۱۰ جون ۱۹۹۶ء - مطابق - ۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ - شمارہ نمبر ۱۵

## قرآن

سالانہ ..... ۱۰۰ روپے  
فی شمارہ ..... پانچ روپے  
- بیرونی ممالک فضائی ڈاک -  
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک  
۲۵ روڈ  
- بیرونی ممالک بحری ڈاک -  
بحری ڈاک جملہ ..... ۱۰ روڈ

## تعمیر حیات

خط و کتابت اور مئی آرڈر کرتے وقت  
کوئی ایضاً سب (خریداری نمبر کیساتھ  
مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر  
ہر ہفتہ کی سب پر لکھا رہتا ہے اگر آپ  
جدید خریدار ہیں تو اس کی حراست ضرور  
کریں اس سے ذہنی کا درد ملے گی اسانی  
اور جلدی ہوتی ہے۔ ..... نمبر

## مشاورت

مولانا نذیر حفیظ ندوی - مولانا محمود الازہار ندوی  
مولانا اسحاق حسین ندوی - مولانا محمد خالد ندوی  
مولانا عبدالرشید حسین ندوی - مولانا محمد رضوان ندوی  
ڈاکٹر ہارون کریم صدیقی

## نگران اعلیٰ

مولانا معین اللہ ندوی  
مدیر مسئول  
شمس الحق ندوی

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ  
پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب  
کے لیے خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ  
چندہ مبلغ ستارہ پے بذریعہ مئی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

## تخلو و کتابت کا پتہ

میعمر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷ یو پی  
ڈرافٹ سکرٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ  
پر بروا کر دیں

ہر ہفتہ پندرہ روزہ میں ہر ایک آف میں ملے گا کہ دفتر تعمیر حیات جس سہ ماہی نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

## شرائط مکنتی

- ۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایکسی جاری نہیں کی جاتی۔
- ۲۔ فی کاپی ۱/۲ روپے کے حساب سے زر ضمانت پیشی روانہ کرنا ہوگی۔
- ۳۔ مکنتین جو اپنی خط سے معلوم کریں۔

## نرخ اشتہار

- ۱۔ تغیر حیات کافی کام فی سینٹی میٹر R. 20/-
- ۲۔ مکنتین قعد الا شاعت کے مطابق ہوگا جو اگر ذریعے پر نہیں ہوگا۔
- ۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

## بیرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.  
P.O. Box No. 842  
MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)

مدینہ منورہ

Mr. M. AKRAM NADWI  
O.c.I.S.  
St. CROSS COLLEGE  
Oxford OX1 3TH - U.K.

برطانیہ

Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.  
P.O. Box No. 388  
Vereniging  
(S.AFRICA)

سאותھ افریقہ

Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.  
P.O. Box No. 10894  
DOHA - QATAR

قطر

Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.  
P.O. Box No. 12525  
DUBAI -(U.A.E.)

دبئی

Mr. ATAULLAH Sb.  
Sector A-50, Near Sau Quater  
H. No. 109 Town Ship, Kaurangi  
KARACHI-31 (Pakistan-)

پاکستان

Dr. A. M. Siddiqui Sb.  
98- Conklin Ave  
Woodmere  
New York 11598 -(U.S.A.)

امریکہ

## اسٹیمائریٹ میں

۲	مولانا ڈاکٹر محمد لقمان عظمیٰ ندوی	دوسری حدیث
۵	شمس الحق ندوی	جوگزیکٹو ٹاویج آج (اداریہ)
۷	ضیاء الحسن فاروقی	مردان کا راور مخلص عاملین
۸	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی	ملک کے موجودہ حالات
۱۱	ڈاکٹر عبدالرحمن غلیل	علوم و فنون پر اسلام کی چھاپ
۱۳	محمد احمد ندوی	قرآن کی تلاوت
۱۵	مولانا عبداللہ حسینی ندوی	مسلم خواتین کا تاریخی کردار
۱۸	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	عوام کے لیے عقیدہ محض کی ضرورت
۲۱	ہر دینے والی احمد صدیقی	سید سید احمد شہید
۲۲	شاہ عبدالغفور آل سعود	عجم کرام سے خطاب
۲۵	مولانا محمد ابراہیم ندوی	دعویٰ میں حضرت مولانا کا خطاب
۲۶	محمد شاہ ندوی	مختصر عالمی خبریں
۲۷	محمد غیاث الدین مظاہری	ہندوستانی ملتوبات
۲۸	ڈاکٹر یونس رشید صدیقی	مطالعہ کی ضرورت
۳۱	مولانا عبدالماجد ربابادی	جنت کا سیدھا راستہ
۳۱	امین حامد راہین احمد پوری	ایک مغرب ندوہ کے نام (مظہر)

شمس المصنوعی

اجاریہ

# جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج

## انسانی برادری کو تباہ کرنے کا خطرناک کرمیل

ہماری آج کی دنیا جی طوفانی حوادث اور انسانی برادری کی تباہ کاریوں کے دور سے گزر رہی ہے۔ عقل و فہم اور علم و فراست رکھنے والوں کی آنکھیں کھلنے کے لئے صرف ایک دن کی اخباری خبریں کافی ہیں۔ لیکن ان حوادث و تباہ کن حالات پر غور کرنے، ان کے حقیقی اسباب و محرکات کو معلوم کرنے اور اس کا احتراز کرنے اور پھر ان کے ازالہ و مٹا دینے کے سلسلہ میں سوچنے اور فکر کرنے والے لوگ دور دور تک نظر نہیں آتے۔ بلکہ اگر اس کی کچھ لوگ فکر کرتے ہیں تو انہیں کو مجرم نظر ہونے کی کوشش کی جاتی ہے اور کوشش ہی نہیں بلکہ ان سے ایسا ڈرایا جاتا ہے جیسے پھال کھانے والے درد نول اور زہرے سانپوں اور بچھوؤں سے ڈرایا جاتا ہے۔ جو لوگ انسانوں میں انسانیت کی جوت چمکے، ایک دوسرے سے پیار و محبت کرنے، ایک دوسرے کے رنج و غم میں شریک ہونے کی تعلیم دیتے ہیں، اچھے اخلاق سکھانے اور اچھا سانچ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کام کے لئے جگہ جگہ مدرسے قائم کر رکھے ہیں، انہیں کے کام کو تحریک کار کی خلفشار پھیلانے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ان دینی مدرسوں کا پہلا کام انسانی آبادی کے لئے ایسے انسان تیار کرنا ہوتا ہے جن کو انسانوں سے محبت ہو، وہ دینی انہوں کی بھلائی اور سکون و اطمینان پیدا کرنے والی باتوں کو رد ان دیں۔ ان کے اخلاق اچھے ہوں، وہ بچے ہوں

اور سچائی کا سبق سکھاتے ہوں، ان کے اندر کمزوریوں کی مٹا دینے کا شوق اور جذبہ ہو، وہ ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کا حوصلہ رکھتے ہوں، ان کے ذہنوں میں خدا کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تازہ ہو۔ "الراحمون یرحمہم الرحمن الرحیم ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء" (ترمذی، ابوداؤد)۔ (رحم کرنے والوں پر رحمت بھیجا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا)۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ آپ نے ہر جاندار مخلوق کے ساتھ رحم و محبت کا حکم دیا آپ نے فرمایا: "المخلق حیال اللہ، فأحب المخلوق فی اللہ من أحسن رائی حیالہ" (سبقتی فی شعب الایمان) (مخلوق اللہ کی حیاں رکھتے) ہے تو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب مخلوق وہ ہے جو اس کے حیاں رکھنے کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اعلیٰ اقدار کی حامل اسی طرح کچھ بہت سی چیزیں مدرسوں میں بتائی اور سکھائی جاتی ہیں۔ مدرسہ کی تعلیم ظلم و زیادتی سے روکتی اور اس کے خطرناک نتائج سے ڈراتی ہے جو انسانوں کی تباہی کا سبب بنتے ہیں۔ دوست تو دوست دشمنوں تک کے ساتھ انصاف کرنے کا مدرسہ سبق پڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"وَلَا تَجْعَلُوا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ سَبَبًا أَنْ تَرْغَبُوا أَنْ تُغْلِبُوا الْهَوَاَ أَغْلِبُوا الْهَوَاَ أَقْرَبُ بِالتَّقْوَىٰ" (اور کسی قوم کی حیلالت حکم اس گناہ پر آملا نہ کر دے کہ تم اس کے ساتھ انصاف نہ کرو، تم ہر حال میں ہر ایک کے ساتھ انصاف کرو، تقویٰ کی شان کے بھی زیادہ مناسب ہے)۔ (مائدہ)

یہ بہت مختصر بلکہ خلاصہ اخلاص مدرسہ کے اس کام کا جس میں پوری انسانیت بلکہ واقعو یہ ہے کہ ساری مخلوق کی راحت کا سامان ہے اور آج اس کے نہ ہونے سے پوری دنیا میں قتل و غوربیزی کا بازار گرم ہے اور انسانی جانوں کی قیمت کیلئے مکڑیوں کے برابر بھی نہیں رہ گئی ہے نفس بکری اور بے حیائی نے جانوروں کو بھی مات کر دیا ہے۔

مگر یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ انسانیت کا سبق پڑھانے والے انہیں مدارس کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کی جا رہی ہیں، حدیث ہے کہ اخلاقی انار کی اور دہشت و برہنیت سے روکنے کی جن گنہ کرنے والے انہیں مدرسوں کو دہشت گردی کی تربیت گاہ بتایا جا رہا ہے جلی خامہ انگشت بدندان ہے اسے کیا کہئے

کیا برہما برس سے سری لاکا میں جو کچھ پورا ہے یہ کہنے والے لوگ مدرسہ کے پڑھے ہوئے ہیں۔

برہما میں ظلم و جور کے جو پہاڑ مسلمانوں پر توڑے جاسے ہیں، کیا یہ ظلم کرنے والے لوگ مدرسہ کے پڑھے ہوئے ہیں۔ امریکہ و افریقہ میں سیاہ فاموں کے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا ہے کیا یہ لوگ مدرسہ کے پڑھے ہوئے تھے؟

فلسطینیوں پر غلہ و ستم کے پہاڑ برہما برس سے توڑے جاسے ہیں کیا یہ ظلم کرنے والے کسی مدرسہ کے تربیت یافتہ ہیں؟

رومی مسلمانوں کے ساتھ شمالی ملک جو سلوک کیا گیا اور اب بھی جاری ہے کیا یہ سب لوگ مدرسہ کے پڑھے ہوئے ہیں؟ اور جو دو عظیم جنگیں ہوئی ہیں جن میں بے شمار جانیں گئی ہیں کیا یہ جنگ کرنے والے لوگ کسی مدرسہ کے پڑھے ہوئے تھے؟

بیسویں صدی کے پڑھے ہوئے تھے؟ یا ہریر و شام اور اس سے قبل جہان والا بلاغ میں جو کچھ ہوا ہے کیا یہ سب مدارس کے خارج لوگ تھے؟ اور ہمارے ملک میں جو رہ رہ کر ایک طوفان سا اٹھتا رہتا ہے، عزتیں ہٹتی ہیں، بچے قہم ہوتے ہیں، املاک و جائیدادیں جلا کر خاک کر دی جاتی ہیں، اور عدویہ ہے کہ بااوقات خود وہ لوگ اس میں پورے دھیان

لے کر ساتھ شریک ہو جاتے ہیں جو مخالفت کے لئے متعین ہوتے ہیں، بوسنیا اور چیچنیا میں مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہا جا رہا ہے کیا یہ خون بہانے والے مدرسہ کے پڑھے ہوئے لوگ ہیں؟ آنکھ میں دھول جھونکنے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

جس جگہ اگر سانپ نکل آئے تو مارنے کے لئے ڈنڈا بھی نسلے اور جس جگہ پولیس و انتظامیہ کے لوگ آکر یہ کہیں کہ کہاں آکر آنا تو بڑا سکون ملتا ہے اس کو تو دہشت گردی کی تربیت گاہ کہا جائے اور جہاں قتل کے واقعات ہوں، ناجائز اسلحے برآمد ہوں، بم پھٹتے ہوں، ہر وقت پولیس کو چوکس رہنا پڑتا ہو، مگر قتل ہوتی رہتی ہوں اس کو امن و شہنائی

جگہ کہا جائے، یا کم از کم یہ کہ اس کے بارے میں زبان تک نہ بولی جائے۔

اس وقت مغربی میڈیا اپنی پوری توانائی اس پر صرف کیے دے رہے کہ اسلام دہشت گرد کچھ سکھاتا ہے، مسلمان دہشت گرد ہوتا ہے اور اپنے گریبان میں ہاتھ نہیں ڈالتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

اس وقت پورے میڈیا پر یہودیوں کا قبضہ اس نے اسلام و مسلمانوں کے خلاف آگ لگنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے، یہ ان کے پروٹوکول میں شامل ہے کہ ”ہمارے قبضہ و تصرف میں ایسے اخبارات ہوں گے جو مختلف گرد و ہوں اور جماعتوں کی تائید کریں گے خواہ یہ جماعتیں جمہوریت کی داعی ہوں یا انقلاب کی حامی، حتیٰ کہ ہم ایسے اخبارات کی بھی سرپرستی کریں گے، جو انتشار و بے راہ روی، فتنی و اخلاقی نالائقی

استبدادی حکومتوں اور مطلق العنان حکمرانوں کی فحش اور حمایت کریں گے۔“ (مغربی میڈیا اڈولٹ ناؤڈ ایجنڈا انڈی)۔ (تعمیر حیات ۵: ۲۰۱۲)

انسانیت سے قدیم بغض و عداوت، یہودی نسل کے تقدس پر ایمان کا مل، اسرائیلی خون کی جلالت و پرشش کی حد تک عظمت اور تاریخ انسانی کے ہر دور اور رونے زمین کے ہر گوشہ میں بقیر انسانی

نسلوں اور قوموں کو ہر اہمیت و صلاحیت سے محروم سمجھنا، پوری دنیا پر تسلط حاصل کرنے کا منصوبہ، شرف و ادا کا طبیعت ثنائیہ اور افتاد طبع بن جانا تشدد اور دہشت انگیزی کا فوجی خصائص اور عموماً فی

عادوں کا درجہ اختیار کر لینا۔ یہ تصویر یہودیوں کی تاریخ کے ساتھ اس طرح وابستہ ہے جس طرح مزاج انسان کے ساتھ، اس لئے کہ سازش ان کی تاریخ کی سب سے بڑی بنیاد اور ان کے نظام زندگی کا سب سے بڑا ستون ہے یہ وہ محور ہے جس کے گرد ان کی ساری ذہانت اور کاوش گھومتی ہے، یہی وہ دماغ یا خفیہ ہاتھ

ہے جو ہر لغات، انقلاب، سازش، فتنی نظریات، تباہ کن فلسفوں اور ہر قسم کی بے مصلحتی، اضطراب، تاریکی اور ہر طرح کے اقتصادی، سیاسی، اجتماعی اور اخلاقی بحران کے پیچھے کام کر رہے ہیں۔ ان ساری باتوں کی تصویر ایک ممتاز یہودی ڈاکٹر اسکرپسکی نے اپنے اس فنی جلد میں کھینچ دی ہے۔

”ہم ہی دنیا کے حاکم اور مفید ہیں، ہم ہی تمام فتنوں کو ہوا دیتے ہیں، ہم ہی جلا دیئے جن یہودیوں نے اپنی تصویر خود اس طرح پیش کی ہے اور اس پر فخر کرتے ہیں وہ کس منہ سے ان

اسلامی تعلیمات کو دہشت گردی سے تعبیر کرتے ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا، تلمود تک کی تعلیم ہے کہ گویوں کا قتل ان فرائض میں سے ایک ہے جن پر یہودی قاتل کو انشائیہ پھر پور بدلہ عطا فرمائے گا۔“

جن کی مذہبی تعلیم یہ ہو اور جن کا منصوبہ یہ ہو کہ پوری انسانی برادری کو اخلاقی و اقدار سے جاری کر کے جانوروں کی صف میں داخل کیا جائے، وہ ان لوگوں کو دہشت گردی کا الزام دیا جو انسانیت

کا سبق پڑھاتے ہیں، ان کے اخبار، ٹیلی ویژن اور ریڈیو سب اس کے لئے وقف ہوں، اور اس جھوٹ میں ان کو ذرا الجھجک نہ ہو یہ کتنی حیرت ناک بات ہے، اور اس سے بھی حیرت کی بات یہ ہے کہ دنیا کی دوسری قومیں بھی انھیں کی راہ چلنے لگیں اور انھیں انسانیت دشمن

لوگوں کی بویاں بولنے لگیں اور یہ معلوم کرنے کی قطعاً زکریہ کریں کہ ان لوگوں کی کلام و بہبود کا سبق کہاں سے ملتا ہے، اس دھوکے کے چشمے کہاں سے بھرتے ہیں، دنیا میں جہاں کہیں اخلاقی و کردار کی کوئی کلمہ دکھائی دیتی ہو وہ انھیں مدرسوں کی دین ہے، وہ

اس اسلام ہی کی دین ہے جس کو بدنام کرنے اور جس کی صورت کو بگاڑ کر پیش کرنے کے لئے مغربی دنیا اہل فکر و فکر کو دوپہر غرق کر رہا ہے یہودیوں کے یہ وہ کلمہ ہے۔

لے عالم عربی کا المیزان مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی

1994



# ملک کے موجودہ حال اور ہماری ذمہ داریاں

منفک اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

برادر کفخی زوال کی علامت ہے۔

کسی ملک کی آبادی خواہ کتنی کثیر ہو اس کے پاس نقدی وسائل کی کتنی ہی بہتات ہو وہ ملک کتنا ہی زرخیز اور دولت مند ہو اس میں علم کیسے ہی اعلیٰ درجے تک پہنچ چکی ہو کوئی چیز ایسے ملک کو محفوظ نہیں رکھ سکتی جو بزرگ کفخی کے مرض میں مبتلا ہو۔ یہ بڑی حیرت اور رشتہائی افسوس کی بات ہے کہ وہ ملک جس نے کبھی زمانہ قدیم میں بڑے کم کی سرپرستی اٹھائی تھی اور دل کش نے میں ہندی انشکرت، فارسی، اور پھر اردو میں محبت کا پیغام دیا تھا، اور آخر دور میں بھی جہاں بیٹھ کر مسلمان صوفیوں نے انسان دوستی اور انسانیت کے احترام کا درس دیا تھا، اور جس سرزمین سے گاندھی جی نے عدم تشدد اور اپنا سارے پیغام ساری دنیا کو سنایا تھا اور جس کے پاس آج بھی ہر زبان میں انسان دوستی کا وسیع طرزِ پھیل چکا ہے اس ملک میں آج انسانیت کے شرف اور انسانی جان کی قیمت کا پورا پورا احساس نہیں۔

ہر چیز انسان ہی کے تعلق سے باعقلی اور قیمتی ہوتی ہے

یہ احساس و خیال اس ملک میں رچ بس جانا چاہیے تاکہ زبانون کے مسائل، کچھ تہذیب کے مسائل، رسم الخط کے مسائل، انسان کے مسائل میں اور اس کے تابع ہیں انھیں انسانوں نے پیدا کیا ہے، ان کے اندر جو کچھ کشش اور معنویت ہے وہ انسان کی

ملک کے موجودہ حالات میں ہم کو جائزہ لینا پڑے گا کہ وہ کون سی خرابیاں اور کمزوریاں ہیں جو ہمارے سماج میں نمودار کر کے اسے کھوکھلا، مفلوج اور ملک کی تعمیر و ترقی کی کوششوں کو بے اثر بنا رہی ہیں۔ اس ملک کے لیے جو حقیقی خطرات ہیں ان کی نشان دہی نہ کی جائے تو یہ ایک بہت بڑی خیانت ہوگی، میں میدان سیاست کا کوئی شہسوار نہیں، مذہب و تاریخ اور اخلاقیات کا ایک طالب علم ہوں، اس طرح کے آدمی کی زبان سے تنقید و اصلاح کی کوئی بات نکلے تو اس کی نیت پر شبہ نہیں کرنا چاہیے۔

ہمارے ملک کے لیے پہلا خطرہ

اس ملک کے لیے اولین اور اہم ترین خطرہ یہ ہے کہ یہاں انسان کی صحیح قدر و قیمت اور انسانی شرف و حریت کا پورا احساس نہیں، اس سلسلے میں میرا نقطہ نظر اور تاثر ایک علمی انسان کا ہے، میری قسمت اس ملک سے وابستہ ہے، میں نے یہاں رہنے کا فیصلہ کیا ہے، میں زندگی کی منجھداری میں ہوں، میں ایسی جگہ کو چاہوں جہاں کا ہر مسند مجھ پر برا راست افراغ و عذاب ہوتا ہے، میں میری ملک اگر یہ بات کہتا تو اس کی تفریق دوسری ہوتی، حقیقت تو یہ ہے کہ انسانی جان کی مصیبت قدر و قیمت نہ پہچاننا کسی سماج کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے بلکہ انسانی جان کا بے قیمت ہو جانا تہذیب و تمدن اور انسانیت کے مستقبل کے لیے بے پام موت ہے۔

خاتم گر اقوام ہے یہ صورت چنگیز

نسبت سے ہے، اگر انسان کی جان محفوظ نہیں تو کیسے زبان، کہاں کا کلمہ، کہاں کے دریا، کبھی کہاں کیسے ادب و لطیفہ، کہاں کی شاعری، ان چیزوں میں کوئی معنویت نہیں، معنویت تو انسان میں ہے، یہ تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا آپ بخوبی واقف ہیں اور یہ ایک واقعہ ہے کہ اس ملک میں انسانی زندگی کی قدر و قیمت کا خفا عمیق احساس ہونا چاہیے، وہ نہیں ہے، انگریزوں کی تفرقہ انگیز سیاست، تفرقہ اور جذباتی احمیت (REVIVALISM) کا اس میں کتنا حصہ ہے اس کا تعین مورخ کا کام ہے۔

معمولی واقعات پر قتل و غارتگری کا طوفان

بعض واقعات ایک درخت یا جانور کے خاطر یا کسی قدیم چیز کو زندہ کرنے کے جوش میں یا ایمانیت کے جذبہ سے سیکڑوں انسانوں کا خون کر دیا جاتا ہے، اور ایسے ناخوشگوار، دل آزار اور شرمناک واقعات ظہور میں آتے ہیں جن سے ہماری گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں، ایک لہر اٹھتی ہے، اور وہ انسانوں کے متاع، جان و مال کو ہالے جاتی ہے جن سے دنیا کی آباد قائم ہے، جن کی خاطر اس کائنات کا حسن، فلسفہ، شاعری، ادب و ثقافت اور زندگی کی چہل پہل ہے، وہ انسان ظلم و بربریت کا شکار ہوتا ہے جو خدا کی ہمت کا بہترین نمونہ ہے اور جس کے ساتھ ہم رہتے بیٹے ہیں، اور جن کے ساتھ پوری زندگی گزرتی ہے، یہ صورت حال ملک کے لیے بڑی خطرناک ہے کہ یہاں کسی انسان کا وجود برداشت نہ کیا جائے۔

اس ملک میں بڑے بڑے دانشور ہیں، یونیورسٹیوں کی تعداد شاید کسی ملک میں اتنی جو جتنی یہاں ہے، مگر یہ افسوسناک حقیقت ہے کہ یہاں بھی کبھی ایسی ذہنی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان سے بڑھ کر یہاں کوئی گردن زدنی اور کششی نظر نہیں آتا، بنیادی اور اہم بات یہ ہے کہ اسی ملک میں انسان کی



اپنی برادری کے لیے وہ طرح کی مالصافی اور حق تلفی کو روا رکھتی ہے اور اس کو نہ صرف جائز سمجھتی ہے بلکہ ایک فوری خدمت اور عبادت سمجھتی ہے۔ اگر کسی ملکہ میں کسی برادری کا کوئی فرد پہنچ جاتا ہے تو سارے ملکہ کو اپنی برادری کے لوگوں سے بھر دیتا ہے اور اس میں کسی مالیت اور نا مالیت اور متحق اور غیر متحق کا لحاظ نہیں رکھتا ہماری سوسائٹی کے لیے وہ درگاہ ہے جو اسے گھن کی طرح کھا رہا ہے، اور اس نے تمام انضمامیہ کو کھوکھلا کر موزر بنا دیا ہے۔

### اسلام ہی رہنمائی کر سکتا ہے

جنگ نفری اور لسانی و نفسی اختلافات کو دور کرنے اور فرائض دلی و دے نصیبی اور انسانی وحدت کا خیال و جذبہ پیدا کرنے میں بھی اسلام ہی بیش قیمت مددگار ہے۔ مچھ رہنمائی کر سکتا ہے، جب اعلیٰ ملکہ کے مجمع جذبہ کے تحت یہ دیکھ لیں کہ یہ اصول و نظریہ اور یہ بات کہاں سے آئی ہے اور اس کا کہنے والا کون ہے؟ مجمع اور مفید بات کو اپنانے اگر کسی مکان میں آگ لگ جائے تو اسے بجھاتے وقت یہ نہیں دیکھا جاتا کہ آگ کسی کی ہے اور پانی کہاں کا ہے، کسی مکان یا بستی کی تباہی سے کہیں زیادہ ملک و قوم کی تباہی ہے، ملک کو خراب کرنا بجانے اسے سالمیت اور استحکام بخشنے کے لیے یہ دیکھنے کہ ملک کے لیے مفید نظریات قرآن مجید یا حدیث نبویؐ سے ماخوذ ہیں، اسلام بلاشبہ ملک کو دینیش اس دوسرے خطرے کو دفع کرنے کے لیے بہترین رہنمائی کر سکتا ہے۔

نسل انسانی کی وحدت کا اصول اسلامی تعلیمات کا اولین اصول ہے، اسلام نے بار بار اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ نسل انسانی کا خالق بھی ایک ہے اور ان کا مورث اعلیٰ بھی ایک ہے، اس لیے سب ایک ہی کنبے کے افراد اور ایک ہی ہمتی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعْرِفُوا (مائدہ: ۱)۔

ہمارے ملک پر دولت پیدا کرنے کا ایک ایسا اہم سوار ہو گیا ہے جس نے ملک کے حالات اور اقتصادی نظام کو درہم برہم کر دیا ہے۔ ہر شخص اس من گھڑی یہ کہ وہ مالوں رات دو تھمنہ بن جائے، دولت حاصل کرنا برا نہیں، مگر جلد از جلد دولت مند بن جانے اور جھلسی پر سرورد جانے کا شوق سخت خطرناک اور تباہ کن ہے۔

### ملک کے لیے تیسرا اہم خطرہ

ہمارے ملک پر دولت پیدا کرنے کا ایک ایسا اہم سوار ہو گیا ہے جس نے ملک کے حالات اور اقتصادی نظام کو درہم برہم کر دیا ہے۔ ہر شخص اس من گھڑی یہ کہ وہ مالوں رات دو تھمنہ بن جائے، دولت حاصل کرنا برا نہیں، مگر جلد از جلد دولت مند بن جانے اور جھلسی پر سرورد جانے کا شوق سخت خطرناک اور تباہ کن ہے۔ یہ شوق ایک لادہ کی طرح بہہ پڑا ہے۔ اور ایک انفس نشان پھاڑی طرح بھٹ پڑا ہے اس مرض کا شکار شہر قصبات اور دیہات سب ہیں، دولت پرستی کا یہ جنون دیکھ کر بغیر مرتبہ کچھ ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس ملک میں جس چیز کو توڑ بیچا ہے، صرف دو چیزیں نفعہ ہیں ایک باہمی نفرت اور دوسرے زیادہ سے زیادہ دولت پیدا کرنے کی ہوس، جیتی، جاگتی حقیقتیں یہی دو ہیں اور باقی سب کچھ غلغلہ و فساد ہے۔

ہے باہمی منافرت کے واقعات آتے دن ہمارے آنکھوں کے سامنے ہوتے رہتے ہیں، کبھی اس نفرت کا منہ کسی فریٹے کا طرف ہوتا ہے، کبھی کسی برادری کی طرف کبھی کسی کلمہ زبان یا علاقے کی طرف تو کبھی کسی سیاسی پارٹی کی طرف ہے۔

سیاسی پارٹیوں کا اختلاف اپنی جگہ، سوسائٹی میں اخلاقی خرابیاں ہر دور میں رہی ہیں مگر دولت پرستی کا اس طرح اعصاب پر سوار ہونا کہ اپنے مفاد کے لیے ملک کے مفادات کی ذرا بھی بدوا نہ ہو یہ کس قدر تشویش انگ بات ہے۔

ہمارے یہاں مختلف تعمیری منصوبے بنائے جا رہے ہیں اتنی مقدار کا صنعت اور صلاح استعمال نہیں ہوتا جو اس کی تکمیل کے لیے ضروری ہے۔ ٹھیکیدار اور

علم کی محنت اس کی بدواہ نہیں کرتی کہ ان کے اس عمل سے اس شہر کو نقصان پہنچے گا، کوئی محکمہ ایسا نہیں جس میں رشوت کا بازار گرم نہ ہو، اس بات کو ذمہ دار بھی جانتے ہیں کہ دولت پرستی کا ایسا جنون جو ملک کے مفادات سے آنکھیں بند کرے بہت برا خطرہ ہے ایک شخص اپنی زندگی کو خوشحال بنانے اور اپنے گھر کی فرائض پوری کرنے کے لیے ملک کے عوام کو ہر ممکن نقصان پہنچاتا ہے جو ٹوٹے سے جوڑتا کام ایسا اندازی اور سادگی کے ساتھ کرنا مشکل ہو گیا ہے ہر ایک کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور ہر قدم پر رشوت دینی پڑتی ہے، خود پھر یہ زندگی کی آسائشوں اور حکومت کے اختیارات کے فائدوں سے محروم ہوتے جا رہے ہیں ہر شخص کی نظر دوسرے کی جانب پڑ رہی ہے اور وہ اس کی ضرورت و مجبوری سے باہر نکلنا اور اٹھنا چاہتا ہے۔ اور کہیں انسانی ہمدردی اور سچی حسب الوطنی کا نام نہیں۔

### اس خطرے کا علاج

اس خطرے کا علاج صرف خدا کا خوف، آخرت کی باز پرس کا خوف، الہی و انسانی مفادات کا تصور ہے، جس کے مشق یعنی یہ کہ وہ دیکھ رہی ہے حسب الوطنی بھی کسی حد تک اس کا علاج کر سکتی ہے، آپ میں سے بہت سے لوگوں نے پورے کام کو گھبراہٹ سے لگ کر ان لوگوں کو بلانے سے بچنے یا ان کو بچنے کا عمل کرنا شروع کر دیا ہے، اس احتیاج اور ملکی مفاد کو بالائے طاقت رکھ کر دولت اندوزی کا رجحان نہیں پایا جاتا اور یہ جذبہ حسب الوطنی ہی کی وجہ سے ہوتا ہے مگر اس مرض کا صحیح علاج آخرت کا تصور، خدا کا خوف اور اس کی باز پرس کا خوف ہے۔

(ماخوذ از ایک بہتر چند مسئلہ سازی کی تشکیل (۱)۔  
 ۱۔ وہ حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روایت کرتے ہیں۔)

محرر: ڈاکٹر محمد الدین خلیل

ترجمہ: مطیع الرحمن عوف ندوی

# علوم و فنون پر اسلام کی چٹا

(قسط اول)

میں غم کہہ رہا تھا جس کے نتیجے میں اس سے استفادہ کرنے والے کا نقص ختم ہو جاتا ہے انھوں نے اس بارے میں پوری ہوش مندی اور زیر کی کے ساتھ ذاتی شخص کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اعتدال کی راہ اپنائی یعنی کشادہ ذہنی کے ساتھ استفادہ اور استفادہ کے ساتھ افادہ اور قبول کے ساتھ انکار۔

جس آسمانی صحیفہ کا آغاز اور جس کی دہائی کے سب سے پہلے بول "اقرا" ہوں اور جس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے قیدیوں کو حرد اس بات پر ضمانت دے کہ وہ ایسوں کو تعلیم دیں جس سے وہ نفع بخشے کے قابل ہو جائیں یہ وہ مذہب ہے جو اپنے مومن پیروؤں کی روزی اور سلمی تربیت کی فکر کرتے تاکہ وہ اس قابل ہو سکیں کہ جب حالات سازگار ہوں اور ان کو موقع ملے وہ علم کے کھدوان کو اگلے بڑھاسکیں اور پوری دنیا کو علم کی روشنی سے روشن کر دیں۔

یہ فکر ہمیں پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ علمی اور فنی کوششوں نے صرف مسلمانوں کے ثقافتی معیاریں ہی اضافہ نہیں کیا بلکہ انھوں نے عام علم اور دوسری قوموں کے علمی معیار کو بڑھایا ساتھ ہی علم کو ایک نیا رخ دیا اور اس کے لئے نہ مخطوطات میں ہی کے جسم کی بنیادی خصوصیات اس دین سے ماخوذ تھیں جس کے پرچم سے علوم نکلے تھے اور اس ماحول سے جو اس دین کے ذریعہ تیار کیا گیا تھا جس سے صرف مسلمانوں کو بلکہ تمام نئی نوع انسان کو ثقافتی سرگرمی حاصل ہوتی ہے

اسلامی عقیدہ نے قرآن و سنت کے متحرک فیض سے علم حصول اور اس کی اشاعت کا مناسب ماحول بنا رکھا اور اس نے اس کے اندر اضافہ کے لئے فوٹو و ردو اہمی پیدا کئے اور اس کو قابل افادہ و استفادہ بنایا یا بالفاظ دیگر اسلامی عقیدہ نے اس نئی نسل کے لئے جو فاضلی اور خارجی بہت سے مہینوں کا سامنا کرنے میں مصروف تھی علم کی بنیاد ڈالی ساتھ ہی اس کو ستمگر کی تاکہ بنیادی دھوکے کا ٹوک سے فارغ ہو کر نئی نسل اس کا رد اور علم و فن کو اگلے بڑھاس کے حقیقت سے کہ اگرچہ اولین کوششیں نہ ہوئیں جو اولین عہد میں کی گئیں تو مگر تھا کہ ان علوم و فنون کی بساط ہی الٹ دی جاتی۔ اس کے بعد اعلیٰ نسل آئی تاکہ وہ اسلامی نقطہ نگاہ سے علوم و معرفت کی بنیاد پر اس دور میں عقائدی اور سیاسی حیثیتوں کے اختلا کے بعد مسلمانوں نے خود کو ایک نئے قسم کے چیلنج کے مقابل پر پایا یہ ان علوم و وسائل کا چیلنج تھا جو فوج اور غلبہ کے نتیجے میں ان کے سامنے آیا اور نئے معنویہ مالک میں انھیں نئے نئے علوم سے سابقہ پڑا ایسے وقت میں دوسری قوموں کے علوم و فنون کے سیلاب کے سامنے ہی کو اپنا ثقافتی شخص برقرار رکھنا تھا بہت نادر اور اہم مسئلہ تھا اس کے لئے انھوں نے عزت نشینی کو اپنا پاس کا انجام علاحدہ کی پسندی اور تنگ نظری کے سماج نہیں ہوتا اور نہ ہی انھوں نے ان تمام علوم و فنون کو مکمل طور پر بوجہ سینے سے ہٹا دیا جو ایک قوم کو دوسری قوم کی ثقافت اور فکر

اور اس کی بنیاد پر بعد کے علمی نتائج سامنے آئے اس مناسب ماحول نے اپنے بنیادی خصائص کے سلسلے میں مذہب ہی سے کسب فیض کیا۔

ہو سکتا ہے اسلامی عقائد، نظام اور شریعت کے ذریعہ علمی ماحول کی تشکیل کے سلسلے میں خشک و غامض عقائدی مسئلہ سمجھا جائے لیکن جلد ہی اس مشہد کا ازار ہو جاتا ہے جب ہم غور کرتے ہیں کہ اسلامی تاریخ میں جو کارنامے انجام پائے اور علم و فکر کے میدان میں جو ترقیاں ہوئیں ان کی بنیاد اگرچہ بیہودہ تھیں لیکن اس سے زندگی کے مختلف شعبوں پر گہرا اثر پڑا۔ آغاز اسلام کے وقت پائے جانے والے گہری، دینی ورثہ میں جو تحریف کا شکار تھا بنیادی تبدیلیاں وجود میں آئیں اور ان کو نیا رخ ملا اسلام نے علم و فکر کے دائرہ کو جو وسعت دی عقل انسانی کو محدود حکم رسانی محدود پس منظر میں بات کی وضاحت کر سکتے ہیں کہ اسلام نے علوم و فنون کے سباق میں جو رول ادا کیا وہ ہر شے سے ایک نیا نیا تھا اور ہر زمانہ میں اسلام کی اس علمی تحریک میں اسلامی اقدار سے مسلسل تال میل ہوا اور ان دونوں کے جوڑ اور اختراک سے ایک ایسی علمی ذہنیت وجود میں آئی جو تاریخ انسانی کی تمام ثقافتوں سے ذلک اور تاثیر اور فعالیت میں ممتاز تھی۔

ہماری پوری تاریخ میں علمی سرگرمی پر اسلام کی چھاپ رہی جس کی وجہ سے اس کو دو ام اور بار بار حاصل ہوئی اور اس کے اندر ایسی عظیم صلاحیت پیدا ہوئی کہ وہ علوم و فنون کو جو وہ تہذیب کی علمی سرگرمیوں پر اثر انداز ہوا ہو سکتے ہیں اور ان کے اندر مستقل میں حصہ لینے کی بھی پوری صلاحیت پائی جاتی ہے جسے ہم اس بحث کے آخر میں پیش کریں گے اس سے قبل کہ ہم اس کے نتائج پر غور کریں بہتر ہوگا کہ اس موقع پر علمی سرگرمی پر اسلامی چھاپ



# قرآن کریم کی تلاوت

## ایک عیسائی مبلغہ کو اسلام کی طرف رہنمائی کیا

محمد احمد ندوی

ان کو زندگی میں پہلی بار اس کا تجربہ احساس ہوا کہ آج انھوں نے خدا کا کلام سنا ہے۔ تلاوت ختم ہونے کے بعد انجینئر صاحب کی بیگم نے تلاوت کردہ سورت کی (حسن اتفاق یہ کہ سورت مہربم تھی) تشریح و تفسیر کی اور بڑے دلنشیں پیرائے میں اس کے معانی و مطالب بیان کئے جس کو سن کر انھیں ہم ہو گئیں۔

انہی احوال عالم الاسلامی کے سوال پر وہ اپنا قصہ خود بیان کرتی ہیں۔

وہ کہتی ہیں کہ جب میرے سامنے سورہ مہربم کی تشریح بیان کی گئی اور اس کے حقائق میرے ادب پر متکشف ہوئے تو ایسا محسوس ہوا جیسے کہ میرے ذہن و دماغ پر بجلی کی بڑی بجے ساختہ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے کہا کہ یہ سچا کلام ہے اور اسی ڈوبی ہوئی کیفیت کے ساتھ اسلام سے متعلق معلوم حاصل کرنے کا شوق مجھے پیدا ہوا۔ میں کیا ہوں کی ایک طویل فہرست میسر کر دیا۔ وہاں سے واپسی کے بعد میں نے قرآن مجید کا مطالعہ شروع کیا اور رفت رفتہ میرے قلب میں نور اسلام کی شمعیں داخل ہوتی چلی گئیں۔ جبکہ میری نشو و نما اسلام دشمن ماحول میں ہوتی تھی اور میرا تعلق ایسے گروہ و جماعت سے ہے جو مومن کہلاتا ہے اور یہ گروہ اپنی اسلام دشمنی اور مسیحیت دشمنی فوازی میں بہت مشہور ہے۔ یہودیوں کے بارے میں اس کے افکار بڑے جانبدار ہیں اس گروہ کے اندر مسلمانوں خاص طور سے عربوں کی نفرت اور ان کے دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ گروہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے میدان میں بڑے زور و شور کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔

وہ کہتی ہیں کہ میں اس طرح کے افکار و افکار کی طلبہ و تلامذہ اور پندہ سال تک مسلسل بڑی جانبداری کے ساتھ مسلمانوں کو عیسائیت کے

بڑی کوشش کے ساتھ انھوں نے ان کا استقبال کیا اور ان کی آمد پر بڑی شاشت افسانہ کا مظاہرہ کیا وہ پہلے ان کے اخلاق سے متاثر ہوئی جس کا ان کو اس سے پہلے تجربہ نہ تھا۔ ادیان کے سلسلہ میں گفتگو شروع ہوئی تو محمود نے عیسائی مذہب کی بڑی ذوقیت کے بارے میں بڑی تفصیل سے گفتگو کی اور اسلام کے بارے میں اپنے شبہات اور اعتراضات بیان کئے۔ دیر کے بعد انجینئر صاحب نے تھوڑی دیر کے لیے اجازت لی اور پھر واپس آئے۔ موصوف نے ان سے استفسار کیا کہ آپ کہاں گئے تھے اس پر انھوں نے کہا کہ میری تلاوت کا وقت ہے میں اس کے لیے تیار ہونے لگا تھا۔ ظہارت کے بعد وضو کر کے آیا ہوں پھر کھڑے کے لیے ظہارت اور وضو انوکھی بات تھی انھوں نے پوچھا کہ تلاوت کے لیے وضو کیا معنی۔ انجینئر موصوف نے وضو کی اہمیت اور افادیت بتائی اور تلاوت کے لیے اس کی ضرورت، انھوں نے کہا کہ پھر تلاوت کیجئے ہم سنیں گے۔ انھوں نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کی تلاوت سنتے ہی خاتون پر ایک خاصی کیفیت طاری ہوئی وہ محو ہو کر سننے میں مصروف ہو گئیں تلاوت اور قرآن مجید کے معانی و مطالب کچھ بھی ان کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ مگر اچھی بات پڑھیں اور شیعوں تھا اور شروع و ختم کی وہ کیفیت تھی اس کی تلاوت ان کے دل میں اثر کر گئی۔ اور

اسلام کے دین فطرت ہونے کی سبب بڑی دل میں ہے کہ دشمنان اسلام کے سامنے ہرگز ہارنا اور سازشوں کے باوجود اس کی مقبولیت بڑھتی جا رہی ہے اور مختلف طبقات و گروہ کے تسلیم یافتہ لوگوں کے اسلام قبول کرنے کے واقعات بکثرت پیش آ رہے ہیں اور اخبارات میں اس کی تفصیلات شائع ہوتی رہتی ہیں۔ انہی احوال اسلامی مکتبہ المکرّمہ کی ایک تازہ اشاعت میں ایک استرلوی عیسائی مبلغہ کے اسلام قبول کرنے کی تفصیل شائع ہوئی ہے جو ملاحظہ کرنے کی خدمت میں پیش ہے۔

بگم ذہن پہلے کی بات ہے کہ "اؤٹولیا سترنگ" ایک استرلوی عیسائی خاتون جو عیسائیت کھیلے تبلیغ کے لیے سرگرم عمل تھی اور اس میدان کی بہت کامیاب مبلغہ مانی جاتی تھی عیسائیت کی تبلیغ کرتے کرتے اسلام کی مبلغہ بن گئی اس پر درست تبدیلی حال میں ایک مولوی واقفہ کا دخل ہے جس نے اس کی زندگی کے مرنے والے کو بوز کر اسلام کی طرف پھیر دیا، واقفہ دیکھنے میں بڑا سادہ اور معمولی ہے مگر اپنی آفرینش و قوت کے اعتبار سے بڑی ہی عجیبہ خیر سز اور سبق آموز ہے۔

یہ سن لوں ایک مصری انجینئر عین زہرہ نے عیسائیت کی تبلیغ کے مقصد سے ملے تھیں۔

ہو جاتی ہے کہ وہی بچوں کی حقیقت اور پہلی مسئلہ پرستی  
ہو کہ اسے اس لیے اس پر ضرور ہے کہ وہ خود تعلیم  
اور اسلامی ثقافت کے زیور سے آراستہ ہو اور  
بھروسہ کی دینی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری کو خوش آواز  
سے نبھائے تاکہ اس کی خوشی میں پادشاه جڑنے والے  
سچے اسلامی مفائد اور اسلامی زندگی کے ساجے  
میں بدوان برپا ہو۔ اور اگر وہ اس سے پہلو ہٹا کر  
اور اہمال و غفلت سے کام لے لے تو پھر انسانی معاشرہ  
تباہی کے گڑھ میں گر سکتا ہے۔

عورت کی تربیت اور انکس کے بارے میں ان کا  
خیال ہے کہ عورتوں کی تربیت اس وقت صحیح ہے جبکہ  
شوہروں کو خوش کرنے کے لیے ہو لیکن اگر ثقافت کی  
نیت سے ہو اور بداد و کد و مقصود ہو تو میں نہیں  
سمجھتی کہ شریعت میں اس کی کوئی گنجائش ہے۔

کرسکون

ان سے پوچھا گیا کہ اسلام سے پہلے اہلک زندگی  
میں کیا آپ نے کوئی فرق محسوس کیا؟ انھوں نے کہا کہ اہل  
انہا ہی فرق جنا کہ رات دن کا محسوس کیا جاتا ہے اور  
اب اہلک میں بہت مسرور و خوش ہوں۔ اسلام نے  
مجھے دعائی و قلبی اطمینان و سکون عطا کیا جو دنیا کے کسی  
ادب و مذہب میں نہیں پایا جاتا ہے۔  
یورپ کا اسلام دشمنی کے بارے میں ان کا  
خیال ہے کہ اس نے تمدن و ادب جیسے مسائل کو نیکر اسلام  
کے خلاف خوب داد دیا لیکن اب خود انھیں مغرب  
ممالک سے اس کی حمایت اور جواز کے بارے میں بدگیا  
بلند ہو رہی ہیں جیسا کہ جنگ عظیم تالی کے بعد جرمنی  
نے اس کی اجازت دیدی تھی۔

و لیے شریعت اسلامیہ نے تعدد کے  
بارے میں جو شریعتیں اور حدود مقرر کئے ہیں ان کی  
بلوری رعایت کرتے ہوئے ہر ایک کے بس کی بات  
نہیں ہے کہ وہ تعدد کے دھانچے میں اپنے کو پھنسے  
درحقیقت تعدد از دواہج انسانوں کے لیے سعادت  
درعت کا باعث اور معاشرہ کو تباہ کاریوں اور  
آلشوں سے محفوظ رکھنے کا ایک خوبصورت نظری  
حل ہے۔

معاشرہ میں عورتوں کی اہمیت پر دروضی  
ڈالتے ہوئے وہ کہتی ہیں کہ عورت ہی وہ بنیادی  
بہر اور ستون ہے جس پر شوہر کے ایمان و اطاعت  
و تقویٰ، برہنہ نگاری، نیکی و صلاح کی عمارت  
کلری ہوئی ہے وہ خیر کے کاموں میں شوہر کا تعاون  
کرتی ہے اس کی حوصلہ افزائی اور اس کے اچھے کاموں  
کی تحمیل کرتی ہے۔ زندگی کے دشوار گزار درپہ  
مقامات پر اس کا سہارا بنتی ہے پھر ستون کی تعمیر  
و تشکیل اور ان کی ترقی میں اس کا بوجھ داخل ہوتا ہے  
موجودہ زمانے میں جبکہ ہر غلط افکار کی تندہ تیر ہو رہی  
ہے اور یہی عورت کی ذمہ داری اس حیثیت سے دو چند

مانجے میں ڈھالنے کی کوشش کی اور بہت سے نوجوان  
کو میں نے اس کام کے لیے تیار کیا۔ اس میدان میں انھوں  
نے بڑی شہرت حاصل کی اور بڑا نام کیا۔ ان کے شمار  
شاگرد اور تربیت یافتہ مختلف ممالک میں اس ہم کو کام  
دے رہے ہیں۔ لیکن خدا کو کہہ دو یہی منظور تھا اس  
لیے اس نے اسلام کی دولت سے ہمکناری اس سلسلہ  
میں ملاحظہ کرانے میری بڑی دھن کی کاغذ طور سے  
میں نے سورہ مریہ کا بڑی گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا  
اس مطالعہ سے اسلام اور مسلمانوں اور حضرت میں  
مریم علیہا السلام کی بچی تصویر اور سچے دھانچے لگنے لگے  
اس کے بعد وہ کہتی ہیں کہ جب مجھے اسلام سے  
اطمینان حاصل ہو گیا اور اس کی حقانیت و صداقت  
کا پورا پورا یقین ہو گیا تو میں نے ٹیکسلا کا رخ کیا اور  
بغیر کسی خوف و ڈر کے بڑے اعتماد کے ساتھ اپنے اسلام  
کا اعلان کیا، میرا یہ اعلان ٹیکسلا کے ماہم و راہبات  
پر بلکہ حیثیت کے قلب پر پہنچی بلکہ کوٹری ٹیکسلا میں  
نے کسی کی کوئی شک و برہانہ نہ کیا بلکہ مجھے اس کا بھی انیٹہ  
نہیں ہوا کہ میرے گھر والے اس کے بعد میرے ساتھ  
کیا سلوک و برتاؤ کریں گے۔ اسی اعلان کے بعد باج  
سال تک بڑی جلیں حق و ریزی کے ساتھ میں نے مختلف  
ادیان و مذاہب کے عقائد کا تقابل مطالعہ کیا لیکن  
و زوال پسندہ دل میں اسلام کی جو محبت جاگزیں ہوئی  
تھی بالی برابر ہی اس کے اندر لگی نہیں آئی بلکہ روز بروز  
اسلام کی اہمیت پر یقین اور مستحکم ہوتا گیا، پھر وہ  
مرحلاً یا کتاب مجھے سرکاری طور پر اپنے اسلام کا اعلان  
کرنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ اس مقدمے کے پسندہ کے اسلام  
منش میں حاضر ہوئی اور وہاں اپنے اسلام کا اعلان  
کیا۔ اس کے بعد میرے دل میں یہ آواز دے کہ شریعت  
اور اسلامی دعوت کے اصول و آداب سے واقفیت  
حاصل کر دوں چنانچہ اس تکمیل کے لیے معراج کا میں نے  
بختہ ارادہ کر لیا۔ تاکہ شریعت اسلام اور دعوت کے اسلوب  
و انداز اور اس کے ضوابط سے آگاہی کے بعد اپنے ہم کو کافی

**ہول سیل چشموں**  
کے فنیس خیریم اور فنیس کے بے

**ناج آپٹیکل**  
ڈسٹری بیوٹرز

ٹری 39/52 - کوئی کے چوکے  
(دھرم پالائے علی) دارالنبی

**TAJ OPTICALS**  
WHOLE SALE SPECTACLE  
FANCY FRAMES & LENSE  
PLEASE  
CONTACT  
**TAJ OPTICALS**  
D-37/152 KODAI - KI -  
CHOWKI (MADHUR JAL PAN)  
GALI) VARANASI  
PH-352737 RES. 342127  
342106



# مسلم خواتین کا ناریخی کردار

تحریک مولانا عبداللہ حسینی ندوی

ترجمہ: محمد طارق اقبال عظیم ندوۃ العلماء

زمانہ قدیم سے لوگ عورت کے بارے میں طرح طرح کی خام خیالیوں، تصورات اور عقائد میں مبتلا ہیں۔ بعض اس کی فطری، ذہنی اور تخلیقی صلاحیت کے متعلق مشکوک نظر آتے ہیں۔ اور شک و شبہ کا بھول بھلیاں میں پڑے ہوئے ہیں، اور ان کے ذہن میں بار بار یہ سوال پیدا ہوا کرتا ہے کہ انسانی معاشرہ میں کوئی نمایاں کردار بھی ادا کر سکتی ہے۔ اور کچھ نے اسے مردوں کی صف میں لاکھڑا کیا ہے۔ اور ان کا ہم بلا اور ہمسر بنا دیا ہے۔ لیکن تاریخی شہادت موجود ہے کہ اگر اسے اللہ کی دی ہوئی صلاحیت کے مطابق مواقع میسر ہوں تو وہ نمایاں کارنامہ اور کردار ادا کرتی ہے۔ چنانچہ اس نے مختلف ادوار میں عظیم کارنامے انجام دیئے ہیں۔ اور وہ تخلیق کردہی و صنعت کے باوجود مضبوط و حکم پہاڑوں کی طرح اٹھ اور ثابت قدم رہی ہے۔ اور کم عقلی و کم فہمی کے ساتھ ایسے ہی نمایاں اور غیر معمولی کام انجام دیئے جو عظام و در انشور و کواکب و بدائع اور شہد کر دیتے ہیں۔ اور فطرتی حالات چیزوں کو جو دو میں لاتی ہے۔ اور اگر یہ تفسیر صحیح ہے تو کیا جاسکتا ہے کہ وہ سندھ و سیالکوٹ سمندر کا ایک قہار ہے جو مضبوط و ثقیل تہذیب و تمدن کی سوراخ کر دیتا ہے اگر وہ اس پر مسل اور لگاتار کرتا ہے۔ ائمہ ہدایت نہیں تو بہاؤ کا ایک ٹکڑا ہے اور کبھی کبھار وہ کام کر جاتا ہے جس کو پہاڑ کا کام نہیں دے سکتا۔

عورت اپنی فطرت و بناوٹ کے اعتبار سے کدو سہی لیکن علم حکم کے اعتبار سے ایسے ہے اور ارادہ و حزم کی صفات ہے۔ وہ اپنی ذلت تک محدود رہتی ہے لیکن انقلاب کا پیش خیمہ ہوتی ہے، اور انقلاب برپا کرتی ہے۔ وہ نان و نفقہ کی محتاج اور کسی زبردست و فطیل کی دست نگر ہوتی ہے لیکن پوری پوری نسل کی تربیت کرنے والی، انسانی، اخلاقی قدروں کی پامیان و محافظ ہو جاتی ہے بلکہ ایسا بھی بار بار دیکھا گیا ہے کہ اس کے گھٹیل اور زبردست اس کی ہدایت و رہنمائی ہے۔ عرصہ بار بار اس کی اخلاقی صفت سے دوچار ہوا ہے ہیں، تاریخ کے صفحات اس کے گہرے نقوش سے منور ہیں۔ اور آج بھی عورت دیکھا تو تاریخ دہرا کر وہ کردار پیش کر سکتی ہے جو ماضی میں اس کی پیشانی کا جوہر رہا ہے مگر کسی بھی خاتون کے لیے یہ کام اس وقت تک آسان نہ ہوگا جب تک کہ وہ اپنے کو ایمان کامل اور یقین حکم کے زیور سے آراستہ نہ کرے اس لئے حالت سے بہرہ آرمائی آزمائش سے مقابلہ اور جان کو جو حکم میں ڈالنے کے لئے ایمان و یقین بھری زبردست اور طاقتور ذریعہ اور آئینہ ہے جو پیشانی میں بھی سب سے بڑا اثبات بنا رہا ہے تاریخ کے اور اوراق اللہ کر آپ بھی کچھ نمونے دیکھ لیجئے۔

## عورت بحیثیت ماں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اندوہ منہ مہر متہ تھا

مکہ کے بے آب و گیاہ سمنان وادی میں سکونت اختیار کرتی ہیں۔ جہاں نہ کوئی آدم نہ کوئی آدم زاد سوائے ان کے ننھے بیٹے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے۔ لیکن وہ خدا پر کامل اعتماد اور غیر متزلزل یقین رکھتی تھیں۔ چنانچہ وہ نہ کوںوں پہلے ہوئے لاشعرا ہی اللہ زمین کا احاطہ کئے ہوئے ہماروں سے ڈریں۔ اور نہ باہم سرگوشی کرتے ہوئے حق و دق و حصار و بیابان نہیں خوف دہراں میں مبتلا کر سکے۔ اس لئے کہ وہ بوجہ جاتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو ٹھیک ٹھیک پیدا کیا ہے۔ وہی ان کا محافظ و نگراں ہے، اور ان کی نصیحت و حفاظت کرے گا۔ وہ ہر چیز کا پالنا ہے۔ بجلادہ ان کو کیسے رزق و روزی دیا نہیں کرے گا۔ اور وہ کیسے ان کو کھانا اور ہلاک کر سکتا ہے، جس کی وہ مطیع اور فرمانبردار بندہ ہیں۔ اس ناولہ نگاہ اور نظریہ کو سامنے رکھ کر اپنے جو کوشش کی تربیت و تہذیب و تہذیب و تہذیب کے ماحول میں ڈھل کر نوکری کی دین پر قدم رکھتا ہے۔ جس کی تصویر کشی قرآن اپنے بلند انداز میں یوں کرتا ہے: "فَمَا بَلَغَ مَعَهُ الشَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَأْمُرُ" قَالَ يَا أَبَتُ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِذَا نَسَّاهُ اللَّهُمِنَ الضَّالِّينَ" (جب وہ دولہ کی عمر کو پہنچے تو حضرت ابراہیم نے کہا اے میرے بیٹے میں خواب دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر دیا جائے گا تو کر لو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ انھوں نے جواب دیا اے میرے والد جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر گزریں۔ انشاء اللہ آپ مجھے مہر کرنے والوں میں پائیں گے۔)

سکھائے کس نے اسماعیل کا کتاب فرزند کا یہ اس صاب و پاکیزہ تربیتی شجر کا مٹھلا اور پاکیزہ پھل ہے جسے ایک مضعف ماں نے کشت و بار

اور مجھ میں مغرور اور ادب عالی کا مقام رکھتے ہیں اس لئے کہ اس کے اندر لطیف انسانی جذبات کی عکاسی اس میں دلی احساس اور کیفیات کی ترجمانی اور تصویر کشی کی گئی ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس نے اسے ادب عربی میں ممتاز مقام عطا کیا ہے۔

لیکن جب وہ ایمان و یقین سے زبور سے آراستہ ہوئے، اور ایمانی حلاوت، یقین کی شیرینی اور اعتقاد کا ذائقہ چکھا، اور افسانہ میں قانع قلب و نظر نہیں کرنے پر ان کا دل مطمئن ہو گیا۔ پھر کائنات انھوں نے افسانہ میں اپنے چاروں طرف کی قربانی کے لئے پیش کر دیئے۔ اس وقت اسی قربانی اور فدیہ کی ضرورت تھی، اور اس کا ذریعہ ان کا دل مطمئن تھا۔ اور خدا سے ثواب کی امید تھی، اور نشاۃ الہیہ کے چہرے پر کھل رہی تھی۔ ناسخ کی زبانی یہ قصہ سنو! حضرت خضاء کے چاروں طرف تھے۔ جسے چھ فارسی کے لڑکے اس میں مسلمانوں کو آمادہ کی جا رہا تھا، اس وقت اپنے چلنے کو ان الفاظ میں نصیحت اور نصیحت کر رہی تھیں۔ اے میرے بھو! تم نے برہم راہ اختیار کر لی، اسلام قبول کیا، اور تم نے بدعتی و مشرکیت و ہجرت کی اس ذات پاک کی قسم جس کے سوا کوئی اور پرستش کے لائق نہیں، تم ایک ہی باپ کے فرزند ہو جیسے کہ تم ایک ہی ماں کی اولاد ہو۔ جس نے تم کو مخلوق انساب نہیں پیدا کیا، اور تمہارے حسب و نسب کو تبدیل کیا، یاد رکھو! دارِ آخرت دارِ فانی سے بدرجہا بہتر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

”اَصْبِرْ وَاَصْبِرْ وَاَصْبِرْ وَاَصْبِرْ وَاَصْبِرْ وَاَصْبِرْ  
فَتَكُنْ مِنَ الْفَائِزِينَ“

جب تم دیکھو کہ گھسان کا رنگ بڑھ رہا ہے، اور جنگ میں شباب بڑھ رہا ہے، اور اپنی چنگاریاں روشن کرنے میں پھر رہا ہے، تم اس گھسان کی جنگ میں کود پڑو! اور لوہار کے جوہر دکھا کر اس کے اندر کوئلہ کو درد، اور دارِ اللہ اور پیغمبر کی رہائش سے عزت و شرف حاصل کر کے کامیاب

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم اس کو دودھ پلاتی رہو۔ اور جب تم کو اس پر اندیشہ ہو تو اسے سند میں ڈال دو، نفوت نہ کرو اور غم نہ کرو (غلیس اور ناشاد نہ ہو) ہم اسے تمہارے پاس لوٹا دیں گے، اور اسے رسولوں میں سے بنالیں گے۔

جب وہ اپنے لقب مجرور اور نور چشم پر فرعون کے سپاہیوں سے خائف ہوئے اور دُورین تو دلی الہی پر ایمان کا دل اور راج اعتقاد و یقین نے ان کو آمادہ کیا کہ بچے کو بغیر کسی خوف و تردد کے سمندر میں ڈال دیں۔ (ایسا ہی ہوا) چنانچہ موسیٰ صرف نڈا ہی نہیں رہے بلکہ وہ انبیاء و مرسلین میں ہوئے اور ان کے ذریعہ اللہ نے مظلوم اور فرعون کے ظلم و بربریت کی عکاسی میں پسپائی ہوئی قوم بنی اسرائیل کو کجائت و لالچ پر نتیجہ تھا محض، اس ایتار اور قربانی کا جسے ایک شفیق ماں نے کیا تھا۔ جو زبردست اور طاقتور ایمان کھے حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دل میں رنج و الم کا خیال آیا۔ اور آسمانی الہام پر ان کو شک و شبہ لاحق ہوا۔ جو ساتوں آسمان کے اوپر سے نازل ہوا تھا (اور وہاں تردد کا گندہ ہوا۔ اور زخم و دل زنی نے راہ پائی) جس میں ان کے اور اس محبوب ترین بچے کے مستقبل کے بارے میں پیش گوئی تھی۔

### محمد و نسا کا سفرِ اوار

یہ حضرت خضاء ہیں جن کا نام ادابی دنیا میں ان کے بچے فضلِ مرغیہ کی وجہ سے خاص شہرت رکھتا ہے اس حشر نے ان کے بھائی کے نام کو ہمیشہ کے لئے تاریخ محفوظ کر دیا۔ اور زندہ جاوید بنادیا۔ جس کی محبت و الفت ان کے دل میں جاگزیں اور پیوست ہو گئی تھی۔ اور یہ واقعہ بھائی سے محبت کے اظہار کے لئے ضررِ اشل بن گیا۔ اور انھوں نے اپنے بھائی کی موت کے غم میں یہی آہ و زاری کی جس کی مثال طبعی مشکل ہے۔ اور یہ مرغیہ

اور زندہ خیر پاکیزہ زمین میں لگا کر آبپاری کی قسمیہ ذرا کم ہو تو یہ بھی ملتے نہ خیر نے سانی وہ اس شہرِ شہر کے شیریں اور میٹھے پھل کا نفاذ تھا رہا ہیں، اور اس سے لطف اندوز ہو رہی ہیں، اس طاعت اور کامل خود پسندی، عظیم قربانی اور بے لوث ایتار کا نتیجہ ہے جس نے ان کے فرزند اور محمد کو قیامت تک کے لئے زندہ جاوید کر دیا۔ اور یہ محض اس کیساتھ اور تمہارا ایمانی تربیت کا اثر تھا جسے ایک نیک و صالح قانون نے انجام دیا تھا جو دنیا کے خورد و خاک سے دور بہت دور اور گہرے کشمکش تھی۔ اور نصرتِ خداوندی پر اعتماد و بھروسہ کا نمونہ تھی۔

### ایک ماں اپنے جگر گوشہ کو سمندر میں ڈالتی ہے

حضرت موسیٰ کی ماں اپنے ہر دلچسپ و محبوب ترین اور دل و جان سے عزیز خود کو دودھ پیتے بچے کو آنکھ پھر کر دیکھ کر خوش بھی نہ ہو پاتی ہے، بھی نہیں پاتی ہے کہ فرعون اور اس کے کڑوتھا گھناؤنا نظروں کی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے، رنج و الم اور ملال و اندوہ کے کالے سیاہ بادل ان کے دل و دماغ پر بچھا جاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ بنی اسرائیل کے بچوں اور بڑوں کو قتل کر رہا تھا، اور عورتوں اور بچوں کو زندہ رکھا کرتا تھا۔ لیکن بہت جلد یہ کثیف باطل محبت گئے، اور تاریکی کے دبیر پردے چاک ہو گئے، روشنی کی کرن نمودار ہوئی، وہ الہی اور الہام خداوندی سے سپیدہ محراب نے نامِ محبوبہ سامانیوں کے ساتھ نمودار ہوئی جس نے ان کے دل کو مضبوط اور توانا بنادیا۔ اور اندوہ کی تسلی سے بہکنا دیا۔ اور عزم و ارادہ میں پختگی عطا کیا۔

”وَاَوْحَيْنَا اِلٰی اُمِّ مُوسٰی اَنْ رَضِعِيْهِ  
فَاِذَا حَضَرَ عَلَيْهِ فَاَلْبِسِيْهِ فِي الْثَمِيْمِ وَلاَ  
تُخَافِي وَلاَ تَحْزَنِيْ اِنَّآ اَرَاوُدَّہٗ وَاِنۡنِذِرُكَ  
بِحَابِلُوْہٖ مِّنَ الْمُرْسَلِيْنَ“

جو کئی دن لٹکی رہی اسی اثنا میں ان کا مال آئیں اچھا  
سے مخاطب ہو کر سوال کیا، کیا اس سوال کے لئے اترنے  
کا وقت نہیں آیا؟ مجھ نے کہا، یہ تو ناشی ہے؟ جواب  
دیا، ہرگز نہیں وہ بھی منافق نہیں تھا، وہ قالم البلیل  
اور عالم بالنباء اور میدان جنگ میں داد شجاعت  
دینے والا تھا۔

یہ زوردار کلام ان کے حاضر اور ایمان و یقین  
اور خدا سے ثواب کی امید و توقع پر روشنی ڈالتا ہے۔  
کہ انھوں نے اپنے مجرّم گوشت اور فحش مجرّم کو حنگ کی  
بھڑکی ہوئی آگ اور خلد خشاں موکر میں ڈال دیا چشم  
فلک نے بھی ایسا نظارہ دیکھا ہو گا کہ صدق و صفا اور  
راہ حق میں ایک مال نے اپنے محبوب و لائق ترین فرزند  
کی قربانی پیش کر دی اور اللہ کے راستہ میں اس کو  
قربان کر دیا۔ خدا ان کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے  
اسلام اور خواتین اسلام کی طرف سے بہتر سے بہتر  
بدلہ عطا کرے، جو اپنے مجرّم گوشتوں کو راہ حق میں قربان  
کرنے سے دریغ نہیں کرتی ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک فیت را

### بیوی کی کمر داری

”وہ مجھے حنا خنہ نہیں کرے گا، حضرت  
ابراہیمؑ کی زوجہ مطہرہؑ تیرہ دن دار ماحول، ناگفتہ بہ خدا  
بت پرستانہ حالات میں ایک فرمانبردار اور مطیع بیوی  
کے روپ میں سامنے آتی ہیں۔ جو سفر و حضر میں آپ  
کا ساتھ دیتی ہیں۔ اور پسند ناپسند میں اللہ سے قربانی  
نہیں کرتی ہیں، اور رفاقت کا حق ادا کر دیتی ہیں۔

جب حضرت ابراہیمؑ انھیں بے آب دیکھا مسمانِ ہادی  
میں چھوڑ آئے ہیں۔ وہ کامل اعتماد، اعلیٰ اقدار و عظمت  
کا بہترین نمونہ اور خدا پر بھروسہ اور توکل علی اللہ کی  
میتنی جاتی تصویر نظر آتی ہیں، جہاں زخوف و دلہشت  
کا اندیشہ ہے اور نہ ڈر کا وہم و گمان ہے۔ یہ لکھ کر  
صورت میں وہ اغت نقوش ہیں جن سے طوفانوں نے

ہو جاؤ۔ چنانچہ سیدہ مخرمہؑ دارِ بوار وہ جلد  
از جلد اپنے سر کوڑوں کو چھوئے، اور بیکے جگر دگر سے  
آگے بڑھے۔ اس حال میں کہ وہ ہرگز ریشہ رخسار پر چھوئے  
تھے۔ جن میں بوڑھی ماں کی وصیت کا تذکرہ تھا جسے  
وہ بار بار پڑھ رہے تھے یہاں تک کہ سمجھو تمام شہادت  
نوش کیا۔ جب یہ خبر ان کے پاس پہنچی تو فرمایا: اللہ  
للہ الذی شرّفنی بقتلہ وادّٰجوسن رجبہ  
ان یجمعنی بعد فی مستقر الرحۃ، ”اگر تو میری  
کی سزاوارد ہی ذات ہے جس نے مجھے ان کی شہادت  
سے سرفراز کیا، اور مجھے اپنے پروردگار سے ایسے  
کردہ مجھے جو رحمت میں ان کے ساتھ جمع کر دے گا

### سخت محاصرہ

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت سے دس  
روز قبل محاصرہ بہت زیادہ سخت اور شدید ہو گیا۔  
وہ اسی حال میں انجنا مال حضرت اسامہؓ کی خدمت میں  
حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ مجھے موت میں انجنا راحت  
کا سامان نظر آتا ہے۔ ماں نے کہا ابھی لگتا ہے کہ موت کی  
تھانم نے میرے لئے لٹکی لگے، مجھے موت پسندیدہ  
نہیں جب تک کہ شہادت کی ایک آنکھ جاتی رہے یا تم  
شہید کر دیے جاؤ۔ تو مجھے ثواب کی امید اور توقع ہے  
اور اگر کیا جانی سے دشمن کے خلاف جھکا رہے تو  
میری آنکھ کو ٹھنڈک نصیب ہوگی۔ ان باتوں سے  
حضرت عبداللہؓ مسرور اور خوش ہوئے اور مسکرائے  
اور شہادت کے روز بھر ماں کی خدمت میں حاضر ہوئے  
تو ماں نے یہ وصیت فرمائی۔ اسے میرے بیٹے ان کی  
طرف (دشمن کی طرف سے) ہرگز ہرگز کسی ایسی چیز  
کو قبول نہ کرنا جس میں خوفِ قتل سے تمہارے اوپر دلت  
کا داغ لگے، اور تمہارے لئے باعثِ تنگ و حار ہو۔  
پھر اس عزت کی موت بد جہاں بہتر سے ذلت کی موت سے  
جنا بخیر ہوئے سخت محکم اور داد شجاعت دیتے  
ہوئے شہید ہو گئے، مجھ نے ان کی نقوش سولی پر چھائی

تاریکی صفت کو زینت بخشی ہے، اور محمدؐ میں عظام نے  
اپنے دل و دماغ میں جگہ دی ہے۔ ابن عباسؓ سے  
ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ ان کو اور صاحبزادے اسماعیلؑ  
کو لے کر آئے جبکہ وہ شیر خوار تھے۔ اور ان کو مسجد کے  
قریب بنو مزہم کے ادھر ایک برگد کے درخت کے نزدیک  
خاند کہکے پاس ٹھہرایا۔ اس وقت مکہ میں کو فطح  
ذی نفس نہیں رہتا تھا، اور نہ وہاں پانی کا معقول انتظام  
تھا، پھر بھی دونوں کو دین چھوڑ دیا۔ اور ان دونوں  
کے پاس ایک خیمہ تھا جس میں کھجور اور ایک خشک  
جس میں پانی تھا چھوڑ کر حضرت ابراہیمؑ لوٹے گئے۔  
حضرت ہاجرہ ان کے پیچھے دوڑیں اور پکارنے  
لگیں، اے ابراہیمؑ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔  
اور میں ایسی وادی میں چھوٹے جا رہے ہیں۔ جہاں  
نکوئی آدمی ہے اور نہ کوئی آدم زاد، اسی بات کو بار  
بار دہرائی کریں۔ لیکن آپ ان کی طرف متوجہ نہیں ہو رہے  
تھے، پھر یہ سوال کیا، کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے  
ہاں! اس وقت ان کے زبان سے نکلا، اذّن لعلینیا؟  
بھروسہ ہم کو فطح نہ کرے گا اور سوٹ لگیں، اور حضرت  
ابراہیمؑ چلے گئے، اور حکم خداوندی سے انھیں بعد  
سکون و اطمینان نصیب ہوا۔ یہ الیہا صلب ہے جو ان  
کے دل کی ایمانی کیفیت اور ان کے اندر دینی سکون  
و اطمینان اور کمال اعتقاد کا آئینہ دار ہے، اور اس سے  
ان کے حاضر اور وہ اور غیر منظر لزل یقین بھی روشنی  
پڑتی ہے، جس نے ان کو راہ خدا میں مصائب بھگت  
کرنے اور پریشانی جھیلنے کے لئے تیار کر دیا تھا۔

### دعائے مغفرت

مولانا کی صاحبزادی (دہریچ) کے بڑے بھائی  
جناب حاجی زاہد علی صاحبزادی کی حرکت قلب بند ہو جاتی وجہ  
ہاں! اللہ کو انتقام ہو گیا، واللہ وانا للہ وانا الیہ راجعون۔  
مروم کو موت کے پہلو پر لٹک گیا تھا، اللہ تعالیٰ ان کے  
درجہٴ بلند فرمائے، قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

# عوام کے لیے تقلید محض کی ضرورت

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

ذیل کے موضوع میں مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے "تقلید کی غریبیت" میں عوام کے لیے تقلید کا مفہوم اور اس کے ضرورت کو بہت سے آسان اور عام فہم انداز میں پیش کیا ہے جو پڑ ناظرین سے

(ادارہ)

امامین یسوع لما التقلید فجاء المعامی الذی لا یعرف طرق الاحکام الشرعیۃ فبحرہ ان یقلد علما ویقلد بقولہ..... ولا ینس من اهل الاجتہاد کان فرضہ التقلید کتقلید الامعنی فی القلیۃ فانہ لیس لہا یکن معالہ الاجتہاد فی القلیۃ کان علیہ تقلید البصیر فیہا

”یہ بات کہ تقلید کس کے لیے جائز ہے؟ مسودہ مائٹھن ہے جو احکام شریعہ کے طریقوں سے واقف نہیں لہذا اس کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی عالم کی تقلید کرے اور اس کے قول پر عمل پیرا ہو.....“ (آئینہ قرآن و سنت سے اس کی دلیل بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں) نیز اس لیے کہ وہ عالمی آدمی (اجتہاد کا اہل نہیں ہے لہذا اس کا فرض یہ ہے کہ وہ بالکل اس طرح تقلید کرے جیسے ایک نابینا قبلہ کے ساتھ ملے کسی آنکھ والے کی تقلید کرتا ہے تاکہ بے کرب اس کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے جس سے وہ اپنی ذاتی کوششوں کے ذریعہ قبلہ کا رخ معلوم کر سکے۔ تو اس پر واجب ہے کہ آنکھ والے کی تقلید کرے۔“ اس درجے کے عقیدہ کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ ملائک کی محبت میں اٹھے اور یہ دیکھنے کی کوشش کرے کہ کون سے فقہ و مجتہد کی دلیل زیادہ راغب ہے؟ اس کا کام صرف یہ ہے کہ وہ مجتہدین میں سے کسی ایک کے ہر معاملہ میں اسی کے قول پر استناد کرتا رہے۔ کیونکہ اس کے اندر اتنی استناد کو جو وہ نہیں ہے

تقلید کا سب سے پہلا درجہ عوام کی تقلید ہے۔ یہاں عوام سے ہماری مراد مذہبی اقسام کے نہیں:

۱۔ وہ حضرات جو عربی زبان اور اسلامی علوم سے ناواقف ہوں خواہ وہ دوسرے فنون میں وہ کتنے علم یافتہ اور ماہر و محقق ہوں۔

۲۔ وہ حضرات جو عربی زبان جانتے اور عربی کتابیں لکھ سکتے ہوں۔ لیکن انھوں نے تفسیر و حدیث و فقہ و فروع دینی علوم کو باقاعدہ اساتذہ سے نہ پڑھا ہو۔

۳۔ وہ حضرات جو رسمی طور پر اسلامی علوم سے تحصیل ہوں۔ لیکن تفسیر، حدیث، فقہ اور ان دلوں میں کبھی استناد اور بصیرت پیدا نہ ہوئی ہو۔

یہ تینوں قسم کے حضرات تقلید کے معاملے میں ”عام“ صنف میں شمار ہوں گے۔ اور تینوں کا حکم ایک ہے۔ اس

عام کو ”تقلید محض“ کے ساتھ نہیں کیونکہ ان میں اتنی مدد اور صلاحیت نہیں ہے کہ وہ براہ راست کتاب

ت کو لکھ سکیں یا اس سے متعارف دلائل میں تطبیق و کاغذ کر سکیں۔ لہذا احکام شریعت پر عمل کرنے

یہ ان کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ مجتہد کا واسطہ پکڑیں اور اس سے مسائل شریعت

معلوم کریں، چنانچہ مسئلہ منطوب بند و بی

کردہ دلائل کے راجح و مرجوح ہونے کا فیصلہ کر کے لکھا جیسے شخص کو اگر اتفاقاً کوئی حدیث ایسی نظر آجائے جو بظاہر اس کے امام مجتہد کے مسلک کے خلاف معلوم ہوتی ہو تب بھی اس کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے امام و مجتہد کے مسلک پر عمل کرے اور حدیث کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے کہ اس کا صحیح مطلب میں نہیں سمجھ سکا۔ یا کہ امام مجتہد کے پاس اس کے سامنے کوئی قوی دلیل ہوگی۔ بظاہر یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ مجتہد کے مسلک کو قبول کر لیا جائے اور حدیث میں تاویل کا راستہ اختیار کیا جائے لیکن واقعہ یہ ہے کہ جس درجے کے عقیدہ کا بیان ہو رہا ہے اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے اور اگر ایسے عقیدہ کو یہ اختیار دیدیا جائے کہ وہ کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف پاکر امام کے مسلک کے چھوڑ سکتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ لازمی اور سنگین گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا کہ اس لیے ترک ان و حدیث سے مسائل کا استنباط ایک ایسا وسیع و عریض فن ہے کہ اس میں غریبوں کا کبھی شریک نہیں رہا۔ اس لیے اس کے حاصل نہیں کر سکتا۔ بسا اوقات ایک حدیث کے ظاہری الفاظ سے ایک مفہوم نکلتا ہے، لیکن قرآن و سنت کے دوسرے دلائل کی روشنی میں اس کا بالکل دوسرا مفہوم ثابت ہوتا ہے اب اگر ایک امام آدمی صرف ایک حدیث کے ظاہری مفہوم کو دیکھ کر اس پر عمل کرے تو اس سے طرح طرح کی گمراہیاں پیدا ہوتی ہیں۔ خود ائمہ اربعہ کا ذاتی تجربہ ہے کہ قرآن و سنت کے علوم میں گہری استعداد کے بغیر جن لوگوں نے ہر بار درست احادیث کا مطالعہ کر کے ان پر عمل کی کوشش کی ہے وہ غلط فہمیوں کا شکار ہوتے ہوئے فوتے پڑے درجہ کی گمراہیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ راقم الحروف کے ایک گمراہ جو بیٹ دوست مطالعے کے شوقین تھے۔ اور اصرار بطور خاص احادیث

ملہ الفقہ و للتفقہ، الخلیف المبرور، ص ۷۶، مطبوعہ دارالافتاء السعودیہ، بیاض ۱۳۸۵ھ



سے روز و نوبت جاتا ہے کہ کھانا پینا تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس پر کھانا واجب ہوگا کیونکہ اس کا فرض یہ تھا کہ وہ کسی مفتی سے مسئلہ پوچھتا اور اس نے یہ فرض ادا نہیں کیا۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں:

لان علی العالمی الاقتداء عام آدمی کا طریقہ یہ ہے کہ بالفقہاء لعدم الاختلاف و تعبداً کی ان قدر اس کے فی حقہ المعتبرۃ الصحاحؒ کردہ احادیث کا عام عمل کے صحیح نمونہ سمجھ کر پہنچنے کی عادت نہیں رکھتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ عوام کے لیے فقہاء کا پیلا درجہ میں ہے یعنی ان کا کام یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے امام مجتہد کے قول پر عمل کریں اور اگر انھیں کوئی حدیث امام کے قول کے خلاف نظر آئے تو اس کے بارے میں یہ سمجھیں کہ اس کا صحیح مطلب یا صحیح عمل ہم نہیں سمجھ سکتے اور جس امام کی ہم نے تقلید کی ہے۔ انھوں نے اس کے ظاہری مفہوم کو کسی دوسری فوی دلیل کی بنیاد پر چھوڑا ہے، عوام کے لیے اس طرز عمل کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے ورنہ احکام شریعت کے معاملے میں پوشیدہ یا زانیہ فوی پر یا ہوگی اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

ماہر قانون کی بات پر کرنا ہوگا اور کتاب کے بارے میں سمجھنا ہوگا کہ اس کا صحیح مطلب کھادور ہے جو میں نہیں سمجھ سکا۔ وجہ یہ ہے کہ قانون کی کتابوں سے کوئی تفسیر نکالنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے بلکہ اس کے لیے اس فن کی مہارت اور وسیع تجربہ درکار ہے یہ بات اس سے کہیں زیادہ محنت کے ساتھ قرآن و سنت پر صادق آتی ہے کہ اس سے مسائل شرعیہ کا استنباط ان علوم کی زبردست مہارت کا منقاضی ہے۔

بہی وجہ ہے کہ ہمارے فقہاء نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ عوام کو بڑا راست قرآن و حدیث سے احکام شریعت معلوم کرنے کے بجائے علماء و فقہاء کی کٹھن رجوع کرنا چاہیے بلکہ فقہاء نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کسی عام آدمی کو کوئی مفتی غلط فتویٰ دے تو اس کا کفن فتویٰ دینے والے پر ہوگا، عام آدمی کو معذور سمجھا جائے گا لیکن اگر کوئی عام آدمی کوئی حدیث دیکھ کر اس کا مطلب غلط سمجھے اور اس پر عمل کرے تو وہ معذور نہیں ہے کیونکہ اس کا کام کسی مفتی کی طرف رجوع کرنا تھا جو قرآن و سنت سے مسائل کا استنباط اس کا کام نہ تھا۔

مثلاً سینگلی، بچھنے لگوانے سے چھوڑ دینا، رکے نزدیک رو نہ نہیں لٹا سینگلی اگر کسی عام آدمی سے کسی مفتی سے مسئلہ پوچھا اور اس نے غلطی سے یہ مسئلہ بتا دیا کہ فرقہ ٹوٹ گیا اور اس کے بعد اس شخص نے کچھ کر کھانا پانی اور روزہ تو پڑھ ہی چکا ہے تو چاہیے میں کچھ کرے کہ اس پر عرف قضائے گئی، کفارہ نہیں آئے گا صاحب دوا۔ اس کو دہم بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "لان الفتویٰ دلیل شرعی فی حقہ" (اس لیے کہ اسٹل آدمی کے لیے مفتی کا فتویٰ دلیل شرعی ہے لیکن اگر کسی شخص نے ابوداؤد یا ترمذی و دیگر میں یہ حدیث دیکھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جو سینگلی لگوا رہا تھا تو آپ نے فرمایا: افعل الحاجم والمجموہ! سینگلی لگنے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا) اور اس حدیث سے اس نے یہ سمجھ کر کھانے پینے

ان کے سسٹے کے جواب میں امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اختلاف ہے تو ان میں سے کوئی بھی دلیل سے خالی نہیں ہوتا فقہ کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص ان دلائل میں راجع و مرجوع کا فیصلہ کرنے کے قابل نہیں ہے وہ ان میں سے کسی ایک کا سامان بکر لے، اب اگر امام ابو حنیفہؒ کا سامان پکڑنے کے بعد اسے کوئی ایسی حدیث نظر آ جاتی ہے جس پر امام شافعیؒ نے اپنے مسلک کی بنیاد رکھی ہے تو اس کا کام یہ نہیں کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کے مسلک کو چھوڑ دے کہ جو کہ یہ تو پہلے ہی معلوم تھا کہ امام شافعیؒ کی بھی کوئی نہ کوئی دلیل ضرور ہوگی لیکن ظاہر ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اس دلیل کو کسی اور دلیل کی بنیاد پر چھوڑا ہے جو ان کے نزدیک زیادہ مضبوط اور قوی تھی۔ اس لیے ان کے مسلک کو حدیث کے خلاف نہیں کہا جاسکتا اور جس درجے کے مصلح بات ہو رہی ہے اس کے اندر جو کوئی دلائل کا تقاضا کرنے کی اہمیت نہیں ہے اس لیے وہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کسی کی دلیل قوی ہے؟ چنانچہ اس کا کام صرف تقلید ہے اور اگر اسے کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف نظر آئے تب بھی اسے اپنے امام کا مسلک نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حدیث کا مفہوم یا اس کا صحیح عمل میں سمجھ نہیں سکا۔

اس کی مثال باطل یوں بھی لے کر دنیا میں آج جب بھی کسی شخص کو قانون کے بارے میں کوئی بات معلوم کرنی ہوتی ہے تو وہ کسی ماہر قانون کی کٹھن رجوع کرنا بلکہ قانون کی کتابیں براہ راست دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا اب اگر بالفرض وہ کسی ایسے ماہر قانون کے پاس جاتا ہے جس کی علمی مہارت اور تجربہ بہ سلم ہے اور جس کے بارے میں ایسے یقین ہے کہ وہ کچھ دھوکہ نہیں دے سکتا اور وہ ماہر قانون کسی قانونی شخص کی رفاقت کرتا ہے تو اس کا فرض یہ ہے کہ اس کی بات پر اعتراض کرے اس پر عمل کرے پھر اگر بالفرض اسے اتفاقاً قانون کی کوئی کتاب نامہ تک جاتی ہے اور اس کا کوئی جملہ بظاہر اس ماہر قانون کی کتابی ہوتی بات کے خلاف محسوس ہوتا ہے تب بھی اس کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ ماہر قانون کی بات نہ کر دے بلکہ اس کو عمل اسی

لے یہ حدیث سننا سب سے لیکن قانون کی کتابوں کی حدیث رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود روزے کی حالت میں سینگلی لگائی ہے اور نہ ہی میں حضرت اوسید غنوی رضی اللہ عنہ کی روایت سے آپ نے روزہ دار کو سینگلی لگوانا یا کڑوی ان احادیث کی بنا پر اپنا فتویٰ لگا کر کفارہ دینا چاہیہ کہ آپ نے ان خاص امور کو کوئی اور دلیل کام کرنے دیکھا ہوگا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس حدیث کی رو سے یہ مسئلہ تو حیات کی کچھ چیزیں دیکھیں

تحفۃ الاحوذی ص ۲۵، ۲۶، ۲۷

مکتبہ دایہ جلد ۱، ص ۲۲۲، اب ابو یوسف القنفذ، والکنہ۔



## ایک مطالعہ

## سیرت سید احمد شہید

پروفیسر رمی احمد صدیقی

قسط نمبر

## دو جاسوسوں کا قبول اسلام

دوسرے بچہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کا مقصد پوچھا۔ انھوں نے کہا ہواصت ملاقات۔ حضرت ان کے ساتھ بڑی ہرمانی سے پیش آئے۔ کچھ دنوں بعد انھوں نے اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کی وضع اختیار کی۔

جو کہ اس وقت فرصت تھی اس لئے مجاہدین کے لئے مکانوں کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ مجاہدین نے اس میں بڑی دلچسپی لی اور خود غیر میں شریک ہوئے۔ ایک قصاص کا مقدمہ بھی پیش ہوا۔ حضرت کے مقرر کردہ قاضی نے کوئی رد و روایت نہیں کی گو مدعی کے سامنے غصاوردہ گورکے منافع تھے۔ زیادہ اس کے دل میں صاف کرنا تھا مگر اس کو اس نے باطل آخری وقت کے لئے اٹھا رکھا جب نرس کے نفاذ وقت آیا، حضرت نے اس صاف کر دینے کی بڑی قدر کی اور مظلوم کے لئے دعاۓ خیر کی۔

## ترسیلہ کی دعوت

سید صاحب نے ہائندہ خاں حاکم اب کے دو عزیز بھائیوں کے کنبہ پر اور دوسرے صاحبزادے کے حاد کہنے پر ترسیلہ پر چھاپ مار کر قید کرنے کا پروگرام بنایا۔ بڑی متصرفانہ پانچ چھ نرس کے شکسے سے مورجہ لیا۔ ہری سنگھ ان کا سردار تھا۔ بعض میں بڑی حکمت عملی سے لڑائی ہوئی۔ اس دوران سید

والوں کو پیغام بھیجا گیا کہ یوں اپنی جان ضائع کرستے ہو۔ قلعہ خانی کردو، ہم تم سے کوئی توقع نہیں کریں گے۔ انھوں نے قلعہ خانی کر دیا مگر سلطان محمد خاں نے بدعہدی کر کے انھیں گرفتار کر لیا اور اپنا بندوبست کیا۔ انھوں نے ظہور اللہ جو کہ ضامن تھے کسی صورت سے نکل گئے اور یوں بدعہدی پر ناخوش ہو کر نوشہرہ پہنچا گئے۔ سید صاحب نے زبردست حکمت عملی اختیار کی۔ اعلان کیا کہ وہ پشاور پر لشکر کشی کر رہے ہیں۔ دہشت کھا کر سلطان محمد خاں اور درانیوں نے قلعہ چھوڑ دیا۔ وہ لوگ بھی جو قلعہ میں قید ہو گئے تھے رہا ہو گئے۔ ان لوگوں نے ایک جھڑپ سے قید خانہ کی کچی دیوار کاٹی تھی اور نکل گئے۔

سید صاحب نے سکھ لشکر کے مسلمان عہدیدان کو خط لکھ کر۔

اب خبری آئے تھیں کہ خادی خاں کا بھائی امیر خاں اپنی مدد کے لئے حضرت سے سات سو سکھ لایا ہے اور اب قلعہ ہند میں ان کا بندوبست ہے۔ ملک سکھ کے اکثر ملک اور خواتین سکھوں سے مل کر ان کے تھیلے ہو گئے۔ ہائندہ خاں سید صاحب کی اطاعت میں پس دیش کر گئے۔ لوگوں نے سید صاحب کو ملک سکھ کی طرف رخ کرنے کا مشورہ دیا۔ ہائندہ خاں نے لکھا کہ آپ ہمارا حملہ داری سے ہو کر نہ جائیں ورنہ لڑائی ہوگی۔ سید صاحب نے حق شرمی قائم کرنے کے لئے پھر اسے خط لکھا لیکن وہی جواب پایا۔ آپ نے توہوں کو زمین میں دوایا اور پتھر سے کوٹا لیا۔ ہائندہ خاں کو اطلاع ملی کہ مجبورہ اور فروس میں سید صاحب اپنی فوج کے ساتھ آئے ہیں، مخبر ہائندہ خاں کے لادوں کی خبر لاتے رہے اور ان کا ٹوڑ ہونے لگے۔ ہائندہ خاں نے بڑی زبردست مارشالچی۔ رسالہ اور سید کا جواب لکھ کر فریب کو پہنچا لیا مگر سید اعلیٰ صاحب نے سید صاحب کے حکم کے خلاف کچھ کرنے سے اتفاق نہیں کیا۔ مگر مجاہدین نے کوٹہ بھی لیا اور اب میں ڈیر لکھا۔

صاحب کی سید اکبر شاہ اور دوسرے چند عزیز لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ سید صاحب ان کی فرمائش پر بشکر و قبول میں مجبور ہو کر خانے کو کھانسی سے ہانچ کر دوسرے نرسین لے گئے۔ سید صاحب نے سید اکبر صاحب سے ہائندہ خاں سے ملاقات کا مشورہ لیا۔ انھوں نے اچھی رائے ظاہر نہیں کی اور دو سال خود داؤر جہاں دیدہ انھیں سید نادر شاہ اور سید مروان سے مشورہ لئے لگا۔ انھوں نے بتایا کہ ہائندہ خاں کو احمد کے ہائے مشورہ دینے کے کئی کے غلوں پر اعتبار دکرنا اور کبھی کسی سے صاف دلی سے نہ ملنا۔ سید صاحب نے آزمائش کرنی چاہی۔ ہائندہ خاں کا پیام آیا کہ اگر آپ کم لوگوں کے ساتھ آئیں تو طوائف نالے کے نزدیک بڑے درخت کے نیچے ملاقات ہو سکتی ہے۔ سید صاحب کے رفیقوں نے سید صاحب کی اعلیٰ میں ایسا انتظام کیا کہ ہائندہ خاں کسی شرارت پر تباہ نہ ہو سکے۔ ہائندہ خاں پورے سازش انتظام کے ساتھ زورہ پہنچے۔ چار آئینہ اور خود لگائے ہوئے آیا اس کی سازش کا ٹوڑ ہو گیا اور اس کے اوپر مرد فی جہان بھی۔ سید صاحب نے اس کو ہوش باندھ دیکر کر سکین دی، اپنی دستہ محفوظ دی اور وہ صاف کر ایک ضرب توپ اور ہاتھی بھی دینگے۔ وہ ٹوٹا گئے۔

## درانیوں کا قلعہ ہند پر حملہ

سردار سلطان محمد خاں کو اس کی مالانہ غیرت دلائی کہ تیرا بھائی یا محمد خاں مارا گیا اور تو کوئی تلافی نہیں کر سکا۔ ایک فرخنی گولہ نامی کے مشورہ سے قلعہ



## پابندہ خال کی مصالحت

پابندہ خال نے ایک افرانامہ تحریر کی جس میں لکھا کہ خائفینِ اسلام کے ساتھ تعلقات نہیں قائم کئے جائیں گے اور مسلمانوں اور لشکرِ اسلام کی بدخواہی نہیں ہوگی۔ مدعو خال کا حلاقہ اس کے حوالہ کر دیا جائے گا اور کشمیر کی فوج کشی میں حصہ لیا جائے گا کہ سید صاحب نے لکھا کہ اگر پابندہ خال اپنی شرائط پوری کرے گا تو اس کی سرداری برقرار رہے گی بلکہ بڑے درجہ کا سردار بنایا جائے گا۔

اب نظامِ قضا کے نفاذ اور اصلاحِ اخلاق کی بھرپور تدبیر کی گئیں۔ قاضی، مفتی اور محاسب مقرر ہوئے۔ سید صاحب اور مولانا اسماعیل ایسے کام میں شریک ہوئے بلکہ ابتدا کی جو حسامی محنت اور خدمت گزاری سے خلق رکھتے تھے کسی کام سے عار نہ تھا اور عام مجاہدین کے لئے یہ بات بڑی ہمت افزا کی باعث ہوئی۔ ہانی لالہ۔ صفائی کی۔ بوجھ اٹھایا، ملکہ صاف کیا۔

ایک انتہائی سیاہ کار رنر جن جس کو سکھوں کی مدد حاصل تھی، پھیلدا نام کا حوام کے لئے مصیبت بنایا تھا۔ اس کو سید صاحب نے اصلاح کے لئے خط لکھا وہ ملنے آیا سید صاحب اس کے ساتھ بہت ہر بات سے پیش گئے، اس نے بد اعمالیوں سے توبہ کی اور اپنی کارگزاری دکھائی۔ دشمن کے رسد کے قافلہ پر حملہ کیا سید صاحب نے مدد کی، اب رسد اور مال ضیعت مجاہدین کے ہاتھ لگا۔

ایک کرامت بھی ظاہر ہوئی، آم کا ایک درخت جو پھلتا نہیں تھا، لوگ کہتے تھے کہ یہ حاکم کے ظلم اور زیادتی کی وجہ سے ہو گیا ہے سید صاحب نے دھاک دیا اس میں پھل آئے، اس کے پھل توڑ کر پال دھوا دیئے گئے، کئی ٹوکریں بچتا رکھے اور غازیوں میں تقسیم کئے گئے۔

سید احمد علی صاحب اپنی فرمائش پر اس مہر پر مامور ہوئے۔ سید صاحب نے بھی شکر دل کو دیا، ایک ملک کو بھی لکھا تو لدے عبور کرنے کا حکم دیا۔ موصی کی طرف سے کچھ مزاحمت ہوئی مگر نوپ کے گولوں کی مدد سے مجاہدین نے دھاپا مار کر کیا سید احمد علی صاحب آدمی رات کو شاہ کو سمجھ ہوئے اور یکبارگی گڑھی کا حاصر کر لیا۔ گڑھی والے امان مانگ کر اپنے ہتھیار رکھ کر نکل گئے۔

پابندہ خال نے ہری سنگھ سے مدد مانگی مگر اس نے کہا کہ تمہارے وفا اور فریبی شخص ہو۔ پابندہ خال نے اپنا بیاضاٹھات میں دیا۔ اس دوران سید احمد علی صاحب نے چوڑھ پر بھی قبضہ کر لیا۔

تینوں لشکر چوڑھ لڑے کے مقام پر پہنچے ہوئے۔ میر فیض علی نے وسیع میدان جنگ کے لئے چنا اور اس کا مشورہ سید احمد علی صاحب کو دیا۔ یہ مشورہ صاحب نے لکھا اور سید صاحب کی ہدایت کے خلاف تھا مگر ایسا ہی ملے ہو گیا۔ لڑائی فوج کے وقت شروع ہوئی مجاہدین تتر بتر سے ہو گئے سید احمد علی صاحب اور فیض علی صاحب، مولوی محمد حسن، راہپوری اور سیم بخش جرنل شہید ہو گئے۔ مجاہدین کا سامان لوٹ کر لوگ لے جانے لگے جس میں سید صاحب کا گھوڑا بھی تھا۔ محمد خاں نشان بردار کو بڑی غیرت محسوس ہوئی اور پھر زبردست مقابلہ کیا۔ اس اچانک حملے میں مجاہدین کی جواخوئی اور شجاعت اور شہادت کے واقعات بہت دلچسپ اور دلچیز تھے۔

جب سید احمد علی کی شہادت کی اطلاع سید صاحب کو پہنچی تو فرمایا الحمد للہ جس مرد کو لے لگے تھے وہ پوری ہوئی اور کافی دیر تک سکوت اختیار کیا۔ شاہ اسماعیل صاحب جو فوج کی خبر کے انتظار میں تھے ان کو سید احمد علی صاحب کی شہادت کی اطلاع ملی اصولوں نے گڑھی کا انتظام کر کے رحمت کیا۔ اس لڑائی میں پابندہ خال اپنی زبردستی چھوڑ کر بھاگ گیا تھا سید صاحب نے ان کو اٹھوایا۔

اس میں لڑائی نے عجیب کیفیت اختیار کی۔ رات غیر یقینی نظر آ رہی تھی، پھر لڑائی میں مجاہدین اپنے بھاری ہوائی بھانپے جاتے تھے اور کہتے انے تھے کہ خال چل گئے (چلے گئے)۔

انہ نے فتح دی، خوش خبری سید صاحب کی مدت میں بھی گئی۔ حضرت نے قاصد کو اپنا جھنڈا عطا کیا۔ مولانا دوسرے دن صبح کو اپنے آدمیوں کے ساتھ سب میں داخل ہوئے۔

سید صاحب نے تو قیں منگوائیں۔ مجاہدین بے چہرہ پائی کی گڑھی کی کیفیت پوچھی۔ پھر فرمایا کہ شاہ اللہ وہ گڑھی بغیر لڑائی کے خالی ہو جائے گی۔

ایک مجاہد حافظہ عبداللطیف صاحب نے فدوائی سے کام لیا اور کئی مجاہدین کی شہادت کا عتبہ بنے، شیخ جنت جنت کے بھائی بھی شہید ہوئے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نے اپنا مقصد پایا۔ ان کے لئے دعا کی۔ حافظہ عبداللطیف صاحب کو ولایت ملی گئی۔

پابندہ خال نے پھر فریب کا حال بچھایا۔ کہا کہ سید صاحب اپنا لشکر کھینچ لکھا ہے فرمائش تو جھوٹ بھائی کی لڑائی خالی کر دوں اور اپنا بیاضا بھی سید صاحب کے پاس ضمانت میں بھیج دوں۔

سید صاحب نے کچھ لوگ گھنگو کے لئے اس کے پاس بھیجے مگر ان لوگوں نے فریب کو بھانپ لیا۔ دس ہندہ دن کے بعد لڑکا جہاندار آیا سید صاحب نے اس کی بڑی خاطر داری کی۔ پھر اس کی مال نہ لیکر ہڈیاں فطاب سید صاحب کو لڑے کو دیکھنے کے لئے لکھا سید صاحب نے اسے بھیج دیا مگر رات میں وہ ذبیحہ جو اس کو لڑائی میں دین تھا کھود کر ساتھ لیتا گیا۔

اب سید صاحب کو کشمیر کی طرف بڑھنے کا خیال ہوا۔ بیچ میں تو بیوں کا حلاقہ اور پابندہ خال کی سیاست واقع تھی۔ سلطان شاہ والی جسرال کا وعدہ تھا کہ وہ غلگت کے کھانہ سردمدار بنے گا۔

## سکھوں کی سعی مصالحت اور مسلمان مفیدوں کی حق گوئی اور حرمت

ہمارا جدوجہد بنیت سکھ کو یہ خیال آتا رہا سید صاحب ایک غیر متحرک درویش صفت بزرگ جبر سرحد و افغانستان میں بابا ایسا ہوا کسی شیخ طریقت یا صاحب رحمت بزرگ نے طرہ جواب ملنے لگا اور مجاہدین اور مخلصین کی جمعیت اپنے گرد جمع کر لی لیکن پھر حکومت نے ان کو کوئی علاقہ یا جاگیر دے کر یا وظیفہ اور نفاذ مقرر کر کے گوشہ نشینی یا دالہ الی اور خدمت مطلق پر آمادہ کر لیا اور شورش رنج ہو گئی۔ ہمارا جہان اپنے مشیر خاص احمد صمد علیک حزر خیر الدین کو اپنا ولی بنا کر سید صاحب کی خدمت میں اس پر بھیجا۔ وزیر سکھ جو ہمارا جہاد پر ہستی تھا ہر جہاد تھا۔ ہمارا جہان اپنے خطہ میں لکھا کہ آپ سید صاحب اور غازی اور اللہ اللہ ہیں۔ اگر مزد وستان سے اس ملک میں ملک گیری کے ارادہ سے آئے ہیں تو آپ دہرائے ملک سے اس پار کی نولاکہ روپیہ کی آمدنی کی جاگیر پر سے لے لیں اور دہرائے اس بار جہاں آپ تشریف لگتے ہیں اس ملک کی فعل بندی میں لیتے آئے ہیں وہ ملک بھی ہم آپ کے نذر کریں۔ آپ بغرض اپنے صاحب کی بندگی میں مشغول رہیں اور اگر آپ لاہور میں ہمارے پاس آئیں تو ہم آپ کو اپنی کل فوج کا افسر بنا دیں سید صاحب نے جواب دیا کہ ہم بعض جہاد کی سبیل اللہ اور اعلا کلمۃ اللہ کے واسطے آئے ہیں۔ اگر وہ اپنا تمام ملک ہمیں دیدیں میں اس سے غرض نہیں، البتہ اگر وہ ایمان لے لے تو ہمارا بھائی مگر صاحب اس مطلب سے بہت حائر ہوئے۔

دین خود اللہ اور اللہ نے ۱۲ ہزار سواروں اور بیادوں کے ساتھ پشاور کی فعل بندی کے لئے کوچ کیا۔ دین خود نے خود اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ کشمیر کے سے کوئی قابل احمد اور فہم شخص اس پر لنگھو گئے۔

سید صاحب نے مولوی خیر الدین صاحب کو اس کا کام لے جتا۔ کئی لوگ مشغول حاجی بہادر شاہ خاں ساتھ کوچ دین خود نے بڑی صلح کن اور کچھ داری کی لیکن اپنے مطلب کی الزام آمیز لنگھو کی۔ مولوی صاحب نے جہاد کو عبادت بنا یا شہید کے رتبہ سے آگاہ کیا اور بڑی مبلغ لنگھو کی۔

دین خود نے یہ بھی کہا کہ آپ اتنی بڑی طاقت سے کیسے جیت سکتے ہیں مولوی صاحب نے اس کا تاریخ کے واسطے معمول جواب دیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں آپ کی فوج کشی آپ کو کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ سید صاحب کی موجودگی اور تفریقانی حصار کی اطلاع دی۔ پھر دین خود نے مخالفت کے بہادر پھر لڑا کیا اور گھوڑے کا خفہ مانگا۔ مولوی صاحب فعل بندی کے نکتہ کو سمجھ رہے تھے اس لئے انکار کر دیا۔ مولوی صاحب داپس آگئے۔ وزیر سکھ نے غیر اطلاع دی کہ بچکار کی طرف فوج کشی ہو گئی۔ دونوں دلائی افسر اور غازی خاں کا بھائی امیر خاں کو ملک سکھ کے ذریعہ پراگھا تھے سید صاحب نے مغلانا اسماعیل صاحب کو اس کی اطلاع بھیجوائی اور یہ بھی حمایت دی کہ راہ میں جو دیہات تھے اسے دشمن کے حملہ کی اطلاع دیں تاکہ وہ اپنے جان و مال کو حفاظت کر سکیں۔

غروب آفتاب تک مشہور ہو گیا کہ آج رات غازی سے بختا سے غنیمت پر شب بخیر ماریں گے لشکر میں اضطراب پیدا ہو گیا اور ہر شخص بھاگنے لگا۔ مستعد ہو گیا۔ دلائی افسر حیرت میں کہ آخر یہ ہراس کیوں افسروں کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی گئی مگر مارا لشکر بھاگ کر ۱۱ جہولہ دیہاتوں کو جوڑ کے پل توڑ دیا اور ملک کی طرف کوچ کر گئے۔

مولوی خیر الدین صاحب بختا روانہ ہوئے۔ ان کے متعلق مشہور ہو گیا کہ کمرہ کی سٹخو قندیر کے رے گیا ہے اس لئے ان کی آمد سے لوگوں کو بڑی مرمت

ہوئی۔ سید صاحب نے دین خود سے ملاقات اور وہاں کا سارا احاطہ اس اور مولوی صاحب کے اس جواب سے کر گھوڑا تو کیا ہم گدھا بھی نہیں ہو گئے بہت مخلوق ہوئے۔

## ملک سمر کی دوبارہ تسخیر و انتظام اور جنگ مروان

قاضی جان نے سید صاحب سے درخواست کی کہ سوار اور پیادوں کو ان کے ہمراہ انھیں امیر بنا کر روانہ کر دے تاکہ وہ ملک سمر میں جو جہاد و ت کی سی فضا ہے اس و خطہ نصیحت سے ٹھیک کر لیں اور جو زمینیں ان کو بڑو در راہ بر لائیں۔ انھوں نے اختیار کر لیا مگر فرمائش کی کہ مولانا اسماعیل کو ہمراہ لیں۔

قاضی صاحب نے فتح خاں کے مشورے سے کچھ اہم لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ ملک سمر میں جہاں جہاں دشمنوں نے زمین دہائی ہے ان پر لشکر کشی کی جائے اور ملک ان سے خالی کر لیا جائے۔ فتح خاں نے کہا کہ ہم قاضی صاحب کو غرضی دوائی گئے۔ مغلانہ نے کچھ قبیل و قال کی مگر پھر فائل ہو گئے۔ قاضی صاحب جھوٹے جھوٹے قتلوں کو بھیج کرے اور ان کا انتظام کرتے آگے بڑھے غنیمت خوف کا کہ ہڈے قلعہ کو خود ہی خالی کر لیا۔ خاں ہوتی نے کرنشی کی۔ (جاری)

## ناشر حضرت توحیدیں

جونا شر حضرت اشاعتی ادارے یا ادیب شاعر انہی کتابیں تھمرے کے لئے ہیں رواد کرتے ہیں وہ اس کا ضرور خیال رکھ کر لیں۔

(۱) کتاب زیادہ سے زیادہ ایک سال کے عرصہ کے دور ان شاخ ہوئی ہو، زیادہ برائی کتابوں پر تبصرہ ممکن نہیں ہے۔

(۲) چند صفحات پر مشتمل مختلف قسم کی کتابیں بھی کا کوئی فائدہ نہیں ہے، ذہنی تبصرہ کے پاس وقت ہے اور ذہنی تحریرات کے صفحات میں اس کی گنجائش ہے۔

# شاہ عبدالعزیز آل سعود کا حجاج کرام سے خطا

## بہت سی تلافی ترمیم حیات سے

بہت سی تلافی ترمیم حیات حضرت سے گزارش ہے کہ تعمیر حیات کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا غریبوں کو دینے کے سلسلہ میں ذل کے ترمیم پر رابطہ قائم کریں۔ وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔



**ALA UDDIN TEA**  
Tea Merchants

44, Haji Building,  
S. V. Patel Road, Null bazaar, Bombay-400 003.  
Tele. : Add Cuptelle Tel. : 3762220/3728708  
Tel. (R) 3095852

۲۴ نمبر اور ۱۲ نمبر کی آر سیٹیل چائے  
حاصل کیجئے۔

## بقیہ مطالعہ کی میسر ہو

تو اس میں نسبتاً وزن زیادہ ہوتا ہے۔ زیر نظر کتاب اس میں ہے جس کی حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کے بجائے پوری کتاب پڑھیں اور اسے قائم کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

خط کتابت اور خطا ذکر کرتے وقت کوئی پر عمل نہ رہے کہ ساتھ فریڈیکا جبر کو الوداع دینے کا سوا ان میں جلیقہ انداز نہ ہوں ہے

بعض لوگ ہیں اور ہماری تحریک کو ایک علاحدہ گروپ سمجھ کر وہابی قرار دیتے ہیں۔ یہ چند مفاد پرست عناصر کا غلط پروپیگنڈہ ہے جب کہ ہم نہ کسی مسلک کے حامی ہیں اور نہ ہی کسی اجنبی عقیدے کے حامل۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نے کوئی نئی بات نہیں کہی، ہم سلف صالحین کے عقیدے پر عامل ہیں جو کتاب و سنت کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ ہم چاروں ائمہ کرام کو قابل احترام قرار دیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک امام مالک، شافعی، احمد بن حنبل اور ابوحنیفہ عزت و احترام میں یکساں اہمیت کے حامل ہیں۔ یہی وہ عقیدہ اور دعوت ہے جو اہل محمد بن عبدالوہاب کے لئے لکھے گئے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو تمام بدعات سے پاک و صاف فاضل و حیدر کا بنیاد پر قائم ہے۔ ہم اس عقیدہ کو حیدر و دعوت دیتے ہیں اور یہی وہ عقیدہ ہے جو ہمیں موجودہ مصائب اور مشکلات سے نکال سکتا ہے۔

بعض تجدید پسند مسلمان جس حدت پسندی کی دعوت دیتے ہیں اس کو اپنا لئے میں ہماری ترقی کا دانہ ہے عظمت میں یہ فائدہ خالی ہے کیونکہ اس قسم کی فکر نہ ہمیں کسی منزل پر پہنچا سکتی ہے نہ ہی اخروی سعادت سے ہمیں بھلا کر سکتی ہے۔ مسلم امت اس وقت تک فائدہ نہیں رہے گی جب تک کہ وہ کتاب و سنت کو چھوڑے رہے۔ مسلمان صرف اور صرف اللہ کو حیدر کے ذریعہ اپنی دنیوی اور اخروی سعادت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

وہ حدت پسندی ہمیں منظور نہیں جس کو اپنا کر ہم اپنے دین اور عقیدے سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ ہم تو اللہ کی مرضی کے طلب گار ہیں اور جو اللہ کی مرضی کا طلب گار ہوگا اللہ رب العزت اس کے لئے کافی ہے۔ وہی اس کا مددگار ہوگا۔ لہذا مسلمانوں کو حدت پسندی فائدہ نہیں دے سکتی۔ اگر کوئی چیز انھیں فائدہ دے سکتی ہے تو صرف ان کا اپنے دین اور مجموعہ عقیدے کی طرف توجہ ہے جس پر سلف صالحین کا رہنمائی ہے۔ جو کتاب اللہ اور سنت کے عین مطابق ہے موجودہ مسلمانوں نے اس عقیدے سے اپنے آپ کو دور کر لیا اور مختلف غیر دینی مصروفیتوں میں گم ہو گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ذلیل کر دیا۔ اگر وہ کتاب و سنت پر کاربند ہوتے تو یہ مصائب اور مشکلات ان کا مقدر نہ بنیں اور نہ ہی وہ اپنی عزت و حشمت گنواستے۔

آج مسلمان کتاب و سنت سے منہ موڑ کر اختلاف اور انتشار کا شکار ہو گئے اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ وہ اپنے اختلافات اور مشکلات کا سبب غیروں کی سازشوں کو قرار دیتے ہیں جب کہ ہمارے اپنے اعمال ہی ہماری مصیبتوں کا سبب ہیں کیونکہ ایک مضبوط عبادت کو باہر کی ہوا میں اس وقت تک نقصان نہیں پہنچا سکتی جب تک کہ کوئی اندرونی طور پر اس میں سوراخ نہ کر دے۔ مسلمان خود متحقق اور خود ہوتے تو کسی باہر والے کی کیا مجال کہ ان کے درمیان افتراق برپا کرے۔ مسلمان آپسی اتحاد ہی سے مضبوط اور ناقابل شکست بن سکتے ہیں اور یہ اتفاق صرف کتاب و سنت پر عمل کر کے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ دعوت کو تجدید ہمارے اس اتفاق کو توانا ہی ملنا کرتی ہے۔ اگر ہم نے اس کو کسی کو چھوڑ دیا تو کوئی چیز ہمارے اندر اتحاد پیدا نہیں کر سکتی۔

(بشکریہ مراد مستقیم۔ برمنگھم)

# ردولی میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا خطبہ

عمر ابراہیم ندوی

پر مشتمل ہے۔

در حقیقت یہ جملہ دارالعلوم اقرار سوسائٹی کا پہلا منصوبہ ہے کے سنگ بنیاد کی تقریب کے طور پر عمل میں آئی۔ جو نہایت کامیاب رہا۔ یہ بڑے رونق تقریب حضرت مولانا کی دعا پر ختم ہوئی دلیلی میں حضرت مولانا دارالعلوم ندوۃ العلماء کی شاخ مدرسہ دعوت الحق جھلسر اند مدرسہ سید امیر علی شہید معلیم نگر تشریف لے گئے۔ اور ردولی مدرسوں کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور دعا بھولی کہ۔

## اعلان غائب میر مفقود انجیر

مقدمہ ۳۱/۱۰/۱۹۹۶ء

مدیر رشاد یہ با نوبت چھوڑا سفت انصاری مقام دیکھ نور ذکا غازی صلی علیہ وسلم بنام

مدیر علیہ حبیب الدین ولد محمد حسن مقام حیات گنج

ذکا خانہ پیر گولہ نواہ صلی علیہ وسلم

اطلاع بنام مدعی علیہ

مقدمہ مذکور میں مدعو نے دارالقضا میں نسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے جس کی تاریخ پیشی ۲۸ صفر ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۹۶ء بروز دوشنبہ بوقت ۳ بجے دن مقرر کی گئی ہے

لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں تاریخ مذکور پر حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ بصورت عدم حاضری مقدمہ نکاح کا ردوائی مکمل کر کے فیصلہ صادر کیا جاسکتا ہے اور بعد مدعو حکم جاری ہوئی کا موقع نہیں ملے گا۔

فقط

قاضی شریعت

مرکزی دارالقضا، تہذیب

ندوۃ العلماء

بچوں کو دینی تعلیم دینا بھی ہم تصور کیا جاتا تھا اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم دلانے والا شخص سزاؤں کا مستحق قرار دیتا تھا۔ آج ملک کی حالت سے اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ اس ملک کو بھی اسپین بنانے کے لیے کچھ طاقتیں سرگرم عمل ہیں، حضرت مولانا کی بین منیت کی تقریر سے سامعین بہت متاثر ہوئے۔

مولانا محمد خالد صاحب ندوی غازی پوری نے علم و ادب کی اہمیت و ضرورت پر قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک بصیرت افروز تقریر کی جسے نیز ردولی کے مشہور بزرگ شاہ احمد عبد المجید ردولی کی صفات اور کارناموں پر روشنی ڈالی نیز بزرگوں کی لٹینیت، خدا ترسی، توحید و اخلاص دین پر استقامت کے پہلو اگڑے۔

مولانا سید سلمان صاحب حسینی ندوی نے مجھے کے سامنے ایک پرجوش اور دلور انگیز تقریر رکھی، مولانا موصوف نے توحید خالص کے عنوان سے قرآنی آیات کی روشنی میں ایک مدلل پرفر اور اثر انگیز تقریر میں احادیث و روایات کی دعوت دی اور ان تمام نام و نہاد رہنماؤں کی دعا اور قوم کے سیمائوں کو دف بنایا جو سادہ لوح عوام کو اپنے شخص مفاد اور از ران مقاصد کے لیے گمراہ کر رہے ہیں اور متعاقب پر بردہ دلکش پیش کرتے ہیں۔

جیلے میں اقرار ابجو کیشنل سوسائٹی کے منبر ڈاکٹر اطمین علی صاحبہ سوسائٹی کا تعارف لکھا اور اس کے پانچ نکاتی منصوبے بیان کئے جو۔

- ۱۔ دارالعلوم اقرار، (۲) اقرار انگلش میڈیم سکول
- ۳۔ بیت المال (۴) بلا سودی بینک (۵) ٹیکسٹ بک

بروز دوشنبہ ۱۵/۱۰/۱۹۹۶ء مطابق ۲۶/۱۰/۱۹۹۶ء زیر اہتمام اقرار ابجو کیشنل سوسائٹی نے ردولی کی مسجد مبارک میں ایک جلسہ زیر صدارت منکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم منعقد ہوا جس کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے دو بڑے اساتذہ مولانا سید سلمان حسینی ندوی اور مولانا محمد خالد غازی پوری ندوی نے خطاب کیا جس میں مولانا محمد ابراہیم ندوی نے بھی شرکت کی۔

تلاوت قرآن کریم سے جلسے کا آغاز ہوا اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تقریر پیری پروگرام شروع ہوا حضرت مولانا دامت برکاتہم نے اپنے تمام خطاب میں تعلیم کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ وہی کی ابتدا ہی لفظ اقرار سے ہوئی جو اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام کی بنیادی تعلیم اور اولین حکم تحصیل علم ہے جس کے بغیر کوئی قوم نہ ترقی کر سکتی ہے نہ اپنا مقام بنا سکتی ہے کیونکہ تعلیم کا اصل مقصد زندگی کو باطنی اور مفید بنانا ہے اور یہ اس وقت تک ہے جب علم کا بنیادی معلق اللہ کے نام سے ہو، آپ نے فرمایا کہ علم و ثقافت کی رہنما اور تہذیب و تمدن کی طلبہ اور قومیں آنا خدا بیزار کی وجہ سے اخلاقی اور روحانی امراض میں مبتلا ہیں حضرت مولانا نے شاہ معین الدین احمد ندوی ردولی کے تعلق سے بھی ایک تعلیم کے قیام کی اہمیت واضح کی حضرت مولانا کی تقریر میں توحید خالص اور تعمیق عقیدہ کے سلسلہ میں بڑی دل سوزی تھی آپ نے حاضرین کو اسپین کی تاریخ یاد دلانی جیسا کہ وہاں پر اسلامی سلطنت کے زوال اور اس کے استیلا کی طرف اشارے کئے تھے فرمایا کہ جو لوگ اسپین کی تاریخ سے واقف ہیں ان کو خوب معلوم ہے کہ وہاں

کے دلچسپانہ "باکو" میں مغرب ایک اسلامی یونیورسٹی قائم کی جا رہی ہے جہاں وسط ایشیا کے اسلامی ملکوں میں دعوت اور تعلیم کے لیے علما اور ائمہ کیلئے کے جائیں گے، جس کا نصاب جامع ازھر کی طرحی میں پڑھایا جائے گا۔

● مشرقی بعید کے مسلم ملک برونا کی سرکاری ایئر لائن آری اے کے نشریہ میں کہا گیا ہے کہ مغرب داخلی اور خارجی پروازوں میں ملے کے لیے اسلامی لباس اور خواتین کے لیے پردہ کا تعین کیا گیا ہے اور پرواز کی اثران سے قبل سفر کی سہولت دعاؤں کا اہتمام کیا جائے گا نیز قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ ایک اسلامی جینل کا اضافہ کیا جائے گا۔

● تنظیم احوال انٹرنٹ الاسلامی (دکیت) نے مختلف ملکوں میں اب تک ۳۳۳ داعی مقرر کئے ہیں جس کا مقصد اسلامی دعوت کا فروغ و اخلاص اور لاشیائی ملکوں کے مسائل و مشکلات کا جائزہ لے کر مناسب بندوبست کرنا ہے تنظیم اسلامی یونیورسٹیوں میں عالمی تعلیم کے حصول کے لیے مسلم طلباء کو وظائف بھی دیتی ہے، اور اس نے ۱۹۹۳ء سے ملحق اور داعی مقرر کیے ہیں جو نہ وستان نیپال، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، فلپائن میں اسلامی دعوت و تبلیغ کے میدان میں سرگرم عمل ہیں، یہ تنظیم مختلف ملکوں میں ۱۱۰ خالوں اور تعلیمی اداروں اور مساجد کی تعمیرات میں بڑھ چڑھ کر تعاون کرتی ہے۔ واضح ہو کہ تنظیم کے منصوبہ میں ۸۱۶ مساجد کی تعمیر شامل ہے جن میں کچھ مسجدیں تعمیر ہو چکی ہیں۔

● افغانستان کی خانہ جنگی میں ایک اہم واقعہ پیش آیا ہے کہ گلبدین حکمت یار کے حزب اسلامی نے صدر برہان الدین ربانی سے ہاتھ ملایا ہے اور اب دونوں پاکستان کی حمایت میں سرگرم طالبان فورسز کے خلاف کارروائی کریں گے۔

## عسکری تحریکیں

\*\*\*\*\* محمد شاہد ندوی \*\*\*\*\*

اس لیے حکومت برازیل اسلامی طریقہ کار کو اپنا کر برائیوں کے خاتمے میں کوشاں ہے۔ مقام صبر ہے کوآن نام نہاد مسلم ملکوں کے لیے جو دین اسلام جیسی انمول تیرپنے پاس رکھتے ہوئے بھائیوں، خواتین اور آئین میں ابھری ہوئی قوتوں کے دست نگرہ ہوئے ہیں یہ کیسی ہی ملکوں میں دینی تعلیمات کو نجات دہندہ تصور کیا جا رہا ہے۔

● اسلامی بینک متحدہ کی جانب سے مختلف ملکوں میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ۲۰۲۲ مسلمان طلباء کو وظائف جاری کئے گئے ہیں جن میں کچھ مسلمان طلباء کی تعلیم ڈاکٹر اور انجینئر فائنڈ تحصیل ہو چکے ہیں جبکہ ۱۹۸۳ء سے اب تک نادار طلباء پر اس کیلئے ڈالر خرچ کئے جا چکے ہیں۔ یہ وظائف بطور قرض حسنہ جاری کیے جاتے ہیں۔

● ایک امریکی ادارے کی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں مساجد کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے۔ کچھ عرصہ قبل پورے امریکہ میں صرف چھ سو مسجدیں تھیں لیکن اب ۱۲۵۰ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور امریکہ کے ایک چھوٹے سے شہر لادو میں ۱۵۰۰ مساجد صرف ایک مسجد کی گراب دہاں پانچ مسجدیں بن چکی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ امریکہ میں مسلمان انتہائی تیزی سے دین اسلام کی طرف رغبہ ہو رہے ہیں۔

● جامع ازھر مصر کی جانب سے آذربائیجان

● گذشتہ دنوں برٹن آن ٹرنٹ جامع مسجد ایک سالہ انگریز عورت نے کثیر اسلامک ریسل برطانیہ کے پیر میں مولانا قاری طاہر طرب کے تھوں پر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور اپنا ام زینب رکھنا پسند کیا بعد ازاں قاری صاحب نے انہیں اسلامی ارکان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔ و اس نو مسلمہ زینب کے لیے دین پر استقامت کے لیے دعا بھی کی۔

● برازیل کے شہر گواردیوس میں ہر سال قومی تقریبات کے موقع پر مقامی چرچ کے پادریوں اور عیسائی علماء کو قوم سے خطاب کرنے اور انہیں دینی رہنمائی فراہم کرنے کی خصوصی دعوت دی جاتی ہے مگر اس سال عیسائی علماء کے علاوہ مقامی حکومت نے مسلمان علماء کرام کو بھی معاشرہ میں پھیلی ہوئی مختلف قسم کی برائیوں کو ختم کرنے میں تعاون کرنے کی دعوت دی ہے۔ چنانچہ وزارت اسلامی اور سعودی عرب کے نمائندوں نے ان تقریبات میں شرکت کی اور برائیوں کے استیصال میں اسلامی نقطہ نظر کو واضح کیا۔ قومی تقریبات میں مسلمان علماء کو شامل کرنے کا مقصد یہ بتلایا جاتا ہے کہ برازیل میں روز بروز نشہ آور اشیاء کا استعمال خواتین طبقہ میں زور پکڑتا جا رہا ہے۔ نیز عورت و مرد کے آزادانہ اختلاط کی وجہ سے پھیلنے والی جنسی بیماریوں پر قابو پانا صحت کے لیے مشکل ہو چکا ہے

حصہ اول میں حقیقت تصوف کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

”شریعت کا وہ جز جو اعمال باطنی سے متعلق ہے تصوف و سلوک اور وہ جز جو اعمال ظاہری سے متعلق ہے فقہ کہلاتا ہے۔ اس کا موضوع تہذیب اخلاق اور غرض فضائل باطنی ہے اور اس کے حصول کا ذریعہ شریعت کے حکموں پر رور سے طوری سے چلنا ہے۔“ (ص ۹۷)

”لے کے بلکہ اصلاح باطن کی فریضیت پر کلام فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

”جس طرح قرآن میں و اتقوا الصلوة و اتقوا الزکوة موجود ہے اسی طرح یا ایھا الذین آمنوا اصبروا یعنی اے ایمان والو صبر کرو اور و اشکروا للہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ موجود ہے۔ اگر ایک مقام پر کُتِبَ علیک الصیام اور لا تأکلوا من الثمرات من قبل ان یصلوا یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی، صبر کرو اور انسان بھی موجود ہے۔ اگر ایک مقام میں تاک نماز و تارک زکوٰۃ کی مذمت ہے تو دوسرے مقام میں تبرک و عجب کی برائی موجود ہے (ص ۹۹-۹۸)

یہی علم و عمل اور ظہری اعمال میں اعمال ظاہری و اعمال باطنی میں جامعیت کی شان ہمارے دامن کی امتیازی خصوصیت تھی جس کا اول قدم تعظیم نیت اور اخلاص اللہ تعالیٰ کے فیضان سے آج تک یہ گامی کسی نہ کسی طرح چلی جا رہی ہے پہلے مکتوب گرامی کا مضمون آپ ملاحظہ فرمائیے

# چند اصلاحی مکتوبات

۱۳۹۱ھ میں جب میں مدرسہ ظاہر العلوم پر تعلیم تھا۔ مدرسہ میں غالباً امتحان سہ ماہی کے بعد لکھنؤ کی توپنے ایک ساتھی کے ساتھ حضرت مولانا عائشہ خاں کی خدمت میں جلال آباد پہنچ گیا۔ حضرت ایک جھوٹے سے ملے بہت مافیہ تک میں تشریف فرما تھے کہ میں ہر چیز انتہائی سلیقہ لکھ رہی ہوئی تھی فرشی نہایت عمدگی کے ساتھ سجایا ہوا ہر نہ کہیں شکر اور نہ کہیں کوئی زائد چیز تھی ہر جمال کی باہر یاں وہیں نکلیں دریافت فرمایا ہاں سے آنا ہوا؟ عرض کیا مظاہر علوم کا طالب علم ہوں تھے ہیں؟ عرض کیا دورہ حدیث تشریف اس لایا کہ ”دورہ“ اصل میں ”دورہ“ ہے یعنی یہاں دراستے ہو رہے ہیں ان میں سے ایک راستہ آپ کو ارکنا ہے اور اس کے تفصیل سے ارشاد فرمایا پھر اس کے ساتھ رخصت فرمایا۔

مدرسہ والی کے بعد اترنے ایک مریضہ جس میں اصلاحی تعلقی اور بیعت کی درخواست نہ تھی۔ مسیح الامت نے اس مریضہ کے جواب میں رقم فرمایا وہ ان کی شان سیما کی کامرمان، ہمارا شادی کا پرتو اور شیخ کامل کی توجہ و ہدایت لائے اندر رہے لیکن آپ بھی پڑھ لیجئے اور کتب بیعت کی وادی سیراب کیجئے، جیسے تلے خود ند سے پاک چلے لفظ غلطیہ مفرز اور پر معنی ماہندی سالک کو راہ سلوک کی ہر رت و بت اور شریعت میں اس کے درجہ و مقام

سے روشناس کرایا جا رہا ہے تحریر فرماتے ہیں!

”تزکی و تزکیہ فرض ہے جس طرح تعلیم و تعلم فرض ہے اور جس طرح تعلیم و تعلم کے لیے خالقہ میں داخلہ باقاعدہ و با ترتیب حصول علم کے لیے فرض ہے اسی طرح تزکیہ و تزکی کے لیے خالقہ میں داخلہ فرض ہے حقیقتاً ہوا محلاً حقیقتاً قیاماً، محلاً کتابتاً و مطبعاً بندہ کو خدمت سے عذر نہیں ہے لیکن بیعت سے قبل جو کہ وہ بیع کا معاملہ ہے برکتنا چیز کا کھانہ کھوٹا ہونا ضروری ہوتا ہے اس لیے یہاں پر کھنے کی صورت یا مقیم ہو کر مشاہدہ ہو، ملاحظہ ہو یا پھر مکاتبہ ہو جب نفع عمرہ ہونا معلوم ہو کہ حالات حالیہ و سابقہ میں حالات حسہ عقول میں ترات و حسنات و صلوات من حیث التعمیر و توسیع و مبرہ ہونے لگیں تب بیعت ہو کر بیعت ہونا خوش مزہ بنانا مناسب ہو کہ مطلوب کا حاصل ہونا سہل ہو جائے و السلام

ان چند جملوں میں ایک طرف تو تصوف کی حقیقت و اہمیت اور بیعت کی اہمیت بیان کر دی گئی جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے کیسے کیسے اہل علم بھی اس شریعت سے غافل ہیں اور دوسری طرف سطحی و مرشد کے انتخاب کا صحیح طریقہ اور اس کی علامات و نشانیوں کی طرف بھی رہنمائی فرمادی گئی یعنی بے نظریہ تعریف شریعت و تصوف

روپیہ ہے۔ پمفلٹ کا مضمون پہلے قومی آواز اور تحریر میں شائع ہوا تھا لیکن اس کی افادیت کے پیش نظر کچھ اضافوں کے ساتھ اب پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا گیا ہے، اس کتاب کو حضرت مولانا علی ایمل صاحب دامت برکاتہم صمدی سلم پرسنل لاہور نے بھی بہت پسند فرمایا وہ مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”یہ رسالہ جو فارغین کے پیش نظر ہے بردقت اور برہن اور ایک موزوں ترین اور اہل فاضل کے قلم سے فارغین کے سامنے آ رہا ہے، امید ہے کہ مختلف تحریکوں کے قائدین، قانون ساز ایوانوں کے ارکان اور ملک کے مفاد میں کام کرنے والے اس سے استفادہ کریں گے اور یہ نہ صرف مسلمانوں کے بلکہ ملک کے مفاد میں ہو گا۔“

اپنے موضوع کے لحاظ سے پمفلٹ بہت جامع اور وقت کے لحاظ سے بہت اہم کارآمد اور مفید ہے، سو پڑھے لکھے کی نظر سے یہ پمفلٹ گزرنا چاہئے۔

ساریخ درس نظامی“ از مولانا مشاد علی قاسمی صاحب سائز: ۲۲x۱۸، صفحات: ۱۷۰، قیمت: ۳۰ روپے اس میں شک نہیں کہ مولانا محمد امجد الدین کے بنائے ہوئے درس نظامی سے ان گنت مدارس، دارالعلوم، علماء اور طلباء فائدہ اٹھایا اور فائدہ اٹھاتے چلے آئے ہیں اور اسی درس کو پڑھ کر مائے ناز علماء و صلواتیار ہوئے لیکن یہ بات بھی انہی جگہ مسلم ہے کہ یہ نصاب جو ایک وقت کے لئے تیار کیا گیا تھا اس میں سو برس تبدیلیوں کی ضرورت ہے، اس سلسلہ میں مختلف لوگ مختلف پہلوؤں سے لکھے رہے ہیں اور بڑا مستدل مضمون مولانا سید عبدالغنی الحسنی کا ”درس نظامی“ چنانچہ اس میں بھی تنقید نہیں کر اب بھی بعض حضرات کو اس نصاب سے ایک عقیدت سی ہو گئی ہے اور وہ اس کے فوائد کو بھی سننے کے لئے قطعاً تیار نہیں، لیکن جیسا کہ درس نصاب کا فارغ التحصیل اس سے بارے میں کوئی رائے قائم کرتا ہے باقی صفحہ ۲۷

# مطلب احسن مستزید

تجسس کیسے ممکن ہوں گے دونوں کا آنا ضروری ہے!

ڈاکٹر ہارون رشید مدنی

کابض مشاہیر کے ملفوظات کتاب دست کی تعلیمات سے عاری محض عقلی فلسفہ ہیں لیکن حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ ان ہنگاموں میں جس جن کی کوئی بات کتاب دست کے خلاف نہیں ہوتی بلکہ کتاب دست کی تفسیر ہوتی ہے۔ موجودہ کتب کے فصول کے عنوان ہی سے

آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتب میں کیا ہو گا ملاحظہ ہو! تفسیر آیات، شرح احادیث، امور فقہیہ، حکم و نواہی، لاجنہ باطل میں پڑنا، مختلف موضوعات۔

آج کل ہمارے ملک کے مسلمانوں کی تعلیمات عرب عوام و خواص سے بہت بڑھ چکی ہیں۔ ہم کو چاہئے کہ بڑے لکھے عربوں تک، یہ کتاب پہنچائی جائے اس کے ان کی غلط فہمیاں دور ہوں گی اور ان کو اس کا اعتراف کرنا ہو گا کہ علمائے ہند کی کتاب دست کی تفسیر میں کتنی گہری نظر رکھی ہے۔ مدارس عربیہ کے اونچے درجات کے طلبہ کے لئے بھی یہ کتاب بہت مفید ہے، اس کے پڑھنے سے جہاں بہت سے دینی مسائل حل ہوں گے ساتھ ہی عربی زبان میں انہی بات ادا کرنے کی صلاحیت میں بھی اضافہ ہو گا۔

یونہی نام سول کوڈ مسلم پرسنل لا اور عورت کے حقوق“ از مولانا محمد برہان الدین صاحب سبھی استاد تفتازاوی نمودہ العلماء: ۲۲x۱۸ سائز: ۱۷۰ صفحات: ۱۷۰ روپے کا یہ کارآمد پمفلٹ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ و صدر کیپ آفس بھٹو کی جانب سے شائع ہوا ہے، قیمت: بندہ

”الکلی منشورہ“ (مجموعہ ہونے والی ملفوظات) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ علیہ کا عربی ترجمہ از مولانا نور عالم خلیل امینی۔ سائز: ۲۲x۱۸ صفحات: ۲۰۲، قیمت: درج نہیں۔

ملنے کا پتہ: دفتر شیخ الہند الہندوی۔ جامعہ دارالعلوم دیوبند 7554

ریاض میں قیام کے دوران ایک شیخ کے بارہ میں معلوم ہوا کہ وہ دس سال تک تبلیغی جماعت سے جڑے رہے اور اب علاحدہ ہو گئے، میں ان سے ملا اور علاحدگی کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے کے بجائے صوفیائے اکیوال کی طرف بلائے ہیں۔ میں نے یہ رستہ کہا آپ کا یہ جملہ آپ کا قول ہے یا قرآن و حدیث کی بات ہے؟ پھر حال شیخ صاحب کی مزید گفتگو نقل کرنے کی ضرورت نہیں، ان کو کسی نے بڑھاد یا کہ یہ لوگ حدیث پڑھنے کے بجائے مولانا محمد الیاس صاحب کے ملفوظات کی تعلیم کرتے ہیں لیکن کسی نے یہ وضاحت نہ کی کہ ان کے ملفوظات کتاب دست کی تشریح و تفسیر ہی ہوتے ہیں۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ کے ملفوظات کا عربی زبان میں آج ان ایسے عربوں کی غلط فہمیاں دور کرنے میں مدد و معاون ہو گا جو اپنی نادانیت کے سبب یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہمارے بزرگ دین سے الگ کوئی فلسفہ پیش کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں



## بقیہ دس حدیث

اسی سانچے میں وصل ملیں۔ اسلام نے جن لوگوں نے اسلام کو اچھی طرح سمجھا اور ان کو اس میں مزا آیا ان پر یہی انعام اللہ شہر دیوی دونوں نے ایک دوسرے کا حق ادا کیا، محبت و رحمت کے جذبات کے ساتھ ادا کیا، مسادت کچھ کر خوش دلی کے ساتھ ادا کیا، مصلحت دلائی، فخر اور انتظامی طور پر نہیں، تاکہ گھر کا ماحول و محبت و تربیت کے لئے پورے طور پر سازگار رہے، اور غفلت کو عملی شکل دینے کے لئے تیار و ہوار رہے اس حدیث کی روشنی میں جو بہت وسیع معنی رکھتی ہے قرآن کریم بندہ کو اس کو آگاہ کرتا ہے، منبر و پیشاب کرتا ہے، تاکہ وہ اپنے گھر کے اندر تربیت و یاد دہانی کرانے کے فیصلہ کو ادا کرنے کی پوری فکر کرے جس سے خود کو بھی آگ (نازعہ) سے بچائے اور اپنے گھر والوں کو بھی، ذمہ داری مرد و عورت دونوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ ادا دل اور مدار میں ذمہ داریاں الگ الگ تقسیم ہوتی ہیں کہ جدید نسل کی تربیت مکمل اسلامی طریقہ پر ہو۔ اس تربیت کی ابتدا مال کی نگرانی اور باپ کی رہنمائی سے شروع ہوتی ہے ماں اپنے بچے بچوں کی تربیت، پیار و محبت، لطیف مسکراہٹ اور مکمل دیکھ بھال کے ذریعہ کرتی ہے۔ کس بچوں کی مناسبت سے ان کو اپنے قصے سناتا ہے حسن اخلاق کے نونے دکھاتی ہے ادب و شائستگی کا خیال رکھتی ہے، جب بچہ اس یا ابا بھرے ماحول میں پروان چڑھیں گے تو ان کے سر سے اس باپ یا ابا پر فخر ادا کرے گا۔ ان کی اچھی تعلیم و تربیت کا نظم کرے گا۔ بندہ بچوں کا کام اپنے ہاتھ میں، اچھا ادا کرے گا ہاتھ میں، اپنے متعلقین کے ہاتھ میں بہت نازک کار جان جو کم میں ڈال کر کرنے کا ہے۔

بچے گھر کے ابتدائی عمر میں بڑی محنت و محنت

کے محتاج ہوتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علیؓ کو پوس دیا۔ وہاں افرح بن ہاجر بھی موجود تھا اس نے کہا اللہ کے رسول ہمارے دس بیٹے ہیں ہم نے ان میں سے کسی کو بھی آج تک بوسہ نہیں دیا، ماویٰ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے۔ یہ حدیث چھوٹے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں نبوی تربیت کا بڑا خوبصورت نمونہ اور توجہ ناس ہے۔ حضرت اسد بن زید سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچکانے اور اپنی زبان مبارک پر چلاتے اور حضرت حسن کو اپنی داہنی زبان پر چھائیے پھر چھلکا کو چٹا لیتے اور فرماتے: اللہم ارحمہما فانہما ارحمہما۔ اے اللہ تو ان دونوں پر رحم فرما، میں ان دونوں پر مہربان ہوں، اس طرح سے اور بہت سی حدیثیں آئی ہیں، جو خاص طور سے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں ہمارے سامنے بڑی واضح تصویر پیش کرتی ہیں۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دو بچوں کی پرورش کی بابت تک کردہ سب بوجھ کو پہنچ جائیں تو وہ شخص قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ کم دونوں اس طرح (ساتھ) ہوں گے، آپ نے اپنی دونوں انگلیاں ملا کر فرمایا اس طرح ساتھ ہوں گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص کے بھی تین بیٹیاں یا دو بیٹیاں یا دو بیٹیاں ہوں اور وہ شخص ان کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھے، کو تا جیسے ذلتا ہے اور حسن سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ نہ

اس متفقہ تربیت کا جو ثواب شہر دیوی دونوں کو ملے گا، لہذا دونوں بزرگ خدائے آپ کو ادا اپنی اولاد کو بہتر کی آگ سے بچائیں، اور دونوں نگر مند رہیں کہ تربیت پر موقع ضائع نہ ہو جائے کہ جس میں کتب افسوس ملنا پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت کی مدت کو جو مطلوب و ضروری ہے مناسب وقت دے کر ساتھ متعین فرما دیا ہے لہذا اس مدت میں خصوصاً تربیت اولاد کی پوری فکر رکھنی چاہئے۔ حضرت سہو بن عبد بن جہلی سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم دے اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز چھوٹے پر اس کو سزا دے، حضرت گرد بن شیب اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دے اور جب دس سال کے ہو جائیں نماز چھوٹے پر ان کو سزا دے، ایسے ہی جبرہ دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر بھی الگ کر دو یعنی الگ الگ سویا کریں۔

اس مشرک ذمہ داری ہی کا جو ہے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا" اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا یہ ذمہ داریاں گھر اور متعلقین سب پر مشتمل ہیں، بعض ماں باپ ہونا ہی اس ذمہ داری کا تقاضا ہے، دوسری کسی اور صفت و بات کی قید نہیں۔

یہ وصیت و حکم اللہ رب العالمین کی طرف سے ہے اور قرآن کریم میں متعدد آیات، احادیث شریفہ میں بھی بار بار ذکر و تاکید آئی ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید تو بار بار آئی ہے لیکن اولاد کے ساتھ والدین کے سلوک کا ذکر خالی کچھ

ہم کوئی کاشکاری کا سلسلہ ہے، یہ تعلیم کا  
نمک ہے کہ کمال تک کتاب پڑھائی ہیں۔  
والسلام

یہ سلوک دعوت کا سبق ہو رہا ہے دیکھیں  
وہ لوگ جو تعوف کو محض سر ہلانے اور گردن جھٹکنے کا  
ایک دھندھا سمجھتے ہیں۔ جبکہ تعوف و سلوک کی  
حقیقت ظاہر و باطن کی درستی ہے تو پھر ایک دینی  
کے لیے ضروری ہے کہ وہ طالب کی فنی باتوں سے  
بھی کماحقہ واقفیت رکھتا ہو تاکہ علمی و جالیہ صورت  
اس کی رہبری کا فریضہ انجام دے سکے۔ (ہمدانی)

ڈاکٹر محمد یونس صاحب کے خدمت  
(ہند آیشیکس نمکس)

محمد یونس صاحب مرحوم کی اہلیہ اور ڈاکٹر محمد یونس  
صاحب (ہند آیشیکس نمکس) کی والدہ محترمہ کا ۸۲ سال  
کی عمر میں ۲۳ مئی ۱۹۹۷ء کو انتقال ہو گیا ہے۔  
ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ مومہ دہلویہ کی باندہ، بڑی نیک اور محترمہ  
خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو صاحبزادے اور  
تین صاحبزادیاں ہیں۔

انشاء اللہ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔  
پسماندگان کو ہمہ جہت کی توفیق سے نوازے، تارکین  
تغیر حیات سے دماغ منفرت کی درخواست ہے۔

ادارہ تغیر حیات مرحومہ کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتا ہے

محمد کاظم، رحمانی ٹیمٹ، بہترین سائز  
**ترمین**  
اردو کتب خانہ  
طے کاہنہ

کے طور پر محمد کریم زکریا، ڈاکٹر ایمن دہلوی، امین آباد نمکس

یوں تو عموماً ممکن باب اصلاح و تربیت باطنی  
میں خصوصاً عدم اعتلا و اول شرط ہے۔ دوم  
باتحاد کامل و باشتاد و اجازت مخلص و صدق  
اطلاع کا اہتمام اتباع کا انشراح لازم طریق  
ہے، سہولت کے لیے کتاب، شریعت و تعوف  
کا بغور مطالعہ ہو۔ والسلام

افسوس کہ وہی عدم اعتلا جو عموماً سبب کمی  
کے لیے اور خصوصاً طالبان علم و دین کے لیے شرط  
اول تھا آج عوام تو عوام طلباء اور فضلا سب ہی  
کی نظر میں مدد عیب بن چکے ہیں اور اس کی خدائیں  
کثرت اعتلا ط کو کلیہ کامیابی اور حسن اخلاق کا  
معیار گر دان لیا گیا ہے۔

یہ دونوں مکتوب گرامی بالکل ابتدائی ہیں اور  
منفصل و مطول ہیں اب ذرا ان مکتوبات کی بھی سیر  
کرتے چلیں۔ تمہیں کہیں ایک جملہ میں اور کہیں دو  
جملے میں علم و معرفت کو دریا کو نہ کر دیا گیا ہے  
کہیں معاشرت کی اصلاح، کہیں تشییع اور  
حوصلہ افزائی، کہیں مقصود حقیقی کی طرف رہنمائی،  
کہیں سستی اور کامیابی پر قدغن لیکن بطور حسن اور  
کہیں جیکے سے ناسور دل پر برہم کا پھانسا بندھنا  
کہ سوز و غم معصیت جل کر "بزرگ و شام" کا

منظر پیش کرے مگر پہلے اس مکتوب گرامی کو  
ملاحظہ کر لیں جس میں ذاتیات سے متعلق چند  
سوالات کیے گئے ہیں کہ طالب اگر تربیت  
کی دیوی و تعلیمی حالت پیش نظر ہو کر طریق تربیت  
اقتیار ہو کر مری اور مرشد متہد ہوتا ہے اور وہ ہر  
طالب کے ساتھ اس کے حال کے مناسب جوار و  
معاملاً کرتا ہے کہ ایک ہی لکڑی سے سب کو اکٹھا  
طریق تعلیم و تربیت کے خلاف ہے۔ تحریر  
فرماتے ہیں۔

• خیال نہ رہا شاید دریافت بھی نہ کیا ہو  
• عکرا ہے مے شادی ہو گئی مے پچھتے ہیں مگر

ما کی وجہ یہ ہے کہ فطرت یعنی اولاد سے فطری خلق و محبت  
دہی والدین کو محبت و شفقت پر آمادہ کرنے کے  
کافی ہے۔ یہ ذمہ داری اور اولاد کی فکر خدا داد ہے  
والدین کو اس پر مجبور کرتی ہے اس کے لئے کسی ترفیع  
شوقین کی ضرورت نہیں، والدین کے ساتھ حسن سلوک  
کے تقاضے فرمایا گیا کہ آدمی اپنے باپ کے  
ل کا کنگراں و ذمہ دار ہے اس کے متعلق اس سے  
برسر ہوگی، والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ایک  
ہترین صورت یہ بھی ہے کہ ان کے مال کو بڑھایا  
بائے اور ان کے مالی معاملات کی فکر و ذمہ داری رکھی  
بائے، ان کے جھوٹے بچوں کی معاشرتی و تربیتی فکر  
بھی کی جائے کہ وہ حقیقی بھائی، بہن ہیں، نو خیز کوئیں  
ہیں اس کی وجہ یہ کہ اسلام خاندان کو اپنی عظمت  
لما پہلی ایش فرزند ہے۔ گھر وہ پناہ گاہ و قلعہ ہے  
جہاں نو خیز بچے اور پر وانا پر وٹے ہیں اور محبت  
و تعاون، ایک دوسرے کی کفالت و تعین ذات کا مشترک  
اور دشت تعاون اپنے بڑے بھائی، اس کی بیوی اور بچوں  
سے حاصل کرتے ہیں۔

بقیہ: اصلاحی مکتوبات

ضرر پائے جس میں مدرسوں کی اصلاح میں فشرط  
داخلہ خالقہا کہ مختصر الفاظ میں منفصل بیان  
تھا۔ اب نیچے مآس کے بعد کا دوسرا مکتوب  
گرامی بھی پڑھ لیجئے اور دیکھئے کہ داخلہ کے بعد  
بہلا سبق کیا ہے؟ یہ دھیان رکھئے کہ معرف  
مرشد کی تعلیم اور طرز تعلیم پر نظر رہے اور  
مطالب کی حالت و کیفیت پر ازاد و گرم نظر نہ ہو  
کہ یہاں تو اپنی بے استعدادی کے پورا تسلط جما  
رکھا ہے۔ اللہم احفظنا ووفقنا لما نحب  
و ترضی۔ تحریر فرماتے ہیں:-

• مکرم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ



# تعمیر حیات

ہندو روزہ

لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ لَقَدْ اَنۡزَلۡنَا ذَکۡرَکَ بِالۡوَحۡیِ عَلٰی قَلۡبِکَ لَعَلَّکَ تَعۡذَرُ

جلد نمبر ۳۳ ۲۵ جون ۱۹۹۶ء - مطابق - ۸ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ - شمارہ نمبر ۱۶

## زرتکاون

سالانہ ..... ۱۰۰ روپے  
فی شمارہ ..... پانچ روپے  
- بیرون ملک فضائی بھاک -  
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ملک  
..... ۲۵ ڈالر  
- بیرون ملک بھاک ڈاک -  
بھاک ڈاک جملہ ..... ۱۰ ڈالر

## خط لاریش

خط کتابت اور مئی آرڈر کے وقت  
کو اپنا پیغام سب پر خریداری کیساتھ  
مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر  
ہر ہفتہ کی سب پر لکھا رہتا ہے اگر آپ  
جدید خریداریوں کو اس کی مرمت ضرور  
کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی  
اور جلدی ہوتی ہے۔  
..... منیجر  
..... حامد

## مشاورت

مولانا نذر الحفیظ ندوی - مولانا محمود الازہار ندوی  
مولانا اسلام حسین ندوی - مولانا محمد خالد ندوی  
مولانا عبدالرحمن ندوی - مولانا محمد رضوان ندوی  
ڈاکٹر ارشد بن رشید صدیقی

## منکران اعلیٰ

مولانا معین اللہ ندوی  
- مندیور سسٹول -  
شش ماہی ہفت روزہ

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ  
پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ وہ دوبارہ  
کایہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ  
چندہ مبلغ مندرجہ ذیل پر آڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

## خط و کتابت کا پتہ

میں تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷ یو۔ پی  
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ  
پر روانہ کریں

پرنٹنگ پریس شامہ حسین نے ہارکرافٹ میں طبع کر کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا



# اسٹیمائریز میں

شرائط ایجنسی

- ۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جانی۔
- ۲۔ ٹی کاپی ۱۰ روپے کے حساب سے زرمضامت پیشی روزانہ کرنا ضروری ہے۔
- ۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

زربخ اشتہار

- ۱۔ تعمیر حیات کانی کام فی سینٹی میٹر R. 20/-
- ۲۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہو گا جو آرڈر دینے پر مبنی ہو گا۔
- ۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.  
P.O.Box No. 842  
MADINA MUNAWWARAH - (K.S.A.)

ملینہ صنوبر

Mr. M. AKRAM NADWI  
O.c.i.s.  
St. CROSS COLLEGE  
Oxford OX1 3TII - U.K.

برطانیہ

Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.  
P.O.Box No. 388  
Vereniging  
(S.AFRICA)

سאותھ افریقہ

Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.  
P.O.Box No. 10894  
DOHA - QATAR

قطر

Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.  
P.O.Box No. 12525  
DUBAI - (U.A.E.)

دبی

Mr. ATAULLAH Sb.  
Sector A-50, Near Sau Quater  
H. No. 109 Town Ship, Kaurangi  
KARACHI - 31 (Pakistan)

پاکستان

Dr. A. M. Siddiqui Sb.  
98- Conklin Ave  
Woodmere  
New York 11598 (U.S.A.)

امریکہ

۱	درس حدیث	مولانا ڈاکٹر محمد لقمان عظیم ندوی	۲
۲	ہندوستان کی نئی مرکزی حکومت	شمس الحق ندوی	۵
۳	ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۸
۴	دین کے اس باغ کی تدریس کیجئے	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۱۰
۵	آنسو لے کر کئی دھمال تو ہو گئے	مولانا عبد الرؤف رحمانی جند انگری	۱۳
۶	صفر المنظر	محمد شاہ ندوی (بارہ بنگوی)	۱۵
۷	سلم خواتین کا کردار	مولانا عبد اللہ حسنی ندوی	۱۸
۸	ظن	نثار واحدی	۲۰
۹	ہمارے بچے اور ٹیلی ویژن	محمد ارشد اعظمی ندوی	۲۱
۱۰	مولوی محمد اسحق نیل ندوی کا انتقال	شمس الحق ندوی	۲۲
۱۱	ٹیلی ویژن ڈائریکٹرز	محمد شاہ ندوی (بارہ بنگوی)	۲۳
۱۲	سیرت سید احمد شہید	پرونیس رمی احمد صدیقی	۲۴
۱۳	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۲۷
۱۴	علوم و فنون پر اسلام کی چھاپ	ڈاکٹر عابد الدین خلیل	۲۸
۱۵	عالمی خبریں	مید اسد شرف ندوی	۲۹



# ہندوستان کی نئی مرکزی حکومت

## خطرات سے نیک توقعات تک۔

ہندوستان میں گزشتہ دو ماہ بہت غیر یقینی فضا میں گزرے ایک طرف ہندو فرقہ پرست جماعت کے عزائم و منصوبے تھے جس کا اس کے ذمہ دار بھانگ دہل اعلان کر رہے تھے اور ان کے پیش نظر سب سے زیادہ مسلمان باشندے تھے جن کا پرسنل لاہور بھارت لایا گیا مذہبی شعائر ان کے نزدیک سب سے زیادہ قابل غیر تدبیل تھے ان کی فتنہ پرست جماعت اقتدار حاصل کرنا چاہتی تھی تاکہ اس کے قائدین جو کچھ زبان سے کہتے ہیں وہ سب بذریعہ حکومت عمل میں لاسکیں۔

دوسری طرف مختلف جماعتیں تھیں جو ہندوستان کے سیکولر ڈھانچہ کو باقی رکھنا چاہتی تھیں تاکہ دستور کے مطابق ملک کے باشندے اپنے اپنے مذہبوں اور مذہبی رسوم اور مذہبی حقوق میں پوری خود مختاری کے ساتھ ملک تو م کے مشترک مفادات کے تحفظ میں حصہ لیں۔ یہ فرقہ پرستی اور سیکولرزم کی کشمکش اس ملک میں یوں تو عرصہ سے قائم تھی لیکن گزشتہ پانچ سال جو ملک کی بنیادی سیکولر جماعت کانگریس کی حکومت کی بالادستی میں گزرے وہ سیکولرزم کو مضبوط کرنے کے بجائے ہندو فرقہ پرست طاقتوں کو ان کے مقاصد کے حصول کے قریب کرنے میں گزرے۔ چنانچہ انکسشن کے قریب بالآخر یہ اندیشہ ہو چلا تھا کہ برسر اقتدار حکمرانوں کی طرف سے کی جاتی رہی رعایتیں ہندو فرقہ پرست طاقت کو برسر اقتدار آنے تک نہ پہونچا دیں۔ لیکن غیر کانگریسی سیکولر جماعتوں نے فرقہ پرستوں کی کامیابی کو روکنے میں زبردست رول انجام دیا۔ اور ان کے مضبوطی کو بالآخر بالاکام بنادیا اور ملک کی غیر یقینی صورت حال اور فرقہ پرستی کی کامیابی کے کھلے احکامات سے گزرنے کے بعد سیکولر طاقتوں کا مقدمہ محاذ شاندار کامیابی تک پہونچا اور ہندو فرقہ پرست مذہبی حکومت کا ذریعہ خطرہ مٹ گیا اور اقتدار سیکولر اور اقلیتوں اور پسماندہ طبقات کے حقوق کی حفاظت کی دائمی جماعتوں کے مقدمہ محاذ کو مل گیا جس میں سماج وادی پارٹی بھارت پیش پیش ہیں۔

ہندوستان میں مذہبی حکومت کا قیام ہندو اکثریت کے مذہبی فائدہ کا تو ہو سکتا ہے لیکن ملک کی مذہبی اقلیتوں کو یقیناً اس فقہ ان پہونچتا۔ اس ملک میں جبکہ اقلیتوں کی اکثریت ہے جن میں بعض اقلیتیں اپنی تعداد اور مذہبی خصوصیات کے اعتبار سے خاص حیثیت کی مالک ہیں یہاں اکثریت کی مذہبی حکومت سے ان کو جس کشمکش کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اور ملک میں تناؤ اور بے اطمینانی کی جو فضا پیدا ہو سکتی ہے وہ خود اس ملک کی ترقیت میں رکاوٹ کا باعث بن سکتی ہے اور تناؤ اور کشمکش کی فضا خود نظام حکومت کو ملک کی اندرونی بے اطمینانیوں کو دور کرنے میں ملاحظہ صورت اپنی توانائیاں صرف کرنا پڑ سکتی ہے اور اس کی خاطر تشدد و ظلم و بربریت کا سہارا لینا پڑ سکتا ہے۔ اور یہ ملک کے لیے قطعاً بھلائی کی بات نہیں ہو سکتی۔ مذہبی حکومت اسلام کی سرپرستی کے علاوہ کسی بھی دیگر مذہب کی ہوا میں دیگر مذاہب کے ساتھ رواداری کی گنجائی نہیں ہوتی اسلام میں سلسلہ میں اس لیے مختلف ہے کہ اس میں اصولوں کی پابندی ہے جن سے دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو بھی ان کا مذہبی حق پورا ملتا ہے۔ ان میں سے ایک اصول ہے لا اضراء فی الدین کا جس کی رو سے کسی غیر مذہب والے پر مذہبی معاملہ میں کوئی دباؤ نہیں ڈالا جاسکتا اور اس کو اپنے مذہب پر عمل کرنے سے روکا نہیں جاسکتا۔ چنانچہ اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ حجاز میں مکہ والوں نے اسلام کی تعلیم کے مطابق اقتدار حاصل کیا وہاں انھوں نے اہل ملک کو اپنی مذہبی بات کو چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا اور ان کی عبادت گاہوں کو نقصان

ہو گیا یا سوائے اس کے کسی عبادت گاہ کو خود اس کے ماننے والوں نے غلط کاموں کا ڈھب بھی ادا اس کے ازاد کے لیے اس کو مستم کرنے کی خود رشت کی یا کسی عبادت گاہ کے لوگ سب اپنے مذہب کو بدل کر دوسرے مذہب میں چلے گئے اور انھوں نے اپنی عبادت گاہ کو اپنے نئے مذہب کے مطابق کرنا چاہا یا اسلام میں اسی کو انکڑاؤ فی الذین کے حکم کی بناء پر کوئی بھی مسلمان کسی غیر مسلم کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کر سکتا خود رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل فرمایا ہے۔ ایک موقع پر آپ ایک جنگ میں بڑا ڈالے ہوئے تھے خود پہر کا وقت تھا۔ تنہا ایک درخت کے نیچے آرام کرنے لگے آپ کی تلوار درخت کی ایک شاخ سے دھک رہی تھی کہ اتنے میں ان کے ایک دشمن نے آکر ان کی تلوار پر قبضہ کر لیا اور آپ کو مخاطب کر کے کہا کہ اب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے آپ نے پورے اطمینان اور سہ خونی کے ساتھ فرمایا اللہ اور آپ کا اللہ کہنا ایسے ہجو اور افتاد کے ساتھ تھا کہ وہ شخص نہیں بگاڑا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ آپ نے تلوار اٹھالی اور سامنے کرتے ہوئے فرمایا کہ اب تم کو کون بچا سکتا ہے تو اس نے خوشامد انداز میں کہا کہ آپ تلوار کو ایک مہربان شخص کی طرح لیجئے آپ نے پوچھا کہ اسلام لائے، تو اس نے کہا نہیں لیکن اطمینان دلاتا ہوں کہ آپ سے دشمنی کا کام نہ کروں گا۔ آپ نے اس کو مجبور دیا نہ قتل کیا اور نہ اسلام لانے پر مجبور کیا۔

قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ بھی مذہب بدلنے پر مجبور کرنے سے منع کرتے ہوئے کہا گیا کہ اختکوہ الناس حتیٰ یکو ذاهنون منہن۔ کیا تم کو لوگوں کو مجبور کر دے کہ وہ ایمان لائیں تو اسلامی احکامات میں اور مثالیں دیکھئے تو وہ بھی جگہ جگہ اسلامی تاریخ میں ہیں گانج سے کھلی دھت

ہوئی ہے کہ کسی غیر مسلم کو مذہب بدلنے یا مذہب بدلنے کے لئے مجبور کرنا اسلام میں نہیں ہے ہاں اسلام کا اقتدار کرنے اور اس کی اچھی باتوں کو ماننے کی ترغیب دلائے اور دعوت دینے کا حکم ہے ماننے پر مجبور کرنے کا حکم نہیں ہے جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کافر دشمن سے جواب کے ساتھ تنہا کھڑا تھا اور یا فت کی کیا کیا مسلمان ہوتے ہو۔ آپ کو طاقت حاصل تھی آپ اس کو با آسانی مجبور کر سکتے تھے لیکن آپ نے اس کو چھوڑ دیا اسلام میں یہ رعایت ہے اسلام کی یہ رواداری ظاہر ہے کہ میدان جنگ میں لڑتے ہوئے پیش آئی ہے جہاں رعایت کرنا اپنی موت کا بلاناہو تھا لیکن اسلام میں جنگ کرنے کے لیے اصول مقرر کر دیئے گئے ہیں جس کی رو سے ہر ایک سے اور ہر جگہ لڑنے کی اجازت نہیں چنانچہ اسلام میں جنگ حاکموں کے اپنے ذاتی جذبہ و مقصد سے نہیں کی جاسکتی پہلے اسلام کا یہیں زمینیں ہونا پڑا کہ وہ قبول نہیں کیا جاتا تو سادہ اور صحت کی بات کی جاتی ہے۔ اگر سادہ اور صلح پر بھی دشمن راضی نہ ہو اور لڑنے پر آمادہ ہو تو اسلامی فوج اس صلح کو قبول کرے گی۔ اور لڑنے کی اور لڑائی ہونے پر بھی لڑائی میں سے عورتوں بچوں کو انا، مذہبی لوگوں کو پریشان کرنا عبادت گاہوں کو نقصان پہنچانا اسلامی فوج کو منع ہے کسی کو غیر اس کے جرم کے مارنا یا تالا اسلام میں نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس پرامن رہنے والوں کی حفاظت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس طرح اسلام کے اصول کے دوسرے مذہبی ایک فرقہ کے ساتھ ساتھ قائم ہو سکتے ہیں اور نہ کسی قوم کے ساتھ اسلامی اقتدار میں نہ صرف یہ کہ غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر پوری طرح عمل کرنے کی اجازت ہوتی ہے بلکہ ان کی ضرورت میں اسلامی حکومت مدد کرتی ہے اور ان کی حفاظت کرتی ہے اور جنگ میں لڑائی کا

یہ بھی ان پر نہیں ڈالتی۔ اور اگر کسی معاملہ میں کسی مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان جھگڑا ہوتا ہے تو اسلامی فوج انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے مسلمان کو ہارنا نہیں ہے چنانچہ مسلمانوں کے جو نئے خلیفہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اور ایک یہودی شہری کے درمیان ایک زرہ کے معاملہ میں نزاع ہوا۔ دونوں فوج کے سامنے بیٹھیں ہوئے نئے خلیفہ کو جو ملک کا حاکم اعلیٰ تھا ابھی جگہ نہیں بٹھایا بلکہ یہودی کے ساتھ کھڑا کیا۔ دونوں کے دلائل سنئے اور فیصلہ یہودی کے حق میں کیا۔ حالانکہ زرہ حضرت علی ہی کی تھی لیکن ان کے پاس ثبوت پر راجح نہ تھا۔ یہودی اس افسانے سے ایسا اثر ہوا کہ اس نے عدالت سے نکل کر نہ صرف یہ کہ زرہ حضرت علی کو دے دی بلکہ اسلام بھی لے آیا بلکہ مذہب میں ایسا انصاف ہو اس سے گریز کرنا صحیح نہیں۔

مسلمان حاکم بھی جب اسلام کے اصولوں کے خلاف کرتا ہے اس کو اسلام کے خلاف عمل کرنے کا مرتکب قرار دیا جاتا ہے اور اس کا یہ عمل مسلمانوں میں قابل مذمت قرار دیا جاتا ہے اور علماء اس کو برا کہتے ہیں ہاں یہ صحیح ہے کہ بعض مسلمان حکمرانوں نے بعض موقعوں پر اپنی ذاتی مصلحت کے لیے اسلام کے اصولوں کے خلاف کرتے ہوئے غیر مسلموں کے ساتھ بعض وقت بے انصافی بھی کی ہیں جس کو خود مسلمانوں نے برا کہا ہے لیکن اکثر و بیشتر مسلمان حاکموں نے اس کا خیال نہ کیا ہے کہ غیر مسلم کے ساتھ بے انصافی نہ ہو اور نہ اس کو اپنے مذہب سے ہٹنے پر مجبور کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں نے سات سو سال تک پوری شان و شوکت سے حکومت کی کہ کبھی ملک کی آبادی کا تھوڑا حصہ ہی مسلمان ہو گیا کہ ان کو کہیں مجبور نہیں کیا گیا جو مسلمان ہوئے وہ

مسلمان موعظوں اور مسلمان دایوں کی اچھی اچھی باتیں میں کرو اور ان کے اخلاق دیکھ کر ہوتے، سات سو سال میں جو لوگ مسلمان ہوئے ان کی اولاد کتنا ہے ہندوستان میں آبادی کا چھٹا حصہ ہیں جو سکائیہ اسلام کی رواداری کے حکم کی وجہ سے ہوا۔ درنہ طول یہ ملک رہنے والی حکومت کیا نہیں کر سکتی تھی۔ غیر مسلموں کے سلسلہ میں اسلام کی طرح صرف دین حق کی وضاحت کرنے اور اخلاق و انصاف کے کاموں سے متاثر کرنے کا حکم ہے۔ اسلام لا تاد لانا شیعہ دالوں کا کام ہے چنانچہ قرآن مجید میں کئی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ تم کہیں کر دے جاتے ہو کہ یہ مسلمان نہیں بن رہے ہیں اور ایک جگہ کہا گیا کہ تم لا کام تو دین حق کو پہنچا دیتا ہے یعنی مسلمان ہونے والا خود سے سمجھ بوجھ کر اسلام لاتے تو لاتے اس کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

اسلام وہ مذہب ہے جس سے کسی کو خطرہ نہیں۔ اس میں تو غیر مسلموں کو مسلمانوں سے زیادہ راحت ملتی ہے کیوں کہ ان کو مسلمانوں کی طرف سے جنگ میں شریک ہونے پر مجبور نہیں کیا جاتا، بلکہ قوم کو کوئی مصیبت پیش آجائے تو اس کے حل کے لیے کوشش کرنے پر بھی ان کو مجبور نہیں کیا جاتا خود ان کے مذہبی علماء میں ان کے عمل کرنے نہ کرنے کے سلسلے میں بھی کوئی دباؤ نہیں ڈالا جاتا۔ اور زکوٰۃ جو مسلمان دو قنڈوں پر اسلام کا مذہبی ٹیکس ہے وہ صرف مسلمانوں سے لیا جاتا ہے غیر مسلموں سے نہیں لیا جاتا البتہ اسے ایک سیکورٹی ٹیکس لیا جاتا ہے جس کی بنیاد پر ان کو جنگ میں شرکت کی ذمہ داری سے مستثنیٰ نہ کیا گیا ہے بلکہ جو چاہے جسے کیجے دفاع و جنگ کا بوجھ مسلمانوں پر ڈالا گیا ہے۔ اور ان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے میں کوئی تباہی کرنے پر مجبور نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے

برعکس دوسرے مذاہب میں مذہبی حکومت حاکموں کے مذہب کی حکومت ہوتی ہے اس میں دوسروں کے مذہب کے ساتھ پوری رعایت نہیں کی جاتی چنانچہ ہندوستان میں مذہبی طریقہ ہندو مذہب کی حکومت کی بات کرتے ہیں تو یہ کہنے لگتے ہیں کہ لوگوں کا ان علاقوں میں رہنا روک دیں گے مسلمانوں اور اقلیتوں کو آزادانہ طریقہ سے اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کی پوری آزادی نہ ہوگی اور نہ ان کی عبادت گاہوں کو موجودہ حالت میں رہنے دیا جائے گا پرنسپل لا بدل دیں گے۔ دوسرے ملکوں کے مسلمانوں سے تعلق قائم کرنا ممنوع قرار دے دیں گے۔ وہ غلاموں کی طرح رہیں تو رہنے دیا جائے گا۔ درحکما جائے گا کہ چلے جاؤ یہاں سے یہ ملک تمہارا نہیں ہے۔

یہ وہ بات ہے جس کی وجہ سے مسلمان تو مسلمان انصاف پسند ہندو بھی ہندوستان میں مذہبی حکومت کی مخالفت کرنے میں جس کا مظاہرہ حالیہ حکومت سازی کے موقع پر دیکھنے میں آئے کہ تمام سیکولر ذہن کے لوگ ایک طرف ہوسکتے اور مذہبی حکومت کے خیالات رکھنے والوں کو برسرِ اقتدار آنے نہیں دیا گیا۔ برائے ترقی ملی انھوں نے انھیں جو ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ ہوا۔ ہندوستان میں مذہبی حکومت ہوگی تو ظاہر ہے کہ ان مذہبی احکام کی پابندی پر مبنی ہوگی جو اسلام کے بنیادی قانون سے متصادم ہیں لہذا ان کے ماننے کے لیے مسلمان سلطان نہیں رہ سکتا لیکن سیکولر حکومت میں مذہب کا بڑا بڑا اختیار ہے اور اکثر اُن کی خدایوں کے باشندوں کے مفاد کے لیے جو رائے طے ہوگی حکومت بطور معاہدہ مانا جائے گا۔ اور اس کی پابندی کی جائے گی جس میں کوئی حرج نہیں اس کی حیثیت ایک مہم پر مبنی ہے جس کو پورا کرنا اخلاقی و انسانی فریضہ اور ایقانے مہم ہے۔

لہذا ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے سیکولر

حکومت ہی سازگار ہے اور اس میں ان کے حقوق آزادی اور آزادی اجتماعی عزت کی حفاظت۔ ہندوستانی مسلمان ہندوستان کو اپنا ملک سمجھتے ہیں اور اس کی ترقی اور کامیابی کو اپنا ہی عزت سمجھتے ہیں لہذا ملک کے اکثریتی مذہب کے لوگ، البتہ وہ اپنے مذہب پر عمل کرنے کی کوئی رکاوٹ قبول نہیں کریں گے اور ناجائز عبادت گاہوں کے ساتھ کسی زیادتی کو قبول کر سکتے ہیں وہ اپنے اسلاف اور بزرگوں کے بارے میں کسی اہانت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ملک کا باطن ہونے کی بنا پر ان کو جو دستور حقوق حاصل وہ ان کو لینا چاہتے ہیں وہ دوسروں کی طرح آزاد باعزت رہنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ جو بھی پابندی ان ان حقوق کو نظر انداز اور پامال کرنا چاہے گی وہ انہیں نہ صرف یہ کہ ساتھ نہیں دے سکتے بلکہ اس کی پوری مخالفت کرتے ہیں اس لیے انھوں نے سیکولر کو پسند کیا کیونکہ وہ "لی۔ جے۔ پی۔" کے اقتدار کو روکنے کے لیے مضر سمجھتے ہوئے اس کو روک رہے تھے ان کے اقتدار سے ملک کی اقلیتوں کی عملی آزادی اور عزت خطرہ میں پڑتی ہے اور مختلف فرقوں کے تناؤ اور قسم کی نفیاتی ہے جو ملک کی آزادی وحدت اور ترقی کے لیے نقصان دہ ہے۔

لہذا ہم کسی حکومت کا جو ہندو جاہلانہ فرقہ پرستانہ مخالف ہے خوش آمدید کہتے ہیں اور امید کرتے ہیں دستور ہند کی دی ہوئی حریات کے مطابق ملک تمام شہریوں کو برابری اور انصاف کے ساتھ حقوق ہوں گے۔ تاکہ سب شہری اپنے اپنے مذہب و فرقہ کے باوجود خزانہ بشا نہ ملک کی ترقی میں حصہ لیں اور آزادی کے ساتھ یہ ملک جڑھے، ساج وادی پار کے لیڈر طاہم سمجھ کی ان کو شہرشلوں کو ہندو طور پر سرسارے ہیں جنھوں نے اقلیتوں کو ان میں ان کے سب ادا نہ حقوق دیتے جانے۔ سلسلے میں حرات مندانہ اقدامات کیے۔



# ایمان جان سے زیادہ عزیز ہونا چاہیے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ذیل کے مختصر مگر نہایت جامع و اہم مضمون کو موجودہ حالات میں جبکہ اسلام دشمن طاقتیں ہمارے حق و نسب کو دین و ایمان سے محروم رکھنے پر تل رہی ہیں، بار بار پڑھنے سوچنے اور اپنے بغور کر کے کوئی ضرورت ہے یہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے وہ تقریر ہے جو چند سال قبل غلط فہمی میں دینی تعلیم کو نسل کے جملہ میں کھ گئی تھی۔ جنہو مولانا محمد اسد صاحب (صدر مدرس دارالعلوم اسلامیہ) کے لکھنے کے ساتھ ہدیہ ناظرین کے ساتھ جاری ہے

(ادارہ)

حضرت مولانا خضر علیہا السلام کا قصہ اور ایمان کی قدر و قیمت

مجھے صرف چند باتیں عرض کرنی ہیں ایک تو یہ کہ اگر میں آپ سے کوئی معاہدہ کرتا تو یہ کرتا کہ آپ اس احساس و شعور کو زندہ رکھیں کہ ایمان جان سے زیادہ بڑا ہے اور ہم یہ بات ابھی طرح کہہ رہے ہیں کہ بچہ کی جان سے اس کی محبت سے اس کا ایمان زیادہ عزیز ہے، ایمان زیادہ قیمتی ہے اس کے لیے میں آپ کے سامنے قرآن کریم کی دو آیتوں سے استدلال کرتا ہوں اور جب میں پڑھتا ہوں تو مجھے حیرت ہوتی ہے اور وہ حیرت مستم نہیں ہوتی، لیکن مجھے لازماً بلکہ میرا احساس یہ ہے کہ بہت کم لوگوں نے اس سے صحیح نتیجہ نکالا ہے، اسلاف کرام اور مفسرین عظام کا ذہن بیشک ان چیزوں کی طرف گیا ہو گا۔ جہاں ہمارا نہیں جاسکتا لیکن آج کے پڑھنے والے بہت کم نتیجہ نکالتے ہیں قرآن مجید کی سورہ کہف میں آخر یہ قصہ کیوں بیان کیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے

ایک لڑکے کی جان لے لی اور وہ بھی ایک اولوالعزم اور ایک عظیم الشان پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی اور رفاقت میں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے جب پوچھا کہ آپ نے بچہ کے ساتھ یہ کیا معاملہ کیا؟ اس کا کیا جرم تھا؟ اور کیا وہ مجسم ایسا تھا کہ اس کی جان لے لی جائے؟ حضرت خضر نے کہا کہ اس کے ماں باپ دونوں صاحب ایمان اور نیک تھے اور یہ بچہ فتنہ بننے والا تھا، اگر یہ زندہ رہ جاتا تو اپنے ماں باپ کے ایمان کے لیے خطرہ بنتا تو میں نے اس لیے ان کو اس خطرہ سے بچا لیا اور اس کی جان لے لی کہ اللہ اور اولاد کے گناہ آج کہیں پوری دنیا نے اسلام میں بڑی بڑی کئی آزاد حکومت اور شرعی حکومت میں اس پر عمل نہیں کر سکتی، آپ سب جانتے ہیں کہ اس پر عمل کرنا بالکل حرام اور ناجائز ہے کہ کھس یا اس خطرہ سے کہ یہ بچہ کبھی فتنہ بن جائے گا (اور بہت سے بچے فتنہ بن چکے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں) اس کی جان لینے کے بعد اجازت نہیں اور جان لینا تو جان لینا ہے کوئی اور

بہت بڑی سزا مصیبت کی حالت میں نہیں دی جاسکتی، اور یہاں سوال پیدا ہوا کہ کبھی قرآن کریم نے قیامت تک کے لیے اس قصہ کو سورہ کہف میں داخل کر کے اسے زندہ جاوید کیوں بنا دیا؟ کہ قیامت تک پڑھا جائے گا، تو اس نے ایسا اس لیے کیا تاکہ لوگ سمجھیں کہ ایمان کی یہ قیمت ہے، اگرچہ آج اس پر عمل نہیں ہو سکتا، اور تشکیلی طور پر اس پر عمل کرنا عام مجاہدہ اور قتل ناقص ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے قرآن مجید کی سورہ کہف میں بیان فرما رہا ہے اسے ایک پیغمبر اور اس کے رفیق کا دین کا نام ہے کہ درجہ اولیاء اللہ کا (ہنگام) ضل ٹھایا جا رہا ہے آؤ اس کی حکمت کیا ہے؟ حکمت یہی ہے کہ ہم آپ سوچیں کہ ایمان وہ قیمتی چیز ہے کہ اس کے لیے حضرت خضر علیہ السلام دے جو بڑے نفیر بڑے عارف باللہ اور فریضہ حبیب بعیرت اور مقبول خداوند تھے انھوں نے یہ کام کیا کہ اس بچہ کی جان لے لی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ سنایا اور قرآن مجید میں جس شخص کے لیے عفو کا کوئی حکم نہیں دیا ہے کہیں کر ایمان اتنی جڑی چیز ہے کہ اس کے لیے جو چیز خضر بننے والی ہے اس خطرہ کو جس دور کرنا چاہیے چاہے وہ کسی ہی پیغمبر اور عزیز کیوں نہ ہو، مگر ہم لوگ اس طرح نہیں سوچتے قرآن کریم کا لہجہ باز اور الہامی کتبہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس قصہ میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام ایک جہتی رہ گئے انھوں نے دیکھا کہ ایک دیوار سہا رہی ہے والی ہے اس موقع پر وہ زبان حال سے گویا کہہ رہے تھے کہ ہم پر دسی ہیں اور ہماری نفسیات بچی جا چکے ہیں اور زبان حال سے بھی جیسا کہ قرآن مجید سے افادہ معلوم ہوتا ہے لیکن پوری جہتی میں کسی نے خبر نہیں لی، اور کھانا بیٹھ کر کھایا، ادا وہ بھوکے رہے مگر دیوار جو گر رہی تھی حضرت خضر علیہ السلام اس کے بجھانے میں لگ گئے اور آپ جانتے ہیں کہ کوئی جہتی دیوار کو کھانا کھنڈل ہوتا ہے حیرت کی بات ہے کہ وہ کہاں سے ملے

نے اور گفت و گو کی ہوگی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب تعداد دے جھولنے کے لئے تک کی خبر نہیں لے کے کھانے کو نہیں پوچھا یہاں کا کہاں سے یہ حق تھا اور ما احسان تھا کہ آپ نے اس دیوار کو جس کی مرمت ہارہ مزدور لگاتا ہے خرچ کرتے اور خود جبر کرتے پائے اس دیوار کو سنبھال دیا تو انھوں نے کہا۔

وَمَا لَیْلَیْكَ اَنْ تَكُنَ الْفَاعِلُ وَتَكُنَ الْمَفْعُولُ  
یَنْتَبِھُ فَمِنْ بَيْنِ الْمَدِیْنَتَیْنِ وَكَانَ فَعْلُهُ  
كَفَرًا لِّمَنْ هَا كَانَ الْبَلَاءُ حَتَّى اَمَّا فَاكَرًا  
وَلَمْ یَكُنْ اَنْ یَنْتَبِھَا اَشْفَیْ حَتَّى اَشْفَیْ خَطَرُ حَا  
كَفَرًا لِّمَنْ هَا رَحْمَةُ رَبِّیْ رَحْمَةٌ

یہ دیوار دو چیزیں ہیں کی تھی جہاں باپ نیک ایہ دیوار اگر گر جائی تو جو خزانہ اندر دبا ہوا تھا وہ برباد جاتا، سامنے آجاتا اور لوگ لوٹ لے جاتے اور اگر حضرت کا سامنا نہ ہوتا تو اور ان کے پاس کچھ نہ ہوتا ایک طرف جان لیوا ایمان کے خطرے سے اور ایک نہ دیوار سنبھال ایمان کی نصیحت کہ درجہ یعنی وہ دینی نہیں بلکہ ان کے باپ نیک تھے معلوم نہیں ان انتہائی کو کتنا زمانہ ہو گیا تھا۔

لیکن حضرت خضر علیہ السلام نے اس ایمان کی ناقصت جانی کہ اس دیوار کو سنبھالا، اور اس کو کھڑا رکھ لیا کر دیا۔ اور وہ خزانہ دوبارہ باہر نکلنے لگے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سورت میں اور اوپر ہی بیان کیے تاکہ آپ کو ایمان اور کفر کا فرق معلوم ہو اگر طرف ایمان کی بر قیمت کہ جو کچھ خطرہ نئے والا تھا ان کو ختم کر دیا اور ایک طرف ایمان کی یہ قیمت کہ نہا باپ نیک تھا ایسی ہی ناقصت نہیں آئی تھا اگر وہ کسی طرح کو نہیں پہنچتے تھے۔ اور وہ دو چیزیں تھے نہا باپ جو کہ صاحب ایمان تھا اور نیک تھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کی قدر دانی میں دیوار نہالے کا انتظام فرمایا اور الہام کے ذریعہ حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار سنبھال لی۔

## ایمان کو جان بدمقدم سمجھنا ایمان کا نقصان ہے

بس میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے آپ ایمان کی قیمت سمجھے اب یہ حکم نہیں ہے کہ جس کو آدمی قابلِ خطرہ سمجھے اس کو اس طرح ختم کر دے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اگر خطرہ سمجھے تو اس کو اس دیوار کی طرح سنبھالے، جو گر رہی تھی۔ ویسے ہی اپنی اولاد کو اور آئندہ دنے والوں کو گرتی ہوئی دیوار کی طرح بکھرا کر دے، اس کو مضبوط بنائے، مستحکم کرے مسئلہ صاف بتانا ہے کہ اگر ہمارے ذہن اور ہمارے عقیدے سے اس کو قبول کر لیا کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے تو پھر علاج صحابہ اور پھر بنائے اور اس کی پوشاک کا خیال کرنے اور پھر آگے بڑھ کر عقلی قیام دلانا ان سب سے زیادہ ضروری یہ ہو گا کہ ان کے دل میں ایمان بٹھا جائے۔ ان کے علاج و معالجہ سے، کپڑے بنائے سے، انہیں دعا میں دینے سے، اور انہیں کلمہ دیکھ کر خوش ہونے سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ ان کے ایمان کا تحفظ کرے اور اس کا انتظام کرے کہ ایمان جانے نہ پائے، آخری بات میری طرف سے یاد رکھیے کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَتُفَكِّحُونَ  
فِي دِينِكُمْ كَمَا تَفَكِّحُونَ فِي مَالِكُمْ

اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے گمراہوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

دوزخ کی آگ سے کسی طرح بچا سکو گے، بھیل کے ذریعہ سے بچا سکو گے، سب پہلا اور بہترین طریقہ یہ اپنی آنکھوں سے ایمان کی حفاظت کا سامان کرنا اور اسے ان جھگڑوں، ان ٹانگوں، اور ان ٹھکانوں سے بچانا یہاں تک کہ ان قیام گاہوں سے بچا نا، جہاں ایمان کا خطرہ ہو اور اس کا بدل چکا کرے کہ یہ طریقہ نہیں رہ سکتا اس دنیا میں نہ پہلے اس کا

بھارت تھا اور نہ اب جوڑ ہے، تو قیام ضروری ہونی چاہیے، لیکن تعلیم اس طرح نہیں ہونی چاہیے کہ ایمان کا خطرے میں پڑ جائے بھر ہا ہے آدمی ایمان برائے، اللہ رو یا بڑ چلے اور سانس میں اور علم ہدیہ میں اور دوسرے فنون میں کشتی ہی ترقی کرے، اور بڑے سے غلامیہ دار تاروں وقت بن جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کے کہاں اور اس کے پیغمبروں کے یہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی حقیقی قیمت سمجھے اس کو دنیا کی ہر چیز، ہر دولت، ہر نعمت پر ہر ترقی پر، ہر لذت پر اس کو ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے کہ اپنے ایمان کی بھیت نہ کرے اور اپنی اولاد کے ایمان کی بھی مت کرے کہ ان اور ہم یوں ہی اللہ تعالیٰ کے ایمان پر قائم رہنے کی بات کریں۔

سب سے بڑھ کر نسل کشی عقیدہ اور ایمان کی نسل کشی ہے کہ یہ نسل ہے اور ایمان نہ رہے وہی کاغذ زار دین کا فرق نہ رہے اور باقی تہذیب اور کلمہ اور رسم الخط اور دوسری چیزیں تو اپنی جگہ بچیں اس کا بدلہ ایک مضبوط تیار ہے کہ لوگ اسلام پر قائم رہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ملت اسلامیہ ہندو کو اس ملک میں اپنے تمام شخصیات کے ساتھ اپنے تمام امتیازات کے ساتھ سب سے بڑھ کر دین و ایمان اور عقیدہ کے ساتھ حجت دینی اور حجت اسلامی کے ساتھ اور نہ صرف یہ کہ ایمان کے باقی رہنے کی ضمانت کے ساتھ اور اس کے اسباب و ذرائع کی موجودگی کے ساتھ بلکہ اس کو ترقی کرنے اور دنیا کے دوسرے اسلامی ملکوں تک اسلام کا بینام پہنچانے، اور یورپ و امریکہ تک اسلام کا بینام پہنچانے، مسلمان بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے مدد فرمائے۔

۱۱۱

# دین کے اس باغ کی قدیجی

مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی

ان کا تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے جیسے ایک خاندان کے دو افراد کا ہونا ہے۔ وہ مجھ سے بڑے ہیں، مجھ سے ۸۵-۹۰ سال بڑے ہیں، میرے لئے وہ بزرگ ہیں، لیکن میرا ان کا ساتھ خاصا رہا اور بے تکلفی بھی رہی، اور خیالات میں نظریات میں بڑی یکسانی رہا، توان کی ہر چیز سے مجھ کو تعلق ہے، اور جو ان کے پیش نظر ہے اور جو مقصد ہے، اس مقصد کو میں بہت عزیز سمجھتا ہوں، اور وہ مقصد بہت صحیح مقصد ہے، اور وہ یہ ہے کہ مسلمان کو مسلمان بنایا جائے، اس لئے کہ مسلمان اپنے راستے سے بہت ہٹ گئے ہیں اور وہ نام کے مسلمان ہو کر رہ گئے ہیں، اور اس کے ساتھ ان میں بڑا عقیدہ و فکر یہ بھی نہیں کہ ان کے کھیلنے والی نسلیں نام کی بھی مسلمان رہ سکیں گی یا نہ سکیں گی، مسلمان کھانے پینے میں گئے تو کسے ہیں اپنے ذاتی اور دنیاوی منافع کے حصول میں، اور اوقات صرف کرتے ہیں، اور سارا اہناز بن اس میں لگائے ہوئے ہیں، ان کو اس بات کی فکر نہیں ہے کہ ان کے بچوں کا کیا

نتیجہ نکلنے والا ہے اور بچے کی ہونے والے ہیں، چنانچہ آپ دیکھیں گے، جہاں کوئی خفت کا بہت زیادہ وجود آپ کو ملے گا، وہاں نئی نسل کو آپ بالکل دین سے دور رکھیں گے بلکہ بعض وقت ان کو مسلمان کھانا اور مانتا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ اور اگر یہ بات برہمنی چلی گئی، اور چھائی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ذاتی نسلیں مسلمان باقی نہ رہ جائیں گی، ان کو مسلمان باقی رکھنے کے لئے سب سے مؤثر ذریعہ اور کامیاب ذریعہ یہ مدارس ہیں، اور خاص طور پر یہ مراکز تہذیبی، اجتماعی تعلیم کے جو مدارس ہیں ان کی اہمیت اہم گئی زیادہ ہے، اگر مدارس نے ان مدارس کی حفاظت کی اور ان کو فروغ دیا، اور ان کو پھیلایا اور پھیلان کی حفاظت کی اور ان کو تقویت پہنچائی، اور ان کو جلدی رکھنے کے جو طریقے ہیں، ان کو اختیار کیا، اور اقتدار اللہ آنے والی نسلیں خاصہ صلیک محفوظ ہو جائیں گی، اور

وسطاً اپریل ۱۹۷۹ء میں مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ہنرمند دارالعلوم ندوۃ العلماء دارالعلوم تاج السالکین علی گڑھ میں شریعت کے لئے جو باغ تشریف لے گئے، یہاں سے فارغ ہو کر مولانا صاحب نے صوفیہ انداز میں نانچہ نامی ندوۃ العلماء کے ایما پروانہ و تشریف لے گئے۔ صوفیہ انداز کے ہمارے مولانا سید محمد رابع شریعتی ندوی اور مولانا محمد خالد ندوی بلایا اور ان میں ملے تھے۔ ساتھ اندرون نے دفعہ سے فائدہ اٹھا کر مختلف مدارس و ادارہ صوفیہ میں مولانا کا پروگرام رکھا، مدرسۃ الفلاح کے جلسہ استقبال پر تقریر پڑھ کر نظر میں رہے جسے مجھ نے دیکھا، اسی وقت حضور صوفیہ پر... دو دو چار کھ طرح سے مجھے آئے تھے اور ان کے رشتہ دار بھی تھے یہ تقریر مدرسۃ الفلاح کے بالہ میں ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۷۹ء کو طلبہ و اساتذہ پیر شہر کے محترمہ بیچ کے بڑے مجمع میں ہوئی۔

ادارہ

مجھے یہ خیال ہو رہا تھا کہ تعلق اور محبت یہ باتیں کھلوانی ہے ورنہ حقیقت میں، میں ایک عام خادم علوم املاہ کہا جا سکتا ہوں، اس لئے کہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ایک مدرسے تدریس اور تعلیم کا کام کر رہا ہوں، اور خاصہ یہ جو بھی تعلیم و تدریس کا کام انجام دے گا اس کے بہت سے شاگرد بھی ہو جائیں گے، اور اس سے ہو سکتا ہے کہ لوگوں کو فائدہ پہنچا ہو، اور کوئی بڑی عظمت یا خصوصیت کی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت سے مدارس قائم ہیں، اور وہ ہاں لوگ درس و تدریس کا کام انجام دے رہے ہیں، ان سب کو یہ فضیلت حاصل ہے، باقی جہاں تک اس مدرسہ کا تعلق ہے یہ مولانا حسین احمد صاحب ندوی کی ٹیپنگ کے تحت ہے ان کا قائم کیا ہوا ہے، اور مولانا مدظلہ سے میرا تعلق بہت زمانہ کا ہے۔ جس کو میں کر سکتا ہوں کہ شاید نصف صدی اب ہو رہی ہے، جب سے میرا

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام  
سیدنا محمد الامین خاتم النبیین و  
آلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعہم  
سان الی یوم الدین۔ اما بعد!  
بزرگو! اور دوستو! اور عزیزو! طلباء! آج  
مولانا محمد خالد صاحب کی پرزور اور پُر اثر تقریر  
نہ اس سے آپ لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہوگا،  
نشا اللہ اس سے فائدہ پہنچا ہوگا، وہ تقریر  
مکافی ہے، دلائل میں گرمی پیدا کرنے کے لئے  
احساس پیدا کرنے کے لئے، اور اصول و اس  
پر کے ہر کسی کی تقریر کی ضرورت نہیں ہے، اوچیل  
اس کے اثر کو کم کرنا بھی مناسب نہیں ہے، لیکن  
نام پکارا گیا، پہلی بات تو میں یہ عرض کر دیا کہ  
یہ اور میرے رفقاء کی تفریق میں جو ایسا بھی  
ما اور پاس نامہ پیش کیا گیا، میں اس پر ہاتھ

وہ کہے کہ امتداد دین سے تعلق رکھنے والی ہوں گی مجھے آپ اور ہم رکھتے ہیں، اور اگر ہم نے دلچسپی نہیں لی تو پھر خدا کا فلسفہ یعنی پھر نہیں کیا جاسکتا کہ مسلمان میری محکمہ نہیں، اس لئے کہ اسلام دشمن طاقتیں پوری طرح اپنا کام انجام دے رہی ہیں، آپ سب لوگ نہیں جانتے جو لوگ اندر سے واقف ہیں، جو اعداد و شمار دیکھتے ہیں، وہ بری تشریفات میں مبتلا ہیں، اگر بہت پریشانی میں ہیں، اس خیال سے کہ جو صورت حال چل رہی ہے، اسلام دشمنی کی اور اسلام کے اثرات کو مٹانے کی اس صورت حال میں اگر مسلمانوں نے غفلت کی تو اسلام کھٹ جلتے کا خطرہ ہے، اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو بالکل ناممکن ہو، آپ نے ابھی تقریر میں سنا ہوگا، اندرس میں مسلمان ختم ہو گئے حالانکہ مسلمانوں نے اندرس میں سات سو سال تک حکومت کی، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور انھوں نے ایسے ایسے عظیم آثار چھوڑے ہیں کہ دنیا میں ان کی نظیر ملنا مشکل ہے، ایسی ایسی سچی باتیں بتائیں کہ وہ اپنی حسن تعمیر کے لحاظ سے اور فنی خصوصیات سے بالکل نادر ہیں، اور ابھی وہ آثار موجود ہیں نہ کہ انہیں سب سے بڑا وہ آثار تو نہ ہیں، لوگ دیکھتے ہیں اور عشق محض کرتے ہیں۔ اس کے باوجود مسلمان ہاں نہیں رہ سکے، اس لئے کہ انھوں نے وہ طریقہ نہیں اختیار کیا جس سے ان کی آئندہ آنے والی تسلیں محفوظ ہو سکیں، اور یہ چیز حقیقت میں اس وقت ہوتی ہے کہ جب، میں دین کی غیبت ہوں، احساس ہوں، ہم کو کم سے کم وہ مسائل ہو جو احساس ہم کو اپنی اولاد کے اقتصادی کامیابی کے مسئلہ میں ہوتا ہے کہ ہمارا کام کیا کہہ سکیں گے کہ اسے ہم نے کیا کیا، کیسے رہے گا، اس کا کیا ہوگا جس طرح ہم کو اس کی فکر ہوتی ہے، اگر اسی طرح ہم کو اس کے دین کی فکر نہیں ہے تو اس کا دین باقی رہنا مشکل ہے، خاص طور پر جبکہ دشمن طاقتیں ملتی ہوئی ہوں تو اور مشکل ہے، آج وہ جو خطرہ

تجربہ نگار کا خطرہ ہے، وہ اور جلدی نکل آئے گا اس لئے بھائی ان مدرسوں کی قدر کیجئے اور اس کو فروغ دیجئے اور اس پر اپنی فکر مندی اور اپنی توجہ کا ایک حصہ لگائیے، اس لئے کہ یہ کس کے لئے ہو رہا ہے کہ نئے نئے صرف اپنی اولاد کے لئے نہیں کر رہے ہیں بلکہ سب کی اولاد کے لئے کر رہے ہیں، یہ انتظامات سب کے لئے ہیں، آپ کے لئے ہیں، آپ کے دوستوں کے لئے ہیں، آپ کے بھائیوں اور عزیزوں کے لئے ہیں، آپ کے بھروسہ دار کین کے اہل خاص کا معاملہ کر رہے ہیں، ہمدردی کا معاملہ کر رہے ہیں، آپ ان کی ہمدردی نہ صرف یہ کہ قبول کیجئے بلکہ ان کی ہمدردی کی قدر کیجئے اور ان کی اس ہمدردی میں شریک ہو جائیے، اس لئے کہ معاملہ خود آپ کی ذات کے ہے، ایک باپ کیسے اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ جن چیزوں پر اس کا عقیدہ ہے، اور جن چیزوں کو وہ قطعی اور صحیح سمجھتا ہے، اور وہ اس کے نزدیک عزت اور کامیابی کا سبب میں ہے وہ چیزیں اس کی اولاد کو حاصل نہ ہوں اور اس کی اولاد کی اھم کی جھولی میں پھل جائے، بلکہ لٹپ کی جھولی میں رہنے کے، اور آپ کے مذہب کی جھولی میں رہنے کے کسی دوسرے اہل مذہب کی جھولی میں چلی جائے کس طرح ایک باپ اس کو گوارا کر سکتا ہے۔ لیکن جو صورت حال ہم کو نظر آ رہی ہے اس میں یہ پورا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کس کس کا اس جیسے ہے، اور ہم کو اپنے دین کی غیبت نہیں، اپنے مذہب کی غیبت نہیں، اور اپنے آقا و اجداد کے اس درد کی غیبت نہیں۔ جو ہم کو کافی سے طاب ہے تو بھائی اس ملک میں جہاں سیکور حکومت قائم ہے اگر آپ خود اپنی فکر نہیں کریں گے اپنے خلیفہ کے بچہ کی فکر نہیں کریں گے تو اس مذہب کو باقیہ رکھنے کے لئے کوئی دوسری طاقت موجود نہیں ہے، حکومت یا الشریعت سے آپ کو کوئی توقع نہیں کرنی

جائے، بلکہ اس کو اپنے فرض کے طور پر آپ کو کرنا چاہئے وہ اس کو مٹانے کی کوشش کریں گے، اس لئے کہ وہ سیکور کریں اور دوسرے مذہب کے لوگ ہیں لہذا اپنے دین کی حفاظت ہم کو خود کرنی ہے، اور ہم جس طرح دین سے تعلق رکھتے ہیں، وہ رکھتے ہی ہیں، اب مسئلہ ہماری اولاد کا ہے، یہ کہ ہم گمراہ ہوتے دین سے وابستہ ہیں اگر دین سے وابستہ نہ ہوتے تو یہاں بیٹھے نہ ہوتے، اور سیدوں میں نہ آتے، اتنا دین سے ہم کو تعلق ہے۔ لیکن یہ تعلق ہماری اولاد کو سب کا یا نہیں، اس کو ہمیں سوچنا چاہئے۔ اگر اس کے لئے ہم کچھ کر سکتے ہیں تو کرنا چاہئے، اگر نہیں کریں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بالکل بے غیرت ہیں، ہم کو نہ اپنی قدروں کی غمخیز ہے، نہ دین کی غیرت ہے، نہ اس دینی و اخلاقی ورثہ کی غیرت ہے جو ہم کو ہمارے اسلاف سے ملتا ہے، اور جب کوئی شخص اس طرح مدرسہ قائم کر لے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی نئی نسل دین سے آشنا ہے، دین پر قائم رہے، یہ لوگ اسی کے لئے مدرسہ قائم کرتے ہیں، چنہ ہوتے ہیں، اور اس کے لئے محنت کئے ہیں اور صرف کئے ہیں، تو آپ کا کام ہے کہ فخر نہ رہے کہ ان کے ساتھ تعاون کریں، اور ان جیسا کام اور پھیلانیں اور عام کریں۔ ان اداروں کی قدر کیجئے۔

لیکھ کو مولانا حسین الکر صاحب ندوی مغلانہ حکم دیا کہ میں یہاں حاضر ہوں میں ان کی اس محنت کی قدر میں یہاں حاضر ہوا، انھوں نے یہ باغ غلامیہ ان کے دل سے بہت لگی ہوئی ہے کہ یہ باغ ہر اہل اللہ اور ترقی کرے اور پھیلے۔ ایک بڑا باغ ہمارے مغلانہ ابوالبرکات صاحب نے لگایا ہے آپ کے اسی انداز میں، اور ایک یہ باغ ہے، جو اب بھی اس مسئلہ میں لگایا جائے جس سے آپ کی نئی نسل اپنے مذہب پر باقی رہے گی، اس باغ کی قدر کیجئے، اور اس کی جو کچھ مدد کر سکتے

شکر کا مطلب کیلے، یہ کہ اس کی قدر کیجئے، قدر کرنا ہی شکر ہے، آپ کو کوئی بدیہ ملے، آپ خوش ہو کر لیں اور کہیں کہ آپ کا شکر ہے آپ نے ہم کو ہماری بڑی ضرورت کی چیز عین وقت پر فرمائی۔ ہم آپ کے بڑے مشکوکیا اور اس کے لئے کہ بہت خوشی خوشی گھر جائیں تو حلوہ ہوا کہ قدر کا آپ نے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دے رہا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ چیز حاصل ہو رہی ہے آپ اس پر خوش نہ ہوں اور اس کو قدر سے نہیں اور اس کو حاصل کرنے کی فکر نہ کریں تو یہ اس کی نافرمانی ہے اور اس کی ناشکری، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم شکر کیا کرو گے تو ہم اور زیادہ دیں گے۔ اور وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابَ اللَّهِ لَآتٍ لَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابَ اللَّهِ لَآتٍ لَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابَ اللَّهِ لَآتٍ لَّكُمْ۔

تو میں اس پر رکتا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جو باتیں کہی گئی ہیں اس سے کچھ کو بھی فائدہ ہو، اور آپ کو بھی فائدہ ہو، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اسلام کو اور اس کے مسلمان ہونے کو باقی رکھے اور اس ملک میں مسلمانوں کے حقوق محفوظ رہیں، اور اللہ تعالیٰ جو اسلام دشمن طاقتیں ہیں ان کو کھٹے کو شمشول کو ناکام کرے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

### ناشر حضرات توجہ دیں

جو ناشر حضرات اشاعتی ادارے یا ادیب شاعر اپنی کتابیں تبصرہ کے لئے بھیجیں وہ ان کے لئے ہمیں دعا کرتے ہیں کہ وہ اس کا ضرور خیال رکھا کریں۔

(۱) کتاب زیادہ سے زیادہ ایک سال کے عرصہ کے دوران شائع ہوتی ہو زیادہ پرانی کتابوں پر تبصرہ ممکن نہیں ہے۔

(۲) چند صفحات پر مشتمل پمفلٹ قسم کی کتابیں بھی لکھونی فائدہ نہیں ہے، دبی مصروف نگاہ کے پاس وقت ہے اور نہ ہی تحریر حیات کے صفحات میں اس کی گنجائش ہے۔

نکلیں گے، جو میں نے آپ سے کہا، دین بول محض آسمان سے ٹپک نہیں پڑے گا، اللہ تعالیٰ کی سنت یہ نہیں ہے کہ دین آسمان سے ٹپک پڑے اس نے اپنے رسول کسذریعہ دین کو بھیجا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ اس کو آپ بھیلائیں، اور ایک جانتے والا دیکھتا ہے جانتے والے کو پہنچائے، اگر جانتے والا نہ جانتے والے کو نہیں پہنچائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ اگر آپ کے بیٹے کو نہیں بتا جائے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے، اور اللہ تعالیٰ کی کیا عظمت ہے اور کیا اس کی وحدانیت ہے تو کچھ نہیں جانتے گا، چاہے آپ کو کچھ ہو یا خوشی ہو، کچھ نہیں جانتے گا، بتائے نہ جانے گا، کون بتائے گا؟ اگر یہ مکتب نہ ہوئے، اور یہ مدرسہ نہ ہوئے، اور یہ تعلیم کا سلسلہ نہ ہوا، چاہے صرف ابتدائی تعلیم ہو لیکن اس کا انتظام ہونا چاہئے، اگر ابتدائی تعلیم کے مکاتب قائم کر لیتے ہیں تو بہت بڑا فرض انجام پا جائے گا، بچے کے دل میں اسلام کی اور دین کی محبت پیدا ہو جائے گی، وہ اللہ اور رسول کے نام سے واقف ہو جائے گا، وہ ضروری عقائد کو جان جائے گا، وہ ضروری اخلاقی جو مسلمان کے اخلاقی ہیں وہ تو اسے معلوم ہو جائیں گے، یہ بہت بڑی حیرت ہے بہت بڑی کامیابی ہے، لیکن یہ اسی وقت ہوگا جب مکاتب قائم کئے جائیں گے، جہاں جا کر بچے سیکھ سکیں اور پڑھ سکیں، درمیان میں سنائے بغیر ان کے پاس نہیں ہوگا۔

تو بھائیو! اس کی فکر کیجئے، اور قدر کیجئے اس مدرسہ کی اور جو مدرسے بھی قائم ہیں وہ بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں، کس کی؟ آپ کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی نئی نسلوں کے لئے یہ نظام کر رہے ہیں، آپ ان کا ہاتھ بٹائے اور خوش ہوئے، اور بڑی قیمتی چیز سمجھئے، اگر آپ فکر کریں گے تو قدر بہانہ تعالیٰ دیتا ہے۔ ذیقن شکر لکھو لکھو ذیقن شکر لکھو، فرمایا اگر تم شکر کرو گے تو ہم تم کو اور زیادہ دیں گے

مدد کیجئے، اور ان لوگوں کا ہاتھ بٹائے جو اس بخشش کو سمجھتے ہیں، اس لئے کہ وہ آپ کی خاطر یہ مشن کر رہے ہیں، آپ کے اخلاص میں آپ کی میں اور اس احساس میں یہ کوشش کر رہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے، اور ہم کو فاسد کرنا چاہئے، اپنا جائیداد لینا چاہئے کہ یہ اس میں کتنا ہے، اگر نہیں ہے تو کون نہیں ہے۔ میں وہ وقت لینا نہیں چاہتا، آپ نے بہت فیضان فرمایا، اس سے آپ فائدہ اٹھائیں، اور میں غامضی ح کو مزید بیدار کرنے کے لئے جہد الفاظ کیجئے کہ مدرسہ کی قدر کیجئے، اور جتنے زیادہ مدرسے ہو سکیں، میرے نزدیک تو ہر محل میں ایک نہ مکتب، ایک ناک ابتدائی مدرسہ ہونا چاہئے۔ فی ضرورتی نہ کہ آپ بہت بڑا جامعہ قائم کریں تو بہت مہم جوئے مولانا محسن الدواعب ظہاد اور مولانا ابوالبرکات صاحب میسے لوگ قائم رہتے ہیں، لیکن آپ ابتدائی مدارس قائم کر سکتے، مکاتب قائم کر سکتے ہیں، ہر محل میں ایسے مکتب نہ چاہئیں، ہر محل میں جوئے چھوٹے مدرسے ہونے ہئیں، جن میں بچوں کی تعلیم ہو سکے، بچوں کو دین عطا ہو سکے، باقی رہی دنیا تو وہ آپ سیکھ ہی لیں۔ راستہ اس کے بہت کھلے ہوئے ہیں، اس کے بہت وسائل اور امکانات ملتے جاتے ہیں، لیکن مدارس بہت کم ہیں، اگر آپ نے فکر نہیں کی تو دین علم بچوں کو نہیں ہو سکے گا، اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے واقف ہوں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نام سے واقف ہوں گے۔ ان کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے گا۔

خدا خواستہ ہے نہ دنیا علم حاصل نہ کیا تو۔ میں گے کہ ہاں ہمارے فلاں عزیز کا نام محمد ہے، ماسے زیادہ نہیں جائیں گے، ان کو بتانا پڑے گا، آپ نہیں جانتے تو خدا خواستہ اسی طرح کے نتائج

# آنسوؤں سے بادشاہ کے کئی رُومال تر ہو گئے

مولانا اسماعیل شہید اکبر شاہ ثانی کے دربار میں

مولانا عبد الرؤف رحمانی جند انگری

تعمیم ہی نہیں کی تو بادشاہ نے ان کو الٹا موڑے کر  
رضعت کیا اور کہا کہ ہم مولانا اسماعیل شہید  
کو بلا کر ان سے دریافت کریں گے اور ہر کارہ  
مولانا اسماعیل شہید کی خدمت میں بھیج دیا۔

مولانا اسماعیل شہید کے پاس ہر کار پہنچا  
تو انھوں نے خط کے جواب میں لکھا میں وقت  
مقررہ پر حاضر ہو جاؤں گا، اور سلام سنوں  
کہ آپ کے پاس بیٹھ جاؤں گا میں جسک جھک  
کرات مزید فریضی سلام کہ ابھی اختیار کروں گا  
جو آپ کے سامنے علماء و حاضرین دربار کیا کرتے ہیں  
مشورہ کے لیے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس  
اُسے انھوں نے فرمایا ہم کو جانے سے انکار کرنا  
چاہیے، ہم لوگ کسی تقریب کے موقع پر بلائے  
جاتے ہیں، ہاتھ کے ہاتھ نہیں بلائے جاتے، تو  
مولانا نے کہا میں نے تو جانے کا فیصلہ کر لیا ہے، تو  
شاہ عبدالعزیز نے فرمایا کہ جب تم نے فیصلہ کر  
لیا ہے تو جاؤ لیکن انگریز ایریڈنٹ کو خبر دو،  
تاکہ بادشاہ کوئی غلط قدم تمھارے معاملے میں نہ  
اٹھائے، فرمایا میں انگریز ریڈیڈنٹ کے پاس  
نہیں جاؤں گا، میرا تو کل صوفی اللہ پر ہے  
اور شاہ عبدالعزیز کو یہ آیت کہیر مثنائی:

قل ینصبر اللہ ولا یتکبر  
وہی اللہ، فلیتوکل المؤمنون۔

ترجمہ: یعنی میں کوئی ضرر نہیں پہنچے گا مگر یہ کہ قدرت الہی  
میں کھڑے سے نکھا ہو وہ جلا آگاہ دلیل الہان اسی پر کھڑے

شبابی مغلیہ کے عہد زوال کے ایک بادشاہ  
اکبر شاہ ثانی گذرے ہیں۔ ان کی بادشاہت کے  
دور میں جب کہ انگریزوں کا دہلی اور دہلی کے  
نواح و اطراف میں قبضہ ہو چکا تھا۔ لال قلعہ  
اور جامع مسجد دیرہ بھڑاں کا تسلط نہیں تھا اسی  
دوران ایک دن مولانا اسماعیل شہید جامع مسجد  
کے حوض پر بیٹھے ہوئے اصحاب ارادت و عقیدت  
کو وعظ و نصیحت فرما رہے تھے۔ سمجھو میں دیرہ میں  
مجاہدوں نے جامع مسجد کے ایک محراب سے  
تبرکات کے نام سے کچھ جیسوس نکالیں تو خیر  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوئے  
مبارک اور طہین شریف تھیں اس کو مجاہدوں  
نے ہاتھ میں لیا اور باہر نکلتے ہی حاضرین میں  
جن میں لوگوں نے دیکھا سلام کیا، ادب و احترام  
سے سرزد کھڑے ہو گئے۔ لیکن جب مولانا اسماعیل  
شہید کے پاس سے گذرے تو انھوں نے کھڑے  
ہو کر احترام کیا اور زبان کے اصحاب مجلس تکرم کی  
جب یہ مجاہد حضرت تبرکات کے کمال تلامذہ تک  
پہنچے تو اکبر شاہ ثانی کے ملاحظہ میں ان تبرکات کو  
پیش کرتے ہوئے رونے لگے، دوبارہ انصار بہر  
کہنے لگے، ان تبرکات کی تو ہمیں ہو گئی، واقعہ کے  
طور پر کہا کہ ان تبرکات کو لے کر ہم لوگ جامع  
مسجد سے نکلے تو ہر ایک نے تعظیم کی  
لیکن مولانا اسماعیل شہید اور ان کے حلقہ کے لوگ  
جامع مسجد میں بیٹھے رہے اور ان تبرکات کی کوئی

کرتے ہیں۔

چنانچہ آپ لال قلعہ میں تشریف لے گئے  
اور اکبر شاہ ثانی لال قلعہ سے اٹھ کر شاہی محل میں  
چلا گیا، پھر مولانا اسماعیل شہید شاہی محل میں  
پہنچ گئے۔ اکبر شاہ ثانی جہاں بیٹھے تھے وہیں آپ  
بھی اسلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے۔ بادشاہ نے کہا:  
آپ حضرات کی زیارت و ملاقات کا شرف  
بہت کم مل پاتا ہے۔ آج آپ کی تشریف آوری سے  
ہمیں بڑی سعادت حاصل ہوئی، ہم چاہتے ہیں  
کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر آپ  
ہمیں کچھ سنائیے۔ آپ نے وعظ فرمایا مشورہ کیا  
اور سیرت پاک کے ان واقعات کو بیان کیا  
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دعوت و تبلیغ  
کے موقع پر ابوجہل و دیرہ سے تکلیف پہنچی تھی  
اور جو تکلیف طائف کی تبلیغ کے موقع پر  
وہاں کے مشریر بادشاہوں نے حضور کو پہنچی  
اور بلاؤ ریت اور کھسک کر بوجھا دیا تھا۔ اور  
تہ لہذا زدن نے تبروں کی بارش کر کے آپ کے  
بدن کو زخمی کر دیا تھا۔ آپ کے جسم پر خون بہہ کر  
ایڑیوں میں پھونچا جو جوتے سے چپک گیا تھا۔  
زید بن حارثہ نے آپ کو پچانے کی بہت کوشش  
کی لیکن آپ بھی زخمی ہوئے، جب وہاں سے  
ایڑیوں ہونے لگے تو ایک حوض کے کنارے زخموں کو  
دھونے کے لیے زید نے پاؤں سے آپ کے جوتے  
کو نکالنا چاہا، تو ہاتھ سے نکل دسکا زید بن حارثہ  
نے اپنے دانت سے جوتے کو کھینچا، زید کا ایک  
دانت بھی ٹوٹ گیا، پھر جوتا پاؤں سے الگ ہوا۔  
اسی دوران آپ کو لگا ہوا کہ کوئی فرشتہ کہہ  
رہا ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو طائف والوں  
کو انھیں دونوں پہاڑوں کے درمیان بیس کر  
رکھ دیا جائے تو اس مظلومیت کے وقت بھی  
آپ نے یہ دعا فرمائی کہ الہ الیاذکر میرا



#.....۱۹۹۴ء.....#



# صفر المنظر حدیث نبوی کے آئینے میں

محمد شاہزادہ ندوی (بابہ بگلوکی)

مَا تَلِيَهُ اَمَلُوْا اَجَدَةً مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا  
مَا حَرَّمَ اللّٰهُ سَرَّ يَنْ كَسَبْتُمْ سَوْءًا عَاجِلًا  
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ (سورہ توبہ ۳۷)  
ترجمہ :- ان کے کسی چیز کو ہٹا کر اگر کچھ کر دینا  
کفر میں اضافہ نہ کرتا ہے اسے کافر گناہ ہی میں بڑھاتے ہیں  
ایک سال تو اس کو حلال سمجھ لینے ہیں اور دوسرا سال حرام  
تاکہ ادب کے مہینوں کی بوندانے مقرر کئے ہیں جسکی نیکی  
کریں اور جو خدا نے منع کیا ہے اس کو جائز نہ کریں۔ ان  
کے بڑے اعمال بچھ دکھائی دیتے ہیں اور خدا کا مہینوں  
کو ہایت نہیں دیکھتا۔

نقد نشی: نسبی کہتے ہیں کسی چیز کے گھٹانے  
اور بڑھانے کو۔

واقعہ یہ ہے کہ کفار اور شرکین مامطور  
برحرم کے مہینے میں حرم و عفت کے پیش نظر  
جنگ نہیں لڑا کرتے تھے اور اگر پہلے سے جنگ  
جاری ہوئی تو بند کر دیا کرتے تھے لیکن کبھی کبھی  
شدت پسندی اور جہالت کے سبب ماہ صفر کو  
قمر کے مہینے پر مقدم کر کے حرم کو منحور کر دیتے  
اور کہتے کہ اسال صفر کا مہینہ مقدم ہے گا پھر  
اس کے بعد کفار و مشرکین خون آشام کا رونا دھونا  
جاری کر دیتے تھے اور یہ معاملہ خاص طور پر حرم  
اور صفر کے ساتھ کیا کرتے تھے جس کو قرآن کریم نے  
آیت بالا کے ذریعہ مل نظر قرار دیا ہے۔ مذہب  
اسلام نے اس برہنہ کے ساتھ نفی کی ہے۔ اور  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر واضح انداز  
میں تنبیہ فرمائی ہے۔

”نہایہ“ میں مذکور ہے کہ بعض لوگوں کے  
نزدیک صفر سے مراد لیسویں ہے، یعنی ماہ محرم  
کے ایام کو بڑھا کر صفر کا مہینہ اس میں شامل کر لیا  
اور ماہ صفر کو ماہ محرم ٹھہر کر اسے ایک منہز مہینہ  
بنالیا۔

یقیناً مہینوں کے ساتھ یہ ایک بطلان فانی

مہینوں پر رمضان المبارک کو بزرگی حاصل ہے  
اور اسی طرح دیگر مہینوں کے مقابل میں جب کہ  
ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم الحرام کو حرمت  
و عفت حاصل ہے لیکن حرمت و عفت اور  
فضیلت اور بزرگی حاصل ہونے سے یہ ہرگز نہیں  
سمجھا جاسکتا ہے کہ دو سہ ایام یا چھ مہینوں،  
نامقبول اور غیر مسعود ہیں اور نہ ہی کسی دن یا  
کسی مہینے میں نازیبا واقعات، اور عادات  
کے برپا ہونے سے اس میں خیر و فلاح ختم ہوتا ہے۔  
دور جاہلیت میں ماہ صفر کو نالای اور نالوٹا  
کا پیشامد کہا جاتا تھا، لیکن اسلام نے صفر کے ساتھ  
منظر کی صفت لگا کر یہ بتا دیا کہ یہ مہینہ ظہر و صحت  
اور کامیابی و کامرانی کا مہینہ ہے نہ کہ بدشگونے  
و بدخالی کا باعث ہے۔

بخاری و شریف میں ملتا ہے کہ ماہ صفر میں  
بیماری، بدشگونی، شیطانی گرفت اور غصہ و  
افراط کوئی چیز نہیں ہیں۔

مسلم شریف میں ایک روایت ہے کہ بیماری  
شیطانی گرفت، مستعدی گرفت اور غصہ و  
کاہ و صفر سے کوئی تعلق نہیں اور مسلم شریف ہی  
کی دوسری حدیث میں ہے کہ بھوت، پریت  
کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں نسبی کا عقیدہ بھی بپا  
جاتا تھا جس پر قرآن کریم نے اس طرح سخت  
عزمت فرمائی ہے۔

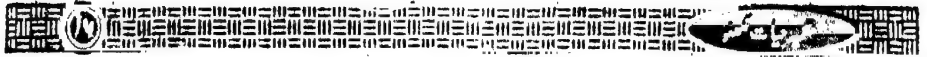
اِنَّ الشَّيْطٰنَ زِيَادًا فِي الْكُفْرِ يَحُلُّ يٰۤاَيُّهَا  
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَحْذَرُوْهُ عَالِمًا اَوْ يَحْتَرِيْهُ مَوْنَةً

صفر کا مہینہ اسلامی کلینڈر کے لحاظ سے دوسرا  
مہینہ ہے جس کو اسلام نے منظر یعنی کامیابی اور مبارک  
مہینے سے موسوم کیا ہے اس مہینہ کی اہمیت کا اندازہ  
اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حدیث شریف  
میں مخصوص انداز میں صفر کا تذکرہ آیا ہے جس کے  
ذریعہ ایک غلط اور سو بدھم عقیدہ کا ازالہ کیا گیا  
اور ماہ صفر سے متعلق بڑے تصورات اور عقائد کی  
نفی کر کے ایک صحیح عقیدہ کی تعلیم دی گئی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ دور جاہلیت میں کبھی اس ماہ  
صفر میں فتنوں، وباؤں، امراض، مصائب اور حادثات  
کا وقوع ہوا تھا، جس کو لوگ غصہ سے تعبیر کرنے  
لگے اور عقیدہ یہ بنا لیا کہ صفر کا مہینہ غصہ اور  
رجح و رجحان کا مہینہ ہے جو اسلامی تعلیم کے خلاف ایک  
غلط اور فریبی عقیدہ ہے۔

در حقیقت پروردگار عالم نے زمین و آسمان  
عرش و کرسی، لوح و قلم، جنت و جہنم چاند و سورج،  
ستارے و ندی نالے، پہاڑ و سمندر و مٹی کو دنیا کی  
تمام مخلوق کو اپنی مشیت اور مصلحت سے پیدا فرمایا  
ہے اور اسی کی حکمت و کرم سے سازی ان چیزوں میں  
کار فرمایا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رات و دن اپنے  
اور اپنے اور سال و زمانے کو بھی پیدا فرمایا ہے اور  
ان کی خصوصیات بھی بیان فرمائی ہیں۔

جہاں تک مہینوں کا تعلق ہے تو اس میں کچھ ایسے  
ہیے بھی ہیں جن کو دوسرے مہینوں پر فضیلت حاصل  
ہے اسی طرح بعض دنوں کو دوسرے دنوں پر بھی  
فضیلت حاصل ہے۔ مثلاً جمعہ دن کو تمام دنوں  
پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح سال کے تمام



اور ظلم ہے جسے اسلام نے باطل قرار دیا ہے۔ امام  
منازی محمد بن اسماعیل نے فرمایا کہ: نکاح نہ  
سب سے پہلے یہ دم جاری کی۔ اس کے بعد اس کی نسل  
میں نہیں جو تاپھلا آیا اور اس کی نسل سے وابستہ افراد  
جداہ بن حنف کی نسل کا معمول تھا کہ ہر سال یاام حج  
میں اطمین کیا کرتا کہ اس سال حرم اشہد حج میں داخل  
رہے گا یا صفر۔

علامہ ابن قیمینہ بھی "نہایہ" میں لکھا ہے  
"قيل أن أبا بيه النشيط وهو ناخب المصطفى  
الاصغر، جس کا مطلب ہے عمر کو صفر کی عمر  
کرنا۔ مذہب اسلام نے اس نواور باطل عمل کی  
کھل کر تردید کی ہے۔

اسی طرح صفر کے متعلق ایک یہ بھی عقیدہ  
پایا جاتا تھا کہ وہ ایک قسم کا سانپ ہے جو انسان  
کے معدہ میں پرویش پاتا ہے اور جو تک  
کے وقت جو تکلیف محسوس ہوتی ہے اس کی اصل وجہ  
وہی سانپ ہے جو انسان کو ڈستار رہتا ہے اور  
صفر کی آمد سے انسان کبرا اختیار ہے۔ اس کے تعلقات  
میں ایک پہلو اور کھلی ہوئی جاتی ہے۔ یہ عقیدہ بھی  
شریعت اسلامی کے خلاف اور تعلیمات نبوی کے  
مناہی ہے۔ اسی لیے مذکورہ بالا غلط عقیدوں کی  
نفی وضاحت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ایک لفظ "اصغر" سے فرمادی ہے جو کائنات  
اور مذہب اسلام دونوں پر سے ملامت اور توہمات  
و غرافات سے پاک ایک صالح معاشرے کے  
تکلیف دینا تھا کہ مسلمان شریعت الہی اور  
تعلیمات نبوی کی روشنی میں صحیح اور صالح زندگی گزارا  
شرک و بدعت، کفر و فساد ہے ہمارے  
نوجوان اور جمہور جماعت سے گئے کہیں۔  
ارشاد نبوی ہے: لَا تَذْذُو وَلَا تَلْبِيزُ  
وَأَخْلَسَتْ وَلَا مَصْفَرٌ۔ جس کا مطلب یہ ہے  
کہ کوئی مرض متعدی نہیں چلتا ہے بلکہ ہر طرح

پہلے اللہ تعالیٰ کسی کو مرض بناتا ہے اسی طرح  
دوسرے کو بھی اپنے تصرف اور فیصلے میں  
کردیتا ہے۔ یہی مطلب آپس میں نشست و  
برخواست سے کوئی مرض کسی کو نہیں لگ جاتا  
ہے۔ یہ سب وہم و خیال ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے  
کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیماری  
نحوست اور شیطان و فہو کا کوئی اثر نہیں ہوتا  
یہ سن کر ایک اطرا نے کہا: ریت کے میدان کا  
وہ اونٹ جو بہن کی طرح تیز ہے یہ خارش  
اونٹ دوسرا اونٹوں میں گھس کر ان میں  
خارش پیدا کر دیتا ہے یہ کیا چیز ہے؟ تو  
حضرت ارشاد فرمایا: یہ بتاؤ کہ پہلے وہ اونٹ  
کو خارش کیسے ہوئی؟ (بخاری، مسلم، ابوداؤد،

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ  
مشگون، تکلیف افزا اور جھوٹ کسی پتھر لڑکھ  
نہیں ہوتے نیز کوئی چیز کبھی شافہ دن کا نہیں  
ہوتا۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری کے  
قبول کرنے سے مہربان نہ ہو تو جنت کی خوشبو  
اسے میسر نہ ہوگی۔ (مجموع کبیر از طبرانی)

اور نہ جانور و نہ دے گئے انہ انانے  
سے بدشگونی لینے کی کوئی حقیقت ہے جیسا کہ بہت  
سے لوگوں میں مشہور ہے کہ داہنی طرف سے  
پرندہ اڑے تو اس کو اچھا سمجھتے ہیں اور بائیں  
طرف سے اڑے تو منہوس سمجھتے ہیں جو بالکل  
بے اصل اور خام خیال ہے اور نہ اُن کی نحوست  
کی کوئی حقیقت ہے۔ جس کو عام طور پر لوگ  
نحوست سے تعبیر کرتے ہیں اور نہ ابو صفر میں کوئی  
نحوست ہے جیسا کہ لوگ صفر کے ہینے کو  
منہوس تصور کرتے ہیں جس کے بارے میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعی نفی فرمائی۔  
اور میں کو نواور غرافات سے تعبیر کیا ہے

قال محمد بن راشد يَنْشَقُّهُ مَنْ مَنَعَهُ  
صَفَرٌ۔ فَقَالَ اللَّيْثِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا صَفَرٌ (ابو داؤد)

معلوم ہوا کہ صفر کے ہینے سے بدشگونی  
لینے سے تعبیر کرنا سراسر غلط اور بے اصل ہے  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید نہیں مرتبہ  
ارشاد فرمایا: أَلَيْسَ بِشَيْءٍ۔ بدشگونی اور  
بدشگونی شرک ہے اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا: إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ بلاشبہ  
شرک ظلم عظیم ہے۔

اور فرمایا: إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ  
بِهِ، وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ  
وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ مَلَاكًا  
بَعِيدًا۔ (نساء - ۱۱۶)

ترجمہ:-

خدا تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی  
اس کا شرک بنایا جائے اور اس کے سوا  
(اور گناہ) جس کو چاہے بخش دے گا۔ اور جس نے  
خدا تعالیٰ کے ساتھ شرک بنایا وہ راستے  
دور جا پڑا۔

معلوم ہوا کہ شرک کی معافی ہرگز نہیں  
ہوگی اور جو دین اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا  
طریقہ اختیار کرے گا۔ اور اس کا اسلام سے  
کوئی متعلق نہیں ہو تو یہ بھی شرک ہے اگرچہ  
بلوچے میں شرک نہ کرے۔

ارشاد اور باری ہے۔

وَمَنْ يَشْرِكْ بِهِ فَلَا يَصْلَحُ لَهُ شَيْءٌ  
فَكَانَ يُقْبَلُ يَوْمَئِذٍ مِمَّنْ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِ  
وَمَنْ يَشْرِكْ بِهِ فَلَا يَصْلَحُ لَهُ شَيْءٌ (آل عمران - ۸۵)

ترجمہ:- اور جو شخص اسلام کے علاوہ  
کسی اور دین کا طالب ہو گا وہ اس سے  
ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا

شخص احسنرت میں نقصان اٹھانے والو  
میں ہوگا۔

جن کو گھبراہٹ اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں۔  
بلاشبہ اللہ پاک دنیا کی ہر چیز پر مکمل

قدرت رکھتا ہے۔ اس کی قدرت اور کرم شریعتی  
و حکمت و مصلحت میں کسی بھی مخلوق کو کوئی دخل  
نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

**صفر کا آخری چار شنبہ (بدھ)**

بعض لوگ صفر کے آخری چار شنبہ (بدھ)  
کو خوشی کے طور پر مناتے ہیں بعض اسکولوں اور  
مدرسوں میں تعطیل بھی رکھ جاتی ہے اور کہتے ہیں  
ہضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر کے آخری چار شنبہ کو  
مرض سے شفا پائی اور مسل فرما کر سیر و تفریح فرمائی  
تہی کو یہ رسم بالکل بے اصل اور بے دلیل ہے۔ اس  
دن خوشی منانا جائز نہیں جس التوازی میں مذکور ہے  
کہ ۲۶ صفر سلسلہ کو یوم دوشنبہ کوئی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے رویوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔ اور  
۲۷ صفر کو اسامہ بن زید کو امیر مقرر کرنا جائز ہے۔

۲۸ صفر چار شنبہ کو اگرچہ آپ بیمار ہو چکے تھے  
لیکن اپنے ہاتھ سے نشان تیار کر کے اسامہ کو دیا۔  
ابھی کوئٹہ کی قربت بھی نہ آئی تھی کہ آخر روز چار شنبہ  
اور اول شب پنجشنبہ میں آپ کی علالت خفناک  
ہو گئی اور ایک تھلکہ بٹ گیا۔ اسی دن عشاء کے وقت  
آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز  
پڑھانے پر مقرر فرمایا۔

لہذا اسلامی لکھنے پر یہ دن خوشی کا تو بالکل  
ہے ہی نہیں اور اس دن تہوار اور خوشیاں منانا،  
مارس میں تعطیل رکھنا وغیرہ سب امور خلاف شرع  
اور ناجائز ہیں۔ ان سے اجتناب اور بدہیز کرنا  
لازمی ہے۔ (تعلیل ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ رحمہ اللہ ص ۱۸۷)  
علامہ ملام یہ ہے کہ ایک مرد مسلم کی شان  
یہ ہو کہ اسی کا عقیدہ قرآن و حدیث اور اسلامی  
مشروعیت کے مطابق ہو موجود ہی رسم و رواج

اور فرمایا:  
اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران: ۱۱)  
بیگ دن تو خدا تعالیٰ کے نزدیک میں اسلام  
ہی (پسندیدہ) ہے۔

بہر کیف ترکان و محدث کی تعریحات کے  
بعد یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ تمام چیزوں کا  
روح مؤثر حقیقی اللہ رب العزت کی جانب ہی کرنا چاہیے  
اسلام کو ان روشن تعلیمات کے باوجود مسلمان  
بالخصوص مسلم خاتون میں جاہلیت کی بہت سی شہرت  
رسمیں اب بھی پائی جاتی ہیں انھیں رسموں میں سے  
صفر الغفر میں کوئی تہنیتی کی ایک اور ہی رسم کی ضرورت  
میں تو کم لیکن عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہے، یعنی  
صفر کے شروع کے تیرہ دن انتہائی منہوس خیال کیے  
جاتے ہیں جن میں شادی بیاہ کی تفریح میں بلک روک  
دی جاتی ہیں، کوئی نیا کام شروع کرنے سے  
اجتناب کیا جاتا ہے۔

ان آیات میں بیکوئی پیدا کش کو بھی بُری نظر  
سے دیکھا جاتا ہے، اور اگر خدا بخواید کوئی غیر  
مناسب واقعہ پیش آ جاتا ہے تو اس کو زور و جہان  
سے جوڑ کر اس کو خوشی سے تعبیر کیا جاتا ہے جو سراسر  
جاہلی اور دہی تصور ہے بلاشبہ سعودی عرب کا تصور  
قطعا اسلامی نہیں ہے، مسلمانوں کو ایسے تصور  
اور دہی تعلیمات سے گریز کرنا چاہیے کہ جو کچھ  
بھی ہو رہا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا  
ہے بغیر اس کے حکم و مشائے کوئی چیز کسی کو نفع  
و ضرر نہیں پہونچا سکتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
فَلَنْ أَفْبِكُ وَتُؤْمِنُ بِاللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ  
لَكُمْ شَيْئًا وَتُؤْمِنُ بِاللّٰهِ (آئہ: ۶۱)  
کہو کہ تم خدا کے سوا ایسی چیز کی کہیں پرستش نہ کرتے

اور غلط تصویرت سے اس کا باطن پاک ہوا در اس  
کا ظاہر طاعت ربانی پر مشابہ ہو۔

خداوند قدوس تمام مسلمان مردوں اور عورتوں  
کو ہر قسم کے باطل خیالات اور دہی تصویرت سے  
نکال کر اعمال صالحہ اختیار کرنے کی توفیق دے۔ (آئین)  
وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ  
وَالَّذِيْ بِيَدِ يَدِیْ

### (تقریر) سیرت سید احمد شہید

کرنے کے لئے انتظامات کئے، پنجاب پہونچنے پر سکون  
مرد و عورت آپسے ملا کر ان کی تعریف میں چار بیت  
کہتے ہوئے اور تہلیل بجاتے ہوئے آئے اور انعام  
کے خواستگار ہوئے سید صاحب نے سب کو خوش کیا  
جمعہ میں سید صاحب نے جہاد نماز و عطا کیا  
جس کا آخری ٹکڑا یہ تھا کہ جس طرح اللہ کو غلظ اور  
اقبال دینے پر نہیں لگتی اسی طرح چھپنے میں بھی دیر  
نہیں لگتی۔ لوگوں کو دھکا سا کہ سید صاحب نے  
یہ کیا فرمایا۔ پھر حضرت نے مولوی رمضان صاحب کو  
قاضی القضاۃ کا عہدہ دیا۔

مولوی خیر الدین صاحب کو سوات کے سرحدی  
علاقہ میں احکام شرعی کے اجرا کے لئے مامور کیا۔  
انھوں نے زراعت کا خطر طلب کیا۔ بکریوں پر نذ کوۃ  
مقرر کی۔ بڑیوں کو گھر پر بٹھانے رکھنے اور بغیر لکے  
والوں سے سوچے وصول کئے شادی نہ کرنے سے  
منع کیا۔ (جاری)

### تعمیر حیات

ایک نئے فسولت کے عالم  
حالات سے باخبر رکھنے کیلئے  
تعمیر حیات کے مطالعہ کا تہیہ  
دیکھئے

نے دیکھا تو وہ بھی قربانی کرنے لگے۔ اور ایک سرے  
کا ملن کرنے لگے۔

انہوں نے اس مسئلہ کے حل کے لیے  
ایسی حکمت اور دانائی سے کام لیا جس سے ہر حد  
حکمت اور دانائی نہیں ہو سکتی ہے جو موقع و مل  
کے عین مناسب اور مناسب کرام کے جذبہ اطاعت  
اور تسلیم کر دینے سے واقفیت کی دلیل ہے  
جناح پر یہ تدبیر کا دگر ثابت ہوئی۔

### محکومت بحیثیت داعی

”کل من مصیبة بعدت جلی“ تیسرے  
ہوتے ہوئے سب مصیبتیں بڑھ رہی ہیں، بقول شاعر  
”یو بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی نہ  
اعنے شبہ و تیرے تیرے ہوتے ہوئے کیا پیار ہیں ہم“  
مسلمان مدینہ کو لے راستہ میں ان کا گذر ہو گیا  
کی ایک عورت کے پاس سے ہو ا جس کے شوہر بھائی اور  
والد رسول کے ہمراہ جہاد کے لیے نکلے تھے اور سب  
سب راہ حق میں کام آچکے تھے جب ان کی شہادت  
کی خبر اس کو دی گئی تو اس نے اس کو نظر انداز کرتے  
ہوئے پوچھا کہ آتا کیا حال ہے، صحابہ نے جواب  
دیا اے ام نضال ہم بخیر و عافیت ہیں اللہ محمد اللہ  
تھار کی چاہمت کے مطابق ہیں اس نے کہا مجھے  
دکھا بیٹے تاکہ میں ان کا دیدار کر لوں۔ پھر آپ کی  
طرف اشارہ کیا گیا جب اس نے دیکھا تو ایسے اختیار  
پکارا ”کل من مصیبة بعدت جلی“  
آپ کے دیدار پر انوار کے بعد کوئی مصیبت مصیبت  
نہیں۔“

اس لیے کہ ان کو پاکیزہ محبت کے جذبہ اور  
حقیقی الفت کا دامن غصہ ملنا تھا جب یہ دل کسے  
گہرائیوں میں اتر جاتی ہے اور گوشت پوست  
کا حصہ بن جاتی ہے تو کسی کو مونا اور خاک کو کسیر  
بنا دیتا ہے۔ یہی وہ محبت خالص اور جذبہ صاف

# مسلم خواہین کا نارہنی کردار

قسط ۲

ترجمہ: محمد طارق اقبال متعلم ندوۃ العلماء

مرکز: مولانا عبد اللہ حسنی ندوی

## دعائی آپ کو ہرگز قبول نہ کرے گا:

حضور اکرم کی پہلی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ  
تعلیٰ و داخل اور حاملہ فہمی میں اپنے زمانہ کی دشمنی  
تین میں سے تین اس کے ساتھ ساتھ اخلاق و  
دار اور تہذیب و ثقافت کے نتائج اور اثرات  
ہو جاتی واقف تھیں وہ آپ کی فکر مندوں میں  
شریک ہو گئیں اور آپ کو جو امت کا غم تھا  
ہانت لیا۔ راہ نبوت اور کار نبوت کی رکاوٹیں  
دور کرنے لگیں۔ اچانک وحی کے نزول اور حضرت  
بریل کی آمد سے آپ پر ایک خاص کیفیت طاری  
ہوئی کہ آپ کی زبان مبارک پر یہ بات آئی  
مجھے اپنے بارے میں خوف محسوس ہو رہا ہے حضرت  
مدبر نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ہرگز نہیں!  
لڑتائی آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا کیوں کہ  
آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور بوجھوں کو اٹھاتے ہیں  
ورے سہارا لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور جہان  
نوازی کرتے ہیں۔ آگاہی مصیبتوں اور آسمانی  
حوادث میں لوگوں کے کام آتے ہیں اور ان کی  
اعانت کرتے ہیں۔

اس کا ایک ایک جملہ اپنے اندر سمجھ کر  
گہرائی رکھتا ہے اور بے پناہ وسعت کا حال  
جس میں ان کا علم و اخلاق اور علم النفس میں  
کامل جہادت اور وقت فکر کا ثبوت ملتا ہے۔  
یہ کہہ کر انہوں نے آپ کی تسلی کا سامان کیا

اور آپ کے ذکر کو دور کیا۔ اس طرح آپ نارخ  
نارخ البالی کے ساتھ سکون و اطمینان کے ساتھ  
دعوت الی اللہ کی ذمہ داریوں کو ادا کرتے میں لگ  
لگے۔

## آپ نے قربانی کیجئے اور کسی کلام نہ فرمائیے

حضور اکرم کی دوسری زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ  
وہ صلہ حدیبیہ کے سفر میں آپ کی رفیق سفر تھیں  
اور ملا کا وہ واقعہ پیش آیا جو مسلمانوں کے حق سے  
نہیں اتر رہا تھا۔ اور ان کے لیے ناقابل برداشت  
ہو رہا تھا اور بخاری کی روایت ہے کہ جب حضور کا ہاتھ  
سے نارخ ہو گئے تو آپ نے صحابہ سے فرمایا: کہ  
تیار ہو جاؤ اور قربانیاں کرو اور مردن کا ملن کرو  
آپ انہی کلمات کو بار بار دہراتے رہے لیکن ان  
میں سے کوئی تیار نہیں ہوا۔ جب ان میں سے کوئی  
شخص تیار نہ ہوا تو آپ ام سلمہ کے پاس تشریف  
لے گئے اور لوگوں کی جانب سے پیش آنے والے لوگوں  
تذکرہ کیا حضرت ام سلمہ نے کہا: اے اللہ کے رسول!  
اگر آپ کی خواہش اور چاہت یہی ہے تو تشریف  
لے جائیے اور کسی سے گفت گو تک نہ کیجئے اور  
اپنے قربانی کے جانوروں کو ذبح کیجئے اور حجام کو  
بلو اگر پانچ سو مبارک ملن کروائیے۔ آپ باہر  
تشریف لائے کسی سے آپ نے گفت گو نہیں کی  
اور آپ نے ویسا ہی کیا کہ اپنی قربانی کے جانوروں  
کو ذبح کیا۔ اور حجام کو بلو اگر ملن کروایا۔ جب لوگوں

جو کمر و کونانا اور طافت و رک جان لڑا دینے والے  
بہادر دل کی صف میں لاکھڑی کرتی ہے اور صورت کو  
غضبناک اور دھڑاتا ہوا شیر بہر کی قوت عطا  
کرتی ہے۔ یہ صحابیہ کمر و خیمیں لیکن ان کا دل جب  
خالص اور پاکیزہ محبت کے جذبات سے سیر نہ تھا  
وہ آزمائش سے دو چار اور بلا میں گرفتار خیمیں  
لیکن دیرانی علی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ساری محبت  
کا فرو کردی اور قلب و دماغ پر غم و اندوہ کے جو  
پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے وہ دور کر دیئے حتیٰ کہ ان کی  
زبان سے وہ عجیب و غریب بات نکلی جو پاکیزہ  
محبت کے لطیف جذبات کی عکاس ہے۔ اس  
سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں حضور اکرم کی کس  
قدر عظمت و وقار تھا اور خدا کا رے و قربانی کے  
عظیم جذبات پر روشنی پڑتی ہے کہ راہ حق میں  
باپ شوہر بیٹا اور بھائی کام آپسے ہیں اور زمان  
پر کل مصیبت بعدد جمل کا کمر ہے  
**یہ اللہ کی طرف بخشش و اکرا ہے**

ابن سعد طبقات کہی میں رقمطراز ہیں کہ ام شریک  
کے شوہر نے اسلام قبول کیا ام شریک کا نام خزیہ  
بنت جابر دو سیدہ ہے، جن کا تعلق قبیلہ ازد سے  
ہے اور ان کے شوہر ابو العسر کہی حضرت  
ابو العسر نے حضرت ابوہریرہؓ کی محبت میں  
تمام لوگوں کے ساتھ ہجرت کی۔

ام شریکؓ فرماتی ہیں کہ ابو العسر کے  
خاندان کے لوگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے  
کہ ابا اللہ ہے کہ تم بھی اسی کے دین پر ہوؤں گے  
جو ابائے میں کیا ہاں ابائے میں نے اسی کے دین  
کو اختیار کر لیا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تمہیں  
فرود بالفرد محبت اور دوناں سزا دیں گے سچو  
ہیں نے کہ مقام ذی القلعة سے منزلی کی جستجو  
میں نکل کھڑے ہوئے مگر ہمارے شوہر صانع نے ہمیں

اس وقت قیام پذیر کئے اور مجھے اپنی سب سے  
بدترین، ناما کہہ اور ایک بہت ہی سست  
رقشار اونٹنی پر سوار کر دیا۔ وہ مجھے روٹی شہد کے  
ساتھ کھلاتے تھے لیکن پانی کا ایک قطرہ بھی پینے  
کو نہ دیتے تھے یہاں تک کہ دل جل جھڑ آیا کہ خوب  
سنت ہو گئی اس کی تمازت میں تیزی آگئی تھی  
میں منت بیاس کا احساس تھا اگر کی شاباب پر  
تھی اس کی صحت و سستی عروج پر تھی اتنے میں  
انھوں نے بڑا ڈال ڈالا، نیچے ٹھک کے اور مجھے  
دھوپ ہی میں جھوڑ دیا یہاں تک کہ میرے  
پوتوں و حواس خواب دے گئے۔ اور قوت سکنت  
و بصارت جاتی رہی، میرے ساتھ مسلسل تین  
دن تک ان کا ہی رویہ رہا اندوہ الہی الہی کرتے  
رہے، تیس دن مجھ سے کہنے لگے کہ اس دین کو  
جھوڑ دو مجھ پر تم ہو لیکن میں کچھ بھی نہ کہہ سکی صرف  
مجھے یہ محسوس ہوا کہ بار بار کچھ کہہ رہے ہیں۔  
میں نے اپنی انھیں آسمان کی نطفہ اٹھا کر وحید کا  
اشہ کیا کہ بسا میں اسی دین پر تمام ہوں۔  
اس حال میں کہ یہ چپا کی گری کی شدت اور ٹھکن  
سے راحاں تھا۔ اچانک میں نے اپنے سینے پر  
پر ڈول کی ٹھنڈک محسوس کی اس کو لے کر میں  
نے ابھی چند قطرے ہی پیچے تھے کہ ڈول اوپر کو  
اٹھ گیا اب میں دیکھنے لگی تھی کیا دیکھتی ہوں کہ  
وہ آسمان اور زمین کے درمیان ملحق ہے میں اس کو  
پلنے پر قادر نہیں ہوں۔ دوبارہ ڈول آیا پھر میں  
نے چند گھونٹ پی لے کہ ڈول اوپر چلا گیا جب تیسری  
دو ڈول آیا میں پا کر سیراب ہو گئی، میرے  
ہوش بحال ہو گئے اور میں پانی سے اپنے سر اور  
چہرے کو دھوئے اور کپڑے کو تر کر کے لگی تھی  
کہ اچانک وہ لوگ نکلے۔ یہ اجڑا دیکھ کر  
پوچھنے لگے۔ اے اللہ کی دشمن یہ تمہارے پاس  
کہاں سے آیا۔ میں نے جواب دیا اللہ کے دشمن وہ

وہ لوگ ہیں جو اس دین کے مخالف ہیں، رہا تمہارا یہ سوال  
کہ یہ کہاں سے آیا تو جان لو کہ اللہ رب العزت کی طرف  
سے مجھے بطور فحاش و رزق طار اور عطا ہوا ہے۔ آنا مٹنا  
تھا کہ وہ دوزخ کو اپنے شکنجوں اور پانی کے برتنوں کو  
دیکھنے لگے انھیں بائیں جگہ پر جن کا توں لٹکا اور  
مخوف پاکر کہنے لگے کہ تمہارا یہ رب ہمارا پروردگار  
ہے جس نے تمہیں اس حالت میں اس نعمت سے  
نوازا حالانکہ ہم نے تمہارے معاملے میں کوئی کسر  
نہیں رکھی اس نے اسلام کو مشروع اور جاری کیا  
اور تمام کے تمام لوگ طغیان جو کس اسلام ہو گئے  
انھوں نے حضور اکرم کی طرف ہجرت کی، وہ میرے  
احسان شناس اور منت گذار تھے۔ اور میرے  
ساتھ اللہ نے جو خاص معاملہ فرمایا تھا اس سے  
واقف تھے۔

یہی حضرت ام شریکؓ ہیں جو اپنے ہی گناہ  
اور دیار میں مزید الوطن ہو گئیں وہاں کہ خندان کے  
حق میں اظہی ہو گئی۔ جس نے انھیں شوق و چاہنے سے  
پالا تھا۔ اور اپنے گوارہ میں جگہ دی تھی وہ خود  
قبیلان کا دشمن ہو گیا۔ حالانکہ اس نے انھیں  
الفت و محبت دی تھی اور شادی کرائی تھی انھیں اس  
وجہ سے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان  
لے آئیں انھیں اور کلمہ توحید کا بار پانے لگے میں لڑا لیا  
تھا اور حق کی گواہی دی تھی توحید کا اقرار و  
اعلان کیا تھا سب کے سب ان پر ٹوٹ پڑے  
اور ان کو یہ آب و گنجا میدان میں بھوکا پیاسا چھوڑ  
دیا۔ لیکن وہ راہ حق اور صراط مستقیم پر جمی رہیں اللہ  
نے اس حملہ میں ان پر ساتویں آسمان سے انعام و  
اکرام کی بارش کی اور ان کے تبدیل حال ان کے  
پے نرم اور گداز ہو گیا۔ وہ اللہ کی طرف مائل  
اور جھک گیا اور کلمہ حق و دین اسلام میں  
داخل ہو گئے۔

لہذا ایک بے یار و مددگار تھے تمہا عورت

راہ حق میں مضبوط پہاڑوں کی طرح جمی رہ سکتی ہے وہ تنہا تاریکی کے دھارے، زندگی کے رخ کو موڑ سکتی ہے اور معاشرہ میں انقلاب عظیم برپا کر سکتی ہے۔ خواہ معاشرہ اندھی جاہلیت پرستی اور ظلم کیوں نہ ہو۔

عورت کا طبع زمانہ قدیم سے افراط و تفریط کے قیماںوں میں تولا جاتا رہا ہے۔ اور وہ براہ افراط و تفریط کا شکار رہی ہے کسی نے اسے کلنگ کا ٹیکہ سمجھا کسی نے جہل اور من گھڑت چیزوں کی علامت قرار دیا۔ کسی نے حماقت و جاہلیت کا نمونہ اور کسی نے خیر اور فساد کا گلاز کا دریعہ قرار دیا۔ یہاں تک اسلام اپنے نور کا تابناک عدل و انصاف کی ترازو کے ساتھ ظاہر ہوا اور طبع نسواں کا مقام و مرتبہ بنایا اور اس کا چھینا ہوا حق اس کو واپس دلایا۔ اس کی عزت و ناموس، عظمت و تقدس کو بحال کیا۔ اس کی لطافت و نزاکت اور حسن و جمال کو اجاگر کیا اور مردوں کو ان کے ساتھ نرمی و ملاطفت کا پرتاؤ کرنے کا حکم دیا۔ اور ان کے حقوق کی ادائیگی اور تعلیم و تربیت کے انجام دہی برآباد کیا اور اسے مال کا تقدس دیا اور اس کے دثار و عظمت کو زبانِ نبیؐ نے الجنت تحت اقدام الامحاث سے واضح کیا کہ ماؤں کے قدموں تلے جنت ہے) ایک شخص نے حضور اکرمؐ سے سوال کیا۔ میرے من سداک کا رہے زیادہ سستی اور حقدار کون ہے فرمایا تمہاری ماں، یہ جین بائیکو فرمایا بھڑایا کہ تمہارے باپ اور اس کے بعد تمہارے ترقیب رشتہ دار ہیں۔ (فتح علیہ) مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۱۳۱

اور تمام لوگوں کو اس کے ساتھ من سلوک کرنے کی تاکید استوصوا بانہ وغیرہ کے (عورتوں کے ساتھ بہتر معاملہ کرو) اس کی نظر میں نزاکت اور طبی لطافت بہ نظر رکھتے ہوئے نرمی اور لطافت

لاکھو یا اور فرمایا ارفق یا انجسٹ بالقواریر اے انجسٹ ان انجینوں پر رحم کرو اور ترس کھو جیسا کہ ان کے ذمہ دلوں کو حکم دیا کہ ان کی جیسی تربیت کریں ان پر مال خرچ کریں فرمایا جس کے تین بیٹیاں یا تین بہنیں یا دو لڑیاں اور دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کر کے خیر خواہی سے پیش آتے اور ان کے سلسلے میں تقویٰ اختیار کرے اور خوفِ خدا سے کام لے تو اس کے لیے جنت کی بشارت و خوشخبری ہے، مزید فرمایا جو شخص دو لوگوں کی بددشمنی و بددشت کرے یہاں تک کہ وہ سن پور کو پہنچ جائیں میں اور وہ قیامت کے دن قریب قریب ہوں گے۔ اور اپنی دونوں انگلیوں سے (جنت میں) قربت کا اشارہ کیا (اسلم) عورت کے بارے میں بہت سی روایات ہیں جو احادیث



# مَکَن

نور واحدی

ہستی بھی شہر ہو گئی ہے  
مستی بھی حصار ہو گئی ہے  
ساحل پہ رہنروں کا خطرہ  
کشتی ہے کہ پار ہو گئی ہے  
سب نقد خیریتے ہیں دورِ رخ  
جنت جو ادھار ہو گئی ہے  
بدل ہوئی اس نظر کو دیکھا  
بے قول و سہار ہو گئی ہے  
کیں لکھوں کہ چشمِ تری مری  
افسانہ نگار ہو گئی ہے  
خوشیوں کی برات چلتے چلتے  
اشکوں کی قطار ہو گئی ہے  
ارس دور کی زندگی نہ بوجھ  
تلوار کی دھار ہو گئی ہے  
تھی بھول کی اک کلی محبت  
کانتوں میں شہار ہو گئی ہے  
شیبے کی پری نشور توبہ  
دل لے کے سہار ہو گئی ہے

ہول سیل چشموں  
کیفینسی خیرم اور لینس کے لیے

## ناج آپٹیکس

تشریف لائیں  
ڈی 39/152 - کوئی کے جوکے  
دارائی (مدرہ پلاٹنگ)

TAJ OPTICALS

WHOLE SALE SPECTACLE

FANCY FRAMES & LENSE

PLEASE

CONTACT

TAJ OPTICALS

D-37/152 KODAI - KI -

CHOWKI (MADHUR JAL PAN)

GALI) VARANASI

PH-352797 RES. 342127

342106

# ہمارے اور ٹیلی ویژن

مجدد الرشید اعظمی مدنی (محکمہ مکرہ)

ذہن میں ہمت پیدا ہوتی ہے لیکن جو موجد پروگراموں کی صورت میں اس کے نقصانات بھی بہت ہیں اس لیے بعض ماہرین تعلیم یہ خیالی ہے کہ ٹیلی ویژن کا استعمال حتیٰ الامکان کم رکھائے اور صرف مفید پروگرام ہی دیکھے جائیں۔ نامناسب پروگرام کے وقت کسی اور مشغلہ و تفریح کی طرف بچوں کی توجہ موڑ دی جائے۔ خلائی و درخش کی طرف یا دیگر ٹیلی ویژن کے ذریعہ کسی مفید پروگرام یا کمپیوٹر کے تجربے کیلئے کی طرف دعوہ و دعوہ، کمپیوٹر کے تعلیمی پروگرام کی ڈسک اب بازار میں مناسب قیمت پر دستیاب ہیں، جن سے بچے ٹیلی ویژن کی منفی اثرات سے محفوظ رہ کر جدید تعلیمی خواندہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ بچوں کے کچھ بڑے ہونے کے بعد اصغر افغان طور پر برتا جا سکتا ہے کہ ٹیلی ویژن کے کون سے پروگرام اچھے ہیں اور کون سے برے اور کیوں؟ تاکہ وہ اس کا صحیح استعمال کر سکیں۔

والدین کے لیے مناسب ہے کہ وہ بچوں کی تربیت میں مصلوبہ نرم خوئی سے کام لیں اور مرحطہ داران میں تبدیلی لائے کہ ٹریش کریں صرف حکم جاری نہ کریں۔ بلکہ یہ دیکھیں کہ اس پر کیا عمل کیا جاتا ہے۔

## مولانا مفتی لدین خان ندوی مظاہر ہی کھنڈ

جناب مولانا مفتی لدین صاحب ندوی مظاہر ہی استاذ حدیث جامعہ العین (الونہی) اور بابی جامعہ اسلامیہ مظفر پور تلندہ پور اعظم گڑھ کے پھوپھا جناب محمد صفی صاحب دہلوی سلطانہ کو رحلت فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔  
مرحوم بڑے نیک، متقی، بہترین کار، عبادت گزار، باطنی اور صاحب خیر انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کی ان کے درجات بلند فرمائے، ہمارے مکان کو مبارک رکھے تو فیق سے۔ تانیں کرام سے دماغ مغفرت کی درخواست ہے۔

وہ ذہنی پیچیدگی کا شکار ہو سکتے ہیں، دوسرے کرٹیل و ٹرین سیٹ سے نکلنے والی شائیں ان کی آنکھوں کو بھی متاثر کر سکتے ہیں۔

ٹیلی ویژن پر جو پروگرام نہ رکھے جاتے ہیں وہ دو طرح کے ہوتے ہیں اور یہ دونوں بچوں کے لیے زیادہ مفید نہیں ہیں، ایک وہ پروگرام جو بڑے افراد کے لیے تیار کئے جاتے ہیں جن میں ٹی وی سیریل اسٹیج ڈرامے، خبریں، اسپورٹس وغیرہ ہوتے ہیں ان میں ٹی وی سیریل اور ڈرامے زیادہ وقت لیتے ہیں اور ان کے اکثر قصے اسلامی مزاج کے مطابق نہیں ہوتے۔ عادتاً اس میں عشق و محبت کی داستانیں، خوبصورت خواتین کی کسمپرسی اور ان میں، اور مردوں کا باہمی استغلاط ہوتا ہے یا بھرتی شدہ دہشت گردی کے مناظر ہوتے ہیں۔ دوسرے پروگرام جو بچوں ہی کی خاطر تیار کئے جاتے ہیں ان میں عام طور سے صرف تعلی، تفریح اور وقت گزاری کا مادہ ہوتا ہے۔ کارٹون کی فلمیں جو بچوں میں بہت مقبول ہیں ان کے قصے جنگ و جدل، تشدد و کشمکش کے گروہ ہوتے ہیں اور بعض میں عشق و محبت کی کہانیاں ہوتی ہیں، جو جانوروں کے درمیان جلتی ہیں۔ انے دونوں ہی طرح کے پروگراموں میں اسلامی اخلاق و اقدار کا فقدان ہوتا ہے جس کی وجہ سے بچوں کے ذہن و مزاج پر غیر اسلامی اثرات پڑتے ہیں۔

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ مسئلہ کون سا ہے؟ ٹیلی ویژن کے فوائد بھی ہیں کہ اس سے بچوں کو جدید معلومات حاصل ہوتی رہتی ہیں ان کے

ذرائع الجراح اخبارات، ٹیلی ٹیلی ویژن۔ آج کل ہماری زندگی کا ایک اہم حصہ بن چکے ہیں کوئی گھر بچائے خانہ، دکان، اس سے خالی نہیں ہے خاص طور سے ٹیلی ویژن نے تو بڑے بچوں سے سب کو سجدہ متاثر کیا ہے۔ وہ اب ایک ایسی ضرورت بن گیا ہے جس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں لیکن انھوں نے اسلام دشمن طاقتیں ہی اب تک اس کیلئے ابلاغ پر غالب و اثر انداز رہی ہیں۔ براہ راست یا بالواسطہ وہ اپنے خیالات، بے حیائی، جرائم، افلاکی فساد کو نشر کرتے رہتے ہیں، جس سے مسلمانوں کا گروان طبقہ خاص طور سے بہت متاثر ہوتا ہے۔ اس کے والدین کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ یہ دیکھیں کہ ان کے بچے کیا دیکھ رہے ہیں اور اس سے کیا سیکھتے ہیں؟

ٹیلی ویژن پر چونکہ آنکھ اور کان دونوں کو اپیل کرتا ہے آدمی سننے کے ساتھ ساتھ متاثر کر بھی لے لے سکتا ہے۔ اس لیے اس کی تاثیر دوسرے ذرائع سے بہت زیادہ توی ہو جاتی ہے تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ دونوں ہی طبقے اس میں بڑی ایجاب دیت اور کشش محسوس کرتے ہیں۔ عام طور پر بڑے افراد اور چھوٹے بچے دونوں دن میں گھنٹے اوسطاً ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں۔ چھٹی کے اقام میں تو چار گھنٹے اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ وقت ٹیلی ویژن کے سامنے گزارا جاتا ہے۔ انہی دیر تک ٹیلی ویژن دیکھنے سے کئی نقصانات بچوں کو ہو سکتے ہیں۔ خال کے طور پر اگر پروگرام بچوں کے مزاج پر مبنی عقلی سطح ان کے شعور کے مناسب نہ ہوں تو اس سے



## جول سال مولوی محمد اسحق بیٹیل ندوی کا انتقال پر ملال

### شمس الحق ندوی

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ایک نیک خواہ خوش اطوار فرزند مولوی محمد اسحق بیٹیل ندوی کا حرکت قلب بند ہو جانے سے ان کے وطن، بھٹی میں ۸ جون کو اچانک انتقال ہو گیا۔

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُونَ  
حضرت مولانا سید ابراہیم علی ندوی مدظلہ العالی میں مقیم تھے، مرحوم کی نماز جنازہ مولانا مدظلہ ہی نے پڑھائی۔ مولوی اسحق صاحب ندوی دارالعلوم کے ان فرزندوں میں تھے جنہوں نے پوری طالب علمی نہایت سنجیدگی، جنت و شوق طلب کے ساتھ گزاری کا سندہ اور بزرگوں کا ادب و احترام ان کی گھٹی میں بڑا خاص قبول کو بھی ان سے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی ان کی سنجیدگی و محنت کے سبب فاضل تھے۔

حکامہ اسلام سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے دھار میں اپنے پدر بزرگوار کے تعاون کے ساتھ مدرسہ امدادیہ چونا بھی میں اعزازی طور پر سر مقرر ہوا۔ ایک درس و تدریس کا بھی سلسلہ جاری رکھا حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے فکر اور ان کی تصنیفات سے متعلق تھا حضرت مولانا کی تمام تصنیفات خریدنے اور پڑھنے سے بے پناہی استعارہ بھی کیا کرتے تھے۔  
مادر علمی دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فاضل ہونے کے بعد اس سے برابر تعلق قائم رکھا اور چونکہ انھوں نے نوازا تھا اس لئے دارالعلوم کی مالیات میں بڑا تعاون فرماتے تھے اس کی تعمیل میں ان کا فاضل خواہ مصعب ہے جب بھی کوئی نیا تحریر یا مکتوبہ سامنے

آتا اپنے پدر بزرگوار کو اس میں مصروف لینے کی تحریک کرتے اور مصحفیے، ان کے پدر بزرگوار ایک ڈاکٹر و شاعر، کما حقہ تبلیغ سے گہرا تعلق رکھنے والے اور ضعف پیری کے باوجود اس کے لئے سفر کرنے والے لافشرہ صفت انسان ہیں ایسی تکلیفیں سفر ہی میں تھے مگر گئے اور کمر میں ایسی جوت آئی کہ صاحب فراش بنادیا اس معذوری میں جب بھی حاضر ہوا تشکر گزار پایا اور بیٹھنے کی طاقت نہ ہونے کے سبب لیٹے لیٹے خدمات کلام پاک میں معروف پایا۔ نہایت دقیق و پورا راسخ ہیں۔ ان کی معذوری و مسلسل حالات کے سبب ہر وقت کھٹکنا لگا رہتا تھا کہ کسی وقت بھی کوئی نیا خوش گوار خبر سنی پڑے گی مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت و شان بے نیازی کہ بے سان و دگران ان کے ہونہار و لائق فرزند کی خبر وفات سننے پر ہی جس کی اطلاع مولوی عطاء الرحمن ندوی مدظلہ نے حضرت مولانا مدظلہ کی قیام گاہ سے بذریعہ فون دی۔ مرحوم کا ان کی ساری خوبوں کے ساتھ ساتھ چونکہ بچپن ہی سے مجھ سے بڑا گہرا تعلق و لگاؤ تھا ہم سے بڑھا بھی تھا اور مطالعہ کے سلسلہ میں برابر مشورہ بھی لیٹے رہتے تھے اسی لئے اس خبر سے قلب پر ایسا اثر پڑا جیسے کسی قوی عجز کے حادثہ سے پڑتا ہے بھٹی جب بھی جانا پڑتا بچپن ہی کی نیا زندانِ احوال کے ساتھ ملے اور دارالعلوم کے سلسلہ میں بشتاؤ و خوشامد کے ساتھ دانے درے، قدے سے سختی ہر طرح سے مصروف رہا۔ بطور کما حقہ لیا گیا لاملہ کے لیے اتنی جلد باز گاہ ربیعہ عزت میں حاضر ہو جاتیں گے۔ مگر

مرنے والے مرنے ہی لیکن فنا ہونے نہیں  
وہ حقیقت میں بھی ہم سے جدا ہونے نہیں  
مرحوم ہم سے جدا ہو گئے مگر سیت و کردار  
نجات و سعادت ندی کی ایسی یادیں جھوٹے گلے جو  
بلا بران کی یاد دلاتی رہیں گی۔  
جانے والے کبھی نہیں آتے  
جانے والوں کی یاد آتی ہے  
وہ تعمیر حیات کے بھی بڑے قدر دان تھے اور وہ  
تعمیر حیات مرحوم کے پس ماندگان خصوصاً ضعیف  
والدین، اہل و عیال کو دی لغزیت پیش کرتا ہے  
اور قارئین کرام سے دلے مغفرت و ایصال ثواب  
کی درخواست کرتا ہے ان کی خبر وفات سے ان کے  
تمام اساتذہ و احباب کو بڑا صدمہ ہوا ادب کمال  
سے ان کے لئے دعائے مغفرت نکلی۔

خبر سے ہم تمام صاحب دارالعلوم ندوۃ العلماء کو رنج

مہتمم صاحب دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا  
سید محمد رابع حسینی ندوی نے خبر سنان الفاظ  
میں اظہارِ رنج کیا۔

”مولوی اسحق بیٹیل ندوی میرے شاگرد رہ چکے ہیں۔ ایام تعمیر میں ان کو ان کے جد جو میں مزار دیکھنا تھا وہ سنجیدگی کے ساتھ حصول تعلیم میں مشغول رہتے تھے اساتذہ کے ساتھ بہت مودب اور ان سے استفادہ کے خواہاں رہتے تھے جس کی وجہ سے اساتذہ ان سے خلق محسوس کرتے تھے۔ جن میں میں بھی تھا۔ مجھے ان کے حریف قدر ہی نہ تھے بلکہ رفیق میں مجھے ان سے ابھی تو فحاش تھیں کہ وہ علم و دین کے کاموں کے لیے ایک مفید تر کار گذار اور متوجہ عالم ہیں انہوں نے کہہ کر بھی کہا میں ہم سے جدا ہونے ان کا وقت ہے کہ معذور صاحب پرچہ ان پڑا وہ بھی حاضر ہوا ہے۔ انھوں نے ان کو نصیحت سیری اور محلات میں ان کے کچھنے کا حکم دیا کہ ان کے نام اعلیٰ میں بہت قیمتی اضافہ بنائے۔ (۱۰ جون)“

# نماز میں مساوات کے منظر نے مجھے مسلمان بنادیا

امریکی سنی ویژن ڈائریکٹر نے اسلام قبول کر لیا

ترجمہ: محمد شاہد مندوی

آئے ہی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد جلا جاتا ہوں  
میں اپنے ملک و خالق خداوند تعالیٰ کی محنت  
بیان کرتا ہوں کہ اس نے میری زندگی میں انقلاب  
برپا کر دیا۔ اور اسلام کی خدمت کے لیے مجھے  
قبول کر لیا۔

• رون سمیٹ "کی جہاں تک ملی اور دعوتی  
سرگرمیوں کا تعلق ہے تو وہ مسلمان ہونے کے  
بعد سیلی و خیزن کی خبروں کے ذریعہ علمی، اصلاحی،  
دعوتی اور سنجیدہ اسلامی پروگرام نشر کرتے ہیں  
تاکہ امریکہ میں اسلام اور مسلمانوں کی خصوصیات  
کو لوگ جان سکیں کیونکہ امریکہ کی اکثر آبادی اسلام  
کی کبھی تصور نہ رکھنے والے مسلمانوں کے صحیح اقوال و کوائف  
سے بالکل ناواقف ہے اور اس بات سے وہ  
بالکل نااہل ہے کہ اسلام کی عظمت اور اس کی  
خصوصیات کیا ہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ ان  
دعوتی پروگراموں کے ذریعہ دین اسلام کی افکار  
ہوگی اور لوگ اسلام کی طرف راغب بنیں  
ہوں گے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اپنا  
فرمانبردار بندہ بنائے اور اپنی رضامندی سے  
فوازے اور اسلام کا داعی بنائے۔ (آمین)  
(لغزوہ: المسلمون (ج ۱))

## دعائے مغفرت

مولا یا کاشی صاحب (علی آباد) کا اپنے بڑے بھائی  
بللی صاحب کا قتل کا غم بھی تازہ ہی تھا کہ ان کے دوست  
بھائی جمال صاحب بھی ۱۹۷۷ء میں قتل ہوئے۔ ان کا انتقال  
فرما گئے۔ اللہ وانا الیہ راجعون

مردم بڑے سنگی غریب پر دل نیک خدات گوار  
اور عزم دست انسان تھے اللہ تعالیٰ موصوف کے دیات  
بلند فرمائے، پسا ندگان کو ہر جیل کی توفیق دے۔  
عالمین اور عبادت کے دماغے مغفرت کی درخواست ہے

میری بوجی چونکہ ایک پاکستانی خاتون  
تھیں تو ان کے ذریعے سے اور دیگر مسلمانوں سے تعلق  
کی بنیاد پر مجھے اسلام کو اچھی طرح سمجھنے اور پرکھنے کا  
موقع ملا کہ اسلام صمد رحیمی، لوگوں کے ساتھ حسن سلوک  
عدل و انصاف اور بھلائی کرنے کی تاکید کرتا ہے۔  
اور یہ صرف مذہب اسلام کی خصوصیت اور اس  
کا منفرد امتیاز ہے جس سے دنیا کے دیگر ادیان و  
مذہب کبھی خالی ہیں جب میں نے امریکہ کے  
صوبہ کنٹاکی میں اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان  
کیا اور اس نعمت عظمیٰ کے ملنے پر اپنے پروردگار کا  
شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے تارکینی اور گمراہی  
سے نکال کر روشنی کی طرف رہنمائی فرمائی اور ہدایت

سے نوازا۔ (من الغلغلۃ لئی النور) تو اس  
موقع پر میرے خاندان کے لوگوں نے باوجود  
اس کے کہ وہ عقائد اور مذہب میں مجھ سے  
مختلف تھے لیکن میرا بھرپور تعاون کیا، جبکہ  
ماں کا طرز پر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جب کوئی شخص  
مذہب تبدیل کر لے تو اس کے گھر کے لوگ  
اس کی شدید مخالفت کرتے ہیں اس کو میں اپنے  
لیے نصرت الہی اور غیبی مدد تصور کرتا ہوں۔  
اسلام قبول کرنے کے بعد میری زندگی  
کے تمام شعبوں میں تبدیلی آگئی ہے۔ اور میں  
حرام و ناجائز چیزوں سے اجتناب کرتا ہوں کہ انہوں کو حلال  
وجائز چیزوں کو حلال کرتا ہوں اور نماز کا وقت

امریکہ کے صوبہ کنٹاکی کے نیلی ویژن ڈائریکٹر  
"رون سمیٹ" کو اسلامی مساوات کے طریقہ نماز اور اس  
کے نظام مساوات نے اسلام کی طرف متوجہ کیا۔  
وہ کہتے ہیں کہ میری نشو و نما اور بے ورزش  
خالص سیاحت کے ماحول میں ہوئی چنانچہ جب  
میں نے شعور و آگاہی کی آنکھیں کھولیں۔ اور کچھ سمجھنے  
کے قابل ہوا تو برابر میرے ذہن میں یہ خیال ابھرتا  
کہ آخر زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اور کائنات عالم کا  
خالق کون ہے؟ بسا اوقات اس تصور میں میری  
راتوں کی نیند حرام ہو جاتی اور برابر مجھے مذکورہ  
سوالات کے جوابات کی تلاش و فکر دہن گیر  
رہتی۔

وہ کہتے ہیں کہ اسلام کے بارے میں میری  
معلومات کوئی زیادہ نہیں تھیں میں اتنا جانتا تھا  
کہ مسلمان شب و روز میں پانچ بار نماز ادا کرتے ہیں۔  
اور یہ نمازوں میں اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لیکر اس دنیا میں نازل  
لئے ہیں۔ لیکن ایک دن میں نے نیلی ویژن پر ایک  
عرب بادشاہ کو شروع و ختم اور اطمینان سے تمام  
نمازوں کے ساتھ باجماعت نماز پڑھتے دیکھا اس  
جسٹ منظر اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس منظر  
کو دیکھ کر میرے دل میں یہ بات جاگزیں ہو گئی  
کہ میں اللہ میں جھوٹے بڑے اور غریب و امیر کا  
کوئی امتیاز نہیں ہے۔

## سیرت سید احمد شہید

پروفیسر وحی احمد صدیقی

قسط نمبر

مسلمانوں کے شکر کا تمام مال واسباب لٹ گیا۔  
خال کے موضع مروان اور ہونی کوتارا ج کچھ جہاد  
فی سبیل اللہ اسی کا نام ہے، یار محمد خاں پر انھوں نے  
رات کو چھاپہ ملایا تھا۔ اب ہم سے دن میں مقابلہ ہو گا  
نبان کی لہیت اور شجاعت کا حال معلوم ہو گا۔

سید صاحب نے اتمامِ حجت کے لئے پھر ایک خط  
لکھا اور گزری ہوئی کٹھن دکھایا، اس نے درشتی سے جواب  
دیا سید صاحب نے مولانا محمد اسماعیل کو خطی کا خط  
لکھا۔ وہ تشریف لے گئے۔

## مایا ر کی جنگ

تورہ اور ہونی کے درمیان مایا ر کا ایک  
مقام تھا۔ اس کے قریب ایک مشہور دار بانی کا نالا  
تھا۔ مولانا اسماعیل صاحب کے مشورہ سے اس نالہ  
پر مورچہ قائم کیا گیا اور سخت نائیک کی گولی مار کر نہایت  
سید صاحب نے بڑی گریہ فداوری اور غمزدگی  
کے ساتھ دعا کی۔ آپ کی اہلہ کے فارغداد بھائی سید  
"جو محمد صاحب تعمیر آبادی نے بہ کبریا کردہ ماضی میں  
صرف عروج کی خاطر طے کر لئے تھے۔ اب وہ افلاس  
کے ساتھ حیرت کرتے ہیں۔ یہ ایک عمارت کھلب  
ماریت تھی، جنگ کی ابتدا ہوئی یہ اندیشہ ہوا کہ نالہ  
پر ملا علی محمد کے ساتھ کم لوگ ہیں۔ کہیں نالہ نہ چھوڑے  
حضرت نے بڑائی کی محنت عملی اختیار کی تو لشکر  
اور سرداروں کو جانیں دیں۔ جب درانیوں کے لشکر  
سے ٹوٹے گئے تو وہ علی پور پروردہ سلطان محمد خاں  
سے ملے ہوئے تھے خون کھا کر کھانے لگے۔ صرف آپ  
کے وفادار دو ہزار کے قریب ملے۔

کالے خاں قوم آفریدی کو گورنگ اور وہ گئے  
دیرہ ہن جو داروغہ نہیں رکھتے تھے سید صاحب نے  
ایک مرتبہ ان کی ٹھکانہ کو چھوڑا، اس دن سے انھوں  
نے داروغہ منڈنا بند کر دیا، تو جی بل پر تھیں، انھیں  
کے چار خوں میں سے ایک سید کا ست لکچھے ہوئے

نے اس سلسلہ میں وعظ دیا۔ پھر شرکی دھولیاں کی گئے  
انتظام کیا اور امب واپس آ گئے۔ قاضی صاحب کی  
شہادت کی اطلاع سے سید صاحب بہت غمگین ہوئے۔

## سلطان محمد خاں کی لشکر کشی

محمد خاں درانیوں کا لشکر لے ہوئے پشاور  
سے چلا۔ سلطان محمد خاں نے لشکر کشی کی اس کی اطلاع  
سید صاحب کو دی گئی اور انھیں بلایا گیا سید صاحب  
نے رسالہ دار صاحب کو اماں زئی کے گلاھی میں ڈیرہ  
ڈالنے کو کہا اور خواہن جنھوں نے انھیں بلایا تھا ان  
کو اپنی آمد کی اطلاع دی سید صاحب نے پنجاب  
پہنچ کر اپنے قدیم برجن میں قیام کیا اور پنجاب  
کو پنجاب طلب کیا۔ درانی چکنی سے کوچ کر کے جہاد  
آگئے تھے۔ وہاں سے اماں زئی کی گڑھی میں داخل  
ہونا چاہتے تھے مگر جب پڑ چلا کہ سید صاحب دیں  
اترے ہوئے ہیں تو وہ موضع ہونی میں آ کر اترے۔  
آپ تو رتشریت لے گئے اور وہاں ڈیرہ کھلیا جناب  
نے سلطان محمد خاں کو بیٹھا بھیجا کہ ہم ہندوستان  
سے اپنا گھر بار چھوڑ کر محض جہاد فی سبیل اللہ کے لئے  
یہاں آئے ہیں۔ تم نے کافروں اور باغیوں کی وفات  
افتخار کی۔ تم کو چاہئے کہ ہم مسلمانوں سے مقابلہ کر دے  
ہم نے محبت شرعی تم پر قائم کر دی

سلطان محمد خاں نے کہلا با کہ ہم سید صاحب  
کی دینداری اور پیر گاری کی باتوں کو نہ کرنا چاہیں۔  
انھوں نے ہمارے بھائی یار محمد خاں کو قتل کیا اور

قاضی جہان صاحب نے ہونی کے حالات غفر  
پر معلوم کئے اور ایک دن اچانک ہونی کی طرف  
ہو گئے، قاضی صاحب نے، موہوی مغربی صاحب  
در رسالہ دار محمد خاں نے ایک ایک سستی  
کھڑ کیا۔ سب لوگ گڑھی میں پہلے گئے، موہوی مغربی  
سب کو ہندو کی گولی لگی اور وہ گئے۔ پشمالی  
ل کی طرف سے چند لوگوں نے اماں مانگی جو انھیں  
کی گئی۔ ان کا سامان مال غنیمت میں نہیں شمار  
یا۔ (مستاسم)۔

مولانا اسماعیل صاحب اور قاضی جہان صاحب  
ان تشریف لے گئے۔ برجن سے گولی لگی اور حافظ  
سب شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کو سارے رکھا گیا۔  
ان کے سامنے ایک مکان سے شاہینوں سے مقابلہ  
ہوا، مگر برجن سے ہندو قیں موقوف نہیں ہوتی  
ن، ملا علی محمد خاں نے پشت میں کہا "اندریا  
زہ" "دیر گئی لا" "برجن والے سمجھے کہ اب غازی  
جی پر چڑھ کر برجن پر کھنچیں گے انھوں نے اماں  
ب کی۔ اس وقت احمد خاں کا بھائی رسول خاں گڑھی  
تہ خانے میں تاج دیکھ رہا تھا اس نے چلا کر ملائی  
امان طلب کی۔ مولانا نے رسول خاں کو قاضی دیا  
محمد خاں کو باقی گردان کر اس کے حال کو غنیمت  
دانا۔ کچھ لوگوں نے امن ہائے ہوئے لوگوں کا سامان  
اچھے داپس کیا گیا۔ ہونی والوں نے بھی یہی چلا۔  
اتانے داپس کا حکم دیا جس کو چند لائیں اور  
ہار پیلنے تپاند کیا۔ مولانا اسماعیل صاحب

فرمایا تھا کہ یہ لشکر ہے اس کو میدان میں ٹھہرنا چاہئے  
تھا۔ پھر نرا دلوں کا قافلہ نہیں کہ دیہات میں گھس  
آئے (منظور)

مولانا کا غصہ فرو ہو گیا اور سید صاحب کے  
پاس آکر دوزانو کو دے بیٹھ گئے سید صاحب نے  
مغای گوگوں سے خطاب فرمایا اور کہا کہ ہاں لشکر  
کسی کی کوئی چیز نہیں لیتے۔ تمہیں مولانا سے شکایت  
کس نے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر مولانا سے کہا کہ حضرت  
مجھے اس معاملہ کی اطلاع مل چکی۔ پتہ چلا کہ خود فیض  
محمد مولانا کا یہ بیخام سید صاحب تک پہنچا نہیں سکے  
تھے۔

اب سید صاحب نے مولانا سے کوئی کیا کشتیا  
درانیوں نے بودی نہیں اس لئے مگر سے جہاں  
دیباے سوات تک جگہ سے پایاب تھا جو کہ مگر سے  
سے چل کر شب قدر پر پڑا ہوا۔ سید صاحب نے  
انتظام اس طرح فرمایا کہ رہا پیداوار کا نہائی  
حصہ نقد کی صورت میں ادا کر کے باقی سارا خرچ  
امام کے ذمہ چھوڑ دیا۔ تین سو روپے کا ایک ٹکڑا  
خیر القرون کے زمانہ کے مہاجرین کی طرح یہ  
حضرات آگے بڑھتے گئے۔ پیر تارک کے قبر کے  
قرب قیام ہوا اور سلطان محمد خان نے صفائی کے لئے  
ارباب فیض اللہ خان کو کھیل بنا کر بھیجا۔ بڑی عاجزی  
خاطر کی اور درخواست کی کہ سید صاحب کو تہلیل  
منظور رکھ کر الفاظ میں "سلطان محمد خان کو یہ کہنے  
حاضر ہے۔ کوئی کافر بھی آپ کی خدمت میں آکر کھانا  
لائے تو آپ اسے قبول کریں گے میں تو سلطان اور  
سلطان زادہ ہوں۔ اپنی خطی کا اقرار کرتا ہوں اب  
کبھی مجھ سے ایسی تفسیر نہ ہوگی۔ مدد اگر آپ کا باج  
رہوں گا۔"

سید صاحب نے سلطان محمد خان کی خدمت کو  
اخلاص پر مبنی نہیں کہا اور فرمایا کہ اسے اپنے خود پر  
بٹا رکھو۔ ہم انشا اللہ آج پشاور پہنچا ہوں گے۔

چلے کر گھوڑے پر سوار پیداووں کی حمایت میں تھے۔  
سواروں کا لشکر آگے تھا۔ دونوں میدانوں میں  
تھے اور ایک سواروں میں اور تینوں کے پھر کرے  
کھلے ہوئے تھے۔ شہری قہارہ بچا تھا اور مولوی  
رحمان علی، مولوی خیر علی کا کھار اور اسرا غفر جہاد  
باداؤ بند خوش الحانی کے ساتھ بڑھتے جاتے تھے۔  
سید صاحب نے مولانا اسماعیل سے فرمایا کہ  
آدمیوں کے ساتھ جا کر ہوتی اور مردان میں درانیوں  
کے چھوٹے ہونے سامان پر غصہ کر رہے۔ انہی سے  
احمد خاں کے ملازمین نے گوانیاں چلائیں مگر مولانا  
کے توپ چلانے کی دھمکی سے خوف کھا کر رک گئے

پھر احمد خاں کے بھائی رسول خاں نے اطاعت  
قبول کر لی مگر درخواست کی کہ لشکر قصبہ میں داخل  
نہو۔ سید صاحب اور مولوی عبد الوہاب قہار  
کے استنار کے ساتھ درخواست قبول کر لی تھی۔ پھر  
مولانا نے احتیاطاً مکانات کی تلاشی نہیں شروع کی کہ  
کہیں باوجود بھی ہوئی نہ ہو۔ ابھی تلاشی مکمل نہیں ہوئی  
تھی کہ کسی ملکی نے سید صاحب سے کہا کہ آپ کو  
تشریف لے جائیں۔ جب آپ داخل ہوئے تو لشکر  
دلوں کا تانا باندھ گیا۔ جب مولانا اسماعیل صاحب کو  
اس کی اطلاع ہوئی تو بہت ناخوش ہوئے۔  
سید صاحب سے جا کر کہا کہ آپ نے تو مجھ سے فرمایا  
تھا کہ تیرے بلاتے بغیر ہم نہیں آئیں گے۔ پھر بولا  
وقت آپ یہاں سے تشریف لے جائیں اور کئی مرتبہ  
کہا۔ یوں غصہ ہو کر سید صاحب سے کلام کرنا تو کون  
کو اتار دیا۔ مگر کسی نے دم نہ ملا۔ آپ نے فرمایا  
میں جاتا ہوں آپ درخواستوں کے نیچے تشریف لے گئے  
اور ہر راہی بھی باہر آگئے، جو لوگ گوی میں رہ گئے  
تھے ان کو کھانے کے مولانا نے باہر کر دیا۔

سید صاحب کو اس کی وجہ بتائی گئی مکانات  
کی تلاشی اور سامان کے جانے پہنچنے کے اندیشہ سے  
یہ درخواست کی گئی تھی مولانا نے فرمایا کہ تیرے یہ بھی

آگے آکر خانوں نے ان کو انگوٹوں کی باڑہ پر رکھ لیا۔  
یہ بھاگ کر ملے ہوئے۔ دوسرا غفلت کیا اسید صاحب  
یہ مثال شجاعت کا مظاہر کر رہے تھے۔ دوسرا اسرا  
غفر بھی اس طرح تتر بتر ہو گیا۔ تیرہ جودہ برس کے  
ملکی لڑکے نے بھی بڑی بہادری کا مظاہر کیا مولانا  
محمد اسماعیل اور شیخ محمد صاحب نے توپیں پر غصہ  
کر لیں سید صاحب کے مجاہد شاہینوں اور توپ چلانے  
لے اور ان کو شکست نصیب ہوئی اور وہ بھاگ  
کر ملے ہوئے۔ قہار اور انگوٹوں کے محافظے دونوں  
فوجوں کا کوئی مقابلہ نہ تھا۔ درانی بہت بڑے ہوئے  
تھے مگر انڈیہ ان کو نہ بہت دی۔

لوگ جیسے بھوکے تھے مگر فتح کی خوشی میں  
کھانے سے بے پروا اور آسودہ تھے۔ سب لوگ چکر  
سو گئے۔ جہاں آدھی رات تک نہ خوں کے سینے اور  
مرہم پٹی میں لگے لہے۔ کالے خاں نے فتح کی خبر سن  
کر اٹھ کھڑا۔ اسی اسی دم ان کا دل نکل گیا۔

شجاعت اور استقامت کے ایسے ایسے نمونے  
اس نرالی میں دیکھے گئے تاریخ جن کی نظیر شکل سے  
پیش کرے گی اس جنگ میں جہاں سے قہار مجاہدین  
شہید ہوئے۔ سید صاحب نے میدان جہاد کا قہار  
جھانڈے نہیں دیا۔ سید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اس  
جنگ میں ایسا اطمینان اور سکنت دی تھی کہ انھوں  
نے فرمایا کہ اب ہمت ہے کہیں دعوت کھلنے لگے تھے  
حضرت نے ایک عجیب پیشین گوئی کی جو آگے چل کر  
بالکل صحیح ثابت ہوئی کہ ہاں بھلت بھائیوں کو  
نظر نہ دے انشا اللہ ان کا فتح فیصلہاں کہیں انھیں  
ہوگا۔ جبکہ لوگوں میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ  
دلی محمد اللہ شیخ خدیو صاحب کے سب شہید ہو گئے۔

### پشاور کا قہر

مایا کی جنگ کے بعد سید صاحب نے پشاور  
کا ارادہ ظاہر کیا۔ آپ کو قہر سے اس طرح

فوج کے ساتھ آؤ، ہم بھی اپنا لشکر لائیں گے تاکہ ایک دوسرے کی طرف اندیشہ نہ رہے۔ مولانا اسماعیل صاحب نے اس سلسلہ میں بڑی احتیاط کی۔

سید صاحب نے بدھیلوں کی وجہ پوچھی، اس نے ایک شخص کو کہا جس پر ہندوستان کے بہت سے علماء اور پیر زادوں کی مہریں لگی تھیں، خلاصہ مضمون یہ تھا کہ تم سرداروں اور خواہن کو اطلاع دے گا کہ سید صاحب نے ہندوستان کا ایک شخص چند علما کے ہندو متفقین کے ساتھ اس قدر محبت کے ساتھ تمہارے ملک میں گئے ہیں، وہ بظاہر جمادی فی سبیل اللہ کا دعویٰ کرتے ہیں مگر یہ صرف ان کا منکر و فریب ہے۔ وہ ہمارے اور تمہارے دین و مذہب کے مخالف ہیں۔ انھوں نے ایک نیا دین و مذہب نکالا ہے جسے وہ دلی نزدیک کو نہیں مانتے، وہ انگریزوں کے بیچے ہوئے ہیں۔ عجب نہیں کہ کھار ملک چھوڑ دیں۔ تم ان کے وعظ و نصیحت کے کام میں نہ آنا۔۔۔۔۔

سید صاحب پر مضمون پڑھ کر محبت زدہ رہ گئے، انھوں نے نیا دار علماء اور مشائخ کی پرستی اور فہر پرستی کا حال بتایا اور ان کو کہا کہ اس مضمون سے پہلے آگاہ کیوں نہ کیا۔ محض یہ کہ مولانا اسماعیل صاحب فرمایا کہ ہر کسی کو نہ دیکھ لے کہ سردار و موصوفے بدیہ لینے سے انکار کیا۔ کہا کہ ہم نے معاف کیا۔ پھر سردار کی درخواست پر مولوی مظہر علی کو قاضی مقرر کیا اور لوٹ آئے۔

سارے علاقہ احکام شریعت کو قبول کر چکا تھا مگر اہل سولت اپنے یہاں آنے سے مانع ہوئے اور ناکہ بندی کی، مولانا اسماعیل صاحب نے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے کہا کہ احکام شریعت پر عمل کرنا ہمارے لئے شاق ہے۔ سید صاحب نے جنگ کھے اجازت نہیں دی تھی اس لئے مولانا کا پس ہونے۔

سید صاحب نے بہت سے حاجی راہوں کی اصلاح کی۔ ان لوگوں کے نکاح عہدہ عینی کو شرعی طور پر باقی مضطر

شہر کے سٹوں سا ہو کا نوک دیکھ پھر پیرا بھیجا کہ سید صاحب پشاور کو واپس آ کر نہ کریں مگر وہ بھی قائل ہو کر واپس ہو گئے۔

### سردار سلطان محمد خاں اور مولانا

### محمد اسماعیل صاحب کی ملاقات

سلطان محمد خاں نے سید صاحب سے ملنا چاہا مگر سید صاحب نے فرمایا کہ پہلے مولانا اسماعیل صاحب سے ملاقات کریں۔ پہلے تو وہ اس پر راضی نہ ہوا اور توضیح اذات گردانا مگر پھر سید صاحب نے فرمایا کہ یہ اطاعت سے تعلق رکھتا ہے اور ایسا ہی ہوگا۔ مولانا ہزار خاں کے قریب ابھی جماعت کے ساتھ پہنچ گئے مگر سردار کو اطمینان نہ تھا اس لئے اس نے ملاقات دوسرے دن کے لئے مؤخر کر دی دوسرے روز سردار موصوع آدمیوں کے ساتھ ہزار خاں کھ گڑھی میں داخل ہوا، دونوں طرف سے پوری حفاظتی تدابیر اختیار کر لی گئی تھیں۔ ملاقات میں سلطان محمد خاں نے نیاز مندانہ گفتگو کی، گزشتہ افعال سے توبہ اور خدمت دین اور شکرست مجاہدین کا عزم کیا۔ دوران ملاقات دونوں کی طرف سے ایک بندوبست ہوئی مولانا کے رفیقوں نے اپنے اسلمو پر ہاتھ رکھے، سلطان محمد خاں کے چہرہ کا رنگ فنی ہو گیا کہنے لگا خیر است، خیر است، مولانا نے کہا کہ ہاں مجھے معلوم ہے خیر ہے آپ بھی اطمینان رکھیں، اس فعل کے مرتبے نے اس کو اضطرابی اور اتفاقہ گردانا۔ مولانا لوٹ آئے۔ ارباب نے کانائیش کیا جسے مولانا نے وہاں تناول نہیں کیا۔ دوسرے دن بھی اسی طوع سے ملاقات ہوئی اب وہ سید بادشاہ (سید صاحب) سے ملنے کا خواہش مند ہوا۔

سید صاحب نے شہر اور جوڑا شہر کے لئے کوئی اعتبار اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انتظام کیا سید صاحب نے سردار کو کھلایا کہ اپنی پوری

شکر کی مرستی کی تھیں میں پشاور داخل ہوا۔ تمام باخندے سے بدھیلوں سے شکر کا قیام مختلف جگہوں پر ہوا۔ حفاظتی انتظام کئے گئے۔ دکانداروں نے بڑے اطمینان سے دکانیں کھلیں، نشت کی دکانیں بند ہو گئیں، اور زمانہ بازی روپوش ہو گئیں۔ شکر نے دو دن کھانا نہیں کھا یا کیونکہ خدا کا انتظام تھا۔ ارباب ہرام خاں نے ہمارے دوسرے کے آٹا خریدنا متور پر کھانا، شکر کی پہلے کتے کے پشاور چل کر آگیا، ابھی سب انا، نامشائی وغیرہ خوب کھا گئے اور ہارے کا چاول اور دہیہ کا گوشت پکائیں گے، کھانا کھاتے ہوئے لشکر (بدھیل) تھیں، کہہ رہے تھے کہ بھائیو! یہ تیسرے روز جو روٹی ملی ہے اس خام خیالی کی سزا ہے۔

سلطان محمد خاں نے پھر ارباب فضل اللہ خاں کو بھیجا، انھوں نے کہا کہ سلطان محمد خاں نے پہلے کہہ مے اپنی خام خیالی سے آپ کے اوپر شکر کشی کی۔ معافی کے خواستگار ہیں، سید صاحب نے اس کی بدھیلوں کو بیان کر کے پھر معافی قبول نہیں کی۔ سلطان محمد خاں نے دوبارہ پیغام بھیجا تھا موصوفوں کا اعتراض کیا۔ بہت سے روپے دینے پر آمادگی ظاہر کی، سید صاحب نے عشا کی خانے کے بعد مولانا محمد اسماعیل اور دوسرے صاحب الرائے حضرات سے مشورہ کیا، خیر نہیں گئی کہ حضرت صلیح کے لئے راضی ہو گئے ہیں، اس خبر سے لشکریوں اور مقامی آبادی کو بڑی دشت ہوئی، انھوں نے ارباب ہرام خاں کے ذریعہ اپنی تشویش سے سید صاحب کو ہاتھ پر کھیل دیا، کہ بدھیل بدیہ زور دیا اور سید صاحب کے جلنے کے بعد ان کے غمزدہ یاد دہانی کا اندیشہ ظاہر کیا، سید صاحب نے سارے اندیشوں کو ایک ایک کر کے گانا کر اس کا رد کیا اور تائید قلب کیا، سید صاحب کی تقریر بہت زیادہ اثر انداز ہوئی۔ لوگ بہت دلتے مگر باشندگان شہر کو اطمینان نہیں ہوا، انھوں نے

\* محمد طارق ندوی \*

## سوال و جواب

ایک مخصوص قبر تک پہنچنے کے لئے قبرستان  
بڑے گا، اسی صورت میں کیا کرے؟  
ج: قبروں پر چلنا جائز نہیں ہے اگر کسی طریقہ  
پر مخصوص قبر تک بغیر دیگر قبروں کو روندنے  
ہوئے جاسکتا ہے تو جائے اور زبردستی  
سے قرآن مجید پڑھ کر بخش دے۔

س: کیا رکوع ادا کرتے وقت کوئی دعا منقول ہے؟  
ج: ہاں ادا دعا منقول ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے  
روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا جب تم رکوع ادا کرو تو اس کا ثواب پڑھو  
اور اس کا ثواب ہے کہ تم کو "اللھم اجعلھا  
مغفرا ولا تجعلھا مضرا۔ اے اللہ تو اسے  
خاتمہ مندیانا۔ اے جبرمازنا۔ لا ہین ماجہ،  
س: یکساں شنبہ اور جمعرات کے دن روزہ رکھنے کی  
کوئی فضیلت ہے؟  
ج: ہاں فضیلت ہے حضرت عائشہؓ سے حدیث  
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کا اعتقاد  
کرنا دنوں کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ (امروا  
ترمذی، ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر پیر اور جمعرات  
کے دن اعمال پیش کئے جلتے ہیں اس لئے میں  
چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش  
کئے جائیں کہ میں روزہ سے ہوں۔ (امروا ترمذی)

کی موجودگی ضروری نہیں ہے، اگر اس کی خیر  
موجودگی میں اس کے ٹھوڑے اس کی طرف سے  
عقیدہ کر دیں تو عقیدہ ہو جائے گا۔  
س: اگر کوئی مسجد کسی خاص نام سے موسوم ہے  
تو کیا اس میں نماز پڑھنا جائز ہے؟  
ج: ہاں، بلکہ کسی مسجد میں نماز پڑھنے میں شرعا  
کوئی ممانعت نہیں ہے۔

س: کیا کسی مسلمان پر بے نیاد الزامات لگانے  
سے اللہ تعالیٰ کے یہاں باز پرس نہ ہوگی؟  
ج: کسی شخص پر بے نیاد الزامات لگانا شرعا  
نا جائز اور حرام ہے، ایسا کس نے پرکھا کہ حرکت  
ہوگا، اور عند اللہ ما نوزخ ہوگا۔

س: بڑیوں کو میراث کا حصہ یہ کہہ کر دینا کہ تم اپنے  
حصص کو لے کر بھائیوں کو دیدکھا جائز ہے؟  
ج: میراث میں جتنا حصہ بڑیوں کا ہے وہ ان کا  
شرعی حق ہے، ان پر کسی قسم کا کوئی دباؤ ڈالنا  
کر دہ لینے کے بعد بھائیوں کو دیدکھا جائز ہوگا  
البتہ وہ اگر اپنی خوشی سے بھائیوں کو اپنے حصہ  
میں سے کچھ یا سب دیدیں تو یہ ان کا اپنا حق ہے  
شرعا ممانعت نہ ہوگی۔

س: کیا قرآن پاک پر کاغذی رکھ رکھ سکتے ہیں؟  
ج: نہیں، یہ قرآن پاک کے آداب کے خلاف ہے۔  
س: کیا محبت نماز جنازہ میں شرکت کر سکتی ہے؟  
ج: نماز جنازہ مردوں کو پڑھنا چاہئے اور عورتوں کو  
نہیں، تاہم اگر حاجت کے پہلے کوئی عورت  
کڑی ہوگئی تو اس کی نماز درست ہو جائے گی  
س: قبرستان میں زیادہ تر قبریں علی بنی ہوئی ہیں

س: ایک شخص نے ایک ماہ قیام کرنے کا ارادہ  
کیا لیکن فون آنے کی بنا پر چار دن قیام کر کے  
گھر کرنے کی نیت کر لی اب وہ ان چار دنوں میں  
قصر کرے گا یا نہیں؟

ج: جب پندرہ دن سے کم رہنے کا ارادہ ہو گیا ہے  
تو اب وہ سفر کے حکم میں ہوگا اور قصر کرے گا۔  
س: ایک شخص داڑھی تراش داتا ہے اس کے پیچھے  
نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ج: ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جو داڑھی تراش داتا  
ہے یا تراش داتا ہے (جبکہ ایک منشت سے کم ہو)  
مکرہ تحریمی ہے۔

س: کیا پائیز رسوڑس میں گوشت کھانے میں؟  
ج: پائیز رسوڑس میں گوشت وغیرہ نہیں کھانا  
چاہئے اور دیگر کھانوں میں بھی احتیاط کرنا  
چاہئے کیونکہ ان ہوشوں میں پاک ذیاباک اور  
حلال و حرام کی تیز نہیں کی جاتی ہے؟  
س: غیر مسلم جب کمر چلے تو اس کے بعد حرام کھانا  
جائز ہے یا نہیں؟

ج: غیر مسلم کو مرنے کے بعد حرام نہیں کھنا چاہئے  
اس لئے کہ حرام کے معنی ہیں کہ اللہ کی اس پر  
رحمت ہو، اور غیر مسلم اللہ کی رحمت سے دور ہے  
س: ہاں پاک شخص جنازہ کو کندھا سے لے سکتا ہے؟  
ج: نہیں، ایسے شخص کا جنازہ کو کندھا دینا  
مکرہ ہے۔

س: ایک شخص کا عقیدہ اس کی غیر موجودگی میں اس  
کے گھر والوں نے کر دیا تو کیا عقیدہ ہو گیا؟  
ج: ہاں، عقیدہ درست ہونے کے لئے عقیدہ



ترجمہ: مطبع الرحمن عوف ندوی

محمد بن عبد اللہ محمد امجد الدین خلیل

# علوم و فنون پر اسلام کی چٹا

دوسری قسط

گہائے رنگارنگ سے ہے نہایت چمن  
اسے ذوق اس جہاں کو ہے نہایت کھانہ  
گہر جلی آگے چل کر گھٹے ہیں کہ بدنامی ہے کالام  
سے ہماری مراد وہ اسلامی تہذیب ہے جو منفرد  
خصوصیات کے ساتھ وجود میں آئی اور بہت کم  
مدت میں پوری آب و تاب کے ساتھ ایشیائے  
مغرب، اٹلانٹک تک پھیل گئی۔ اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی رسالت پر ایمان کی بنیاد پر قائم ہوئی اور اس میں  
کوئی شک نہیں کہ اس مذہبی عقیدہ نے اس تہذیب  
کو فروغ دینے میں بڑا اہم رول ادا کیا ہے اور اس  
نے اس کا فروغ بعض مشترک تہا کی کے ذریعہ  
ہی نہیں کیا بلکہ اپنے بنیادی محور اور مظہر کے  
ذریعہ بھی کیا۔ اور زندگی کے دیگر تمام مظاہر خواہ  
وہ مادی ہوں، روحانی و سیاسی یا دینی اقتصاد  
و معاشرتی ہوں، سبھی اس مذہبی عنصر کی چھاب  
رکھتے ہیں اور اسی مذہب کے رنگ میں رنگے ہوئے  
ہیں اور انھوں نے اس کے زیر اثر ترویج و ترقی کی  
بلند چوٹیوں کو چھوا ہے ان میں سے ایک نے کہا کہ  
اسلام دوسرے مذہب کے مقابلہ میں ایک وسیع  
اور کامل عالمی مذہب ہے اور پورے طور پر انسان  
پر اثر انداز ہونے والا ہے وہ صرف اس کے  
دینی شعور کی حد تک محدود نہیں (۱۱) گہر جلی  
آخر میں کہتا ہے کہ جب کسی قوم پر اسلامی رنگ  
چھا جاتا ہے اور اس کے دل و دماغ میں اسلامی  
اثرات نقش ہو جاتے ہیں تو اس کے نقوش کو  
کوٹنا نامکن نہیں رہتا (۱۲)

امریکی مستشرق ایڈورڈ ہین کہتا ہے کہ کلاں  
نے یسوعی فلسفہ اور علوم کو ہم کر لیا۔ پھر اس  
نے قرآنی عقیدہ کی روح اور جدید علوم کے  
مابین نسبت اور ربط پیدا کرنے کے لیے کوشش  
کی (۱۳)

مشہور برطانوی مستشرق جیلز کب

ایک مذہب یا ایک است نہیں بلکہ وہ ایک  
عظیم تہذیب کا ایک اہم رکن ہے جس میں دینی  
اور فنی و منکری مظاہر پائے جاتے ہیں یا کم از کم  
یہ خبریں اس پر اثر انداز ہوتی ہیں (۱۴)  
سابقہ یو پولڈس، نو مسلم مفکر محمد اسد  
مروجہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تاریخ اس  
بات پر گواہ ہے کہ جس قدر اسلام نے علم کے  
حصول پر زور دیا ہے کسی بھی مذہب نے مسلم  
ترقی پر اتنا زور نہیں دیا، اور یہ بات شک و شبہ  
سے بالاتر ہے نیز علوم و فنون کی جو جہت انسانی  
اسلام کی جانب سے ہوئی وہ واضح ثقافتی اور  
علمی ترقی اموی اور عباسی دور حکومت نیز اندلس  
میں عربوں کی بالادستی تک جاری رہی اور خود  
یورپ کو اس کا کلی اعتراف ہے اس لیے کہ اس کی  
اپنی ثقافت جو قرون مظہر کے بعد ان سے حاصل  
ہوئی، اسلام ہی کی مرہون منت ہے (۱۵)

ایک عجیب طاقت ہے جوئے عقیدہ  
سے وجود میں آئی یہ قول ہے فریڈنگ گوسرلی  
کا چوٹلی (روم) یونیورسٹی میں عربی زبان و ادب  
کے ایک عظیم استاد ہیں وہ مزید کہتے ہیں اور  
اس حکومت سے جو اس عقیدہ پر قائم ہوئی  
اور سارے شعبوں پر محیط ہوئی اس لیے تہذیب  
و حویں آتی جو بحر الفل ہے جس میں مختلف ماحول  
اور متعدد ثقافتی و تہذیبی عناصر برسرِ عمل ہونے کے  
ساتھ کیا گفت پائی جاتی ہے (۱۶) بقول شاعر

مشہور فرانسیسی مفکر مورس بوکائے کہتے  
ہیں کہ اسلام نے مذہب اور علم کو ایک دوسرے  
کا لازم و ملزوم قرار دیا ہے، آغاز اسلام سے  
ہی علم کی طرف ایسی توجہ تھی کہ گواہ اسلام کے  
واجب کردہ امور میں سے ایک امر اور شخص کسی  
بنیاد پر اسلامی تمدن کے دور میں اسلام کو  
زبردست فروغ حاصل ہوا ہے وہ چیز تھی جس  
کو اختیار کرنے سے یورپ میں نشاۃ ثانیہ ہوئی تھی  
معاہدہ برطانوی مورخ آرنلڈ ٹون بی جاگزہ  
لیتے ہیں کہ کس طرح اسلام نے اس تیز کو جوڑنے  
کی کوشش کی جس کے جوڑنے میں سابقہ مذاہب  
ناکام رہے وہ کہتا ہے کہ اسلام نے شام سے  
ہیسلینزم کو نکالا اس کے بعد اس کو عربی خلافت  
میں ضم کر لیا اسکندر اعظم نے اس کی حیثیت کو پہلے  
محدود کر دیا تھا اور کئی صدیوں کے بعد اس  
کی اپنی الگ حیثیت ختم کر دی اور اسلام کے اثر  
سے دینی تہذیبیں و حویں آئیں ایک عربی تہذیب  
دوسری ایرانی تہذیب (۱۷)

فرانسیسی مستشرق ڈومینک سورڈیل کلائی  
فن کو تاریخی و جغرافیائی دونوں حیثیتوں سے دیکھتے  
ہیں ان کے خیال میں اسلامی فن اسلام کے اثر  
کی وجہ سے تجربہ یں فن اور یکساں ہونے کے باوجود  
ایک شاندار اسلامی ثقافت کی علامت بن گیا ہے  
ایسی شاندار ثقافت جو اپنے تضاد و رجحانات کے  
باوجود ایک اکائی ہے اسلام ہمارے سامنے



کی رائے ہے کہ متعدد ثقافتی عناصر جو چین کی سرحدوں سے جنوبی دیکس کے بارڈر انڈونیشیا اور برصغیر ہند سے مغربی ایشیا و شمالی افریقہ اور اسپین تک پورے عالم اسلام میں پھیلے ہوئے ہیں چلا چقائی شکل میں ہوں یا انفرادی ہمیشہ اسلامی چھاپ کے تابع رہے۔ اور انھیں آسانی کے ساتھ پہچانا جاسکتا ہے (۱۲)۔ آسٹریلیا کے مشرقی کرانہ بوم کے خیال میں اس کا سبب اس بات میں مضمر ہے کہ اسلام کی ثقافت کے اندر ایسی صلاحیت اور قدرت پائی جاتی ہے کہ وہ مختلف علاقائی ثقافتوں میں کچھ پی پیدا کر دے یہ صلاحیت خاص طور سے اجتماع میں مضمر ہے جس سے کئی مل کے مشرور و تزار دینے یا کسی جماعت کے اختیار کردہ کسی عقیدے کے سلسلے میں فیصلہ کرنا ممکن ہوتا ہے (۱۵)۔ وہ مزید کہتے ہیں "اسلامی دائرہ یا اسلامی تعبیرات کے اندر جب اجنبی نقطہ نظر داخل ہو جاتے ہیں تو ان کے خالص اسلامی ہونے کا احساس پیدا ہوتا ہے اور دوسری جانب دین کے ابتدائی حقائق کی تذکرہ و مخالفت ثقافتی اشتراک کے ساتھ مل کر اس بنیاد کو درست کرتی ہے جس پر مختلف تہذیبوں کی عمارتیں قائم ہوتی ہیں، اس طرح عباسی تہذیب کی ترقی کو ہم اسلامی تہذیب کی دوسری شکل تسلیم کرتے ہیں اس طرح انھوں نے علاقائی رسم و رواج کی کئی کئی پیسہ لکری ہے جس کا ایک حصہ ان کتابوں سے محفوظ ہے جبکہ اس کی اکثر چیزیں علی زندگی کی حقیقتوں کے راستہ میں اس کی نئی ترکیب میں شامل ہو گئی۔

۱۶)۔

ڈرائیسی منکر ڈاکٹر گستان باڈی کی رائے یہ ہے کہ عربوں نے اپنے مفتور علاقوں کو بڑی وسعت دی اور ان کو ترقی کرنے کے مواقع فراہم کیے مگر انہوں نے جو تہذیب اسلام و مسلم کا پیغمبر محمد

ہو جانا اس میں بڑی نیبری سے تبدیلی آتی اور علوم و فنون، ادب و صناعت اور ذراعت کو تیز رفتار ترقی نصیب ہوئی۔ (۱۷) وہ مزید کہتے ہیں کہ عربوں نے دنیا کو سب سے پہلے سکھا یا کر دینی استقامت اور آزادی فکر کے بامیں کس طرح قائم کیا جاسکتا ہے۔ (۱۸)۔

جبرنی کی ایک اسکالر سیگنڈر ہونیکوٹز میں پھیلی ہوئی جہالت (جو بچپا لوسے فیصد کے تناسب تک پہنچی ہوئی تھی اور جس میں انفرادی حکمران بھی شامل تھے) ان لاکھوں بچوں کو تیار کر کے درمیان موازنہ کرتی ہیں جو کتاب اللہ سے اپنی تعلیم کا آغاز کرتے ہیں اور علوم و فنون کھے بلند سیڑھیوں پر اپنے قدم بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔

ان تمام چیزوں کا محرک مسلمانوں کے اندر ہے مسلمان بننے کی تڑپ ہے جس کا مسلمان ہونے کا تقاضا ہے۔ ان کو اس کام کے لیے کوئی مجبور نہیں کرنا تھا بلکہ وہ اپنے شوق اور ایمانی جذبے سے اس میں خود مشغول ہو جاتے تھے اس لیے مسلمان پر واجب ہے کہ وہ قرآن شریف کی تلاوت کرے اور اس میں غور کرے اس سے مسلمان اور غیر مسلموں کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے کیونکہ کتاب مقدس کا حامل کرنا اور پڑھنا سوائے پادریوں کے کسی کے لیے ممکن نہیں تھا اور ان کے یہاں عوام کی تعلیم اور تہذیب کا کوئی شوق نہیں پایا جاتا تھا اور جب کہ اندلس میں ہزنکری وادی کا زید اسلام کے افراط ہیں وہ بنیاد تھے جن پر روم کی تہذیب قائم تھی؟ (۱۹)۔

گوئرننگ جو برنسٹون یونیورسٹی کے مشرقی علوم و آداب کے شعبے کے صدر ہیں اسلام کی ثقافت کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ "دسین سنی میں وہ فنون کو قائم رکھتے ہوئے

ایسی وحدت کی جانب رجحان کرتے ہیں جو برصغیر عربوں سے زیادہ دین اسلام کا کنٹرول رہا اور وہی ان کا محرک اصل تھا۔ (۲۱)۔

۱۔ القرآن الکرم بالتورۃ والانجیل ۳۱۰۔ راستہ الکتب المقدسی خود المعارف الحدیثی

۲۔ مغیرہ رستہ تاریخ ترجمہ فرد محمد بن جلد اول ص ۳۱۰

۳۔ الاسلام ترجمہ ڈاکٹر ذیل ص ۱۲۰

۴۔ الاسلام فی افقرہ لاطنی ترجمہ ڈاکٹر فرد محمد بن جلد اول ص ۱۵۱

۵۔ قرأت الاسلام تفسیر تفسیر لکھنؤ ترجمہ محمد بن جلد اول ص ۱۱۰

۱۱۔ الوعدۃ بالتورۃ فی الحضارۃ الاسلامیہ ص ۱۲۳

۱۲۔ حوالہ سابق ص ۱۲۰

۱۳۔ الشرق للاندلس لمغیرہ ترجمہ ڈاکٹر ذیل ص ۱۵۱

۱۴۔ ڈاکٹر عبدالرحمن محمد الرب ص ۱۴۵

۱۵۔ دراست فی حضارۃ الاسلام ترجمہ ڈاکٹر احسان عباس در نقاد ص ۳۰۳

۱۶۔ الوعدۃ بالتورۃ فی الحضارۃ الاسلامیہ ص ۱۲۳

۱۷۔ حوالہ سابق ص ۱۲۰

۱۸۔ حضارۃ العرب ترجمہ محمد بن جلد اول ص ۳۱۰

۱۹۔ النفسیہ سیاسیہ (PSYCHOLOGIE POLITIQUE)

(از: محمد کریم: الاسلام والحضارۃ العربیہ بمصر المجلد اول ص ۱۵۱)

جلد اول ص ۱۵۱

۱۹۔ شمس العرب نسل علی الغرب (اصل میں: شمس الشرق علی الغرب) ترجمہ: بیغون لود وائی ص ۳۱۰

۲۰۔ حوالہ سابق ص ۱۲۰

۲۱۔ الشانۃ الاسلامیہ دایما لہا المعاصرۃ کوٹ و دلائل اسلام (تایف: مکتبہ کی ایک جلد تھے و نقدیم محمد علی اللہ دوسرا ایڈیشن ص ۲۳۳)



ہیں اور ان کے بیٹھے کچھ خدا کی حفاظت میں رمال  
وآبرو کی خبر داری کرتی ہیں۔

نیک مومن بوی کی خصوصیت و مزاج یہ ہوتا  
ہے کہ اپنے فرائض کے حدود کو بھی طرح سمجھتا ہے،  
اور اپنے ایمان و نیک کی وجہ سے بوی ہونے کے معانی  
کو پوری طرح جانتی ہے، شوہر بوی کے مقدس  
رشتہ کی اس کی موجودگی اور عدم موجودگی دونوں  
صورتوں میں حفاظت کرتی ہے۔

۳۔ حدیث سے شوہر کی خدمت، بچوں کھے  
حریت و دھڑائی کے لیے جو کچھ کھانے کی رہنمائی ملتی ہے  
محبت اپنے شوہر کے گھر کی نگہاں و ذمہ دار ہے۔  
اس لئے کہ اس میں نرم دلی، مہربانی، آثار اور بچے کی  
ضروریات کو قبول کرنے اور پورا کرنے میں امتیاز  
شان پائی جاتی ہے۔

۴۔ حدیث نوکروں اور غلاموں کے ساتھ بچے  
سلوک کی تعلیم دیتی ہے، ایسا سلوک کہ ان کو بھائی کے  
مرتبہ کو پہنچا دے اور انھیں اپنی ذمہ داری کو مال  
اور گھر کیلئے کام میں امانت کے ساتھ ادا کرنے پر آمادہ  
کرتے تھے، گروہ اپنے کو اس خاندان کا ایک فرد تصور  
کریں اور یہ سمجھیں کہ ان پر گھر کے نظام کو برقرار رکھنے  
کی ایسی ہی ذمہ داری ہے جیسے دوسرے افراد خاندان  
پر۔

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نورانی  
مسلومات پر مبنی تعلیمات کے ساتھ ساتھ کھانا پکانے کی  
اعزام آپ پر فرض ہے، لہذا جن صفحات پر آیات و احادیث  
ہوں ان کو بھی اسلامی طریقہ کے مطابق پڑھنے اور سننے سے غفلت رکھیں۔

خداوند متعال نے ان کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ بچے ہیں جن کو  
ساتھ فرمایا کہ ان کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ

۲۔ شوہر بوی کے اوپر خادم کے بھی اخراجات  
کھانا پکانا بھی ہے۔

۵۔ اگر شوہر بوی کے اخراجات حسب حیثیت  
نہیں ادا کرتا، یا اس کی ضرورت سے کم دیتا ہے تو بوی  
کو حق پہنچتا ہے کہ شوہر کے مال میں جتنا شوہر پر واجب  
ہے لے لے، خواہ اجازت دے یا نہ دے، اس کا ثبوت  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ملتا ہے  
جو آپ نے حضرت زید سے فرمایا تھا: (تم) ابوسفیان  
کے مال سے، ان سے لے لو جو تمہارے اور تمہارے بچے  
کے لئے کافی ہو۔

آپ کے اس ارشاد سے عورت کو انجانا اور  
اپنے بچے کی ضرورت کے بقدر شوہر کے مال میں سے  
لے لینے کی اجازت ثابت ہوتی ہے شوہر اجازت دے  
یا نہ دے۔

۶۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمی پر  
غلام کا وہ نقد بھی ضروری ہے جس کی اس میں منسلک  
نہ ہو، اسی طرح اس کا پورا بھی جس کا ثبوت اوپر مذکور  
حضرت ابوسعید کے حدیث سے ملتا ہے۔

موجودہ حالات میں حدیث سے کیا رہنمائی ملتی ہے؟

۱۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کے فرائض میں  
سے یہ بھی ہے کہ ان کا مال اور جسموں کے لئے مناسب  
افراد کا انتخاب کرے، اس انتخاب میں ان کی آمدنی کی  
سجائی اور اخلاص کو مدنظر رکھے۔

۲۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شادی کے سلسلہ  
میں مسلمان نیک بوی کے انتخاب کی کوشش کرے  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد دیا رکھے۔ کچھ آدمی  
بوی کی دینداری کو دوسری چیزوں پر ترجیح دے، اللہ  
تعالیٰ نے ان بویوں کی اس طرح تعزیر کی ہے کہ:

"فاصلات حیات قانتات حفاظات الغیب  
بحافظہ اللہ" (نساء - ۳۴)  
تو جو نیک بویاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر ممتحن

## بقیہ: درس حدیث

اور اس کی حفاظت و خرچ کے سلسلہ میں امانت دار  
سے اس میں کوئی کوتاہی نہ کرے اس سلسلہ میں  
اپنے بھائی ہونے میں، ذمہ داری اور امانت داری کا  
پورا پورا خیال رکھے، مالک کے مال کو اپنا مال سمجھے اور  
اس کی دیکھ بھال کا اپنے کو سب سے زیادہ ذمہ دار  
و حقدار سمجھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد  
مبارک میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے:-

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر خادم اپنے آقا کا  
ہمدرد ہو جائے خواہ ہو اور اچھی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت  
کے واسطے کو دہرا اجر ملے گا: (بخاری)

## حدیث کا فقہی پہلو

۱۔ (آدمی اپنے متعلقین کا ذمہ دار ہے) اس کی  
مدد سے ان لوگوں کا پورا کیا کرنا بھی اس کے ذمہ ہوگا  
جو اس کی حیثیت و استطاعت کے بقدر واجب ہوگا  
خوشنالی ہے تو اس معیار سے نکلے تو اس کا عقید  
سے ہدرت بخش، دونوں صورتوں میں جو میار جو اس  
کی رعایت رکھے۔

۲۔ اسی طرح سے عورت و عیار کے مطابق ان  
کے سونے کے لئے بستر، کھانے اور تکیہ کا انتظام کرے۔

۳۔ اسی طرح سے ان کے رہنے کے لئے مکان  
میا کرنا بھی اس پر واجب ہے جس کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے  
اس ارشاد سے ملتا ہے:

وَعَاثِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، معروہ میں  
یہ بھی ہے کہ حیثیت کے مطابق رہائش کا نظم کرے اگر  
بوی ایسی ہو کہ خود اپنا کام نہ کر سکتی ہو گروہ باہمیشہ  
یا بیمار ہے تو اس کے لئے خادم کا نظم کرنا واجب ہے  
اس لئے کہ حسن معاشرت کا تقاضا ہے کہ اس کے  
لئے خادم رکھے۔



# محمد ابرار حیات

ہندو روزہ

لکھنؤ

بھگت سی مہا پرنس و شری بھگت داس راج گرو (۱۹۰۷ء تا ۱۹۸۷ء) کی زندگی کا تذکرہ

جلد نمبر ۳۳ | ۱۰ جولائی ۱۹۹۶ء | مطالب: ۲۳ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ | شمارہ نمبر ۱۴

## ترتیب

سالانہ ..... ۱۰۰ روپے  
فی شمارہ ..... پانچ روپے  
۱۰ بیرونی ملک فضائی ڈاک  
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ملک  
۲۵ ڈالر  
۱۰ بیرونی ملک بحری ڈاک  
بحری ڈاک جملہ ..... ۱۰ ڈالر

## خط لکھنا

خط و کتابت اور سنی آرڈر کے وقت  
کو (۱) پیغام سب پر خریداری کے لیے  
مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نہیں  
ہر ایک سب پر کھانا ہے اگر آپ  
جدید خریداری ہیں تو اس کی مرمت ضرور  
کریں اس سے فرقی کارروائی میں آسانی  
اور جلدی ہوتی ہے۔ منیجر

جاد

## مشاورت

مولانا نذیر الحفیظ ندوی۔ مولانا محمود الازہار ندوی  
مولانا سلمان حسینی ندوی۔ مولانا محمد خالد ندوی  
مولانا عبدالرحمن ندوی۔ مولانا محمد رضوان ندوی  
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

## نگران اعلیٰ

مولانا معین اللہ ندوی  
مدیر و مسئول  
ششمین حق ندوی

اس دائرہ میں اگر مرغ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ  
پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دن وادب  
کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ  
چندہ مبلغ سو روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

## خط و کتابت کا پتہ

مینجر تعمیر حیات، بسٹ بسٹ ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷ یو پی  
ڈھانچ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ  
پر روانہ کریں

ہندو پرنسز شاہ حسین نے ہارکھ آفٹ میں ہارکھ لکے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

## شرائط ایجنسی

- ۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جانی۔
- ۲۔ فی کاپی ۱۰ روپے کے حساب سے زر ضمانت پیشی روانہ کرنا ضروری ہے۔
- ۳۔ کمیشن جو بی خط سے معلوم کریں۔

## نرخ اشتہار

- ۱۔ تعمیر حیات کافی کام فی سینی میٹر R. 20/-
- ۲۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر پیش ہوگا۔
- ۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشی جمع کرنا ضروری ہے۔

## بیرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.  
P.O.Box No. 842  
MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)

مدینہ منورہ

Mr. M. AKRAM NADWI  
O.c.i.S.  
St. CROSS COLLEGE  
Oxford OX4 3TU - U.K.

برطانیہ

Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.  
P.O.Box No. 388  
Vereniging  
(S.AFRICA)

سائڈھافرلیفہ

Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.  
P.O.Box No. 10894  
DOHA - QATAR

قطر

Mr. QARI ABUL HAMEED NADVI Sb.  
P.O.Box No. 12525  
DUBAI -(U.A.E.)

دبی

Mr. ATAULLAH Sb.  
Sector A-50, Near Sau Quater  
H. No. 109 Town Ship, Kaurangi  
KARACHI-31 (Pakistan)

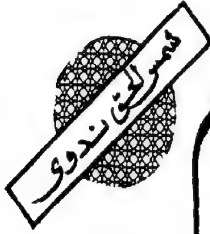
پاکستان

Dr. A. M. Siddiqui Sb.  
98- Conklin Ave  
Woodmere  
New York 11598 -(U.S.A.)

امریکہ

## اسٹیمائری میں

۲	مولا ابوالکریم محمد تقی انظمی ندوی	درس حدیث	۱
۵	شمس الحق ندوی	دبیح الاول کا بیجا نام (اداریہ)	۲
۷	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	حدیث مدرسنہ	۳
۱۰	مولانا عبدالمجید دریا بادی	دین اسلام میں یومی کا مرتبہ	۴
۱۲	قاری ہدایت اللہ کھٹکوی	چھوٹے علم سے ہی نظم	۵
۱۳	مولانا محمد تقی عثمانی	سیرت النبی کے جلیے اور طووس	۶
۱۷	پروفیسر وحی احمد صدیقی	کتاب البصائر ایک معارفہ جائزہ	۷
۱۹	محمد غیاث الدین مظاہری	چند اسلامی مکتوبات	۸
۲۱	پروفیسر وحی احمد صدیقی	سیرت سید احمد شہید	۹
۲۲	نثار واحدی	نعت	۱۰
۲۵	ڈاکٹر عماد الدین غلیل	علوم و فنون پر اسلام کی چھاپ	۱۱
۲۶	محمد طارق ندوی	سوال و جواب	۱۲
۲۷	شمس الحق ندوی	مطالعہ کی میسر پر	۱۳
۲۸	ڈاکٹر محسن عثمانی دہلی	مجلہ کا اردو نام ادب	۱۴
۳۱	معید اشرف ندوی	ایک قرارداد	۱۵
		مالی خبریں	



# بیع الاول کا بیع نام

ربیع الاول کا مہینہ قمری سال کا تیسرا مہینہ ہے تاریخ انسانی میں یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں بھولی بھٹکی اور گم کردہ انسانیت کو نجات و صلاح کی راہ دکھانے والا وہ دستور حیات طہو ہر قوم و ہر ملک کے لوگوں کے لیے ہر زمانہ و ہر دور کے لوگوں کے لیے لکھنا بیگا ہے اس دستور حیات میں نہ کالے گورے کا فرق رکھا گیا ہے نہ عربی و عجمی کا، نہ امیر و غریب کا، نہ بادشاہ و فقیر کا، کرۂ زمین پر جہاں کہیں بھی انسانیت پائی جاتی ہے یہ دستور حیات سب کی رہنمائی کرتا ہے وہ کہتا ہے۔ **کَلِّمُوا بَنِي آدَمَ وَآدَمَ مِنْ قُرْبَابٍ**۔ تم سب آدم کے بیٹے ہو اور آدم میں سے بنے تھے، اس دستور حیات میں عزت و شرف کا سیار امیری، غریبی اور قوم و قبیلہ کو نہیں بلکہ حسن کردار کو بنایا گیا فرمایا: **يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ** "اے انسانو! تم سب کو خدا نے ایک مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو قبیلہ قبیلہ و خاندان خاندان صرف اس لیے بنا دیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو، خدا کے نزدیک سب کے شریف و مہرے جو زیادہ بہرہ رگار ہو۔"

دنیا کی قومیں جس عظیم الشان عقلی کا شکار رہی ہیں وہ ہے ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہونے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو نہ ماننا جو دنیا کی ساری قوموں کے لیے نسخہ شفا ہے اس پیغام میں جو سب کے لیے ہے سب جگہ کے لیے ہے اس میں مرد و عورت دونوں جو ان، کنبہ و خاندان حاکم و مملوم سب کے لیے راحت و آرام اور سکون و اطمینان کا سامان ہے، اور اس کا عملی نود بھی خلافت راشدہ کے زمانے میں پورے ۳۶ سال تک دنیا دیکھ چکی ہے۔ اور اس کا بیٹھا بیل کھا چکی ہے۔

بارہ ربیع الاول کو آنے والے رسول کو انساؤں کے لیے جو دستور حیات دیا گیا وہ صرف دستور کی حد تک نہیں رہا بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایک ایک حکم پر عمل کر کے اور عملی طور پر نافذ کر کے دکھا دیا حتیٰ کہ یہ اعلان کر دیا گیا کہ جو کوئی اس دستور کا عملی نمونہ دیکھنا چاہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دیکھ لے اور اس کی روشنی میں چلے۔

**لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ مِنَ النَّاسِ مِنَ الْآخِرِ**۔

تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہت رہے یعنی اس شخص کو جسے خدا (نے) ملے، اور نماز قیامت (کے آنے) کی امید ہو۔

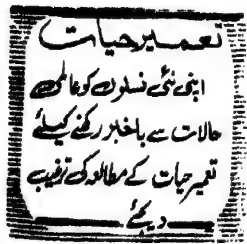
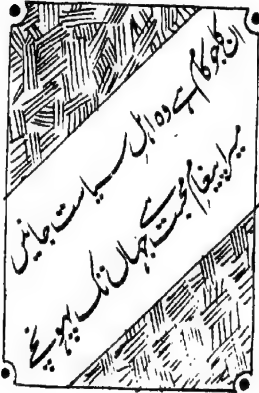
اس وقت دنیا جس حالات سے گزر رہی ہے اور انسانی آبادی ساری ترقیوں اور سہولتوں کے باوجود جن خطرات میں گھری ہوئی ہے، ظلم و زیادتی کی جو گرم بازو اڑی ہے اور انسانی خون پانی کی طرح بہا جا رہا ہے اس کا علاج اگر کہیں مل سکتا ہے تو اسی پیغام اور اسی دستور حیات میں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنا ہے۔

اس پیغام و پیغمبر کا تعلق صرف ربیع الاول کے میلادی جلیوں سے نہیں کہ جب یہ مہینہ آئے تو اس کی یادگار منائی جائے، جیسے جلیوں کے جابین اور بس بارہ ربیع الاول کی آمد تو محمد ید محمد کا ایک موقع ہو تا ہے لیکن خبر متی سے جن لوگوں نے اس پیغام کو سینے سے لگایا اور دل میں اٹھایا اور اللہ کے رسول کی محبت کو لبانہ کا دعویٰ کیا وہی اس کی پوشش کے طور پر منالینے ہی پر اکتفا کرنے لگے ہیں۔ آپ کی لائی ہوئی تعلیمات کو اب گویا سیرت کے جلسوں اور شاعروں تک محدود کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ اور وہ اس طرح کی آپ کی تعلیمات کی سراسر خلاف درزی کر کے میلہ اور بے حجابی کا ماحول بنا دیا

بڑھنے دیکھا تو میرے دل میں یہ بات اتر گئی کہ اسلام میں چھوٹے بڑے امیر و غریب کا انفرادیت نہیں اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔

پیغام محمدی علیہ السلامی تعلیمات کے وسیع و ہر گیر دفتر کو بطور خلاصہ ایمان اور عمل صالح و دفع ظلموں میں بیان کیا جاسکتا ہے ایمان اور عمل ہی دو چیزیں ہیں جو ہر قسم کے محمدی پیغام پر حاوی ہیں اور قرآن پاک میں انھیں دونوں چیزوں پر انسانی فکرت کا دار ہے۔

جب حقیقت یہ ہے تو ہم وسیع اللہ کے حشر اور جلسوں کے وقت اپنا جائزہ لیں کہ ہمارے اندر تعلیمات نبوت محمدی کا عملی حصہ کتنا پایا جاتا ہے۔



حیات سے روگردانی کرے گا اور اپنے عقلی گھوڑے دوڑائے گا اور اپنی جان بھڑکائے گا۔ وجہات کے مطابق قانون بنائے گا۔ تو یقینی بات ہے کہ دنیا میں فساد و بگاڑ پیدا ہو اور انسان اپنے ہاتھوں اپنی تباہی کا سامان پیدا کرے جس کو اس وقت کھلی آنکھوں دیکھا جاسکتا ہے۔

اسلام نے بندوں کا عقلی بگاڑ درست فرمادیا ہے۔ وہ ان تعلیمات کی روشنی میں جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانوں تک پہنچائی گئیں، ملا کسی واسطے کے اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کر سکتا ہے۔ دوسروں کو براہ راست اپنی خطائیں معاف کر سکتا اور اس کی رحمت و عنایت کو اپنی طرف متوجہ کر سکتا ہے۔ اس میں برابری اور مساوات ایسی رکھی گئی ہے کہ ہر شخص جو مسلمان ہے وہ مسائل سے واقف ہے تو نواز کا امام بن سکتا ہے، روزہ ہر ایک رکھ سکتا ہے، اس میں امیر و غریب امتی و ادنیٰ کا کوئی فرق نہیں، نماز میں ایک غریب و ادنیٰ درجہ کا مسلمان اور ایک بادشاہ وقت دونوں کا ندھے سے کا ندھا مل کر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اسلامی مساوات کا یہ وہ نمونہ ہے جس کو دیکھ کر کھیت سی سمیہ روحوں کو اسلام اور ایمان کی دولت نصیب ہو گئی۔ ایسی قریبی زبان کی بات ہے کہ امریکہ کے صوبہ کنٹاکی کے شیلی ڈیرن ڈائریکٹر "رون سیت" نے نماز میں مساوات کا منظر دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔ وہ کہتے ہیں ایک دن میں نے شیلی ڈیرن پر ایک عرب بادشاہ کو خسرو و خسرو اور الطیفان سے تمام نمازیوں کے ساتھ باجماعت نماز

کیا اچھا ہوتا کہ ہم مسلمان دوسری قوموں کے سامنے پیغام محمدی کا وہ عملی نمونہ پیش کرتے جس کو دیکھ کر ان کے منہ میں پانی اٹھاتا اور وہ اس کی طرف بے تابانہ بڑھتیں اور اس کا کلمہ پڑھنے لگتیں۔ آج کسے جین و مسروں دنیا کو معلوم ہوتا کہ ہمارے در و درما اس دستور حیات میں ہے جس کو ان انسانوں کے پیدا کرنے والے اس خالق نے اتارا ہے جو ان کے مزاج و طبیعت ضرورت و تقاضوں اور ان کی ان کمزوریوں کو بھی خوب جانتا ہے جو انھیں مادہ شکر کرتی ہیں "وَلَا تَحْزَنُوا" کیا وہ نہ جانے کاجس نے اس کو پیدا کیا ہے۔ اس لیے اس خالق نے اس کو وہ اصول و ضابطے بنائے ہیں جو اس کی قدرت کے عین مطابق ہیں۔

انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین تو برابر بدلتے رہتے ہیں مگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے انسانوں کو جو دستور حیات ملے اس میں کسی تبدیلی اور بد و بدل کی ضرورت نہیں پیش آتی۔ ہاں جو نیکو یا ہی خدا کا بنا یا ہوا دستور حیات ہے جو مستقبل میں پیش آنے والے تغیرات کو بھی جانتا ہے اور تغیرات پیدا بھی ہوں گے اس لیے اس کی قدرت و مرضی سے ہوں گے۔ اس لیے اسلامی دستور حیات میں وہ ٹپک رکھ دی ہے جو اس کے ماہرین اصول سے فروع اور کلیات سے جزئیات کا استنباط کر کے آسانی پیدا کر دیں اور کہیں کسی زمانہ میں دشواری نہ پیش آئے جب تک اسلام کی جو دو سو سالہ تاریخ نے اس بات کا کھلا ثبوت ہمیشہ کر دیا ہے۔ جب انسان ایسے اعلیٰ اور اعلیٰ قانون اور ضابطہ

# حکمت مدینہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی

تنگنائے سے نکال کر مستول سے اُٹھایا انسانیت کو اس کی کھوئی ہوئی سرداری اور جبین ہوئی آزادی دلائی اسی شہر نے انسانیت پر بدلے ہوئے ہماری بوجھوں کو اتارا۔ اس کے طوق و سلاسل کو جدا کیا جو ظالم بادشاہوں اور نادان قانون دانوں نے ڈال رکھے تھے۔

جس وقت میں نے یہ سوچا۔ اگر یہ شہر نہ ہوتا، اسی وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں دنیا کے بڑے بڑے شہروں کا اسی شہر سے موازنہ کروں اور دیکھوں کہ اگر یہ شہر نہ ہوتا تو دنیا میں تمدن اور انسانیت میں کیا ہوتی! — میرے سامنے ایک ایک شہر آئے اور میں نے دیکھا کہ یہ تمام خیر و شر، بھلائی و شہر آشوب کے لیے زندہ اور آباد تھے، انھوں نے انسانیت کے سرمایہ میں کس بڑی چیز کا اضافہ نہیں کیا یہ مختلف زمانوں میں انسانیت اور تمدن کے مجرم رہے ہیں۔ اپنے ذراستے فائدہ کے لیے بار بار ایک شہر نے سیکڑوں شہروں کو بے پروا کر دیا۔ ایک قوم نے بہت سی قوموں کو اپنی خوراک بنایا، لکنی بار چندا دیوں کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں انسان برباد کر دیے گئے یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کے نقشہ پر اگر یہ شہر نہ ہوتا تو انسانیت و تمدن کا کچھ نہ بگڑتا اور دنیا میں کوئی بڑی کمی نہ ہوتی۔

لیکن اگر مکہ نہ ہوتا تو انسانیت ان مقامی و علاقائی اخلاق و عقائد اور رسوم و عادات سے نہیں دست ہوتی جو اس کا سب سے قیمتی سرمایہ اور اس کا سب سے بڑا تحسن ہے اسی کی بدولت دنیا نے ایمان کی اس لہر اور زوال و دولت کو کبھی سے باجیسے لوگ ضائع کر چکے تھے عالم نے اس قیمتی علم کو باجی و جلیب و خیر کے پردوں میں چھپ چکا تھا، وہ عزت دنیا کو دوبارہ ملی جو کشتیوں اور غلاموں کے ہاتھوں بالاب ہو چکی تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ یہاں انسانیت نے

دیکھنے کی تھی اسی وقت سے میرے دل میں یہ کڑوئیں لینے لگی تھیں۔

جب میں کچھ بڑا ہوا اور مجھے معلوم ہوا کہ جینے جی جنت کو دیکھنا ممکن نہیں ہے ہاں قیاز تک رسائی ممکن ہے سماج کے قائلے برابر آتے جاتے ہیں تو میں نے کہا کہ پھر ایمان کی اس جنت کی سیر کیوں نہ کی جائے، دن پردن گزرتے گئے اور میں بڑھتا گیا۔ جب میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا تو میرا برا تصور تازہ ہو گیا، تھکی دے دے کر ملتا ہی ہوئی تناسیم جاگ گئیں اور میں دس دس رات حج و زیارت کی تمنائیں رہنے لگا۔

پھر ایسا ہوا کہ اس جگہ آپہونچا جس کی زمین پر نہ تو سبز و کافرش ہے اور نہ اس کی گود میں ندیاں کھیلی ہیں۔ اس کے چاروں طرف جلے ہوئے پہاڑ کھڑے پہرہ دے رہے ہیں لیکن بغیر غنیمت نہ اس میں کھاس اگتی ہے نہ اس میں بھول کھلتے ہیں مگر سرزمین سے آسمان بھی جھکے ملتے ہیں

جب میں نے حسن ظاہری سے حالی یہ سرزمین دیکھی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بہتر منظر سے کتنا ہی دست ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ میں نے یہ بھی سوچا کہ اس شہر نے انسانیت کو تمدن پر کتنا بڑا احسان کیا ہے اگر یہ شہر جس کا دامن نکھار یوں سے غلابے۔ روئے زمین بدلتا ہوا تو دنیا ایک سونے کا بیٹھا ہوتی اور انسان محض قیدی! — یہی وہ شہر ہے جس نے انسان کو دنیا کی

لوگوں نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ کچھ چٹائی کر دو، جو کچھ وہاں دیکھا ہے وہ ہمیں بھی دیکھنے کے لیے فرمائش ہے سر پر چشم قبول ہے کہ خط و کبر حبیب کم نہیں دوسرے جیسے

مجھے وہ دن یاد نہیں جب مکہ اور مدینہ کا نام بے لیے نیا تھا۔ اور وہ پہلا دن تھا جب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلستے مدائش اور اسلام کے گہوارے، رسولی شہر دار الحجۃ کے بارے میں کچھ سنا ہو، میں نے تمام مسلمان بچوں کی طرح

ایسے ماحول میں پرورش پائی جہاں قیاز ن دونوں متبرک شہروں کا تذکرہ ہوتا ہی ہے۔ مجھے بھی طرح یاد ہے کہ لوگ تیزی اکثر کہ مدینہ کہتے تھے، گویا وہ ایک ہی کا نام ہے، وہ لوگ جب بھلائی میں سے شہر کا ذکر کرتے تو دوسرے کا بھی ضرور رتے، انھیں باتوں سے میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ ہاں ایک شہر کے نام ہیں، مجھے اس فرق کی اس وقت ہوتی جب میں کچھ بڑا ہو گیا اور مجھے بالکل اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ دونوں الگ مختلف شہر ہیں امدان کی درمیانی مسافت کچھ کم

میں نے ہمچیں میں جس طرح لوگوں کو جنت ل کی نعمتوں کا بڑے شوق سے ذکر کرتے ہوئے اس طرح حجاز اور اس کے دونوں شہروں کا وہ بھی سنا تھا جنت کو حاصل کرنے اور حجاز



نیا جنم لیا اور تار تار سے سر سے ڈھل کر نکلی۔  
لیکن مجھے ہوا کیا ہے جو میں کہتا ہوں، اگر مکہ نہ ہوتا، اگر مکہ نہ ہوتا تو کیا ہو جاتا؟ مکہ تو اپنے خشک پہاڑوں، ریتیلے ٹیلوں بلکہ خانہ کعبہ اور زمزم کے منبر کے کناروں کو اپنی گود میں لئے ہوئے جھکی مہدی سیمی تنک برابر سوتا رہا ہے۔ اور انسانیت سسکتی اور دم توڑتی رہی ہے لیکن اُس نے مدد کا کوئی ہاتھ نہ دیا تھا، مگر اس وقت تک خشک پہاڑوں اور ریتیلے ٹیلوں سے گھر بھرا دنیا سے الگ تنگ اس طرح زندگی کے دن کاٹ رہا تھا گویا انسانیت کے کنبوں سے اس کا کوئیے جوڑ نہ تھا، دنیا کے نقشے سے الگ تھا۔

اس لیے مجھے یہ کہنا چاہیے کہ مکہ نہیں بلکہ مکہ کا وہ عظیم الشان فرزند اگر نہ ہوتا جس نے تاریخ کے رخ کو بدل دیا زندگی کے دھارے کو موڑ دیا۔ اور دنیا کو ایک نیا راستہ دکھایا تو دنیا کا یہ نقشہ نہ ہوتا۔

یہ سوچتے سوچتے میری آنکھوں کے سامنے چند مناظر بھر گئے، مجھے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے قریش کا سردار بن تھا خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے، وہ اس کا خانہ اڑا رہے ہیں اس سے بد زبان کر رہے ہیں لیکن وہ انتہائی اطمینان کے ساتھ طواف کر رہا ہے۔ جب وہ طواف ختم کرتا ہے تو خانہ کعبہ میں داخل ہونا چاہتا ہے لیکن خانہ کعبہ کے کلید ہوا عثمان بن طلحہ اسے سختی سے روکتے ہیں، سردار میرے کام لینا ہے اور کہتا ہے، عثمان! وہ دن بھی کیا ہوگا، جب یہ ننھا میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جیسے چاہوں گا اسے دوں گا؟“ عثمان کہتے ہیں۔“ اس دن کیا قریش ختم ہو چکے ہوں گے؟“ وہ جواب دیتا ہے۔“ نہیں بلکہ اس دن انھیں حقیقی عزت ملے گی۔“

پھر مکہ نے دیکھا کہ ہی سہرا فسخ کر کے مکہ

خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے اس کے ساتھ جنم لے اپنے کو..... اس بدتر قیام کر رہا تھا اس کے اور گرد و برادار جمع ہو رہے ہیں، اس وقت وہ کعبے کے کلید ہوا کر بلا تار ہے اور کہتا ہے، عثمان! لو یہ تمھاری گنجی ہے، آج کا دن نیکی اور ایفائے عہد کا دن ہے۔“

مارے شاخ شاہد ہے کہ وہ شخص صرف اس گنجی کا مالک نہیں ہوا جس سے وہ خانہ کعبہ کے دروازہ کو کھول سکتا تھا بلکہ اس کے پاس وہ گنجی بھی تھی جس سے وہ انسانیت کے ان تالوں کو کھول سکتا تھا جو کسی عظیم اور فلسفی سے اس وقت تک نہیں کھل سکے تھے۔ یہ گنجی قرآن کریم ہے جو اسے بد زبان کیا گیا۔ رسالت ہے جو اسے سونپی گئی جو انسانیت کی ساری گتھیوں کو سلجھا سکتی ہے اور ہر زمانہ کی مشکلات کا حلہ پیش کر سکتی ہے۔

جے کے بعد کلینے شوق کے بروں پر اڑتا ہوا مدینہ منورہ کی طرف چلا محبت اور وفا کی کشش مجھے مدینہ منورہ کی طرف بے ساختہ کھینچ رہی تھی راستہ کی زمینوں کو میں رحمت سمجھ رہا تھا اور میری نگاہ کے سامنے اس پہلے سادہ کا نقشہ گھوم رہا تھا جس کا نام اسی راستہ سے گیا تھا اور اس نے اس راستہ کو اپنی برکتوں سے بھر دیا تھا۔

جب میں مدینہ منورہ پہونچا تو سب سے پہلے میں نے مسجد نبوی میں در رکعت نماز ادا کی اور سادات کے نصیب ہوئے برائے کا شکر ادا کیا، پھر میں آپ کے سامنے حاضر ہوا، میں آپ کے ان سے اسانات کے نیچے دبا ہوا تھا، جن سے عہدہ براؤٹو ملکی نہیں میں نے آپ پر درود و سلام بڑھا اور گواہی دی کہ بیشک آپ خداوند کا پیغام کا پورا پورا نیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپی ہوئی امانت کو پورا پورا ادا کیا امت کو یہ ملگا راہ دکھائی اور اللہ کی راہ میں دھواں پس تک بڑی پوری کوشش کی اس کے بعد میں نے آپ

کے دونوں محترم دوستوں کو سلام کیا، یہ دونوں ایسے دوست ہیں جن سے مجھ کو معافیت کا حق ادا کرنے والا تاریخ انسانی میں نظر نہیں آتا اور نہ کوئی ایسا جانشین دیکھائی دیتا ہے جس نے ان سے زیادہ اچھی طرح جانشینی کے فرائض کو ادا کیا۔ درود و سلام سے فارغ ہو کر میں منتظر

کی طرف گیا یہ زمین کا ایک چھوٹا سا قطعہ ہے جہاں صدق و صفا، جہود و وفا کا انمول خزانہ دفن ہے۔ طوفان ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز نہیں وہ لوگ سود ہے ہیں جنھوں نے آخرت کے لیے دنیا کی زندگی کو چھوڑ دیا یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے تئیں اور اپنے دین کی خاطر وطن پر غریب وطنی کو ترجیح دی انھوں نے رسول کے قبول پر ہرے بننے کے لیے رشتہ داروں اور دوست احباب کے بڑوں کو ہیشہ کے لیے خیر یاد کیا۔

بِصَالِ صَدَقَ اَمَّا غَاثُهَا وَاللّٰهُ عَلِيْهَا  
بعض لگا لیے ہیں، جنھوں نے اللہ سے جو عہد کیا ہے پورا کیا یہاں سے فارغ ہو کر میں احد کی طرف گیا، احدہ پاک اور دلکش سرزمین ہے جہاں محبت و وفاداری کا سب سے دلکش منظر دیکھنے میں آیا اسی میدان میں انسانی تاریخ نے ایمان و یقین کو جیتے جاگتے کروادوں کی شکل میں دیکھا نہیں ہے بہادری اور شجاعت کے الفاظ اللہ کو میسر ہوئے اسی خندے پاک محبت اور نادر دوستی کا نمونہ دنیا کو دکھایا۔ یہاں پہونچ کر مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں انس بن نضر بنی النضر کو کہتے ہوئے سن رہا ہوں۔ مجھے احمد پہاڑ کے اسی طرف سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ مجھے کچھ ایسا محسوس ہوا جیسے سعد بن ساد بنی النضر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر شہادت سن کر کہہ رہے ہوں۔“ اب آپ کے بعد جنگ و جہاد کا کیا لطف؟“ اور اسٹیج بول لے رہے ہوں

لیکن آپ کے بعد زندگی کا بھی کیا مزہ؟  
اسی احمدیہ ہائیڈرگوڈ میں حضرت ابوہریرہؓ  
نے اپنی پشت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
ڈھال بنا دیا تھا، یہ لڑو دجائے کی پشت کو جو جسد  
رہے تھے، لیکن انہیں جہنم بھی نہ ہونی تھی، اسی جگہ  
حضرت طلحہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر برسے  
وے کی سرد کو اس طرح اپنے ہاتھ پر لیا کہ ہاتھ  
شل ہو کر رہ گیا، اسی میدان میں حضرت حمزہؓ  
شہید ہوئے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گئے  
مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو قریش کے بڑے  
نازیر و دروہ و فوجان تھے اسی جگہ اس حالت میں شہید  
ہوئے کہ ان کے لیے کفن بھی پیش نہ تھا، ایک کھل  
تھاجس سے اگر سر چھپایا جاتا تو پیر کھل جاتے پیر  
ڈھانکے جاتے تو سر بہرہ نہ ہو جاتا۔

اے کاش! اعداد نیا داؤں کو اپنے اس  
جنت کے خریدنے سے کچھ دے دیتا کاش! آج  
دنیا کو اس بھیلے ایمان اور یقین کا کوئی ذرہ بھی  
نصیب ہو جاتا، اگر ایسا ہو جائے تو اس دنیا کی  
تمت بدل جائے اور یہ دنیا جنت بن جائے۔  
لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے ہمیں قاتلہ  
کی سیر کرائی اور وہاں کی اہم شخصیتوں سے تعارف  
کرایا تم نے دمشق اور اہل دمشق کی باتیں سنائیں  
اور وہاں کے ارباب و علماء سے ملایا، تم ہمیں  
شرق و وسطے گئے اور وہاں کی سیر کرائی اب  
حجاز اور حجاز کی نمایاں شخصیتوں کا بھی تعارف  
کراؤ۔ لیکن میں کیا کروں حجاز کی تو ایک  
ای ہستی ہے جس کی باتیں کئے جانے جس کی وجہ سے  
حجاز مجاز ہے اور عالم اسلام، عالم اسلام ہے خط  
آبروئے مازنامہ مصطفیٰ است  
سورج کے سامنے غاروں اور چراغوں  
اور اس کی روشنی سے روشن ہونے والے  
فضوں کا کب ذکر، بس یہی حجاز کی

کہانی ہے اور یہی حجاز کا تعارف!  
ماہیچہ خواندہ ایم فارغوش کردہ ایم  
الاحدیث دوست کہ تکرار می کفر  
(ماخوذ از کاروان مدینہ)

### القبیرہ محل العین کے مدینہ

سفر کرنے اور سفر نامہ لکھنے کے ساتھ ساتھ سفر قریبی  
علمی، فکری، ثقافتی اور تمدنی دنیا کی تاریخ کا  
کتنا مطالعہ کیا ہے اور اس سے کتنا فائدہ اٹھا لیا کہ  
اس کو مختلف کتابوں کے سانچے میں ڈھالا ہے  
اس کا ثبوت ان کی ذیل کی شخصیات جعفر انیسہ  
جزیرۃ العرب، مقامات مقدسہ، دوہینہ نامہ  
میں سماج کی تسلیم و تربیت اردو میں، اور  
عربی میں النقد الادب العربی۔ تاریخ الادب العربی

مختار النقد العربی، الثقافتہ الاسلامیہ سے ملتا  
ہے۔ ایک مختصر سے سفر نامہ براس انداز کا تبصرہ  
قاری کے ہاتھ میں اعتماد کی گندیل دے کر پڑھنے  
کا شوق دلانے کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔  
حالانکہ وہ علمی دنیا میں معروف ہیں کسی تعارف کی  
ضرورت نہیں تھی۔ یہ سفر نامہ خود ان کا تعارف  
کرا جائے گا جس کا پڑھنا ہر صاحب علم اور خصوصاً  
بندہ فہم اور بالخصوص علماء و طلبہ کے لیے ضروری  
اس لیے کہ سفر نامہ میں ان بڑے شخصیتوں کا ذکر ہے  
جن کا ذکر مقدمہ نگار نے اس طرح کیا ہے۔

جہزب انسانی تاریخ کے کسی دور نے ایسی  
یادگاریں نہیں چھوڑی ہیں یہاں کے ذرے ذرے  
میں شمس و قمر خوابیدہ ہیں وہ خلی جن کی نہاد  
نوری تھی وہ بندے جو ملاصافت تھے

## اعلان

### منجانب: کلیۃ التربیۃ دارالعلوم ندوۃ العلماء

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فضلاء کو تدریس کی مشق کرانے کے

لیے ایک پندرہ روزہ تربیتی کیمپ اس سال جامعہ اسلامیہ مظفر پور  
قلندر پور اعظم گڑھ میں ۱۰ جولائی سے ۲۵ جولائی تک قائم ہوگا اس  
کیمپ میں شرکت کے لیے دو سہ مدارس کے فارغ التحصیل اور مدارس  
اسلامیہ کے مدیرین بھی شرکت کر سکتے ہیں۔

جاہتھام۔ مولانا تقی الدین صاحب ندوی مظاہری  
بانی مدرسہ اسلامیہ مظفر پور قلندر پور اعظم گڑھ استاذ حدیث جامعۃ العین (اللطیف)

## اسوہ رسول کی روشنی میں

☆—————☆

ہو تو وہ بھی غلامی کے لئے خلق نہیں ہوئی۔

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ الْفُقَرَاءُ رَبُّكُمْ أَلَيْسَ الَّذِي  
خَلَقَكُمْ مِنْ أَنْفُسٍ وَأَحَدًا وَهُوَ خَلَقَ

مِنْهُمْ أَزْوَاجَهُمْ ذَكَرًا وَمَرْثًا رِجَالًا لَّا يَرْبُوا  
وَأَنْتُمْ كَالْفُقَرَاءِ الَّذِي تَسَاءَلُونَ  
بِهِمُ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ  
قَرِيبًا۔ (نساء)

اے انسانو! اور اپنے پروردگار سے جس نے  
جہیں ایک نفس واحد سے پیدا کیا۔ اور اس سے  
اس کا جوڑا پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے اتنے  
سارے مرد اور عورتیں پیدا دیں اور ذوالنثر  
سے جس کے نام سے ایک دوسرے کے مطالبات  
مقوق کرتے ہو، اللہ سے ذر و حقوق قرابہ غلام  
کرنے سے بھی یقیناً اللہ تمہارا پر حال میں نظر آئے گا  
الفاظ پر غور ہو سارے انسانوں کی اُرد

ہوں یا عورت اصل ایک ہی ہے۔ ایک جوڑے سے  
مردوں اور عورتوں کی ساری نسلیں جلی ہیں۔ جذبات  
کی یکسانی کے اظہار کا اس سے بہتر طریقہ اور کیا ہو سکتا  
تھا۔ پھر حقوق پر مراحت سے ڈرایا ہے۔ اور حقوق  
قرابت کے لئے غایت اہتمام سے یہ کہ ان کے ذکر کا  
عطف خود اپنے ذکر پر کیا ہے۔ اور ارشاد ہوتا ہے۔  
"فَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ  
أَزْوَاجًا۔ (روم - ع ۳)

جہیں میں سے، تمہاری ہی جنس سے بہیں سے  
لدہوا جاتا ہے ان مذاہب باطلہ کا مضمون نے  
مدت تک عورت کو بغیر روح کے مانا۔ ارشاد ہوتا  
ہے اور اسے بڑھاپے نشان قدرت کے پیش نظر نہ  
ہیں کہ عورت تو تمہاری جنس کی چیز ہے۔ تم سے  
فرد تر، بہت تر کوئی دوسری جنس نہیں۔ اس کھ  
آفرینش سے بغرض نہیں کہ تم اسے باندی بنا کر رکھ  
بلکہ وہ تو اس لئے ہے کہ۔

"بَشِّرُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنَّ لَهُمْ  
عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (نساء - ع ۱۳۰)

وَذُرْجَةً

تم اس سے تسکین و راحت، سکون خاطر حاصل  
کرو اور دونوں کے درمیان رشتہ اولیٰ قائمی

اور کثرت کی تا نہیں بھرت و الفت کا قائم کر دیا ہے  
الفاظ اس قدر صاف و واضح ہیں کہ حاجت  
رکھی تشریح کیلئے حاشیہ آرائی کی اصل مقصود

زندگیوں کو محبت و اخلاص سے تیر کر بنا دینا ہے۔  
اور جس لوگوں کی فطرت سلیم ہے وہاں بھلا اللہ ہی کیفیت  
پائی جاتی ہے۔ یاں یوں ایک دوسرے پر بفر لیتے ہیں  
ہیں۔ لیکن جہاں بد قسمتی سے مذاق فاسد پھیل  
ہیں وہاں کے لئے ارشاد ہوتا ہے۔ "فَأَنْزِلْهُمْ  
فَقَسَىٰ أَنْ تَكْفُرُوا شَيْئًا وَقَدْ جَعَلُوا بَيْنَهُمُ  
كُتُوبًا" اگر تمہیں صورت سیرت میں کوئی عیب  
بھی معلوم ہو تو تمہیں کیا خبر کہ جو شے ناپسند ہوئی  
ہو اللہ نے اس میں کوئی بڑی مصلحت کوئی بڑھ  
منفعت نہ رکھ دی ہو؟ آیت کے اس ٹکڑے کے مرقہ  
کے بعد شوہر کے دل میں کچھ کشیدگی ہوئی کی طرف سے  
باقی رہ سکتی ہے؟

حق انفری مرد کو یقیناً حاصل ہے "الزَّيَّالُ  
قَوَّامُونَ عَلَى النَّسَاءِ" مرد کی فضیلت و برتری  
بالکل سبب و برحق، وَلِيَّزَّجَالٍ عَلَيْنَ وَذُرْجَةً۔  
لیکن جو افسر وہ اپنے حق کا استعمال یوں کر کرے  
اس کا جواب بھی قرآن لائے والے کی زبان سے سنیے۔  
ابو ہریرہؓ کا صحابی معلم کائنات کا ارشاد نقل کرتے ہیں  
"استوصوا بالنساء خیراً فانھن خلقن  
من ضلع فان ذھبت قعبہ کسرۃ وان  
ترکته لعلیزل اعوج فاستوصوا بالنساء  
خیراً۔ (صحیح بخاری)

نصیحت قبول کرو عورتوں کے باب میں نرمی  
کا اس لئے کہ ان کی علفت پسلی سے ہوتی ہے  
اگر تم اس کو بھرا کر گرنے کی فکر میں گئے ہے  
تو اسے توڑ کر گرہ لگے اور تم اس کے حال پر

اسے رہنے دو گے تو کبھی بدستور رہے گا پس  
نصیحت قبول کرو عورتوں کے باب میں نرمی رکھو۔  
خیال کیے کے دیکھئے کہ رحمت کے ساتھ بھلاؤ

اور ملائمت کی تاکید اس درجہ ہے۔ حکم شروع بھی اسی  
سے ہوا اور ختم بھی اسی پر۔ درمیان میں ارشاد کھ  
رحمت بیان ہوتی ہے۔ "یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا  
الزَّوْجَ الَّذِي تَزْنُونَ حَتَّىٰ تَكُونُوا كَالْحَدَثِ  
الَّذِي تَمَسُّهُ" لیکن اگر کبھی کی طرف سے  
سے تو نہ نہیں کی جہلے گی تو خرابی جوئی توں ہے  
گی۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ املاص کی کوشش نہ  
کھ رہو۔ لیکن ہمیشہ نرمی اور سہولت سے محبت سے  
آج محبت کے اثر سے "ہندیت کے تسلط سے  
فراس پر کیا جاتا ہے کہ کم ہوئی سے ہتے نہیں دبا  
کر رکھتے ہیں لیکن رسول اسلام کو اس پر فقر نہ تھا  
ہاں ہوئی کی حیثیت، ماما اصل کی، پیش خدمت  
کی لوندی باندی کا نہیں اللہ کی بخشش ہوئی بہترین  
نعمت کی تھی۔

"عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم ارشاد کان یقول ما استفاد  
المومن بعد لقوی اللہ خیر اللہ من  
زوجة صالحة" (ابن ماجہ)  
ابو امامہ صحابیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی  
فرمایا کہ تمہارے کمومن کے لئے تقویٰ الہی کے  
بعد کوئی نعمت یک سیرت ہوئی سے بڑھ کر نہیں۔

مہاک ہیں وہ نعمت والے جو نعمت کی قدر کر لیں  
ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ اس فانی و ناپائیدار  
دنیا کی نعمتوں میں کوئی نعمت یک سیرت ہوئی سے  
بڑھ کر نہیں۔

"عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم قال اما الدنیا متاع ولیس  
من متاع الدنیا شیء الا فضل من  
المروءة الصالحة" (ابن ماجہ)

المرأة راعية على بيت زوجها -  
حور حاکم ہے اپنے شوہر کے گھر پر۔  
یہ شاعری نہیں حقائق ہیں۔ انشا پر واری  
نہیں خدا و رسول کے احکام ہیں۔

”و یقیم ولا یجرح الرافی المبتی“  
اس میں جب نہ نکالے دینی صورت سیرت کی  
جھو نہ کرے، اور نہ ہو کر اسے جھوڑ کر کہیں  
اور جلا جائے کہ گھر والے اسے اسی مکان میں لایا ہو،  
ایک دوسری طویل حدیث کے آخر میں اس  
سے زیادہ تاکید تصریح کے ساتھ آتا ہے۔

عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فرمایا کہ دنیا چند بھروسے ہے..... لیکن اس چند  
روزہ عیش دنیا میں کوئی شے نیک سیرت نبوی  
سے بڑھ کر نہیں۔

رسول کو رسول ماننے والے سبق لیں حیات  
طیبہ کے ان دو اہم ترین واقعات سے حضور پر جب  
اول دجی نازل ہوئی تو قلب مبارک کئی وقت قدرتی  
بے چینی تھی اس وقت ذات مبارک کو تسکین دینے  
والی اور سلامت پر سب سے پہلی ایمان لانے والی  
ہستی کسی دوست و عزیز کی نہیں ام المومنین خدیجہ  
الکبریٰ کی تھی۔ اسی طرح جب روح مبارک کسی کے  
دیدار کے لئے پہنچے اس جسدِ طاہر سے ہمیشہ  
لے جلا ہو کر تھی تو عین اس وقت سر مبارک اس  
کے نانو پر تھا، عزیزوں میں سے کسی مرد  
کے نہیں ام المومنین عائشہ صدیقہ کے۔ یہ ہے  
اسلام میں نبوی کا مقام!

### ناشر محضرت توجہ دیں

جونہی محضراتِ اشاعی ادارے یا ادیب شاعر  
اپنی کتابیں بصرہ کے لئے ہمیں رفا کرتے ہیں وہ اس کا  
مشرور خیال رکھا کریں۔

(۱) کتاب سے زیادہ سے زیادہ ایک سال کے عرصہ  
کے دوران شائع ہوتی ہو، زیادہ برائی کتابوں پر بصرہ  
ملک نہیں ہے۔

(۲) چند صفحات پر مشتمل بھلا قسم کی کتابیں بھیجے  
کا کوئی فائدہ نہیں ہے نہ ہی تصدیق نگاہ کے پاس وقت ہے  
اور نہ ہی توہم حیات کے صفحات میں اس کی گنجائش ہے۔

”الا وحققن علیکم ان تحسنوا البیہن  
فی کسوتھن وطعامھن“ (ترمذی ابن ماجہ)  
خبردار ہو کہ بیویوں کا حق یہ ہے (لفظ حق) باوجود  
رہے۔ کوئی رعایت اور احسان نہیں رکھنا  
اور لباس میں ان کے ساتھ بہتر سے بہتر طریقہ برتنو  
بیوی اپنے شوہر کے گھر میں حاکم و مخیر رہتی  
ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب کا مسئلہ  
عنوان ہی یہی رکھا ہے۔ المرأة راعیة بیت زوجها  
اور اس کے تحت جو حدیث درج ہے خود اس میں یہ  
الفاظ موجود ہیں۔

سسرال میں بیوی جو کچھ کھاتی ہے اپنے حق  
سے جو کچھ باقی ہے اپنے حق سے۔ بلکہ ملکی نہیں کر خیرات  
کچھ کر تیس کھا کر دو چار پیسے اس کے کنگے ڈال  
دیں شال لگا کر نہیں کہ رات کی باسی روٹی کے ٹکڑے  
اس کے دامن میں پھینک دیئے۔ علم و حکمت کی اہی  
کان میں اس کا نام حدیث نبوی ہے۔

”عن حکیم بن معاویہ عن ابیہ ان  
رجلاً سأل النبی صلعمہ ما حق المرأة  
على الزوج قال ان تطعمہ اذا طعمہ و  
ان یکسوھا اذا کتمت۔ (ابن ماجہ)  
ایک روایت حکیم بن معاویہ کے حوالے سے آئی  
ہے کہ ایک شخص نے خدمت نبوی میں ملکر  
عرض کی کہ شوہر پر بیوی کا کیا حق ہے فرمایا  
کہ شوہر جب خود کھائے تو اسے بھی کھلائے  
جب خود پینے تو اسے بھی پہنلائے۔  
اس کے بعد یہ الفاظ آئے ہیں۔

### چھوٹے مسلم سے ہی تم ثریا کہ کشان

قاری ہدایت اللہ مدلیجی برائت لکھنؤی

علم حاصل کرنا ہو گا جی لگا کر اب یہاں  
تم یہ نازاں ہو گا اک دن کچھ لینا آسمان  
چھوٹے مسلم سے ہی تم ثریا کہ کشان  
خدمتِ استاد سے کوشش ہے ہو گے کامران  
ثقیلت کا ہر طرف ہے دور دور رہے گماں  
آبدیدہ کتنا ہم اہم تم ہو کتنے دھماں  
نہی گاہے خوش نصیب سے تمہیں موقع یہاں  
ناز ہو پس فیصلوں میں وقت سارا لپٹا گماں

آنے ہوتے جھوٹے ماں باپ سبائی اور مکان  
علم کی تحصیل میں مگر تم رہو گے مستعد!  
شعب کی مانند ہو گا جب کتاب رات بھر  
سہلندی کا سبب ہے خدمتِ مادر پدر  
دکھو! افسوس کو اپنے بھول جانا نا کہیں  
ان سے بوجھو داخلہ بندے میں جن کا نڈا ہوا  
بلکہ زہر ہے دکھو تم نے ملے کا حساب  
ہر نفس بخش نظر ہو نظم و ضبط و انتظام

کامزن رہنا ہدایت بس یونہی با ذوق و شوق  
ہے دما ہو بچاے منزل تک خدا تے مہربان

# سیرت النبی کے جلسے اور جلوس

مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کراچی

آپ کا ذکر مبارک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک انسان کی عظیم ترین سعادت ہے اور اس روئے زمین پر کسی بھی ہستی کا تذکرہ اتنا باعث اجر و ثواب اتنا باعث خیر و برکت نہیں ہو سکتا جتنا سرور کا ثناء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہو سکتا ہے۔ لیکن مذکورہ کے ساتھ ساتھ ان سیرت طیبہ کی محفلوں میں ہم نے بہت سی ایسی غلط باتیں شروع کر دی ہیں جن کی وجہ سے ذکر مبارک کا صحیح فائدہ اور صحیح قرعہ ہمیں حاصل نہیں ہو رہا ہے۔

سیرت طیبہ اور صحابہ کرام

ان غلطیوں میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ ہم نے سرور کا عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک صرف ایک مینیہ یعنی ربیع الاول کے ساتھ خاص کر دیا ہے، اور ربیع الاول کے بھی صرف ایک دن اور ایک دن میں بھی صرف چند گھنٹے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر کے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کر دیا ہے یہ تصور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ساتھ اتنا بڑا غلط ہے کہ اس سے بڑا غلط سیرت طیبہ کے ساتھ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پوری زندگی میں ہمیں یہ بات آپ کو نظر نہیں آئے گی۔ اور نہ آپ کو اس کی ایک مثال ملے گی

مراختوں نے ۱۲ ربیع الاول کو خاص جشن منایا ہو۔ عید میلاد النبی کا اہتمام کیا ہو، یا اس خاص مہینے کے اندر سیرت طیبہ کی محفلیں منعقد کیا ہوں۔ اس کے بجائے صحابہ کرام کا طریقہ یہ تھا کہ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ سرور کا روحانہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ جہاں دو صحابہ ملے انھوں نے آپ کی احوال اور آپ کے ارشادات، آپ کی دی ہوئی تعلیمات کا، آپ کی حیات طیبہ کے مختلف واقعات کا تذکرہ شروع کر دیا۔ اس لئے ان کی ہر محفل سیرت طیبہ کی محفل تھی۔ ان کی ہر نشست سیرت طیبہ کی نشست تھی۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور تعلق کے اقبال کے لئے کبھی مظاہروں کی ضرورت نہ تھی کہ عید میلاد النبی منائی جا رہی ہے اور جلوس نکالے جا رہے ہیں، جلسے ہو رہے ہیں۔ چراغاں کیا جا رہا ہے۔ اس قسم کے کاموں کی صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔

اسلام رسمی مظاہروں کا دین نہیں

بات درحقیقت یہ تھی کہ رسمی مظاہرہ کن صحابہ کرام کی عادت نہیں تھی، وہ اس کی روح کو اپنانے ہوئے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں کیوں تشریف لائے تھے؟ آپ کا کیا بیجا تمنا؟ آپ کی کیا تعلیم تھی؟ آپ دنیائے کیا چاہتے تھے؟ اس کام کے لئے انھوں نے اپنی ساری زندگی کو وقف کر دیا۔ لیکن اس قسم کے کسی مظاہرے نہیں کئے۔

اور طریقہ ہم نے غیر مسلموں سے لیا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ غیر مسلم اقوام اپنے بڑے بڑے لیڈروں کے دن منا یا کرتی ہیں۔ اور ان دنوں میں خاص جشن اور خاص محفل منعقد کرتی ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی ہم نے سوچا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کے لئے عید میلاد النبی منائیں گے۔ اور یہ نہیں دیکھا کہ جن لوگوں کے نام پر کوئی دن منایا جاتا ہے حقیقت یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی زندگی کے تمام لمحات کو قابلِ اقتدار اور قابلِ تقلید نہیں سمجھا جاسکتا، بلکہ یا تو وہ سیاسی لیڈر ہوتے ہیں۔ یا کسی اور دنیاوی معاملے میں لوگوں کا قائد ہوتا ہے، یا صرف اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے اس کا دن منایا گیا لیکن اس قائد کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قابلِ تقلید ہے۔ اور اس نے دنیا میں جو کچھ کیا، وہ صحیح کیسے، وہ محمود اور غلطوں سے پاک تھا لہذا اس کی ہر چیز کو اپنا یا جلے۔ ان میں سے کسی کے بارے میں بھی یہ نہیں کہا جاسکتا۔

آپ کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے

لیکن یہاں تو سرور کا روحانہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کو بھیجا ہی اس مقصد کے لئے تھا کہ آپ اللہ کے سامنے ایک مکمل اور بہترین نمونہ پیش کریں، ایسا نمونہ بن جائیں، جس کو دیکھ کر نفل اتاریں۔ اس کی تقلید کریں، اس پر عمل پہنچا دیں، اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اس غرض کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ آپ کی زندگی کا ہر ایک لمحہ ہمارے لئے ایک مثال ہے، ایک نمونہ ہے۔ اور ایک قابلِ تقلید عمل ہے۔ اور میں آپ کی زندگی کے ایک ایک لمحے کی نفل اتار رہی ہوں۔ اور ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا یہ فریضہ ہے، لہذا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو دنیا کے دوسرے لیڈروں پر قیاس نہیں کر سکتے  
 کہ ان کا لیڈنگ دن مثالی اور بہت ختم ہو گا۔ بلکہ سارے  
 دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو ہمارے  
 زندگی کے ایک ایک شعبے کے لئے الہ تعالیٰ نے  
 نمونہ بنا دیا ہے۔ اور سب چیزوں میں ہیں ان کھس  
 اقتدا کر رہی ہے، ہماری زندگی کا ہر دن ان کی یاد  
 منانے کا دن ہے۔  
 کئے انہیں پڑھ رہا ہے۔ بلکہ مخلوق کو راہنمائی کرنے  
 کے لئے اور مخلوق میں الہ تعالیٰ اور ان کی کار عبادت  
 کے لئے پڑھ رہا ہے، اس لئے وہ ایسا ہے جیسا اس  
 نے اللہ کے ساتھ مخلوق کو شریک ٹھہرایا، اتنا اچھا کام  
 تھا، لیکن صرف نیت کی خرابی کی وجہ سے بیکار ہو گیا  
 اور ارباب باعث نماہ بن گیا۔  
 یہی معاملہ سیرت طیبہ کے سننے اور سنانے

ہمارے کانیت درست نہیں

منانے کا دن ہے۔

یہی معاملہ سیرت طیبہ کے سننے اور سنانے کا ہے۔ اگر کوئی شخص سیرت طیبہ کو صحیح مقصد صبح نیت اور صبح جہزہ سے سننا اور سنانا ہے تو یہ کام بلاشبہ بزرگ عالم الشان ثواب کا کام ہے اور باعث خیر و برکت ہے۔ اور زندگی میں انقلاب لانے کا موجب ہے، لیکن اگر کوئی شخص سیرت طیبہ کو صحیح نیت سے نہیں سنانا، اور صبح نیت سے نہیں سنانا ہے، بیکلاس کے ذریعہ اور اغراض و مقاصد دل میں جیسے ہوئے ہیں۔ اور جن کے تحت سیرت طیبہ کے جلسے اور مجلسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ تو یہ بڑے گھائے کا سودا ہے، اس لئے کہ ظاہر میں تو نظر آ رہا ہے کہ آپ بہت نیک کام کر رہے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ انسان الہ کا سبب بن رہا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ سیرت کی مجلسیں اور جلسے جو جگہ منعقد ہوتے ہیں، اور ان میں بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بیان کیا جاتا ہے لیکن بات دراصل یہ ہے کہ کام کتنا ہی اچھے سے اچھا کیوں نہ ہو۔ مگر جب تک کام کرنے والے کی نیت صحیح نہیں ہوگی جب تک اس کے دل میں داعیہ اور جہزہ صحیح نہیں ہوگا۔ اس وقت تک وہ کام بے کا، بے فائدہ، بے مصون، بلکہ بعض اوقات مضر، نقصان دہ اور باعث گناہ بن جاتا ہے، دیکھئے! ناکام کتنا اچھا عمل ہے اور اللہ تعالیٰ کی

نیت کچھ اور ہے

اس نقطہ نظر سے اگر ہم اپنا جائزہ لے کر دیکھیں تو ہرے دل سے نیک نیتی کے ساتھ اپنے گمراہیوں میں ڈال کر دیکھیں کہ ان تمام مضمحلوں میں جو جگہ جگہ مفقود ہو رہی ہیں، کیا ان کے منتقلین اس بنا پر عقل مفقود کر رہے ہیں کہ کہاں مفقود اللہ تعالیٰ کی گواہی کر رہے ہیں؟ اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی مقصود ہے؟ کیا اس نے عقل مفقود کر رہے ہیں کہ گمراہیوں میں اللہ علیہ وسلم کی توصیلات ان مضمحلوں میں سنیں گے اس کو اپنی زندگی میں ڈھالنے کی کوشش کریں گے؟ بعض اللہ کے نیک و صالح بندے ایسے بھی ہوں گے جن کی بیزاری ہوگی۔ لیکن ایک عام طرز پر دیکھ لیں تو یہ نظر آئے گا کہ

مغفل متعقد کرنے کے مقاصد ہی کے اور ہیں، جنہیں ہی  
 کے اور ہیں، یا نہت نہیں ہے کہ اس جملے میں شرکت  
 کے بعد ہم تمام صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا  
 ہونے کی کوشش کریں گے، بلکہ نہت یہ ہے کہ کھلے کی  
 کوئی انجمن ہے، جو اپنا اندر سوخ بڑھانے کے لئے جملہ  
 متعقد کر رہی ہے، اور یہ خیال ہے کہ جملہ سیرت النبی ﷺ  
 سے ہماری انجمن کی شہرت بڑھائے گی، کوئی جماعت  
 اس لئے جملہ سیرت النبی ﷺ کو جملہ ہے کہ اس جملہ  
 کے ذریعہ ہماری تعریف ہوگی کہ بڑا شاندار جملہ کیا بیٹھے  
 اعلیٰ درجے کے مقررین بلائے، اور بڑے مجمع نے اس  
 میں شرکت کی اور مجمع نے اس کی بڑی تحسین کی۔ کہیں  
 جملے اس لئے متعقد ہو رہے ہیں کہ اپنی بات کہنے کا کوئی  
 اور موقع تو ملتا نہیں ہے، کوئی سیاسی بات ہے یا کوئی  
 فرد و ازاد بات ہے جس کو کسی اور طبقہ فلاح پر ظاہر  
 نہیں کیا جا سکتا، اس لئے سیرت الہیج کا ایک جملہ متعقد  
 کر لیں، اور اس میں اپنے دل کی بکھڑاس نکال لیں چنانچہ  
 اس جملے میں پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف  
 اور توصیف کے دو پارے جملے بیان ہو گئے اور اس کے  
 بعد پوری تقریر میں اپنے مقاصد بیان ہو رہے ہیں اور  
 فریق مخالف پر کباری ہو رہی ہے۔ اس غرض کے لئے  
 جملے متعقد ہو رہے ہیں۔

مقرر کا جوش دیکھنا مقصود ہے

کوئی شخص اس لئے جیلے میں شرکت کر رہا ہے  
 کہ اس میں فلاں مقرر صاحب تقریر کریں گے۔ خدا جا کر  
 دیکھیں کہ وہ کیسی تقریر کرتے ہیں اسنادہ ہے کہ بڑے  
 جوشیلے اور شاندار مقرر ہیں۔ بڑی دھواں دھار تقریر  
 کرتے ہیں۔ گویا کہ تقریر کا سوز و گداز لینے کے لئے جا رہے ہیں  
 تقریر کے جوش و خروش کا اندازہ کہ نہ کے لئے جا رہے  
 ہیں۔ اور یہ دیکھنے کے لئے جا رہے ہیں کہ فلاں مقرر کیسے  
 جاکر شعر پڑھا ہے کہنے و افغان سنا ہے۔

”من حمل میرائی فکد اشوک ہا اللہ“

(مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۶)

جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھے  
تو گویا اس نے اللہ کے ساتھ دوسرے کو  
شریک ٹھہرایا ہے۔

اس لئے کہ وہ نماز اللہ کو یاد دلا دیتی ہے



## ہر شخص سیرت طیبہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا

قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ:-

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، اور آپ کی حیات طیبہ مشعل راہ ہے۔

یہ ایک پیغامِ ہدایت ہے، اللہ یہ ایک اسوہ حسنہ ہے، ایک مکمل نمونہ ہے، لیکن ہر شخص کے لئے نمونہ نہیں ہے، بلکہ اس شخص کے لئے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہو۔ اور اس شخص کے لئے جو یومِ آخرت کو سنوارنا

چاہتا ہو۔ اور یومِ آخرت پر اس کا پورا ایمان اور یقین اور بھروسہ ہو۔ اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتا ہو۔ لہذا جس شخص میں یہ اوصاف پائے

جائیں گے اس کے لئے سیرت طیبہ ایک پیغامِ ہدایت ہے، لیکن جس شخص کے اندر یہ اوصاف موجود نہیں اور جو اللہ کو راضی کرنا نہیں چاہتا، اور جو یومِ آخرت پر بھروسہ نہیں رکھتا، اور یومِ آخرت کو سنوارنے

کے لئے یہ کام نہیں کرتا۔ اور وہ اللہ کو کثرت سے یاد نہیں کرتا، اس کے لئے اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اس کے لئے

ہدایت کا پیغام بن جائے گی۔ سیرت طیبہ تو ابجمل کے سامنے بھی قوی، اور ابواب کے سامنے بھی قوی، ایمانِ غفلت کے سامنے بھی قوی۔ لیکن وہ سیرت طیبہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

بارانِ رحمت طافت بعض خلافِ نبوت

در باغِ لالہ رود و رودِ شجرہ یومِ خمس

یعنی وہ زمین ہی، جو غرقِ حق اور اس غجر زمین میں ہدایت کا بیج ڈالا نہیں جاسکتا تھا وہ بار آور نہیں ہو سکتا تھا۔ لہذا اگر کسی شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ کو راضی

کرنے کی فکر نہیں، اور آخرت کو سنوارنے کی فکر نہیں، اور اللہ کی یاد اس کے دل میں نہیں ہے تو پھر

کسی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ

سے وہ شخص اپنی زندگی میں فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

لہذا یہ سارے مناظر جو ہم دیکھ رہے ہیں اس

میں بسا اوقات ہماری فہمیں درست نہیں ہوتیں، اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہزاروں تقریریں سن لیں، اور

ہزاروں محفلوں میں شرکت کر لی، لیکن زندگی جیسے پہلے قحطی دسی آج بھی ہے، جس طرح پہلے ہمارے دلوں میں

نہ ہوں گا شوق اور لگاؤ ہوں کی طرف رجعت تھی وہ آج بھی موجود ہے اس کے اندر کوئی فرق نہیں آیا۔

## آپ کی سنتوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے

تیسری بات یہ ہے کہ ابھی سیرت طیبہ کے نام پر منفرد ہونے والی محفلوں میں عین غفل کے دوران ہم

ایسے کام کرتے ہیں جو سرورِ عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے قطعی خلاف ہیں، سرکارِ

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جا رہا ہے۔ آپ کی عظمت آپ کی سنتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے، لیکن علامہ ان تہذیب

کا، ان سنتوں کا، ان ہدایات کا مذاق اڑا رہے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے گئے۔

## سیرت کے جلسے اور بے پردگی

چنانچہ ہمارے معاشرے میں اب ایسی محفلیں کثرت سے ہونے لگی ہیں جن میں مخلوقِ عجماء ہے

اور عورتیں اور مرد ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں، اور سیرت طیبہ کا بیان ہو رہا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو

مردوں کو فرمایا کہ اگر تمہیں نماز بھی پڑھنی ہو تو مسجد کے بجائے گھر میں پڑھو، اور گھر میں صحن کے بجائے گھر

میں پڑھو، اور گھر سے بہتر یہ ہے کہ گھر کی میں پڑھو عورت کے ہاں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حکم دے

دے ہیں۔ لیکن ابھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو رہا ہے۔ جس میں عورتیں اور مرد مخلوق

اجتماع میں شریک ہیں، اور کسی شہد کے ہندے کو یہ خیال نہیں آتا کہ سیرت طیبہ کے ساتھ کیا مذاق ہو رہا ہے

پوری آرائش و زیبائش کے ساتھ کچ دیج کر بے پردہ ہو کر خواتین شریک ہو رہی ہیں، اور مولیٰ ساتھ موجود

## سیرت کے جلسے میں نمازیں قضا

پہلے بات صرف مجلسوں کی حد تک محدود تھی کہ سیرت طیبہ کا جلسہ ہو رہا ہے، اس میں شریعت کی جگہ جتنی

خلاف ورزی ہو رہی ہو کسی کو ہوا نہ تھی، لیکن اب نوبت اور آگے بڑھ گئی ہے چنانچہ دیکھئے اور سنئے میں

آئیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے جلسے کے اختتامات ہو رہے ہیں، اور ان اختتامات میں نمازیں

قضا ہو رہی ہیں، کسی شخص کو نماز کا ہوش نہیں، پھر ملت کے دھچکے تک تقریریں ہو رہی ہیں۔ اور صبح فجر کی نماز

جا رہی ہے۔ جب کہ نبی کریم سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو یہ تھا کہ جس شخص کی ایک وقت کی نماز فوت

ہو جائے تو وہ شخص ایسا ہے جیسے اس کے تمام مال اور نام اہل و عیال کو کوئی شخص لوٹ کر لے گیا، اتنا عظیم

نقصان ہے لیکن سیرت طیبہ کے جلسے کے اختتامات میں نمازیں قضا ہو رہی ہیں، اور کوئی فکر نہیں، اس لئے کہ ہم

تو ایک مقدس کام میں گئے ہوئے ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی جو تاکید بیان فرمائی تھی وہ نگاہوں سے اوجھل ہے۔

## سیرت کے جلسے اور ایندھن لے مسل

اور سنئے اس سیرت طیبہ کا جلسہ ہوا ہے جس میں کل مجلس جس سامعین بیٹھے ہیں۔ لیکن لاڈلہ اسپیکر

اتنا بڑا انگ اکر ضروری ہے کہ اس کی آواز بولے جلسے میں گونجے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک جلسہ ختم

ہو جائے اس وقت تک جلسے کو کوئی بڑا کی صغیت کوئی بولے گا اور صندوق آدمی سوئے۔ حالانکہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تو یہ تھا کہ آپ تہجد کی نماز کے لئے بیدار ہو رہے ہیں، لیکن کسی طرح بیدار ہو رہے

ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی



سرگرمیوں اور اصلاحی کوششوں کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرنے اور تعلیمی مرکزوں کے سلسلے میں شکوک اور شبہات پیدا کرنے کی کوشش شروع کر دی گئی۔ یہ کتاب اس کے ازالہ کے لیے لکھی گئی ہے۔

مصنف کتاب نے اس رکعت۔ اس شہادت کے قریب کے لیے کوئی الزام نہیں لگایا ہے ان کی تحریر عاقلانہ و ایمانی ہے۔ خیالات اور احساسات کا نظم و ترتیب کتاب نہیں۔ کہیں شک اور نا اطمینان نہیں۔ ایسی حقیقتوں کا بیان جو خود اپنی سہولت کی گواہ ہیں بہت ضروری مقصد کو سامنے رکھ کر کتاب لکھی گئی ہے۔ حضرت مولانا نے لکھا ہے کہ افکار نے غیر جانبدارانہ طریقہ پر تاریک کے صحیح و غلط کی روشنی میں پوری دیانت و داری کے ساتھ ان دعوتی و اصلاحی تحریکوں، تعلیمی اداروں اور فکری اور تربیتی مراکز کا مختصر تعارف پیش کرنے اور عقائد کی تصحیح کرنے، قرآن اور حدیث سے علم کا رشتہ جوڑنے اور شرک و بدعت کی نفرت ان کے دلوں میں بٹھانے میں ان دینی مدارس اور دعوتی تحریکوں کے جو کاربائے نمایاں انجام دیتے ہیں ان پر روشنی ڈالی ہے۔ کوئی شک نہیں کہ اس کتاب کو پڑھ کر تعارضات آنسو عالمگیر دعوت اور اصلاحی تحریکوں، تعلیمی اور تربیتی اداروں اور ان سے نسبت رکھنے والی قابل احترام شخصیتوں کی دینی خدمات سے واقف ان کی اصلاحی کوششوں سے آگاہ اور عقائد کو صحیح کرنے میں ان کی قربانیوں اور حیرت انگیز کامیابیوں سے روشناس ہوں گے ان بزرگان دین کے احوال کا بیان حضرت مولانا نے جس طرح کیا ہے وہ یاد دلانا ہے کہ ان کا کامیابی کا آئینہ ہے فلسفیانہ دانشااہی و صدقہوں پر خواتم لگتی۔ ان بزرگوں کے فکری اور عمل کے

## کتاب (بصائر)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تازہ تصنیف **بصائر ہندوستان کی اسلامی علمی، اور دینی تاریخ کا ایک منصفانہ جائزہ**۔  
بروز پیر وی ایس ایم سندھیلوی

لوگ ہیں جنہوں نے مذہب کی تجدید کے ساتھ معاشرے کی تجدید بھی کی ہے حضرت مولانا نے مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی سے متعلق ہے اور علامہ سید سلیمان ندوی کی پرفائدہ کیا ہے پنج میں دیگر جلیل القدر ہستیوں کا بیان آتا ہے، گو زیادہ فاصلہ نہیں لیکن زمانے بدلے ہوئے ہیں مگر ان زمیوں کی قوتیں اپنے اپنے مرتبہ اور اہمیت کے مطابق ایک دوسرے کے شریک ہیں۔ یہ شیرازہ ہندی میکان اور زمان کی باندیوں سے آزاد ہے یہاں تخیل کی کارفرمائی نہیں بلکہ حقیقت کا بیان ہے ان بزرگوں نے اپنے پیشروں کے انکار میں رد و بدل نہیں کیا ہے بلکہ حکمت و بصیرت کے خزانے کو بانٹتے چلے گئے ہیں وہ خزانہ جو کبھی خالی نہیں ہوتا یہ واقعہ ہے کہ کوئی زمانہ (میں نظر توں کو چھوڑ کر) گناہ سے بہتر ہی معصوم لوگوں کا زمانہ نہیں رہا ہے ہر زمانہ کو مصلح اور مجدد کی ضرورت رہی ہے ان بزرگوں نے جو قدریں پیش کی تھیں وہ ازل وابدی قدریں ہیں، اسلامی معاشرے کے ناصر و ترغیبی ہیں قدریں ہیں ان بزرگوں کو خیر کا یہ مثال شعور تھا۔ ان کا اعلیٰ اور آخر قرآن اور حدیث تھا جس سے شریعت بنی ہے، سنت رسول ہے ذرا سبکی دلاؤ ان کے لیے ناقابل رد و اخراج تھی۔

ادھر ایک طبقہ نے جماعتی مفاد یا شتمی مصلحت یا ایک خاص مشربہ اور طریقہ کو فائدہ پہنچانے کے لیے ان بزرگوں کی بنا کردہ دینی تحریکوں، دعوتوں

یہ مختصر تحریر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تصنیف **بصائر** کے تعارف میں ہے۔ لفظ تعارف کے استعمال کی جسارت کے لیے میں قارئین سے معذرت خواہ ہوں۔ آیا از قد خود ہشاشنگی داریت سے واقف ہوں مگر میں نے سوچا کہ مناسب لفظ ڈھونڈنے میں وقت لگنے کے بجائے میں کتاب اولیٰ ابوالحسن کے نظروں کے سامنے رکھ دوں۔ کتاب اپنے انعموں کی دہشتان ان کے کارنامے، ان کا دبستان مسکوران کے بنا کردہ اعلیٰ دینی مدارس۔ ترمیمی مراکز ان کی لائی ہوئی اصلاحی تحریکات کا ایک مختصر خاکہ ہے۔ یہ اختصار ایک کمر برباد پیدا کر کو ایک جوئے خوش آب میں تبدیل کرنا ہے جس کا سلیقہ ہر کس و ناکس کے قابو میں نہیں بیان میں جذبات کا ایک ہم آہنگ توازن ہے اور سطروں کے پنج سے یہ بات آجی نظر آ رہی ہے کہ جن کا بیان ہے ان کی خوبی اور خوبی سے مولا نا کا دل سرشار ہے، حضرت مولانا کے قلم میں جو ہمہ گیری اور دوست ہے وہ مسابہ ہو رہا ہے کوئی بھی ذکر جو اس کا رشتہ مذہب سے ہوتا ہے یہ مذہبی غریب دلی کی گہرائیوں سے بردے کا ناتا ہے اور کوئی شک نہیں ابدیت کا احساس دیتا ہے۔

یہ کتاب مولانا نے کیوں لکھی اس کا بیان آج آئیگا ابھی تو کتاب میں ذکر کردہ ان دینی صفات عالیوں کا بیان ہے جو اچانک دین کے بانی مانی تھے جس کا نقش با وقف کے سینہ بد ثبت ہے۔ یہ وہ مبارک

## بہن کی تائین تعمیر حیات

بہن کی تائین تعمیر حیات حضرت سے گزارش ہے کہ تعمیر حیات کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدنے کے سلسلہ میں ذیل کے تہ پر رابطہ قائم کریں۔ وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔



**ALAUDDIN TEA**  
Tea Merchants

44, Haji Building,  
S. V. Patel Road, Null bazaar, Bombay-400 003.  
Tele.: Add Cupkella Tel.: 3762220/3728708  
Tel. (R) 3095852

۲۳ نمبر اور ۱۲ نمبر کی اس پیش چائے  
حاصل کیجئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے اس کے گناہ سے پہلے اس کی دعا کرے، اسی سے کوئی آدمی سے جس کا انتقال ہو جائے گا۔ اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ ادریک صاحب ایمان دانا بنی نذاری سے انجریہ میں اضافہ کرے گا۔ (صحیح مسلم حدیث ۲۶۸۲)

کا پور حق ادا ہو گیا ہے بقول حضرت مولانا ان حضرات نے آدم گری، مردم سازی اور روحانی تزکیہ اور تربیت کا کارنامہ انجام دیا۔ ایسے مردان کا تہا کہ جو حمایت شریعت اور مودعت کا عظیم انشان کام انجام دینے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

بہر دینی علوم کی بقا اور شریعت اسلامی کے تحفظ کے لیے دارالعلوم دیوبند مظاہر العلوم جیسے شاندار مدارس کا قیام عمل میں آیا بغیر علماء جس کی تاسیس حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی جن کے رفیق علامہ شبلی نعمانی تھے۔ یہ ادارہ قدیم اور جدید دونوں میں اپنا اعلیٰ مقام رکھتا ہے اس کے عالی شان فرزندوں کی تصانیف کے حوالے سے لوگ سناقتبار حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو نیک ہدایت دے جو بقول حضرت مولانا کے بے مقصد جہاد اور بغیر دشمن کی جنگ لڑنے پر آمادہ ہیں کیا یہ زائد انہی باتوں کا ہے۔

یہ کتاب عربی میں بھی لکھی تھی اس کا ترجمہ میاں جعفر مسعود خاں نے کیا ہے ایسی سلیس عبارت لکھنا کچھ ان ہی کا حصہ ہے۔ مولانا واضح رشید ندوی جیسے ادیب بھر کے فرزند نے ترجمہ کا حق ادا کر دیا۔

## تعمیر فرمالیں : تعمیر حیات

شمارہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۶ء  
ص ۱۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳

کی خدمت میں جب کوئی سالک اپنا خواب لکھتا تو آپ  
جواب میں اکثر یہ شعر فرمادیا کرتے تھے کہ  
نہ چشم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم  
چوں غلام آنتا ہم ہمہ ز آفتاب گویم  
بہر حال یہ عرض کرنا ہے کہ اسی طرح کا ایک خواب  
بہت خوش خوش حضرت سید الامت کی خدمت میں  
لکھ بھیجا اور یہ نظم نویسی اپنی نادانی کی بنا پر اس کا منتظر  
رہا کہ جواب حمد و میرزا در مبارکبادی کا آتا ہوگا لیکن جواب  
آپ ملاحظہ فرمائیں کہ نہ کوئی تعبیر بتائی گئی اور نہ مبارکبادی  
دی گئی بلکہ انتہائی عیگانہ اور شفقانہ طریق سے اس  
طرح کے مضامین کی بے تکلفی ہی فرادی گئی تحریر فرمایا۔  
"خوابوں کی طرف التفات ہی کیوں ہو۔  
اعمال کا اہتمام ہو۔ جو بدی کوئی ہو۔"

کہ در حقیقت جس طرح "فقہ باطن" کا معیار وحی  
الہیہ ہی اس طرح "فقہ باطن" یعنی احسان و تصوف کا  
معیار بھی وحی ربانی ہی ہے کہ اول میں انسان تکلفی  
حوال کے احکام بیان کیے جاتے ہیں اور ثانی میں انسان  
کے باطنی احوال و کیفیات کے احکام و قوانین کی تفصیل  
بیان کی جاتی ہے۔ اول میں اگر نازکے فرائض و واجبات  
اور حواجز و عدم حواجز کی صورتوں سے بحث ہوتی ہے  
تو ثانی میں خشوع و خضوع اور حضور کی دستخط و اختصار پر  
کلام ہوتا ہے۔ "فقہ ظاہر" ہر دوسرے کے ظاہری حقوق  
(مثلاً اس کی ایذا رسانی نہ کی جائے اس کو تنگ نہ کیا  
جائے، بوقت ضرورت اس کی مدد کی جائے) کے  
احکام بتاتا ہے تو "فقہ باطن" ہر دوسرے کے باطنی  
مقوق (مثلاً دل میں اس کو حقیر نہ سمجھے، اس کی طرف  
سے کینہ و حسد و بغض نہ رکھے) کا حکم دیتا ہے۔ اور  
ان دونوں ہی قسم کے احکام کا مستقیمہ اور اصل  
وحی الہی، کتب و سنت ہی ہے۔

آئیے اور اصلاح و ارشاد کی یہ شان بھی  
دیکھتے چلتے اور یہ خیال دہیں رہے کہ شیخ خانقاہ  
کی تعلیم کے کسی دارالافتاء کا فتویٰ نہیں دے لیتے



آنکھ، زبان، کان، کی نگرانی۔  
ایک اور عرض لکھنے میں اپنی سستی کا شکوہ کیا  
گیا تھا تو ارشاد ہوا کہ "طلب اور سستی جمع نہیں ہوتی"  
اس پر عرض کیا گیا کہ حضرت، واقعی طلب ہی مقصود ہے  
اب یہ منزل ہے جہاں یاس و ناامیدی بسا اوقات  
اپنے بھائی کا بازو پھیل کر راستہ تاریک کر دیتی ہے  
اور سالک اس تاریک محور میں پھنس کر ہلاک  
ہو جاتا ہے۔ شیخ کاہل ایسے ہی موقع پر اس راہی  
پر ہمارے اس طرح ہمتا کھینچا نکال بھیجا ہے  
کہ رہو و کو اس خطرہ کا احساس تک نہیں ہو پاتا۔  
چنانچہ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"مفقود نہیں مستور ہو جاتی ہے اسی لیے  
پھر موجود ہو جاتی ہے۔"  
عرض کیا گیا تھا اب کیا کروں؟ تحریر فرمایا:-  
"دیکھ رہے کبھی کبھار کبھی تیرے ایک  
دن اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا جو ہی جائے گا  
انشاء اللہ تعالیٰ۔"

ذکر و فضل اور ریاضت و مجاہدہ کے سبب  
بعض اوقات طرح طرح کے خواب نظر آتے لگتے ہیں  
یہ خواب اگر خوش کن ہوں تو یقیناً بشارت ہیں۔ میں سے  
میں لیکن مقصود کسی درجہ میں بھی نہیں اور نہ شرمنا  
کسی طرح محبت اور دلیل خوابوں کے سلسلے میں ظو  
اور بے اعتباری کے سبب بہت سی کمزوریاں عائد  
وامال میں درآئی ہیں اسی لیے مجدد تعالیٰ نورانی اثرات

حاصل تصوف حصول رضا الہی ہے جس کا  
طریق شریعت کے تمام شعبوں (عقائد، عبادات  
معاشرت، معاملات اور اخلاق ظاہرہ و باطنیہ میں  
نفس کو تابع شریعت بنانا ہے، مشائخ کو کام چاؤ کا  
واشتغال تلقین فرماتے ہیں درحقیقت ان سے مقصود  
نفس کے اندر رہی استعداد اور ملکہ پیدا کرنا ہے  
کہ احکام شریعت پر عمل اور نفس کا مقابلہ آسانی  
ہو جائے جو بغیر تقویٰ، خداترسی اور جواہدہی کے  
احساس کے نہیں ہو سکتا۔ غرض یہ کہ صرف ذکر و عبادت  
پر اکتفا نہ ہو بلکہ اسی اہتمام کے ساتھ معاشرت و  
معاملات کی طرف بھی توجہ ہو، اگر شریعت کے ان

شعبوں میں سے کسی شعبہ میں معتد بہ کوتاہی ہوگی  
تو یہ مانع طریق ہے، تصوف و طریقت کے اس  
پہلو کو خانقاہ کا نہ بھولنے کے جس مرحلت اور تفصیل  
و تشریح کے ساتھ واضح کیا ہے وہ وہاں کی ایک  
ایک امتیازی خصوصیت اور نشان بن گیا ہے۔ ذیل  
کے اقتباس میں چند مختصر غلطیوں میں اس طرز اصلاح  
کا رنگ اور مقصود حقیقی کی طرف رہبری اور ایک  
کہ بہت شخص کی حوصلہ افزائی کی شان ملاحظہ  
فرمائیں اپنی کمالی سستی اور غفلت کا شکوہ کیا  
گیا ہے اس پر اتمام فرمایا ہے:-

"حب فرقت کچھ رہی تو تھیں ہوتا  
ہوں لیکن معاملات صاف رکھنے کا اہتمام  
ہو کسی کو کہنے سے رنج نہ ہو تقویٰ کا خیال

دمت و دھولت جو ہو جائے بس کافی ہے  
مرغ سستی مانع نہ ہو، البتہ نفس کی نگرانی  
بشدت ہو۔ خاص کر۔ آنکھ۔ زبان کی  
رکاوٹ۔ کان۔

دیکھا آپ نے ان چند جملوں میں پورے  
تصرف کی تعلیم فرمادی کہ: لا یكلف الله نفساً  
الا وسعها۔ فرائض و واجبات کی ادائیگی کے  
بعد اراد و مولات حسب صحت و فرصت ہوں،  
البتہ سستی اور کاہلی کا دخل نہ ہو اور نفس کی نگرانی  
سے غفلت نہ ہو کہ یہ اسب شروع بیمار می و ضعف  
میں بھی شونی ہے باز نہیں آتا اور راجو کے تو قعر  
معصیت و طاقت میں گر کر اہی چھوڑتا ہے اور  
بالخصوص آنکھ، زبان، اور کان، کو ہر ایسا آلہ کار  
بناتا ہے کہ یہ تینوں اعضائے انسانی۔ اگر انکی  
پوری نگرانی نہ رکھی جائے تو۔ حقوق اللہ اور  
حقوق العباد دونوں ہی کے تلف کرنے کا ذریعہ  
بن جائے ہیں اس لیے ارشاد ہوا کہ خاص کر ان کی  
نگرانی ضروری ہے۔

دل کی گھبراہٹوں میں اتر جانے والا!  
سبحان کی دنیا۔ میں ایک ہی نام

طہور اسوشین

جہاں کی مٹائیاں ہر دل کو کھار ہی ہیں۔

اسپیشل مٹائیاں

• اٹلا طوی، نان خطائیاں، ڈرائی فوٹ برنی، فیر برنی  
اخوٹ برنی، ملائی برنی، ملائی رنگو، پائیاں طہور، دھوا  
کلب جاسن، فیر قسم کے لٹو اور مختلف قسم کی مٹائیاں  
۲۲۵/۳۵ جاسن روڈ، لاہور، پاکستان، ممبئی ۴۵  
فون نمبر: ۳۸۲۵۳۳، ۳۸۱۳۱۸

کرنے کا محل بھی تو دیکھا جاتا ہے؟  
پھر آگے اس کا طبع تحریر فرماتے ہیں جو ہم جیسے  
منغلوب الغضب اور مقہور النفس لوگوں کے لیے  
ہر وقت دھیان رکھنے کا ہے، ارقام فرماتے ہیں:-  
”یہ سوچا کہ خلاف حکم الہی مجھ سے بھی  
کچھ ہوتا ہے یا نہیں، اللہ تعالیٰ درگزر  
فرماتے ہیں۔“

اسی عریضہ میں طلبہ کی کم استعدادی، بے معنی  
کی شکایت اور ان کے طرز تفہیم کے متعلق متفہم  
کیا گیا تھا۔ اس کے جواب میں تحریر ہے:-  
”اسی طرح کہ بلہو خیر خواہانہ الفاظ  
خیر خواہانہ استعداد عملی مطالعہ ہے۔ اور  
علم کا اس وقت دور دور ہے اس لیے  
کمال پیدا کرنا چاہیے اس لیے فہمائش کی جاتی  
ہے کہ توجہ خاص ہو۔“

حضرت مسیح الامت کو اس طرف بہت توجہ تھی  
کہ طلباء علم میں کمال اور بہار حاصل کریں اور اپنے  
اندر تحقیق و خود اعتمادی کی شان پیدا کریں، خاکسار  
نے ایک مجلس میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ یہ  
زمانہ ایسا نہیں ہے کہ دوسروں کے علم پر اعتماد  
کیا جائے۔ اس لیے خود کمال علمی حاصل کرنے اور تحقیق  
تک پہنچنے کی سعی کرنی چاہیے۔

خزانی صحت کے سبب خاکسار ایک عرصے  
رات کو جلد سو جاتا ہے اور پچھلے بھر سویرے اٹھنے  
میں دقت ہوتی ہے یا جس کی وجہ سے مولات بلکہ  
لکھنے پڑھنے کے کام بھی پڑے رہ جاتے ہیں۔ راہ  
سلوک ہو یا راہ علم دونوں ہی سرسری ریاضت و  
مجاہدہ اور عزت و مجد و جہد کے راستے ہیں، اس  
خیال سے اپنے تعلق کی کیفیت دیکھ کر کچھ حلال اور  
اداسی پیدا کر دی۔ حضرت مسیح الامت کی خدمت  
میں اپنا یہ حال کچھ تو تحریر فرمایا:-  
”کچھ حلال خیال نہ چلے حسب فرصت

جب بھی ارسال خدمت کیا جاتا، جاہر ہے کہ جوابی  
ہی کیا جاتا، ایک عریضہ کا جواب کافی انتشار کے بعد  
بھی نہ ملا تو اپنی ناہمی اور نادانی کے سبب یہ لکھ بھیجا  
کہ شاید حضرت والا نے کسی مصلحت کے سبب جواب  
نہیں عنایت فرمایا اس پر تحریر فرمایا کہ:-  
”یکس طرح جائز ہے کہ جوابی خط کسی  
مصلحت سے روانہ نہ کیا جائے؟“

آپ کو یہ بات چاہیے کسی، یہی معلوم ہو  
لیکن اس واقعہ سے انکار مشکل ہے کراچی کے لوگ  
ہیں جو اس حق تلفی کے مرتکب ہوتے رہے ہیں اور  
یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ ہم کوئی گناہ کا کام کر  
رہے ہیں یہی عریضہ سبب ایک مجرے کا غنڈہ  
لکھا گیا تھا، حالانکہ مضمون اس کے نصف حصہ  
میں آجاتا اس پر تبصرہ فرمائی گئی اور ارشاد ہوا:-  
”اگر یہ کاغذ دہرا کر کے لکھا جاتا تو  
نصف کاغذ بج جاتا پھر کام آتا نصف فعلوں  
خرچ ہوا“

ہمارے ذہنوں میں عام طور سے اسراف اور  
فضول خرچی کا تصور ہی نرالا ہے حالانکہ جو چیز بھی  
اور قیمتی بھی نہ انداز ضرورت خرچ ہو وہ اسراف میں  
داخل ہے چنانچہ علما نے لکھا ہے کہ شکم سیری کے بعد  
کھانا بھی اسراف میں داخل ہے اسلئے اگر لکھنے میں زائد  
از ضرورت کاغذ خرچ ہو گا تو وہ بھی اسراف مضمون  
ہی ہوگا۔ ان اہم باتوں کو معمولی سمجھ لینے اور اس پر  
عمل نہ کرنے کے سبب آج کتنے مسائل ہیں جو ہم نے  
اپنے سر منڈھ لیے ہیں اعاذنا اللہ منها۔

ایک عریضہ میں غصہ زیادہ آنے کا ذکر کیا گیا تھا  
اور ساتھ ہی نفس شاطی نے اس کی توجہ بھی کر دی تھی  
کہ حرکت یہاں بے فہمہ آئے ہے یعنی ناحق نہیں تھا،  
دیکھئے اس پر کسی گرفت فرمائی ہے اور نفس کا جو  
کس غولہ سے بکڑا ہے، فرماتے ہیں:-  
”فقد توبیہا ہی پر آتا ہے لیکن عقد

## فتنے کا آغاز

ایک دن مولوی مظفر علی مظفر آبادی کا خط آیا جس میں انھوں نے لکھا تھا کہ چند روز سے بہانے پشاور میں اور سردار محمد خاں کے دربار میں ملک کے خواتین کی آمد و رفت بہت رنجی ہے۔ یہ معلوم نہیں اس کا سبب کیا ہے سید صاحب نے جواب لکھا کہ اس سے پہلے سسکے خواتین اور عداوتوں میں نا اتفاقی تھی۔ اب اتفاقی ہو گیا ہے۔

پھر سید مظفر علی صاحب سے سلطان محمد خاں کے دربار میں علامہ سے سوال و جواب ہوئے یار محمد خاں کے قتل کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے سید مظفر علی صاحب کو دلائل دینے پڑے مامات اور بغاوت کے مسئلے پر گفتگو ہوئی۔ علامہ دربار نے حضرت علی کا قول نقل کیا کہ منافقت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ تک تھی۔ اس کے بعد یا تو کھلا کفر ہے یا اسلام۔ دوسرے یکنواختین کا قتل بھی ممنوع ہے۔ عبداللہ بن ابی قحطالہ میں پیش کیا۔ سید مظفر علی صاحب نے مولانا انجیل صاحب سے رجوع کیا۔

ایک شخص جو بیعتہ کے قریب کی مسجد کے امام تھے اطلاع دی کہ خواتین بکافر ہو گئے ہیں پروگرام یہ بنایا کہ آج کے چھ روز سارے غازیوں کو جو یہاں متعین ہیں قتل کر دیا جائے۔ سید صاحب نے اس خبر کو صحیح نہیں سمجھا۔

پھر شہادتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا سب سے پہلے مولوی مظفر علی اور اسباب فیض اللہ کو چار غازیوں کے ساتھ شہید کیا۔ سید صاحب نے سمر کے دہات میں جو مجاہدین متعین تھے ان کو بلانے کے لئے اور اکٹھا کرنے کے لئے فرمایا مگر لوگوں نے اس بلانے کی صحیح وجہ نہیں سمجھی اور اہل غنیمان سے چلنے کا پروگرام بنایا۔ وقت سے پہلے ہی ان لوگوں

## ایک مطالعہ

## سیرت سید احمد شہید

پروفیسر وی اے احمد مدظلہ

قسط نمبر

## حکومتِ شرعیہ کے اعمال اور غازیوں کا قتل عام

پشاور کی سپردگی کو قبول نہ کیا اور عرصہ ہوا تھا کہ ایک منصوبہ بنایا گیا کہ حکومتِ شرعیہ کے ان عمال، مصلین، قضاة و محبین اور ان خاندانوں کو جو پنجاب کے علاوہ پورے علاقہ میں جا بجا متعین اور مقرر تھے ایک ہی وقت میں قتل کر دیا جائے اس فیصلہ کا سب سے بڑا سبب اور محرک سردار سلطان خواتین اور ملاؤں کے ذاتی اغراض اور مصالحت تھے سید صاحب کے سبب سے ان کے فائدہ پر زندگی اور نظامِ شرعی کی مضبوطی سے وہ اندیشہ نہ ہونے مال کی محبت جاہ و منصب کا شوق ان کے رنگ میں تھا۔ ذاتی اغراض کے سامنے دین کی نگاہ کوئی وقعت نہیں رکھتا تھا اسلام کو ان کا تاریخ اغراض پرستی کے ایسے افسوسناک واقعات سے داغدار ہے۔

دوسرا سبب یہ تھا کہ صوبہ سردار افغانستان میں شریعتِ اسلامی کے بالکل متوازی ایک دوسرا آئین اور قانون عدیولہ سے راجح تھا جس میں وہاں کے لوگ آسمانی شریعت کی طرح حال و سار سے غنیمت و عافیت اندیشہ کوئی حالان جو اس نے مولانا اسماعیل شہید کے جواب میں لکھا۔

تم کتاب و سنت سے بالی برابر بھی نا اہل نہیں کہتے۔ قرآن و سنت اور احکامِ رب تعالیٰ کی طرف ہیں لیکن وہی احکام جو کتاب اور سنت سے ثابت ہیں

ہمارے اوپر شاق ہیں، ہم جنگ کے لئے تیار ہیں۔ اگر ہم غائب آئے تو اپنے رسوم افغانی پر قائم رہیں گے۔ اگر تم غائب آئے تو ہم اس ملک کو چھوڑ کر کسی کافر کی عداوتی میں چلے جائیں گے۔

یہ دہان کی عام ذہنیت تھی۔ اسی نے ایسی قیادت اور سنگ دلی کا مظاہرہ کیا جس نے میدانِ کربلا اور واقو حترہ کی یاد تازہ کر دی۔ مولانا خیر الدین صاحب خیر کوئی نے اس قتل عام کا بڑی حقیقت پسندی کے ساتھ جائزہ لیا۔ یہ سب ان کے غیر اسلامی رسومات کے بند کرنے سے تھا اور اس محضرے میں کا ذکر پہلے آیا ہے سو نے پھر سہاگ کا کہہ کیا۔ بیات بھی تھی کہیں کہیں عمال کی طرف سے بدعنوانی اور فساد کے واقعات بھی پیش آئے۔

مجاہدین کے ساتھ جنگ کرنے میں جو بعض مسلمان سردار اور باغی قتل ہوئے اور ان کے خلاف پروجے قبضہ ہوا اس کو وہاں کے نام نہاد علما نے بالکل دیکر رخ دیلا۔ کہا کہ یہ لوگ مسلمانوں کے جان و مال کو کوئی چیز نہیں سمجھتے اور بلا وجہ شرعی دست درازی کرتے ہیں۔ انھوں نے مجاہدین کو باغی اور باغی مقتولین کو شہید کہا۔ سید صاحب کے متعلق مشہور ہوا کہ انہیں درخت حزان، زود رخ اور غضب ناک کی طرح ان الزامات کی تردید کے لئے سید صاحب نے خط پشاور کے نام ایک ہندو اور مدلل خط لکھا اور ہر الزام کا نہایت مناسب جواب دیا۔



سلطان زبردست خاں ملک کھکھا مہاجا کسر دار ،  
دوسرا ناہر خاں سواتیوں کا سردار ، تیسرا حبیب اللہ  
خاں خیل پکھلی کا سردار ، چوتھا سردار عبدالغفور  
خاں ملک اگر ڈر کا خاں ، جب آپ کے ہجرت کی  
خبر مشہور ہوئی تو جو عالم ، فاضل اور معتقد موجود  
تھے آگے آئے اور کھانے لگے کہ آپ ہجرت نہ کریں فتح  
خاں بھی اسی در خواست کے ساتھ آیا۔ بلاشریعت  
نے کہا کہ برا سلامی ملک ہے۔ جو بد عہدی ان سے  
ہوئی ہے مگر کبیرہ سے زیادہ نہیں اس لئے اس  
ملک سے ہجرت اذروئے شریعت جائز نہیں سید  
صاحب نے انھیں عقلی دلیل سے سمجھا یا وہ شریک  
ہجرت ہوئے۔ سید صاحب نے ان دستورات کے  
لئے جو ہجرت کے آئی تھیں حرمین شریفین تک پہنچا  
کی تو انہیں سے درخواست کی۔ فتح خاں سے کہا کہ وہ  
والے علاقہ کے قوانین اس پر راضی نہیں ہوئے پھر  
فتح خاں نے ایک بہت دشوار گزار راہ تجویز کی۔  
سید صاحب نے سردار فتح خاں کو اپنا خلیفہ بنایا۔  
اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو شخص بھی ایک مصلوہ منزل  
تک ہمارے ساتھ چل رہا ہے وہ راستہ کی صورتیں  
سننے کے لئے اپنے کو تیار رکھے۔ پھر سفر شروع ہوا۔  
شہر لاہور سے افسوس کا اظہار کرنے آئے سید  
صاحب نے اسے پھیرے کا عقد دیا کہ اس کی منافقت  
سے آگاہ تھے۔

### مجاہدین کی تروتازگی اور نشاط

سفر سے پہلے آپ نے بہت دیر تک ہجرت و جہاد  
کے فضائل اور مجاہد اور شہداء کے بلند مراتب کا بیان  
کیا۔ یہ وعظ سن کر حاضرین کے قلوب اذہر ہوئے  
ہو گئے۔ جیسے مرجھائی ہوئی کھیتی پانی دینے سے ابھرا  
لطف راستہ بہت دشوار گزار تھا۔ لشب و فراز  
اور تیج و دغ سے گزرنے پھرنے پہاڑ چوڑے کے موطن

اس کی وجہ ان لوگوں نے سید صاحب کی مدد جاتی  
لوگ فتح خاں کو اس شہادت کا بانی سمجھ لے تھے  
اور جگہ کے سب کو زیر کرنے کا مشورہ دے رہے  
تھے۔ سید صاحب نے اس کی اجازت نہیں دی مگر  
فتح خاں سے گفتگو کی۔ فتح خاں (دل میں) بہت نامی  
ہوا اور ان لوگوں کو رخصت کیا۔ فتح خاں بخاری بھی  
آپ کا وطن کرنے کی کوشش کی۔ علاوہ اور رسالت  
کو سید صاحب نے جمع کیا اور اس فساد کی وجہات  
کی تحقیق کی۔ ان لوگوں نے مجلس سے اٹھ کر آپس  
میں کئی روز گفتگو کی اور سید صاحب سے آکر کہا کہ  
ہمیں اس کشت و خون کی محنتوں و جدوجہد میں نہیں  
آتی۔ اس کا سبب وہی وجہ چلتے ہوئے تھیں  
نے یہ معاملہ کیا۔

ان لوگوں سے جب گفتگو کی گئی تو وہی الزامات  
لگائے جن کا ذکر پہلے آچکا ہے اور وہ خطوط دکھائے  
جو اس خطبہ کی نقل تھے۔

حضرت نے اعلان کیا کہ وہ ہجرت کریں گے  
نہا زجمعہ کے بعد تقریر کی۔ تمام سامعین پر حال سا  
طاری تھا اور اکثر کے آنسو جاری تھے۔

مولوی خیر الدین صاحب نے جہاد کے لئے  
نوکر رکھنے کی مصلحتیں بتائیں مگر سید صاحب نے  
اسے قبول نہیں کیا، پھر مولوی صاحب نے ہجرت کو  
نامناسب کہا اور اس کے لئے وجوہات بتائیں مگر سید  
صاحب نے کہا کہ اب یہاں قیام کرنے کی کوئی صورت  
نظر نہیں آتی کیونکہ فاضل تھوئے ہیں اور مضرت بہت  
ایک بار ان سے دھوکہ کھا کر پھر ان میں رہنا نہ چاہی  
اور ہوشیاری سے عید ہے دوسرے ایک سو بار سے  
دو مرتبہ نہیں دوسرا جاسکتا۔

### ہجرت کا دوسرا سفر

ہاڑ شہو سردار اس بات کے داعی تھے کہ  
سید صاحب سے ہجرت کر کے ان کے پاس آجائیں

بدین پر حملہ کر دیا اور تقریباً سب شہید ہو گئے۔ حاجی  
در شاہ ، مولوی رمضان شاہ اور ان کے ساتھی سب  
شہید کر دیئے گئے۔ مینسلی میں مسجد میں مجاہدین کا  
حصہ کر لیا۔ علاوہ اور رسالت اور عورتوں نے بڑی  
نامد کی کران کو زمارا جاتے۔ ہندوؤں نے عذارش  
مگر کس حام سے کوئی نہیں بچا۔ ملاؤں نے بڑی  
بات سے کام لیا اور اپنے گھروں میں مجاہدین کو  
پایا۔ اس سلسلہ میں استقامت اور وفاداری کے  
بت اچھے نمونے دیکھے گئے۔ حاجی محمود خاں اور  
ن کے ساتھ موضع ٹرہم میں شہید کر دیئے گئے  
رضی حق و غار تخری کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا مولوی  
بر الدین صاحب کو نذر تو میں تھے۔ ان تک اطلاع  
ہوئی۔ انھوں نے بڑی حکمت عملی سے کام لیا۔ یوں لپکا  
درہنت میں مبتلا کیا اور پڑاں خاں کی طرف جانے کا  
ادہ کیا۔ خود نگل ایک پشاور میں فاضل حام نے راہ  
نشانہ دی کی۔ ایک ہیڑہ تک وہاں قیام کیا۔ پھر ایک  
قالب علم کے ذریعہ سید صاحب تک پیغام پہنچا اور  
نصوں نے آدھی صبح گرسب کو جو چلنے کے لائق تھے  
بولایا۔ ہجرت بانی اور امب کے مجاہدین بیکسر ہے۔  
انہہ خاں نے امب پر کر لپے مکانات کو خالی کرنے  
کے لئے کہا۔ مجاہدین نے یہ بات منظور نہیں کی اور  
۳۳ دن تک مجاہدین اور پانڈہ خاں کے لشکر کے  
ساتھ جنگ چلتی رہی۔

سکھوں نے پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس آجاؤ  
ہم تمہاری قدر کریں گے اور ملازم رکھیں گے۔ اس  
پیغام کو بڑی عقادت سے فکروا گیا۔ اس طرح پانڈہ  
خاں نے بھی پیغام بھیجا۔ اسے بھی رد کر دیا، پھر سید  
صاحب کے حکم سے لڑھی خانی کر دی گئی۔

جاکے سید صاحب کے پاس خاندانوں  
کی شہادت کی خبریں آ رہی تھیں۔ ایک روز سرد  
فتح خاں کی قوم کے لوگ آئے اور فتح خاں کے  
گھر میں آئے۔ پھر مختار ایسی جماعتیں آئی تھیں

ماہور کر دیا مگر سلطان زبردست خاں کو برے حصہ پر اصرار تھا۔ مولانا نے اس میں منافقت محسوس کی۔ مولوی خیر الدین نے اس لشکر کے ساتھ جہلنے سے انکار کر دیا۔ مجاہدین دریا میں بسیم اللہ کہہ کر داخل ہو گئے۔ قدرت الہی سے دیا اس دن پاپاٹ ہو گیا۔ سکھ گویاں چلاتے رہے مگر مجاہدین نے پرفاہ نہیں کی، بازار اور سلطان مظفر خاں کے مکانات پر قبضہ کر لیا۔ سکھ گڑھی اور چھاؤنی پر بقاض رہے۔ اس دوران سید صاحب نے مولوی خیر الدین صاحب کو بھی حکم دیا کہ وہ مظفر آباد جائیں۔

زبردست خاں درپردہ سکھوں سے لڑ گیا۔ غازیوں کو اس کے نفاق کا اندازہ ہو گیا اور اس سے اصرار کیا کہ چھاؤنی پر قبضہ کریں۔ وہ ناکار باہر جہد کر کے مجاہدین نے چھاؤنی پر قبضہ کر لیا۔ سکھ چھاؤنی چھوڑ کر گڑھی میں گھس گئے۔ مولوی خیر الدین صاحب نے مجاہدین کو اس خود رانی پر زجر و توبیح کی پھر لوگوں کی سفارش سے معافی دیدی۔ حالات ایسے ہوئے کہ مولوی صاحب کو ایک سبز مظفر آباد میں قیام کا اتفاق ہوا۔

خیر سنگھ سلطان بخت خاں کے ساتھ بالاکوٹ کے درے میں آگیا۔ زبردست خاں نے بڑی بزدلی کا مظاہرہ کیا، سکھ مار میں لگ گئے۔ مولوی صاحب وہاں سے روانہ ہوئے۔ برف ہانک کے سب سے بالاکوٹ کا راستہ بند تھا۔ پھر مولوی صاحب تپ و دوزخ میں مبتلا ہو گئے۔ سید صاحب کے حکم کے مطابق مولوی صاحب رک گئے ابداتی لوگ روانہ ہو گئے۔ (مولوی صاحب جب چکر کاٹ کر بالاکوٹ کے شاہی پہاڑوں پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ محو ختم ہو چکا ہے اور ان کے اکثر ساتھی شہادت سے سرخ رو ہوئے۔)

ایک روز بچوں میں سید صاحب نے دعا دیا۔ مسلمانوں کی حالت کو ایک گرتے ہوئے مکان

حاصل کرنے اور کشمیر کی طرف بڑھنے کی تہا کی کہنے کے لئے سب سے محسوس مقام بالاکوٹ تھا۔ اپنے مولوی خیر الدین اور مولانا اسماعیل کو بالاکوٹ جانے کا حکم دیا۔ سب ریسوں نے وجوہات بنا کر مظفر آباد پر حملہ کرنے کے لئے کہا مگر مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں مولانا کا فرمانبردار ہوں خود ممتا نہیں آپ لوگ مولانا سے ملیں اور اپنے مقاصد بیان کریں۔ پھر چند لوگوں نے سکھوں کی حلداری میں جوبتال تھیں ان کو ٹوٹنے کے لئے اجازت چاہی مگر انھوں نے فرمایا کہ وہاں کی آبادی مسلمانوں کی ہے۔ وہ کھانے کے غلبہ کے سبب سے ان کے محکوم ہو گئے ہیں یہ سجدہ بن جائے گی کہ مسلمانوں کو مسلمانوں کا ٹوٹنا درست ہے۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب بالاکوٹ روانہ ہوئے۔ پہاڑ کی چڑھاؤ آئی۔ ظہر کے وقت سب نے حبشوں سے وضو کر کے نماز پڑھی، ناھر خاں چند گوجروں کے ساتھ آگے آگے چل رہے تھے۔ سخت برف باری پوری تھی۔ عصر کی نماز لیکے باجماعت سے پڑھی گئی۔ پھر رمضان المبارک کا چاند نظر آیا۔ مولانا اسماعیل اور چند خاوی گرجے۔ ناھر خاں نے انجی بولی میں گوجروں کو آواز دی وہ آئے اور سب کو اپنی پشت پر سوار کیا اور سب کو تار کر اپنے گھر لائے۔ ان گوجروں نے آگ جلائی مغالین کو گرم گرم دودھ پلایا اور کئی بکریں ذبح کر کے بھون کر کسے دو دو تین تین تک تقسیم کئے اور کہا کہ اس وقت یہی تمہاری دوا ہے۔

پھر سفر شروع ہوا، یہ نیچے اتارنا تھا بہت ہی تکلیف دہ تھا۔ بہر صورت سب لوگ بالاکوٹ میں داخل ہو گئے۔ سید صاحب نے سردیوں کے مشورہ سے بچوں میں قیام کیا۔ مولانا نے ان کو نوبان کی مہک کے لئے درخوست کی گئی۔ مولانا نے ان کو نوبان دیدی اور شکر کا ایک چھوٹا حصہ ساتھ جانے لے

کرنا۔ میں قیام ہوا۔ فتح خاں یہاں سے رخصت ہوا۔ دریائے سندھ سے آخر کر موضع کا پلا گرام میں پڑا ہوا، آپ نے شکرانہ کا دو گنا ذکر کیا کہ اللہ نے بھڑوں کے جھگڑے سے صبح دسلاٹ نکال دیا۔ بوجہ کے متعلق انجی رائے دی کہ سب فتح خاں کی شرارت تھی مجاہدین نے الاؤ چلایا۔ پھر وعظ فرمایا کہ یہ ساری مصیبتیں صرف اللہ کے لئے ہیں پھر آگے بڑھ کر موضع راج دواری میں قیام کیا۔ پھر دو بھائیوں میں مصافحہ کرانی، لشکر کے کھانے کا انتظام موضع کے گرواریں کو روپیہ دے کر کیا۔

### سمکھ کا غیر تباہ انجام

حضرت کے تشریف لانے کے بعد ملک سرداوں کی بڑی خرابیاں اور بے عزتیاں ہوئیں، ہری سنگھ بس بجیس ہزار فوج کے ساتھ در آیا۔ لوٹ مار کی اور غارتوں اور لڑکیوں کو ساتھ لے گیا۔ صرف ان لوگوں کو جو سید بادشاہ کے باقی نہ تھے بخشد وہاں کے لوگ بھاگے حضرت کے پاس آئے مگر حضرت نے پھر فرمایا کہ میں اس سوارخ سے دوسرے نہیں ڈسا جاتا۔ ماہ شہان کی تیسری شب کو آپ کے یہاں صاحبزادی کی ولادت ہوئی، ہجرت کی مناسبت سے حضرت نے ہاجرہ نام رکھا۔

سید صاحب کا مقصد و منشا صرف اللہ کی راہ میں جہاد تھا۔ اکثر خاویوں نے آپ کے ہاتھ پر اصحاب صفہ کی بیعت کی۔ یہاں خدا بخش لاسپدی نے اس بیعت کے حقیقی علم حاصل کرنا چاہا مگر اس خیال سے کہ مولوی اسماعیل جیسے بزرگوں نے بیعت کی ہے، حضرت سے بیعت کی۔

اس زمانہ میں وادی کا خاں کے رواسا کی امارت سکھوں کے حملہ اور آپس کے نفاق سے ترنزل میں تھی۔ یہ سب لوگ سید صاحب کی افغانی کے طالب تھے۔ ان سب کو مدد دینے اور فوجی

# فہم نازاں ہے جس پر تاریخ آدم

ذکر اس کا ہے اور با چشمِ کرم  
ایمان مطلق ارشادِ کرم  
روح ہدایت اقدس بر ناس  
بشرِ مقامے اعلیٰ خواہے  
اکبر راہِ حبیبے رشتی کا تارا  
بلوفا کشتی، جھوٹا کشتی  
طوفانِ کف ہے عالم ہی سارا  
مستمِ رسل کا بس اک سہارا  
ذاتِ رفیقش، خاصے بہ عامے  
کعبہ کلیمے، تازہ پہ عامے  
ہونا نہیں گریغِ اُشتی  
دنیا بھڑکنا یہ نہ بستی  
فلکِ نبی سے یہ نورِ سعی  
جس نے مثالی باطل پرستی  
پہتابِ دستے نورشید گامے  
عجبش چہ صبح، شامش چہ شامے  
نغمہ جُوزن نے گایا نہیں تھا  
رمزِ نبوت پایا نہیں تھا  
خلوت میں کوئی آیا نہیں تھا  
جلوہ تھا سبکیں، سایا نہیں تھا  
مدتی اکبرِ مقامے  
دردینِ احمد، اولِ امامے  
خاموشیوں میں اعلانِ ایمان  
کوئے طلب میں سر و چراغان  
تغییرِ عسریاں تدبیرِ رخصان  
تقویٰ عجمِ قائم دوران  
تاروقِ افغش، مردِ عوامے  
حرفے جدیدے نقشے دواے  
عثمانیت سے غم کوخش رہنا  
میر و مضامین پر جوش رہنا  
جس نے سکھایا ذی ہوش رہنا  
جنم کے نیچے خاموش رہنا  
خولی در طووفِ سوال بہ کائے  
محو کلام و خود لا نکلاے  
جسمِ علی میں تھی جانِ کامل  
علم و عمل کی اک شانِ کامل  
ایمانِ کامل سرفانِ کامل  
نانِ جویش اور انِ کامل  
جذبِ عظیم و فکرے تہاے  
طوبے بہ حبیب و کوثر بہ جلے  
پہر شمعِ ایمان صوبہ پاری ہے  
نرم سیاست تہذیبی ہے  
تاریخِ باغی دہرا رہی ہے  
کعبے کی جانب خلقِ آ رہی ہے  
منزل بہ منزل گامے بہ گامے  
عالمِ حاضر، کعبہ مقامے

تغییر جات کعبہ

تے تشبیہ دی اور فرمایا کہ اس کی حرمت اور قائم  
کئے گئے سب کے ہاتھوں کی ضرورت ہے  
نظارہ ناول پر ہر خاکِ حسن علی خاں ایسا دیا کہ  
مردِ احمی آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ اس نے کہا کہ  
بہ جہاد کو اہمیت نہیں دیتا تھا مگر جب اس سید  
الی مقام کے چہرے پر میری نظر پڑی تو مجھے یقین  
ہو گیا کہ ایسا آدمی اگر ہمتِ اقلیم کی تسخیر کا ارادہ کرے  
اللہ اس کا ارادہ پورا کر دیتا۔

اب کشمیر کی طرف جانے کا ارادہ ہوا مولانا  
سید صاحب کو اس پر آمادہ کرنے کے لئے خط  
لکھا کہ آپ نے حسن علی خاں اور حبیب اللہ خاں سے  
نورہ کیا انھوں نے کہا کہ پہلے آپ دشمن کو شکست  
دیدیں پھر اس کا ارادہ کریں سید صاحب نے مولانا  
سماحیل صاحب کو یہ بات لکھ دی وہ اس کے متفق  
تھے مگر سید صاحب کی الفت اور احترام میں  
راضی ہو گئے۔ غیر سنی کی نقل و حرکت کی اطلاع مل  
یہ تھی۔ اس نے بالاکوٹ جانے کے لئے راستہ  
لاض کیا۔ مولانا نے غیر سنی کے شکر پر غیب فوں  
مارنے کا ارادہ کیا مگر سید صاحب کی طبیعت کا خط  
اٹھایا۔ سید صاحب کی فرمائش پر مولانا نظر اور عصر  
کے بیچ مشکوہ خرابیہ کا درس دینے لگے۔ ایک ہینڈ  
بک پر سلسلہ چلا۔ درہ کا خاغان کے کہیں سید خاغان  
ناہ آئے اور بیعت کی۔

پھر سید صاحب نے جہاد کی ترغیب کے لئے  
تقریر لکھی۔ پھر سید صاحب نے دھاک بھڑکایا  
سید صاحب ایک کہے میں تھا اور مولانا سماحیل  
خانہ کی جماعت کے ساتھ عصر کے بعد دعائیں  
مشغول ہونے لگے، گو جہاد لوگ ملنے آئے سید صاحب  
نے ان کی بڑی عزت و توقیر کی۔

(ماری)

تحریر: ڈاکٹر حماد الدین خلیل

تحریر: مطہر الرحمن عوف ندوی

# علوم و فنون پر اسلام کی چٹا

نہج

اسلام میں فلسفہ و علوم اس کی دین نے اور اس کی عقلیت کا ثبوت؟ اس نے یہ کہنا عجب نہیں کہ اسلامی علوم مغرب کی طرح انسانی صفات سے بھی خالی نہیں رہے بلکہ وہ ہمیشہ انسان کے فائدہ رہے۔

راڈو اسلام سے پہلے عربوں کی ابتدائی تعلیم کا تذکرہ کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے صرف دو سو سالوں کے بعد کس طرح یہ ثقافتی فتنی ترقی حاصل کی جو ہمہ جہت تھی اور گہری تھی، اس کے ساتھ وہ اس بات کا بھی تذکرہ کرتے ہیں کہ حسیات کو اس ماحول کو بیدار کرنے کے لئے جس کا مذہبی تہذیب تھا مذکر کرتی ہے ڈیڑھ ہزار سال لگے پھر اس اسلامی رجحان کے بنیادی اسباب و عوامل تلاش کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں اس کا بڑا سبب مسلمانوں کا یہ شوق و جذبہ ہے کہ اللہ نے جس عالم کو بیدار کیا اس کو وہ سمجھیں اور ان حقیقتوں کے بارے میں زیادہ وسیع واقفیت حاصل کریں، دوسرے مادی دنیا کو روحانی دنیا کے بغیر اس کے اوصاف کے ساتھ قبول نہ کرنا بلکہ اس کو ایک دوسرے کے لئے ملازم سمجھنا سمجھتے اور بچنے کے اعتبار سے ان کے خیال میں کائنات کا ہر عمل اللہ کے حکم سے صادر ہوتا ہے اور اس کی قدرت سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے وہ غور و فکر اور مطالعہ کا مستحق ہے، اس کے بعد راڈو مندرجہ ذیل نتیجہ افذ کرتے ہیں:-

”اسلام میں مذہب اور علم ایک دوسرے کے مخالف نہیں اور اس نے متضاد راستے نہیں اپنائے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ دین علم کا بنیادی سبب ہے۔“

آخر میں اس کا احقران ضروری ہے کہ ایک تاریخی حقیقت کے طور پر جس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں نے پوری پانچ صدیوں تک خلفاء علوم و فنون کی اشاعت میں فیصلہ کن اقدامات باقی رکھے۔

مستقل اسلامی علوم نے یورپ کو اس عالم کا ایک نیا مفہوم دیا اس کے ذریعہ علمی سرگرمیوں میں دست پیدا ہوئی اور کائنات کا وسیع تر ماحول الطبعی نظریہ وجود میں آیا اور باوجود دیگر مذہبی مطالعہ و حسیات کا لگائے کے مطالعہ کا سہارا نہیں لیکن انسان زیادہ مدت تک اس کائنات اور اپنے معتقدات کے درمیان جس میں وہ زندگی گزار رہا ہے تناقض برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے یورپ کے مذہبی رہنماؤں نے عیسائی مذہب اور جدید اسلامی علوم کے درمیان مطابقت شروع کر دی۔

آخر میں ان فتنی آراء کا ذکر کرنا مناسب ہوگا جن کو برطانوی مفکر روم لائونڈے اس موضوع سے حقیقی پیش کیا ہے وہ مغرب اور اسلام کی علمی تحریک کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مغربی علم نشاۃ ثانیہ کے عہد میں مذہب سے لپڑی طرح جدا ہو گیا بالفاظ دیگر علم نے جو راستہ اپنا باوہ اخلاقی معالجات اور علم اخلاقی کی طرف رخ نہیں کرتا، مغربی انسان نے سائنسی علوم کے بارے میں جمہور معلومات حاصل کیں اور اس کے بارے میں اس نے علم حاصل کیا اس کے ساتھ اس کی اخلاقی پیش قدمی میں کمی آئی لیکن یورپ نے قرون وسطیٰ میں کلیسا کے اقتدار سے انکسار ہو کر کھنکھار کر دینی عقائد سے الگ نہیں کیا بلکہ انھیں ایمان اور اخلاقی قیود سے بھی جدا کر دیا لیکن اسلامی علوم کی بھی دین سے جدا نہیں ہوئے بلکہ حقیقتاً تو یہ ہے کہ دین ہی اس کی بنیادی اور اہمائی قوت ہے

ظہور اسلام کے وقت ثقافتی دھارا جس رخ پر بہہ رہا تھا اسلام نے اس کو اس کے مخالف سمت کی طرف بھیر دیا اور یہ انقلاب ظاہری طور پر اچانک آیا لیکن باریک بین مورخ یہ جال سمجھتے ہیں کہ اس کے اسباب تدریجی طور پر مہیا ہوتے رہے یہاں تک کہ یہ ایک ثقافتی دھارا بن گیا اور جزیرہ نما سے ان سامیوں کا جو مشن و جذبہ روح اپنے دین اور زبان کے مشرق میں چین کی حدود تک اور مغرب میں بیزنس کے پہاڑ تک پھیل گیا۔

معاصر برطانوی مستشرق منٹگری واٹ دیگر ثقافتوں پر مسلمانوں کے استوا اور ان کے خلیفہ کے اسباب کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کا اصل سبب ان کا یہ یقین ہے کہ وہ دوسروں سے افضل ہیں اس احساس برتری کا تعلق بڑی حد تک اسلام سے ہے جس کو مسلمان اللہ کی عبادت کی سب سے پاکیزہ اعلیٰ قسم تصور کرتے ہیں برتری کا یہ تصور خود و جہاد کے ساتھ نہیں بچھا گیا کہ اس سے شک و شبہ پیدا ہو سکے یا سہتہ نسبت خائب آتا رہا۔ دوسروں کے علوم اور ان کی حکومتوں پر حاوی ہونے کا عمل بڑا ہیمن اور کوشش تھا جو لوگ پہلے دوسرے افکار و رسوم پر کاربند تھے ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ اسلامی تعلیم اور تصور کے مطابق ان کو قرآنی تعلیمات کے ساتھ ہمیں ڈھالیں۔ اس طرح ان کے علوم و افکار اسلامی فکر کے بنیادی دھارے میں شامل ہو گئے اور ایک مستقل اسلامی تہذیب پر مدافعتی بن گئے، واٹ کا خیال ہے کہ ان



مقدمہ نگار اس دیار کی دل آویز شخصیتوں کا ذکر اس انداز سے کرتے ہیں۔

اقبال کے نمایاں باغیروں سے جبین جبرئیل کے مصداق دیکھئے اس آشنا بستی سے نورانی چہرے ابھرتے ہیں اور اپنے متعلق بتاتے ہیں میں محمد بن اسماعیل بخاری ہوں تم مجھ سے واقف ہو گئے میری ساری زندگی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال جمع کرنے میں گذری ہے، اللہ نے مجھے جتنی صلاحیتیں دی تھیں، میں نے ساری ساری ان اقوال کی صحت کی جانچ پر لگا دی، دیکھو یہ کتاب میرے علم اور میری زندگی کا پتھر ہے۔ تم کہتے ہو کہ یہ کتاب باری کے بعد سب صحیح کتاب ہے تم ٹھیک کہتے ہو، میری کتاب اب الجامع المصمم بخاری ایسی ہی ہے۔

میں ہادیہ کا مصنف برہان الدین بن علی بن ابو بکر ہوں اگر تم علوم دینیہ کے طالب علم ہے ہو تو میری کتاب تم سے ضرور بڑھی ہوگی، میں فتاویٰ قاضی خاں کا مصنف محمد الدین بن ابی میں کشف کا مصنف محمود بن عمر نخعشری ہوں، میں اصول الشاشی کا مصنف علاء الدین شاشی ہوں، میں مفاتیح العلوم کا مصنف خوارزمی ہوں، میں ابواللیث عمر قندی ہوں، میں عبید اللہ احرار ہوں، میں افتا زانی ہوں، میں سرحدی ہوں، میں بہاء الدین عمر قندی ہوں، میں ابوالنضر غازی ہوں، میں ابوریحان البیرونی ہوں، میں ابن سینا ہوں، کسی کسی نادورہ مددگار شخصیتوں کی جھلک مولانا نے دکھائی ہے۔ سب کامیاب نہیں کر سکے ہیں، کتنے بچوں کا رنگ مولانا دکھلاتے کتاب جس دیار کے ذکر میں ہے وہ چمنستان ہے۔

مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی نے اپنے خال مغف حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ الی کی محبت میں دنیا کے مختلف خطوں کا

# مدائحہ مبارکہ

تبصرے کیے گئے کتابوں کے دونوں کا آنا ضروری ہے!

شمس الحق ندوی۔

”سفر نامہ اگر تاریخ نویسی سے مرکب ہو اور مسافر کو اپنی راہ معلوم ہو تو پھر اس کی ضرورت ایک فلسفیانہ عمل بن جاتی ہے۔ اس فلسفیانہ عمل کے لیے ضروری نہیں کہ اس میں تحلیل کی کارفرمائی ہو، ہاں اس کے اثر میں مصنف کی عقلی قوت سے اضافہ ہو جاتا ہے اور اگر بیان میں وہ جلیل القدر رستیاں بھی آتی ہوں جن کی تخلیقات اپنے علاقہ اور اپنے زمانہ سے ماوراء ہوں جن کی بلند وبالا شخصیتیں حقیقت اور حلال کا آئینہ دار ہوں، اور جو مثال اور افاتی ہوں تو پھر سفر عقد ثریا کے بیچ میں ہو جاتا ہے ان حضرت کے فیضان قدسی سے ہر دور متاثر رہا ہے۔ ان کے کارناموں میں نیکی اور حکمت، دہی اور انسانی صلاحیتوں کے ساتھ شامل تھی اللہ نے جس بے مثال علم و فضل سے ان کو نوازا تھا اسے اپنی کتابوں سے انھوں نے ہر خاص و عام تک پہنچایا۔ یہ لوگ وہ جوئے بخشش آبِ حیات کے کناروں پر نہ گرس، لالہ، یا سمیں بھی ہی کھلے ہوئے اس خط کو پیری خانہ بنائے ہوئے تھے۔

۱۔ جرارہ رو بہار پری خانہ افسرید  
نرس دمدلار دمدوسمن دمد (اقبال)  
بہترین علاقہ اور بہترین لوگوں کی سرفروخت  
مولانا محمد رابع صاحب حسنی ندوی کے قلم سے کتنی دل آویز ہو گئی ہے اس کا احساس پڑھنے والے کو کتاب شہر و راکر سے ہی ہو جائے گا۔

سفر نامہ بخاری کی بازیافت: از مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی اہم دارالعلوم ندوۃ العلماء صفات - ۸۳ ساڑ ۱۸۸۲  
ناشر کتبہ جہاں پوسٹ بکس ۳۵۵ ٹیگور باگ کھنڈ  
سفر نامہ بخاری کی بازیافت کے بعد امام بخاری کی یادیں ابھی آخری آرام گاہ پر ایک بڑی درس گاہ اور مسجد کی تعمیر کے سنگ بنیاد کی تقریب کے موقع پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کا سفر ہوا۔ مولانا کے رفیق سفر مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے سفر سے واپسی کے بعد اس سفر نامہ کے علاقہ کا سفر نامہ لکھا جو ۵۰ سال تک پردہ کے پیچھے رہا، ۵۰ سال تک کھڑا لیٹنے کھڑے میں چپے رہنے والے ان مسلم دیار کے ماضی و حال کو جاننے کے لیے ہر پڑھے لکھے بندہ مومن کا مشتاق و دار فترہ ہونا بین لسانی تقاضا تھا، لہذا مولانا محمد رابع صاحب حسنی ندوی نے مخلص احباب و دوستوں کے تقاضے سے اپنے اسلوب خاص میں

۲۔ مکش  
سفر نامہ لکھا جو بہت پسند کیا گیا اور احباب کے اصرار سے کئی صورت میں شائع ہو گیا ہے۔ سفر نامہ کے مقدمہ نگار پر دفسر و صلحہ مدلیقی صاحب (سابقہ پرنسپل پوسٹ گرجوٹیٹ کالج شاہجہانپور اور حال صدر الیات ندوۃ العلماء) اپنے قلم کو اس طرح حرکت میں لاتے ہیں۔

# مجلہ "کاروان ادب" ایک تعارف

ڈاکٹر محمد عثمانی، استاذ شعبہ عربی، دہلی یونیورسٹی

موضوع: سید احمد شہید کی تحریک کے اخراجات  
اردو زبان اور ادب پر۔

۱۔ شہدائے بالاکوٹ کا مقام اور پنجاہ مولانا محمد عثمانی  
۲۔ سید احمد شہید اور ان کی تحریک اصلاحیہ فیصلہ  
خلیق احمد نظامی۔

۳۔ زبان و ادب پر تحریک کے اخراجات، مولانا  
عبدالکریم صاحب ندوی۔

۴۔ تحریک کا فریضہ تو ادب پر ہے یہ فیصلہ  
محمد اشرف سلیمانی۔

۵۔ معروف اہل علم کی تعینات میں تحریک کی  
بازگشت، محمد راشد ندوی۔

۶۔ کلام اقبال میں شہادت کارنگ و شاعر عثمانی  
اس شمارہ کے عمومی مقالات

دانے کی کامیابی پر اسلامی اخراجات پر فیصلہ  
حبیب الحق، کاروان عصر نشور و احدی، رضوان اللہ علیہ

حضرت عبداللہ بن رواحہ، مولانا سید الرحمن اعظمی۔  
جولائی تا دسمبر ۱۹۹۵ء لکھنؤ شمارہ سامنے ہے

اس کی نہرست ملاحظہ کیجئے  
موضوعاتی مقالات "تحریک آزادی اور اصلاح

عوام میں ادب کا حصہ۔  
مالی اور شعبی، مطلق احمد نظامی۔

ابوالکلام آزاد، پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی۔  
محمد علی چوہدری، محمد خالد ندوی

اکبر الہ آبادی، پروفیسر حسین شراقی۔  
ظفر علی خاں، محمد اعتبار ندوی

مولانا رحمت بولانی، سید الرحمن خاں ندوی  
تعلیمی آزادی کا جامعہ طبع، ضیاء الحسن ندوی

عمومی مقالات :-  
اردو افسانہ، ڈاکٹر عبدالباری

ادب اسلامی کی تازہ مطبوعات، محمد عثمانی  
اس رسالے کے مستقل مضامین نگار پروفیسر

ضیاء الحسن فاروقی۔  
(۱۶ صفحہ پر)

کا ترجمان ہے جو سید احمد شہید کی دیدہ زیبی دونوں  
اعتبار سے برابری ملتی جلتی ہے۔

برصغیر میں اس عالمی تحریک کا ترجمان مجلہ  
کاروان ادب ہے جس کا نام ابھی بہت زیادہ معروف

نہیں۔ ۱۹۹۳ء سے یہ مجلہ شائع ہو رہا ہے۔ یہ مجلہ  
رابطہ ادب اسلامی کی طرف سے شائع ہوتا ہے

جس کا دفتر دارالعلوم ندوۃ العلماء رکھنوی میں  
ہے۔ عرب دنیا سے شائع ہونے والے مجلہ کاروان

الاسلامی "میں کاروان ادب" کے مضامین کے  
ترجمے اور خلاصے بھی شائع ہوتے رہتے ہیں اس

اعتبار سے کاروان ادب اردو کا واحد مجلہ ہے جس  
کے مقالات کو عرب ادبا، ابھی عربی میں پڑھ لیتے ہیں۔

کاروان ادب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ  
دو تہائی مضامین کے اعتبار سے موضوعاتی مجلہ ہے

یعنی کسی ایک موضوع پر آٹھ دس دقیق تحقیقی بابی  
مضامین ہر شمارہ میں شائع ہوتے ہیں ایک تہائی

حصہ عام غیر موضوعاتی مضامین افسانوں، انشائیوں  
غزلوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ ایک سرمایہ مجلہ ہے جس

مضامین کا انتخاب بہت طبعیت ہر اعتبار سے  
واقع اور بھاری بھر کم ہے۔ اعزازی طور پر یہ

مجلہ کسی کو کبھی نہیں جاسا اور نہ مفت کسی کی خانہ  
میں آتا ہے جو کہ یہ موضوعاتی مجلہ ہے اس لیے

رہسریچ اور تحقیق کے کام کے لیے مفید ہے اس  
کی مکمل ناکمل ہر لائبریری میں رہن چاہیے مثال

کے طور پر ایک شمارہ کے مندرجات دیکھئے اور  
مجلہ کے ایڈیٹر اور نمائندہ کا اندازہ لگائیے :

اس وقت کچھ رسالے ادب اسلامی کی  
تحریک کے زیر اثر شائع ہونے لگے ہیں۔ ادبیہ

تحریکات میں ایک ادبی تحریک اس وقت اسلامی  
ادب کی تحریک ہے اس تحریک کا مقصد عربی و غیر

کے ادب کی رعایت کے ساتھ موضوع کو بھی احسان  
کے لیے مفید تراویحین ترنا ہے یعنی اسلوب

اور تربیت کے ساتھ معنوں اور فن کو بھی درست ہو  
جس میں خدا اور مذہب کے ساتھ خوشیاں نہ مل

اباحت نہ ہو، معاشرہ کو بگاڑنے کی تحریک نہ ہو  
اسلام کا نظام حیات و اصل عقیدہ اور عمل کی

جالیات کا نام ہے اس نے حق بھائی خدو دیا  
ہے جس سے ذوق کی پاکیزگی اور لغت پیدا

ہوتی ہے اس سے جو ادب پیدا ہوتا ہے وہ حیات آئین  
حیات آموز اور حیات افزہ ہوتا ہے۔

اس تحریک کا نام اسلامی ادب رکھا جائے  
باز رکھا جائے اس پر گفتگو کی گنجائش نہیں

لیکن یہ نقطہ نظر سے بہت طاقتور یعنی یہ نقطہ نظر  
کہ ادب کو عقیدہ اور اخلاق سے مولا لوریا پر پڑے

آزاد نہیں ہونا چاہیے مرنیضانہ ذہنیت کو چھوڑ کر  
باشعور اہل فکر کی اکثریت اسی نقطہ نظر کی حامل ہے

اور اب اس نقطہ نظر سے مؤیدین کی استنبول،  
لندن، قاہرہ، ریاض، مرگش اور دھاکہ میں بڑی

بڑی کانفرنسیں ہوتی رہتی ہیں خود ہندوستانی میں  
دارالافتاء، مظفر گڑھ، لکھنؤ، بے پور، بھوبال اور

حیدرآباد میں متعدد سیمینار منعقد ہو چکے ہیں عرب  
دنیا سے نکلنے والا مجلہ "کاروان ادب اسلامی"



## تقریر: درس حدیث

عبادوں میں ابھارا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں بندہ کو بھی اللہ تعالیٰ کسی رحمت کا حاکم بناتا ہے تو اگر وہ اس حال میں مرتا ہے کہ اپنی رحمت کی حق تلفی کی ہے، اس کو دھوکا دیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔ اس فرمان نبوی کی رو سے اسلام پر فخر و خوشحالی الہی اور سنت رسول کا امین بنادیتا ہے اس کے دین و ایمان کا امین بنادیتا ہے، اپنے نفس و عقل کا امین بنادیتا ہے، اس کی جماعت و ماتحتوں کا امین بنادیتا ہے۔ دنیا و آخرت کے انجام کا امین بنادیتا ہے۔ یہ حدیث بہترین توجہ ناملوں میں سے ایک توجہ نامہ ہے۔ مفضل حریفی مدظلہ مشہور صحابی ہیں، وہ بہت سخت بیمار پڑے تو فکر نہ ہونے کے قول و فعل کی امانت کے بارے میں کس طرح سبکدوش ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی امانت کو حاکم تک کس طرح چھو جائیں، وہ اسی فکر میں تھے، اسی اثناء میں حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں ابصرہ کے گورنر علی بن زیادؓ ان کے پاس آئے تو ان کو یہ امانت چھو گئی۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے ان سے (علی بن زیاد) سے کہا کہ میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں، اگر میں حالت موت میں نہ ہوتا تو تم سے یہ حدیث نہ بیان کرتا۔ بعد حدیث پر ایشہ فرماتے ہیں: ”ما من أمیر مینا أمو المسلمین شر بعدلہم وینصیح إلا بعدیلہم خلع معہم الجنة“ جو شخص بھی مسلمانوں کے معاملہ کا ذمہ دار بنے پھر ان کے لئے محنت و شفقت نہ اٹھائے ان کا بھی خواہ نہ ہو تو وہ ان کے ساتھ جنت میں نہیں داخل ہوگا۔

حضرت مفضل کا یہ کہنا اگر کچھ معلوم ہونا کہ میں

ابھی زندہ رہوں گا تو تم سے یہ حدیث نہ بیان کرتا، شاید اس اندیشے سے ہو کہ ان کو اس صورت حال سے قبل اپنی جان کا خطرہ ہو، انھوں نے یہ ضروری سمجھا کہ ان کے پاس جو علم ہے اسے لوگوں کو بتا دیں تاکہ وہ اس علم کے خاتمہ ہو جانے کا سبب نہ بنیں۔ صحت حال ادنیٰ امانت کی فکر و اہمیت کی تصویر کشی کر رہی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مرض موت میں اس حدیث کے بیان کرنے کا سبب عبداللہ بن زیادؓ کی سفارشی تھی جس کو حضرت حسن عسری نے بیان کیا کہ وہ بڑا ظالم تھا اور اس حدیث میں ظالم حاکم کی مذمت ہے، لہذا خطرہ تھا کہ اس حدیث کے بیان کرنے والے کی گردن اڑا دے، گویا عقل اس کی گرفت و ظلم سے خائف تھے، اور جب موت کا وقت آگیا تو چاہا کہ اس طرح مسلمانوں کو اس کے شر سے بچائیں۔ یہ حدیث حاکم کی امانت و ذمہ داری کے حدود کو واضح کرتی ہے، اس سلسلہ میں دوسرے حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ نے اس موضوع پر (السمیۃ الشریعیۃ فی اصلاح الراعی و الجریم) کے نام سے ایک مستقل کتاب لکھی ہے، ہمیں انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا کہ جس نے مسلمانوں کے کسی معاملہ کا کسی کو ذمہ دار بنایا ایسی صورت میں کہ اس کا کام کے لئے اس سے بہتر شخص نہ ہو

تھا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی اس حدیث کو حاکم نے اپنی تصحیح میں روایت کیا ہے بعض لوگوں نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابن عمرؓ سے فرمایا تھا، حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”جو شخص مسلمانوں کے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنایا پھر اس نے کسی شخص کو کھنسنے یا کھنسنے یا زبردستی کوئی عہدہ دے دیا تو اس نے اللہ و اللہ کے رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی۔

علامہ ابن تیمیہؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس حدیث کی اندر سے محدود

بعض مثالیں

ظلمات بنو عباس میں سے کسی نے خلاصے کہا کہ اس ذمہ داری کے سلسلہ میں کوئی عملی نو بہو

۱۰ جولائی ۱۹۹۴ء

کوشاں ہو۔

۲۔ موت سے پہلے علم کا فراعلم کو دے دوں تک کہ پہنچا کر فرما دے۔

۳۔ حاکم یا وکیل جب اہل کو چھوڑ کر کسی ایسے شخص کو نائب بنائیں گے جو غارت و دہانداد و غیرہ کی نگرانی کا اہل نہ ہو یا مالی کو اس کی لاگت پر بیگ دے گا یا دیگر اس سے بہتر قیمت دینے والا موجود ہے تو یہ اپنے ساتھی کے ساتھ خیات کا سرعجب ہوگا۔

### موجودہ حالات میں حدیث سے کیا رہنمائی ملتی ہے

۱۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ منصب و حکومت ایسی امانت ہے جس کا اہل حق تک پہنچانا واجب ہے امانت کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوذر سے فرمانا کہ ”وہ ایک امانت ہے جو شخص ذمہ دار نہ ہو اور پر اس بار کو سنبھالے گا وہ تو کامیاب ہے ورنہ یہ امانت قیامت کے روز ندامت و رسوائی کا سبب بنے گی“ اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۲۔ حدیث بتاتی ہے کہ مخلوق اللہ کا بندہ اور غلام ہے اور حکام اللہ کے بندوں اور غلاموں پر اللہ کے نائب ہیں، وہ وکیل کی حیثیت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو چاہے کہ بہت دیکھ بھال کر اپنے نائب اور وکیل مقرر کریں اور حتی الامکان انفس کے تقاضے پر عمل کرنے سے بچیں۔ اللہ ہوا موافق۔

نفع پیرانے در دروں، زخموں، گھٹی، فالج، دوسری اور دانتوں وغیرہ کی بیماریوں کے لئے ۶۵ سالہ پرانی عجیب غریب جانفانی دوا

### دل آرام تیل

تیار کردہ حکیم قاسم حسین لکھنؤ

اسٹاکٹ:- بارون جنرل اسٹور، کھنڈی، کھنڈی

ڈوٹ:- جائیداد، لکھنؤ، اشور، پور، شریف آباد

کے لئے ہے رابطہ قائم کریں، فون: 213624

فرمایا: ”جب ذمہ دار یاں اور معاملات نا اہلوں کے حوالہ کیے جائے گے“

ایک دوسرا حصہ بھی قابل ذکر ہے جو نگرانی و حکومت کی حقیقت کو واضح کرتا ہے، ”ابو سلم خولانی حضرت امیر معاویہ کے پاس آئے تو اے مزدور کہہ کر سلام کیا۔“

”السلام علیک ایہا الزہید“ حاضرین نے کہا امیر کہہ کر سلام کرو (السلام علیک ایہا الامیر) اس نئی سہ کے بعد بھی انھوں نے اے مزدور کہہ کر سلام کر دیا

انھیں پھر کیا کہ اے امیر کہہ کر سلام کرو میں مہربان سلام و خیر کی نگرانی کرتا ہوں تب حضرت ”امیر معاویہ نے کہا“ ابو سلم کو چھوڑ دو، وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ اس کو زیادہ جانتے ہیں، امیر معاویہ کے الفاظ اس کی انھوں نے

کہا ”تم مزدور ہو تمہیں اللہ تعالیٰ نے رعیت کی نگرانی کے لئے مزدور رکھا ہے۔“ جیسے وہ اپنے ان الفاظ سے کہہ رہے تھے

علیہ وسلم کے اس ارشاد کو یاد دلایا ہے ہوں ”کوئی بھی ایسا حکم جس کو اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا نگران بنائے اللہ وہ اس کو دھوکہ دے تو اللہ تعالیٰ موت کے بعد اس پر

جنت کو حرام کر دے گا۔“ یہ بات گہلی ہوئی ہے کہ مخلوق اللہ کی غلام ہے اور حکام اس کے غلاموں پر اس کی طرف سے نائب ہیں وہ اللہ کے غلاموں کی جانفل کے وکیل و ذمہ دار ہیں

ایسے ہی جیسے دو شریک کار ایک دوسرے کے نائب و مددگار ہوتے ہیں، پھر یہ حاکم وکیل جب کسی کو اپنے فرائض کو ادا کرنا

کا نائب بنائیں گے اور اس میں زیادہ بہتر اور مناسب آدمی کو بنانے کے بجائے کہ جو کا وہ ہاں کی لائن کے لئے موزوں اور مناسب ہوں، کسنا اہل و ناموزوں کو بنائیں گے تو وہ اس حدیث کے خلاف ہوگا۔ لہ

### حدیث کا فقہی پسلو

۱۔ حاکم کا فرض ہے کہ وہ رعیت کا ہمدرد ہو خواہ ہر وہ دین و دنیا دونوں کے لئے ان کی بھلائی کا لئے الہامی الشریعہ فی الاسلام الخ لایین تمیز

بیان کر کے انھوں نے جواب دیا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس سے کسی نے کہا ”ابو سلم غلیظ ہونے کے بعد تو آپ نے اپنے غمخواروں کو فغانے میں ڈال دیا“ ان کو آپ نے فقیر بنا کر رکھ دیا ان کے لئے کچھ بھی باقی نہ رکھا، یہ سب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا ان کو ہارے پاس لاؤ، جب وہ لائے گئے

تو دس کم عمر اہل خاندان تھے جب ان کو دیکھا تو انھیں اشک بار ہو گئیں اور ان سے کہا ”اے میرے پیارے بیٹو! ہم نے تم سے تبار کوئی حق رکھا نہیں ہے اور لوگوں کا جو حال میں ہے رہا ہوں اسی کو تمہیں دہل

اس کا لکھ لو، کوئی حق نہیں، تم لوگوں کے کھانے میں سے ایک ہو، یا تو ایک بھوکا اللہ تعالیٰ کیوں کا بھجانا ہوتا ہے، یا ایک نہیں ہوتا تو ایسے شخص کے لئے جو کچھ نہ ہو

کوئی چیز نہیں جو بھوکا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مدد ہے، تم ہمارے پاس سے چل جاؤ، واقعہ بیان کرنے والے صاحب کہتے ہیں کہ اس تعوی اور رعیت کے ساتھ

عدل و انصاف اور احسان کا ذمہ داری کی برکت سے پہلے دیکھا کہ ان کے بعض لڑکوں کے پاس سو گھوڑے تھے، یہ نقد فائدہ تو دنیا میں حاصل ہوا اور آخرت کا

معاطرہ بے نیاز ذکر کر آفکے پاس سے جو چاہا بہر جنت کی صورت میں حاصل ہوگا۔

حاکم و ذمہ دار کو ان احادیث و آیات پر عمل کرنے کی کتنی شدید ضرورت ہے، اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کا واقعہ اپنے اندر کتنا اعلیٰ و مثالی نمونہ رکھتا ہے، جس پر ہر

موجودہ دیکھنے والے حاکم کو غور کرنا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبار حکومت و عدالت کی امانت ہے جس کی ادائیگی اس کے موقع و محل پر ضروری ہے

جیسا کہ بیان ہو چکا۔

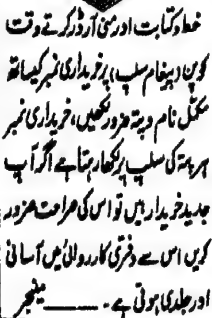
بکار میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نبی امتیں خالق کی جائیں تو قیامت کا انتظار کرو آپ سے پہلے جیسا کہ اللہ کے رسول امتن کا خالق کرنا سحر طرز ہوگا، آپ نے



عَلَيْكُمْ مَوَافِقَتِ وَلَيْسَ بَارِعٌ وَارِدُ الْعَمَلِ نَزْوُ الْعَمَلِ لَا يَفْنُو

زرتعاون

بحری ڈاک جملہ —۔ اردو



== مشاورت ==

مولانا نذر الحفیظ ندوی۔ مولانا محمود الازہار ندوی  
مولانا سلمان حسینی ندوی۔ مولانا محمد خالد ندوی  
مولانا عبد اللہ الحسنی ندوی۔ مولانا محمد رضوان ندوی  
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

نکرانِ اعلم

مولانا معین الدین ندوی  
== مدیر مسئول ==  
ششما الحق ندوی

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ ستورہ پے بذریعہ مئی آرڈر دفعہ حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

خَطُّوْكَتَابُ كَاطِبَةٍ

میجر تعین حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء کھنؤ 226007 یوپی  
ڈرافٹ سکرٹری مجلس صحافت و نشریات کھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعین حیات کو پتہ  
پہنچا دے دیں

پرنسٹن یونیورسٹی میں پروفیسر شہد حسین نے ہارکھ آفٹ میں طبع کر کے دفتر تعمیر و مجلس صوفیہ و نشریات ندوۃ العلماء کھنڈے شائع کیا

## شرائط ایجنسی

- ۱۔ پانچ کاپی سے کم کی اجنسی جاری نہیں کی جانی
- ۲۔ فی کاپی ۷/۱۰ روپے کے حساب سے ضمانت پیشی رواد کرنا ضروری ہے۔
- ۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

## نرخ اشتہار

- ۱۔ تعمیر حیات کافی کام فی سینٹی میٹر R.20/-
- ۲۔ کمیشن تعدل و اشاعت کے مطابق ہوگا جو کارڈ دینے پر نہیں ہوگا۔
- ۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشی جمع کرنا ضروری ہے۔

## بیسرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.  
P.O.Box No. 842  
MADINA MUNAWWARAH - (K.S.A.)

ملحدہ منورہ

Mr. M. AKRAM NADWI  
U.C.I.S.  
St. CROSS COLLEGE  
Oxford OX1 3TJ - U.K.

برطانیہ

Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.  
P.O.Box No. 388  
Vereniging  
(S.AFRICA)

سאותھ افریقہ

Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.  
P.O.Box No. 10894  
DOHA - QATAR

قطر

Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.  
P.O.Box No. 12525  
DUBAI - (U.A.E.)

دبی

Mr. ATAULLAH Sb.  
Sector A-50, Near Sau Quater  
H. No. 109 Town Ship, Kaurangi  
KARACHI-31 (Pakistan)

پاکستان

Dr. A. M. Siddiqui Sb.  
98- Conklin Ave  
Woodmere  
New York 11598 - (U.S.A.)

امریکہ

## اسٹیمائز مین

۲	مولانا ڈاکٹر محمد تقی انصاری ندوی	۱	درس حدیث
۵	شمس الحق ندوی	۲	مرکز مسلمان کا کردار و اخلاق
۷	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی	۳	زبردست حبیب
۹	مولانا سید محمد رفیع حسینی ندوی	۴	اپنے بھارت بھائی کی تدبیر
۱۱	مولانا محمد برہان الدین سبھلی	۵	سیرت نبویہ
۱۳	مولانا محمد تقی عثمانی (دکراچی)	۶	سیرت النبی اکبر ہماری زندگی
۱۷	پروفیسر محمد عبدالقادر ندوی	۷	ترک کے نئے وزیر اعظم (اسلام)
۲۰	ترجمہ: محمد احمد ندوی	۸	استنبول میں اسلامی کانفرنس
۲۱	پروفیسر وصی احمد صدیقی	۹	سیرت سید احمد شہید
۲۳	مولانا سید عبدالقدوس حسینی ندوی	۱۰	مسلم خواتین کا کردار
۲۶	محمد شاہد ندوی (داروبہنکوی)	۱۱	وزیر اعظم شریلنگکر کو ٹھکانا ملے
۲۷	محمد طارق ندوی	۱۲	سوالی جواب
۲۸	ڈاکٹر بارون رشید صدیقی	۱۳	مطالعہ صحرایی نیرو پر
۳۱	قمر ام نگری	۱۴	نعت

شمس الحق کندوی



# مرد مسلمان کا کردار

ہر بندہ مومن کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اس کائنات کی خالق و مالک بس ایک ہی ذات ہے وہ کسی کی محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں، پوری کائنات پر اسی کا فرمان نافذ ہے وہ ہر چیز کو جانتا اور ہر عمل و حرکت کی پوری خبر رکھتا ہے کسی آن اور کسی لمحہ بھی وہ غافل نہیں ہوتا اسی کے ساتھ مسلمان یہ بھی عقیدہ رکھتا ہے کہ ایک دن الہامی آکے رہے گا جب یہ دنیا مٹا دی جائے گی اور انسان کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔ مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ خدا کی کتاب قرآن کریم بھی کتاب ہے اور اس کو لانے والے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیے اور آخری رسول ہیں، انھوں نے جو کچھ بتایا اور خبر دی وہ سب سچ ہے اس کے خلاف جو کچھ کہا جاتا یا جائے سراسر غلط ہے۔

ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی یہی عقیدہ رکھتا اور اپنے غلط عمل پر خدا کی کھڑے دستار تہا ہے غلطی کر کے پچھتا تا اور شرماتا ہے۔ اپنے اس عقیدہ کی روشنی میں مسلمان اپنی قوم اور ملت کے مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے بڑی سے بڑی پیش کش کو فکراً و قلباً اس لئے کر اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ اگر ہم نے اس وقت دین و قوم سے خداری کر کے کوئی دنیاوی فائدہ اٹھایا تو آخرت میں کل خدا کے سامنے اس کا بڑا بیابانک بھگنا ہو گا اور اس کی تلافی کی ساری راہیں بند ہو چکی ہوں گی۔

اگر کوئی مسلمان نفس و شیطان کا شکار ہو کر قوم و ملت کے خلاف کسی پیش کش کو قبول کر لیتا ہے اور اس سے قوم کو نقصان پہونچاتا ہے تو وہ عملی منافق ہوتا ہے آخرت میں اس کو ملت فروشی کی جو سزا ملے گی وہ تو ملے گی ہی اس دنیا میں بھی وہ جعفر و صادق کہلے گا اور ہر مسلمان اس کو ذلت و عقارت کی نظر سے دیکھے گا۔

جعفر از بھال، صادق از دکن ننگ ملت، ننگ دیں، ننگ وطن

ہمس ان سطروں کے لکھنے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ الہامی ہے جو موجودہ مادہ پرستانہ ذہنیت سے متاثر ہو کر مولیٰ سے مفاد کے لئے خواہ وہ روپیہ پیسہ کی شکل میں ہو یا عہدہ اور منصب کی صورت میں۔ اس پر دین و ملت کے مفاد کو جھٹ چڑھا دیتا ہے جو اس کے ایمان کے عقیدہ دینی و ملی غیرت و محبت کے سراسر خلاف ہوتا ہے اور اس سے قوم و ملت کو ناقابل تلافی نقصان پہونچ جاتا ہے تو ان کی زندگی میں بعض ایسی نازک گھڑیاں بھی آتی ہیں جن میں بہت سوچ سمجھ کر اہل علم و دانش اور بہی خواہان قوم کے والے و مشورہ سے اقدام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس میں کوتاہی سے پوری قوم کو اس کا نقصان پہونچتا ہے، کبھی کبھی ایک شخص کی نادانی پوری قوم کو ذلت و رسوائی کے کار میں ڈھکیل دیتی ہے۔

جواز تو سے یکے بے دانشی کرد نہ کہ را عزتے ماند نہ مر را

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جن لوگوں نے بھی اپنے مولیٰ سے فائدہ کے لئے قوم و ملت کو نظر انداز کیا ہے انھوں نے اپنی ذلت و رسوائی کے ساتھ قوم کو بڑے خطرے میں ڈال دیا ہے۔

لے اگر کسی قوم کا ایک فرد غلطی کر بیٹھا ہے تو قوم کے مولیٰ اور عزیز بھی لوگوں کی عزت خاک میں مل جاتی ہے۔

ملوہ دکھائے گی اور اس وقت بھی اپنا جلوہ دکھائے  
ہے۔

اس دور میں بھی مرد خدا کو بے میسر  
جو معجزہ پر بت کو بنا سکتا ہے رانی

عمر کا قدر، مائیتی قیمت، بہترین ساز

# حریم

## اردو کا

مطالعہ کا

کتابہ الحرمین، محمد کریم، ڈاکٹر بی، این روڈ، ایٹا آباد، کھنڈ



ہول سیل چشموں

کے فنیسی خریدیں اور لینیں گے

# ناج آپٹیکل

تشریف لائیں  
ڈی 37/152 - کوڈی کے چوکے  
ڈاکٹر علی (گلی) دارانی

## TAJ OPTICALS

WHOLE SALE SPECTACLE

FANCY FRAMES & LENSE

PLEASE

CONTACT

TAJ OPTICALS

D-37/152 KODAI - KI -

CHOWKI (MADHUR JAL PAN)

GALI) VARANASI

PH-352737 RES. 342127

342106

قوم کی آنکھوں کا تارہ و کشی، شخص بننے، جو ہر حال  
میں قومی اور ملی مفاد کو مقدم رکھتا ہے اور اس کے  
لئے سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار رہتا ہے، کوئی  
پیش کش اور لالچ اس کے پائے ثبات میں جنبش  
نہیں پیدا کر سکتی اس کی قومی حیت مال و زر کے  
ڈھیر کو ریت کے ٹیلے سے زیادہ اہمیت نہیں دیتی، مثال  
نے مرد خدا کے بارے میں کہا ہے۔

قوموں کی قسمت وہ مرد درویش

جس نے نہ دھونڈی سلطان کی درگاہ

موجودہ حالات اور فساد و بگاڑ کا چھایا ہو کر دیکھ  
کر کم ہمت لوگ مایوسی کی بات کرنے لگتے ہیں اور  
مایوسی ایسا روگ ہے جو خیر دل انسانوں کو گھیر ڈال  
لوہڑی کی زندگی گزارنے پر آمادہ کر دیتی ہے یقین  
و اعتماد اور ہمت و حوصلہ جس میں ایمان کی روح  
کار فرما ہو، وہ جو ہر ہے جو مایوسیوں کی خبیث تارکے  
سفری صبح میں تبدیل کر دیتی ہے۔

گماں آباد ہستی میں یقین مرد سلطان کا

بیابان کی شب تاریک میں قندیل رہیانی

حالات کتنے ہی مایوسی کن ہوں بندہ مومن کے لئے  
مایوسی کفر ہے۔ بندہ مومن کی یہ ذمہ داری ہے کہ  
وہ ایمان کے ان تقاضوں کو پورا کرے جس کو قرآن  
کریم نے اللہ کی مدد سے تعبیر کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا  
یہ وعدہ پورا فرمائے گا کہ نہ لاکھ مدد کرے اور نہ  
طوفانوں میں اس کے قدم جمائے، اس کا وعدہ ہے:  
”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا فَعَلْنَا  
اللَّهُ يَنْصُرُكُمْ وَيُخْرِجُ أَقْدَامَكُمْ“  
اے ایمان والو! اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو وہ  
بھی تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم  
رکھے گا۔

یہ خدا ہی وعدہ کسی خاص عہد کے ساتھ مخصوص  
نہیں بلکہ خاص عمل ”إِنَّا فَعَلْنَا“ کے ساتھ مخصوص  
ہے۔ جب بھی یہ عمل پایا جائے گا خدا کی مدد بھی اپنا

اس وقت ملت اسلامیہ میں فطرت سے  
دوچار ہے ان فطرت میں بڑے محمد و نیک اور عقل  
و ہوش سے کام لینے کی ضرورت ہے، نہایت سوچ  
و چمک کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اچھی طرح  
یاد رکھنا چاہیے کہ قوموں کی زندگی میں کبھی ایسے ناگ  
لحاث بھی آتے ہیں کہ ان لمحوں کی خطا صدیوں کی سزا  
کا دروازہ کھول دیتی ہے اور شاعر کو دل پر ہاتھ لگ  
کر کہنا پڑتا ہے۔

لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی  
جب مومن کا ایمان و عقیدہ ہے جس کا دہر ذکر  
ہو تو اس کے سامنے آج کی موجودہ دنیا جس میں  
جمن جمن میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، گھڑی گھڑی  
میں انقلاب اور عروج و زوال کا سین سامنے آتا  
رہتا ہے، کیوں ایک بندہ مومن قوم کے مفاد کو نظر  
انداز کرے، خدا پر قوم بن کر اپنے ذاتی مفاد کو ترجیح  
دے، وہ رزق، وہ منصب، جو بندہ مومن کے  
ایمان پر داغ لگائے، پاؤں سے روند دینے کے  
قابل ہے نہ کسی کے سامنے سر جھکا یا جائے جس  
رزق سے ایمان کے بال و پر کٹتے ہوں اسے یہ کہہ کر  
اسے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی  
جس رزق سے آتی ہو بردوار میں کوتاہی

لات مار دینا چاہیے، یہ کتنی ستم خیزی کی بات ہوگی  
کر کسی صاحب ایمان کو خرید لیا جائے، اس کا سودا  
کر لیا جائے، یہ تو ممکن ہے کہ ایک مسلمان اپنے مفاد  
عمل اور عہد و عہد کے بعد دھوکہ کھا جائے، مگر یہ  
بات ناممکن ہونی چاہیے کہ وہ بک جائے، اس کو  
خرید لیا جائے، مگر یہ کتنی حقیقت ہے کہ اس وقت  
اس باغیتر قوم کی خرید و فروخت کا حال بھلا لایا  
ہے اور وہ اس کا دانستہ نادانستہ شکار ہو رہی  
ہے جس کے نتیجہ میں ایسے مناظر سامنے آتے ہیں  
جہاں دل تقام کر کہنا پڑتا ہے  
حیت نام ہے جس کا گلی تھوڑے کھرے

حضرات! لیکن آج کے دور میں جو زہر دست  
چیلنج اور غیر معمولی دور کس اثرات و نتائج کے حامل

ماہنامہ خطرناک

۳۰۔ صرف حضرت مولانا مفتاحی کا راجہ لکھنؤ کو مدعوئے العلماء کے جلسہ انتظام کے موقع پر جسے میں مولانا مرغیہ الرحمن صاحبہ بہتم دار العلوم دیوبند اور مولانا محمد سالم صاحب بہتم دار العلوم وقف کے علاوہ مدرسہ بنگور، کلکتہ، پٹنہ، جوبالہ وغیرہ کے اہل کتبہ موجود تھے حضرت مولانا مدظلہ نے درج ذیل تقریر فرمائی جو مختصر ہونے کے باوجود بڑی اہم و چشم کشا ہے اور مدارس عربیہ کے ذمہ داروں کو خاص طور پر پڑھنے اور انہی خطرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کام کرنے کے ضرور ہے۔ (ادارہ)

حضرات! اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا قرآن مجید میں مدارس کی دینیہ کا ذکر ہے؟ کیا ان کے فرائض اور واجبات کا ذکر ہے؟ تو میں کہوں گا کہ قیامت تک کے لئے اس آیت میں مدارس کے فرائض اور ذمہ داریوں کی پوری تصویر کھینچ کر رکھ دی گئی ہے۔ اس آیت میں مدارس کی ذمہ داری کا ذکر ہر کرتے ہوئے کیا گیا ہے۔ "ایسا کنو نہیں ہوا کہ مومنوں کی ہر جماعت میں سے ایک جماعت دین میں کچھ پیدا کرنے کے لئے گھروں سے نکل کر رہی ہو، تا کہ جب یہ لوگ دن سیکھ کر اور اس میں کچھ سیکھ کر آئے



### بقیہ مسلم خواتین کا تاریخی کردار

میں نائٹ کلبوں، اخلاقی سوز اجتماعات میں بیٹھ جاتی کے آڈیو میں ربا دہ کر کے شائع ہے یا یہ سن کر رہ جاؤ، جس سے صنفی خواہشات کا ہی تعلق ہو اور ایک گیند کی طرح کھیلنے والے اس کے ساتھ کھیلنے رہیں۔

اسے نوجوان خاتون! جو کمال بننے والی ہے، نئی نسل کی تربیت کا تاج جس سر پر رکھا جانے والا ہے کب تک شہاب حقیر بنی رہے گی۔ خواب خرگوش سے بیدار ہو، غفلت کی چادر اتارنا بھیکو اور اپنے ذمہ داری سے بھرنا اور ہوشیار رہو جو تمہارے پاس دوست کی شکل میں آئے ہیں اور جھوٹی آزادی کا نعرہ لگاتے ہیں اور آزادی کا سہرا بٹا دکھاتے ہیں اللہ کے رسولؐ نے بالکل صحیح فرمایا جب بی بی زہراؓ جو شخص اللہ کے رد پر پاکیزہ تھیں اور پاکیزہ ہیں حاضر ہونا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ آزاد و غور و خوں سے شادی کرے، اس لیے کہ آزاد و غور و خوں کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ پاک دامن، پاکیزہ صفات کا حامل ہو اور عزت و ناموس کی حامل ہو، لیکن آج مسیاریں اور بیگانہ بدل گیا ہے، چنانچہ آزاد و غور و خوں کو کھانچا جانے لگا ہے جو پاکیزہ تھیں تو کہتے ہیں لیکن حقیقتاً بے پردہ ہوتی ہیں۔ بد باطن ہوتی ہیں، سرکوں پر آوارہ پھرتی ہیں اور مردوں کو کھپلاتی اور بہکاتی ہیں اور خود مردوں کے ہاں بی بی بنی ہیں۔

جنوں کا نام خود پر لگی نزد کا جنوں

جو چاہے آپ کا حسن کو ختم ساز کرے

اے میری بہنو! بکریں میں آؤ، عقافت سے واقف ہو! اودمان کھو کھلے نروں اور دلی چمک دنگ سے دھوکہ نہ کھاؤ جس سے سیدھے سادے لوگ اور سادہ لوح حضرات کی نگاہیں

(باقی ص ۲۶)

مدارس دینیہ ہی کر سکتے ہیں۔

حضرت امدارس وغیرہ کا کام صرف اتنا ہی نہیں کرنا تھا کہ ان میں سے کچھ ہی جائیں، اور سب سے سائل بتا دیے جائیں۔ ہم ان کی نافرمانی نہیں کرتے، اس نظام تعلیم کا ہم احترام کرتے ہیں، لیکن صرف اتنا کافی نہیں، موجودہ فنون کو کھینا، ان سے اچھی طرح باخبر ہونا اور ان کا موثر و طاقتور زبان اور دلکش اسلوب میں مقابلہ کرنا وقت کا بنیادی تقاضا ہے۔ ہمارے علمبردارانہ دور کی زبان میں مہارت پیدا کریں، انگریزی زبان میں کمال پیدا کریں اور ایسا طریقہ پختہ کریں جو جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو تاثیر کر سکے۔ ہمارے اساتذہ اور طلبہ کا معاملہ وسیع موضوع اور اچھڑ پڑا ہوا، ندوۃ العلماء نے عرب قوم پرستی کے خلاف جو زبردست محاذ قائم کیا تھا اور اس کے فرائضوں نے جس طرح پوری تیاری اور قوت کے ساتھ فائز اور مؤثر اسلوب میں اس فتنہ پر مغربی لگا لی تھی اس کا حامی طور پر عالم عربی میں اعتراف کیا۔ حضرات! آپ نے طویل سفر کے یہاں آئے کی زحمت کی ہے، آپ نے اتنا طویل سفر کے یہاں آکر غلط نہیں کی۔ آپ ایسے مرکز میں آئے ہیں جس نے دین کی خدمت کا ایک گوشہ سمجھا رکھا ہے، اللہ کا شکر ہے کہ ندوی فرائض عرب ملک کو اپنی طاقتور قوتوں سے متاثر کر سکتے ہیں انھوں نے عرب قومیت کے فتنے کے خلاف جو آواز اٹھائی تھی وہ نالغہ نہیں تھی، اس وقت بھی ندوۃ العلماء ایسے محاذ پر کھڑا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے موت و زندگی کا محاذ ہے، اس وقت تمام مغربی طاقتوں کی زبردست کوششیں اور سازشیں ہیں کہ اسلام کسی طرح گوشہ نشین ہو کر رہ جائے، وہ فتنہ داعشی کی طرح بن جائے۔ زندگی سے سانسے رکنے اس کے ختم ہو جائیں۔ اس وقت اس فتنے کے خلاف صف آوا ہونے کی ضرورت ہے، یہ اہم ترین اور دنیا کی تمام محاذ ہے، یہ اسلام کی زندگی اور موت کا محاذ ہے، محاذ پر ندوۃ العلماء کھڑا ہے۔

خطرات ہیں دو پہلے دو خطرات اور چیلنجوں سے کہیں زیادہ سنگین ہندک مغز اور نقصان دہ ہیں آج جدید تعلیم یافتہ اور حکمران طبقے کے دل و دماغ میں یہ بات پوری طرح راسخ کرنے کی کوشش سیاست و اقتدار اور مصافحت کے ذریعہ کی جا رہی ہے کہ آج کے دور میں اسلام کا کوئی کردار نہیں، اس ترقی یافتہ سائنسی دور میں اسلام کا کوئی پیغام نہیں، وہ ایک پرانی یادگار ہے وہ جدید دور کا ساتھ دینے کی طاقت نہیں رکھتا، اس کی آج کوئی ضرورت نہیں۔ اس نے ایک زمانہ میں اچھا کردار ادا کیا تھا، اس نے دشمنی ختم کر دی تھی، حکمرانوں نے فروغ دینے میں بڑا رول ادا کیا تھا۔ قدیم یہودی اور عیسائی مذاہب کی طرح اسلام بھی ایک ہے جہاں مذہب ہے، اس وقت یورپ دھر کی پوری طاقت اسی پر صرف ہو چکی ہے، آج اسرائیل کی حدود کی فسل و ذہانت و نشاط دھلا کر اس میں خیر خیر ذہانت بھی شامل ہے۔ اور عربی و سائل و ذرائع، اس کی اعانت اور اثر و نفوذ سب اس بات پر صرف ہو چکے ہیں کہ اسلام کے تمام ممالک حتیٰ کہ عربین خشریفین بھی اس سازش کا شکار ہو جائیں۔ ان مغربی طاقتوں نے عالم اسلام کے حکمرانوں اور وہاں جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو یہ پوری طرح بلور کر دیا ہے کہ اس وقت سیکولرزم اور قوم پرستی کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے، مغرب کی کل تقلید ہی میں ان کی ترقی اور کامیابی مضمر ہے۔ یہ اتنا خطرناک اور عالم اسلام کے خلاف اتنی گہری سازش ہے کہ اس کی سنگین کار اندازہ نہیں کیا جاسکتا، اس کے دھوکے اثرات و نتائج کا اندازہ کرنے سے راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے۔ نشر و اشاعت کے تمام ذرائع کے ساتھ ساتھ سیاسی اور مادی اثر و نفوذ کو بھی استعمال کیا جا رہا ہے، ہمارے پاس اس کے دلائل و شواہد ہیں کہ ان تمام سازشوں کا مرکز اسرائیل ہے اور وہی اس کی قیادت کر رہا ہے۔ اس زبردست فتنہ کا مقابلہ

# اپنے باعزت بقا کی تکذیب

مولانا سید محمد دایع حسینی مدد علی

مِنْ قُوَّةٍ وَ مِنْ رِجَالٍ خَلِيلٍ مُّؤْمِنِينَ وَ مِنْ قُوَّةٍ وَ مِنْ رِجَالٍ خَلِيلٍ مُّؤْمِنِينَ وَ مِنْ قُوَّةٍ وَ مِنْ رِجَالٍ خَلِيلٍ مُّؤْمِنِينَ

ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ خصوصی کرم ہے کہ تقسیم ملک کے بعد ان کو ہندو اکثریت کے اس ملک میں متعدد بار سخت ہندو فرقہ پرستانہ دباؤ کے زد میں آنا پڑا جس سے ان کا اس ملک میں باعزت وجود خطرہ میں پڑ گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے حالات کو اپنے فضل و کرم سے سہارا ملٹ دیا اور مسلمان خطرہ سے نکل آئے لیکن یہ فضل و کرم مسلمانوں کا اجارہ نہیں ہے کہ ہر حال میں ہوتا رہے، ہندوؤں کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جب حد سے تجاوز کر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا فضل دور ہو جاتا ہے بلکہ بعض وقت سخت کڑو آ جاتی ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں پر اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا جو فضل ہے وہ ان کے نیک اور برگزیدہ اسلاف، علماء و صوفیاء کی برکت سے ہے، اس کو باقی رکھنے کے لئے مسلمانوں کو اپنے اعمال کو خدا کی پسند اور مرضی کا زیادہ سے زیادہ پابند بنانا ہوگا اور اس کی نافرمانیوں سے زیادہ سے زیادہ اجتناب کرنا ہوگا، لیکن افسوس ہے کہ اس پہلو سے مسلمانوں میں کوتاہی برہمچاری جارہی ہے اسی کے تدارک کے لئے اصلاحی ماحضر و مہمی کوخشیش کی جارہی ہیں جن کا اثر لینے اور ان کو مزید بڑھانے کی بڑی ضرورت ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا پہلو عام دستوری تدارک بھی کو اختیار کرنے کا ہے اور اس کا بھی حکم ہم کو قرآن و حدیث سے ملتا ہے، قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ قَاعِدُوا وَ اَلْمُحْتَمِلُونَ

بھرا ہوا املا، معلوم ہوا کہ سوائے دو چار آدمیوں کے سب نے یہ سمجھ کر کرکون دیکھتا ہے اور سیکڑوں ہزارا دو دھ میں ایک پیالے پانی سے کیا اثر پڑے گا گا ڈالو، چنانچہ سوائے دو چار پیالے دو دھ کے سب کو پیالے پانی کے نکلے۔ یہ حکایت یوں تو تفریح کی تھی لیکن موجودہ جمہوری نظام میں مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد الکشن آگے پر اسی بھی ظاہر ہو چکی ہے کہ اس کا ہر فرد یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ایک ووٹ ڈالنے سے کیا اثر پڑے گا۔ چنانچہ کئی جگہ دیکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ہزاروں ووٹ مٹتی ہو جاتے ہیں اور مسلمانوں کا کوئی بد فرماہ بلکہ اکوڑا فرد ختم نہیں ہو جاتا ہے جو پھر ووٹ ڈالنے والوں کے لئے بھی مصیبت ثابت ہوتا ہے اور بعض وقت صرف اس ایک شخص ہی کو نہیں بلکہ اس کی پوری جماعت کو ان منفی ووٹوں کا نفع ہو پختہ اور وہ توقع خلاف برسرِ اقتدار آجاتا ہے اور مسلمان افسوس کرتے رہ جاتے ہیں۔

لہذا ایسے حالات میں جگہ جگہ ہوا دشمن ملاد ہو اپنے ایک ووٹ کو بھی بے اثر سمجھ لینا غلط بات ہے، اس طرح یہ بھی خطرناک بات ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو دے دینا جو اپنے حلق کا ہو لیکن اس کو دیگر اتنے ووٹ نہ مل سکتے ہوں کہ وہ سر ملا کر بھی اس کو کامیابی تک نہ پہنچا سکتے ہوں ایسے کو ووٹ دینا بھی ووٹ کو منفعی بنا دیتا ہے جس کے معنی ہیں کہ کامیابی کے لائق اپنے ہندووں کے دہ بھی کم ہو جائیں اور بدخواہ مخالفہ کو اس کی تکلیف فائدہ پہنچ جائے، اور بچانے کے بعد بدخواہ کو ادا نہیں مل جائے اور وہ کامیاب ہو جائے۔ یہ وہ خشکیاں ہیں جن سے الکشن کے نتائج بنتے اور جڑتے ہیں، البتہ پارلیمنٹ کے حالیہ الکشن میں ہندوستان کے کئی صوبوں میں سب سے زیادہ نقصان دہ نتیجہ مسلمانوں کے حق میں نکلا، کیونکہ

ہے جو مسلمانوں کی زندگی میں مختلف راستوں سے داخل ہو گئی تھیں۔ آپ نے ایمان اور احتساب کو مکمل سلوک بنادیا تھا اور بظاہر طرق کے ساتھ آپ اس میں بھی بیعت لینے تھے۔ برطرفی نبوت کا تزکیہ اور تربیت تھی۔ آپ اس کو طریقہ محمدیہ کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ کن کن صفات کا ذکر کیا جائے۔ جو چاہے سراپا بہ نظر پڑتی ہے اس کے

آتا ہے میرے جی میں میں عمر لسبر ہو۔ (تیسرا) اس سارے بیان کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے کچھ غلصہ بندوں نے ایک غلصہ بندے کے ہاتھ پر اس کے دین کی بلندی اور اس کے دین کے فتح مندی کے لیے آخری سائنس تک کوشش کرنے اور اس راہ میں اسب سے کچھ مٹا دینے کا عہد کیا تھا۔ جب تک ان کے دم میں دم رہا اسی راہ میں سرگرم رہے اور بالآخر اپنے خون شہادت بیجان دنیا پر آخری ہر نگاہی۔ وہ صلیب شہادت پہن کر جس کرم کی بانگاہ میں پہنچے وہاں تعامد کی کامیابی کا سوال ہے نہ کوئی شمس کے نتیجہ کا مطالبہ نہ شکست و ناکامی یہ تاب ہے نہ کسی سلطنت کے عدم قیام پر کاسب۔ وہاں صرف دو چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔ صمدی و اخلاص۔ اس لحاظ سے شہدائے بالاکوٹ اس دنیا میں بھی سرخرو ہیں۔ اور دربار الہی میں بھی با آبرو۔ یہ فقیرانہ لہو انجھوں نے عالم مسافرت میں بے کسی کے ساتھ جان دی جب اپنے خوں چکان کفن کے ساتھ روزِ محشر صوابِ محشر کے سامنے اُٹھ گئے تو وہ فرمایا کیا گناہ تھا یہ خاک و خون میں مقرونا تو خالص میرے لیے تھا۔ تم نے اپنا عہد پورا کیا۔

ختم شد

کا بیاب ہو کر آجائے ہیں۔

پانچ سال قبل پارلیامانی الیکشن میں رام مندر کی فضا گرم ہونے کے باوجود مسلمانوں کے بد فواہ اتنے کامیاب نہ ہو سکے تھے جتنے اس حالیہ پارلیامانی الیکشن میں باوجود رام مندر فضا کے کمزور ہونے کے مسلمانوں کی بد تدبیری کے سب کامیاب ہوئے اور مسلمان اپنے اس نقصان کو اٹھانے کے بعد بھی مسلمانوں کو صدمت حال کو سمجھا چاہئے اور یہی سمجھا چاہئے کہ اس وقت ہمدرد پارٹی، ہمدرد آدمی سے زیادہ کارآمد ہے اور اصل اثر وہی ڈال پائی ہے۔ مسلمانوں کے ووٹ اس ملک میں بڑا وزن رکھتے ہیں اور بہت سے انتظامی مفلوک میں تو وہ حور محجک جائیں اس کا بڑا بھاری ہوجانا ہے لیکن جب وہ اپنا وزن مختلف پڑاؤں میں بانٹنے لگتے ہیں تو فاسر ہے کہ وہ کسی پڑے کو بھی جھکا نہیں پاتے اور بے اثر ہوجاتے ہیں، ان کو سمجھا چاہئے کہ اس جمہوری نظام میں دوٹوں کی لڑائی ہے اس لڑائی میں نقصان سے بچنے کے لئے اپنے نقصان اور فائدے کے سمجھ کر ان کے مطابق عمل کرنا پڑے گا۔ لہذا یہی کسی فیصلہ دہ لوحی کی فادہ اپنے پورے معاشرے کو نقصان پہنچا دینے سے پوری طرح گریز کرنا ہو گا ورنہ ..... ہو جائے گا۔

### بقیہ سیرتِ احمد شہیدؒ

میراتے تھے کہ تحفے اللہ کے فضل سے فضا کی ظاہری مراتب باطنی روشن دی۔ صفائی قلب جو کچھ حاصل ہے وہ سب اتباعِ شریعت کی برکت اور پیرویِ سنت کی سہولت سے "مراطِ مستقیم" کے دوسرے باب میں آپ نے سالک کو ان تمام بدعات اور رسوم سے بچنے کی ہدایت فرمائی

لیکھن تو ان کی ایک تعداد نے ووٹ دینے کو ایک کاروبار سمجھ کر نظر انداز کیا اور بعض نے کہا کہ سب ہی میرے ہیں لہذا کسی کو بھی ووٹ نہ دیں گے کسی نے کہا ہمارے ایک ووٹ کے ہونے نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے، کسی نے کہا فلاں کو اگر چیتنا مشکل ہے مگر کیا کیا جائے اس سے تعلقات ہیں ہم تو اسی کو ووٹ دیں گے، اس طرح دیکھیں ہمارے جن کا چیتنا مسلمانوں کے حق میں مفید تھا مسلمانوں کی اس بے توجہی سے خبردار کے بجائے غرور پر لگے اور مسلمانوں کی بد خواہ جماعت کا نمائندہ بڑوں پر اگر کامیاب ہو گیا اور یہ صورت ایسی ہے کہ مخالف جماعت کے لوگ اس کو بھی اپنی کامیابی کے لئے دلوں بٹانے کی کوشش کرتے ہیں وہ مسلمانوں ہی میں سے کسی مزید شخص کو جو مجموعی طور پر اتنے ووٹ حاصل نہیں کر سکتا کہ جن سے جیت جائے لکھ کر دلاوے ہیں اس کی مدد بھی کر دیتے ہیں اور اس کو خبر باغ بھی دکھا دیتے ہیں کہ تم تو بالکل جیت جاؤ گے۔ چنانچہ وہ خود تو کیا جیتا وہ دوسرے ہمدرد کے ووٹ کاٹ کر اس کو جیتنے سے جو مکر دیتا ہے، اور اس طرح مشترک مخالف کے جیتنے کی راہ ہموار کرتا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے دوست مٹاؤ جس کو بھی بچنا چاہئے۔

خود بولنے کے اکثر ان اصلاح میں جب مسلمانوں کی آبادی نصف سے بھی زیادہ یا نصف کے لگ بھگ ہے مسلمان ووٹ کی کئی نمائندوں میں تقسیم ہو کر بے اثر ہو گئے اور تیسرے یا دوسرے درجہ پر گئے والا مسلمان جس شخص پہلے درجہ پر لگے یہ کہیں پر تو سازشی طور پر کیا جاتا ہے اور کہیں مسلمان خود انجمن نامی ہے ایسا کرتے ہیں اور اس طرح خود اپنے کو سخت نقصان پہنچاتے ہیں اور اس طرح کی لاپرواہیوں سے ان کو نقصان پہنچا کے عزائم کا اعلان کرنے والے خاص قہودا میں

## سیرت نبویہ کا

## ہر پہلو درخشاں اور نفع رساں

مولانا محمد رفیع الدین سنہنلی دارالعلوم ندوۃ العلماء لاہور

نے اپنے صاحبزادہ سے اجازت مانگی کہ ان سے پہلے ان دونوں حضرات کو دودھ کا پیلا دے دیا جائے، مگر انھوں نے اجازت دینے اور اس کے نتیجے میں ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خود دے کے براہ راست استعمال کرنے کی نعمت سے محروم ہونے سے انکار کر دیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ان صاحبزادہ کو ہی دودھ کا پیلا ان رضاعت فرمایا

اس کے بعد ان بزرگوں کو دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قسم کے افعال واقوال کی پابندی اگرچہ فرائض و زواجبات کے درجہ میں تو نہیں آتی، لیکن ان کا اتباع بھی دینی اور دنیاوی خیر و برکت کا باعث ہے اور ان کے استغناء و تحقیر سے ایمان کے سلب ہونے کا خطرہ عظیم (اعوذ باللہ منہ) عظیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح کی گاہی جانب سے ابتداء کرتے ہیں، ہدایات نبوی کی کیا عجیب اور دور رس نتائج کا حاصل حکمت بتاتی ہے۔ موصوف نے اسے قطع ضغائن و تعلقات بہتر کرنے اور کشیدگی سے بچانے کا ایک اہم ذریعہ بتایا ہے۔ ماوراء الجبلہ کو عورتاں تک اپنے مقابلہ میں ایسے مواقع پر، دوسرے کی برتری کے خائف نہیں ہوتے، اگر تقسیم کے مواقع پر انہماک کے مراتب سامنے رکھ کر ترجیح کا اصول اختیار کیا جائے تو جسے ترجیح دی جائے گی اسے شکایت ہوگی، اور ہو سکتا ہے یہ شکایت کینہ کی شکل اختیار کر لے، لیکن داعی جانب سے شروع کرنے کی ہدایت اور اس اصول کی پابندی سے ایسی شکایات نہ ہوں گی، پھر نتیجہ کینہ پروردی کے مواقع بہت کم ہو جائیں گے، جس کی اہمیت سے کوئی بھی صاحب ہوش و ذرا انکار نہیں کر سکا، مقام خود پر کہ اس محبت نبوی کے اس احکام کا تنہا پہلو نہ ہو کیا کم ہے؟ کیا حوس و آرزو کی دنیا میں کینہ و حسد کی آگ بجھا دینا یا اس کی شدت میں کی کر دینا ایسی ہی عمل و خرد دالے کے نزدیک کمتر و مجر کی چیز ہے؟

اٹھا کر خدا سے امید و بیم کے ساتھ لو لگا رکھی ہے۔ ان کے خوش کرنے کے لیے جو سامان چاہا کر (یا رکھا) نکھا ہے۔ اسے اس دنیا میں کوئی نہیں جانتا سکتا۔ اور وہی ان کے حسن عمل کا بدلہ ہوگا، اس طرح کا بھی اگر صلی اللہ علیہ وسلم کا بارشاد بھی ہے، "ابعدوا بآئینا من" (دو اپنی طرف سے شروع کرو) مثلاً مجمع زلیہ ہوا در کوئی چیز تقسیم کرنا ہو تو دو اپنی طرف سے جو شخص ہو پہلے اسے دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اصول کی خوب سیرت و پابندی فرمائی، اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے (جو مجمع مسلم میں بھی مذکور ہے) کہ ایک عربہ غلیظہ اہل حضرت ابو بکر صدیق کے داعی طرف ان کے مقابلہ میں ایک بہت معمولی شخص بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پینے ان ہی کو دیا، اور اس میں انھیں ترجیح دی حضرت ابو بکر صدیق کو نہیں۔ حالانکہ حضرت عائشہ سے بھی کیا کہ حضور راہ ابو بکر بیٹھے ہیں، مگر اس کے باوجود آپ نے اصول کا خلاف ورزی نہیں فرمائی، ہاں اگر وہ شخص جو داہنے ہاتھ پر ہے اجازت دے دے تو اس کی اجازت کے بعد دوسرے کو دینے میں کوئی مخالفت نہیں، جبکہ ایک مرتبہ خوالی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ہی صورت میں جبکہ داہنی طرف ایک کم عاصب زلہ (حضرت عبداللہ بن عباس) بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے بعد ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما)

جانب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ہر پہلو منور و درخشاں اور اسے عالم کے لیے شانہ فز ہے۔ آپ کی زندگی کے وہ افعال ہمیں ہمراہی عادت کے قبل کا سمجھا جاتا ہے ان میں بھی آفاقیت یعنی ساری انسانیت کے لیے راہ نمائی اور اُفادیت کا سامان ہے۔ اور وہ بھی تمام لوگوں کے لیے قابل تقلید اور لائق اتباع ہونے کے ساتھ دینی و دنیاوی مصالح و منافع کے حامل ہیں۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول داہنی کوٹ پر لیٹنے اور اسی پہلو پر سونے کا تھا، بائیں کوٹ پر نہیں۔ اس معمول کی طبی اور جسمانی بے شمار فوائد، اصحاب نبی نے بتائے ہیں، جن کا ذکر شرح حدیث نے بھی کیلئے اور اس کے دینی فوائد بھی بہت ہیں، مثلاً قلب کا غافل نہ ہونا، سرخیز میں آسانی ہونا، کوجہ و کراہت کا بہترین وقت ہے، چنانچہ قرآن مجید میں رات کے وقت نرم گرم بستر پر بے فکر و غمائی باری میں مشغول ہونے والوں کا تذکرہ ایسے شوق انگیز انداز میں کیا گیا ہے کہ پڑھ کر قلب متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، فرمایا: "تَجَاوَزُ جَنُودَ دُشْمَانِ الْمُتَرَجِّعِ يَدْعُونَ رُحْمَهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ، فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مِمَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءُ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ" (دور الم السورہ آیت ۶۶) ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے پہلوؤں کو بستر پر سے

وَكُنْهُمْ مَثَلٌ لِّلَّذِي عَلَيْهِمْ بِالْعُرْفِ  
 (ہو رتوں کے حقوق و ذمہ داریاں (مردوں کے) برابر ہیں) اور یہ کہنا شدیدیہ بیان نہ ہوگا کہ مساوات بنی آدم اور عورتوں کے حقوق کے بارے میں اب تک جو کچھ کیا گیا یا آئندہ کیا جائے گا، وہ صاحب سیرت (علی صاحبہا ألف التحفہ وسلم) کی مدد سے حق کی بازگشت ہے اور ہوگی، اور مشہور شاعر سحر تنبی (اپنے بارے میں یہ کہنا نہ ہوگا) "واللہ للہ والامن دروات قصائدی" تو بعض شاعرانہ ٹینگ بھی البتہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس کا حقیقی مہدات صاحب اسوہ حسنہ (علیؑ علیہ السلام) ہیں اور موجب نہیں کہ شاعر نے عر "گفتہ آید در حدیث دیگران" کے برعکس حدیث توشیح میں، دیگر کی حکایت بیان کر دی ہو!

مذکور بالا سطروں میں جو کچھ عرض کیا گیا اس سے بے باسانی یہ بات ظاہر نہایت ہو جاتی ہے کہ اس مقدس ذات کی سیرت کہہ گزشتے بھی نہیں نبی، یا یزید زانی سمجھا، یا کہا گیا، یا کہا جاسکتا ہے وہ بھی آخانت رکھتے ہیں اور ہم گزشتہ اذیت کے حامل ہیں، پھر اس کے کن گزشتوں کو کیا جاتے اور کن سے صرف نظر کیا جاتے؟ یہ سوال ہر واقف کے سامنے سنگ گران کی طرح آکر ٹھہرا ہوا جاتا ہے کیوں کہ یہاں مملو وہ ہے جو ایک شاعر نے کسی کے بارے میں کہا تھا: عر

"کر خرد امین ولی کی کشہ کر جائیں جا است"

اس لیے آخر میں بس ایک اور مثال دے کر بات ختم کی جاتی ہے لیکن اس سے پہلے ایک لطیفی حقیقت کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہو رہا ہے۔ وہ یہ کہ انسان کی بعض حالتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں اس کا اندرون پوری طرح جھٹکتا جھٹکتا نظر آتا ہے کہ :- وہ اپنے باطن کو اگر چھپانا چاہے

نہیں، خواص، بعض دانشوروں اور مفتشوں تک کے حلقوں میں جاری تھیں اور انسانی برابری اور مساوی کا تو اس جذب علاقہ یورپ و مغرب میں صرف ابھی نام ہی سننا جا رہا یا سنا جاسکا ہے، اور علما کیا حال ہے اس کی داستان امریکہ کے ریڈیو میں اور جنوبی افریقہ کی گوری سرکار اور صدیوں تک غلام رہنے والے وائے اے اصل باشندوں کا لوں سے سینے اور سری فٹ ریت طبع کی پرچھائیں بڑ جانے والوں کو دیکھئے، کہ ان کے عوام نہیں خواص، اور خاص بھی کس درجہ کے؟ امیر المؤمنین اور علیؑ ثانی حضرت عمر فاروقؓ جیسے رعب داب کے حال جوش سے کبھی بکر بکر لگے جانے والے غلام کو جب وہ دولت ایمان سے سرفراز اور محبت نبوی سے سربشارت ہو گئے تو پھر انھیں "سیدنا بلال کھنکھ بکارتے ہیں اور یہ صرف زبانی ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ معاملہ بھی سستہ۔ عیبی ہی کرتے ہیں چنانچہ انھیں دربار خلافت میں داخلہ کی ہر وقت عجلات تھی جبکہ سردار کہے جانے اور عالی سبب سمجھ جانے والے، تاخیر اسلام، گوئی کو گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا تھا، اور وہی عورت جسے زندہ درگورہ کر دیا جاتا تھا، اور جسے تہذیب سکھانے کے دعویدار سلکوں میں کل تک انسان نہیں سمجھا جاتا تھا وہ کہیں "ام المؤمنین" کا لقب پاتی، اور کہیں شیو کہلاتی، اور کبھی اسے فقیر کا خطاب دیا جاتا، (جبکہ علامہ کاسانی کی اہلیہ اور فقیرہ سرقندی کی دختر کو) اور کبھی ممتاز اولیاء اللہ میں شملہ کی جاتی ہے (جیسا کہ رابعہ بصری) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے قدوں کے نیچے جنت بنائی جاتی ہے، اور جانے والا کون؟ جس کی زبان ہمیشہ حق و صداقت کی ہی ترجمان رہی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس سے بھی بڑی سند و کار ہو تو احکام الٰہی کے سلام جس سے بڑھ کر کوئی کلام نہیں۔ میں اس طرح صلی اللہ علیہ وسلم

ان وہ لیں مثالوں کے سامنے آجائے کہ حدیث اب یہ بات حجاج دہلی نہیں دہ گئی کہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی بوری حیات طبع یعنی آپ کا ہر قول و فعل اور آپ کی ہر ادا، مالک زمانہ دیت اور یہ شمار فرمائے و معالک کے حامل ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ سیرت نبوی کے بعض پہلو وہ ستر بعض کے اعتبار سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں، سیرت مبارکہ میں ایسے پہلو بھی بکثرت ہیں جن کی اہمیت کا اعتراف مسلمانوں پر نہ نہیں غیر مسلموں۔ بلکہ اسلام دشمنوں تک نے کیا ہے، اور کچھ تو "بن الاقرانی چارٹر کے اندر نمایاں مقام حاصل کر چکے ہیں، ان میں مساوات انسانی، اور حقوق نسواں سے متعلق آپ کے طرز عمل و ہدایات کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے کسی بھی منصف مزاج کے لیے اس حقیقت کا انکار محال ہے کہ چشم پوشی کے بغیر ممکن نہیں کہ رحمت عالم ہی کی تعلیمات کے تقوے میں دنیا ان اصول سے واقف ہو کر ہے۔ ورنہ اس سے پہلے دنیا میں اتنی روشنی نہیں پھیلی تھی جس سے ان مبہمی حقیقتوں کے حسن کوصاف طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ حالانکہ اب یہ بدہمی حقیقتیں معلوم ہونے لگی ہیں، لیکن اس سے پہلے صدیاں نہیں ہزاروں سال اس طرح بیتے ہیں کہ عورت کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا تھا اور اسے جیسے کا حق بھی حاصل نہیں بلکہ وہ حق و رس کے اختیار میں سمجھا جاتا تھا۔ (کبھی باپ کے کبھی شوہر کے ہاتھ میں)

اور یہ تو گویا لاکھ گذشتہ صدی کے آخر کی بات ہے کہ یورپ کے فرانس، جیسے ترقی یافتہ ملک (جس کے روشن خیال اور ترقی یافتہ ہونے کے لیے انقلاب فرانس کے پر شور غلطے آسانی سر پر رکھا گیا تھا) کا گذشتہ صدی تک یہ حال تھا کہ اس میں عورت کے انسان ہونے نہ ہونے کی بحثیں عوام میں

صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اُمین ہدۃ الامة کہا ہے۔ اس کا جواب اُنقت کے اس اُمین نے جو دیا ہے واقعہ یہ کہ وہ ان کی صفت امانت (دوسرے معنی میں) کا پوری طرح آئینہ دار ہے انھوں نے حضرت عمرؓ کا اپنا طرف بیعت کے لیے بڑھا ہوا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا: اے اس سے پہلے تو میں نے کبھی ایسی سخت نفرتیں تم سے سرزد ہوتی نہ دیکھی تھی، مہلک ثنائی اثنین والو! کبھی تم ہوتے ہوئے کسی اور کی بیعت کا کیا سوال! یہ ہے اسوۂ نبوی اور سیرت طیبہ کا ایک اہم سبق جس کی ضرورت آج سے زیادہ شاید کبھی نہ تھی کیونکہ آج ہر ایک اپنی آنکھوں میں خود کو ڈرا نظر آ رہا ہے جبکہ دوسروں کے نزدیک اس کی حیثیت، بولوں جیسی ہے، حالانکہ ضرورت ایسے وقت کی ہے جو اپنی آنکھوں میں تو صغیر ہوں، لیکن دوسرے انھیں بجا طور پر بیکس جھکا آنکھوں میں جگہ دینے ہوں!

اللھم وفقنا لما تحبہ وترضنا علی اللھ  
تعالیٰ علٰی خلقہ خلقہ مسیدنا محمد  
والکے واصحابہ اجمعین۔

لے ماری دنیا بھر میں فساد کی مدائے بازگشت ہے۔

(تقریباً) مصلح العصر کی میسر پر

ہے جس کی ضرورت سب کو ہر گز نہیں ہے۔ بلکہ فساد میں دعاؤں کے متعلق حضرت مولانا علی یاں صاحب دامت برکاتہم کا ایمان افروز فقرہ اور جب مولانا عبداللہ صاحب زید مہاریر متعدد تعلیمات دارالعلوم کا مفید ترین تقریب ہے۔ البتہ کچھ بدھن کی غلطیاں ہیں جس کو اگلے ایڈیشن میں درست کرنے کی ضرورت ہے۔

اس کی عظمت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوں، خود کو با عظمت سمجھنے لگتا ہے اور پھر بزبان حال بلکہ اب اوقات۔ بزبان قال بھی اس کا دوسروں سے مطالبہ کرتے لگتا ہے کہ اس کی کفرت کی جائے، اور ہر اس منصب کا اہل سمجھا جائے جس کا یہ شخص خود۔ باوجود نااہلی کے اپنے آپ کو اہل سمجھتا ہے۔ اور یہ جذبہ کبھی تو ایسی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی خواہش کو ٹھکانے والے ظلم و ستم کا نثر نہ بنائے جائے لگتے ہیں اس کے برخلاف اگر صورت حال یہ ہو کہ دوسرے تو اسے کسی منصب جلیل کا پوری طرح اہل سمجھ کر اسے منصب سونپنے پر ہمارا کریں اور وہ خود کو اس کا اہل نہ خیال کرے کہ اس سے گریز نہ کرے تاہم اس کی ذاتی خواہش کے علی الرغم وہ منصب اس پر لا دیا جائے تو اس میں جتنا خیر ہے دوسری ماحول سے مخفی نہیں۔

یہی وہ حقیقت ہے جو اس پانچویں دعا میں طلب کی گئی ہے اور سیرت نبوی کا یہی وہ پہلو ہے جسے صحابہ کرام کے حالات میں دراصل برہنہ تھے اسوۂ نبوی کا اعلیٰ صلحہما التحمید اس طرح دیکھا گیا کہ انھیں خلافت جیسے جلیل و عظیم منصب کی پیش کش ہو رہی تھی مگر وہ خود کو ان کی اہلیت سے جاری کھ کر گریز اور نظر کسے تھے بلکہ اس پیش کش سے ایسے خائف معلوم ہو رہے تھے جیسے کسی بہت ہی ناگوار اور ہلک شئی سے ڈرا یا جا رہا ہو۔ مصرعے مشہور و ممتاز ہیں قلم استاد عباس محمود غفاد نے اپنے شہرہ آفاق سلسلہ مبعثات میں سے ”مبعثت الصدیق“ میں بیت ابی بکرؓ کے سلسلہ میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کا واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے پہچان ہی کی طرف بیت خلافت کے لیے ہاتھ بڑھا یا تھا۔ اور دلیل یہ دی تھی کہ اللہ کے رسول

بھی تو چمپا نہیں سکتے، ان میں سے ایک حالت وہ ہے جبکہ اپنے رب کے حضور مصروف دعا ہوتا ہے دعائیں ایسی ہی چیز طلب کی جاتی ہے جو اس کے نہاں فائدہ قلب میں بلند جگہ رکھتی ہو۔ اور جس کے حاصل ہونے پر فائیت و درجہ آسودگی ہو بلکہ اسے نمایاں کامیابی سمجھنا ہو۔ اس تہید کے بعد سیرت نبوی سے وہ مثال پیش کی جا رہی ہے جس کا بھی سطور بالا میں وعدہ کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دعائیں مقبول ہیں وہ خود اپنی جگہ ایک ایسا عظیم سرمایہ ہدایت ہیں جس سے سیرت نبوی کے ماحول کو بڑی روشنی مل سکتی ہے اور اس طیب سیرت کے بہت سے وہ گوشے سامنے آسکتے ہیں جو دوسری قسم کے ذخیرہ روایات سے نہیں معلوم ہو سکتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقبول و مأثور دعاؤں میں ایک مشہور دعا یہ ہے: اللھم اجعل فی عینی صغیراً وفی اُمن الناس کبیراً (اے میرے رب مجھے میری اپنی آنکھوں میں تو چھوٹا کر دے، لیکن اور تمام لوگوں کی نظروں میں بڑا بنا دے) واقعہ یہ ہے کہ اس میں حرکت دعا کے الفاظ و مطالب میں جتن غور کیا جائے گا کمانی کے دفتر کھلتے چلتے جائیں گے اور اہمیت آشکارا ہو جائے گی۔ اس دعا میں جس چیز کا طلب ہے، سچ تو یہ ہے کہ اس کے حاصل ہونے کے بعد مجھے بھی وہ میسر آجائے، خوش غرضی میں کوئی کسر باقی نہیں رہ جائے گی۔ اور شاید یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ اگر کسی معاشرہ کو نیابت حاصل ہو جائے جو اس دعا میں مانگی گئی ہے تو وہ معاشرہ پانچویں ترین اور معیاری انسانی معاشرہ کہلے گا۔ باوجود بدستھی ہوگا کہ یہ نہ کہ اگر دیکھا جائے تو معاشرہ کے بگاڑ کا زیادہ سبب یا زیادہ اسباب میں سے ایک ہے۔ یہ ہوتا ہے کہ انسان باوجود کسی ایسے کمال سے نکالی بلکہ ملای ہوئے کے کہ جس کی بنا پر لوگ

# سیرت النبیؐ اور ہماری زندگی

مولانا محمد تقی عثمانی صاحب (دکریجی)

اے مجھ! جس نے اہتمام کر کے یہ دن منایا ہوا! یا اس دن کوئی جلسہ منعقد کیا ہو، یا کوئی جلوس نکالا ہو، یا کوئی چراغاں کیا ہو، یا کوئی جھنڈیاں سجا دیں ہوں، صاف کرانے کے ایسا کیوں نہیں کیا؟ اس لیے کہ اسلام کوئی رسوم کا دین نہیں ہے جیسا کہ دو مسک اہل مذاہب ہیں کہ ان کے ہاں چند رسومات ادا کرنے کا نام دین ہے جب وہ زمینیں ادا کر لیں تو بس پھر چھٹی ہو گئی، بلکہ اسلام عمل کا دین ہے۔ اور یہ تو ہم لوگ ہے۔ یہ پیدائش سے لے کر مرثیہ تک ہر انسان اپنی اصلاح کی فکر میں لگا رہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتنا شغ میں نہ لگا رہے۔

## ہر شخص کی ابتدا

یوم پیدائش منانے کا یہ تصور ہمارے یہاں عیسائیوں سے آیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش کرسمس کے نام سے ۲۵ دسمبر کو منایا جاتا ہے، تاہم تاریخ اٹھارہ دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے تقریباً تین سو سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش منانے کا کوئی تصور نہیں تھا، آپ کے حواری مین میں سے کسی نے یہ دن نہیں منایا یا تین سو سال کے بعد کچھ لوگوں نے یہ بدعت مشروع کر دی اور یہ کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش منائیں گے۔ اس وقت بھی جو لوگ دین عیسوی پر پوری طرح عمل پیرا تھے انھوں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ سلسلہ شروع کیوں کیا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں تو یوم پیدائش منانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ اس میں کیا حرج ہے؟ یہ کوئی ایسی بری بات تو نہیں ہے، بس ہم اس

مبارک اور مقدس واقعہ اس روئے زمین پر پیش نہیں آیا، انسانیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا نور ملا، آپ کی مقدس شخصیت کی برکات نصیب ہوئیں، یہ اتنا بڑا واقعہ ہے کہ تاریخ کا اور کوئی واقعہ اتنا بڑا نہیں ہو سکتا، اور اگر اسلام میں کسی کی یوم پیدائش منانے کا کوئی تصور ہوتا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم پیدائش سے زیادہ کوئی دن اس بات کا مستحق نہیں تھا کہ اس کو منایا جائے، اور اس کو عید قرار دیا جائے، لیکن نبوت کے بعد آپ ۱۲ سال اس دنیا میں تشریف فرما رہے، اور ہر سال ربیع الاول کا چہینہ آتا تھا لیکن نہ صرف یہ کہ آپ نے ۱۲ ربیع الاول کو یوم پیدائش نہیں منایا، بلکہ آپ کے کسی صحابی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ نہیں گزر رہا کہ چونکہ ۱۲ ربیع الاول آپ کی پیدائش کا دن ہے اس لیے اس کو کسی خاص طرح سے منانا چاہیے۔

## ۱۲ ربیع الاول اور صحابہ کرامؓ

اس کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے، اور تقریباً سو لاکھ صحابہ کرامؓ اس دنیا میں چھوڑ گئے، وہ صحابہ کرامؓ ایسے تھے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سانس کے لیے اپنی پوری جان بھاد کر کے بے تیار تھے، آپ کے جانشین آپ کے ذرا وارث آپ کے عاشق و دانتھے، لیکن کوئی ایک صحابی انہیں

۱۲ ربیع الاول ہمارے معاشرے ہمارے اور غامض کریم غیر میں باقاعدہ ایک محفل اور ہوا کی شکل اختیار کر گئی ہے جب ربیع الاول آتا ہے تو سارے ملک میں سیرت النبیؐ اور نبیؐ کا ایک غیر متناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے ہر بے حد حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اتنی بری مسامتہ ہے کہ اس کے برابر در مسامتہ نہیں ہو سکتی، لیکن مشکل یہ ہے کہ بے معاشرے میں آپ کے مبارک تذکرہ کو، ربیع الاول کے ساتھ بلکہ صرف ۱۲ ربیع الاول تھوٹے مخصوص کر دیا گیا ہے اور یہ کہا ہے کہ چونکہ ربیع الاول کو حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی اس لیے آپ کا یوم ولادت منایا جائے اور اس میں آپ کی سیرت اور ولادت کا ہونگا۔

لیکن یہ سب کچھ کرتے وقت ہم یہ بات جانتے ہیں کہ حضرت ذاتِ اقدس کی سیرت کا بیان ہے اور جس ذاتِ اقدس کی ولادت کا یہ جشن جارہا ہے، خود اس ذاتِ اقدس کی تعلیم کیا ہے؟ ناقصیم کے اندر اس قسم کا تصور موجود ہے یا نہیں؟

## خ انسانیت کا یہ عظیم واقعہ

اس میں کسی مسلمان کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا میں تشریف آری کا انسانیت کا اتنا عظیم واقعہ ہے کہ اس کا عظیم، اس سے زیادہ سرت، اس سے زیادہ



دل جمع ہو جائیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کریں گے۔ ان کی تعلیمات کو یاد دلایں گے۔ اور اس کے ذریعہ سے لوگوں میں ان کسے تعلیمات پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہوگا کیونکہ ہم کوئی گناہ کا کام تو نہیں کر رہے ہیں چنانچہ یہ کہہ کر یہ سلسلہ شروع کر دیا۔

### مکرمس کی موجودہ صورتحال

چنانچہ شروع شروع میں تو یہ ہوا کہ جب ۲۵ دسمبر کی تاریخ آئی تو جرح میں ایک اجتماع ہوتا، ایک پادری صاحب کھڑے ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور آپ کے سیرت بیان کر دیتے۔ اس کے بعد اجتماع پر فراست ہو جاتا۔ گو یا کہ یہ ضرر اور معصوم طریقے پر یہ سلسلہ شروع ہوا لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد انھوں نے سوچا کہ ہم پادری کی تقریر تو کر دیتے ہیں مگر وہ خشک قسم کی تقریر ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نوجوان اور شوقین مزاج لوگ تو اس میں شریک نہیں ہوتے اس لیے اس کو ڈرا دلچسپ بنانا چاہیے۔ تاکہ لوگوں کے لیے دل کش ہو۔ اور اس کو دلچسپ بنانے کے لیے اس میں موسیقی ہونے چاہئے، چنانچہ اس کے بعد موسیقی پر نظمیں پڑھی جانے لگیں، پھر انھوں نے دیکھا کہ موسیقی سے بھی کام نہیں چل رہا ہے اس لیے اس میں ناچ کا نا بھی ہونا چاہئے، چنانچہ پھر ناچ کا نا بھی اس میں شامل ہو گیا، پھر سوچا کہ اس میں کچھ ناشے بھی ہونے چاہئیں، چنانچہ انھیں ذائقہ کے کھیل تماشے شامل ہو گئے۔ چنانچہ ہوتے ہوتے یہ ہوا کہ مکرمس جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات بیان کرنے کے کام پر شروع ہوا تھا اب وہ عام جشن کی طرح ایک جشن بن گیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ناچ گانا اس میں موسیقی اس میں خرافاتی

اس میں خمار بازی اور جو اس میں، مگر گیارہ دن دنیا بھر کی ساری خرافات کرسمس میں شامل ہو گئیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی تعلیمات پیچھے رہ گئیں۔

### مکرمس کا انجام

اب آپ دیکھ لیجئے کہ مغربی ممالک میں جب کرسمس کا دن آتا ہے تو اس میں کیا طوفان برپا ہوتا ہے، اس ایک دن میں اتنی شراب پی جاتی ہے کہ پورے سال اتنی شراب نہیں پلائی اس ایک دن میں اتنے معاملات ہوتے ہیں کہ پورے سال اتنے معاملات نہیں ہوتے اس ایک دن میں کورتوں کی مصمت دری اتنی ہوتی ہے کہ پورے سال اتنی نہیں ہوتی۔ اور یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کے نام پر ہو رہا ہے۔

### میلاد النبی کی ابتداء

(اللہ تعالیٰ انسان کی نفسیات اور اس کی کمزوریوں سے واقف ہیں، اللہ تعالیٰ یہ جانتے تھے کہ اگر اس کو ذرا سا خوشی دیا گیا تو یہ کہاں سے کہاں بات کو پہنچائے گا۔ اس واسطے کسی کے دن منانے کا کوئی تصور ہی نہیں رکھا) جس طرح مکرمس کے ساتھ ہوا اسی طرح یہاں بھی ہوا کہ بادشاہ کے دل میں خیال آئی کہ جب عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش مناتے ہیں تو ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم پیدائش کیوں نہ منائیں؟ چنانچہ یہ کہہ کر اس بادشاہ نے میلاد کا سلسلہ شروع کر دیا۔ شروع میں یہاں بھی یہی ہوا کہ میلاد ہوا جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بیان ہوا اور کچھ نصیحتیں پڑھیں گئیں۔ لیکن اب آپ دیکھ لیجئے کہ کہاں تک نوبت پہنچ چکی ہے۔

### یہ ہندوؤں کا جشن ہے

یہ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مجرہ

مجہ سو سال گزرنے کے باوجود الحمد للہ وہاں تک ابھی نوبت نہیں پہنچی ہے جس طرح عیسائیوں کے ہاں ہجرت پہلے سے لیکن اب بھی دیکھ لو کہ سرکوں پر کیا ہو رہا ہے۔ کس طرح دھڑلے آؤں کی شبیہیں گھڑی کی ہوئی ہیں، کس طرح مکہ شریف کی شبیہیں گھڑی کی ہوئی ہیں کس طرح لوگ اس کے اندر گرد و غبار کر رہے ہیں کس طرح اس کے چاندن طرف کیلنگ ہو رہی ہے کس طرح جڑواں کیا جا رہا ہے اور کس طرح جھنڈیاں سجائی جا رہی ہیں دھما دھما کر عیسائیوں کے ہجرت کے یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت علیہ کما کوئی جشن نہیں ہے بلکہ جیسے جنتوں اور عیسا بیوں کے جشن کا ہوتے ہیں اس طرح کا کوئی جشن یہاں دھڑلے اور ساری خرافات اس میں جمع ہو رہی ہیں۔

### یہ اسلام کا طریقہ نہیں

سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ سب کچھ دنیا کے نام پر ہو رہا ہے اور یہ سب کچھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام پر ہو رہا ہے، اور سب کچھ یہ سوچا کہ ہمارے ہمارے یہ ہے جسے جو ذوق اب کام ہے اور یہ خیال کر رہے ہیں کہ آج ۱۲ ربیع الاول کو پورا ناں کے اور اپنی عورتوں کو روشن کر کے اور اپنے راستوں کو جاکر ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا حق لاد کر دیا اور اگر ان سے پوچھا جائے کہ آپ دین پر عمل نہیں کرتے؟ تو جواب دیتے ہیں کہ ہمارے یہاں تو میلاد والیں ہے، ہمارے یہاں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم پیدائش پر ہر نماز ہوتا ہے اس طرح دین کا حق لاد ہو رہا ہے۔ حالانکہ طریقہ اسلام کا طریقہ نہیں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں ہے آپ کے صحابہ کرام کا طریقہ نہیں ہے۔ اور اگر اس طریقے میں عید و برکت ہوتی تو ابو بکر صدیقؓ، خالدؓ، عمرؓ،

مٹائی تھی، اور ملی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اس سے چمکنے والے نہیں تھے۔

## آپ کا مقصد و نیت کیا تھا؟

صحابہ کرامؓ پہلے ان حکام کے جلوں سے نہ جلتے تھے، نہ بڑا ناں نہ نہ جھنڈی ہے۔ اور نہ سجادات ہے۔ لیکن ایک چیز ہے۔ وہ یہ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سمات علیہ نہ دیکھوں میں رجمی ہوئی؟ ان کا ہر دن سیرتِ طیبہ کا دن ہے ان کا ہر لمحہ سیرتِ طیبہ کا لمحہ ہے، ان کا ہر کام سیرتِ طیبہ کا کام ہے کوئی کام ایسا نہیں تھا جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ سے خالی ہو، جو نہ کہہ جاتے تھے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے کہ اپنا دن منوائیں اور اپنی تعریفیں کریں، اپنی شان میں تعصید ہے پڑھو ان خدا نہ کرے اگر یہ مقصود ہوتا تو اس وقت کھاکوڑے آپ کو یہ پیش کش کی تھی کہ اگر آپ سردار بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنانے کے لیے تیار ہیں، اگر آپ مال و دولت کے طلبکار ہیں تو مال و دولت کے دھیر آپ کے قدموں میں لانے کے لیے تیار ہیں اگر آپ جس وصال کے طلب کار ہیں تو یہی کائناتِ متعجب صحن و مجال آپ کی خدمت میں نذر کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ آپ اپنی تعلیمات کو چھوڑ دیں اور یہ دعوت کا کام چھوڑ دیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ چیزیں مطلوب ہو جس کو آپ ان کی اس پیشکش کو قبول کر لیتے سرداری بھی ملتی، روپیہ بھی ملتا، جانا اور دنیا کی ساری نعمتیں حاصل ہوجاتی ہیں لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میرے ایک ہاتھ میں آفتاب اور ایک ہاتھ میں آفتاب لاکر رکھ دو گے، جب بھی میں اپنی تعلیمات سے لپٹے والا نہ ہوں گا۔

کہا آپ دنیا میں اس لیے تشریف لائے تھے کہ

لوگ میرے نام پر میری سیلا والی سنانیں؟ بلکہ آپ کے آنے کا مشاہدہ ہے جو قرآن کریم نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُمُودٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (سورۃ الاحزاب: ۴۱)

یعنی ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے پاس بہترین نمونہ بنا کر بھیجا ہے، تاکہ تم ان کی نقل اتار دو اور اس شخص کے لیے بھیجا ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہو۔

## انسان نمونے کا محتاج ہے۔

سوال یہ کہ یہونہا ہے کہ نمونے کی کیا ضرورت ہے؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمادی تھی ہم اس کو پڑھ کر اس کے احکام پر عمل کر لیتے؟ بات دراصل یہ ہے کہ نمونے بھیجے کی ضرورت اس لیے پیش آتی کہ انسان کی فطرت اور جبلت یہ ہے کہ صرف کتاب اس کی اصلاح کے لیے اور اس کو کوئی فن کوئی علم و ہنر سکھانے کے لیے کافی نہیں ہوتی بلکہ انسان کو سکھانے کے لیے کسی سرچے کے عمل نمونے کی ضرورت ہوتی ہے جب تک نمونہ سامنے نہیں ہوگا اس وقت تک علم و کتاب پڑھنے سے کوئی علم اور کوئی فن نہیں آئے گا؟ یہ چیز اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت میں داخل فرمائی ہے۔

## تعلیمات نبوی کا نور درکار ہے

قرآن کریم سننے ایک اور جگہ کی خوبصورت جملہ ارشاد فرمایا کہ:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (صورہ المائدہ: ۴)

یعنی تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ایک نور علی کتاب یعنی قرآن آیا ہے، اور اس کے ساتھ ایک نور آیا ہے، اس سے اشارہ اس بات کی طرف کہ با اگر کسی کے پاس کتاب موجود ہے اور کتاب میں سب کچھ لکھا ہے لیکن اس کے پاس روشنی نہیں ہے، نہ سورج کی روشنی ہے نہ دن کی روشنی ہے، نہ بجلی کی روشنی ہے، نہ چراغ کی روشنی؟ بلکہ اندھیرا ہے، اس لیے اب روشنی کے بغیر اس کتاب کا نور نہیں اٹھاسکتا، اسی طرح اگر دن کی روشنی موجود ہے، بجلی کی روشنی موجود ہے لیکن آنکھ کی روشنی نہیں ہے تب بھی کتاب سے فائدہ نہیں اٹھاسکتا، لہذا جس طرح روشنی کے بغیر کتاب سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا، اسی طرح ہم نے قرآن کریم کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا نور بھیجا ہے جب تک تعلیمات کا یہ نور تمہارے پاس نہیں ہوگا تم قرآن کریم نہیں سمجھ سکو گے، اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ نہیں نہیں آئے گا۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سارا نور ہیں

اب لیکن نااہل اور نادردر شناس لوگ اس آیت کا یہ مطلب نکالتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی اعتبار سے بشر نہیں تھے بلکہ نور سے پیدا ہوئے تو دیکھو کہ یہ بجلی کا نور یہ سورج لائٹ کا نور، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے نور کے آگے کیا حیثیت رکھتا ہے؟ درحقیقت اس آیت میں یہ بتلانا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تعلیم... دے رہے ہیں۔ یہ وہ نور ہے جس کے ذریعہ تم کتاب میں پر صمیم عمل کر سکو گے اور اس نمونے کے بغیر تم نہیں صحیح طرح عمل کرنے میں دشواری ہوگی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لیے مبعوث فرمایا کہ آپ کی تعلیمات کا نور کتاب اللہ کی عملی تشریح ہوگا یہ تعلیمات تربیت دے گا۔ اور تمہارے سامنے ایک عملی نمونہ پیش کرے گا کہ وہ دیکھو اللہ کی کتاب ہے (باتی منہ پر)

(قسط)

## عالم اسلام

## ترکی کے نئے وزیر اعظم

## پروفیسر نجم الدین اربکان

عربی زبان اور عربی رسم الخط پر پابندی کا مذکور دی گئی، مصطفیٰ کمال نے (۱۹۳۲) چودہ سال حکومت کی اس دوران برمی جے رحی سے ترک قوم کو غریبیت اور لادینیت کے زیر سایہ زندگی گزارنے پر مجبور کیا، اور انتہائی دردناک ظلم و ستم و حملے، مگر ترکی میں اسلام اور مسلم جذبہ نہ صرف باقی رہی بلکہ اسلامی شخصیت جہاں کے لئے کوششیں بھی جاری رہیں۔ اس کے عہد ہی میں شیخ بریل الزماں سعید نوکی نے جماعت توحید کے نام سے ایک تنظیم قائم کر لی تھی، اور قیود بند ظلم و ستم کو برداشت کرتے ہوئے ان کے مدارکس و مطلق اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔

مصطفیٰ کمال اتاترک کے انتقال کے بعد ۱۹۳۸ء میں ایک دوسری سیاسی پارٹی، دیکلہ عدنان مندلسیسم مرحوم اور جمال بلسنے قائم کی، ان دونوں کو ترکی عوام کے جذبات و مزاج کا اندازہ تھا انھوں نے کس حد تک ترکی عوام کو مذہبی آزادی دینے چاہئے، اعلان سے انکیشن میں کامیابی حاصل کی، عوام نے اس کا پر جوش خیر مقدم کیا، اسی دوران ایک ممتاز، پوش مند، دانش مند، زیرک، اسلام پسند اور خدا داری و دینی صلاحیتوں کے مالک خیرنگ کا ذکر کرنا چاہئے، جو استنبول یونیورسٹی کے انجینئرنگ کالج میں سائنسیکل انجینئرنگ کا پروفیسر تھا اور اس کا نام نجم الدین اربکان تھا، جس نے پانچویں لے لکچر پر جرمنی کی آخن یونیورسٹی میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی تعلیم تک امتیازی کامیابی حاصل کی، اور جرمنی سے ٹیکہ ملک پر ڈاکٹریت کی ڈگری حاصل کر کے ترکی آئے انھیں یونیورسٹی اور صنعتی دنیا میں مہم افروز پیش کش ہوئی اور بہت جلد مقبولیت اور ناموری حاصل کر لی۔

ڈاکٹر نجم الدین اربکانی ترکی کی شمالی سرحد پر بحر اسود کے ساحل شہر "سینوب" میں ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوئے، ان کے والد محمد صریح بلوچی سواندن کے قبیلہ (بنواد غلور لری) سے تعلق رکھتے تھے، ان کے

پروفیسر محمد اجتابا مندلی۔ جامعہ مگر۔ نئی دہلی سے جنرل کے عہدہ تک پہنچا دیا، اسے بلقان کی جنگ میں ایک دہم کوکوں میں فتح دلا کر سرود، کامیاب جنرل اور امپریسلر خلافت عثمانیہ کے محافظ و مشکل کشا کے رعب میں پیش کر دیا، کام وہ کرتا تھا اور احکام ان تینوں ناصر (صلیبی، صہیونی اور ماسونی (فری سین) کی جانب سے آئے تھے، بالآخر مصطفیٰ کمال نے اتنی فوجی طاقت و مقبولیت حاصل کر لی کہ ۱۹۳۸ء میں عرصہ خلافت اسلام پر ختم کر کے اس کے ایک چھوٹے سے حصہ ترکی کو جمہوریت میں بدل دیا، خود صدر جمہوریہ بن گیا اور ایک پارٹی عوامی جمہوری کے نام سے تشکیل دی جو ۱۹۴۵ء تک ملک کی انگوٹی پارٹی رہی اور وہی ترکی پر حکومت کرتی رہی۔

مصطفیٰ کمال کو اتاترک کا خطاب بھی اس صلہ میں مل گیا کہ اس نے خلافت اسلام کے خاتمے کے پہلو پہلویاں دے کر دین کی ترتیب دلوای کہ جس کھڑے اساس الحاد لادینیت تھی اسکی کوکسب است کا اعلان کر کے اسلام کے سوا ہر دین والوں کو اپنے دین پر عمل کرنے کی اجازت دی گئی، جبکہ دوسرے مذاہب کے ماننے والے پورے ملک میں بشکل دھمکدھمکیوں کے اہلکاروں سے ۹۸ سے زیادہ مسلمانوں کی آبادی ہے۔ اسلام مطلقاً، نہ تو، اسلامی شہر نہ ساجد

ترکی کا نام کہہ ہی عظیم الشان عثمانی خلافت اسلام پر شکوہ ترکمانی، اس کے کارنامے، خدمات اور تابندہ نعوش دل و دماغ کے گوشوں میں نورانی گزریں بکھر دیتے ہیں، جن نورانی گزروں نے ایک عرصہ دراز تک تین براعظموں، "ایشیا، یورپ اور افریقہ کے بڑے حصہ کو روشن و تابناک بنایا تھا، لیکن چند غفلت پسند اندرونی و بیرونی عناصر اس چراغ کو گل کرنے یا اس کی روشنی کو مدہم و دھندل کرنے کے درپے ہو گئے، جس میں صہیت، صہیونیت اور منافقت بیشمار پیش تھی، ہر ایک کو اپنے ذاتی مقاصد و خواہات کے ساتھ ساتھ عثمانی خلافت اور امت مسلمہ کی شاخ پانیغیر خدمات اور انسانیت نوازی سے چڑھ تھی، چنانچہ ان عناصر نے متحد ہو کر خاص انتقامی جذبہ کے زیر اثر یہودی عہدی کے اولیٰ سے دنیا کی اس سب سے بڑی سلطنت پر تلخا کر کے کرود و جہے پس کن شر و عا گیا، اہر حجاب سے حصار (ناہرہندی) کھینچنے کا آغاز کیا، ان کے خلاف اطلاع اور پہونیکوڈہ دلائل نے اسے دھوبیاں کا نام دے کر موت سے ہمکنار کرنے کی سازش کی جس سے اس کا رقبہ محض سے مختصر تر ہونا چاہیگا، خلافت کے خاتمہ کے لئے ایک ڈیز جودی نژاد شخص کو عثمانی ور دی ہنگار اور مسلمان نام مصطفیٰ کمال، رکھ کر یہاں

دادا سلطانی کا بیڑے کے آخری وزیر خزانہ تھے، اسی بنا پر ان کا گھرانہ (خانہ زادہ) یعنی ابن وزیر کہلاتا تھا، جب ترکی میں خطابات کا قانون صادر ہوا تو انھیں "ارکبان" کے خطاب سے یاد کیا جانے لگا۔

بروفیسر نجم الدین ارکبان کے والد محمد صبری بک نے استنبول سے قانون و شریعت کی ڈگری بھی حاصل کی تھی اور "اناضول" کے علاقہ میں جلیس برس تک سول اور شرعی جج کے منصب پر فائز رہے تھے اپنے صاحبزادہ نجم الدین کی تعلیم و تربیت کچھ براہ راست بخیرائی کی تھی، اپنی وجہی بھی کچھ تعلیمی و اخلاقی اعتبار سے فائز تھے، اتنا تو ہی تعلیم ۱۹۳۳ء میں مکس کر کے استنبول کے انجینئرنگ کالج کے کرسٹ میں بیٹھے تو اسے خبر حاصل کر لے کر انھیں انجینئرنگ کے دوسرے سال میں داخلہ دیدیا گیا، ۱۹۳۴ء میں فرسٹ ڈیگری سے کامیابی حاصل کی، یونیورسٹی نے انھیں انجینئرنگ کالج میں لیکچرر تعین کیا، ۱۹۳۸ء سے ۱۹۵۰ء تک یونیورسٹی میں تدریس کے ساتھ ساتھ کئی تحقیقی مضامین لکھے اور اپنی بی۔ ایچ ڈی کا مقالہ تیار کر کے پیش کیا، اور ڈگری لی، ان کچھ امتیازی صلاحیت اور حسن کارکردگی کی بنا پر اسی سال یونیورسٹی نے انھیں مغربی جرمنی کی کٹھن یونیورسٹی میں جیک ماری اور اس کی ٹینک میں تخصص کے لئے ہزار ڈالر ۱۹۵۵ء میں بی۔ ایچ ڈی کی ڈگری دے کر ملک واپس آنے اور حقور سے محرم میں معاون بروفیسر اور پھر پروفیسر منتخب کئے گئے۔

پروفیسر ارکبان ۱۹۶۷ء تک استنبول سے یونیورسٹی سے وابستہ رہے اور اس دوران ان کے تحقیقی مضامین، صنعتی اور تکنیکل سرگرمیاں اور کامیابیاں عوام و حکومت کے اہل انوں میں خراج تحسین حاصل کرتی رہیں۔ انھوں نے اپنے جرنیلوں کے ہمراہ کئی صنعتی ادارے اور کارخانے بھی قائم کئے جس نے نوجوانوں کو روزگار بھی ہمارے لئے اور سامنے

بھی بڑھائے، ڈاکٹر ارکبان ان کارخانوں کے ذریعہ ترکی کو صنعتی طور سے مستحکم اور خود کفیل بنانا چاہتے تھے، اور قوم کا یہ مزاج بھی بنانے کا کام کر رہے تھے کہ وہ اخبار کے محتاج و دست نگر نہ رہیں بلکہ اپنی محنت سے صنعتی، تعلیمی اور اقتصادی ترقی کر کے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کا اعتماد پیدا کر لیں۔

یونیورسٹی کا ذمہ دار لینا کے ساتھ ساتھ وہ ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۳ء تک صنعتی شعبہ کی ڈائریکٹر رہے، ۱۹۶۳ء میں جیمز کرافٹ کورس اور انڈسٹریل سٹریٹری جنرل مقرر کئے گئے، ۱۹۶۵ء میں جیمز کی صدارت (CHAIRMANSHIP) کے لئے ایک ممتاز ترقی پسند سری اور باوقار کے مقابلہ میں زبردست اکثریت سے منتخب ہوئے، اس اعلیٰ اور حساس منصب کے لئے ان کی کامیابی اور جیمز کی سربراہی ترقی پسند شوقی (کیونٹ ریکس) اور ترقی یافتہ امریکی، مغربی اور صیہونی "مجمع نازک" پر گہرا گذری، ادبیات اس وقت کے وزیر اعظم (موجودہ صدر مملکت) جناب ییلان دیبرل کے واسطے سے مدعو محرم تک پہنچا اور پھر بعد مطالعہ کیا گیا کہ پروفیسر نجم الدین ارکبان کو جیمز کرافٹ سربراہی سے فوری طور پر برخاست کر دیا جائے اس وقت ہونے والے ایک کیونٹ صیفو ڈاکٹ نے اپنے شمارہ نمبر ۱۲ تاریخ ۳-۶-۱۹۶۹ء کو ایک مقالہ "استنبول سربراہ داروں کے دم و دم پر" کے زیر عنوان تحریر کیا، چند سطروں کا ترجمہ ملاحظہ ہو:-

"ان دنوں دہائے تجاہت و صفت میں دو فرقوں کے درمیان خند کشمکش ہے، وزیر اعظم سلیمان دیکیرل کے زیر سرپرستی مامونی کامرہ بدوں اور نجم الدین ارکبان کی قیادت میں اخوان المسلمین کے درمیان آپا اس کشمکش کی حقیقت کیسے ہے؟"

مغایر میں اس سوال کے جوابات دینے لگے ہیں، جس میں دونوں فرقوں کو امریکہ کا ایجنٹ قرار دیا گیا لیکن

نجم الدین ارکبان کو زیادہ خطرناک ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے لکھا کہ ان کی جماعت اخوان المسلمین کا مرکز سعودی عرب ہے، اور یہ جماعت امریکہ کے خلاف میں کام کرتی ہے تاکہ سعودی پٹرول براس کا حق اور اثر و رسوخ خاتم کر لے؟

واقعہ یہ کہ اس وقت تک پروفیسر نجم الدین ارکبان نے نہ تو کوئی باری باری تھی، نہ کسی جماعت سے وابستہ ہوئے تھے اور نہ ہی سیاست اور پارلیمنٹ سے ان کا کوئی سروکار تھا۔

وجہ صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے تعلیمی، علمی، تکنیکی اور صنعتی میدان میں جو عمر بھر محنت کے کھم و نوجوانوں کو اپنی جانب متوجہ کر لیا تھا اور ملک میں ایک بیداری کی سیما بول رہی تھی۔

ہاں ایک بات اور بھی تھی جس نے نجم الدین ارکبان کی طالب علمی کے دور سے ہی مشرقی و مغربی ساحراج اور ترکی کی سیکولر خیر لگا ہوں نے محسوس کر لیا ہوگا کہ وہ دیندار اور علم میں فاضل و متذکرین دہ تعلیم کے دوران ہی سے دو چیزوں کے بہت زیادہ پابند تھے۔ نماز اور اسکیم و منصوبہ سازی۔

بقول استاد ذہبی کین (ترکی کی اسلام ہالٹی) ارکبان کو ترکی کے تعمیر، تاریخ اور اس سے متعلقہ حقائق کا مکمل ادراک تھا ان کا یہ پختہ یقین تھا کہ اسلام ہی وہ کشتی نجات ہے جو نہ صرف ترکی کو بلکہ پوری انسانیت کو اس واماں اور کامرائی و سلامتی کے ساحل سے ہم کنار کر سکتی ہے۔

چنانچہ پروفیسر نجم الدین ارکبان کو جیمز کرافٹ کا مرس کی سربراہی سے نہ صرف علامہ کرم دیا گیا بلکہ ان سے بندہ پورہ بلیس فوری طور سے دفتر خالی کر لیا گیا، یا دوسرے لفظوں میں جیمز سے نکال دیا گیا۔

جناب سلیمان دیکیرل سے اس وقت لوگوں کو اس معاملہ کی توقع نہیں تھی، خود پروفیسر ارکبان کو بھی اس سخت کارروائی کا اندیشہ نہ تھا کہ جناب

ہوئے ہونے کی تقریب سے مولیٰ کانفرنس منعقد کی جس میں ملک کے مختلف گوشے سے تھانڈے شریک ہوئے اور بہت بڑا غیر مولیٰ مجمع اکٹھا ہوا، کانفرنس کی کارروائی ریڈیو، میڈیا اور رسالوں اور اخبارات نے شریک کی پارٹی کے صدر پر و فیصلہ خیر الدین اربکان نے کانفرنس سے خطاب کیا اور ترکی کے ماضی و حال کا جائزہ دیتے ہوئے مستقبل کا مقصد پیش کیا۔

خطاب ایمان افروز اور باطل شکن تھا اور ترکی حوام کی انگلیں، جذبات اور آرزوؤں کا سچا و صحیح ترجمان تھا۔

اس کانفرنس نے حکومت، اس کے سرپرستوں اور ترکی فوج (جو اتاترک کے دور سے آج تک غریب فائز رہے، یہ کہہ سکتے ہیں) کو چونکا دیا اور جس کا خطرہ تھا وہی ہوا، اس کانفرنس کے ٹھیک چار ماہ کے بعد ملک کی عدالت عالیہ نے پارٹی کے نوٹوں اور اس کی تمام املاک کے ضبط کرنے اور پارٹی کے کسی فرد کو لگے باغی سال تک کوئی نئی پارٹی بنانے اور ایکشن میں حصہ لینے پر پابندی لگا دی، پارٹی صرف سولہ سینتھ لم رہی، وقت کے لحاظ سے مدت بہت مختصر تھی لیکن ترکی کے اسلامی نشاۃ الثانیہ کے لحاظ سے بڑی اہم تھی۔ (جاری)

جس میں ترکی کے ماضی، حال اور مستقبل کا جائزہ اور تجربہ پیش کیا گیا، اور واضح الفاظ میں مزاحمت کی گئی کہ اس پارٹی کا رکن صرف وہی ہو سکتا ہے جو پنج وقتہ نماز کا پابند ہو، اور اس کے علاج انقویٰ اور استقامت کے بارے میں اطمینان کر لیا گیا ہو، پارٹی کا اولین مقصد ملک میں نظم و ضبط، خوش حالی ترقی اور خیر و فلاح کا حامی بننا ہے، اس اعلان کے آخری الفاظ کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”نظام وطن پارٹی کا مقصد اپنی امت کھے عفت رفتہ کا احیاء ہے، یہ امت اخلاق و فضائل کے زبردست ذخیرہ کی مالک ہے اس کی تائید و تائیک ہے، دور حاضر میں اس کا کھاجا جیہاں نوجوان یہ حوصلہ رکھتے ہیں کہ وطن عزیز اور اس کے مسائل و مشکلات کو جگہ کر اس کے دوا دیں گے اس پارٹی کے قیام کا پورے ملک میں خیر مقدم کیا گیا، اور مختلف شہروں اور دیہی علاقوں میں اس کی شاخیں قائم ہونے لگیں، جبے بچے، سانس روکے ہوئے، خوف و دہشت کی فضا میں شب و روز گزارنے والے دیندار ملحق، مدارس، خانقاہیں، مسجدوں کے اٹارنے کسی قدر اطمینان محسوس کیا اور اپنے اندر بہت دھوم مچا دیا، اور آزادی سے دینی گفتگو اور اسلامی فریضے ادا کرنے کی راہ کھلی نظر آئی، لیکن سابق وزیر اعظم عدنان مندریس مرحوم کی بھانسی کے بعد اس سر فوٹھیاں شروع ہو گئی تھیں، نظام وطن پارٹی کے سربراہ اور کارکنوں نے بڑی محنت عمل سے حوام اور نوجوانوں میں قومی، ملی اور اسلامی بیداری کے پہلو بہ پہلو ملک کو فساد اور اغیار کی دہشت خیزی سے نہایت اور وطن کو خود کفیل بنانے کا جذبہ پیدا کرنا شروع کیا۔ بیٹے، نشست اور ٹھکانے ملے اور اعتبارات بھی ہوئے، ایک سال میں پارٹی کی ترکی کے تمام علاقوں میں امید افزا تائید حاصل ہوئی۔ جنوری ۱۹۹۶ء میں پارٹی نے ایک سال

سلیان دیر علی مرحوم عدنان مندریس کے تھانسی تھے ۱۹۹۶ء میں فوجی انقلاب اور ۱۹۹۶ء میں عدنان مندریس کے بھانسی دیئے جانے کے بعد انھوں نے پارٹی کا نام تبدیل کر کے (عدالت پارٹی) کے نام سے ایکشن میں کامیابی حاصل کی تھی، اور مصطفیٰ کمال اتاترک کی جتنا پارٹی کے برعکس اسلامی شاخ اور دینی مدارس کے نمائندہ اعتبار پسند رویہ کا اظہار کیا تھا، جس کا آغاز مرحوم عدنان مندریس نے کیا تھا اور ترکی فوج نے ان کو کسی کی نگرانی تھی۔

مگر پرو فیصلہ خیر الدین کے ساتھ اس فوجی فوجی غیر انسانی اور غیر اخلاقی سلوک کے بعد اندازہ ہو گیا کہ دونوں پارٹیاں درحقیقت ترکی کو اس کے عقوں ورثے سے دور اور محروم رکھنے میں یکساں ہیں۔ اس نا انصافی نے پرو فیصلہ خیر الدین اربکان اور ان کے رفقاء کو یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ وطن کے تحفظ، ترقی و فلاح، نفاذ و بہبود کے لئے اور اغیار کے ٹکری، دینی مباحی اور عسکری سطح سے آزادی کی جنگ سیاست و قانون کے ذریعہ لڑی جائے۔

۱۹۹۶ء کا ایکشن ہونے والا تھا، ڈاکٹر اربکان نے ”عدالت“ پارٹی کی ٹکری پر ”قوز“ حلقے سے انتخاب میں شریک ہونے کی گزارش کی، لیکن پارٹی کی یادداشت کے لحاظ سے دینے سے انکار کر دیا، مجبوراً آزاد امیدوار کے طور سے حلقہ (قوز) سے کھڑے ہوئے ان کا انتخابی شمار (عزیز وطن ترکی کے مقدس ورثہ کے تحفظ کے لئے) تھا، تاریخ ساز کامیابی حاصل کی، جلد ہی پارلیمنٹ میں ان کے ہم خیال اندامین کا ایک جماعت بن گیا، پھر باہم مشورہ سے سچوکی ۱۹۹۶ء کو ”نظام وطن“ نام سے اپنی پارٹی تشکیل دی، اس کا نشان مٹھی تھا جس کی شہادت کی انھی ہوا میں لہرائی ہوئی روشنی مستقبل کی شہادت بھی کر رہی تھی۔

پارٹی کی جانب سے ایک اعلانہ نشر کیا گیا

ختم پڑنے درودوں، زخموں، گلتی، فالج دوسو اور دھتور وغیرہ کی بیماریوں کے لئے ۶۵ سالہ برفانی حبیب غنیہ بخارا دلا

**دل آرم تیل روغن بنوید**

تمیاز کردہ حکیم قاسم حسین کھنڈ

اسٹاکٹ:- بارون جنرل اسٹریٹ جیکب آباد کھنڈ۔

فونٹ:- جائزہ صحت، سکون، شوگر سے جلد بخارا

کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں: فون: 233629



## ایک مطالعہ

## سیرت سید احمد شہید

پروفیسر می احمد صدیقی

قسط نمبر

رات اتنی دشمنانک تھی کہ اس کا بیان ضل ہے  
اس بستی کے لوگ کہتے تھے کہ اندھیری اور بار بار اود  
راتیں تو بہت دیکھیں مگر ایسی اداس اور خوفناک  
رات دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔

۳۲ ذیقعدہ ۱۲۳۵ھ کو مسجد کی خان ہوئی عجب  
واقعہ سے لڑائی کے ابتداء ہوئی ایک عبادت گاہ سے نکل کر  
سکھوں سے جا ملا۔ اور ایک سکھ لشکر کا ہدمیں آکر مسلمان  
ہو گیا۔ دولوں کو کشتہ ہوئے گردنوں کا انجام ظاہر ہے۔  
ایک صاحب سید چراغ علی کھیر کا رہے تھے۔ ان کو نظر  
آیا کہ جو راجہ آئی ہے۔ انھوں نے چچہ بچھی پر مارا اور کہا کہ  
اب تمہارے ہاتھ کاٹھا کٹا ہے۔ دشمن کی فوج یو  
گھس گئے اور شہید ہو گئے۔

حضرت کو بہ حد اطمینان نصیب تھا۔ آپ نے  
بیس کتر وائیں اور دوا میں کنگھی کی۔ حبیب اللہ خاں  
سے کہا کہ فتح و شکست کا تعلق خدا سے نہیں ہے اللہ کے  
اختیار میں ہے۔ ماحول محمد سے کہا کہ دشمن بہت  
قرب آ گئے ہیں۔ آپ نے کہا کہ ابھی ہتھ نہ بولنا آپ  
ایک حمبرے میں جا کر دعا کرنے لگے تین مرتبہ آپ کو  
احساس ہوا کہ جیسے کوئی بارہا ہے مگر کوئی ملائے والا نہ  
تھا۔ آپ بالاکوٹ کے نیچے اترے اور ایک مسجد میں  
جو نیچے اتار دے تھے نمازیوں کے ایک مورچہ میں شامل  
ہو گئے۔ گولیاں باد میں کی طرح برس رہی تھیں  
قرآن میں اور لمبی ہندوؤں والوں کو لے کر آگے بڑھے  
اور تکبر کہہ کر حملہ آور ہوئے۔

حافظ و حبیب الدین صاحب باجی اور یہاں  
حفظ اللہ دیوبندی نے سید صاحب کی شہادت  
کا انھوں دیکھا بیان کیا ہے۔

اب لڑائی تلوار سے شروع ہوئی۔ مجاہدین  
کا غلبہ تھا۔ اس دوران لوگوں کو سید صاحب نظر میں  
آئے سب نے ان کی تلاش شروع کی جب مخالف فوج  
کے لشکر کی پسپا ہو کر ہزار ہہڑے ہوئے تھے۔ انھوں  
صاحب انھیں کا ندھے پر لٹکا ہوئے آئے اور پوچھا کہ

وزیر الدولہ مرحوم کو ۱۳ ذیقعدہ ۱۲۳۵ھ کو ایک  
خط لکھا جو آخری خط تھا۔ اہل سکر کے لیے لکھا کہ وہ  
وہ بدلت ماری تھے اس لیے ان کی حرکتوں کو دیکھ کر  
مگر مجھ پر وہی آپ لوگوں کی دعوت بالاکوٹ پہنچ  
گئے ہیں اور دشمن تین چار کو سکر کے فاصلہ پر ہیں  
اب جنگ ہوتی ہے۔ ایک جاسوس کو بلا گیا جس کا  
مجاہدین نے منہ سیاہ کر دیا۔ سید صاحب نے یہ  
بات نابلند کی۔ اس سے کہا ٹھہر کر آؤ یہاں کوئی  
بات چھی ہوئی نہیں ہے۔ سلطان خوف خاں نے  
لکھا کہ شیر سنگھ لڑنے بدلتا ہوا ہے اور اس سے لڑنا  
غیر ضروری ہے۔ آپ بالاکوٹ چھوڑ کر پچھلے پہاڑ پر  
چلے جائیں۔ یہ اپنا سہارا کر جلا جائے گا۔ یا پھر آپ  
سب کو ٹیکرات کو دریا کے پار چلے جائیں میں اس  
وقت سب کا انصر ہوں۔ آپ آئیں گے تو میں آپ  
کے ساتھ شریک ہو جاؤں گا۔ لوگوں نے اس خط کو  
ملک گردانا مگر اس بات کا یقین ہو گیا کہ شیر سنگھ  
کے ساتھ دس بارہ ہزار ہندو قیں ہیں اور دیکھے پہاڑ  
پر چلا جانا نا مناسب نہیں۔

سید صاحب نے فیصلہ کیا کہ میدان میں  
لڑنا ہے لوگوں کا مشورہ وقت طور پر کارآمد تھا  
شیر سنگھ بخاری بالاکوٹ کی بستی کو چھوڑ کر چلا۔

اب شہادت کی تیاری شروع ہوئی۔ آخری  
اختلاط ہوئے۔ سید صاحب نے رات کا کھانا تناول  
کیا اور اپنے بڑے اور چھوٹے منگائے، کچے بڑے منشی  
خواجہ محمد اور حکیم فرید الدین بھٹائی کو دینے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا  
اللَّهَ عَلَيْهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَ  
مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا بَدْلًا  
ترجمہ :- اللہ ایمان والوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں  
کہ انھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اسے بیکر  
دکھا یا بھران میں کچھ وہ بچے اپنی زندگی بھر کی سچائی اور  
کچھ وہ ہیں جو (شہادت کے) مستحق ہیں اور انھوں نے  
ذرا بھی بد بدل نہیں کیا (ترجمہ سورا احزاب - ۲۳)

حضرت کو اطلاع ملی کہ شیر سنگھ مظفر آباد  
آتا ہے۔ سردار حبیب اللہ خاں نے اطلاع بھیجی کہ  
شیر سنگھ بالاکوٹ سے ڈھائی گوس کے فاصلے تک  
پہنچ چکا ہے۔ حضرت نے لشکر بالاکوٹ کی طرف  
 روانہ ہوئے۔ مولانا اسماعیل صاحب راہ میں وظ  
کہتے تھے۔ ایک جگہ رادی میں تین کام کیا کہنے کی خاطر  
کوئی صورت نہیں تھی۔ کچھ مقامی لوگ دودھ کا ایک  
گھڑا لے آئے تھے۔ طبیعت پر عجیب اثر تھا۔ مارنے  
اور منگوب کرنے کی باتوں کو روک دینے تھے حضرت  
فر کے وقت بالاکوٹ میں داخل ہوئے شیر سنگھ  
کے فیبرے نیچے نظر آ رہے تھے۔ سید صاحب نے  
لڑائی کی حکمت عملی جو بری کی۔ ماحول محمد کو سچا پہاڑی  
پگڈنڈی کی حفاظت پر مامور کیا جو نیچے مٹی کوٹ  
آئی تھی۔ دس بارہ قندھاری ماحول محمد کی حملت  
کے لیے جو بڑے تاکہ اگر سکھوں کا دباؤ ہو تو وہ  
ہندو قیں چلائیں۔ اس طرح اور لوگوں کو مختلف  
جگہوں پر مامور کیا۔ آپ نے بالاکوٹ سے فواب



سید صاحب کہاں ہیں۔

غازی نقاب کر رہے تھے شیر سنگھ نے  
ہانگے والوں سے کہا کہاں جارہے ہو لاہور بہت  
درہے بھر ترم بجئے لکاسمکہ واپس پلٹ کر  
بند تیں چلانے لگے سید صاحب بوق و بارال  
کی طرح ایک دلدل کو پار کرتے ہوئے دشمنوں کے  
سر پہ نہہوئے گئے سسک بے تماش کو کیا چلا رہے  
تھے نہ ابوں کو چھوڑ رہے تھے نہ بیگانوں کو کجاہرن  
بذمت کم ہو گئے تھے اور سید صاحب کو ڈھونڈنے  
میں ستر ستر ہو گئے تھے پانی کے چشمہ کے پاس اکٹھا  
ہو گئے۔ اب شکست ہو گئی تھی شہید الہی ندین اس  
طرح ہوئی کہ مولانا تمیل صاحب اور باب بہرام  
حال کی باتیں الگ الگ دفن ہوئیں باقی لاشوں کو  
کو ایک جگہ دفن کیا اور گنج شہیدان بنادیا۔

ارباب بہرام خاں کے بھتیجے نے پچھ پھینے کے بعد  
اپنے چچا کی لاش کو نکال کر لے جانا چاہا۔ لوگ مارنے  
ہوئے کاب وہاں سوائے ہڈیوں کے اور کیا ہوگا۔  
مگر جب قبر کھود کر لاش نکالی تو وہ بالکل تروتازہ  
برآمد ہوئی۔

## سید صاحب کی شہادت

آج سے چالیس یکاس سال پہلے (وقت کا تعین  
نہیں کیا جاسکتا) سید صاحب کے تعلق سے کیا جائے (۱۹۲۱ء) سید  
صاحب کے معتقدین میں اس کا بڑا چرچا تھا کہ سید  
صاحب کی شہادت ہوئی یا آپ مصلحتاً درویش  
ہو گئے اور ابھی بعید حیات ہیں ایک شاکر وہ  
سید صاحب کے فیض کا قائل اور آپ کے  
ظہور کا منتظر تھا۔ اس سلسلے میں مولانا ولایت علی  
عظیم آبادی رسالہ دعوت میں لکھتے ہیں ”آج تک  
جتنے اولو العزم انبیا گزرے ہیں کوئی شکست کا  
صدوا اٹھائے بغیر نہیں رہا۔ ہمارے حضرت کو بھی  
اللہ تعالیٰ نے انبیا کی نجات نعیب کی جہاں کے

شکر پر شکست کیوں نہ آئے۔ اس کے بعد اللہ  
تعالیٰ نے حضرت کو چکر گزاری اور دعاو زاری کے لیے  
بہاولپور میں بلایا۔ اور دشمنوں کی آنکھ سے کیا...  
... انشاء اللہ رحمہ قریب میں خورشید درخشاں  
کے مثل ظاہر ہو کر عام کو اپنے افکار ہدایت سے متاثر  
فرمائیں گے۔“

مذکورہ میں متعدد واقعات ایسے ہیں کہ  
لوگوں نے سید صاحب کو کسی مقام پر دیکھا اور  
پوچھا۔ خود سید صاحب نے بعض کلمات ایسے  
فرمائے تھے جس سے اس خیال کو تقویت ہوتی تھی  
مولانا یحییٰ علی عظیم آبادی پھانسی گھر میں اکثر نہایت  
در دے درد کی رباعی سید صاحب کے اشتیاق  
میں بڑھا کرتے تھے سنہ

انتہا سہم درد کا کہنا

جب صبا کوئے یار سے گزے

کون سی رات آپ آئیں گے

دن بہت انتظار میں گزرے

مولوی محمد جعفر تھامسری نے یکم صفر ۱۳۹۱ھ  
(صنف کوالد مقرر) کو ایک خط میں لکھا ”فجہ کو  
حضرت مرشدنا کی حیات و ظہور کا ایسا یقین ہے  
جیسے اپنی موت کا“ (مؤرخہ دفر و دی ۱۳۹۱ھ)

حضرت کے زندہ رہنے کی روایات گرتے ہوئے  
دلوں کو تھانے یا جو شربت میں کچھ دن تاخیر رہیں پھر  
بہر زمانہ کے ساتھ یہ خیال لوگوں کے دل سے جھوٹا گیا۔  
آپ کے حکایتیں آپ کی تقریریں اور آپ کی  
جلس کی گفتگوئیں شوق شہادت کے جذبہ سے سربز  
ہیں آپ کی صحبت نے ہزاروں انسانوں کے دلوں میں  
مشرق الہی کا شعلہ و تاب اور شہادت کا ایسا جذبہ  
ملوث پیدا کر دیا تھا کہ ان کو اپنی جان و مال جان اور  
اپنا سرفال و دش معلوم ہونے لگا تھا۔ اس پوری محبت  
کا جس نے آپ کی امام تھے عقیدہ اور تقریر یہ تھا کہ  
دل و نام اپنے ہے سوا سے عشق میں  
اک جان کا زیاں ہے سوا زیاں نہیں

وہ ان کہتا ہے اور قرآن اس کی تصدیق کرتے ہیں  
کہ جن کے سب سے سیکولر ہندو گمان خدا کو شہادت  
کی لازوال دولت نعیب ہوئی وہ خود اس نعمت مطلق  
اور سمات کی برتری سے ہرگز محروم نہیں رہا۔

خضر خاں کی روایت ہے کہ جنگ کے اختتام پر  
سکھوں اور مسلمانوں کی لاشیں اکٹھا کر دی گئیں  
نے بعض غازیوں کو جو زندہ گرفتار ہو گئے تھے اپنے پاس  
بلایا اور ان سے کہا کہ سچے سچ بتاؤ کہ ان لاشوں میں سے  
خلیفہ کا جسم مارک کون سا ہے انھوں نے لاشوں میں  
سے ایک جسم کو دیکھا جس کا سر نہ تھا اس جسم کو انھوں  
نے آپ کا جسم قرار دیا شہید سنگھ نے اس پر دستار  
ڈال دیا اور اسے کھانہ اور ۲۵ روپے خیرات  
کے لیے دیے اور مسلمانوں سے کہا کہ اپنے مذہب کے  
مطابق تجسیر و تکفین کریں۔

## آپ کا مدفن

تمام روایتوں اور بیانات کو جمع کرنے کے  
بعد جو بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ آپ  
کا جسم اور سر مبارک قلعہ کے اس قبر میں دفن کیا  
گیا جو دریائے کنہار کے قریب ہے اور آپ  
کی طرف منسوب ہے پھر یہ قلعہ نکال گئی اور دریائے  
میں ڈال دی گئی۔ سر اور جسم الگ الگ بہتے ہوئے  
کبیس سے کبیس پہنچ گئے اور دو علیحدہ مقامات  
پر دفن کیے گئے۔ ممکن ہے سراسر جگہ دفن کیا گیا ہو  
جو گڑھی حبیب اللہ میں آپ کے سر کے مدفن کہے  
جائیں گے شہر وہ اور ہم پٹنہ میں مدفن ہو  
جہاں آپ کی قبر بنائی جاتی ہے۔

بہر حال آپ کی یہ دو مقامات اور یہ تینا پوری  
ہوئی کہ سب سے بڑا نام درخان باقی نہ رہے۔

## مولانا محمد اسماعیل شہید

اسی شہید بالاکوٹ میں اسی تاریخ ۱۳۹۱ھ

کو مولانا محمد اسماعیل نے بھی شہادت پائی، اکثر ساتھیوں نے آپ کو جس وقت دیکھا بیشائی سے خون جاری تھا۔ دایرہ خون سے تر تھی بھری ہوئی ہندوئی کا منہ پر لڑو ٹنگی تلوار ہاتھ میں تھی سر پر ہنہ تھا، مسیہ صاحب کو دریافت فرماتے تھے اور شوقی شہادت میں سرشار پروانہ دار پھردہ تھے، بالآخر اس کا مراد کو پہونچے، جہد جہاد کی اس طویل و مسلسل حیات طلبہ کا خاتمہ جو اس میں شاید ایک دن بھی فراغت و راحت اور ایک رات بھی غفلت اور استراحت کی نہ تھی، جنگ کی تباہی و اختلاط اور جنگی مہموں کی کثرت میں سب بڑا حصہ آپ ہی کا تھا۔ اس مدت میں بلین جنگ کے سب نشیب و فراز اور حالات کے سب تغیرات پیش آئے۔ فتوحات بھی ہوئیں، عملداری بھی قائم ہوئی، ایک دینی ریاست کا انتظام بھی کیا پڑا، لکھنؤ بھی ہوئیں۔ فتح کیا ہوا علاقہ بار بار ہاتھ سے نکل گیا ایک ایک وقت میں بیسوں کی تعداد میں برسوں کے ساتھیوں کی اچانک شہادت کی خبر بھی سنیں، جن تو قاتل کے ساتھ ہندوستان سے رخصت ہوئے تھے، ان میں سے بہت کم پوری ہوئے جن سے مدد کی امید تھی، انھوں نے مدد کے بجائے دھوکا دیا۔ برسوں کی کھینچ دوڑ اور گھنٹوں میں ٹٹ بھٹک گئی، تنگی ترشی، سسٹن خانے اور مسلسل آزمائشیں رہیں لیکن اس مجاہد کی بیشائی پر بن نہیں آیا، باہر اسید صاحب سے رائے کا اختلاف ہوا، لیکن اطاعت اور محبت میں فرق نہیں آیا، عین میدان کا بار بار میں اپنے محبوب مقصد کے لیے اپنے محبوب، رفیق کے ساتھ راہِ خدا میں سرزد کرتا ثابت کیا۔ جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے، ہم، سواں عہد کو اب و فدا کر پٹے۔

یہ کتاب ایک ایسے مجاہد کی داستانِ حیات ہے جن کو آنحضرتؐ سے مناسبت تاتہ اور مزاجِ نبوی

سے لمبی و ذوقِ اتحاد تھا۔ حضرت اتباعِ سنت اور اقتدار کے کامل کے اعلیٰ درجات پر تھے، عہدِ سال سے ایسی عالی ہمت شخصیت پیدا نہیں ہوئی تھی، آپ کا استقلال اور بے نیازی، سخاوت اور دریادل ایسی تھی جو بڑے کالمین میں ملتی ہے۔ دنیا کی دولت کو آپ آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے، کسی کا سوال رد کرتا آپ جانتے ہی نہ تھے، آپ کی شجاعت اور اعتمادِ علی اللہ کے ایسے نمونے دیکھنے میں آئے جس کی نظیر ہمیں ملے گی، ساتھ ہی ساتھ عہود و حکم کا بے مثال نمونہ تھے، عاف کرنے کی ایسی مثالیں سامنے ہیں جسے پڑھ کر آدمی حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے، ایک شخص کو آپ نے خیرہ گھوڑا اور بہت سا سامان عطا کیا، وہ لشکرِ اسلام سے ساز و سامان سمیت بھاگ کر دوسری طرف چلا گیا، جب حالات نے اسے مجبور کیا تو پھر وہ ان کی خدمت میں آیا تو آپ نے پھر اسے سامان عطا کیا، فرمایا کہ میں خیرم کے مارے اس کے جبر و پر نگاہ نہیں ڈالتا، کسی کو ایذا پہنچانا خواہ وہ جانور ہی کیوں نہ ہو، آپ کے مسلک میں ناجائز اور لپ کے اقتدار طبع سے عید تھا۔

کھل کر اس قدر احترام دل میں تھا کہ آپ نے مولانا اسماعیل کو ان کی شکایت پر ایک جھلنے کا خط لکھا، ایک اخائی سردار نے کہا تھا کہ اس کے قاتلین اس کے علاقہ کے رسوم و رواج ہیں اور اگر ان پر عمل کرنے پر اسے تابو نہیں ہوا تو وہ کسی مسلم کی عملداری میں چلا جائے گا، مولانا اسماعیل نے سید صاحب کو اس کی اطلاع دی آپ نے کھانہ کی یہ جنگی آخر مسلمان ہیں، اس وقت جہالت اور قوی عادت کے سبب سے ایسے کلمات کفر اس کی زبان سے نکلے ہیں بلکہ جب کہ یہ راہِ راست پر آجائیں۔

اس کے ساتھ ساتھ محبتِ شریک اور غربت دینی آپ میں بدرجہ اتم تھی یہ پوری تحریک اسی

جذیرہ کی یاد اور تھی، عہد کے زوال اور کفر کے تسلط نے آپ کو سکون سے بیٹھے نہیں دیا، اور دنیا کا کوئی کام کرنے کی اعازت نہیں دی، یہ حقیقت صرف ظالمین اور دشمنانِ اسلام ہی کے مقابل میں نہیں تھی، کسی قریب ترین عزیز اور رفیق کی زبان سے بھی کوئی کلمہ ایسا نکل جاتا جس سے شریعت کی تحقیر یا جنابِ الہی میں بے ادبی کا پہلو نکلنا تو آپ کی قیمت جو جس میں آجاتی، مولوی سید کریم علی بھاری نے آپ کے خط کو دھمی سے تشبیہ دی آپ کی انتہائی ناخوش ہوئے اور خط کو چاک کر دیا۔

سید صاحب نے پشاد و رنج کر کے سلطان محمد خان کو واپس کر دیا، یہ بات خود آپ کے لشکر کے اہل اخلاص کے سمجھ میں نہیں آ رہی تھی آپ نے ایک خط میں اس کی وضاحت کی کہ ہم صرف اللہ کی رضا اور اس کے حکم کی تعمیل مقصد ہے نفع و نقصان سے کوئی بحث نہیں، اس معاملہ میں سلطنت آنے جانے کی کوئی پردہ نہیں، یہاں پر ایک ملک گیر فتنہ اور ایک فرما برادرِ جاہد کے بیچ فتنہ نظر آتا ہے اڈل الذکر کو ملکی معارض اور سلطنت کے حصول سے تعلق ہے، دوسرے کو طاقت اور بددلی ہے۔

کسی انسان کی یہ تعریف صحیح نہیں ہے کہ اس سے غلطی کا صدور نہ ہو، ہوتا اور وہ عمل کی طرح معصوم ہے بلکہ اس کی تعریف یہ ہے کہ غلطی کا صدور نہ ہو، اس کی تنگدلی کا پورا اظہار ہوتا ہے، وہ اپنی تعبیر کا اعتراض کرتا ہے اور استغفار کرتا ہے، سید صاحب کی سیرت میں ایسا واقف ملے ہیں جس کی کیفیت انابت کا پورا اظہار ہوتا ہے، جی کہ کو دودھ نہ ملنے پر ملازم کو کھانہ اور پھر اس سے سانی لگتا، بارگاہِ گوشت جلانے پر پانہ بند لگا کا کھانا اور پھر سب کے سامنے اس سے سانی لگتا، اس کی تین مثالیں ہیں گولیوں واقعات بہت شاذ ہیں۔

آپ شرم شریعت اور سربراہِ اتباعِ سنت تھے (باقی صفحہ ۳۱)

# مسلم خواتین کا نارہنجی کردار

(تسلسل کے لیے ۲۵ جون کا شمارہ ملاحظہ فرمائیں)

(تیسری ماہ قریضہ)

تمہیں: مولانا عبد اللہ حسنی ندوی

ترجمہ: محل طاری اقبال متعلم ندوۃ العلماء

## عورت اور بیسویں صدی

بیسویں صدی کی جاہلیت نے غریب اور جدید لباس میں سامنے آئی۔ اور اس نے عورت کی آزادی و حریت کا نعرہ بلند کیا اور ایسا تاثر دینے کی کوشش کی کہ وہ کمال کوٹھری میں قید اور وہاں کی کھنن والی فضا سے زار و زخرا ہے اس کا سب سے بڑا علمبردار اور دائمی یورپ ہے جس کا نظا ہر خوشنما اور حسین و جمیل ہے اور اندرونی نہایت ہی تیرہ و تار اور تاریک ترین جسم کے لبوں پر مسکراہٹ اور دل میں بیچینی اور آگتا ہٹ ہے اس نے اس کو مناصب و عہدوں نوکری، سروس کے لیے آگیا یا اور مردوں کے اختلاط اور ایسی برابری کا نعرہ دیا چنانچہ عورت بے حجابانہ آئینوں اور دھڑکنے والی ہوتی اور بڑے بڑے مناصب اور عہدوں پر فائز ہوئی اور مردوں پر مردوں کے ساتھ شانہ بشانہ چلنے لگی اور ہر کام میں اس کے دوش بندش رہی اور اس جاہلیت سے دھوکہ کھا گیا کہ مغرب کی آج چمک دمک (فیشن) کی پیروی اس نے کی جس کا اس نے اعلان کیا اور معاملہ اس حد تک پہنچ گیا کہ عورتوں کی بڑی تعداد شادی سے سبزار ہونے لگی۔ اس لیے کہ شادی آزادی اور حریت کی راہ میں زبردست روڑا اور پتھر ہے جس کا نظریہ اور عملی نتیجہ سامنے آیا کہ ان عورتوں کی تعداد جو امریکہ میں جنسی جواہر

کا شکار ایک سال میں ہوتی ہیں لگ بھگ چھ لاکھ یا سات لاکھ ہوگی، جیسا کہ امریکی خبر رساں ایجنسی نے خبر دی ہے، جہاں تک اخلاقی انارکی و گراؤٹ جنسی بے راہ روی کا تعلق ہے تو یہ یورپ و زانہ کا فیض بن چکا ہے اور اس کے نتیجہ میں ایسے معاشرے اور سوسائٹی نے جنہاں جہاں سکنتی ملکتی انسانیت کی راہ کے سوا کچھ نہیں افراد اس کا شکار، مرد و عورت، بچے، بوڑھے لڑکے لڑکیاں سب ہی اس میں مبتلا ہیں۔ یہ لوگ خواب اور گلیوں نشہ اور چیخوں سے غم غلط کرنے کے لیے سود کو شش کرتے ہیں۔ خشیات کا عام روان ہو گیا ہے، یہ کیوں نہ ہو ان کی بویاں ان کی بہنیں نفسانی خواہشات کی بندیاں ہو چکی ہیں اور خواہش و لذت کے تسکین کے لیے انھوں نے دوسرے مردوں کو آغوش میں بنالے لی ہے۔ ایسی عورتوں کی اس سے زیادہ کوئی قیمت نہیں کہ وہ اس گیند کی طرح ہو کر رہ جاتی ہے جو ہاکی کھیلنے والوں کی باکیوں کے رحم و کرم پر رہتی ہے یا فٹ بال کی طرح ہو جاتی ہیں جو کھیلنے والوں کے پیروں کے درمیان گھومتا رہتا ہے پھر پرائیڈ اور بوسیدہ ہونے پر اس کو ردی کی نوکری میں ڈال دیتے ہیں نہ ان کے دل میں اس کے لیے بھی محبت ہوتی ہے اور نہ رحم کا پہلو اور نہ اس کے لیے اس کے اندر نرمی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ وہ

بھی ہو سکتی اور مادہ پرستی کے بندے اور غلام ہیں ان کے دل نہایت سخت ہیں ان کے دل انسانی لطیف جذبات سے خالی ہو چکے ہیں جن میں نہ انسانیت کا درد ہے نہ کمزوری پر شفقت۔

یہ جھوٹے اور بڑے بچے جو بابرکوں اور راستوں میں بڑے ملتے ہیں یا انھیں ان کاؤں نے باسپٹلوں میں پھونڈ دیا ہوتا ہے یا وہ دیران گھروں میں زندگی گزارتے ہیں نہ ان کو مان کا تار طمی ہے اور نہ باپ کا پیار و محبت نہ وہ خانداناً عقلاً و مراسم سے واقف ہوتے ہیں اور نہ قرابت و ارباب کی قرابت و دروابطہ کو جانتے ہیں۔ جہاں تک یونیورسٹی اور کالجوں میں نام درج کرانے والے لڑکے اور لڑکیاں کا تعلق ہے تو وہ بیشتر بے ہمارا آزاد بے نگاہ ہوتے ہیں ان کی ہی میں جو آتا ہے کرتے ہیں۔ اور نفس کی بیڑی میں ہر گناہ اور جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں اور کم سے کم دقت میں اس چیز تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ جہاں بڑے لوگ طویل مدت میں رسالتے پاتے ہیں اور اس کو بہت جلد حاصل نہا جاتے ہیں جس کے تحصیل میں بڑوں کے لیے ایک مدت درکار ہوتی ہے۔

یہ ہستیاں جہاں مغربی معاشرہ پونج گیا ہے وہاں سے واپس ایک دم دخیال ہے بلکہ محال ہے۔ چنانچہ اس سے دوچار مغربی طبقہ اپنے سے بیماری کو پورے عالم میں پھیلنے کی انتھک اور غیر معمولی کوشش کر رہا ہے اس مقصد تکمیل اور اپنی نمائندگی کے لیے انھوں نے عہد کا نظریں ایک مصلح اور ایک جین میں منعقد کیا ہے اور ان کے دونوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور ان کے جین خواہوں اور لذت پر تنہاؤں کی فلاح تکمیل نہ ہو سکی

## باجب عورت کا کردار بے حجاب عورت عظیم تر ہے

یقیناً موجودہ بیسویں صدی کی بے پردہ عورت اس صدی بد اس اعتبار سے غمگین رہی ہے کہ یہ دور ترقی اور عروج کا ہے روشن خیالی اور آزادی کا ہے، لیکن اب یہ قریب کھل رہا ہے انگاہوں سے پردہ اٹھنے لگا ہے اس طرح عورت نے اپنے دھوکے کھانے کو تسلیم کرنا شروع کر دیا ہے اس لیے کہ موجودہ صدی کی تاریخ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عصر حاضر کی عورت کا کردار افراد سازی اور تاراج سازی میں بہت کمزور ہے اور اس راہ میں اس کی روشنی بہت کمزور ہے۔ وہ کارزار حیات میں کوئی نمایاں اور زبردست کردار نہ ادا کر سکی نہ ان اعلیٰ انتظامی عہدوں تک رسائی حاصل کر سکی جو مردوں کے ساتھ خاص سمجھے جاتے رہے یہاں مردان مکوں میں بھی اس پر مردی قبضہ جاتے ہیں جہاں سے عورت کی آزادی اور حریت کا علم اور جھنڈا بلند کیا جا رہا ہے، جو عورت کی ترقی اور مساوات مرد و زن کے سب سے بڑے دیکھ بھولے ہوئے ہیں۔

رہی وہ عورتیں جنہوں نے دور جاہلیت کے ناز و انداز (دچاہے وہ کتنے خوشحال اس میں سننے آئے اور اپنی ظاہر زیب و زینت سے کتنا ہی اعلیٰ کو اختیار کرنے سے انکار کر دیا بلکہ عزت و فہم بر آج آئے نہیں دیا بغفت و صبا شرافت و وفا کو گلے کا بار بنائے رکھا، انہوں نے خاتون نسل اور طبقہ نسواں کے لیے انمٹ نقوش چھوڑے جو آج بھی بڑے جاسکتے ہیں۔ ایسی مثالیں نام کیوں جو آج بھی حائز نوہمی ہوئی ہیں۔ اگر گہرائی سے مطالعہ کیا جائے اور غور دیکھا جائے تو صاف نظر آئے گا۔

لہذا ان کارکن تیاری، بہادروں کی ثابت قدمی عورت ہی کی ہر چون منت ہے، مجاہدین کی حوصلہ مندی و ہمت، اولیاء اللہ کی عبادت و ریاضت اور بے لوثی اور اہل علم و فن کی مسلمی پختگی اور نہایت فن کے چمکے مقدس و محترم ماں کا ہاتھ نظر آئے گا۔

## عورت بحیثیت قوت دفاع

عورت معاشرہ انسانی میں مدافعتی قوت اور دھماکہ انسانی میں بنیادی قوت کی حیثیت رکھتی ہے جس سے امراض و بیماریاں دور ہوتی ہیں اور وہ فاسد مادہ ختم ہوتا ہے جو انسانی معاشرہ کو کھوکھلا کرتا رہتا ہے۔ ان بیماریوں اور امراض کے حق میں یہ زبردست طاقتور بند اور مضبوط قلعہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

جب انسان کی مدافعتی قوت ختم ہوتی ہے اس وقت انسانی جسم بیماریوں اور امراض کا آماجگاہ بن جاتا ہے۔ اور ہر جہاز جانب سے اس کا احاطہ کر لیتے ہیں۔ اور پھر اسے بری قوت کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ کیا آپ ایڈس کو نہیں دیکھتے جو بدن دنیا میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔ نام ہی ہے جسم انسانی میں مدافعتی قوت کے فقدان کا۔ یہ قوت اہم نصیاء اور اہم دفاعی آلہ ہے، جو انسانی بدن کی حفاظت اور اس کا دفاع کرنے کے اور ان بنیادی عملوں کا مقابلہ کرتا ہے جو دشمنان اس پر حملہ آور ہوتے ہیں تو ڈاکٹروں کی کوششیں اور دواؤں کے فائدے ملک سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ اور حقیقتاً عورتوں کا اپنے مقام و منزل کا چھوڑ کر ادارہ گردی اختیار کرنے کے نتیجہ میں یہ دباؤی مرض پھیلا نا شروع ہوا ہے۔ وہ ملک کے لیے بھی ایسی قوت دفاع کی حیثیت رکھتی ہے جو سرحدوں کو خالی نہیں چھوڑتی ہے

بلکہ وہ سرحدوں پر پختہ نگہ رانی کو نوائے سپاہی کی طرح جی رہتی ہے۔ اگر وہ ان سرحدوں کو خالی چھوڑ دین تو کسی بھی طاقت کے شب خون مارنا، ملک میں داخل ہونا اور گھسنا اور رعایا کو غلام اور حکم بنانا آسان ہو جاتا ہے، چنانچہ یہ حکمت اور دانائی کی بات نہیں کہ فوجیوں اور لشکریوں کو دوسرے ممالک میں منتقل کر دیا جائے اور دوسروں کے رحم و کرم پر اپنی سرحدوں اور ملک کو خالی چھوڑ دیا جائے۔

یقیناً عورت سرحدوں اور بازوؤں میں نشست کرنے اور گھومتے اور بے پردگی کے لیے پیدا نہیں کی گئی، نہ حکومتی عہدے اور نہ سرکاری مناصب کے حصول کے لیے اس کی تخلیق عمل میں آئی اور نہ ذلیل و خوار، نہ حرفت و پیشہ اور نہ کسب معاش کے لیے وجود میں لائی گئی (سوائے یہ کہ اس کے لیے مجبور ہو جائے) وہ صالح نسل، جدید نسل کو پیدا کرنے کے لیے اور تربیت کے لیے پیدا کی گئی ہے اور اس لیے کہ اس سے سکون حاصل کیا جائے اور مردوں کی صلاحیت و استعداد میں جلابد کرنے کے لیے وجود میں لائی گئی ہے۔ وہ عظیم قوت دفاع ہے جو زندگی اور نشاط سے بھرپور ہے اور ترقی و عروج اور نیک نامی اور نیک نوعیت کو ہمیشہ کرتی اور بھارتی ہے۔

## ”نوجوان خواتین سے خطاب“

دنیا کی ہر نوجوان خاتون اور عالم کی ہر عورت کو یہ پیام ہے اے ہمنوا! اپنی قدیم قیمت سے واقف ہو، اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی صلاحیت اور فطری استعداد سے آشنا ہو اے انسانیت کے مفاد اور اس کی بھلائی کے لیے استعمال کرو اور اسے ہوشوں، پاکوں، سربراہ بسروں پر ضائع نہ کرو۔ اور اسے غفلت و غور و دباؤی صدمہ

# وزیرِ اعظم مسٹر دیو گوبرا حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ملک کے مسائل کو حل کرنے کے سلسلہ میں دہالینے کے لیے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں حاضر ہوئے!

محمد شاہد ندوی، بارہ بکنوی

یہ باتیں بے غرض اور قلمباز نہ ہوتی ہیں اور وہ ہمیشہ مطالب کی تفصیلات کی رعایت اور اس کی سطح کا خیال رکھتے ہیں اور اسلامی دعوت کے مطابق اصولی انداز اپناتے ہیں۔

بالکل غلط ہے۔

موجود لوگوں نے بصراحت

بت کیا کہ ملاقات صرف اصلاحی

رہے اور کوئی سیاسی بات

دو دنوں میں سے کسی نے نہیں

کھے۔ ملاقات کے دوران گفتگو براہِ راست

انگریزی میں ہوئی۔ اور کسی ترجمان کی خدمات

نہیں حاصل کی گئیں۔ اس موقع پر دارالعلوم ندوۃ

العلوم کے مہتمم جناب مولانا مسید محمد رابع حسینی ندوی

مصاب، اتر پردیش کے گورنر جناب محمد شفیع نوری

مصاب، متحدہ محاذ کے لیڈر مرکزی وزیر بریلوس

مشرام مجلسِ پاموان، سرسی، ایم، ابراہیم اور

مسٹر موم احمد بھی موجود تھے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی

دامت برکاتہم کو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کا جو درد

عطا فرمایا ہے اس نے حضرت مولانا کی مقبولیت

اور عظمت کو ادج ثریا پر پہنچا دیا ہے یہی وجہ

ہے کہ ہر ایک کا دل ان کی طرف کھینچا ہے حضرت

مولانا کو کسی سیاسی آدمی نہیں ہیں بلکہ انسانیت

کے لیے یہ عین رہنے والے ایک عظیم انسان ہیں

اس لیے وہ جب بڑے سے بڑے شخص بھی بات

کرتے ہیں تو کسی خاص طبقہ یا جماعت کے مخصوص

اور عارضی فوائد سے بہت بلند ہو کر انسانیت

اور ملک کے مفاد کی اور اس کی سالمیت کو

باتیں کرتے اور اس کی نصیحت بھی کرتے ہیں ان کی

۲۷ جولائی ۱۹۹۶ء کو وزیرِ اعظم مسٹر دیو گوبرا

اتر پردیش کی راجدھانی شہر کھنڑ میں ملی بائیسیت

وزیرِ اعظم تشریف لائے جہاں انھوں نے بیکر حضرت

محل پارک میں ایک عظیم جلسہ عام سے خطاب کیا

جس میں کئی اہم مرکزی وزراء، ذمہ دارانِ حکومت اور

بڑی تعداد میں عوام و خواص نے شرکت کی۔

اس موقع پر وزیرِ اعظم مسٹر دیو گوبرا ہندوستان

میں عالمی شہرت کا حامل ادارہ دارالعلوم ندوۃ العلماء

دیکھنے اور اس کے ناظم اعلیٰ اور عالم اسلام علی محزون

شخصیت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی

دامت برکاتہم سے ملاقات کرنے اور دعا میں لینے کے

لیے آئے۔ اس ملاقات کے

دوران حضرت مولانا دامت برکاتہم

نے ملک اور سماج میں اخوت و

رواداری اور اس دامن کی ضرورت

پر زور دیا اور کہا کہ ہر ایک کو جنی

نوع انسانی کی بہبود کے لیے کام کرنا

چاہیے۔

ملاقات کے خبر کو اخبارات

نے ملک میں چلنے والے مسلم

مسلمات و مسلم لبات سے

جوڑنے کے کوششیں کیں

اور یہ شائع کیا کہ بابر علی مسجد

متحدہ کے سلسلے میں بھی

باتیں ہوئیں حالانکہ یہ بات

مولانا عبد القادر ندوی گجراتی کو صدر

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ حدیث

مولانا عبد القادر صاحب ندوی گجراتی کے حقیقی بھائی

احمد علی اللہ ریاض صاحب ۲۷ جولائی ۱۹۹۶ء کو تقریباً

ساتھ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

ان اللہ، وان اللہ، راجعون۔

مرحوم صلوٰۃ کے پابند علم دوست بااخلاق اور

مصاب خیر انسان تھے، موصوف اپنے دس سالہ قیام

جودہ کے دوران جماع کرام کی خدمت سعادتمند لگاؤ

دیتے تھے۔ اور زکوٰۃ حساب لگا کر پابندی کا ساتھ ادا

کرتے تھے۔

ادارہ تعمیر حیات مرحوم کے بھائی گانہ سے اظہار

تغزیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس

عطا فرمائے۔ فارغین کرام دے دعا ہے حضرت کی درخوست

● محترم الدین تسلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء کے

والدہ بزرگوار جناب محمد امین صاحب ۲۷ جولائی ۱۹۹۶ء

کو انتقال فرما گئے۔ ان اللہ، وان اللہ، راجعون۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ فارغین کرام

دے دعا ہے حضرت کی درخوست ہے۔

کی شدید ضرورت ہے۔

۳۔ مصیاحت :- اس میدان میں آج کل جو بے اعتدالی و بے اصولی پائی جا رہی ہے اس نے اس کی مقصدیت کو بالکل ناکل کر دیا ہے اس لیے اسکو عالمی طور پر اسلام کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ عالمی سطح پر مسلمانوں کے حق میں نافع اور مفید بن سکے۔

۴۔ اقتصادیات :- یہ نہایت ہی افسوسناک پہلو ہے کہ دنیا کی آبادی کا ایک چوتھا حصہ عالم اسلامی پر محیط ہے جو نوے بنوے معدنی ذخائر سے بھرپور ہے۔ ان کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے تاہم اس کے باوجود دنیا کے اسلام اقتصادیات کے میدان میں دوسری طاقتوں کی محتاج ہے اس لیے اسلامی ممالک کو چاہئے کہ وہ اپنی اقتصادی حالت مضبوط کریں تاکہ وہ اپنی تمام ضرورتوں میں خود کفیل ہوں۔ (مخذ: مجلہ المصباح)

### صفحہ ۸ کا بقیہ

خیرہ ہو جاتی ہیں اور وہ دھوکہ میں پڑ جاتی ہیں۔ اس نکتہ کو وقت کے گزرنے اور نفرت ہونے سے پہلے سمجھا اور ایک اچھے خدائی سائنس کی تشکیل دہیہ میں مدد اور تعاون کو جس کی ہر زمانہ میں انسان اور انسانیت کو ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام بھائی بہنوں کو جوان ہونوں اور نوجوان عورتوں کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ انسانیت کی بھلائی، خیر خواہی اور اس کی صحیح رہنمائی کر سکیں، بیشک اللہ تعالیٰ تریب ہے سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

درد و سلام کو محمدؐ اور ان کی آل اور اصحاب پر

خطا کن بت اور ان کے ذمہ کرتے کوئی پرہیز نام دینے کے ساتھ خدایا کہ جو اللہ کے گارڈ کی جی بھلی اور ساری ہوتے ہے

### محمد طارق ندوی \*

## سوال و جواب

کرنے، ان پر بکھنے سے اور ان کو روندنے سے منع فرمایا ہے۔

س: کیا قبر پر شناخت کے لئے چھڑ لگو سکتے ہیں؟  
ج: ہاں! شناخت کے لئے چھڑ لگا نادرست ہے، مگر اس پر آب و غیرہ نہ لکھی جائیں۔ شناخت کے لئے نام لکھ سکتے ہیں۔

س: میت کی قبر تیار ہونے پر پانی چھڑکا جاتا ہے کیا یہ شرعاً درست ہے؟

ج: ہاں! جب قبر تیار ہو جائے تو اس پر پانی چھڑکا کر مستحب ہے، حضرت جعفر بن محمدؑ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیمؑ کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر لکھریاں رکھیں اور اس کو ایک بٹنٹہ اونچا رکھا۔ (مستحب)

س: قبرستان میں کچھ درخت لگے ہوئے ہیں کیا اس کی آمدنی سے مسجد کی مرمت کر دیا سکتے ہیں؟

ج: نہیں! مسجد کی تعمیر اور مرمت میں قبرستان کے درختوں سے حاصل شدہ رقم نہیں لگ سکتے ہیں۔ س: کیا غیر مسلم کے برتن میں کھانا پینا جائز ہے؟  
ج: اگر پاک و صاف ہوں تو جائز ہے۔

### ہفتی استنبول میں کانفرنس

وہ معمولی معمولی کام انجام دینے سے بھی قاصر ہے اس لیے تمام مسلمانوں کو اس پہلو پر غور کرنا چاہئے اس لیے اس وقت اسلامی میڈیا کو تیز تر کرنے

س: کیا تمام تلاوت کے بعد سورۃ قرآن مجید ختم کرے ایک ساتھ کر سکتا ہے؟

ج: تلاوت کرتے وقت جو کچھ آئے حتیٰ الامکان اسے جلد سے جلد ادا کر لے تاہم اگر تمام سورۃ ساتھ لکے جائیں تو ادا ہو جائیں گے۔

س: ایک شخص چار پائی پر بیٹھ کر قرآن مجید کھے تلاوت کر رہا ہے، دوران تلاوت آیت سجدہ اچھی تو کیا کرے سجدہ تلاوت فوراً ادا کر لے یا تلاوت پوری کرنے کے بعد سجدہ کرے؟

ج: فوراً سجدہ تلاوت کر لینا افضل ہے، تلاوت ختم کر کے اگر بھی جائز ہے، اگر چار پائی سن ہو کر ان پر مینائی دھسنے نہیں تو چار پائی پر سجدہ ادا ہو سکتا ہے؟ ورنہ الگ بہت کڑی زمین وغیرہ پر سجدہ تلاوت ادا کرے۔

س: کیا ٹیپ ریکارڈ پر آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے؟

ج: نہیں! ٹیپ ریکارڈ پر آیت سجدہ سننے سے سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے۔

س: کسی نے لاڈ لے لیا سبک پر سجدہ تلاوت سنا ٹیکسٹرس پر سجدہ تلاوت واجب ہے؟

ج: ہاں! جس شخص کو معلوم ہو کہ یہ سجدہ کی آیت ہے اس پر سجدہ واجب ہو جائے گا۔

س: کیا تہر کی نوا ان شرعاً جائز ہے؟

ج: حدیث شریف میں بھی قردوں کے بنانے کھ مخالفت آئی ہے حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قردوں کو بچنے

دارالعلوم ندوۃ العلماء

ناشر: پبلیکیشن سنٹر نیو رمارٹ نندہ روڈ لکھنؤ

سائز: ۲۶×۳۰، صفحات: ۱۳۲

طباع: آفت، قیمت: درج نہیں۔

ملنے کا پتہ: ندوی بک ڈپو، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ  
اپنے بپے مانجھے میں نہ کسی زبان کی اپنا کرہے روقت اور جگہ کی، جب بھی مضطر ہو کر آنسو بہا کر  
ہاتھ پھیلانے کا پالے گا، لیکن بہر حال کتاب وسنت  
کی دعاؤں میں ایک خاص برکت ہے اور حدیث سے  
ثابت شدہ دعاؤں کے لئے مقبول اوقات میں قبولیت  
دعا کی قوی امید ہے۔اس کتاب میں قبولیت دعا کے اوقات بھی بتائے  
گئے ہیں اور دعا کے آداب بھی، اور یہ کہ لوگوں کی دعا میں  
مداخلت ہوتی ہے، پہلے اسمائے حسنا کہئے گئے ہیں پھر  
صبح وشام پڑھی جانے والی دعا میں صبح کی گئی ہے، خلعت  
مواقع کی دعا میں وضو، اذان اور نائے متعلق دعا میں  
سفرے متعلق دعا میں، مریض سے متعلق دعا میں، آگ  
بجھانے کی دعا میں سحر کی دعا، آیات شفاء، تلاذجانہ،  
فتوت، درخوت، نازد غرض کہ ضرورت کی بہت سمجھ  
دعا میں کتاب وسنت کے حوالے سے ترجمہ درج ہیں،  
بہت ہی کارآمد اور مفید مجموعہ ہے، البتہ اعلیٰ طباعت  
میں ترتیب اور دعا دین پر نظر ثانی کا مشورہ ہے۔ص ۸۳ پر دعا نے نصف شبان المکرم کو  
دیکھ کر کسی کو خیال آسکتا ہے کہ یہ تو کسی حدیث سے ثابت  
نہیں لیکن پہلے ہی عرض کیا جا چکا ہے کہ دعاؤں میں  
بندہ کو اختیار ہے کوئی بھی جائز دعا اپنے رب سے  
مانگ سکتا ہے۔ لہذا اگر کسی بزرگ کسی دعا میں  
اچھے الفاظ میں اچھے معاہدہ میں کہ دے پہلی توبہ  
دعا مانگنے والے کے حق میں اور بہتر ہے، البتہ خواہ  
دعا کسی خاص موقع کے لئے کتاب وسنت سے ثابت نہ  
ہو اس موقع کے لئے وہ دعا سب کے لئے ضروری نہ جانے  
کتاب کے آخر میں نماز کے اوقات کی دعا بھی

(باقی مسئلہ پر)

# مدائحِ مبارکہ

تبصرے کیسے ممکن ہوں گے دونوں کا آنا ضروری ہے!

ذکرے تھارون و شید حدیق  
ذکرے، موزوں اور جوتوں کا بیان ہے، آپ کی تعلیم  
مبارک کا نقشہ ہے، سحر، خوشبو، خاتم، آپ کے خطوط  
کے نقشے، آپ کے جنگ لباس، تیز زبان، تلوار اور  
ڈھال کا ذکر ہے، پھر آپ کی عادت اور معاشرت  
کی ایک ایک چیز کا مبارک تذکرہ ہے، پھر آپ کی بازی  
اور رحلت کا بیان ہے، آپ کی اور حضرت ابو بکرؓ و حضرت  
عمرؓ کی قبروں کی تہنیک کا نقشہ ہے، آخر میں ایک  
مفید ضمیر ہے جس میں کتاب کے بعض اشارات کی  
وضوح ہے۔

کتاب پر محمد بن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے  
ایک نادر تحفہ ہے، تنہا میں بڑھے، مجلسوں میں  
پڑھے، سنے، اور سنائے توب آخرت کمائے اور آپ  
کے ہر بیان پر درود بھیجے، "اللہم صل وسلم مبارک  
علی محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔ بیشک کتاب میں بعض  
صنیع روایات ملیں گی، مگر فضائل میں کمزوریوں کا  
مقبول رہا، بس کسی عقیدہ سے ٹکراؤ نہ ہو۔ موضوع  
اور کتاب کی عظمت کے لحاظ سے کھلی کتابت اور اچھی  
طباع کا انتہام چاہئے تھا، لیکن جگہ جگہ آؤٹسٹ کی  
چھاپی گئی ہیں، یہی نہیں رہی ہے، بعض جگہ حروف اور  
نقطے اڑ گئے ہیں، آئندہ ایڈیشن میں اور بہتری لائے  
کا شکر دے۔

"منتخب دستون دعا میں"

مرتب: مولانا محمد خالد صاحب ندوی استاد حدیث

زبان پر بار خدا یا یہ کس کا نام آیا؟  
کر میرے لفظ کے بے حس زبانی کے لئے  
"خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" انعیاب  
مولانا محمد سلیمان صاحب فاضل خوشحال پوری۔  
سائز: ۲۶×۱۸، صفحات: ۲۱۲، کتابت و مطبعہ  
ادبیت۔ قیمت درج نہیں، ملنے کا پتہ: مکتبہ معینہ  
خوشحال پور، پوسٹ مرزا پور، ضلع سہارن پور ۲۴۱۳۱۲  
جہاں وحسن کی الفاظ میں تعبیر ناممکن  
عجب نور کی کھینچے کوئی تصویر ناممکن  
جہاں جبریل امین ہوں پر سیمے شہرہ و جبرائیل  
وہاں جبرائیل کرے کیا ایک بے مایہ حقیر انسان  
کوئی لغزش نہ ہو جائے اہل اس کے زبانوں  
بہر دے پرتے اس کام کا آغاز نہ کرنا ہوں  
ان اشعار سے مولانا نے ذکر خیر الامام صلی اللہ  
علیہ وسلم شروع کیا ہے، سچے پہلے علیہ مبارک ہے، پھر  
آپ کے جسم اطہر کے مختلف اعضاء کا ذکر ہے، قد،  
رنگ، ساخت بدن، سر مبارک، چہرہ اور دہن  
مبارک و دندان مبارک، پیشانی مبارک، بینی مبارک،  
جسم مبارک، پکلیں، رخسار، ریش، شوارب بھتوں  
باؤں کی لمبائی، گردن، مونڈھے، سیر، نونائی، بطنی  
کلاہیاں، بازو، دست، انگلیاں، فٹیں، انگری، پندلی  
قد میں، پاؤں کی انگلیاں، تلوے عرض کہ محبوب خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عضو کو دلائل و حوالوں  
کے ساتھ ذکر کیا ہے پھر آپ کے ایک ایک لباس کا



## بقیہ ۱۔ دس حدیث

پہنہ تازہ حالت میں کہیں منصف نہ بنائیں اور جو فضل  
آمد اور اس سے اپنے دل میں تنگ دل نہ ہوں بلکہ  
ن کو خوشی سے مان لیں۔ بیشک مومن نہیں ہوں گے  
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر باتیں مختلف  
اقب پر لوگوں کے دلوں میں اتارے بسے پہنچاؤ  
ہ اگر کہیں نہ فرمادیا کہ جس کسی کو کلمہ کسی کام پر  
نہیں کیا اور اس میں سے اس نے ایک  
سوئی یا اس سے بھی کم درجہ کی چیز بھی ہم سے چھپا  
یا خیانت ہوئی اولاً قیامت کے دن اس کو لے کر  
لے جائے۔ غلو یہ ہے کہ مصلح کوئی ہتھ لے کر اپنے  
سامان میں رکھے، یوں غلو کے اصل معنی مطلق  
خیانت کے ہیں جس طرح کی بھی خیانت ہو سیکے یہ پھر  
مال غنیمت میں استعمال کے لئے خاص ہو گیا چنانچہ  
میں پہلے کلام کا ذکر داروں اور حاکموں کے دلوں پر  
دار اور افراد کو اس پر جو کہ خیانت کا وبال اتنا  
عنت ہے جو بیان ہوا چنانچہ گھر اگر ایک انصار لگی  
نے جو کالے رنگ کے تھے، اٹھے اور عرض کیا اے  
اللہ کے رسول آپ اپنا دیا ہوا کام ہم سے واپس  
لے لیجئے، آپ نے فرمایا کیوں کیا بات ہے؟ اس  
نے عرض کیا ہم نے آپ کو ایسا کیا کہتے ہوئے سنا  
ہے۔ گو یا ان انصار ہی صحابی کے فہم سے یہ بات بالاتر  
فہم کی رہے یا امانت اس احتیاط کے ساتھ اٹھاتا کیونکہ  
مکمل ہو سکتا ہے جبکہ موجودہ معاشرہ ادنیٰ امانت  
کے بارے میں تسلی کا شکار چلا رہا ہے، انصاف  
جلیل القدر صحابی نے محسوس کیا کہ وہ اس میں کام  
نہایت ہوں گے لہذا ارادہ کیا کہ اس سے کلمہ بخش  
ہو کر مطمئن ہو جائیں۔

لیکن مرنے کا عمل اللہ علیہ وسلم پر  
کیوں کیا بات ہے؟ ان کی بہت وقت اور

ابھارا اور اس کی مزید تاکید کی امانت کا تقاضا اور  
فریضہ دہی ہے جو ہم نے کہا تم عیسوں کو امانت کے  
قدیم مفہوم کو اب بدلتا چلے آئے اور اس قرآنی مفہوم  
کے سامنے میں ڈھالنا چاہئے اس طرح سے آپ گویا  
پوری امت مسلمہ سے یہ مطالبہ فرما رہے ہیں کہ وہ  
ان امور اور ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھائے چنانچہ آپ  
نے صاف صاف فرمادیا "میں اس وقت بھی تم کی بات  
کہتا ہوں کہ تم میں سے جس کسی کو ہم حال بنائیں وہ  
کم زیادہ جو کچھ بھی ہو لا کر حاضر کرے قرآن بھی اس  
کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ  
وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ  
مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ  
إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ  
اللَّهَ وَلْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَوْفَوْا  
بِعَهْدِكُمْ" (سورہ نسا۔ ۵۹)

مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری  
کرو، جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی  
بھی، اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف  
واقع ہو تو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان  
رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول  
کے حکم کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی  
بات ہے اور اس کا مال بھی اچھا ہے۔

اسلام نے غلوں دینی خباثتوں کی مختلف قوتوں  
اور منافستوں سے مکمل تدبیر کی ہے اور اس پر زور  
دیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسعود انصاری نے فرمایا کہ  
"جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حامل دینی مصلح  
بن کر بھیجا پھر فرمایا: "ابو مسعود جاؤ! میں تم سے قیامت  
کے دن اس طرح نہ ملوں کہ تم آؤ تمہاری پیٹھ پر چلتا  
ہوا صدقہ کا وہ اونٹ ہو جس کو تم نے خیانت کر کے  
اپنا یا ہو، (ریسٹر) ابو مسعود نے عرض کیا اللہ کے  
ساتھ قسم نہیں جانتے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ

"بجہم کو مجبور بھی نہ کریں گے نہ لے

اس تربیت نبوی میں ہر پہلو کا لحاظ رکھا  
گیا ہے لہذا جہاں اتنی شدت ہے وہیں ذمہ داریوں  
کو کچھ اقتصادی خصوصیات و انتہا زات بھی دیئے  
گئے ہیں، حضرت مسعود بن شداد سے مروی ہے کہتے  
ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے  
سنا: "جو ہمارا حامل ہو وہ شادی کر لے، اور اگر  
اس کے پاس خادم نہ ہو تو ایک خادم لے لے، اپنے  
کے لئے گھر نہ ہو تو گھر لے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا  
مجھے بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس  
سے زیادہ لے وہ فاسق یا مجوس ہے۔

یہ حدیث حاکم کی تربیت کے سلسلے میں جو امور  
حکومت و رعیت کا جواب دہ ہے یا اپنی خاص ذمہ داری  
کا جواب دہ ہے، اگر اچھا تو حیران مہر ہے جو امانت کے  
دیس معنی کو سمجھے اور منصب کی ذمہ داری کو مہر  
سے جانے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی  
رہنمائی بھی کرتی ہے، اور ساتھ ہی ساتھ حاکم کے  
عاشی مہار زندگی کو بلند کرنے کے ساتھ غرور و غنڈہ  
پیدا کرنے والی چیزوں سے بچانے اور نفرتوں کے  
دروازوں کو بند کر کے عدالتوں کو گول کی نظر دینا  
اس کا مرتبہ بلند کرتی ہے انھیں تربیتی وسائل میں  
سے ایک بات یہ ہے کہ فریضہ نے بدیہ اور رشوت  
کے فرق کو واضح کیا ہے۔

## بدیہ اور رشوت کا فرق

حاکم یا ذمہ دار کو بدیہ کہنا یا خیانت کی صورتوں  
میں سے ایک صورت ہے اسی لئے اسلام نے اس  
پر پوری نظر رکھی ہے کہ بدیہ کے نام پر رشوت کا  
دروازہ نہ کھل جائے، اسی موضوع پر بحث کی اور  
شک و شبہ کو دور کیا

ہنام نے اپنے والد ابو حنیفہ صاحب مدنی سے روایت  
کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اڑ کے ایک کلمہ

لے باب غلوں و عہدہ کے مختصر سنن ابی داؤد

### انہیں سیر النبی اور ہماری زندگی

اس طرح عمل کیا جاتا ہے۔ اور اب ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ایک مکمل اور کامل نمونہ بنا دیا۔ یہ ایک نمونہ ہے کوئی انیت اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے اور یہ نمونہ اس لیے بھیجا کہ تم اس کو دیکھو اور اس کی نقل اتارو تمہارا کام بس یہی ہے۔

### آپ کی ذات شریعت زندگی کا نمونہ تھی

اگر تم باپ ہو تو یہ دیکھو کہ ناظم کے باپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کرتے تھے؟ اگر تم شوہر ہو تو دیکھو کہ عائشہ اور خدیجہ کے شوہر (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کرتے تھے؟ اگر تم حاکم ہو تو یہ دیکھو کہ مدینہ کے حاکم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کس طرح حکومت کی، اگر تم مزدور ہو تو یہ دیکھو کہ مکہ کی پہاڑیوں پر بکریاں چرانے والے مزدور (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کرتے تھے؟ اگر تم تاجر ہو تو یہ دیکھو کہ سرکارِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شام کی تجارت میں کیا طریقہ اختیار فرمایا؟ آپ نے تجارت بھی کی، زراعت بھی کی، ننہی کی، سیاست بھی کی، معیشت بھی کی، زندگی کا کوئی شعبہ نہیں چھوڑا جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نمونہ کے طور پر موجود نہ ہو، بس اتم اس نمونے کو دیکھو اور اس کی پیروی کرو۔ اس مقصد کے لیے ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے، اس لیے نہیں بھیجا کہ آپ کا ایم پیہ یا نقش بنایا جائے، اس لیے نہیں بھیجا کہ آپ کا جھنڈا بنایا جائے، بلکہ سمجھایا جائے کہ ہم نے ان کا حق ادا کر دیا۔ بلکہ اس لیے بھیجا کہ ان کی ایسی اقتضائیں کرو جو بھی صواب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اتسباحت کر کے دکھائی۔

(روحانہ اور اصلاحی خطبات)

کو بدینہ حرام ہے اس کا شمار خیانت میں ہے اس لیے اس نے اپنی ذمہ داری و امانت میں خیانت کیا ہے، جیسا کہ آپ علیہ السلام کے سلسلہ میں فرمادیا ہے کہ یہ بدینہ منصب کی وجہ سے مل رہا ہے جو بدینہ غیر عامل کو ملتے ہے، وہ پسندیدہ ہے اس میں کوئی قیاحت نہیں۔

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ خیال کا بدینہ حرام ہے، اس کا معاملہ گریہ دیا کی طرح نہیں ہے جو باج ہے۔ اس لیے کہ خیال کو بدینہ اس لیے دیئے جانے کا احتمال قوی ہے کہ عامل وصولی میں رعایت برتے جس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، یہ اس کی طرف سے خیانت اور واجب شدہ حق میں کمی کا موجب ہے جس کو مستغنیہ تک پہنچنا ضروری تھا۔

### موجودہ حالات میں اللہ سے کیا رہنمائی ملتی ہے

- ۱۔ حاکم کو رعیت کے بارے میں احکامِ اسلامی دلانا اور متوجہ کرنا اچھی بات ہے جس سے اسلامی معاشرہ کی خدمت ہوگی اور مسلمان حکام کو ترقی حاصل ہوگی۔
- ۲۔ ان ذرائع اور راستوں کا بند کرنا جس سے حاکم کا کام کو بگاڑنے اور معیشت کو نا جائز کر دینے کا راستہ کھلتا ہے۔
- ۳۔ حدیث سے نفوس کی تربیت ہوتی ہے اور صحابہ کرام کا اس صحیح طریقہ حکومت کے انشاء کا نودہ سامنے آتا ہے جس سے مقصد تک رسائی کا راہ کھلتی ہے۔
- ۴۔ یہ حدیث خیانت سے نفرت پیدا کرتی ہے اور زندہ کوس مشربہ چیزوں سے دور رکھتی ہے۔

کو نبی سلیم کے صدقات وصول کرنے پر مقرر کیا۔ جب وہ وصولی کے بعد واپس آیا تو آپ نے اس کا حساب لیا، اس نے کہا یہ تمہارا مال ہے اور یہ (ہم کو) بدینہ ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھے ہو تو کیا سب کو نہ کیا کہ تم اپنے باپ مال کے گھر میں بیٹھے رہتے اور گھر بیٹھے تمہارا بدینہ تم کو مل جاتا۔ اس کے بعد آپ نے تقریر فرمائی۔ پیچھے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، پھر فرمایا اے ابوبکر! میں تم سے کسی آدمی کو ان کا مال کے لیے جن کی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ذمہ داری ڈالی ہے، حامل مقرر کرنا ہوں، جب وہ وصول کر کے واپس آتا ہے تو کھیت کر کے تمہارا مال ہے اور یہ مجھ کو بدینہ کیا گیا ہے، تو اگر وہ پہلے ہی تو ان کے اپنے مال باپ کے گھر میں بیٹھا رہا اس کا بدینہ وہیں آجاتا، خدا کی قسم تم میں سے جو شخص بھی اس میں سے کچھ لے لے گا وہ اس کو قیامت کے دن لے کر حاضر ہوگا، میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملے کہ بھلا تا ہوا وٹ یا ڈکارتی ہوئی لائے یا چلاتی ہوئی لکری اپنے اوپر لادے ہوئے ہو۔ پھر آپ نے اپنے دو نول ہاتھ کو اٹھا یا اتار کر بغل کی سفیدی نظر آنے لگی پھر فرمایا اسے اللہ کریم نے دیرِ عالم، پوچھا دیا، میری آنکھوں نے دیکھا اور کان نے سنا، (صحیح بخاری، نووی)

یہ وہ عام ترجیحی مواقع ہیں، جو مسلمانوں میں بلند قدریں پیدا کرنے کی آپ کی تڑپ و بے لگامی کے بتاتے ہیں، کام کے اندر اخلاص و امانت داری اور مصروفیت عار کو پیش نظر رکھنے کی تعلیم دیتے ہیں تاکہ حاکم و ذمہ دار مشربہ چیزوں میں غفلتوں سے محفوظ رہ کر وہ نمونہ جس کی عوام اقتدار کریں اور اس کو قدر و احترام کی نظر سے دیکھیں۔

حدیث کا فقہی پہلو | حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ مصطفیٰ و محال

# عید میلاد النبیؐ کا پیغام امت مسلمہ کے نام

قمر رام سنگری

کیوں ہے تم کو کم تر کیا کیوں لگ ہے میرے سامنے  
اللہ نے تو دکھا تاریخ ماضی کے ورق  
جو تک کے کاشا نے اہل کو بن کر برقی حق  
وہ جہاں کو جہاں سپاری ہر فرشتی کا سبق

شانے سے شانہ ملا کر آہنی دیوار بن  
اتحادی کا کاک منب مہیا بن!

وہ چکال تک اسیر تنگ دانا نی بہت  
ہو چکی بال تیری شان سلطان بہت  
جنگ بھی لگ کے در پیری پیشانی بہت  
تیرے حق میں نہ رہے رافضی افشا لہ بہت

نام کے مسلم بن کے سر سرفراز ہو  
آسمان حریت میں صاحب پھوڑا ہو

لے مسلمان آہ تک کیوں رہے کا جو خواب  
اللہ نے پیر جس تو بن کے صحت کا سماں  
بخش پھر بخدا تیری کالفت کی شراب  
پھر خدا سے چشم مالکودہ دور کامیاب

جسکا آئین الہیہ کے سر پر تلخ صف  
ہر طرف جب صلح غنا سائیت کالغ تھا

باہر توحید سے لہنے تیرا حب ہے!  
کل جہاں کے واسطہ وقت کا تو پیغام ہے  
بیر و اسلام توبہ تیرا اسم نام ہے  
نقد و شر کو مثلاً تیرا پہلا کام ہے

تیرا فرخہ انصاف و الم اسلام ہو  
ایک ہوں مسلم جہاں بھر کے ترین نام ہو

اے مسلمان ہاں تجھے بازوئے جبر کی قسم  
غزوہ بدر و اھد اور جنگ خبہر کی قسم  
تیغ خالدہ غزوہ اشد اکبر کی قسم  
ہاں قسم قرآن کی ناموسیں پیر کی قسم

پھر کھانے کا چاں کوئی کرکٹ باز اٹھ  
مسلم جانا باز اٹھ اے مسلم جاں باز اٹھ

اے کیوں حکومتیہ فوجیہ و باطل ہے کیوں؟  
اے مسلمان اپنی عزت و قدر سے غافل ہے کیوں؟  
کیوں ہے تو کم کردہ نہ ناواقف منزل ہے کیوں؟  
جو کتنی میں غمخیز تیرا ہے ساحل ہے کیوں؟

کیوں ہے تاریکی میں تو نور آفرین ہوتے ہوئے  
کیوں ہے گمراہی میں قرآن میں ہوتے ہوئے

بند تھویر وقت باری کا کیوں دروازہ ہے؟  
ہر گھر کی تھویر پر یہ ناز کیوں مذہب تلمو ہے  
اس طرح کھو اچھا عالم میں کیوں شیرازہ ہے  
یڑی ہی غلیل کا یقین کیا زہ ہے

چھوڑ دے بھلی رشتہ اور کام لایاں سے  
اپنا رشتہ جو ملے سنت سے اھ قرآن سے

یاد کوں میت محمد بنی اکبر یاد کر  
یاد کوں اسوۂ غار و حق و حیدر یاد کر  
یاد کوں دار عثمان و ابوذر یاد کر  
یاد کوں قربانی سبطا پیسہ یاد کر!

اے امام تربیت! مردانہ جرأت لے کے اٹھ  
اللہ تجھے بدلے دے! خیریت لے کے اٹھ

مسلم اہل شکن اٹھ مسلح احوار اٹھ  
حاجی دین میں، حتیٰ کے علمبردار اٹھ  
پھر جہاں میں کہ ہے الی کا باز اٹھ  
اٹھ میں پھر لے کتنی مہر کی تلوار اٹھ

پھر جہاں شریعت دین حق کا خیر ہو بلند  
پھر نعمائیں غزوہ اللہ اکبر ہو بلند

آدمیت ہو رہی ہے میرے جیسے ہر شکار  
پھر تباہی امن عالم ہو رہی ہے تازہ  
ہر طرف تنہا کے شعلہ ہر طرف شکر شہر  
ساری دنیا میں گئی ہے پھر زمین کا زار

وہ امن چاک گئی میرے محتاج رفو  
عالم امن و امان کو پھر ہے تیری جستجو

پھر دل دے تو تے لیاں سے اہل نظام  
وہ جہاں کو پھر فوجی حکومت کا پیام  
دوب امن و امان کو پھر جہاں میں کون عام  
پھر وہی جو دنیا پر کھینچا گیا کون شام

فرخہ نسیم سے سحر ہو ساری فضا  
گوئی ہو ہر طرف اللہ اکبر کی صدا

قتالے پھر پاک باطل دین و مٹانہ روزگار  
سرد پڑ جائے گمراہی میں خون شعلہ بار  
پھر پائے بزم عالم کو سرا پھا خلد زار  
ہر طرف پھر نصرت لگے مہر مہل

امکانات ملک و ملت یکدم نابود ہو!  
سب ہوں کائنات کے بندے سب ملک موجود ہو!

## R

آپ کی طرف سے درخواست کی جا رہی ہے۔  
 AUTO REFLECTO METER ۲۲.۵  
 ایک ایک کیسٹریٹس، ایک ایک کیسٹریٹس، ایک ایک  
 دو کیسٹریٹس کے کیسٹریٹس کا نام مقام۔  
 ایک ایک کیسٹریٹس کا نام مقام۔  
 آپ کی طرف سے درخواست کی جا رہی ہے۔  
 ایک ایک کیسٹریٹس، ایک ایک کیسٹریٹس، ایک ایک

